دیوبندی مذہب
ناشر
مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ
لاہور

دیوبندی مذہب

مصنّفہ

مناظرِ اسلام حضرت مولانا غلام مہر علی صاحب
خطیبِ اعظم چشتیاں شریف

ناشر
مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ
لاہور

نام کتاب ــــــــــــ دیوبندی مذہب
مصنف ــــــــــــ مناظر اسلام مولانا غلام مہر علی صاحب
چشتیاں شریف
مطبع ــــــــــــ
ناشر ــــــــــــ مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور
قیمت ــــــــــــ ۷۵

فہرست اجمالی ابواب کتاب ھٰذا

پیش لفظ

مولانا غلام مہر علی، ایک تبصرہ، ایک تذکرہ

میانہ قد، گٹھا ہوا دوہرا جسم، گندمی رنگت، تیکھے نقوش، سادہ لباس، سفید اور متوازن داڑھی، رفتار میں للک، گفتار میں کڑک، تحریر میں شوخی، تقریر میں گھن گرج۔ یہ ہیں حضرت مولانا غلام مہر علی۔ اس مبرہن، مدلل، ناقابل تردید صحیفہ اور نہایت ہی محقق کتاب "دیوبندی مذہب" کے مصنف علام۔ اہل سنت کے شہرہ آفاق خطیب۔ عربی کے رواں قلم ادیب اور اردو میں عقائد حقہ کے بیباک نقیب، نامور مدرس اور معروف جہاں مناظر۔ آپ مؤرخہ ۱۵ ر شوال ۱۳۴۲ھ مطابق ۲۰ / جون ۱۹۲۴ء بروز اتوار ضلع بہاولنگر کے معروف گاؤں محمود کولالیکا میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد مولانا میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ انتہائی سادہ لیکن علوم عقلیہ اور نقلیہ کے متبحر اور متخصص عالم دین تھے۔ انہوں نے خاصی لمبی عمر پائی اور حال ہی میں ان کا وصال ہوا ہے۔ مولانا غلام مہر علی ہندوستان کے اس حیری خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، جس کی جنگجوئی، معرکہ آرائی اور شمشیر زنی کے قصے دریائے ستلج کے کنارے پھیلے ہوئے پنجاب میں زبان زد عوام و خواص ہیں وہ ہیں اکبر اعظم کے مشہور باغی "دلا بھٹی"۔ اسی نسبت سے مولانا بھی انتہائی دلیر اور بے باک واقع ہوئے ہیں، مناظروں کی ہنگامہ خیزیاں کسے معلوم نہیں ہیں۔ مخالف فریق کا ہتھکنڈہ، دباؤ، خوف و ہراس اور افواہ سازی بھی ہوتا ہے لیکن مولانا کسی خوف اور دباؤ کے تصور ہی سے واقف نہیں ہیں۔ ان کی کھلڑی میں خوف تو ہے ہی نہیں ہاں بجلیاں بھری ہوئی ہیں۔ دلائل، شواہد اور معقول و منقول کے ذریعے بھی اگر مخالف فریق لَا نُسَلِّمْ ہی کی گردان کرے تو یہ اللہ کا شیر اپنی خدا داد قوتِ بازو کو بھی حرکت میں لا سکتا ہے۔ میں مولانا کو عرصہ پچیس (۲۵) سال سے جانتا ہوں۔ اپنی طالبعلمی کے دوران اگر مجھے کسی مقرر نے اس شعبے میں متاثر کیا ہے تو وہ چند حضرات ہیں، ان میں مولانا غلام مہر علی بھی شامل ہیں۔

تعلیم و تربیت

جیسا کہ عرض کیا مولانا کے والد انتہائی مضبوط اور مستند فاضل تھے۔ انہوں نے اپنے اس لختِ جگر کو قرآن پاک حفظ و ناظرہ کے بعد ابتدائی فارسی، صرف و نحو اور قدرے قافیہ کے علاوہ ابتدائی رسائل منطق بھی پڑھائے۔ خاندانی ورثہ عشق رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم رنگ لایا کہ اپنی عمر کے عین پندرھویں سال والد ماجد مولانا جان محمد مرحوم کے ہمراہ مدینہ طیبہ اور حج بیت اللہ سے سرفراز ہوئے اسی سفر مبارک کے دوران شرح مائۃ عامل اور منیۃ المصلی بھی والد محترم سے پڑھیں۔ ان دنوں مشہور قصبہ پنجن آباد، جو کانگریسی فکر متحدہ قومیت کے حامل اور مولانا حسین احمد مدنی کے ہم خیال دیوبندی علماء کی تگ و تاز کا ہدف تھا۔ بہاولپور میں اگرچہ مولانا خلیل احمد انبیٹھوی کا عاشق رسول شارح اسرار محبت حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری سے تاریخی شکست کھا چکے تھے اور پیکر سوز محبت حضرت خواجہ غلام فرید انبیٹھوی صاحب کی شکست کا اعلان فرما چکے تھے لیکن پھر بھی ان کے اعتقادی سائے ریاست بہاولپور کے دور و دراز علاقوں میں پھیل چکے تھے۔ اسی وجہ سے پنجن آباد بھی ان لوگوں کا مرکز بن چکا تھا یہاں حضرت سند العارفین، تاج المحققین مولانا علامہ پیر سید مہر علی شاہ

صاحب گولڑوی کے ایک عقیدت مند اور مستند عالم دین مولانا غلام مصطفٰے التجبی تشریف فرما تھے۔ دیوبندیوں کے مدرسہ سے مستعفی ہو چکے تھے۔ مولانا نے ان سے کچھ کتابیں پڑھیں اور اس کے بعد ۱۳۶۱ھ میں منچن آباد سے بہاول نگر کے مدرسہ مفتاح العلوم میں داخل ہوئے۔ ایک سال تک اس مدرسہ کے شیخ الحدیث استاذ الکل، امام المناطقہ والفلاسفہ شارح اسرار وحدت الوجود حضرت مولانا فتح محمد صاحب چشتی نظامی سے پڑھنا شروع کیا۔ اس طرح مولانا غلام مہر علی ان خوش نصیب لوگوں میں سے ہیں، جنہیں استاذ العلماء مولانا فتح محمد کی نسبت شاگردی حاصل ہے۔ مولانا فتح محمد کا شمار ان اجلۂ فضلا میں ہوتا ہے جن کو بلا کھٹک قرنِ اوّل کی نشانی اور علوم رازی کا صحیح وارث کہا جا سکتا ہے۔ ان کے تلامذہ میں مولانا غلام مہر علی کے علاوہ اہلِ سُنّت کے سب سے بڑے فقیہہ حضرت مولانا محمد نور اللہ بصیر پوری بھی ہیں۔

حیف صد حیف کہ اتنے بڑے جیّد استاذ، معقول و منقول کے مقتدر امام، تصوّف و طریقت میں قشیری اور ابن عربی کے مظہر کامل پر تا حال کوئی سوانحی کتاب منظر عام پر نہیں آسکی یا کم از کم میری نظر سے نہیں گزری۔ ان کے زیر سایہ مولانا غلام مہر علی نے مولانا محمد اکمل سے کچھ فنی کتابیں پڑھیں۔ اور خود حضرت مولانا فتح محمد سے بھی حاصل استفادہ کیا۔ ایک سال کے بعد طلبِ علم کے لئے لاہور پہنچے۔ اچھرہ کا مشہور عالم دینی ادارہ مدرسہ فتحیہ ان دنوں جوبن پر تھا۔ اور استاذ کامل شیخ المعقول والمنقول مولانا مہر محمد صاحب علم کے موتی لٹا رہے تھے۔ مولانا غلام مہر علی بھی اسی دریا میں غواصی کرنے لگے خود ان کے قول کے مطابق فاستکملت فیھا اکثر الفنون والکتب من شرح القاضی المبارک وحمد اللہ والتوضیح والتلویح واقلیدس والخیالی والامور العامۃ وجمیع کتب الادب العربی وتفسیر جلالین والمشکوٰۃ الشریفۃ علے امام المعقول الاستاذ الشہیر فی لأفاق الحافظ المولٰی مہر محمد رحمۃ اللہ تعالٰی[1] یعنی میں نے اکثر فنون اور کتابیں مثلاً شرح قاضی مبارک، حمد اللہ، توضیح تلویح، اقلیدس، خیالی، امورِ عامہ اور تمام ادب عربی اور تفسیر جلالین اور مشکوٰۃ مولانا مہر محمد سے مکمل کیں۔ اسی طرح دورۂ حدیث سید المفسرین سند المحدثین حضرت علامہ مولانا سید ابو البرکات قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا۔ مولانا غلام مہر علی اس لحاظ سے انتہائی خوش نصیب ہیں کہ وہ استاذ الاساتذہ شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹوی اور اعلحضرت عظیم البرکت امام اہلسنت سیدنا امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی سے صرف ایک ایک واسطے سے نسبت شاگردی رکھتے ہیں۔

تدریس وخطابت

مولانا حزب الاحناف سے فراغت کے بعد سب سے پہلے ضلع فیصل آباد کے مشہور قصبہ پیر محل میں خطیب و مدرّس مقرر ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ابھی سید العارفین امام العشاقِ مصطفٰے فنا فی الرسول نائب اعلحضرت میرے مرشد کامل امام اہلسنت آقائے نعمت سیدی و مرشدی مولانا ابو الفضل محمد سردار احمد صاحب قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ فیصل آباد تشریف نہیں لائے تھے۔ پورے علاقے میں اہانت رسول کی گھٹا ٹوپ گھٹائیں چھائی ہوئی تھی۔ کوئی بھی شخص نعرۂ رسالت بلند کرنے کی جرأت نہ

---

[1] الیواقیت المہریہ ص۱۲۹

کرتا تھا۔ عوام تو سبھی صحیح العقیدہ تھے لیکن خارجی فکر و نظر مسندِ خطابت و تدریس پر مسلط تھا۔ حضرت مولانا ایسے تپتے ہوئے صحرا میں بارانِ رحمت کا پہلا قطرہ ثابت ہوئے۔ جوّادِ مطلق نے تدریس اور خطابت میں حصہ وافر عطا فرمایا تھا۔ معقول و منقول پر مکمل نگاہ، فقہ و حدیث سے کامل آگاہی، تفسیر میں ژرف نگاہی، نحو و اصول پر مکمل عبور کے علاوہ زبان میں بلا کی مٹھاس، سیرت اور سوانح کے گہرے مطالعہ کے سبب تقریر اسقدر پُر تاثیر کہ پورے علاقے میں ڈنکے پٹ گئے۔ اہلسنت کے چمن میں بہار آگئی۔ جعلی تقدس اور پھوکے علمی رعب و داب کے غبارے سے ہوا نکل گئی۔ مولانا گرجنے سے زیادہ برسنے لگے۔ ابھی ایک ہی سال ہوا تھا کہ آپ کے والدِ ماجد پھر عازمِ حرمین ہوئے اس لئے مجبوراً وطن مالوف کو مراجعت ہوئی۔ اسی اثنا میں بلدۂ خیر چشتیاں شریف کے اہل سنت کو جب اس ابھرتے ہوئے نوجوان کی علمی اور تقریری صلاحیتوں کا علم ہوا تو انہوں نے قیام کے لئے مجبور کیا۔ وہ دن اور آج کا دن مولانا اور چشتیاں شریف لازم و ملزوم ہو کر رہ گئے۔ قریباً پون صدی سے چشتیاں شریف سے نکل کر یہ آفتاب ان کونوں کھدروں میں بھی اپنی روشنی پھیلانے لگا۔ جہاں تعصب کے دبیز پردوں میں شبِ یلدا کا سماں پیدا کر رکھا تھا۔ آپ کی تقریر گھن گرج، زیر و بم، فصاحت و بلاغت، متانت و ظرافت کا کامل مرقع ہوتی ہے۔ دلائل کی یلغار، پاٹ دار لہجہ، مترنم آواز، تلاوت قرآن کا انوکھا انداز، طنز اور مزاح کا دلکش سماں ہزاروں انسانوں کو مسحور کئے پوری پوری رات بیگانۂ این و آں کئے رکھتا ہے۔ غرض کہ آپ کی خطابت نے معرکۃ الآرا مناظروں کو جنم دیا۔ آپ فاتح بن کر ابھرے۔ اور غنیم ہزاروں پاپڑ بیلنے اور لاکھوں داؤ کھیلنے کے باوجود حضور مہرِ عالم سید العارفین پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس چہیتے مرید اور اعلیٰ حضرت امام بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سچے فدائی کو زیر نہ کر سکا۔ اس مردِ تنہا نے لشکر اعداء میں ایسی بھگدڑ مچائی کہ دیوبند سے لے کر نجد تک پوری کائنات خارجیت دہل کر رہ گئی۔

تصوّف و طریقت

جیسا کہ نام سے واضح ہے "وہ غلام" مہر علی ہیں۔ آپ کے والدِ ماجد کے ہاں اولاد نہ ہوتی اور فوت ہو جاتی تا آخر انہوں نے نذر مانی کہ اب جو فرزند ہوگا اس کا نام اپنے مرشد کامل سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ سے منسوب رکھوں گا اور عالم بھی بناؤں گا۔ چنانچہ مولانا جون ۱۹۲۴ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کا یہ نام رکھا گیا۔ اس طرح طریقت گویا اُن کی گھٹی میں ڈالی گئی۔ جب مولانا نے ہوش سنبھالا تو اس وقت حضرت قبلہ عالم گولڑوی کا وصال ہو چکا تھا۔ حضرت گولڑوی کے لختِ جگر پیر سید غلام محی الدین گولڑوی کا دورِ شباب تھا۔ وہ اپنے والد کی کیف و مستی، عشق و محبت، حُبِ رسالت سوز و گداز کے صحیح وارث تھے۔ مولانا نے انہیں سے بیعت کی۔ حضرت بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کی توجہات نے مولانا کو سوزِ رومی سے آشنا کیا۔ علم ظاہری تو وافر تھا ہی۔ آپ نے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم کے اسرار و رموز تک رسائی حاصل کی۔ گذشتہ سطور میں عرض کیا گیا ہے کہ مولانا کو حضرت الاستاذ العلام مولانا فتح محمد بہاولنگری کا شرف تلمذ حاصل ہے۔ وہ بھی اپنے دور کے بہت بڑے وجودی تھے۔ نظریۂ وحدت الوجود مولانا بہاولنگری کا خاص

موضوع تھا۔ اسی بنا پر یہ ہونہار تلمیذ بھی فیض استاذ اور نگاہ مرشد سے اسی عقیدۂ حقّہ کا مبلغ اعظم بن گیا۔ مولانا اس مسئلہ میں اتنے پختہ بلکہ غالی ہو چکے ہیں کہ وہ نظریۂ وحدت الشہود کو نقد و نظر کے ترازو میں تولتے رہتے ہیں۔ ان کے نزدیک حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کے بعد صرف تین بزرگ اس قابل ہیں جن کی بارگاہوں میں ان کے جذباتِ عقیدت مچل مچل کر سلام عرض کرتے ہیں۔ وہ شیخ المحققین برکت الرسول فی دیار الہند سیدنا شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی، سید العارفین مہر عالم سیدنا پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی اور شیخ الاسلام والمسلمین مجدد ملت اسلامیہ شیخ العرب والعجم عبد المصطفےٰ حضرت الامام الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔ مولانا اپنی تقریروں میں حقیقت محمدیہ اور نظریۂ توحید اکابر کی مستند تصانیف اور امام اہلسنت سرکار رضا بریلوی کی نثری اور شعری دلائل اور شیخ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہم کے ارشادات کی روشنی میں بڑے دھڑلے سے بیان کرتے ہیں۔ مثنوی مولانا روم سے اس موضوع پر بیسیوں اشعار پڑھتے ہیں۔ میں نے کئی مرتبہ مولانا کو اس نظریہ سے اختلاف کرنے والے اکابر علم و فضل پر جرح و تنقید کرتے سنا۔ جب سے فصوص الحکم اردو میں چھپی ہے، مولانا اس کی اشاعت کے مبلغ بن گئے ہیں۔

سیاست

تمام سُنّی علماء کی طرح مولانا بھی جمعیت علماء پاکستان کے سرگرم حامی بلکہ ان چند افراد میں سے ہیں جنہیں اس تنظیم کا اساسی رکن ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ جمعیت کی تمام سیاسی پالیسیوں کے مؤید ہیں۔ ۱۹۷۰ء میں جمعیت کے ٹکٹ پر حلقہ چشتیاں سے قومی اسمبلی کا الیکشن بھی لڑا لیکن پیپلز پارٹی کے سیلاب کی وجہ سے کامیاب نہ ہو سکے۔ آپ قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی کے پُرجوش اور سرگرم فدا کاروں میں سے ہیں۔ انہیں عصرِ حاضر میں اہلسنت کا نجات دہندہ سمجھتے ہیں۔ ضلع بہاولنگر میں جمعیت کے مضبوط ستون ہیں۔ جمعیت کی سب پالیسیوں کی پُرجوش حمایت کے باوجود ماضی قریب میں جمعیت کے متحدہ جمہوری محاذ (U-D-F) اور پاکستان قومی اتحاد (P-N-A) میں شمولیت اور قابل اعتراض لوگوں سے سیاسی اشتراک کو پسند نہ کرتے تھے۔ لیکن جمعیت کی پالیسی سے سرمو انحراف نہ کیا۔ وہ پاکستان میں مکمل نظام مصطفےٰ کے عملی نفاذ پر زور دیتے ہیں۔ ہر چند کہ سیاست ان کا طبعی اور فطری موضوع نہیں لیکن وہ اس بُت خانے میں اذانِ اسلام دینا جہاد سمجھتے ہیں۔

قلم و قرطاس

مولانا تمام علماء حق کی طرح دین کا دفاع صرف زبان سے نہیں، قلم سے بھی کرتے ہیں۔ عقائد کے باب میں ان کی نظر انتہائی گہری ہے۔ مطالعہ بہت وسیع، استدلال اور استنباط کی قوت بڑی وافر ہے۔ بنا بریں ان کے جذبات نوکِ خامہ سے سینۂ قرطاس پر پھیلتے رہتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ان کے قلم میں میر و مرزا کا تغزل، داغ اور غالب کا انداز تحریر، ابوالکلام کی شستگی اور رشید صدیقی کی کاٹ نہیں۔ الفاظ سادہ، عبارت من بھاتی، عوامی ذہن پر دستک دیتی ہے۔ دلائل کا لاؤ لشکر، شواہد کا انبار اور نقد و جرح کے قافلے ان کی قلمی عظمت کے نشانات ہیں۔ عربی میں بھی بلاد گی رواں رہتی ہے۔ قائد تحریک آزادی

حضرت امام فضل حق خیرآبادی کی نادرۂ روزگار تصنیف "الثورۃ الہندیہ" کی عربی شرح "الیواقیتہ المہریہ" کے نام سے تحریر فرمائی۔ اس کے حاشیے میں اہلسنت کے موجودہ علماء کا تعارف لکھا۔ یہی زیر نظر کتاب "دیوبندی مذہب" پروفیسر الیاس برنی کی شہرۂ آفاق کتاب "قادیانی مذہب" کی طرز پر لکھی گئی۔ دیوبندی طبقۂ خیال کے پورے لٹریچر کو چھان ڈالا۔ بین السطور کو جھانکا حاشیوں کو ٹٹولا۔ شروح کو پرکھا۔ جتنی بھی اعتقادی ایمانی، اخلاقی اور عملی کمزوریاں نظر پڑیں۔ جمع فرما کر عام آدمی کو بھی دیوبند کے پھاٹک میں داخل کر دیا۔ سینکڑوں حوالے ناقابلِ تردید دلائل اور اٹل شواہد اس طرح پیش فرمائے کہ گنگوہ، نانوتہ، تھانہ بھون اور دیوبند کے علمی حلقوں میں کھلبلی مچ گئی۔ زبان و بیان، قلم و قرطاس کے بڑے بڑے طرہ دار مدعیان آج تک اس پیکر سادہ کا جواب لانے سے قاصر ہیں۔ مولانا وہ قابل فخر مصنف ہیں، جنہوں نے اعلاء کے دلائل کو اناڑا، دعووں کو جھٹلایا اور جھوٹے تقدس کی رداؤں کو پھاڑا ہے۔ حضرت مولانا محمد انوار الاسلام قادری رضوی مالک مکتبہ حامدیہ میرے پیر بھائی حضور سیدی و مرشدی محدث اعظم پاکستان مولانا شاہ محمد سردار احمد چشتی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید اور شاگرد ہیں۔ حضرت نے جو جذبۂ دین اپنے وابستگان دامن میں بھرا اسی کا اظہار اس لازوال کتاب کی اشاعت ہے۔ مولانا غلام مہر علی پنجابی میں شعر بھی کہتے ہیں۔ اور بھی کتابیں آپ کی علمی اور قلمی یادگار ہیں۔ الغرض مولانا غلام مہر علی اقبال کے اس شعر کا مکمل مرقع ہیں ؎

قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت ۔۔۔ یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

دیوبندی فکر کی سیاسی تحریک

برصغیر پاک و ہند کے مسلمان اس لحاظ سے بڑے خوش نصیب ہیں کہ انہیں اسلام کی لازوال دولت، اُن قدسی صفات نفوس کے ذریعے ملی جنہیں شرعی اصطلاح میں اولیاء اللہ کہا جاتا ہے۔ ان حضرات کے فقر غیور اور تعلق باللہ نے انسانیت کی مردہ روحوں میں صور اسرافیل پھونک دی۔ اور اصنام کے پجاری انسان خدائے واحد و یکتا کے حضور سربسجود ہونے لگے۔ شرک کی سنڈاس، کفر کے خار و خس کی جگہ توحید کی عطر بیزی اور ایمان کے لالہ و گل کھلنے لگے۔

بحیثیت مجموعی حضرت محمد بن قاسم سے لے کر ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی تک پورے برصغیر میں اعتقادی اتحاد کا مظاہرہ تقریباً صحیح پیمانے پر ہوتا رہا۔ اور محبتوں کے اس چمنستان کو خزاں کا کوئی جھونکا نہ چھو سکا۔ ہاں ایسٹ انڈیا کمپنی کی آمد کے بعد کہیں کہیں صرصر کی سرسراہٹ محسوس ہونے لگی تھی۔ اسلامی ہندوستان کے شہنشاہوں کی کمزوری، بے عملی، کاہلی اور ناؤ نوش میں استغراق کے باعث چمڑی کے سفید اور دل کے سیاہ فرنگی نے حصار اسلام میں دراڑیں ڈالنا شروع کیں۔ دشمنان اسلام کی ریشہ دوانیوں کے باعث میر جعفر اور میر صادق ایسے غداران وطن جنم لے چکے تھے۔ فرنگی نے اپنی تجوریوں کے منہ کھول کر حریص ہندوستانیوں کی متاع ایمان کو لوٹنا شروع کیا۔ پھر کیا تھا افتراق، انتشار، تشتت کے جھکڑ چلنے لگے۔ محبتوں کا چمن خزاں رسیدہ، اور صرصر گزیدہ ہو گیا۔ باہمی اختلاف رائے، مذہبی انتشار کا پیش خیمہ ہو گیا۔ مسلمان اپنی سطوت کھو بیٹھا۔ اعتقادی محاذ میں

ایسا افتراق پیدا ہوا کہ ملّتِ اسلامیہ فرقہ بندی کی تاریک اور گھپ اندھیری غاروں میں اتر گئی۔ حتیٰ کہ خدائے واحد و یکتا کی ذاتِ ازلی و ابدی بھی موضوعِ بحث بن گئی۔ اُسکے امکانِ کذب اور خلفِ وعد و وعید پر بحثیں اٹھ کھڑی ہوئیں اور علماءِ اسلام کا زورِ قلم اسلام ہی کا نام لینے والوں کے خلاف صرف ہونے لگا۔ انگریزی سازش نے اپنے پروگرام کو جامۂ عمل پہنانے اور اپنے مسلّمہ اصول "ڈیوائڈ اور حکومت کرو" پر پورا پورا عمل کیا۔ حضرت محمد بن قاسم کے بعد فرنگی کی آمد تک نہ تو خُدا کی ذات ہی موضوعِ سُخن تھی اور نہ ہی کوئی دریدہ دہن حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ گیتی پناہ میں ہرزہ سرائی کی جسارت کر سکتا تھا۔ پس انگریزی مرزا غلامت نے سب سے پہلے خدا اور رسول کے خلاف یاوہ گوئی کی جرأت دلائی۔ اور لوگ برطانوی زر لے کر ژولیدہ بیانی کرتے، خامہ فرسائی فرماتے، گو لیے مٹکاتے اور زلف لہراتے ہوئے سرورِ دو جہاں کی ذاتِ شفاعت مآب پر چھینٹے اڑانے لگے۔ ملّتِ اسلامیہ لخت لخت ہو گئی۔ ردائے امن تار تار کر دی گئی، الحاد اور اہانتِ رسولؐ کے اژدھا کوچہ و بازار تو کیا منبر و محراب میں پھنکارنے لگے۔ اب کیا تھا، بدعت کا گھوڑا بگٹٹ ہو گیا۔ اہانتِ رسول کی پوری ایک تحریک کھڑی ہو گئی۔ نئے نئے عقیدوں اور مذاہب نے جنم لیا۔ تا آنکہ جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء کے تقریباً دس سال بعد ضلع سہارنپور کے ایک قصبہ مسمیٰ دیوبند میں ۱۸۶۶ء میں ایک عربی مدرسہ کی داغ بیل ڈالی گئی۔ جس کی اصل تحریک مولوی ذوالفقار علی اور مولانا شبیر احمد عثمانی کے والد مولوی فضل الرحمان نے کی۔ اس کے پہلے مدرّس ملّا محمد محمود تھے۔ جن کو اس وقت پندرہ روپیہ ماہوار پر ملازم رکھا گیا۔ اور یہ مدرسہ دیوبند کی چھتہ مسجد میں شروع ہوا۔

وقت کی رفتار جُوں جُوں تیز ہوتی گئی، انگریزوں کے اس مفتوحہ ملک میں یہ مدرسہ ترقی کرتا چلا گیا۔ اس سے بعض جزوی اختلافات کے باوجود ہم زبان اور ہم نوا ادارے ندوہ اور علیگڑھ بھی مسلسل بامِ ترقی کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ اب دیوبند ایک مستقل تحریک، مکتبۂ فکر بلکہ مذہبی فرقہ کی حیثیت اختیار کر گیا۔ اس میں شک نہیں کہ علمی نقطۂ نگاہ سے بڑے بڑے ذی علم حضرات بھی اس کی کوکھ سے پیدا ہوئے، ناموری اور شہرت اس کی بلائیں لینے لگیں۔ طلباء کا لشکرِ جرّار، اساتذہ کا جمِ غفیر، بجٹ کا ہوشربا حجم، لائبریری کی وسعتیں، عمارات کا حسن و جمال، سر بہ فلک محلات کی خیرہ چشمی یقیناً اس قابل ہیں کہ کوئی بھی انصاف پسند مؤرخ اُن سے چشم پوشی نہیں کر سکتا۔ یہی ادارہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے سیماب صفت پوتے شیخ المحدّثین حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے انقلابی مزاج بھتیجے اور شاہ عبدالغنی کے نامور بیٹے مولوی محمد اسماعیل کا فکری وارث ہوا۔ پرانے حنفی خیالات سے ہٹ کر محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید اور مولانا محمد اسماعیل کی تقویۃ الایمان کے بیان کردہ عقائد کا طاقتور نقیب ثابت ہوا۔

اس ادارہ میں نصابِ تعلیم تو قدیم نصابِ نظامی ہی تھا لیکن جدید سیاسات اس کے رگ و پے میں خون کی

۱؎ موجِ کوثر مصنفہ شیخ محمد اکرام صفحہ ۲۲۶۔

طرح گردش کرنے لگیں۔ اس کے اکابرین میں سے مولوی مملوک علی تو سرکار انگریزی کے ملازم ہونے کے باعث کوئی زیادہ
سیاسی کردار ادا نہ کر سکے البتہ دوسرے حضرات مثلاً مولانا محمود الحسن دیوبندی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا
اشرف علی تھانوی، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا حسین احمد مدنی ہندوستانی سیاسیات میں خاصے سرگرم رہے۔ دیوبند
چونکہ جناب سید احمد بریلوی اور مولوی اسماعیل دہلوی کا مذہبی ترجمان بھی تھا۔ اس لئے اس کے فرزندوں اور ان
کے معتقدین نے اپنی شرعی اور روحانی تعبیرات کو دیوبندی مسلک سے تعبیر کیا۔ دیوبندی ذہن و فکر کے مؤثر ترجمانوں
شیخ محمد اکرام، مولانا غلام رسول مہر، چراغ حسن حسرت اور شورش کاشمیری وغیرہ نے ان حضرات کے علم و فضل زہد و
اتقا، خلوص و للہیت، تہور و جرأت، بے خوفی و بے باکی کو افسانوی حد تک قصیدہ خوانی کے باوجود ان کی خشک مزاجی،
طبعی سنگی، محدود سوچ، برہنہ گفتاری چندہ طلبی کی انتہا اور جاہ پسندی تک کو بڑی فراخدلی سے تسلیم کیا ہے۔ بلکہ شیخ اکرام
(سی ایس پی) نے سید احمد بریلوی اور مولانا محمد اسماعیل کے جانشینوں کی اسی تلخی اور ترشی کو وہابیت قرار دیا ہے۔
غیر مقلدیت کے جرائم کو انہی حضرات کا اختلاج طبیعت فرمایا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی شہرہ آفاق کتاب موج کوثر میں
جو فکری لالہ و گل کھلائے ہیں ان میں دیوبندی فکر کو اہل حدیث قرار دیتے ہیں چنانچہ انہوں نے تنقید کی سان پر بیچارے
اہلحدیثوں کو سیاہ کیا ہے جبکہ حقیقت میں تلخی کے عناصر دیوبندیوں میں زیادہ پائے جاتے ہیں۔ ان کی رائے سے شدید اختلاف کے
باوجود صرف ان کی ذہنی ناہمواری، حقائق سے گریزپائی، دلائل سے تہی دامنی اور حقیقت کے خلاف کھلی جنگ کا
ایک ہلکا سا مظاہرہ ملاحظہ فرمائیں۔

بریلوی پارٹی ۱؎

سرسید نے جس اصول کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس کی نظری صحت میں کلام نہیں۔ لیکن اہلحدیث
نے "فروعات" میں قوم کی دیرینہ روایات کا جس طرح احترام نہیں کیا اور اس معاملے میں قوم
کے سب سے بڑے عالم، امام الہند شاہ ولی اللہ کے طریق کار کو ترک کر دیا ہے اس سے دو قابل ذکر نتیجے نکلے ہیں
جو دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اور دونوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں جسے وہابی اہل الرائے پسند کرتے ہوں
پہلا نتیجہ اصلاحی تحریک کے خلاف زبردست ردعمل اور بریلوی پارٹی کا آغاز ہے۔ صوبجات متحدہ کی جس بستی
"رائے بریلی" میں مولانا سید احمد بریلوی پردۂ عدم سے ظہور میں آئے تھے اس کی ایک ہم نام بستی بانس بریلی میں ۱۲۷۲ھ
میں ایک عالم پیدا ہوئے مولوی احمد رضا خاں نام۔ انہوں نے کوئی پچاس کے قریب کتابیں مختلف نزاعی اور علمی
مباحث پر لکھیں۔ اور نہایت شدت سے قدیم حنفی طریقوں کی حمایت کی۔ وہ تمام رسوم فاتحہ خوانی، چہلم، برسی،
گیارہویں، عرس، تصور شیخ، قیام میلاد، استمداد از اہل اللہ مثلاً (یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ) اور گیارہویں
کی نیاز وغیرہ کے قائل ہیں۔ ان کے اختلاف صرف وہابیوں سے نہیں بلکہ دیوبندیوں کو بھی غیر مقلد اور وہابی کہتے
ہیں۔ اور بعض بریلوی تو شاہ اسماعیل شہید جیسی ہستیوں کو بھی کافر کہنے یا کم از کم ان کی تصانیف اور ان کے ارشادات

۱؎ موج کوثر مصنفہ شیخ محمد اکرام ص ۵۲

پر سخت اعتراضات اور اظہارِ نفرت کرنے میں تامل نہیں کرتے۔،،

دیکھا آپ نے شیخ محمد اکرام صاحب کی دُر فشانی کو کہ وہ دن کے اجالے میں تاریخ کے رُخ زیبا پر بڑی دیدہ دلیری سے سیاہی مل رہے ہیں۔ اور اہلِ عشق کے میر قافلہ وارثِ علوم رسالت اعلیٰحضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہوئے کس بے خبری سے فرماتے ہیں کہ ”۱۲۷۲ھ میں ایک عالم پیدا ہوگئے۔ مولوی احمد رضا خاں نام“ نیز شاہ ولی اللہ کے طریق کار کو ترک کرنے کے جو نتائج شیخ صاحب بیان فرماتے ہیں۔ ان میں بقول ان کے ایک ”بریلوی پارٹی،، اور دوسرے ”اہل القرآن،، کا وجود ہے۔ دیکھئے شیخ صاحب نے اپنی کتاب کا نام تو موجِ کوثر رکھا لیکن قلم میں لہر گنگا کی ہے

ع۔ آپ ہی بتلائیں ہم بتلائیں کیا

وہ دیوبندی اور اہلِ حدیث حضرات کی بے جا وکالت میں قلمی متانت کو بھی خارج البیت قرار دیکر منکرین حدیث نام نہاد اہل قرآن کے طائفہ قلیلہ کے دوش بدوش ملک کے اکثریتی عقیدہ سوادِ اعظم اہل سنت کو کھڑا کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی اس فکر کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لئے میں انہی کے قبیلہ کے ایک شاعر حکیم مومن خاں مومنؔ کا یہ شعر نذر کررہا ہوں۔

مومن نہ توڑ رشتہ زنار برہمن!! مت کروہ بات جس سے کوئی دل شکستہ ہو[1]

لیکن شیخ صاحب نے انتہائی دلآزار اور دامن سوز اندازِ تحریر اختیار کرکے جہاں متانت اور شرافت کا سرعام خون کیا ہے، وہاں اپنے اکابرین کی روایتی تنگ ظرفی کا بھی بھرپور مظاہرہ کیا ہے۔ کتنی بڑی جسارت ہے کہ وہ اہلسنت کو بریلوی پارٹی، وہابیوں کی تنگ دلی کا نتیجہ، اہل قرآن کا ہم مرتبہ اور اعلیٰحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کو صرف فروعی اور نزاعی مسائل پر پچاس کے عدد پر محصور فرمارہے ہیں۔ شیخ صاحب اس وقت اگر دنیا میں ہوتے تو ان کے قلم کی جولانیوں کو روک کر ان کے کان میں حضرت مصطفےٰ خاں شیفتہؔ کا یہ مقطع انڈیل دیتا

شیفتہ کیسے ہی معنی ہوں مگر نامقبول اگر اسلوبِ عبارت میں متانت کم ہو[2]

لیکن شیخ صاحب کے ذہن و فکر میں اسی مدرسہ دیوبند کا سکہ رواں ہے، جس کا تذکرہ قریب ہی کی گذشتہ سطور میں گزرا ہے۔ ہندوستان کی بدقسمتی ہی کہی جائے گی کہ اس مدرسہ کے بلند و بالا ایوانوں میں سے جو بھی نکلا وہ ذہنی طور پر پریشاں خیالی ۔ تضادات کا لاؤ لشکر، اصول شکنی کی تکلیف دہ روایات اور اپنی موروثی تنگدلی کا بارگراں لے کر نکلا۔ نتیجتاً ہندوستان میں سر پھٹول ہما ہمی، جنگ و جدل اور نزاع و اضطراب نے فرنگی جبر و استبداد کی زنجیریں کاٹنے کی بجائے اس کے خونین پنجوں کو مزید گہرا کردیا۔ ستم بالائے ستم یہ کہ برطانوی استعمار کو انہی علمبردارانِ شریعت، وارثانِ منبر و محراب کی طرف سے سیاسی آب و دانہ ملنے لگا۔ جس کے بے شمار شواہد لی

---

[1] کلیاتِ مومن جلد اوّل ص۱۶۷۔ مجلس ترقی ادب لاہور [2] کلیاتِ شیفتہ ص۱۱۱۔ مجلس ترقی ادب لاہور۔

کتاب "دیوبندی مذہب" میں فاضل مصنف علامہ غلام مہر علی صاحب کے نوکِ خامہ سے بکھرے پڑے ہیں۔
کون نہیں جانتا کہ دیوبندی طبقۂ خیال کے قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی سے لے کر مولانا حسین احمد مدنی تک تمام اکابر و عمائدِ دیوبند انگریزی حکمتِ عملی کے شرعی پرچارک تھے۔ اور انگریز ستمگر بھی اس مذہبی کم سیاسی زیادہ تحریک کا قدر دان تھا۔ خدا بھلا کرے مولانا عبدالحکیم شرف قادری کا کہ انہوں نے ایک نایاب کتاب مخزن احمدی جو دیوبندی سیاسی تحریک کے مؤسس اوّل جناب سید احمد بریلوی کے ایک بھانجے کی تصنیف ہے، مجھے عطا فرما کر ممنون فرمایا ہے۔ اس سے پہلے جب جناب جعفر تھانیسری اور مرزا حیرت دہلوی کے حوالے دیئے جاتے تھے تو یہ حضرات ان کے غیر ثقہ، ناقابل اعتماد اور پست معیار تحقیق کو بہانہ بنا کر معترضین کو پٹخنی دے کر نکل جاتے تھے۔ لیکن سید احمد بریلوی کے بھانجے سید محمد علی کی ۱۱۹ صفحات کی اس نادر کتاب میں گھر کے بھیدی نے جو لنکا ڈھائی ہے۔ اس کا جواب نہیں دیا جا سکتا۔ وہ لکھتے ہیں۔

"کہ انگریزی بر اسپے سوار مع چند محافہا پر از طعام متصل کشتی رسید و پرسید کہ پادری صاحب کجا است؟ حضرت از کشتی جواب دادند کہ ایں جا موجودم تشریف بیارند فی الفور از اسپ فرو در آمدہ و کلاہ خود بدست خود گرفتہ ہمچناں بکشتی رسید و بعد از پرسش حال یکدگر بعرض رسانید کہ از سہ روز خبر داران، اخبار قافلہ تشریف بہمراہی حضرت موجود بود امروز خبر آوردند کہ اغلب کہ حضرت مع قافلہ امروز بمحاذات مکان شما فرو کش خواہند گردید۔ ایں نوید فرحت جاوید برائے ترتیب ماحضری تا غروب آفتاب مشغول بودم۔ چوں طیار گردید بخدمت حاضر آوردم حضرت ملازمان را مامور ساختند تا آن اطعمہ را از ظروف وادانی ایشاں بر آوردہ بظروف خویش بگیرند ماموریں حسب الامر بجا آوردہ در قافلہ تقسیم ساختند و مقدار دو ساعت نجومی آن انگریز بحضور ماندہ و رخصت خواستہ روانہ گردید[1]

ترجمہ:۔ انگریز گھوڑے پر چند برتن خوب طعام سے بھرے ہوئے تھے، لے کر کشتی کے قریب پہنچا۔ اور پوچھا کہ پادری صاحب کہاں ہیں۔؟ حضرت نے (سید احمد) کشتی سے جواب دیا کہ میں یہاں موجود ہوں۔ تشریف لائیں۔ وہ فوراً گھوڑے سے اترا، ٹوپی ہاتھ لی اور اسی طرح کشتی میں پہنچا۔ حال احوال پوچھنے کے بعد عرض کیا تین دن سے میرے خبر رساں ذریعوں نے آپ کے قافلے کی خبر دی۔ آج پتا چلا کہ غالباً آپ میرے مکان کے قریب اتریں گے۔ یہ خوشی کی خبر سُن کر غروب آفتاب تک کھانا پکوانے میں مشغول رہا۔ جب تیار ہو گیا۔ خدمت میں لے آیا۔ خادموں کو حکم دیں وہ کھانا اپنے برتنوں میں

[1] مخزن احمدی مصنفہ سید محمد علی صفحہ ۷۱ مطبوعہ۔ مفید عام آگرہ

اُنڈیل لیں۔ حکم کے مطابق کھانا قافلے میں تقسیم کیا گیا۔ کچھ دیر وہ انگریز آپ (رسید احمد) کی خدمت میں حاضر رہا۔ پھر اجازت چاہی۔"

دیوبند اور طریقت سطورِ بالا میں ذکر کیا گیا ہے کہ دیوبند جناب سید احمد بریلوی مولانا محمد اسماعیل دہلوی کے فکر و نظر کا ترجمان ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ دونوں حضرات محمد بن عبدالوہاب نجدی کا ہندوستانی ایڈیشن تھے۔ اس لحاظ سے وہابی فکر و نظر کا سچا اور سچا ترجمان بھی قصرِ دیوبند ہی نظر آتا ہے۔ دیوبندی جماعت کے قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی نے محمد بن عبدالوہاب کی کتابوں اور فکر و نظر کی جس طرح تحسین کی ہے وہ اس کے لئے کافی شہادت ہے۔ وہابی تحریک کا بنیادی مقصد "پیری فقیری" اور تصوف و طریقت کے ایوانوں کو زمیں بوس کرنا ہے۔ لیکن یہ بھی ان تضادات میں سے ایک شاہکار تضاد ہے جو دیوبند کی گھٹی میں دیئے گئے ہیں۔ کہ حضور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری۔ حضرت خواجہ شہاب الدین عمر سہروردی، حضور خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی کے علاوہ سرکار غوث الثقلین کریم الطرفین سید نا شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسماءِ گرامی سے منسوب سلاسلِ اولیاء ہی سے کسی سے تعلق روح رکھنا تو ان حضرات کے نزدیک شرک، بدعت اور نا معلوم کیا کیا حیثیت رکھتا ہے لیکن خود اسی طریقت اور تصوّف کے بل بوتے پر اپنی تحریکوں کی بنیادیں استوار کرتے ہیں۔ دیوبندی لٹریچر کی چھان پھٹک سے یوں تو "اولیاء" کی بڑی بہتات نظر آتی ہے بلکہ پنجابی محاورے کے مطابق اینٹ اکھاڑنے سے ولی نظر آتے ہیں۔ ہر دیوبندی قطب، غوث ولی اور ابدال کے مراتب پر فائز ہونے کا دعویدار ہے۔ دورِ جدید میں مولانا عبد اللہ درخواستی، مولانا احمد علی لاہوری۔ مولانا عبد القادر رائے پوری۔ مولانا سراج دین دین پوری، مولانا عبید اللہ انور اور مفتی فقیر اللہ صاحب اور ان کے صاحبزادے مولوی عبد اللہ رساہیوال، ولائیت کے بامِ عروج پر ہونے کے دعویدار ہیں۔ اور کشف و کرامات، خوارق عادت جو اگر بریلویں کے ہاں ہو تو شرک۔ اپنے ہاں ضروری اور عین توحید۔

لطیفہ چلتے چلتے یہ لطیفہ بھی سنتے چلیئے کہ جب مولانا احمد علی صاحب لاہوری کا انتقال ہوا اور وہ قبرستان میانی صاحب میں دفن ہوئے تو دیوبندی پریس نے آسمان سر پر اٹھا لیا کہ مولانا کی قبر سے عین اسی طرح خوشبو آ رہی ہے، جس طرح امام بخاریؒ کی قبر سے آتی تھی۔ ضعیف الاعتقاد اور توہم پرست بھولے بھالے عوام بھی چونکہ مولانا لاہوری کے عقائد آگاہ تھے اور لوگ جانتے تھے کہ انہوں نے حضور سید نا داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کے مزار پُر انوار کا انکار کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ تو مجھے کشف سے معلوم ہوا ہے کہ شاہی قلعہ میں ہے۔ اس بنا پر لوگوں نے توجہ نہ کی اور یہ کھڑاگ چند دن چل کر دم توڑ گیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ساہیوال میں مولوی فقیر اللہ صاحب کا انتقال ہوا۔ وہ یہاں ایک ادارہ جامعہ رشیدیہ کے نام سے چلا رہے تھے اور یہ ادارہ ساہیوال میں نظریۂ پاکستان کے مخالف کانگریسی اور احراری مولویوں کا بڑا مرکز ہے۔ چنانچہ جسٹس محمد منیر کی تحقیقاتی رپورٹ برائے فسادات پنجاب

سنہ ۱۹۵۳ء کے صفحہ ۱۸۹ میں اس ادارہ کا تعارف یوں کرایا گیا ہے۔ "احراری یہاں ایک ادارہ چلا رہے ہیں، جس کا نام جامعہ رشیدیہ ہے اور یہ ادارہ احراریوں کی مذہبی، سیاسی سرگرمیوں کا سب سے بڑا مرکز ہے،" مولوی فقیر اللہ صاحب کے تین لڑکے مولوی حبیب اللہ، مولوی لطف اللہ اور مولوی عبداللہ کانگریسی اور احراریوں میں بڑی شہرت کے مالک تھے۔ مولوی لطف اللہ فنِ تقریر میں دیوبندیوں کے موجودہ شعلہ بداماں خطیب مولوی ضیاء القاسمی کے استاذ تھے۔ فنِ تقریر میں مولوی حبیب اللہ بھی کم نہیں ہیں۔ اور مولوی عبداللہ صاحب کی شہرت یہ ہے کہ وہ "نعمانی" انور شاہ کشمیری کے بعد سب سے بڑے مدرس ہیں۔ جب اتنے بڑے شہرت یافتہ تین بیٹوں کے باپ مفتی فقیر اللہ صاحب فوت ہوئے تو انہوں نے بھی قبر سے خوشبو آنے کے دعوے کو خطابت کے تمام لوازم کے ساتھ بڑے زور سے پیش کیا۔ اور نوبت لاہوری اور سہارنپوری دیوبندیوں کے مابین دھینگا مشتی اور ہاتھا پائی تک پہنچی۔ ولائت میں دونوں گروپ اپنے اپنے بزرگ کو بڑا ثابت کرنے کے لئے جتن کرتے رہے۔ اسی لطیفے کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ آج کل دیوبندیوں کے مولنا عبداللہ درخواستی اور مولانا رائے پوری کے مریدوں میں اکثر آویزش رہتی ہے۔ درخواستی صاحب پنجابی ہیں اور ارائیں برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے ارائیں برادری کے وہ لوگ جو دیوبندی عقیدہ رکھتے ہیں۔ اکثر ان کے مرید ہیں جب کہ اردو بولنے والے روہتک اور حصار سے متعلق دیوبندی رائے پوری صاحب کے عقیدت کیش ہیں۔ کالعدم جمعیت علماءِ اسلام میں درخواستی صاحب کی صدارت پر کئی مرتبہ اس وجہ سے بھی نزاع ہوا۔ خود کئی ذمہ دار دیوبندیوں نے مجھے یہ حقیقت بیان کی۔ کہنا یہ ہے کہ جب چشتی، قادری، صابری، سہروردی، نقشبندی، مجددی نسبتیں مولوی محمد اسماعیل سے لے کر مولانا مودودی تک جہالت کی پیداوار ہیں تو یہ حضرات کس بل بوتے پر تصوف کے دعویدار ہیں۔

دلچسپ حقیقت دیوبندی حضرات میں جیسا کہ عرض کیا، سب سے ارزاں جنس ولائت اور طریقت ہے لیکن یہ بھی ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ ان حضرات کے ہاں عالمگیر ولائت کے عہدوں پر صرف دو افراد ہی فائز ہو سکے ہیں۔ ایک ہیں سید احمد بریلوی اور دوسرے حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ۔ لیکن مریدوں میں تو مولانا محمد اسماعیل، مولانا عبدالحی، مولوی ولائت علی عظیم آبادی، مولوی کرامت علی جونپوری، حکیم مومن خاں مومن دہلوی، مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا رحمت اللہ کیرانوی وغیرہ ایسے علم و فضل میں بے مثال اور خود انہی حضرات کے مطابق اپنے وقت کے غزالی، تفتازانی، ابن ہشیم وغیرہم سے بھی بڑھ کر لیکن پیروں میں دونوں حضرات یعنی سید احمد بریلوی اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ علم سے خالی محض صوفی، غیر مفتی اور صرف صاحبِ طریقت تھے۔ چنانچہ سید احمد بریلوی کی سوانح حیات پر مبنی کتب کے مطالعہ سے یہ بات نمایاں طور پر نظر آتی ہے کہ وہ علم میں کچھ زیادہ فضیلت حاصل نہ کر سکے۔ چنانچہ سید صاحب کے سب سے مستند سوانح نگار اور ان کے بھانجے جو عقیدت میں انتہائی غالی واقع ہوئے ہیں یعنی سید محمد علی نے اپنی کتاب "مخزنِ احمدی" کے خطبے میں یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔

یا ارحم الراحمین رضینا باللہ ربًا و بمحمد نبیًا و بالاسلام دینا و بالکعبۃ قبلۃ،

بالصدیق والفاروق و ذی النورین والمرتضیٰ ایمۃ و بالنعمان مجتهدًا و بالسید احمد مرشدا و هادیا علی هذہ الشهادۃ نحیی وعلیها نموت وعلیها نبعث یوم القیمۃ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ترجمہ۔ اے ارحم الراحمین ہم اللہ کے رب، حضرت محمد رسول اللہ کے نبی اور اسلام کے دین اور خلفاء راشدین کے آئمہ اور حضرت نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ، کے مجتہد اور سید احمد بریلوی کے مرشد اور ہادی ہونے پر راضی ہیں۔ اسی گواہی پر زندہ ہیں، اسی پر مریں گے اور اسی پر قیامت کو اٹھیں گے، انشاء اللہ۔

دیکھا آپ نے سید احمد صاحب کو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بعد مقام دیا گیا ہے۔ حالانکہ امام اعظم رضی اللہ عنہ، علم و فضل، زہد و اتقا میں پوری امت میں مثال نہیں رکھتے۔ ان کا علم ایسا ناپیدا کنار سمندر ہے جس میں حضرت امام محمد، حضرت قاضی ابو یوسف کے بعد حضور داتا گنج بخش علی ہجویری جیسے شاہسواران فضل و کمال غوطہ زن ہیں۔ لیکن کتنی ستم کی بات ہے کہ ان کے معًا بعد سید احمد صاحب کو ہادی و مرشد کہا گیا ہے۔ جن کے علمی افلاس کا اعتراف خود صاحب مخزنِ احمدی سید محمد علی یوں فرماتے ہیں

"چوں سنِ شریف حضرت ایشاں بچہار سال وچہار ماہ وچہار یوم رسید موافق معمول شرفاء ہند والد بزرگوار ایشاں بمعلم سپردہ بمکتب نشانیدند۔"[۱]

ترجمہ۔ جب سید صاحب چار سال چار مہینے اور چار دن کے ہوئے تو ان کے والد نے ہندوستان کے شرفاء کے معمول پر آپ کو مدرسے میں استاذ کے سپرد کیا۔

مدرسے میں داخلے کا اثر کیا ہوا۔ خود صاحب مخزنِ احمدی کہتے ہیں کہ سید صاحب کو علم سے رغبت نہ تھی۔ غلوِ عقیدت میں ان کو نبیٔ امی صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر قرار دیتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں۔

"و سہ سال در مکتب نشستند بجز چند سورہ قرآن شریف بہزار سعی و کوشش فرا یاد نگشتند و در نوشت غیر مفردات مرکبات وغیرہ ترتیب نیافت۔"[۲]

ترجمہ۔ تین سال مکتب میں رہے۔ استاد محترم کی ہزار کوششوں کے باوجود قرآن شریف کی چند سورتوں کے سوا کچھ یاد نہ ہوا۔ اور لکھنے میں سوائے مفردات و مرکبات کے کچھ نہ پا سکے۔

حیرت سر پیٹتی ہے، جنوں گریباں چاک کرتا ہے، خرد محو نالہ ہے۔ ایمان و ایقان کی بنیادیں لرزاں ہو جاتی ہیں جب یہ لوگ ایسے جاہلوں کو نبیٔ امی علیہ السلام کا مظہر قرار دیتے ہیں۔ کوئی پوچھے ان بندگانِ سیم و زر سے کہ کیا آمنہ کے لال، تاجدارِ شفاعت، حضور خواجۂ کونین، معلّم کائنات، الرحمٰن علّم القرآن کے ظہور کامل۔ عَلَّمَكَ مَا لَمْ

۱۔ مخزنِ احمدی ص ۱۲ ۔ ۲۔ ایضاً

تکُنْ تَعْلَمْ ۔ کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کسی مکتب میں گئے تھے ۔ سوائے ذاتِ باری جل جلالہٗ کے کسی کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا ۔ کیا ظلم ہے کہ مرزائی قادیانی کے فیل ہو جانے کے بعد اسے نبی قرار دیں اور یہ لوگ غبی شخص کو حضور کی اُمیّت کا مظہر بنا ڈالیں ۔

سید احمد بریلوی کے علم و فضل کا بھانڈا ان حضرات کے ماڈرن ناقوس شیخ محمد اکرام سی ۔ ایس ۔ پی سر بازار پھوڑتے ہوئے یوں رمطراز ہیں ۔ "مولانا سید احمد کی ابتدائی زندگی پر دہ راز میں ہے ۔ لیکن اتنا معلوم ہے کہ ایام طفلی میں تحصیل علم سے آپ کو کچھ رغبت نہ تھی اور مکتب میں تین چار سال گزارنے کے بعد قرآن مجید کی چند سورتوں کے سوا آپ کو کچھ یاد نہ ہوا ۔"[۱]

شیخ صاحب نے ہی بتایا ہے کہ سید صاحب والئ ٹونک کے ہاں ملازمت کرنے لگے ۔ فن سپہ گری کو اپنایا اور شاہ عبد العزیز کے ہاتھ پر سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کی ۔ وہ دن اور آج کا دن سید صاحب پورے خارجی فکر دیوبندی مسلک اور وہابی جماعت کے "ہادی و مرشد" ہیں انسان حیران ہوتا ہے کہ ایک طرف تو یہ بتایا جاتا ہے کہ شاہ عبد العزیز کے داماد مولانا عبد الحیٔ جیّد عالم اور مولانا اسماعیل عظیم عالم اور خطیب بلکہ ان دونوں کی مساعی سے "صراطِ مستقیم" تخلیق ہوئی ۔ ایسے شاگرد ہیں اور اس قدر اَن پڑھ، علم سے بے خبر، معقول و منقول سے لاتعلق سیّد احمد بریلوی ان کے مرشد ۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی ہندوستان کے وہ خوش نصیب بزرگ ہیں جو بریلوی اور دیوبندی علماء کے مابین احترام کی نظروں سے دیکھے جاتے ہیں ۔

وہ ۱۲۳۳ھ میں تھانہ بھون میں پیدا ہوئے ۔ مولوی نصیر الدین دہلوی کے ہاتھ پر سلسلۂ نقشبندیہ میں بیعت کی ۔ اور انہی سید احمد بریلوی کے خلیفۂ مجاز شیخ نور محمد جھنجھانوی سے چاروں سلسلوں بالخصوص سلسلۂ عالیہ چشتیہ صابریہ میں مجاز ہوئے ۔ بڑے خوش عقیدہ، متقی، شب زندہ دار، صالح اور عشقِ مصطفےٰ میں ڈوبے ہوئے صوفی ہیں ۔ شعر و سخن سے تعلق تھا ۔ چنانچہ نبئ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت کچھ ایسے ذوق سے کہی کہ جنونِ محبّت، کیف و مستی کو بھی وجد آنے لگا ۔ فرماتے ہیں ؎

[۲] ذرا چہرے سے پردے کو اٹھاؤ یا رسول اللہ ﷺ
مجھے دیدار ٹک اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ ﷺ

شفیع عاصیاں ہو تم، وسیلۂ بیکساں ہو تم
تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ ﷺ

جہاز امّت کا حق نے کر دیا ہے آپکے ہاتھوں
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ ﷺ

پھنسا کر اپنے دامِ عشق میں امدادِ عاجز کو
بس اب قیدِ دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ ﷺ

حضرت حاجی صاحب کے یہی عقائد اگر بریلوی علماء بیان کریں تو خمخانۂ دیوبند کا ہر مغبچہ لنگوٹ کسے، بھنویں

---

۱ ۔ موج کوثر ص۱ ۔ ۲ ۔ گلزارِ معرفت (کلیاتِ امدادیہ) ص۲۰۵ ۔

اٹھائے اور شرک کی شمشیر تانے حملہ آور ہوتا ہے اور ہر اس مسلمان کو جو یا رسول اللہ کا اعتقاد رکھتا ہو، مشرک گری کی گولیوں سے چھلنی کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ لیکن انہی عقائد کی موجودگی میں حضرت حاجی صاحب کو یہ حضرات اپنا مرشدِ طریقت تسلیم فرماتے ہیں۔ حالانکہ حاجی صاحب ہی کے ایک مرید باپیر حرمین مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فاتح بہاولپور حضرت علامہ مولانا غلام دستگیر قصوری کی شہرہ آفاق، ایمان افروز اور باطل سوز کتاب "تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل"، بابت ۱۲۹۲ھ میں تقریظ لکھی اور اسی وقت کے مفتی مکہ حضرت محمد صالح کمال بن المرحوم صدیق کمال حنفی نے بھی دیو بندیوں کے اکابر مولانا خلیل احمد اور مولانا رشید احمد گنگوہی کے عقائد کا رد فرمایا۔ نیز حضرت حاجی صاحبؒ کے ایک اور مخلص حضرت مولانا محمد عبدالحق نے حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری کی وہ شہرہ آفاق کتاب جس نے قصرِ دیوبند کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں اور مسئلہ امکان کذب کی دھجیاں اڑا دیں۔ اور دیوبندی اکابر علم و فن کے مقدس پردوں کو چاک کر دیا۔ اسی تقدیس الوکیل نے تمام معقولی اور منقولی اعتراضات دیوبندیہ کا مسکت جواب فراہم کیا۔ پر اظہار رائے کرتے ہوئے یوں لکھا ہے۔

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا ماکتب فی ھذا القرطاس صحیح لا ریب فیہ واللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اعلم و علمہ اتم حررہٗ محمد عبد الحق عفی عنہ [1]

ترجمہ۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد اس کتاب میں جو کچھ لکھا گیا ہے صحیح ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

حضرت حاجی صاحبؒ نے جب تقدیس الوکیل کو ملاحظہ فرمایا اور مولانا عبدالحق کی تحریر دیکھی تو یہ الفاظ رقم فرمائے۔ "تحریر بالا صحیح اور درست ہے، اور مطابق اعتقاد فقیر کے ہے، اللہ تعالیٰ اس کے کاتب کو جزائے خیر دے۔"

بے سبب گر عویما موصول نیست قدرت از عول سبب معزول نیست

حاجی صاحب نے ایک رسالہ "فیصلہ ہفت مسئلہ" کے نام سے رقم فرمایا تھا۔ جس کی ایک وصیت جو کہ مولانا رشید احمد گنگوہی سے متعلق ہے، کو تو یہ حضرات بڑے کرّ و فر سے پیش کرتے ہیں لیکن وہ اصلی مسائل جن پر نزاع ہے، میں حاجی صاحب کی رائے تسلیم نہیں کرتے۔ کیونکہ ان حضرات کے نزدیک حاجی صاحب بھی کوئی عالم دین نہ تھے بلکہ محض صوفی تھے۔ تعجب ہے کہ اتنے بڑے بڑے دعویداران علم و فضل ایک غیر عالم کے حلقہ بگوش اور مریدان طریقت ہیں۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے۔ کہ یہ ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ یہ وارثانِ مسند افتاء ان پڑھوں کے مرید ہیں۔ شیخ محمد اکرام صاحب لکھتے ہیں "شیخ العالم حاجی امداد اللہؒ، مولانا شاہ محمد اسحاقؒ کے شاگردوں میں کوئی متبحر عالم تھے۔ لیکن خدا کی دین ہے کہ ان کا خاص خاندانی طریقہ تعلیم ایک ایسے بزرگ کی وساطت سے عام ہوا۔ جو عالم کم تھا اور صوفی زیادہ"۔ [2]

۱۔ تقدیس الوکیل ص ۴۴۳۔ ۲۔ موج کوثر ص ۲۲۔

یہی وجہ ہے کہ یہ مدعیانِ فضل و کمال اور مسند نشینانِ تفسیر و حدیث، کبھی بھی جادۂ مستقیم پر گامزن نہ رہ سکے۔ کیونکہ جاہل مرشد کبھی بھی ہدایت کا نشانِ منزل نہیں ہو سکتا۔ حاجی صاحب سے ان حضرات کا اختلافِ عقیدہ اتنا واضح ہے کہ جس کو چھپایا نہیں جا سکتا۔ اسی اعتقادی بُعد کی بنا پر ان کو صوفی زیادہ، عالم کم کی گالی دی گئی ہے۔ شیخ صاحب نے تو اسی پر اکتفا کیا ہے۔ آئیں ذرا مولانا رشید احمد گنگوہی سے اُنکے پیر کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہ وہ کیا فرماتے ہیں۔ مولانا گنگوہی کا ارشاد یہ ہے کہ ۔

"حضرت حاجی صاحب مفتی نہیں ہیں، یہ مسائل حضرت حاجی صاحب کو ہم سے پوچھنے چاہئیں" [1]

دیکھا آپ نے مرید صادق پیرِ کامل کو مشورہ دے رہا ہے۔ کہ وہ فقہ میں محتاجِ مرید ہونا چاہیے۔ ہم نے آجتک حضرت حاجی صاحبؒ کی ذات کو نہ تو علمی طور پر ہدف بنایا ہے اور نہ ہی ان کے زہد و تقویٰ اور منازلِ سلوک کی طول کی۔ بلکہ ان کے رسالہ "فیصلہ ہفت مسئلہ" کو معیارِ انصاف جان کر آج بھی کہتے ہیں کہ وہ جانثارانِ حاجی صاحب جو اپنا تعلق مریدی اُن سے وابستہ کرتے ہیں، وہ بھی میدان میں آئیں تاکہ کم از کم فروعی اختلافات دم توڑ جائیں ۔ اور امت میں سر پھٹول، گریباں چاکی اور نت روز کی لڑائیاں مٹ جائیں۔ لیکن مریدانِ حاجی صاحب اس بات پر تیار نہیں ہیں۔ حضرت مولانا غلام مہر علی صاحب نے اس کتاب میں اور بھی کئی ایسے حوالے پیش فرمائے ہیں، جس میں یہ اُمید ہی ختم کر ڈالی ہے کہ یہ لوگ کم از کم حاجی صاحب پر ہی اکٹھے ہو سکتے ہیں ۔

تضاد ہی تضاد

دیوبندی فکر و خیال پر آپ جتنا بھی غور فرمائیں گے۔ اُتنا ہی حیرت کے گہرے سمندروں میں اترتے چلے جائینگے۔ بظاہر تو یہ مردانِ پارسا کا قافلہ، متوکلین کا گروہ کھدر پوشوں کی سادہ لوح جماعت اور عاجزی اور انکساری میں ڈوبی ہوئی مخلوق نظر آئے گی۔ لیکن جونہی آپ ذرا غوطہ زنی کریں گے تو دریا کی تہہ سے صدف و گوہر کی بجائے خزف ریزے اور شکستہ سفال کے علاوہ کچھ نہ ملے گا۔ ایک عام آدمی جو دین کی ابتدائی باتوں سے بھی واجبی تعلق رکھتا ہو۔ محض تلاشِ حق کے لیئے ان صاحبانِ اتقاء کے پاس اگر آگیا تو اس کا دین پر پختہ ہو جانا اور اسلام میں درک حاصل کرنا ناممکن ہو جائے گا۔ یہی حاجی صاحب سے متعلق عقیدت کا معاملہ ملاحظہ فرمائیں۔ کہ ایک طرف تو پورا قصرِ دیوبند حاجی صاحب کو قطب الوقت اور اعلیٰ حضرت کے القابات دیتے ہوئے نہیں تھکتا لیکن دوسری طرف یہ تضاد بھی قابلِ دید ہے کہ دیوبندی ملت کے قطب الارشاد مولانا گنگوہی کے تلمیذ اور برِّ صغیر کے ممتاز صاحب طرز ادیب خواجہ حسن نظامی بیان فرماتے ہیں کہ "جب حاجی صاحب مرحوم نے فیصلہ ہفت مسئلہ تحریر فرمایا اور چھاپ کر مولانا گنگوہی کے پاس بھیجا تو گنگوہی صاحب نے پورا رسالہ سماعت کیا اور مجھے حکم دیا کہ تمام رسالوں کو ضائع کر دو۔ چنانچہ میں نے رسالہ کچھ تو ضائع کر دیا اور کچھ نسخے بچا کر رکھ لیئے۔ بعد میں مولانا تھانوی جب کانپور میں تھے۔ وہ رسالہ پیش کیا تو انہوں نے مجھے انعام سے بھی سرفراز فرمایا۔" قابلِ غور

---

[1] ملفوظات اشرف العلوم ص۳۴ بابت ماہ رمضان ۱۳۵۵ھ۔

بات یہ ہے کہ گنگوہی صاحب بدستور ان کے خلیفہ کہلاتے کے باوجود فرمودۂ شیخ کا یہ احترام کر رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دیوبندی اہل قلم نے اپنے راستے میں ایسے گہرے کنویں کھود رکھے ہیں۔ جن سے سلامتی کے ساتھ گزر جانا ان کے لیئے ممکن نہیں رہا۔ مثلاً تھانوی صاحب کی مشہور عبارت جس پر علماءِ حرمین طیبین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کو جانوروں اور چارپایوں سے تشبیہہ دینے پر حکم شرعی جاری فرمایا تھا۔ جس میں لفظ "ایسا" استعمال کیا گیا پر گرفت ہوئی تو یہ پورا خانوادہ تاویلوں کے گورکھ دھندے میں پھنس گیا۔ مولانا حسین احمد مدنی مولانا منظور احمد سنبھلی، مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری، مولانا مناظر احسن گیلانی غرض کہ قلم کے ہر دھنی نے تھانوی صاحب کا دفاع ناموس رسالت سے اہم جانا۔ اور لگے تاویلات کے تانے بانے بننے۔ کسی نے لفظ "ایسا" کو تشبیہہ کے لیئے ٹھہرایا اور کسی نے اگر تشبیہہ قرار دیا جائے تو کفر قرار دیا۔ خود تھانوی صاحب بسط البنان لکھ کر عذر گناہ بدتر از گناہ کے مرتکب ہوئے۔ منظور احمد سنبھلی کی فتح بریلی کا دلکش نظارہ، مولانا حسین احمد مدنی کی الشہاب الثاقب اور نقش حیات کے علاوہ المہند اس لفظ "ایسا" پر مکمل تضاد کا شکار ہے۔ حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ کے علاوہ میرے مرشدِ برحق محدث اعظم پاکستان مولانا شاہ محمد سردار احمد قادری رضوی رحمتہ اللہ علیہ کی "کتاب پیغام دیوبندیوں کے نام" وغیرہ کتابوں نے احقاقِ حق اور ابطال باطل کا فریضہ بکمالِ خوبی ادا کر دیا ہے۔ عقائد اور نظریات کے علاوہ دیوبندی حضرات سیاسیات میں بھی اسی دو عملی اور دوغلی پالیسی کا شکار رہیں۔ جس کو فاضل مصنف مولانا علامہ غلام مہر علی نے خوب خوب واضح فرمایا ہے۔ میں مولانا کے نقطۂ نظر سے پوری طرح متفق ہوتے ہوئے ذرا ہٹ کر اربابِ علم کی توجہ اس طرف مبذول کرا رہا ہوں کہ فرزندانِ دیوبند نے حال ہی میں اپنے جدید لٹریچر کے ذریعے جو فکری خلفشار جنم دیا ہے اور اپنی سیاسیات کو جس نئے انداز میں پیش کیا ہے۔ اس پر اگر غور فرمائیں تو بہت سی مخفیہ حقیقتیں از خود منظر عام پر آجائیں گی۔ شورش کاشمیری کے بقول عطاء اللہ شاہ کے نزدیکان بے بصریں سے ایک صاحب ہیں۔ جانباز مرزا۔ ان کی بعض کتابیں پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان میں کاروانِ احرار، حیات امیر شریعت، روئیداد جشن دیوبند کے علاوہ شعری مجموعہ تار گریباں بالخصوص قابلِ ذکر ہیں۔ مجھے ان کی نجی زندگی، ذریعہ معاش، اخلاقی کردار اور ادبی مقام سے قطعاً کوئی دلچسپی نہیں اور نہ ہی اس پر بحث کر کے وقت اور کاغذ کا ضیاع چاہتا ہوں۔ لیکن جو سیاست اور تاریخ ان کتابوں میں آئی ہے۔ اُس سے چشم پوشی بھی ناممکن ہے۔ جناب جانباز مرزا اپنے شعروں میں جہاں مودودی صاحب پہ بجلیاں برساتے۔ عطاء اللہ شاہ بخاری کے مرثیے گاتے ہیں۔ وہاں اپنی نثر میں تاریخ کو اغوا کرتے، حقائق کا منہ چڑاتے فہم و فکر، سوچ و بچار، عقل و خرد، دلائل و منطق سے یکسر بے نیاز ہو کر خذف ریزوں کو لعل و گوہر اور لولوئے لالا کو خار و خس قرار دینے کی جسارت کرتے ہیں۔ اور وہ ایک ایسے مرض میں مبتلا ہیں جس سے ان کی شفا ممکن نظر نہیں آتی۔ وہ مرض ہے۔ پیرانِ عظام، اولیاءِ کرام اور اہل حق سے بغض۔ اسی کا ایک شاخسانہ ان کی کتاب حیاتِ امیر شریعت میں ملتا ہے۔ وہ صفحہ ۹۳ تا صفحہ ۹۷ پر ۱۹۱۸ء کا ایک واقعہ درج کرتے ہیں کہ اس وقت

گورنرِ پنجاب مسٹر ایڈوائر اور لیڈی ایڈوائر کو پنجاب کے بعض پیروں نے ایک سپاسنامہ پیش کیا تھا۔ جس میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کے صاحبزادے، حضرت پیر سید غلام محی الدین گیلانی المعروف بابوجی۔ سیال شریف کے ایک صاحبزادے جناب سعد اللہ اور دیوان سید محمد صاحب کا نام بھی شامل ہے۔ جانباز بتاتے ہیں کہ ان حضرات نے سپاسنامے میں چاپلوسی کی اور یہ شعر بھی لکھے۔

ہوئیں بدنظمیاں سب دور انگریزی عمل آیا — بجا آیا، بہ استحقاق آیا، بہ محل آیا
سرِ غم سے کھچے کیوں نہ سردار ہمارا — لو ہم سے چھٹا جاتا ہے سردار ہمارا

بقول جانباز یہ سپاسنامہ ۱۹۱۸ء میں پیش کیا گیا۔ اور جنرل ایڈوائر وہ تھے جن کے حکم سے اپریل ۱۹۱۹ء میں جلیانوالہ باغ میں گولی چلائی گئی اور اس طرح ہندوستانیوں پر تباہی نازل کی گئی۔ اس سپاسنامے کے خلاف مشہور کانگریسی خطیب سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے خطابت کے تمام شعلے برسا دیئے۔ اور ملتان کے باغ لنگے خاں میں مسلسل تین دن تقریریں کیں۔ اور پیرانِ پنجاب کو خطاب کرتے ہوئے کہا۔ اے دُم بریدہ سگانِ برطانیہ صورِ اسرافیل کا انتظار کرو کہ تمہاری فردِ جرم تمہارے سامنے لائی جائے اور تم اپنے نامۂ اعمال کو ندامت کے آئینہ میں دیکھ سکو۔ تمہاری تسبیح کا ایک ایک دانہ تمہارے فریب کا آئینہ دار ہے۔ تمہاری دستار کے پیچ و خم میں ہزاروں پاپ جنم لیتے ہیں۔ اور تم انہیں دیکھتے ہو مگر تمہاری زبانیں گنگ ہیں الخ۔[1]

چند سطروں کے بعد یہی مصنف اپنے میر قافلہ جناب بخاری کی حق پسندی اور جرأت کا شاہکار لکھتے ہوئے فرماتے ہیں "اس سپاسنامے کے نیچے شاہ جی کے روحانی پیشوا حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کے صاحبزادہ کے دستخط تھے لیکن برطانوی استعمار سے نفرت کے باعث شاہ جی نے اپنی عقیدت کی یہ رسی بھی توڑ دی"[2]
دیکھا آپ نے احراری اور کانگریسی شعبدہ بازوں کی یہ دُرفنطنی کہ "امیر شریعت"، نے مشائخ کو کن مرصع گالیوں سے نوازا اور سب و شتم کا فصیح انداز اختیار کیا لیکن اگر ذرا غور سے دیکھیں تو احرار کی کاٹھ کی ہانڈی چوراہے پر پھوٹتی ہوئی نظر آتی ہے کہ یہی کتاب حیاتِ امیر شریعت بتاتی ہے کہ یہ سپاسنامہ ۱۹۱۸ء میں پیش ہوا۔ جبکہ امیرِ شریعت نے پنجاب خلافت کمیٹی کے امیدوار ڈاکٹر محمد عالم کے الیکشن مہم میں کہ جب وہ پنجاب اسمبلی کے انتخابی معرکے میں جُتے ہوئے تھے اور پیرانِ ملتان نے اس کے مخالف امیدوار کی حمایت کا ملتان کے اس امیدوار کی حمایت کے لئے بخاری صاحب زندگی میں پہلی مرتبہ ملتان وارد ہوئے اور ۱۹۲۶ء میں سپاسنامے کے خلاف یہ زہر بھرا احتجاج ارشاد فرمایا۔ سوال یہ ہے کہ کیا ۱۹۱۸ء سے لے کر ۱۹۲۶ء تک ان اصحاب دانش و بینش اور خطابت کے اس ہبل بخاری کو مسلسل آٹھ سال تک اس سپاسنامے کی خبر نہ ہوئی۔ ظاہر ہے جب سپاسنامہ گورنر کو دیا گیا تو وہ اخبارات میں بھی شائع ہوا ہوگا۔ کیا ان سیاسی تاجروں نے نہ پڑھا تھا۔ یا اگر

---

۱ حیاتِ امیر شریعت ص ۹۹۔ ۲ حیاتِ امیر شریعت ص ۹۹

پڑھا تھا اور واقف ہوئے تھے تو اُسے داشتہ آید بکار کے طور پر کسی الیکشن سٹنٹ کیلئے محفوظ رکھا۔ تو بتلایئے یہ اشعار دشمنی ہے یا سیاسی دسیسہ کاری۔ مسلسل اٹھ سال تک برطانوی دشمنی کی چنگاریاں دبی رہیں۔ جذبات ٹھنڈے رہے۔ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب کی عقیدت کا دم بھرا جاتا رہا۔ سٹیجوں پہ ناچ کر قوم کو بیوقوف بنایا گیا۔ جب سیاسی مفاد پہ زد پڑی تو اس وقت یکایک پیران کرام برطانیہ کے سگان دم بریدہ ہو گئے

؎ آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں   ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

حقیقت یہ ہے کہ دیوبند کے پیدا کردہ اس سیاسی گروہ اور خطابتی منڈلی کا دین بھی سیاست کے تابع ہے۔ ورنہ اگر دیکھا جائے تو اس وقت حضرت باوجی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر ستائیس سال تھی۔ اور حضور قبلہ عالم گولڑوی خود موجود تھے۔ بالفرض اگر باوجی رحمۃ اللہ کے دستخط ہوں بھی تو بھی آستانہ عالیہ کی نمائندگی اور مرضی معلوم نہیں ہوتی۔ اور حضور قبلہ عالم گولڑوی کی مستند سوانح مہر منیر مصنفہ مولانا محمد فیض احمد چشتی میں متعدد ایسے واقعات درج کئے گئے ہیں۔ جن میں حضرت پیر صاحبؒ نے گورنر سے بالائی حیثیتوں کے مالک انگریزی حکمرانوں کی دعوتوں کو ٹھکرا دیا۔ اور ان کے جبر و استبداد کو عملاً دعوت دی۔ لیکن ان نازنینانِ خطابت کو تو ایسی عیوب شماری کرنا ہے کہ جس سے حیثیت ولایت و درویشی مجروح ہو جائے۔ اسی سپاسنامے میں ایک صاحبزادے جناب سعد اللہ کا نام بھی ہے۔
صاحبزادہ سعد اللہ صاحب شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے چچا حضرت خواجہ محمد دین سیالوی یعنی حضرت ثانیؒ کے چھوٹے صاحبزادے اور حضرت خواجہ ضیاء الدین سیالوی، حضرت ثالث کے چھوٹے بھائی تھے۔ ماہنامہ ضیائے حرم کے شمس العارفین نمبر میں یہ وضاحت موجود ہے کہ وہ زمیندار اور شکار کے شوقین آزاد منش صاحبزادے تھے۔ ان کے تمام تقویٰ اور احترام کے باوجود آستانہ عالیہ سیال شریف کے ترجمان نہ تھے۔ کیونکہ خود حضور شمس العارفین سیدنا خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین حضرت ثانی موجود تھے۔ ان کے ولی عہد حضرت ثالث بھی جلوہ گر تھے مان طوطا چشم سیاسی نجیبوں کو نہ تو حضرت ثانی کی جرأت مندانہ قیادت نظر پڑی، نہ ہی حضرت شمس العارفین کی حیا آئی۔ بس متوقع سیاسی نقصان پہ گالی جڑ دی۔ حالانکہ اسی کتاب حیات امیر شریعت کے صفحہ ۲۶ پہ یہ عبارت بھی ملاحظہ فرمائیں کہ پنجاب خلافت کانفرنس منعقدہ ۱۸/مارچ ۱۹۲۱ء میں جناب بخاری صاحب نے راولپنڈی کی تحریک پہ تقریر کرتے ہوئے فرمایا "مجھے سیال شریف کے پیر ضیاء الدین سے پچھلے دنوں ملنے کا اتفاق ہوا۔ اس نیک بخت بزرگ نے اپنے مریدوں کے نام یہ حکم فرمایا ہے کہ جو شخص میری حلقۂ مریدی میں رہنا چاہتا ہے، اس کے لئے لازم ہے کہ وہ افواج گورنمنٹ انگلشیہ کی نوکری ترک کر دے۔ ورنہ وہ میرا مرید نہ ہو گا"۔

ملاحظہ فرمائیں کہ یہ لوگ کس قدر تضاد بیانی کے خوگر ہیں کہ فرماتے ہیں ۱۹۱۸ء سپاسنامہ ہے، ۱۹۲۱ء میں یعنی تین سال بعد حضرت ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حریت آفرین اعلان ہے اور ۱۹۲۶ء میں وہی

پیرانِ پنجاب اور آستانۂ عالیہ سیال شریف اس شرمناک گالی سے نوازے جاتے ہیں۔ کہ "برطانیہ کے دم بریدہ سگ، تسبیح کا ایک ایک دانہ فریب، دستار کے پیچ و خم میں ہزاروں پاپ"، العیاذ باللہ۔

ع - بریں عقل و دانش بباید گریست

غور طلب بات یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی اس شعبدہ بازی، کذب بیانی، یاوہ گوئی اور ضمیر کُشی کے باوجود ہمارے ان پاک آستانوں، پوری ملت کے مرکزِ نگاہ عقیدت درباروں، معرفت اور سوز و گداز کے میخانوں سے محض مفاد طلبی کے لئے پھر کیونکر بار پا جاتے ہیں۔ نہائیت ہی معزز اور محترم سجادہ نشین حضرات ان اچھلتے، پھُدکتے اور تھرکتے داڑھی دار نمک خوارانِ کانگرس کو پھر کیوں اپنی نوازشات سے سرفراز فرماتے ہیں۔ بخاری صاحب جانباز کی تحقیق کے مطابق ۱۹۱۵ء میں حضرت پیر صاحب گولڑوی کے مرید ہوئے۔ جبکہ ۱۹۲۶ء میں ملتان کے لنگے خاں کے باغ میں گُل بوٹوں کو گواہ کر کے "عقیدت کی یہ رسی بھی توڑ دی"، کا اعلان فرما دیا۔ اور بقول جانباز "امیرِ شریعت نے ۱۹۳۷ء کے دم توڑتے ہوئے دنوں میں حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری کے ہاتھ پر لاہور میں مولانا عبداللہ فاروقی کے مکان پر بیعت کی تھی۔ اس سے پیشتر امیر شریعت سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے دامن سے وابستہ تھے۔ ان کی وفات کے بعد ایک عرصہ اپنے روحانی پیشوا کی تلاش میں رہے۔[1] الخ۔

اس کا کیا کیجئے کہ اب عقیدت کی اس رسی کو ۱۹۳۷ء تک بڑھا دیا گیا۔ اور شاہ جی مولانا رائے پوری کے مرید ہو گئے۔ اور یہ مولانا عبدالقادر رائے پوری کیا تھے؟ اس پر دیوبندی حلقۂ فکر کے مشہور ترین محدّث جناب انور شاہ کشمیری کے فرزند انظر شاہ مسعودی نے اپنے باپ کے بقول قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند مکمل مفصل، جامع، حاوی، مستند اور قابلِ وثوق سوانح حیات نقشِ دوام میں جو روشنی ڈالی ہے، وہ بھی پڑھنے کے لائق ہے "دو کشیدہ قامت، گٹھا ہوا بدن، گھنی داڑھی، سر پہ چہار گوشہ ٹوپی یہ حضرت کا نورانی و منوّر حلیہ تھا، نہائیت معصوم، بھولے بھالے اور سادہ بزرگ تھے۔ حضرت مولانا انور شاہ کشمیری سے حدیث و فلسفۂ قدیم پڑھا تھا۔ فرماتے کہ حنفیت کی جانب رجوع حضرت شاہ صاحب ہی کی تدریس سے نصیب ہوا"، (یعنی پہلے حنفی نہ تھے) چند سطور میں انظر شاہ آفتابِ سنت و طریقت عبدالمصطفےٰ امام احمد رضا بریلوی پر چھینٹے اڑانے کے بعد رائے پوری صاحب کا دلچسپ نقشہ پیش کرتے ہیں "مرشد حق کی تلاش میں نکلے تو غلام احمد قادیانی کے یہاں بھی جا پہنچے"[2] الخ۔

قادیانیت کے خلاف بزعم خویش جنگ لڑنے والے خطیب نے سابق قادیانی اور سابق غیر مقلد کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ع - تفو بر تو اے چرخِ گرداں تفو۔

---

[1] حیاتِ امیرِ شریعت ص۲۷۲ - [2] نقشِ دوام ص۲۲

لیکن شاہ صاحب کا تعلق بیعت صرف حضرت گولڑوی اور جناب رلے پوری ہی سے تھا۔ بلکہ صاحب نقش دوام نے بتایا ہے کہ "مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، مولانا ادریس کاندھلوی، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری اور بہت سے اہل علم شاہ صاحب سے بیعت کا تعلق رکھتے تھے"۔ [1]

نہ صرف بخاری صاحب انور شاہ صاحب کے محض بیعت تھے بلکہ امیر شریعت کا خطاب بھی کشمیری صاحب کا عطا فرمودہ ہے۔ یہ بھی ایک دلآزار حقیقت ہے کہ میخانہ خطابت کے رندوں کی یہ ٹولی آج جس سے عقیدت کا اظہار کرتی ہے، اسے صحابہ اور قرن اوّل میں پہنچا دیتی ہے۔ کل اسی سے اختلاف ہو جائے تو برطانیہ کا دُم کٹا سگ تک کی گالی دینے میں حجاب محسوس نہیں کرتی۔ ابھی آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک نام نہاد سپاسنامے کی بنیاد پر یادش بخیر امیر شریعت نے کس بیباکی سے منہ پھاڑ کر بزعم خویش پیرانِ پنجاب کو گالی دی۔ اب ملاحظہ فرمایئے، بخاری صاحب کا غلو فی العقیدت جناب انور شاہ سے۔ مولوی انظر شاہ لکھتے ہیں۔ آپ کی وفات کے بعد جناب مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری ڈابھیل وارد ہوئے تو طلباء کے اس اصرار پر کہ حضرت شاہ صاحب سے متعلق کوئی تقریر فرمائیں، سنا ہے کہ خصوصی اجتماع میں بخاری صاحب یہ کہہ کر کہ میاں حضرت شاہ صاحب کے اوصاف اور فضائل کے بارے میں مجھ سے کیا سننا چاہتے ہو۔ مختصر اتنا کہہ سکتا ہوں کہ صحابہ کا معصوم کارواں چلا جا رہا تھا۔ یہ حضرت ان میں سے پیچھے رہ گئے تھے"۔ [2]

ع۔ آپ ہی بتلائیں ہم بتلائیں کیا

ملاحظہ ہو کہ انور شاہ صحابی بھی اور معصوم بھی اور اُدھر پیرانِ پنجاب کے خلاف شعلہ باری بلکہ ننگی گالیاں۔ یہ مسئلہ بھی قابلِ غور ہے کہ کیا نبی کے علاوہ کوئی اور معصوم ہو سکتا ہے۔ روافض آئمہ اہل بیت کو معصوم قرار دیں تو سب بریلوی، دیوبندی ان کی چمڑی ادھیڑ دیں اور یہاں ایک مولوی صاحب کو صحابی بھی اور معصوم بھی کہہ دیا جائے تو پورا قافلۂ دیوبند بخاری کو ٹوکنے کی بجائے یہ کہتا ہوا نظر آتا ہے کہ ڈھلی ڈھلائی معصومیت جس طرح آپ کے (انور شاہ) کے وجود میں منتقل ہو گئی تھی۔ اس کے پیشِ نظر بخاری کا یہ تبصرہ بڑا جاندار اور وقیع ہے"۔ (بحوالہ مذکور)، غور کیجئے اس بُت پرستی پر یہ لوگ اپنے طبقہ کے مولویوں کے ساتھ کس قدر فراخدل واقع ہوئے ہیں۔ کفر، شرک، بدعت جو دیوبند کی ٹکسالی زبان ہے، کا کوئی گولہ نہیں برستا۔ لیکن دوسری طرف مغلظات سے بھی پرہیز نہیں کیا جاتا۔ اسی سپاسنامہ کی روشنی میں بخاری اور اس نام کے دوسرے ننگے سادھوؤں کی یہ تضاد خیالی بھی پیشِ نظر رہے کہ وہی حضرت پاؤجی رحمتہ اللہ علیہ

---

[1] نقش دوام صہ ۱۴۳ ۔ [2] نقش دوام صہ ۱۲۵

جن کو بخاری گالیاں دیتے رہے۔ شورش کاشمیری کا قبلۂ حاجات تھے۔ ملاحظہ ہو فرمودۂ شورش "اللہ اللہ فقر غیور اپنی معراج پر تھا۔ گذشتہ سال اگست ۱۹۷۳ء میں کوہ مری سے لوٹتے وقت میری بچیوں نے اصرار کیا کہ میں انہیں گولڑہ شریف لے چلوں۔ ہم وہاں پہنچے، سہ پہر کا وقت تھا، حضور حرم میں جا چکے تھے۔ فی الفور آ گئے، کھانا کھلوایا، عرض کی کہ بچیوں کے سر پر ہاتھ پھیر دیجیے۔ گذارش قبول کی اور ان کے سروں پر بالا بالا ہاتھ پھیر دیا۔ عرض کی ان کے سروں پر ہاتھ رکھیئے، فرمایا "حدیث رسالتمآبؐ کی نفی نہیں ہو سکتی، اللہ ان کا محافظ ہے"، پھر جیب سے نوٹوں کی ایک تھئی نکالی۔ سو سو کے نوٹ یعنی دس ہزار روپیہ تھا۔ بچیوں کو عطاء کیئے۔ میں نے کہا حضور! یہ کیا؟ فرمایا، اعلیٰ حضرت کا ارشاد ہے مجھ سے کچھ نہ کہو"۔ میں نے ہاتھ باندھے۔ منت کی۔ پاؤں چھوئے۔ اصرار کیا حضور آپ کی دعاؤں نے ہمیں روپیہ پیسے سے بے نیاز کر دیا ہے۔ اب اس کی ضرورت نہیں۔ فرمایا نہیں جو کچھ ہے ٹھیک ہے، وہ اعلحضرت کے آستانے پر آئی ہیں، میں نے اعلحضرت کے فرمودۂ گرامی کی تعمیل کی ہے" [۱]

دیکھا آپ نے کہ بخاری صاحب نے جس ستائیس سالہ نوجوان کے باعث قبلۂ عالم گولڑوی سے عقیدت کی رسی توڑ لی تھی، وہ بخاری کے ایک غالی شاگرد کا کس طرح "مشکل کشا" ہے۔ پاؤں چھونا۔ ہاتھ باندھنا، جھکنا یہ ویسے تو جائز نہیں لیکن امتِ دیوبند کے اس ناقوس کے لئے جائز ہی جائز ہے۔ بخاری صاحب نے کس قدر گالی دی۔ اور شورش صاحب نے کس قدر نیاز کیشی کا مظاہرہ کیا۔

ع - من چہ سرایم و طنبورۂ من چہ سراید

صرف یہی نہیں حضرت بابو جی رحمتہ اللہ علیہ کے قدموں پر جھکنے کا بخاری صاحب کا اپنا ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں "حجابِ نبیجر شاہ جی کی حسبِ ہدایت ۱۳ جولائی ۱۹۵۲ء کو لاہور میں آل مسلم پارٹیز کانفرنس منعقد کی گئی اس کانفرنس کا دعوت نامہ حسبِ ذیل حضرات کے دستخطوں سے جاری ہوا۔

۱۔ مولانا غلام محمد ترنم
۲۔ مفتی محمد حسن
۳۔ مولانا احمد علی
۴۔ مولانا محمد علی جالندھری
۵۔ مولانا داؤد غزنوی
۶۔ مولانا نور الحسن بخاری
۷۔ سید مظفر علی شمسی
۸۔ مولانا غلام غوث ہزاروی

شاہ جی تشریف لائے تو پہلی قطار میں ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔ کسی نے کہا کہ آپ کے دائیں طرف حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑہ شریف کے فرزند ارجمند سید غلام محی الدین شاہ تشریف فرما ہیں۔ شاہ جی دفعتاً اٹھ کھڑے ہوئے۔ اپنے دونوں ہاتھ صاحبزادہ صاحب کے پاؤں کی طرف احتراماً بڑھا دیئے۔ لیکن صاحبزادہ صاحب

---

[۱] ہفت روزہ چٹان۔ جلد ۲ شمارہ ۲۹ ص ۔ ۳۰ جولائی تا ۵ اگست ۱۹۷۴ء

نے رو رو کر معانقہ کیا،، لے

یہ ہے قولی اور عملی تضاد۔ کوئی پوچھے ان فرزندانِ دیوبند سے کہ کیا بابوجی رحمۃ اللہ علیہ نے اس نام نہاد سیاسی سامری سے رجوع کیا تھا، توبہ کی تھی یا صرف امیر شریعت سیاسی مقاصد برآری کے لئے آپ کے پاؤں چھوتے رہے۔ میں صاف کہتا ہوں کہ اس افسوسناک گروہ کا کوئی متعین اصول نہیں بلکہ ہر بے اصولی ان لوگوں کا اصول ہے

حضرت بابوجی رحمۃ اللہ علیہ نے جب وصال فرمایا تو اخبارات میں فکر دیوبند کے علمبرداروں کے یہ بیان چھپے۔

- فی الواقع تحریک ختم نبوت کے موروثی رہنما تھے۔ (مفتی محمود)
- ان کے روئیں روئیں میں اسلام ہی اسلام تھا۔ (میاں طفیل محمد)
- ان کا وجود آئینۂ رحمت تھا۔ (پروفیسر غفور احمد)
- قامت ان کی غیرتِ اسلام کی تصویر تھی۔ (تاج محمود لائلپور)
- وہ خانوادۂ طریقت کا لعلِ شب چراغ تھے۔ (غلام اللہ خاں)
- علاوہ ازیں خود حضرت شورش حضرت بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پہ جس طرح نالہ بر لب آنسوفشاں اور مرثیہ خواں ثابت ہوئے، وہ بھی احراری، کانگریسی تضاد کا ایک اچھوتا نمونہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیے شورش کاشمیری کی یہ نظم۔

حضرت پیر سیّد مہر علی الدین شاہ گولڑہ شریف

ہمیں چھوڑ کر وہ کہاں چل دیا؟	انہیں ڈھونڈتا ہے دلِ داغدار
اِدھر سرنگوں گردشِ آسماں	اُدھر مضمحل روحِ لیل و نہار
قیامت کی ساعت قریب آ گئی	زمیں دل گرفتہ فلک اشکبار
یکایک اُفق سے غروب ہو گیا	وہ مہرِ منیرِ شہہ روزگار
رسالت کے عہدِ مقدس کا چاند	صحابہ کی اِس دَور میں یادگار
کہاں سے اسے ڈھونڈ کے لاؤں میں	کھڑا ہوں میں سرِ راہ گزر دل فگار
سیاہ رات تاریک تر ہو گئی	مہ و مہر و کوکب ہیں زار و نزار
وجود اس کا تصویرِ جود و سخا	پیمبر کی اولاد گردوں وقار
ابو ذر غفاری کی تصویر تھا	حسین و حسن کا حسین یادگار
شگفتہ جبیں چہرہ پہ جمال	سیاہ کاکلوں میں درتابدار
قیامت میں اس سے ملوں گا ضرور	مجھے اپنی بخشش پہ ہے اعتبار

لے سید عطاء اللہ شاہ بخاری ص ۲۳۸ از شورش کاشمیری بحوالہ ہفت روزہ چٹان لاہور ۱۵ اگست ۱۹۶۴ء

اس نظم پر یہ بدیہی تبصرہ ہی کافی ہے کہ۔

ع۔ یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے۔

کہاں فرمودۂ امیرِ شریعت "تمہاری دستار کے ہر پیچ و خم میں ہزاروں پاپ تمہاری تسبیح کا ایک ایک دانہ فریب"، اور کہاں مظہرِ امیرِ شریعت شورش کاشمیری کہ یہ نیازمندی کہ حسینؓ و حسنؓ کے حسین یادگار، مہرِ منیر، جود و سخا کی تصویر، رسالت کے عہدِ مقدس کا چاند، صحابہ کی دورِ حاضر میں یادگار وغیرہ وغیرہ۔ ہے کوئی کنارہ تضاد کے اس بحرِ بے پایاں کا۔ غرضیکہ احراری مدرسۂ فکر کا ہر تربیت یافتہ ضمیر کے معاملہ میں انتہائی کمزور اور نوٹوں کی تھیلی کا غالی لالچی ثابت ہوا ہے۔ اسی لئے اس قبیلۂ ادب و خطابت میں تضاد ہی تضاد نظر آتا ہے۔ حضرت علامہ ارشد القادری کی شہرۂ آفاق تصنیف زلزلہ اور یہ کتاب دیوبندی مذہب اس موضوع پر انسائیکلوپیڈیا ثابت ہوئی ہیں۔ سیتے چلئے یہ تضاد بھی ملاحظہ فرمایئے کہ پورا دیوبندی قبیلہ مولوی اسماعیل صاحب کی کتاب تقویۃ الایمان کی روشنی میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو نورِ مجسم ماننے سے منکر ہے۔ بلکہ بڑے بھائی اور گاؤں کے چوہدری کے برابر ثابت کرنے کے لاکھوں جتن کئے جاتے ہیں۔ لیکن مولانا عاشق الٰہی میرٹھی نے مولانا رشید احمد گنگوہی کو نورِ مجسم قرار دیا۔ تذکرۃ الرشید، اس کی گواہ ہے، سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی وفات پر کیا کچھ نہیں کہا گیا۔ لیکن علمی اور ادبی حلقوں میں انور شاہ کشمیری اور مولانا حسین احمد مدنی کے استاذ اور پوری ملت دیوبند کے شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی کا مرثیہ دلچسپی کا باعث ہے۔ جس میں انہوں نے اپنے پیر گنگوہی صاحب کو مشکل کشا، حاجت روا اور کعبہ سے زیادہ گنگوہ کا مقام بتایا گیا ہے۔ لیکن اس پر ہمارے اہل قلم کے علاوہ خود دیوبندی مفتیوں نے جو محاکمہ کیا ہے، وہ ایک دلچسپ باب ہے۔ مگر جشنِ دیوبند کے بعد پاکستان میں آنے والی ایک نئی کتاب نقشِ دوام میں انور شاہ کاشمیری کا جو تذکرہ اہل علم کے سامنے رکھا ہے، وہ بھی اسی ژولیدہ خیالی، ذہنی پراگندگی، احساسِ کہتری اور خوفناک تضاد بیانی کا شاہکار ہے۔ مسئلہ نور پر ضخیم فتوے اور ہزاروں اوراق سیاہ کرنے والے ان سیاسی وارثانِ منبر و محراب نے انور شاہ کے حضور جو دسجود نیاز لٹائے ہیں۔ اس کا ایک نمونہ تو آپ عطاء اللہ شاہ بخاری کی ڈھابیل والی تقریر میں ملاحظہ فرماچکے ہیں۔ مزید ملاحظہ فرمایئے۔ انظر شاہ مسعودی اپنے والد کے حضور مولانا شبیر احمد عثمانی کا ایک نذرانۂ عقیدت نقل کرتے ہیں۔ جو انہوں نے اپنی مشہور کتاب فتح الملہم میں فرمایا ہے۔ ارشاد ہے "لم تر العیون مثلہ ولم یر ھو مثلہ فی الزمان"، نہ آنکھوں نے ان کی نظیر دیکھی اور نہ خود اپنے دور میں انہیں کوئی اپنی نظیر مل سکی[۱]۔ علاوہ ازیں بھی صاحبِ کتاب نقشِ دوام انور شاہ کی ولائت بیان کرتے ہوئے یہ واقعہ ذکر کرتے ہیں کہ حبیب شاہ صاحب بہاول پور میں قادیانیوں کیخلاف بیان دے رہے تھے، اس وقت ایک کتاب "فواتح الرحموت"، کی عبارت زیرِ بحث تھی۔ یہ سرِ علالت شاہ

---

[۱] ۔ نقشِ دوام صفحہ ۱۳۰ ۔

صاحب نے قادیانی ناقوس جلال الدین شمس کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا "جلال اب بھی ایمان لے آؤ اگر چاہتا ہے تو مد فلاں، کو ای وقت جہنم میں دیکھ سکتا ہے،" ۱؎

ملاحظہ فرمائیں کہ دیوبندی محدث کی بہاولپور کی عدالت میں کھڑے کھڑے ہوئے نگاہ کہاں دیکھ رہی تھی۔ اسی پہ بس نہیں یہ شعر بھی ملاحظہ فرمائیں جو انورشاہ کی شان یوں بیان کرتا ہے۔

؎ بدر منیر فی سماء فضیلۃ — وجبینہ کالشمس فی اللمعان

یعنی شاہ صاحب بدرِ منیر اور ان کی پیشانی سورج کی طرح ہے۔ مزید ارشاد ہوتا ہے

؎ مرحبا اے نورِ مہر و ماہ ما — مرحبا علامہ انورشاہِ ما

یہاں مہر و ماہ تک کہا گیا۔ تضاد یہ ہے کہ جب کوئی سُنّی مسلمان عقیدت کے اتھاہ سمندروں میں اپنے آقا و مولا سرورِ کائنات نورِ مجسّم شفیعِ معظّم سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جھوم کر ایک فنا فی المصطفٰے کا یہ شعر پڑھتا ہے

؎ تیری نسل پاک کا ہے بچہ بچہ نور کا — تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

تو یہ اصحابِ فتویٰ رندانِ پارسا، کانگریس کے کھدر پوش مذہبی ایجنٹ آپے سے باہر ہو کر سراپا غیظ و غضب بن جاتے ہیں اور لنگر لنگوٹ کسے خدائے ذو الجلال کے خوف سے بے نیاز اور اپنے بے رونق سیاہ چہروں پہ عرق غضب کے قطرے لا کر مسلمانوں کو مشرک بنانے لگتے ہیں۔ اگر حضور ختمی مرتبت کی تعریف و ثنا شرک اور گاندھوی مولویوں کی تعریف توحید ہے تو پھر ایک عام آدمی صرف یہی کہے گا

ع ۔ اس زمیں پہ کژدم و اژدہا برسنے چاہئیں۔

مسئلہ ختمِ نبوّت اور دیوبند

یہ مسئلہ بھی سنگدل دیوبند نے اپنی روایتی تضاد بیانی اور سیاسی اغراض کی بھینٹ چڑھا دیا۔ اس نام پہ لاکھوں روپیہ چندہ بٹورا گیا۔ لیکن سامنے صرف خود غرضی رہی حقیقت یہ ہے کہ انکارِ ختم نبوّت کا فتنہ برطانوی استعمار کا خود کاشتہ پودا تھا۔ دیوبند کی طرح یہ فتنہ بھی انگریزی دورِ حکومت اور ۱۸۵۷ء میں مسلمانوں کی سیاسی شکست کے بعد پروان چڑھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا اور مئی ۱۹۰۸ء میں آنجہانی ہوا۔ یہ کل سڑسٹھ سال برِ صغیر کے مسلمانوں کی مستقل بد قسمتی بن گئے۔ علماءِ ربانی نے مرزا کے دعویٰ ہائے مسیحیت و نبوّت کے پرخچے اڑائے۔ بروقت حکمِ شرعی بیان فرمایا۔ کون نہیں جانتا کہ حضور قبلہ عالم گولڑوی، امیرِ ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری کے علاوہ یو۔ پی۔ سی پی اور وسیع ہندوستان میں پھیلے ہوئے علماء و راسخین فی العلم نے برطانوی استعمار کے پیدا کردہ اس فتنہ کے سامنے سدِ سکندری کی حیثیت اختیار کی۔ اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت

۱؎ ۔ نقشِ دوام حاشیہ ص ۱۲۹۔

قائدِ تحریک محبت رسول حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی، حضرت حجۃ الاسلام مولنا حامد رضا خاں، علمائے بدایوں، علمائے رام پور کے علاوہ پنجاب میں مشہور نعت گو شاعر مولانا حافظ مظہر الدین مرحوم کے والدِ ماجد مولانا نواب الدین رمداسی اور حضرت مولانا کرم الدین بھیں جہلمی جنہیں آج ان کا دیوبندی صاحبزادہ خدا کے خوف سے بے نیاز ہو کر زبردستی دیوبندی ظاہر کر رہا ہے، نے قادیانی دجال سے مناظرے مباہلے اور مقدمے لڑے۔ لیکن باریک بین لگانے سے بھی اس حرماں نصیب گروہ کی قادیانی کی موجودگی میں کوئی خدمات نظر نہیں پڑتیں۔ میکدۂ دیوبند کے سب سے بڑے ساقی مولانا رشید احمد گنگوہی ہیں۔ جن کا انتقال ۱۹۰۵ء میں ہوا۔ قادیانی نے ۱۹۰۱ء میں نبوت کا کھڑاگ رچا چکا تھا لیکن وہ "قطب الارشاد" جس نے میلاد کی مٹھائی، امام حسین کی سبیل، گیارہویں کے چاول حرام قرار دے دیئے تھے اور امکانِ کذب کا مسئلہ تراش کر اسماعیل دہلوی کے رسوائے زمانہ کتاب تقویۃ الایمان کا سب سے بڑا نقیب بنا بیٹھا تھا۔ اور مسلمانوں کو تھوک کے حساب سے مشرک گری کی بھینٹ چڑھا رہا تھا، نے اول تو قادیانی کے خلاف کہا کچھ نہیں۔ لدھیانہ کے علماء نے اگر کچھ کہا بھی تو ان سے اختلاف کیا۔ آخر گنگوہی صاحب کے مستند سوانح نگار مولانا عاشق الٰہی میرٹھی کے بقول کچھ کہا بھی تو یہ۔

سوال۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے خیالات متعلق بہ وفات عیسٰی علیہ السلام جو کچھ ہیں۔ ظاہر ہے ہمیں اس مرزائی جماعت کا اپنی مساجد میں نہ آنے دینا اور انکے ساتھ نماز میں شریک ہونے سے تنفر رکھنا کیسا ہے؟۔

جواب۔: مرزا قادیانی گمراہ ہے، اس کے مرید بھی گمراہ ہیں۔ اگر جماعت سے الگ رہیں اچھا ہے، جیسا رافضی خارجی کا جدا رہنا اچھا ہے۔ ان کی واہیات مت سنو اگر ہو سکے اس کو جماعت سے خارج کر دو۔ بحث کر کے ساکت کرنا اگر ہو سکے ضرور ہے ورنہ ہاتھ سے ان کو جواب دو۔ ہرگز فوت ہونا عیسٰی علیہ السلام کا آیات سے ثابت نہیں الخ [۱]

دینی اداروں میں پڑھنے والا ایک ابتدائی طالبعلم بھی جانتا ہے کہ حضرت سیدنا عیسٰی علیہ السلام کا زندہ ماننا نصوص صریحہ سے ثابت ہے۔ اور اس کا انکار کفر ہے۔ گنگوہی صاحب نے نہ تو مرزا کے مسئلہ ختم نبوت کو چھوا اور وفات عیسٰی علیہ السلام پر بھی گمراہ کہنے پہ اکتفا کیا۔ خدا جانے مرزا کی اور کافری کیا ہے۔ یہ تو تھے گنگوہی صاحب۔ اب سنیئے تھانوی صاحب کی۔ آپ ۱۳۶۲ھ ۱۹۴۳ء میں فوت ہوئے۔ ہزار کتابوں کے مصنف بتائے جاتے ہیں۔ ان میں افاضات الیومیہ جیسی رطب دیابس سے بھرپور اور نشر الطیب جیسی وقیع کتابیں شامل ہیں۔ ان کا امداد الفتاویٰ بھی کئی جلدوں میں پھیلا ہوا ہے۔ اس کی جلد ثانی میں ایک فتاویٰ کا اقتباس ملاحظہ ہو۔

سوال:۔ مناکحت باہم ایسے مرد و عورت کی کہ ایک ان میں سے سنی حنفی اور دوسرا مرزا غلام احمد قادیانی کا

---

[۱] تذکرۃ الرشید جلد اوّل صفحہ ۱۴۰

معتقد اور متبع ہو اور ان کے جملہ دعاوی اور الہامات کی تصدیق کرتا ہو۔ جائز ہے اور اگر یہ دونوں یا ایک ان میں سے نابالغ ہو تو بولایت والدین جو ایسے ہی مختلف العقیدہ ہوں کیا حکم ہے۔ امید ہے کہ تشریح و بسط سے جواب مرحمت ہو۔

الجواب:۔ مرزا کے بعض اقوال حدِ کفر تک پہنچے ہوئے ہیں مگر یہ ممکن ہے کہ اس کا کوئی معتقد خاص اس قول کی خبر نہ رکھتا ہو۔ اس لئے مرزا کا معتقد ہونا اس کو مستلزم نہیں کہ خاص اس کفر کا بھی معتقد ہو۔ پس اگر یہ مرزائی خواہ مرد ہو اور عورت بالخصوص اس قولِ کفر کا بھی معتقد ہو تو اس کا نکاح مسلمان مرد یا عورت سے نہیں ہو سکتا لیکن اگر یہ مرزائی بالغ ہے تو خود اس کا عقیدہ دیکھا جائے گا۔ اور اگر نابالغ ہے تو اس کے ماں باپ کا عقیدہ دیکھا جاوے گا۔ یعنی اگر ماں باپ دونوں مرزائی ہوں گے تو اس نابالغ کو مرزائی قرار دیں گے اور اگر ایک بھی غیر مرزائی ہے تو اس کو غیر مرزائی قرار دے کر یہ حکم مذکور ثابت نہ کریں گے۔ اور اگر یہ مرزائی خاص کسی ایسے امر موجب کفر کا معتقد نہیں تو مبتدع ہے اور حنفی سُنّی کا دیانت میں کفو نہیں۔ پس اگر یہ عورت ہے تو مرد سُنّی حنفی کا نکاح اس سے درست نہیں ہے۔ اور اگر یہ مرد ہے اور عورت سُنّیہ حنفیہ ہے تو اگر یہ عورت بالغ ہے اور اس کی اجازت سے نکاح ہوا ہے تو نکاح ہو گیا اور اسی طرح اگر نابالغ ہے اور باپ، دادا نے کر دیا تب بھی ہو گیا۔ اور اگر باپ دادا کے سوا کسی اور نے کیا یا باپ دادا مجہول شفیق و خیر خواہ نہیں ہیں تو سوال میں اس کی تصریح ہونے سے جواب دیا جائے گا۔ فقط۔ ؎

ملاحظہ فرمائیں حکیم الامت کی اگر مگر اور یہ ارشاد کی قادیانی کے بعض اقوال حدِ کفر کو پہنچے ہوئے ہیں یعنی کفر نہیں۔ پیچ پیچ کر کے کسی طریقے سے نکاح کا جواز تلاش کر لیا گیا۔ جبکہ پوری امت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعیٔ نبوت کے کفر پر متفق ہے لیکن خانوادۂ دیوبند الفاظ کی مینا کاری اور توجیہاتِ فقیہہ کے توڑ مروڑ سے اس سفاک اور انتہائی ظالم گروہ قادیانی کو قلمی پناہ دینے کے درپے ہے۔ یہ فتویٰ تقریباً ۱۹۰۳ء میں لکھا گیا۔ اس وقت قادیانی فوت ہو چکا تھا۔ جولائی ۱۹۱۷ء میں تھانوی صاحب کا وہ مشہور عالم رسالہ الامداد چھپا جس میں ان کا کلمہ اور درود طبع ہوا۔ اس میں ایک خط اور اس کا جواب پڑھنے کے لائق ہے۔

سوال:۔ جناب مخدومنا مولانا عم فیوضہم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مکرمت نامہ وارد ہو کر باعث اعزاز ہوا یہ ناچیز حضرت جدّ امجد قبلہ عالم مدظلہ العالی کا بڑا نواسہ مولوی صاحب مرحوم کا لڑکا ہے اس میں شبہ نہیں کہ جناب نے ضروریات زمانہ کے لحاظ سے دینی خدمت بہت کی اور بہت سے رسائل مفیدہ دینیات میں تصنیف فرما کر لوگوں کو مستفیض فرمایا مگر آپ سے صاحب فضل اور دین کے پیشواؤں کو تو ہر وقت کی ضرورتوں کو ملحوظ خاطر رکھ کر دین متین کی اصلاح اور اس کی حفاظت میں پوری توجہ سے کوشش فرمانا فرض ہے خصوصاً ایسے نازک وقت میں جبکہ

؎ ۔ امداد الفتاویٰ ج نمبر ۲ ص ۱۷۸

اندرونی و بیرونی ہر طرح کے حملے زوروں پر ہو رہے ہیں یہی وقت ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا نظارہ دکھانے کا ہمارے اندرونی دشمن جو اسلامی پیرایہ میں درپردہ اسلام کی بیخ کنی کرنے میں پوری کوشش اور سرگرمی سے مصروف ہیں زیادہ خطرناک ہیں بہ نسبت بیرونی دشمنوں کے پھر جب تک ان کا متفقہ قوت سے مقابلہ نہ کیا جاوے اس وقت تک ان کا دفعیہ غیر ممکن ہے ایک دو آدمی کی توجہ اور کوشش سے کام نہیں چل سکتا چونکہ آنجناب کو اس طرف پوری توجہ نہیں ہے۔ اس لئے ان کی پوری حالت نہیں معلوم کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں اور غالباً مرزا کی کتابیں بھی ملاحظہ سے نہیں گذری ہیں ورنہ جناب کو معلوم ہوتا کہ اس نے درپردہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور مذہب اسلام کو بالکل اڑا دینا چاہا ہے یعنی محمدیت کو اور اپنا مذہب یعنی بقول انہوں نے احمدیت مرزائیت کو پھیلانا چاہا ہے اور یہی کوشش ان کی جماعت کی بھی ہے اس میں جان توڑ کوشش کر رہے ہیں ان کی طرف سے سینکڑوں مبلغین مرد و عورت صرف بہکانے پر مقرر ہیں اور تنخواہ پاتے ہیں تمام لوگوں کو گمراہ کرتے پھرتے صرف ہندوستان ہی میں نہیں افریقہ وغیرہ بلکہ تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ان کا ہر شخص اپنے مذہب کے پھیلانے میں سرگرم ہے ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ سب اپنی حیثیت کے موافق چندہ دیتے ہیں جو لوگ امیر ہیں وہ سیکڑوں روپے ماہوار قادیان بھیجتے ہیں۔ حیدرآباد دکن میں ایک تاجر ...... ہے وہ قادیانی ہو گیا ہے بہت صرف کرتا ہے اسی طرح اور بھی ہیں حیدرآباد میں اور سہارنپور کی طرف کوئی جگہ ساڈھورا ہے وہاں کے مشائخ درپردہ قادیانی ہیں ان کے ماننے والے بہت ہیں اسی طرح ہر طرف یہ گمراہی پھیل رہی ہے اب فرمائیے کہ ہماری طرف سے اس کے مقابلہ میں کون کھڑا ہوا۔ جو پوری کوشش و توجہ سے ان کا مقابلہ کرتا اگر اس طرف سے بھی پوری کوشش ہوتی تو آج گمراہی کی یہ حالت نہ ہوتی فلاں مولوی صاحب اور فلاں مولوی صاحب نے کچھ مقابلہ کیا وہ اپنی ذاتی غرض سے وہ بھی جب تک مولوی ...... صاحب کا رسالہ اشاعۃ السنۃ نکلتا رہا اس وقت تک وہ کچھ اس میں لکھتے رہے وہ بھی تقریباً انہیں کی جماعت میں محدود رہا اس پر اس قدر قیمت رکھی گئی تھی کہ اس کو کوئی شائق بھی نہیں لے سکتا تھا یا مولوی ...... صاحب نے اپنے اخبار میں کچھ مضمون لکھ دیا۔ یا بعض رسالے لکھ دیئے تو آپ ہی بتائیں کہ اس سے لوگ کہاں تک فائدہ اٹھا سکتے ہیں پھر ان کے مقابلہ میں جن کی کوشش کا یہ حال ہو کہ ساٹھ ہزار خطوط و رسالے ماہواری مرزا کے وقت میں تمام میں شائع ہوتے تھے اور اب بھی بہت شائع ہوتے ہیں اور اب ایک نیا طریقہ یہ نکالا ہے کہ مختلف زبانوں میں قرآن مجید کا تحریف کر کے شائع کر رہے ہیں اب آپ ہی فرمائیے کہ ادھر کس عالم کو توجہ ہے جو اس فتنہ کی طرف متوجہ ہو بجز ہمارے جد امجد قبلۂ عالم مدظلہ العالی کے مگر اب کچھ ایسی حالت رہتی ہے اور ضعف و نسیان غایت درجہ ہو گیا ہے جس کی وجہ سے اب بہت مجبور ہو گئے ہیں اور کوئی معین و مددگار بھی نہیں جو کسی قسم کی مدد کر سکے اس وقت جناب کا اور حضرات علماء دیوبند کا بہت اثر ہے اگر آپ حضرات کی خاص توجہ اس طرف ہوتی تو لوگوں پر زیادہ اثر ہوتا اور لوگوں کو یہ خیال ہوتا کہ واقعی یہ فتنہ ہے اس سے بچنا ضروری ہے اب تو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ سب مولویوں کے جھگڑے ہیں اس وجہ سے ہمارے رسالوں کو کوئی دیکھتا بھی نہیں آپ

نے تو یہ فرما کر ٹال دیا کہ رسالہ الامداد سے مجھے کوئی تعلق نہیں علماءِ دیوبند نے اپنے رسالوں میں اس قسم کا مضمون لکھنے سے انکار کیا حالانکہ اس میں بھی آپ ہی کی سرپرستی لکھی ہے امدادالامداد آپ کے متعقدین کا ضروری ہے پھر یہ ناممکن کہ آپ ان حضرات سے فرمائیں اور وہ انکار کریں مگر وہاں توجہ خاص کے بغیر کام چلنا ناممکن ہے جب آپ ہی جیسے حضرات اس سے پہلو تہی فرمائیں گے تو پھر اسلام کا خدا ہی حافظ ہے جناب جدامجد قبلہ عالم کا کام تو آپ حضرات کے گوش گذار کر دیا ہے اب جناب کو اختیار ہے اس فرض کو ادا کیجئے یا نہیں جناب قبلۂ عالم کا کرامت نامہ بھی ملفوف بذا ہے ختم نبوت کے بارے میں ادھر سے کافی بحث لکھی جا چکی ہے مگر ابھی اُدھر سے ایک کتاب حقیقت ختم نبوت لکھی گئی جس کے دو حصے ہیں۔ مگر قادیانی ہم کو نہیں دیتے جو رسائل جناب کے ملاحظہ کے لئے بھیجے گئے ہیں اگر ان میں کوئی بات آپ کے خیال میں پسندیدہ نہ ہو تو اس سے ضرور عزت افزائی فرماویں اور یہ بھی تحریر فرمایئے کہ ان میں کونسا رسالہ زیادہ مفید ہے اس ناچیز کو کانپور میں کئی مرتبہ ملازمت حاصل ہوئی ہے اور چند بار مواعظ سننے کا موقع حاصل ہوا ہے مولوی . . . صاحب مرحوم کے ایک صاحبزادے ہیں . . . نام ہے مجھے امید ہے قوی ہے کہ اس کے جواب باصواب سے عزت افزائی فرمائیں گے والسلام۔

جواب۔ جامع الفضائل والعلیہ مولوی . . . صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ صحیفہ محبت نے ممنون فرمایا آپ کا پورا پتہ معلوم کر کے مسرور ہوا اللہ تعالیٰ آپ کو ظاہری و باطنی برکات عطا فرماوے آپ کے صحیفہ کے دو جزو ہیں ایک متعلق امراء کے اس میں تو ہم غرباء کا کچھ دخل ہی نہیں دوسرا طلباء کے متعلق وہ بیشک ہم لوگوں کے کرنے کا کام ہے اور فرض ہے مگر علی الکفایہ۔ لیکن اسی کی مثل اور بھی بہت کام فرض علی الکفایہ ہیں ظاہر ہے کہ ہر شخص ہر کام پورے طور سے نہیں کر سکتا بجز اس کے کوئی صورت نہیں کہ اہتماماً یا اتفاقاً کوئی کام کوئی کرے جب ایک یا دو شخص سے ایک کام میں کفایت ہو جاوے دوسرے سبکدوش ہو جاویں گے ظاہراً رد قادیانی میں رسائل کافی ہو چکے ہیں۔ اس لئے دوسروں کا ذمہ اب مشغول نہیں ہے لیکن آپ کو اس باب میں وسعت نظر زیادہ ہے اگر اب بھی کوئی خدمت ضروریہ رہ گئی ہو تو اس کو معین و مشخص کر کے فرمائیں کیونکہ مبہم مضامین سے کشف حال نہیں ہوتا اگر وہ خدمت مقدور ہو گی انشاءاللہ تعالیٰ اس کو اپنے ذمہ سمجھ کر انجام دیا جاوے گا باقی رہا مطبع کے مالکوں کا معتقدین سے ہوتا اور اس لئے میرے اذن کا لازم یا مستحسن ہونا یہ ایک نہایت ظاہری حکم ہے۔ تحقیق کے بعد میرے اس دخل نہ دینے کو انشاءاللہ تعالیٰ ترجیح دی جاوے گی۔ مصالح اس قدر کثیر ہیں کہ تحریر میں گنجائش نہیں میں رسائل مرسلہ کے مطالعہ کی فکر میں ہوں وقت نہیں ملا لیکن جس طرح بن پڑے گا دیکھوں گا اور دیکھ کر جو رائے ہو گی انشاءاللہ تعالیٰ اطلاع دوں گا اس میں جتنی دیر ہو گی اس کا سبب تاخیر مطالعہ ہو گا باقی آپ کی دلسوزی و مشورہ خیر پر دل سے آپ کے لئے دعائے برکت کرتا ہوں والسلام مکرر آنکہ ان رسالوں کے علاوہ اور رسائل رد قادیانی کے جو آپ کو معلوم ہوں اُن کا نام و نشان فرمایئے تا منگاؤں یا موجود ہوں تو عاریۃً دیجئے ان سب کے مطالعہ میں شاید کوئی خدمت میرے ذہن میں بھی آجاوے۔ ۲۶ شوال ۱۳۳۵ھ۔

یہ ہے تھانوی صاحب کی سادگی کہ وہ ردِّ قادیانیت کو فرض کفایہ قرار دیتے ہیں اور سائل بڑا شاطر معلوم ہوتا ہے کہ اس نے پورے دیوبند کا بھانڈا پھوڑ کر رکھ دیا۔ ایسے عالم میں ان حضرات کی رہنمائی، پارسائی، قیادت اور لیڈرشپ کو یہ نہیں کہا جائے گا؟

؎ اذا کان الغراب امام قوم
سیھدیھم طریق الھالکین

ایک انکشاف

مکتبہ چٹان سے ایک کتاب یارانِ کہن جناب عبدالمجید سالک جو پنجاب یونیورسٹی میں صدرِ شعبۂ صحافت جناب عبدالسلام خورشید کے والد تھے، کے قلم سے چھپی۔ سالک صاحب کے والد بدقسمتی سے قادیانی تھے۔ مئی ۱۹۰۸ء میں جب قادیانی لاہور میں مرا تو عبدالمجید سالک نے اس کا جنازہ قادیان جانے کا منظر لکھا۔ اور غضب ڈھا دیا اس بات پر کہ آنجہانی قادیانی کے جنازے میں دیوبندیوں کے امام الہند ابوالکلام آزاد بھی قادیانی کے کندھا دینے اور جنازہ اٹھانے والوں میں شامل تھے۔ سوئے اتفاق یہ کتاب شورش صاحب نے چھاپ دی۔ اب دیوبندی اصاغر واکابر نیچے جھاڑ کر سالک اور شورش کے پیچھے پڑ گئے چنانچہ شورش کے کہنے سننے پر سالک صاحب نے چٹان میں تردید شائع کر دی۔ اسی اثنا میں ضلع رحیم یار خاں کے ایک مشہور مصنف نے سالک صاحب سے اس مسئلے پر خط و کتابت کی۔ تو سالک صاحب نے انہیں لکھا کہ واقعہ تو وہی صحیح ہے کہ آزاد صاحب نے جنازے میں شمولیت کی چنانچہ سالک کا یہ خط "نوازش نامے" نامی کتاب میں شائع ہو گیا۔ اس کی ضروری تفصیلات خطوط کے پروف لاہور کے مشہور شاعر اور مصنف راجا رشید محمود کے پاس موجود ہے عنقریب (؟)! اس کو آب و تاب سے شائع کر رہا ہے۔ یہ حضرت ابوالکلام ہندوستان کے وزیر تعلیم، قائدِ اعظم کے نزدیک شوبوائے۔ لیکن ایم او متھائی پرسنل سیکرٹری پنڈت نہرو کے نزدیک وہ کیا ہیں۔

مولانا آزاد نے "انڈیا ونز فریڈم" میں لکھا ہے کہ جب ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو پہلی حکومت تشکیل ہوئی، تو گاندھی جی نے اصرار کیا تھا کہ آزاد وزارت تعلیم لیں، کیونکہ یہ شعبہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ سراسر غلط ہے۔ گاندھی جی پیر کے روز جب کا روزہ رکھا کرتے تھے اور اس دن پیر ہی تھا جب انہوں نے استعمال شدہ لفافے کے اندرونی حصے میں نہرو کو ذاتی خط لکھا جس میں مشورہ دیا گیا تھا کہ مولانا آزاد کو وزیر تعلیم نہ بنایا جائے۔ کیونکہ گاندھی جی کو یقین تھا کہ مولانا تعلیم کا ستیاناس کر دیں گے۔ گاندھی جی نے مزید تحریر کیا تھا کہ مولانا کو کابینہ میں بطور وزیر بے محکمہ شامل کرنا چاہیے، تاکہ مولانا ایک بزرگ سیاستدان کے طور پر کام کریں نہرو، ... گاندھی جی کی خواہش کو عملی جامہ پہنا سکے، کیونکہ مولانا نے "تعلیم یا کچھ نہیں"، کا رویہ اختیار کر رکھا تھا۔ گاندھی جی کا مذکورہ ذاتی خط ان قدیم تاریخی دستاویزات کے محافظ خانے میں موجود ہے جو میں نے بڑی محنت سے ۱۹۴۶ء سے جمع کرنا شروع کر دی تھیں، اور وزیر اعظم ہاؤس جسے اب "موتی ہاؤس"، کہا جاتا ہے میں چھوڑ آیا تھا۔ ضمناً یہاں یہ بھی عرض کر دیا جائے کہ بطور وزیر تعلیم گاندھی جی کی نگہ انتخاب ڈاکٹر ذاکر حسین پر پڑی تھی۔

اب خوبرو، بارعب، تقدس مآب ہستی جو اپنی صاف مونچھوں اور ترچھی ڈاڑھی اور لمبی ترکی ٹوپی کے باعث مزید دلکش

ہوگئی تھی، اور کوثر و تسنیم میں دُھلی اردو زبان میں خطاب کرتی تھی، مولانا ابوالکلام آزاد کا بیان بھی ہو جائے۔ پارلیمنٹ میں کم ہی تقریر کرتے تھے، مگر جب بھی انہیں پارلیمان میں تقریر کرنا ہوتی تھی، لوگ بھاگم بھاگ آتے تھے اور جگہ نہ ملتی تھی؛ جہاں تک ان کی تقدس مآبی کا تعلق ہے وہ مذہب اسلام کے متعلق ان کے وسیع علم اور ان کی شہرۂ آفاق تفسیر قرآن تک ہی محدود ہے۔ اس کے علاوہ تو وہ دنیوی انسان تھے۔ اور زندگی کی اچھی چیزوں سے پیار کرتے تھے۔

۱۹۴۵ء میں جب جیل سے رہا ہوئے تو اخلاق و مذہب میں سخت محتاط بعض لوگوں نے گاندھی جی کو رپورٹ دی کہ مولانا جیل میں باقاعدگی کے ساتھ شراب پیتے رہے ہیں۔ راجکماری امرت کور نے مجھے بتایا کہ جیل سے رہائی کے بعد جب ان کی مولانا سے اوّلین ملاقات ہوئی، تو گاندھی جی نے مولانا سے دریافت کیا تھا کہ آیا آپ شراب پیتے ہیں، مولانا نے مذکورہ رپورٹ سے انکار کیا تھا، تاہم گاندھی جی کے ذہن میں شک کا شائبہ موجود رہا۔

۲۸/اپریل ۱۹۴۶ء کو جب کہ کانگریس کی مجلس عاملہ برطانوی کیبنٹ مشن کی تجاویز پر ابھی غور کر رہی تھی۔ گاندھی جی کو اطلاع ملی کہ مولانا نے، جو ان دنوں کانگریس کے صدر تھے، انہیں یا مجلس عاملہ کو بتائے بغیر کیبنٹ مشن کو ایک خط لکھا ہے۔ اس خط کا مسوّدہ ہمایوں کبیر نے تیار کیا تھا۔ فرقہ وارانہ مسائل کے حل کے سلسلے میں مولانا کو اپنے اور کیبنٹ مشن کے خیالات میں ہم آہنگی نظر آئی تھی۔ مولانا کے نزدیک اس مسئلے کا حل یہ تھا کہ وفاقی طرز حکومت ہو، صوبوں کو زیادہ سے زیادہ خود مختاری حاصل ہو اور مرکز کے پاس صرف دفاع امور خارجہ اور مواصلات ہوں، کیبنٹ مشن کو اپنے مشکل کام سے عہدہ برآ ہونے کے لیئے مولانا کی ذات میں ایک ہم خیال شخص نظر آیا۔ اپنے پرائیویٹ خط میں مولانا نے کیبنٹ مشن سے کہا تھا کہ وہ گاندھی جی کی ذات یا مشن کی تجاویز کے متعلق گاندھی جی کے شکوک و شبہات کا زیادہ فکر نہ کرے۔ گاندھی جی کی فرمائش پر سدھیر گوش کیبنٹ مشن سے مولانا کا خط عاریتاً حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ جونہی گاندھی جی نے اس خط کو پڑھ کر اپنے سامنے پڑے ہوئے چھوٹے سے پست قامت ڈیسک پر رکھا۔ مولانا پہلے سے مقرر کردہ ملاقات کے لئے آگئے۔ راجکماری امرت کور نے جو قریب ہی ایک پردے کے پیچھے بیٹھی بات چیت سن رہی تھی۔ مجھے ایک مدت بعد بتایا کہ گاندھی جی نے براہِ راست سوال کیا کہ آپ نے کیبنٹ مشن کو موجودہ مذاکرات کے متعلق کوئی خط لکھا ہے۔ مولانا نے صاف انکار کر دیا۔ گاندھی جی کو اس دروغ گوئی پر سخت تعجب اور غم ہوا۔

ایک اور واقعہ سنیئے معلوم ہوا کہ ۲۲/جون ۱۹۴۶ء کو مولانا وائسرائے لارڈ ویول کو ایک پرائیوٹ خط تحریر کیا تھا۔ جس میں انہوں نے بطور صدر کانگریس یقین دہانی کرائی تھی کہ میں عبوری حکومت کی فہرست میں کانگریس کی طرف سے کسی مسلمان کا نام شامل نہ ہونے دوں گا اور اگر میرا اپنا نام تجویز ہوا، تو میں اُسے قبول نہ کروں گا۔ یہ خط بھی ہمایوں کبیر نے تیار کیا تھا۔ اس سے نہ صرف گاندھی جی اور نہرو بلکہ مجلس عاملہ کے دیگر ارکان بھی مضطرب ہو گئے تھے۔ پھر مولانا اور دیگر اصحاب حالات کے آگے بے بس ہو گئے اور نہرو نے مولانا کی جگہ کانگریس کی صدارت سنبھال لی۔ ۲۰/ستمبر ۱۹۴۶ء کو قائم ہونے والی عبوری حکومت میں نہرو نے تین مسلمان شامل کر لیئے اور تب مولانا کے پاس عبوری حکومت سے الگ رہنے کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نہ تھا

ئی نے متعدد دیگر ابواب میں بھی مولانا کا ذکر کیا ہے۔ مولانا متقلم المزاج شخص تھے، وہ کرشنا مینن کے سخت مخالف تھے۔ اس کی مخالفت کی اصل وجہ یہ تھی کہ جب مولانا لندن کے دورے پر تھے، تو وزیراعظم نے انہیں ہائی کمیشن کے توسط سے ایک خفیہ تار ارسال کیا تھا جو لندن پہنچنے کے بعد صرف، ساتِ یوم بعد مولانا تک پہنچایا گیا۔ علاوہ ازیں کرشنا مینن کا اس میں کوئی نقصان نہ ہوتا، اگر وہ مولانا کے لیے "روحانی غذا" کا بندوبست کر دیتا۔

ایک بار جب مولانا جرمنی گئے، تو وہ کولون کے سفارت خانے میں سفیر اے، سی، این، نمبیار کے مہمان کی حیثیت سے ٹھہرے۔ نمبیار جزئیات تک کا خیال رکھنے والا اور مہمان نواز میزبان ہے اور اسے مولانا کی عادات اور ان کے ذوق کا علم تھا۔ اس نے مولانا کے کمرے میں ایک چھوٹا سا میکدہ قائم کر دیا۔ جس میں وہسکی، برانڈی، موسلے سفید شراب، رائن شراب اور فرانسیسی شمپین بافراط مہیا کر دی گئیں۔ مولانا جب غیر ممالک میں ہوتے تھے۔ تو شمپین کو بالخصوص پسند فرمایا کرتے تھے۔ نمبیار پر یہ حقیقت کھلی کہ مولانا کو بوتلوں کے ترغے میں۔ کمرے میں اکیلے رہنے دیا جائے تو وہ بہت خوش رہتے ہیں۔ نمبیار کو صرف ایک شکایت تھی اس نے کئی اہم جرمن افراد کو جن میں وزیر اور دیگر معزز ہستیاں شامل تھیں ایک دعوت میں لایا جو مولانا کے اعزاز میں دی گئی تھی۔ دعوت ختم ہوتے ہی۔ مولانا غائب ہو گئے اور اپنے کمرے میں اکیلے شراب پیا کئے۔ ایسا ہی ایک واقعہ بعد میں لندن میں پیش آیا تھا۔ مولانا ہائی کمشنر کی رہائش گاہ پر مسز وجے لکشمی پنڈت کے مہمان کی حیثیت سے قیام پذیر تھے۔ مسز پنڈت نے مولانا کے اعزاز میں کھانا دیا۔ جس میں سر انتھونی ایڈن ماؤنٹ بیٹن اور متعدد دیگر معززین مدعو تھے۔ جونہی دعوت ختم مولانا چپکے سے غائب ہو گئے اور ان کی روانگی کسی کے نوٹس میں بھی نہ آئی۔ تھوڑی دیر بعد ایڈن اور دیگر اصحاب نے پوچھا کہ مولانا کہاں ہیں۔ مسز پنڈت نے خفت مٹانے کی خاطر ڈپلومیٹک سفید جھوٹ بول دیا۔ ورنہ حق بات تو یہ تھی کہ عین اس وقت مولانا اپنے کمرے میں بیٹھے شمپین کے جام چڑھا رہے تھے۔

دلی میں مولانا نے کبھی کسی ڈنر پارٹی میں شرکت نہیں کی۔ غیر ملکی اہم شخصیتوں کے اعزاز میں دی جانے والی صرف دوپہر کی دعوتوں میں وہ وزیراعظم ہاؤس آ جایا کرتے تھے۔ کابینہ کے اجلاسوں میں، بالعموم شام پانچ بجے یا اس کے بعد ہوتے تھے۔ مولانا چھ بجتے ہی اٹھ کر رخصت ہو جاتے اور اس بات کی پرواہ نہ کرتے کی موضوع زیر بحث اہمیت کے لحاظ سے کس قسم کا ہے اور پھر وہ وہسکی سوڈا، برف اور سموسوں کی ایک پلیٹ کے سامنے جا براجمان ہوتے شراب نوشی کے عالم میں فقط چند افراد سے ملاقات کر سکتے تھے۔ ان لوگوں میں نہرو اور اروناآصف علی ہمایوں کبیر اور مولانا کا ایک چہیتا پرائیویٹ سیکرٹری شامل تھے۔ نہرو کوشش کرتے تھے کہ شام کے وقت مولانا سے ملاقات کی جائے۔ کبھی کبھار اشد ضروری کام پڑنے پر ملاقات مستثنیات میں شامل تھی۔

ایک روز مولانا کا چہیتا پرائیوٹ سیکرٹری مجھے پرائیوٹ طور پر ملنے آیا۔ وہ کہنے لگا کہ مجھے مولانا کے بارے میں سخت فکر لاحق ہو گئی ہے۔ کیونکہ مولانا اب ہر شام وہسکی کی آدھی بوتل پینے لگ پڑے ہیں۔ وہ اکثر گر پڑتے ہیں۔ ان کی پشت پر بھی چوٹ آئی ہے جہاں سٹیل پلیٹ دھات کی پلیٹ، لگانا پڑی۔ اس وقت سے مولانا جب

شام کو شراب پی کر اُٹھتے ہیں۔ انہیں ایک مضبوط و تنومند ملازم سہارا دیئے رکھتا ہے۔ پرائیویٹ سیکرٹری مجھ سے کہنے لگا کہ مولانا صرف ایک شخص کی بات مانتے ہیں اور وہ ہے وزیر اعظم۔ اس نے دریافت کیا: "کیا پنڈت جی مولانا کو شراب کم کرنے کا مشورہ نہیں دے سکتے" میں نے اس کی تجویز وزیر اعظم تک پہنچانے کا وعدہ کر لیا۔ جب میں نے نہرو سے بات کی تو مجھے مسکراہٹ کے علاوہ اور کوئی جواب نہ ملا۔" (آتا ۱۴ جنوری سنہ ہفت روزہ اسلامی جمہوریہ۔ جلد ۸ شمارہ ۴۸)

اس حوالہ کو پڑھ لینے کے بعد کون عقل مند ہے جو محض الفاظ پر ناچنے والوں کو امام الہند کے خطاب دیتا پھرے خیر بات ہو رہی تھی مسئلہ ختم نبوت کی۔ حقیقتاً دیوبندی جماعت نے ۱۹۲۵ء کے بعد اس مسئلے پر محض سیاسی آویزش کی بنا پر ناچنا کودنا شروع کیا۔ چنانچہ مرزا جانباز کی "حیاتِ امیر شریعت" اور شورش کاشمیری کی "سید عطاء اللہ شاہ بخاری" اس کی شہادت دیتی ہیں۔ جہاں تک پاکستان کی قومی اسمبلی کا تعلق ہے، دیوبندی حضرات اس میں بھی نہ مسئلہ نہ اٹھا سکے۔ ۱۹۴۹ء کا دستوری مسودہ، ۱۹۵۶ء

ایک شرمناک حقیقت

۱۹۶۲ء اور ۱۹۷۳ء کی آئین سازی میں دیوبندی اکابر مولانا شبیر احمد عثمانی سے لے کر مفتی محمود تک شریک رہے ہیں۔ یہ لطیفہ بلکہ ایک شرمناک حقیقت چوہدری ظہور الٰہی مرحوم نے بیان کی اور جس کو وہ دمِ آخر تک مفتی محمود سے سیاسی اتحاد کے باوجود اپنی محفلوں میں بیان کرتے رہے۔ کہ محترمہ فاطمہ جناح کے مقابلہ کے لئے جب ایوب خان نے ۱۹۶۲ء کے آئین میں ترمیم کرنا چاہی تو مفتی صاحب نے ایک لاکھ روپے میں اپنا ووٹ فروخت کیا۔ بہرحال قومی اسمبلی کی کارروائی میں ۲۲ اپریل ۱۹۷۳ء تک کسی دیوبندی کی کوئی تقریر موجود نہیں۔ جس میں مسئلہ ختم نبوت اٹھایا گیا ہو۔ چونکہ مفتی صاحب کا ذکر آیا ہے۔ اس لئے چند سطور میں ان کا ذکر بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ذکر مفتی محمود کا

پچھلے کالعدم قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود اکیاسٹھ برس کی عمر میں مؤرخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۰ء بروز منگل کراچی میں وفات پا گئے۔ اُن کی شخصیت ملک کے تمام سیاسی اور مذہبی حلقوں میں معروف ترین شخصیت تھی۔ اپنی گوناں گوں اور بوقلموں خصوصیات کی بنا پر ہر حلقے میں اثر و رسوخ رکھتے تھے۔ اعتقادی طور پر ان کا تعلق دیوبندی مکتبۂ خیال اور سیاسی طور پر قوم پرست علماء سے تھا۔ وہ دینی علوم کی تدریس میں خاصے شہرت یافتہ تھے۔ فقہ، حدیث اور فلسفہ بیان کا پرچا تھا۔ بایں ہمہ وہ قومی شہرت کے حامل کوچۂ سیاست سے ہوئے۔ انہوں نے نظریۂ پاکستان سے واضح اور شدید اختلاف رکھنے کے باوجود پاکستانی سیاسیات میں بہت کردار ادا کیا۔ بھٹو سے لڑنا کوئی معمولی بات نہ تھی لیکن مفتی صاحب نے اس سے خاصا سیاسی معرکہ رچایا۔ انہوں نے اپنی جماعت کو سیاسی بنیادوں پر منظم کیا اگرچہ ان کی جماعت کے سربراہ مولانا عبداللہ درخواستی خالص غیر سیاسی شخصیت ہیں۔ لیکن یہ بھی مفتی صاحب کی سیاست تھی کہ بقول کسے ابلہانِ مسجد کو دانش گاہِ سیاست میں کھینچ

لائے۔ مفتی صاحب سے ہزار اختلاف کے باوجود یہ بات تو بہر حال تسلیم کرنا پڑتی ہے کہ وہ انتہائی محنتی پارلیمنٹرین، جہدِ مسلسل کے خوگر سیاسی راہنما تھے۔ انہوں نے اجتماعی سیاست میں خاصی سرگرمی دکھائی اور پاکستان قومی اتحاد کے یوم ولادت سے لے کر ایڑی گھسیٹ لمحات موت تک اس کی صدارت پر فائز رہے۔ قومی اتحاد کی صدارت کا کمبل آخر وقت تک سنبھالے رکھا۔ مفتی محمود ڈھیلا ڈھالا لباس، بھاری کم جثہ اور سادہ عادات کی بنا پر ایک مثال سمجھے جاتے تھے۔ ہمارے سامنے اُن کی سیاسی زندگی ہے۔ اس کے مختلف اوراق لالہ و گل بھی اور خار و خس بھی ہیں ان میں نرمی بھی اور گرمی بھی۔ کہیں روشنی کی کرن پھوٹتی نظر آتی ہے تو کہیں شب یلدا کا ہولناک تسلط۔ دراصل سیاسی شب و روز عموماً تضاد اور ارتباط کا مجموعہ ہوتے ہیں۔ لیکن قائد اعظمؒ کا سیاسی عقیدت کیش اس مسئلہ پر غور کرتا ہے تو وہ یہی کہتا ہے کہ سیاست نام ہے تضاد اور جھوٹ سے پاک حکمت عملی کا۔

مگر مفتی صاحب نے چالیس سال قبل نظریۂ پاکستان کی کٹر دشمن جماعت جمعیت علماءِ ہند کے سیاسی پلیٹ فارم سے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز کیا۔ اور تا دمِ مرگ اسی جماعت کے فکری وارث رہے۔ انہوں نے مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا کفایت اللہ دہلوی، مولانا احمد سعید دہلوی، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، شیخ حسام الدین اور مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی سے جو سیاسی سبق پڑھا تھا۔ آخر وقت تک اسی کے نقیب ثابت ہوئے۔ پاکستان کے نشیب و فراز میں عملی طور پر انہیں داخل ہوتے کا موقع ۱۹۶۲ء کے بعد حاصل ہوا۔ جب کہ وہ ایوب خاں کے بی۔ ڈی نظام کے ذریعے منتخب ہو کر اسمبلی میں پہنچے۔ ایوب خاں نے ۱۹۵۶ء کے دستور کے تحت حلفِ وفاداری اٹھا رکھا تھا اور پاکستان کی بری افواج کے کمانڈر انچیف کی حیثیت سے اس کی حفاظت کے ذمہ دار بھی تھے۔ لیکن کچھ تو ایوب خان کی ہوس اقتدار اور کچھ سکندر مرزا کی حماقتوں کی بنا پر ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ پاکستان میں پہلا باقاعدہ مارشل لا نافذ ہوا۔ ایوب خاں نے یحییٰ کی قوت سے خائف ہوتے ہوئے عوام کو بے شعور ہونے کی گالی دی۔ اور بی۔ ڈی نظام تولد کیا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ سیاسی راہنما یوم اول ہی سے اس غیر جمہوری اور آمرانہ اقدام کا مقابلہ کرتے لیکن قومی اسمبلی کی گداز سیٹ، ایم این۔ اے کے مالی حقوق، شہرت کا مضبوط زینہ بڑے بڑوں کو اپنے ساتھ بہالے گیا۔ مفتی صاحب بھی سلامت نہ رہ سکے۔ اور وہ بھی اسی نظام کی بدولت قومی اسمبلی میں براجمان ہوئے۔ یہ دلیل تھی اس بات کی کہ ان کی ذہنی آبیاری جمہوری بنیاد پر نہیں ہوئی ورنہ عوام میں رہنے والا سیاسی راہنما اس طرح کی غیر عوامی حرکت نہیں کر سکتا۔ انہوں نے نہ صرف قومی اسمبلی کی سیٹ حاصل کی بلکہ ایوب خان کے بنائے آئین میں ایک بے جواز ترمیم کو ووٹ دے کر اس ملک کی گردن پر مسلط ہونے میں مدد دی۔ اربابِ دانش و بینش جانتے ہیں کہ ۱۹۶۲ء کا دستور شعلہ بداماں سیاستدان ذوالفقار بھٹو کا تصنیف کردہ تھا۔ بھٹو صاحب نے اس آئین میں اپنے ڈیڈی کو گھنٹہ گھر بنا کر پیش کیا۔ جمہوریت کا گلا گھونٹا گیا۔ بنیادی حقوق کو ایک آمر کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا۔ مگر مفتی صاحب نے اس طرح کے غیر جمہوری اور آمرانہ دستور کو قبول کیا اور اس کے تحت حلف اٹھایا جو ہماری تاریخ کا ایک عظیم المیہ ہے۔ چوہدری ظہور الٰہی مرحوم آخر وقت تک ڈنکے کی

جھوٹ بکتے رہے کہ مفتی محمود نے ایوب خان کو ووٹ ایک لاکھ روپے نقد چہرہ شاہی کے عوض دیا تھا۔ علاوہ ازیں کالعدم جماعت اسلامی کے وہاڑی سے ایم۔ این۔ اے چوہدری عبدالرشید جو ارائیں برادری کے فرزند تھے اور دولتانہ کے لگڑن بلان کی بنا پر ممبر منتخب ہوئے تھے نے بھی پاکستان میں سیاسی فرد خگی کا آغاز کیا۔

مفتی صاحب نے اس کے بعد بھی مسلسل ایسے اقدامات کئے، جن میں کم از کم جمہوریت کارفرما نظر نہیں آتی۔ انہوں نے ایوب خان کے خلاف مادر ملت کی حمایت نہ کی۔ بلکہ آخر وقت تک اپنے امیدوار کھڑا کر کے کھیلا چلاتے رہے۔ قاضی احسان احمد شجاع آبادی کا نام لیا جاتا رہا اور آخر میں وہ عورت کی صدارت کے شرعی حکم کی آڑ لے کر ایوب خاں کی بلا روک ٹوک حمایت شروع کر دی۔ اور ایوب خاں کے وزیر قانون شیخ خورشید احمد چونکہ دیوبندی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اس لئے مفتی صاحب ان کی جماعت اور شورش کاشمیری کو ایوب خاں کا خاصا قرب حاصل ہو گیا۔ اس کے بعد ایوب خان کی گول میز کانفرنس میں بھی مفتی صاحب کا کردار ہمیشہ بحث و نظر کا مرکز بنا رہا کہ انہوں نے جمہوری مجلس عمل کے آٹھ نکات کی تصنیف میں اسلامی نظام حیات کا نام نہ لیا صرف پیریٹی کے خاتمے اور براہ راست انتخاب پر زور دیتے رہے۔ مولانا مودودی بھی ان کے شریک سفر رہے لیکن جب کانفرنس روم میں پہنچے تو تمام راہنما اپنی اپنی بولیاں بولنے لگے۔ مجیب چھ نکات، ولی خاں سیکولرازم۔ نواب زادہ نصر اللہ جمہوریت۔ مولانا مودودی طے شدہ آٹھ نکات اور مفتی صاحب اسلامی نظام کی بات کرنے لگے۔ اسی پر مودودی صاحب اور مفتی صاحب کے پیروکاروں میں کئی مرتبہ گریبان چاکی اور دھینگا مشتی کے واقعات بھی ہوتے تھے۔ اسی کا مظاہرہ ختم نبوت ۷۴ء ۱۹ کی تحریک میں مولانا مودودی کی تقریر کے دوران مفتی صاحب کی تشریف آوری پر شاہی مسجد میں ہوا۔

علاوہ ازیں بھی مفتی صاحب کی سیاست جمہوریت سے گریزاں رہی اس کے شواہد پاکستان کے چپے چپے میں بکھرے پڑے ہیں۔ جن میں سے کچھ کا تذکرہ سطور بالا میں ہو چکا۔ یہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے کہ مفتی صاحب نے ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں جمہوری قوتوں اور اسلام دوست جماعتوں سے الگ کمیونسٹوں اور سیاسی فسطائیوں کو شرعی آب و دانہ مہیا کیا۔ تمام مکاتب فکر کے ۱۱۳ علماء نے سوشلزم کے آمرانہ نظریے کو شرعی کسوٹی پر کس کر مسترد کر دیا۔ اور بھٹو کے ابھرتے ہوئے فتنے کے مقابلے میں ایک سٹیج پر جمع ہوئے۔ جن میں مولانا احتشام الحق تھانوی بڑے نمایاں انداز میں ابھرے۔ بریلوی، دیوبندی، شیعہ، جماعت اسلامی غرضیکہ سب مکاتب فکر اس فتنے کے مقابلے میں ڈٹ گئے۔ لیکن مفتی صاحب کا وزن بھٹو کے پلڑے میں گیا اور ۱۱۳ علماء کے علم و فضل، فقاہت و صلابت، دانش و دیانت مفتی صاحب کے نزدیک سراپا جہالت بن گئی۔ مفتی صاحب نہ تو چلمن میں چھپے اور نہ ہی صاف نظر آئے۔ بلکہ دورویہ پالیسی سے دینی قوتوں کا زور کم کرتے رہے۔ بھٹو سے اتحاد کی بیسیار کوشش کے باوجود اس فتنہ سلماں کو شیشے میں نہ اتار سکے۔ بھلا یہ ممکن بھی کہاں تھا کہ ایک خراباتی، وضو سے رنگ زباں۔ شب زندہ داروں سے ہم آغوشی کرتا۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ مسجد سے بھسنوی میکدہ کرے۔ لیکن مفتی صاحب

کی یہی غیر جمہوری سوچ یہاں بھی پھسلن دے گئی۔ اور انہوں نے شوقِ گل بوسی میں ان کانٹوں پہ زباں رکھ دی۔ آخر کار وہی بھٹو حضرتِ مفتی صاحب کے مقابلے میں خندق کھڑا ہوا۔ سو اس طرح مفتی صاحب کا یہ عالم تھا۔

ے ۔ نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم!!
نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

دینی قوتوں کو بے انتہا نقصان پہنچا۔ شرافت سرِ بازار پٹ گئی۔ شرفاء منہ چھپاتے لگے۔ ملک کے دونوں حصوں میں علاقائی جماعتیں اور لیڈر شپ اُبھری۔ غنڈے، شرابی، بدکار، وطن دشمن، خود فروش۔ سیاہ باطن سیہ کار اور حیاو شرم کے دشمن بازاروں میں دندنانے لگے۔ بھٹو اور مجیب کی لڑائی کا نتیجہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی برآمد ہوا۔ اگر مفتی صاحب اس وقت جمہوری سوچ کو بروئے کار لاتے تو بھٹو جیسے آمر کو اس طرح کی تقویت نہ مل سکتی۔ مزید افسوس یہ ہے کہ ملتان میں بھٹو نے انتخابی عزائم کا اعلان کیا تو وہاں کے شہریوں نے پیرِ طریقت حضرت مولانا حامد علیخاں کو اس کے مقابلے میں اپنا امیدوار نامزد کیا۔ جماعت اسلامی نے مولانا حامد علیخاں سے لاتعداد فکری اختلافات کے باوجود امیدوار واپس لے لیا۔ مسلم لیگ کے سارے گروپ، نوابزادہ نصر اللہ کی جماعت، جماعت اہل حدیث حتیٰ کہ ولی خاں اور مجیب کی جماعتوں نے بھی مولانا حامد علیخاں کی حمایت کی۔ لیکن حضرت مولانا مفتی محمود یہ سعادت حاصل نہ کر سکے۔ اور انہوں نے پیپلز پارٹی کے ٹکٹ سے محروم ایک رکن بابو فیروز الدین انصاری کو کھڑا کر دیا۔ جس سے دائیں بازو کے ووٹ تقسیم ہو گئے۔ اور بھٹو کا تیر مولانا حامد علیخاں کی خیر سے بازی لے گیا۔ اگر مفتی صاحب کی سیاسی سوچ جمہوری ہوتی تو آمریت کی اس اندھی غار کا ساتھ نہ دیتے۔ انہی انتخابات میں بھٹو پنجاب سے ملتان میں مولانا حامد علیخاں اور لاہور سے حکیم مشرق ۔ دانائے خودی، ترجمانِ الہٰیا حضرتِ علامہ اقبال کے فرزندِ دلبند کو شکست دے کر کامیاب ہوا۔ اس موقع پر شورش کاشمیری نے پنجاب سے شکوہ کرتے ہوئے ایک نظم کہی، جس کا ایک شعر یہ ہے

ے ۔ مر گیا لاہور میں اقبال کا لختِ جگر
پٹ گیا پنجاب میں اسلام تیرا مفکر یہ

لاڑکانہ اور سندھ نے بھی اس کو تمغۂ کامیابی دیا جبکہ خود مفتی محمود صاحب کے مقابلے میں ہار گیا۔ مفتی صاحب کی سیاسی زندگی میں یہ کریڈٹ انہیں بہرحال جاتا ہے۔ لیکن بعد میں مفتی صاحب کا طرزِ عمل پھر وہی جمہوریت کے منافی آمریت کا خوگر ثابت ہوا۔

صوبہ سرحد میں صوبائی اسمبلی کا ایوان کل ۴۰ ارکان پر مشتمل تھا۔ اس میں گیارہ نشستیں نیپ، پندرہ قیوم گروپ ۵ مفتی صاحب کی اس کی ایک نشست کنونشن لیگ، ۵ پیپلز پارٹی اور ایک خیر سے مولانا مودودی کے تناور درخت لٹریچر کے لحاظ سے مضبوط ترین جماعت، اسلامی فکر کی تبلیغ و ترجمانی کی واحد اجارہ دار یا دش بخیر جماعت اسلامی کے حصے میں آئی۔ اور ایک آزاد۔ غور فرمائیے کہ مفتی صاحب کا ووٹ ایک پریشر ووٹ تھا۔ دونوں بڑی جماعتوں

مسلم لیگ قیوم گروپ اور نیشنل عوامی پارٹی ولی گروپ نے مفتی محمود صاحب کو دعوتِ اتحاد دی۔ دونوں جماعتوں نے مفتی صاحب کی شرائط کو تسلیم کر لیا۔ لیکن مفتی صاحب نے اپنے پرانے فکری ہمسفر عبدالغفار خاں سرحدی گاندھی کے بیٹے ولی خاں سے سیاسی یارانہ گانٹھا۔ جب کہ وہ علماء کو اپنے دروازوں سے ٹکڑے کھانے کی گالی بھی دے چکا تھا۔ مفتی صاحب نے اُسی سے اتحاد کیا اور بھٹو کی روایت کے عین مطابق جب کہ وہ صوبائی اسمبلی کے رکن نہ تھے، صوبہ سرحد کی وزارتِ علیا پر براجمان ہو گئے۔ اس سے قبل انہوں نے دسمبر میں بھٹو سے اتحادِ ثلاثہ کیا۔ جس میں ولی خاں کی نیپ، مفتی صاحب کی جمعیت اور بھٹو صاحب کی پیپلز پارٹی شامل تھیں۔ مارشل لاء کو بھی بیتے تک جواز کی سند عطاء کی۔ اگر مفتی صاحب، ولی خاں اور بھٹو جان بے چاری جمہوریت کے ساتھ کچھ تعلق رکھتے تو جمہوریت کے مخالف مارشل لاء کی ٹوپی کیوں استعمال کرتے۔ ہماری سیاست کے عجوبۂ روزگار بزرگ میاں محمود علی قصوری نے بھٹو کے مارشل لاء کو عوامی مارشل لاء کہا اور مفتی صاحب نے اس معاہدے سے اُسے عملاً اسلامی مارشل لاء فرما دیا۔ حضرت مفتی صاحب صوبہ سرحد میں برسرِ اقتدار آنے کے بعد پاکستان کے کھلے دشمن سرحدی گاندھی عبدالغفار خاں کو کابل سے پاکستان لائے۔ طورخم کی سرحد پر سرکاری اعزاز سے استقبال کیا۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ جناب چوہدری ظہور الٰہی مرحوم اور نہایت شریف سیاستدان نوابزادہ نصراللہ خاں کا حقہ اور ملازم فرید بھی نوابزادہ صاحب کے ساتھ شاملِ استقبال تھے۔

حضرت مفتی صاحب کے دورِ وزارت میں ان کے فکری مخالف صوبہ سرحد کے اکثریتی طبقہ وجوداً اور اقلیتی سیاستاً سنی بریلوی مکتبۂ فکر کو سخت امتحان سے گزرنا پڑا۔ ان کے دورِ حکومت میں پورے صوبہ سرحد میں کوئی بریلوی ایک بھی جلسہ نہ کر سکا۔ اور مفتی صاحب نے سرکاری ملازمتوں میں قاریوں کی ایک بڑی کھیپ بھرتی کی۔ اس میں کوئی ایک بھی بریلوی بھی بار نہ پا سکا۔ سیاسی انتقام کی انتہا اس وقت ہوئی جب ڈیرہ اسماعیل خاں کے سنی بریلوی خطیب مولانا حافظ عزیز الرحمٰن کو صوبہ بدر کر دیا گیا۔ بسیار کوشش کے باوجود حضرت مفتی صاحب کے دل میں ان کے لیئے نرمی کی کوئی ایک کرن بھی نہ پھوٹ سکی۔ بریلویوں سنیوں کی نمائندہ سیاسی جماعت جمعیت علماء پاکستان کی تمام سرگرمیاں جامد کر دی گئیں اور مولانا شاہ احمد نورانی کو صوبہ سرحد کا کوئی ایک دورہ بھی نہ کرنے دیا گیا۔ بلکہ یہ افسوسناک واقعہ مفتی صاحب کے دورِ حکومت ہی میں ہوا کہ مولانا شاہ احمد نورانی پشاور میں یکہ توت کے مدرسہ غوثیہ میں خطاب فرمانے حضرت مولانا پیر بخش صاحب کی دعوت پر پشاور ایئر پورٹ پر اترے تو پولیس نے انہیں حراست میں لے لیا اور حسن ابدال لا کر چھوڑ دیا۔ اس واقعہ کی بندوق مفتی صاحب نے وفاقی حکومت کے کاندھے پر رکھ دی۔ اسی دور میں صوبہ سرحد میں دیوبندی مکتبِ فکر کے مدارس کو بے تحاشا امداد فراہم کی گئی۔ ان سب واقعات سے جہاں سیاسی طور پر ان کی غیر جانبداری مجروح ہوتی ہے۔ وہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ کم از کم اپنے عقیدہ اور مسلک میں بڑے مخلص اور سچے وفادار تھے۔ انہی کا دور صوبہ سرحد میں دیوبندی مدارس کے لیئے حیات نو کا دور ہے۔ دیوبندی علماء کو دھڑا دھڑ اسلحہ کے لائسنس بھی جاری

کئے گئے۔

جب بھٹو نے غیر جمہوری آمرانہ اور جابرانہ اقدام کر کے بلوچستان کی منتخب حکومت کو برطرف کیا تو مفتی صاحب نے بڑی دانائی کا مظاہرہ کیا۔ بھٹو کے برطرف کرنے سے پہلے خود استعفیٰ دے دیا۔ یہ اعزاز انہیں بہر حال جاتا ہے۔ کہ انھوں نے لیلائے وزارت کو طلاقِ مُغلظہ دے دی۔ مفتی صاحب کو یہ اعزاز بھی جاتا ہے کہ جب ۱۹۷۳ء کا دستور مکمل ہوا اور اس کے تحت وزیر اعظم کا انتخاب ہونے لگا۔ مفتی صاحب نے حزب اختلاف کے متحدہ امیدوار مولانا شاہ احمد نُورانی کی تائید کی اور اپنا ووٹ ان کے حق میں استعمال کیا۔ جب کہ انہی کی پارٹی کے مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا عبد الحکیم اور مولانا عبد الحق ممبرانِ قومی اسمبلی نے مولانا شاہ احمد نورانی کے اتقاء جذبہ دینی اور عشقِ رسول پاکؐ پر بھٹو کی شبابی، کبابی اور شرابی زندگی کو ترجیح دی۔

؎ محل اپنا اپنا مقام اپنا اپنا
کئے جاؤ میخوار کام اپنا اپنا

چونکہ وزیر اعظم کے ووٹ OPEN تھے، اس لئے جب غلام غوث ہزاروی بھٹو کو ووٹ دیئے جا رہے تھے۔ مفتی صاحب نے تاریخی جملے فرمائے کہ مولوی غلام غوث کچھ شرم کرو، ایک عالم کے مقابلے میں شرابی کو ووٹ دیتے ہو۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد مولانا غلام غوث اور مولانا مفتی محمود کبھی ایک میز پر اکٹھے نہ بیٹھ سکے۔ حتیٰ کہ جشن دیو بند میں بھی غلام غوث ہزاروی شرکت نہ کر سکے۔ اور انہوں نے برملا اس کا ذمہ دار مفتی محمود کو ٹھہرایا۔ جواباً غلام غوث ہزاروی، مولانا عبد الحکیم اور ضیاء القاسمی نے مفتی صاحب کی وفات پر بہت عرصہ تک ایک لفظ بھی تعزیت کا نہ کہا۔

مفتی صاحب کی سیاسی زندگی میں یہ واقعہ بھی ہوا کہ متحدہ جمہوری محاذ نے ضمنی انتخابات کے بارے میں متضاد پالیسی اختیار کی۔ سبّی میں ایک ضمنی انتخاب میں نیشنل عوامی پارٹی کو تو اجازت دے دی گئی۔ لیکن حیدرآباد میں عثمان کنیڈی کی سیٹ ختم ہو جانے پر ضمنی انتخاب میں حصہ لینے کیلئے مولانا شاہ احمد نُورانی اور ان کی جماعت پر پابندی لگادی۔ اس میں مفتی صاحب نے خاصا کردار ادا کیا۔ لیکن جب مولانا نُورانی، مولانا عبد الستار خان نیازی نے اس پابندی کو بے جواز قرار دیا تو پیر صاحب پگارا شریف کی سادگی، پروفیسر غفور احمد کے اختلاف اور مفتی صاحب کی خاموش عداوت کی بنا پر مولانا شاہ احمد نُورانی کی جماعت کو محاذ سے خارج کر دیا گیا۔ لیکن مولانا نُورانی نے کمال صبر کا مظاہرہ کیا۔ ان کے نزدیک اس ساری بے جواز کاروائی پر ایک بھی حرفِ احتجاج بلند نہ کیا۔ مولانا مفتی محمود ایک مرنجاں مرنج انسان ثابت ہوئے کہ انہوں نے پھر بھی اپنے حریف مولانا نُورانی کی جماعت سے کھلا تصادم مول نہ لیا۔ بعض اوقات دونوں ہم خیال بھی رہے مثلاً ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں مفتی صاحب قرار داد ختم نبوت اور آئین کی چوتھی ترمیم کا مسودہ پیش کرنے کیلئے مولانا نُورانی کے راستے میں زیادہ رکاوٹ نہ بنے۔ چنانچہ یہ اعزاز مولانا شاہ احمد نورانی کو حاصل ہوا۔

مفتی محمود جب قومی اتحاد کے صدر بنے، اس وقت صورتحال یہ تھی کہ اپوزیشن میں سیاستدانوں کے دو گروپ تھے۔ ایک تو متحدہ جمہوری محاذ اور دوسرا جمعیت علماء پاکستان اور تحریک استقلال پر مشتمل گروپ اور ان دونوں گروپوں میں واضح اختلاف موجود تھا۔ DF کا کہنا تھا کہ انتخابات کا بائیکاٹ کیا جائے۔ جبکہ دوسرا گروپ تحریک اور جمعیت کا انتخابات میں حصہ لینے کے حق میں تھا۔ بھٹو صاحب نے انتخابات کا اعلان کر دیا۔ قومی اسمبلی ختم کر دی تو ان سیاسی جماعتوں نے مل بیٹھنے کا فیصلہ کیا۔ مولانا عبدالستار خان نیازی کی کوششیں رنگ لائیں۔ جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی خاکہ بنا اور اس کے نائب صدر جناب محمد رفیق باجوہ کے مکان پر قومی اتحاد کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اس وقت طے یہ پایا کہ اگر صدر DF کا ہو تو سیکرٹری جنرل دوسری دو جماعتوں کے گروپ کا ہوگا۔ چنانچہ مفتی صاحب صدر ہو گئے اور رفیق باجوہ سیکرٹری جنرل۔ باجوہ صاحب کا تعلق جمعیت علماء پاکستان سے تھا۔ باقاعدہ طور پر دستور بنا۔ ایک جماعت قرار دینے کیلئے الیکشن کمیشن میں دستور کی کاپی پیش کی گئی۔ ایک جماعت تصور کر کے ٹکٹوں کی تقسیم ہوئی۔ عہدہ دار بالاتفاق منتخب ہوئے۔ لیکن جب باجوہ صاحب حادثہ کا شکار ہو گئے تو طے شدہ پروگرام کے مطابق جمعیت علماء پاکستان نے میاں محمود علی قصوری کو سیکرٹری جنرل کے لئے نامزد کیا۔ یہاں پھر مفتی صاحب کی غیر جمہوری سوچ اُبھر آئی۔ انہوں نے اپنے تیار شدہ آئین کے وجود سے انکار کر دیا اور ایک مخصوص لابی کے زیر اثر اپنے مخصوص مفادات کے لیئے پروفیسر غفور احمد صاحب کو لے آئے۔ چنانچہ پھر قومی الیکشن میں فراڈ ہوا۔ تحریک چلی۔ سب لوگ پس دیوار زنداں چلے گئے۔ مفتی صاحب کسی بھی ہمسفر جماعت کا اعتماد حاصل کئے بغیر بھٹو سے مذاکرات کی میز پر جا بیٹھے۔ صرف تین آدمیوں کی لابی نے اتنی بڑی تحریک کو اپنے ثمر سے محروم رکھا۔ یہ ٹھیک ہے کہ سعودی سفیر جناب ریاض الخطیب نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔ لیکن مفتی صاحب نے اپنے ساتھیوں کی رہائی کے بغیر مذاکرات کا سوچنا بہرحال ایک ترپا دی تھی۔ سردار عبدالقیوم خان کا ہنگامی دورہ اس کے جواز سے خالی نہیں ہے۔ مذاکرات کے نتیجہ میں ناکامی پلے پڑی اور مارشل لا پھر اس ملک کا مقدر بن گیا۔

مفتی صاحب کی یہ غیر جمہوری سوچ بھی خاصی بحث و نظر کا موضوع رہی۔ کہ وہ اور ولی خاں قومی اتحاد کی کسی بھی جماعت کے لئے صوبہ سرحد و بلوچستان میں داخلہ گوارا نہ کرتے تھے۔ چنانچہ PNA کی ٹکٹیں تقسیم کرتے وقت بھی اس موقف سے خاصی تلخی نے جنم لیا۔ اس وقت مولانا نورانی کا استدلال یہ تھا کہ ۱۹۷۰ء میں سرحد کا ایوان ۴۰ اور بلوچستان کا ۲۰ نشستوں پر مشتمل تھا۔ نیپ کو سرحد سے گیارہ اور آئی کو ۵ سیٹیں ملی تھیں۔ اور بلوچستان سے آئی کو کل تین سیٹیں حاصل ہوئی تھیں۔ اب جب کہ ۱۹۷۷ء میں نشستوں کا کوٹہ دوگنا ہو چکا ہے یعنی سرحد کا ۸۰ اور بلوچستان کا ۴۰۔ اس میں دونوں جماعتوں کو یعنی سرحد میں نیپ کو ۲۲ مفتی صاحب کو دس اور بلوچستان میں بھی اسی حساب سے دوگنے ٹکٹ دے دیئے جائیں۔ جماعت اسلامی نے ایک ایک سیٹ جیتی تھی۔ اب دو دو ٹکٹ دے دیجئے۔ اور باقی ٹکٹ قومی اتحاد کی دوسری جماعتوں مسلم لیگ، تحریک استقلال اور جمعیت علماء پاکستان میں برابر تقسیم کر دی جائیں۔ اس طرح صوبائیت

کا پھنکارتا ہوا عفریت دم توڑ جائیگا۔ اور صوبائی عصبیت کی حوصلہ شکنی ہو گی۔ لیکن ولی خان اور دیگر علیحدگی پسند عناصر نے اپنی توپ مفتی صاحب کے کندھے پر رکھ کر داغی اور وہ بھی ہم نوالہ سے زیادہ اُن عناصر کے ہم پیالہ ثابت ہوئے۔ اسی باہمی انتشار اور تو تکار کے بعد جب ۱۹۷۷ء انتخاب میں قومی اتحاد نعرہ زن ہوا تو صدر ہونے کے باوجود مفتی صاحب نے صرف اپنی جماعت کے امید واروں کے انتخابی حلقوں میں جانا پسند کیا۔ چنانچہ یہ افسوسناک واقعہ ہوا کہ حضرت مفتی صاحب میلسی ضلع وہاڑی کے ایک حلقے میں جہاں اُن کی جماعت کا اُمیدوار تھا۔ تشریف لے گئے لیکن ساتھ ہی کے حلقے دنیا پور میں چونکہ مولانا نورانی کا اُمیدوار تھا۔ مفتی صاحب نے ہزار سماجت کے باوجود وہاں جانا پسند نہ کیا بلکہ راستے ہی سے گاڑی موڑ کر دوسری طرف سے ملتان پہنچ گئے۔

صدر ضیاء الحق کے قول کے مطابق قومی اتحاد کے بعض رہنماؤں نے انتخابات کو ملتوی کرنے کی درخواست کی۔ نتیجتاً یہ بساط لپیٹ دی گئی اور اب قومی اتحاد کی شکست و ریخت کا دور شروع ہوا۔ سب سے پہلے ائیر مارشل اصغر خان علیحدہ ہوئے پھر جمعیت علماء پاکستان سے ہنگامہ ہوا۔ یہ قصہ بہت طویل ہے۔ پورے قومی پریس نے قومی اتحاد سے اختلاف کیا اور اس کے موقف کو غلط قرار دیا۔ نوابزادہ نصر اللہ خاں نے جمعیت علماء پاکستان سے صلح کا ڈول ڈالا۔ اس کے مطالبات کو تسلیم کرنے کا اعلان کیا۔ جمعیت کی مذاکراتی کمیٹی کے رکن خواجہ اقبال احمد ایڈوکیٹ اور نوابزادہ نصر اللہ خاں کا مشترکہ بیان اخبارات میں آگیا۔ لیکن تنہا مفتی صاحب نے اس صلح پر خطِ تنسیخ کھینچ دی۔ PNA کے دستور میں ترمیم اور انتخابات پر معرکہ بپا ہوا۔ تو بڑا افسوسناک مظاہرہ پوری قوم نے دیکھا کہ اسلام کے نام لیوا آپس میں لڑ رہے ہیں۔ لیکن اس کا اثر مفتی صاحب اور اُن کے احباب پر نہ ہوا۔ صدر ضیاء کی دعوت پر مسلم لیگ کا سب سے پہلے شامل ہونا، بعد میں جماعت اسلامی کا للچانا اور مفتی صاحب کا خود شامل ہو جانا اُن کے غیر جمہوری ذہن کے مظاہرے تھے۔ غرضیکہ مفتی صاحب سیاسی بصیرت، دور اندیشی، قوتِ گویائی، معاملہ فہمی، علم میں دستگاہی کے باوجود جمہوری ذہن کے سیاستدان نہ تھے۔ ہم سب نے اپنے اللہ کے ہاں چلے جانا ہے۔ دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ کریم ہمیں صلابتِ رائے۔ تقویٰ دیانت، ملی مفاد کا جذبہ، قومی راستبازی، حبّ الوطنی، جمہوری رائے کا احترام اور پاکستانی اقدار سے وفاداری عطا فرمائے اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نظامِ رحمت، نظام مصطفیٰ اس مُلک میں نافذ ہو جائے سچ کہا ہے عاشق مصطفےٰ نے۔

ٹھوکریں کھاتے پھروگے ان کے در پہ پڑے رہو
قافلہ تو اے رضا اوّل گیا آخر گیا
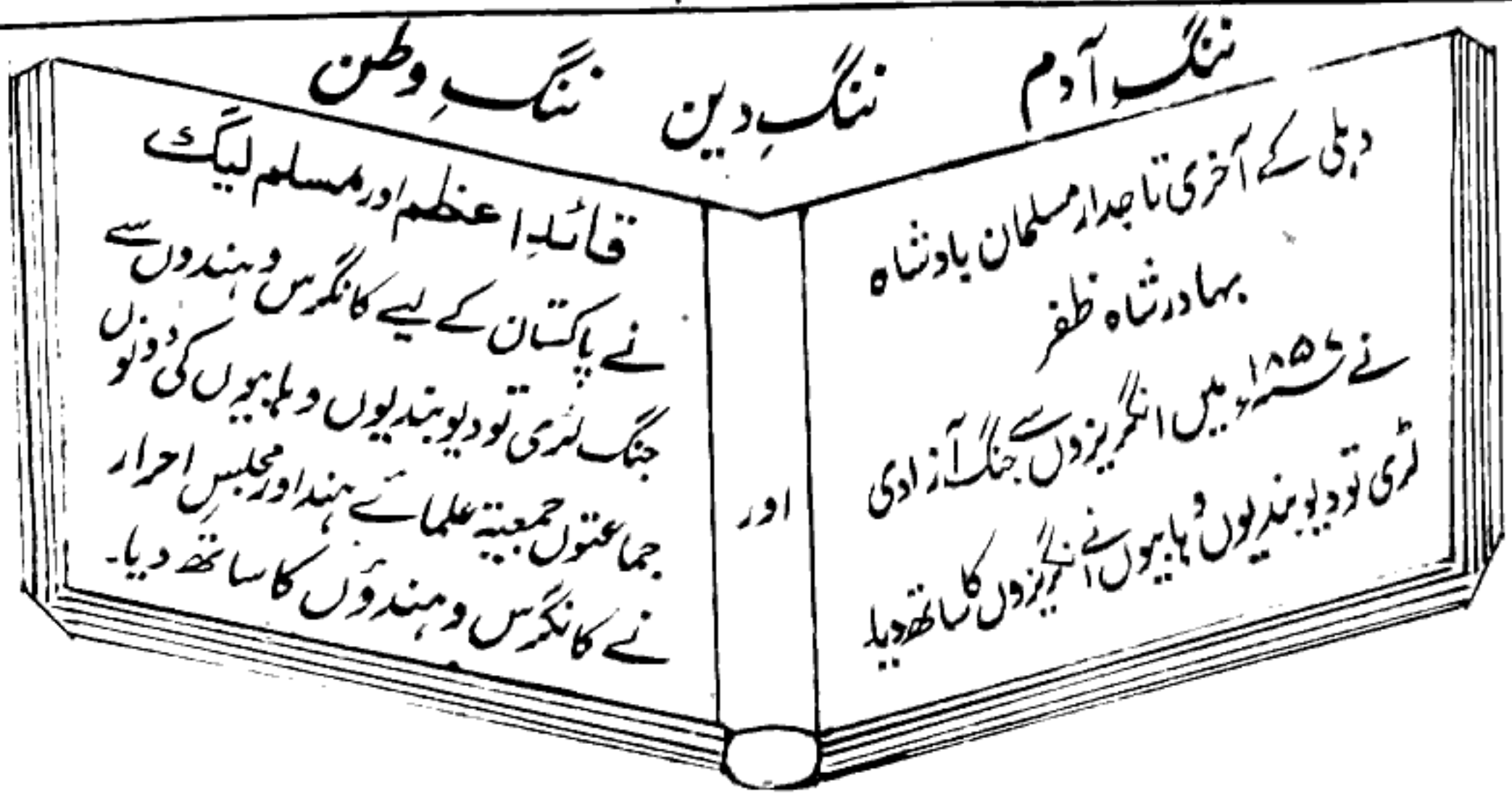
۴۹
ننگِ آدم ننگِ دین ننگِ وطن
دہلی کے آخری تاجدار مسلمان بادشاہ
بہادر شاہ ظفر
نے ۱۸۵۷ء میں انگریزوں سے جنگ آزادی
لڑی تو دیوبندیوں وہابیوں نے انگریزوں کا ساتھ دیا
اور
قائداعظم اور مسلم لیگ
نے پاکستان کے لیے کانگرس و ہندوؤں سے
جنگ لڑی تو دیوبندیوں وہابیوں کی دونوں
جماعتوں جمعیۃ علمائے ہند اور مجلس احرار
نے کانگرس و ہندوؤں کا ساتھ دیا۔
بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش من انداز قدرت را مے شناسم
وہابیت کی شاخیں
تبلیغی جماعت
غیر مقلد وہابی
دیوبندی وہابی
مودودی اسلامی جماعت
حزب اللہ
جمعیۃ العلمائے ہند کی شاخ جمعیۃ علمائے اسلام
گمراہی کے پھندے پیٹ کے دھندے
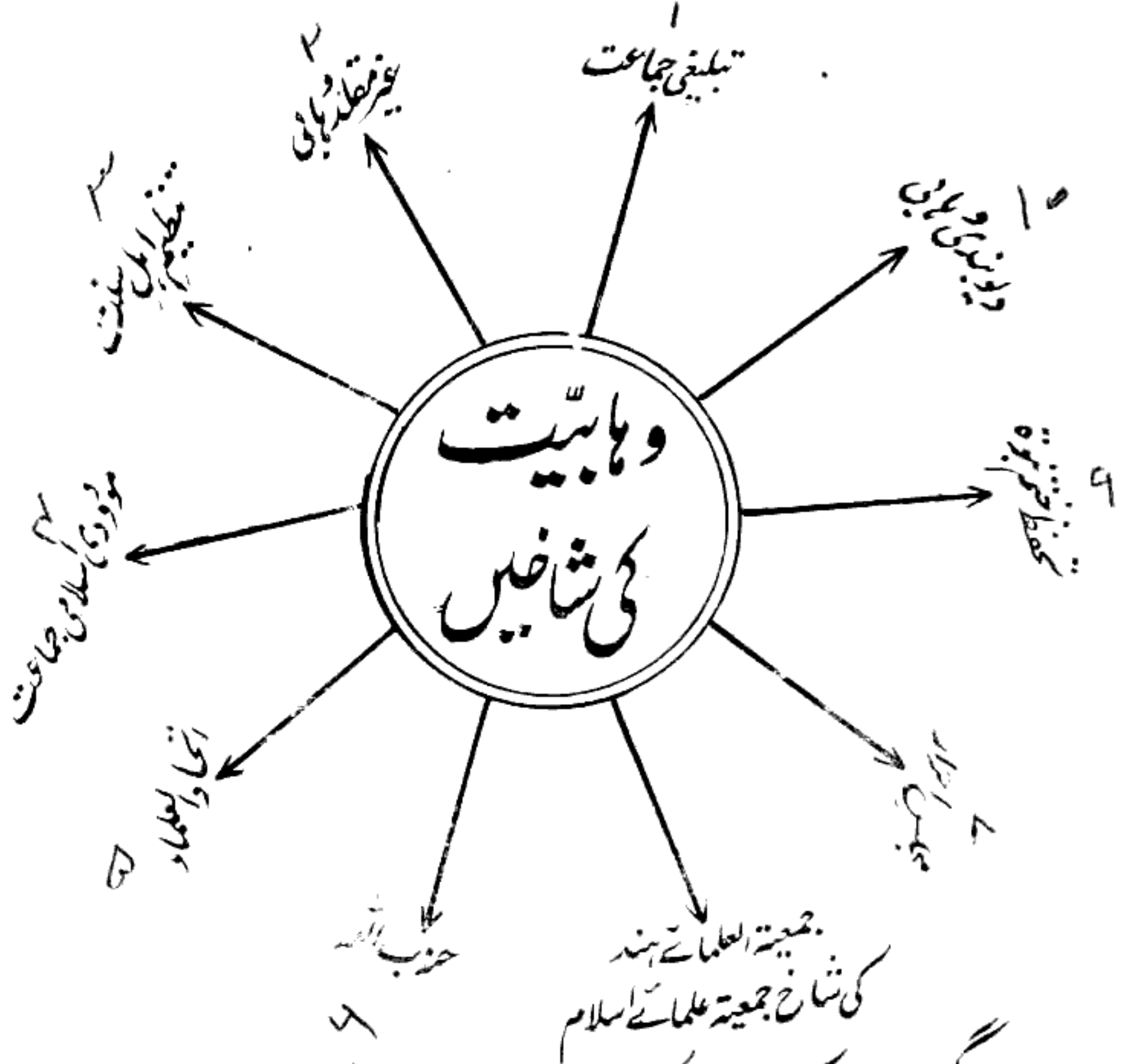
دیوبندی مذہب

کا

علمی محاسبہ

از قلم

فاضل جلیل حضرت مولانا غلام مہر علی صاحب گولڑوی

معہ

الثورۃ الھندیہ

یعنی

تحریکِ آزادیٔ ہند

از قلم: ملک العلماء، تاج الفحول، حضرت مولانا علامہ فضلِ حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

جس میں

انگریزوں سے جنگ آزادی اور ۱۸۵۷ء کے مشاہدات جو کہ تحریکِ آزادیٔ ہند کے پیشوا، اسیرِ جزیرۂ انڈومان رئیس المجاہدین حضرت مولانا علامہ فضلِ حق شہید نے کالے پانی کی کال کوٹھریوں میں محبوسی کے ایام میں خود سپردِ قلم فرمائے۔ تحریکِ حریت میں سنی بریلوی علماء کے پیشواؤں کی انگریزوں سے معرکۃ الآرا رجنگ اور ان پر انگریزوں کے مظالم، وہابی خارجیوں کی انگریز پرستی اور شاہانِ مغلیہ سے دشمنی اس داستانِ حزیں میں ملاحظہ فرمائیں۔

انتساب

بارواحِ مبارکہ مظلومین تیغ جفائے خارجیت

امیرالمؤمنین سیّدنا حضرت عثمان غنی
امیرالمؤمنین سیّدنا حضرت علی المرتضیٰ

رضی اللہ عنہما

اور

ان سب شہدار کی ارواحِ طیّبہ کی نذر جو خارجی سفاکوں کے ہاتھوں شہید ہوئے

اور

ان عارفین کاملین موحدین اولیاء اللہ، مشائخ کرام سلاسلِ طیّبہ قادریہ چشتیہ، نقشبندیہ سہروردیہ اُویسیہ کے حضور جنہوں نے خارجی مولویوں کے فتوائے بدعت و شرک کی اذیتیں برداشت کیں

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

بِجَاهِ النَّبِيِّ الْعَلِيْمِ الْحَلِيْمِ الرَّؤُفِ الرَّحِيْمِ الْكَرِيْمِ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

يَا غَفَّارُ يَا رَحِيْمُ

محمد یونس سیالوی
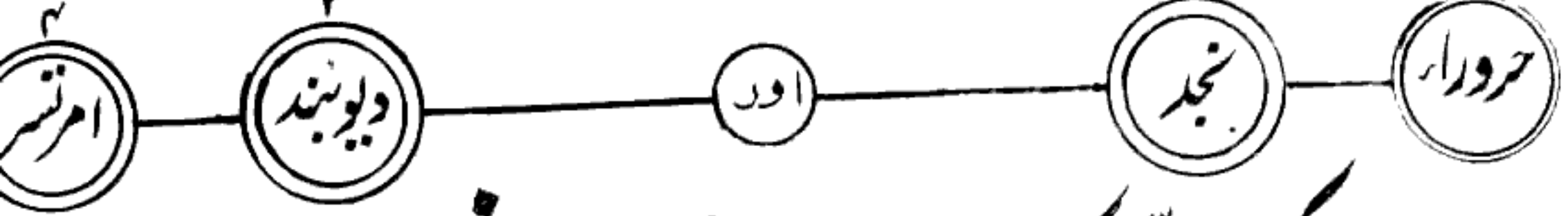
کے سفّاکانہ اسلام سوز فتوے

خارجی مذہب کے پلید کاروبار یعنی مسلمانوں کو بدعتی اور مشرک کہنے کی بنیاد حضرت امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں نام نہاد موحّد عبداللہ بن سبا نے رکھی تھی۔ سبائی مولویوں نے امیر المومنین پر بدعتی ہونے کا فتویٰ لگا کر آپ کو شہید کرادیا تو بتایئے کہ نعوذ باللہ

کیا! حضرت عثمان غنی بدعتی تھے ___؟

(ہرگز نہیں)

مگر ان نامراد علماء نے تو آپ کو بھی بدعتی کہنے سے گریز نہیں کیا۔ مشہور مؤرخ حمید الدین، ایم۔اے لیکچرار پنجاب یونیورسٹی لاہور لکھتے ہیں کہ :-

شرپسندوں کا ساتواں الزام یہ تھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مذہب میں بعض ایسی بدعتیں پیدا کیں جن کو اکثر صحابہ نے ناپسند کیا۔ یہ اعتراض حقیقت سے بالکل خالی ہے کیونکہ جن چیزوں کو مفسدین بدعت قرار دیتے تھے اور دراصل بدعتیں نہیں تھیں۔ بلکہ وہ اپنی کم علمی کے باعث ایسا سمجھتے تھے (تاریخ اسلام مصنفہ حمید الدین داخل نصاب بی۔اے ص ۱۸۴، مطبوعہ فیروز سنز لاہور)

پھر حضرت امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس ناپاک مذہب کی باقاعدہ تشکیل ہوگئی ان خارجیوں نے مشہور مقام حروراء کو دار التوحید قرار دیکر اپنا خصوصی نام اہل توحید تشخیص کرکے حضور مولیٰ علی پر مشرک ہونے کا فتویٰ دیا اور خارجی مولویوں کے فتوے شرک و بدعت سے ہی ابن ملجم خارجی نے آپ کو شہید کردیا۔ غور کیجئے۔ نعوذ باللہ

کیا حضرت علی المرتضیٰ شرک کرتے تھے ___؟

(ہرگز نہیں)

مگر ان نام نہاد اہل توحید نے باب مدینۃ العلم پر فتویٰ شرک لگانے تک دریغ نہیں کیا۔ مشہور مؤرخ نجم صاحب لکھتے ہیں:-

(خوارج حضرت علی کے لشکر میں سے نکل کر موضع حروراء میں چلے گئے اور کہنے لگے، ان علیا و معاویۃ قد اشرکا فی حکم اللہ، یعنی تحقیق حضرت علی اور معاویہ نے دین خدا میں شرک کیا ہے۔

(تاریخ مذاہب الاسلام ص ۸۷ سطر ۴)

کیا دیوبندیوں وہابیوں کے سوا تمام مسلمان بدعتی مشرک ہیں؟

(ھرگز نہیں)

حقیقت یہ ہے کہ خارجیوں نے توحید کا ایک خود ساختہ معیار قائم کر کے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مقدس زمانہ سے لے کر آج تک تمام صحابہ کرام، تابعین، محدثین، مفسرین، عارفین، صوفیائے عظام و علمائے اہل سنت اور تمام سنی مسلمانوں کو بدعتی مشرک کہنے کا جو ناپاک دھندا بنایا ہوا ہے یہ ایک یہودی سازش تھی جس نے ہر زمانہ میں مسلمانوں کو تباہی و بربادی کے گھاٹ اتارا ہے۔

عوام و خواص اہل سنت و جماعت پر دیوبندیوں کے سب و شتم و حملہ جات کے چند نمونے

کافر	نبی کو جو حاضر و ناظر کہے۔ بلا شک شرع اس کو کافر کہے۔ (جواہر القرآن ص ۷۳)
بدعتی	لوگوں نے ہزاروں بدعتیں نکالی ہیں۔ چند بدعتیں یہ ہیں: پختہ قبریں بنانا۔ قبروں پر گنبد بنانا۔ دھوم دھام سے عرس کرانا۔ (تعلیم الاسلام حصہ ۴ ص ۱۸)
کتے	ان پیٹ کے کتوں نے شروع شروع میں اس کے دور میں بھی خوب مزے کیے۔ (آئینہ صداقت ص ۲۳)
دجال	اس بریلوی کے استدلال کے بطلان کا جو کہ اس نے اپنے دعویٰ کے لیے قائم کیا ہے۔ اس سے ظا[ہر] ہو گیا کہ اس دجال کے استدلال ان کے نزدیک باطل ہیں۔ (شہاب ثاقب ص ۳)
غیر مسلم	اگر بریلی میں ایک بھی حقیقی مسلمان ہوتا تو آج تمام بریلی مسلمان ہوتی۔ (افاضات الیومیہ ج ۳ ص ۱۸۵)
مشرک	آدمی مزاروں پر چادریں اور غلاف بھیجتے ہیں اور اس کی منت مانتے ہیں۔ چادریں چڑھانا منع ہے اور جس عقیدے سے لوگ ایسا کرتے ہیں وہ شرک ہے۔ (بہشتی زیور ج ۶ ص ۶۲)
کمینہ	کیا ایسی کمینہ حرکتیں ایک مسلمان ایک عالم دین کی شان ہے۔ (چراغ سنت ص ۱۴۷)
یہودی	کوئی قادری کوئی سہروردی کوئی نقشبندی کوئی چشتی ہے (الیٰ قولہ) یہود و نصاریٰ کی طرح۔ (تقویۃ الایمان تذکیر الاخوان ص ۷۹)
کنجریوں سے تعلق	اس پاک گروہ سے تعلقات کی استواری پر بھی غور فرمائیے۔ (بریلوی مذہب ص ۹)
مرزائیوں سے برے	یہ تو مرزائیوں سے بھی بڑھ گئے (بریلوی مذہب ص ۱۸)

ناظرین انصاف کریں

کہ دیوبندی وہابی علماء کی ایسی بدزبانی، گندہ دہنی اور بدگوئی کے جواب میں ہم کتاب "دیوبندی مذہب" لکھنے میں حق بجانب ہیں یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے اور یقیناً اثبات میں ہے تو اب "دیوبندی مذہب" کو تفصیل سے پڑھ کر حق و باطل کا خود فیصلہ کر لیجیے!

دیوبندی ——— اور ——— سُنّی

اصل اختلاف

خدا تعالیٰ کے امکانِ کذب بلکہ وقوعِ کذب اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں دیوبندی علماء کی کفریہ عبارات حضور کے علم کی توہین اور حضور کے علم کو پاگلوں، حیوانوں کے علم سے تشبیہ

اشرف علی تھانوی کی عبارت

اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے (حفظ الایمان ص)

حضور نبی کریم کے علم کی توہین، شیطان کے علم سے حضور کے علم کی کمی کا اقرار

خلیل احمد و رشید احمد گنگوہی کی عبارات

عبارات ۱: شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو۔ دکرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے

عبارت ۲: ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو، چہ جائیکہ زیادہ (براہین قاطعہ ص ۵۱)

خاتم النبیین کے معنیٰ آخر الزمان نبی کے علاوہ دوسرے معنیٰ کی تجویز اور حضور کے بعد امکانِ نبوت کا اقرار

محمد قاسم نانوتوی کی عبارات

عبارات ۱: سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔؟ (تحذیر الناس ص ۲)

عبارت ۲: سو اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمائیے۔ یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں، اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصفِ نبوت بالعرض اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے۔ پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں۔ آپ پر سلسلۂ نبوت مختتم ہو جاتا ہے۔ (تحذیر الناس ص ۴)

عبارت ۳: بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا (تحذیر الناس ص ۲۴)

دیوبندی فرقہ کی یہ عبارات کفریہ ہیں۔ خود دیوبندی بڑے بڑے علماء اس بات کا اقرار چکے ہیں کہ یہ عبارات خلاف اسلام اور کفریہ ہیں۔ ہماری اس کتاب کا باب سوم اور باب پانزدہم دیکھیے:

دیوبندیہ فرقہ کی حملہ کن اور انسانیت سوز فرقہ وارانہ ستّرہ کتب کا واحد جواب

دیوبندی مذہب

(بجواب رسالہ)

بریلوی مذہب[1]

مصنفہ عبدالقادر ملتانی

تقویۃ الایمان[2]
مصنفہ اسماعیل دہلوی

علمائے حق[3]
مصنفہ لطف اللہ جالندھری

بہشتی زیور[4]
مصنفہ اشرف علی تھانوی

تعلیم الاسلام[5]
مصنفہ کفایت اللہ دہلوی

چراغ سنت[6]
مصنفہ فردوس قصوری

فیصلہ کن مناظرہ
مصنفہ منظور سنبھلی

کوکب یمانی
مصنفہ مرتضیٰ حسن دربھنگی

شہاب ثاقب[9]
مصنفہ حسین احمد دیوبندی

افاضات الیومیہ
مصنفہ تھانوی

حفظ الایمان[11]
مصنفہ تھانوی

براہین قاطعہ[12]
مصنفہ خلیل احمد سہارنپوری

آئینہ صداقت[13]
مصنفہ روحی کراچی

جواہر القرآن[14]
مصنفہ غلام خان راولپنڈی

فتاویٰ رشیدیہ[15]
مصنفہ رشید احمد گنگوہی

تحقیق المذاہب[16]
انجمن محمودیہ لاہور

جہد المقل[17] وغیرہا
مصنفہ محمود الحسن دیوبندی

دیوبندیہ کی ان کتب میں اہل سنت وجماعت کو کس طرح سب وشتم کا نشانہ بنایا گیا ہے صفحہ نمبر ۸ پر بعض کی دریدہ دہنی، سب وشتم اور بدزبانی کے چند نمونے ملاحظہ کیے جا چکے ہیں۔

ایک ہزار روپیہ انعام

ہم نے یہ کتاب دیوبندیوں کی طرف سے شائع شدہ رسالہ "بریلوی مذہب" وغیرہ حملہ آور کتابوں کے جواب میں لکھی ہے اور متعلقہ حوالے خود دیوبندیوں کی کتابوں سے نقل کر کے دیوبندی فرقہ کے عقاید کا نقشہ پیش کیا ہے۔ اگر کوئی شخص حوالہ غلط ثابت کرے تو اس کو فی حوالہ ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ اس میں جو کچھ درج کیا گیا ہے وہ دیوبندی مولویوں کی کتابوں میں موجود ہے۔ ان کی کتابیں بھی موجود ہیں۔ جو چاہے ملاحظہ کرے۔

اہلِ بدعت

بدعت[۱] بدعت[۲] بدعت[۳] بدعت[۴] بدعت[۵]

دیوبندیہ فرقہ کے لوگ اہلِ سنت کو "اہل بدعت" کا نام دے کر اپنی خارجیانہ توحید کا مظاہرہ کر رہے ہیں، مگر اپنے مایۂ ناز امام و مفتی کے فتوٰی کے مطابق یہ تمام وہابی اور

دیوبندی بھی اہلِ بدعت ہیں

چنانچہ وہابیوں اور دیوبندی مولویوں کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی کا یہ فیصلہ ملاحظہ ہو،

ای صاحب بدعۃ محرمۃ[۱] والا فقد تکون واجبۃ[۲] کنصب الادلۃ علی اھل الفرق الضالۃ وتعلم النحو المفھم للکتاب والسنۃ ومندوبۃ[۳] کاحداث نحو رباط ومدرسۃ وکل احسان لم یکن فی الصدر الاول ومکروھۃ[۴] کزخرفۃ المساجد ومباحۃ[۵] کالتوسع بلذیذ الماکل والمشارب والثیاب الخ (بوادر النوادر تھانوی ۲۷۱ رد الشامی)

یعنی بدعت کی پانچ قسمیں ہیں، بدعت محرمہ[۱]، بدعت واجبہ[۲]، جیسے علم نحو پڑھنا وغیرہ۔ بدعت مستحبہ[۳]، جیسے عربی مدارس بنانا، بدعت مکروہہ[۴]۔ جیسے خوبصورت مسجدیں بنانا۔ بدعت مباحہ[۵] جیسے عمدہ کپڑے پہننا اور عمدہ طعام کھانا۔

اب اہلِ بدعت کون ؟

(۱) ——— مدرسے بنانے والے دیوبندی وہابی بھی بدعتی

(۲) ——— علم نحو اور قوانین پڑھنے والے دیوبندی بھی بدعتی

(۳) ——— مسجدوں میں نقش و نگار کرانے والے دیوبندی بھی بدعتی

(۴) ——— اچھے کپڑے پہننے والے دیوبندی بھی بدعتی

دیوبندی مولوی یہ ساری بدعتیں خود کر کے بھی اگر سُنیوں اور بریلویوں کو اہلِ بدعت کہیں اور خود اہلِ توحید بنیں تو پھر

اس پر بھی اگر نہ سمجھو تو پھر تم سے خدا سمجھے گا

مسلمانوں کو بدعتی و مشرک کہنے والے

انگریزی علماء ـــــ انگریزی جاسوس ـــــ انگریزی مذہب

لارڈ کلایو و لارڈ ہسٹنگز کے ایجنٹ

دیوبندیوں کے پیشوا مولوی سید احمد و اسماعیل کے متعلق خود دیوبندی مصنف ابوالحسن و جعفر تھانیسری لکھتے ہیں

اتنے میں دیکھتے ہیں کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار چند پالکیوں میں کھانا رکھے (سید احمد و اسماعیل) کی کشتی کے قریب آیا۔ سید صاحب نے حکم دیا۔ کہ کھانا برتنوں میں منتقل کر لیا جائے الخ

(سیرۃ سید احمد مصنفہ ابوالحسن ندوی ص ۱۹۰ و سوانح احمدی مصنفہ جعفر تھانیسری خلیفہ سید احمد)

لارڈ لٹن کے چمچے

دیوبندیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کے متعلق خود ان کا شاگرد

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی لکھتا ہے:

جب امام ربانی (رشید احمد گنگوہی) اپنے رفیق جانی مولانا محمد قاسم نانوتوی و حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے کہ بندوقچیوں (مجاہدین) سے مقابلہ ہو گیا۔ یہ نبرد آزما دلیر جتھا اپنی سرکار (انگریزی) کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے یا ہٹ جانے والا نہ تھا الخ

(تذکرۃ الرشید مصنفہ مولوی عاشق الٰہی دیوبندی ص ۷۴، ۷۵)

لارڈ چیمسفورڈ و لارڈ ریڈنگ کا نمک خوار

دیوبندیوں کے پیشوا تھانوی کے متعلق خود مولوی شبیر احمد عثمانی کہتا ہے:

مولانا اشرف علی تھانوی کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے۔ کہ ان کو چھ سو روپے ماہوار حکومت کی جانب سے دیے جاتے تھے (مکالمۃ الصدرین ص ۱۰)

لارڈ ویول کے جاسوس

جمعیۃ العلمائے اسلام کے دیوبندی مولویوں کے متعلق حوالہ ملاحظہ ہو:

کلکتہ میں جمعیۃ العلمائے اسلام حکومت کی مالی امداد اور اس کے ایما سے قائم ہوئی۔ الخ

(مکالمۃ الصدرین مولوی شبیر احمد عثمانی ص ۱۰)

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں بریلویوں نے مسلمان بادشاہ کا ساتھ دیا اور انگریز سے لڑے مگر دیوبندی انگریزوں کے پیچھے پڑ گئے پھر پاکستان بنا تو بریلویوں نے مسلم لیگ کا ساتھ دیا مگر دیوبندیوں نے پاکستان اور مسلمانوں کی مخالفت کی اور کانگرس ہندوؤں کا ساتھ دیا

تاریخ کا روشن و تاریک پہلو

انگریزوں کے خلاف ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں اسلام کے وفادار اور اسلام کے غدار علماء کا کردار

انگریز کے دشمن اور اسلام کے وفادار بریلوی علماء

انگریز تاجر بن کر ہندوستان آئے پھر کچھ زمینیں الاٹ کرا کے نواح کلکتہ میں کارخانے لگا لیے پھر کارخانوں کے پہرہ کے نام پر مسلح فوج بنالی پھر آس پاس کے علاقوں پر قابض ہونے لگ گئے اور جب سلطنت دہلی کمزور ہونے لگی تو انہوں نے کئی علاقوں پر قبضہ کر کے شاہان اسلام سے غداری کر کے دہلی پر قبضہ کے لیے ادھر متوجہ ہوئے تو تخت دہلی کے آخری مسلمان تاجدار بادشاہ سلطان بہادر شاہ ظفر نے انگریزوں سے ۱۸۵۷ء میں ایک عظیم جنگ لڑی یہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے نام سے مشہور ہے اس جنگ کے نامور قائدین سُنی صوفی اکابر بریلی جید علماء و فضلا کی وہ قدسی النفس جماعت تھی جو محدث مفسر فقیہ مفتی بھی تھے اور میدان کارزار کے بطل عظیم بھی۔ جنرل بخت خاں شاہ احمد اللہ شہید حضرت مولانا فضل حق شہید خیرآبادی جو انڈومین کی جیل میں شہید کیے گئے۔ مولینا مفتی عنایت اللہ کاکوروی مصنف علم الصیغہ۔ مولانا مفتی صدر الدین دہلوی، مولانا سرفراز علی خاں، مولانا رضا علی خاں بریلوی جد امجد امام اہلسنت اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ حضرت مولانا لیاقت علی، مولوی امام بخش، مولوی نور الحسن۔ مولوی سید خواجہ تراب علی، مولوی کریم اللہ قاضی محمد کاظم، مولوی فیض احمد عثمانی بدایونی، مولانا کفایت علی کافی شہید مرادآبادی مولوی غلام مرتضےٰ مولوی رسول بخش، مفتی انعام اللہ، مولانا سید تراب علی سجادہ نشین کاکوری وغیرہم رحمہم اللہ سب اکابرین بریلی تھے یہی وہ بریلوی پیشوا تھے، جنہوں نے کبھی مسند درس پر بیٹھ کر قاضی، حمد اللہ اور افق المبین کے حواشی لکھے، ہدیہ سعیدیہ اور علم الصیغہ جیسی مغنون و مشہور کتابیں لکھیں مطول و میبذی، تصریح و چغمینی، بخاری و مسلم کے درس دیے اور کبھی فرنگی سامراج کے لیے دیوار آہنی ثابت ہو کر ان افاضل نے بیباک و خون غلطیدن کے درس دیے۔ شہادتیں پائیں، جیلوں میں محبوس کیے گئے مگر آئندہ نسلوں کے لیے آزادی کی تمام تحریکوں کی داغ بیل ڈال گئے اور آج انہیں کی انٹی برٹش تحریک کے صدقے ہم پاکستان کی مملکت عظیمہ حاصل کیے ہوئے ہیں۔

اسلام کے دشمن اور انگریز کے وفادار دیوبندی علماء

اس کے برعکس تمام اس وقت کے دیوبندی اور وہابی مولوی مسلمانوں سے غداری کر کے انگریزوں کے ساتھ مل گئے اور اپنے سفید آقا پہ میدان جنگ میں جانیں قربان کیں۔ اس زمانے میں سب وہابیوں کے پیشواؤں نے انگریزوں سے روپیہ وصول کرنے کے لیے مسلمان مجاہدین کے حملوں سے بچے ہوئے انگریزوں اور انکی میموں کو گھر میں پناہیں دے کر دین کے بدلے دنیا خریدی چنانچہ سید رئیس احمد جعفری تاریخ بہادر شاہ ظفر کے ص ۱۰۰ پر بحوالہ تواریخ علیہا لکھتے ہے۔

عین بغاوت ۱۸۵۷ء کے عام فتنہ کے وقت بجائے بغاوت اور فساد (تحریک آزادی کو انگریزوں نے بغاوت اور فساد کا نام دے رکھا تھا) کے دہابیوں نے انگریزوں کی میم بچوں کو باغیوں (مجاہدین اسلام) کے ہاتھ سے بچا کر اپنے گھروں میں چھپا رکھا تھا۔ (بہادر شاہ ظفر ص ۱۰۸)

بلکہ خود امام دہابیہ لکھتا ہے کہ

نادان عوام الناس فتنہ و فساد پر آمادہ ہو کر جہاد کا جھوٹ موٹ نام لینے لگے اور (انگریز کے) عورتوں و بچوں کو ظلم و تعدی سے مارنے لگے انہوں نے خطا فاحش کی الخ

(رسالہ ترجمان وہابیہ صدیق حسن خاں ص ۱۳، مطبوعہ لاہور)

اور دیوبندیوں کے پیشوا مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دیوبند اور مولوی رشید احمد گنگوہی و حافظ ضامن وغیرہ موجود تھے یہ سب پیٹ کی نذر ہو کر انگریزوں کے غلام ہو گئے اور مسلمانوں کو ہندوستان سے ختم کرنے کے لیے ان انگریزی مولویوں نے اپنے سفید آقا کو خوش کرنے کے لیے ایک دستہ تیار کر کے اپنے آقا انگریز کے لیے مجاہدین اسلام سے مقابلے کیے اور کئی میدان جنگ میں شہید فرنگ بھی ہوئے چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی کا خلیفہ اپنے شیخ گنگوہی کے حالات تذکرۃ الرشید میں لکھتا ہے:

حضرت امام ربانی (رشید احمد گنگوہی) اپنے رفیق جانی مولانا محمد قاسم نانوتوی × × × و حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے کہ بندوقچیوں (مجاہدین) سے مقابلہ ہو گیا × × × یہ نبرد آزما دلیر جتھہ اپنی سرکار کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگ یا ہٹ جانے والا نہ تھا الخ (تذکرۃ الرشید مصنفہ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی ص ۴۷)

۱۸۵۷ء کی جنگ کے بعد جب علماء پکڑے جانے لگے تو کسی نے رشید احمد گنگوہی کو بھی ڈرایا کہ تم بھی کہیں پکڑے نہ جاؤ تو کہنے لگا کہ میں سرکار کا فرماں بردار ہوں۔ (تذکرۃ الرشید ص ۸۰)

اسی پکڑ دھکڑ میں پکڑنے والے انگریز کی غلطی سے دیوبندی انگریزی ملاں بھی پکڑا گیا تو اس کو راستہ میں مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دیوبند نے دیکھ کر اشاروں اشاروں میں خدا تعالیٰ کے وہ وعدے یاد دلائے جو سچی سرکار کے خیرخواہوں کے لیے درمیانی مصیبتوں پر صبر و استقلال ظاہر کرنے والوں کے لیے انجام کار ودیعت رکھے گئے ہیں (تذکرۃ الرشید ص ۸۷)

ناظرین غور فرمائیں کہ انگریزوں کے وفاداروں کے شان میں کون سی آیات وا حادیث ہیں جن میں سچے وعدے کیے گئے ہیں عیسائی و یہودی ذہنیت اور ان سے روحانی یگانگت کا غلط نتیجہ:

انگریزی سازش ———— انگریزی مولوی ———— انگریزی نبی

ختم نبوۃ کے خلاف انگریزی سازش کو بانی دیوبند اور مرزا قادیانی نے مل کر پورا کیا

بانی دیوبند نے خاتم النبیین کا معنی بدلا — تو — مرزا قادیانی نے نبوۃ کا دعویٰ کر دیا

کتاب و سنت کے بعض الفاظ اپنے مخصوص شرعی معنی میں اجماعاً محصور اور فقط اسی معنی میں بند ہیں اور اس حصر کا خلاف

رے کوئی اور معنی یا تاویل کرنا انکار اجماع المسلمین کی وجہ سے کفر ہے جیساکہ ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا میں لفظ صلوٰۃ شرعاً و اجماعاً فقط نماز کے معنی میں محصور اور بند ہے اور اس کی کوئی اور تاویل کرنا کفر ہے اسی طرح آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں لفظ خاتم النبیین شرعاً و اجماعاً فقط آخری نبی یعنی نبیوں کو ختم کرنے والے اور آخر الزمان نبی کے معنی میں محصور اور بند ہے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا معنی فرمایا انا خاتم النبیین لا نبی بعدی اور تیرہ سو سال سے سب امت کا اجماع ہو چکا ہے کہ یہی معنی قطعی اجماعی ہے اس میں تاویل کرنا یعنی کوئی اور معنی گھڑنا کفر ہے۔ خود دیوبندیوں کو اس لفظ کا فقط آخر الزمان نبی کے معنی میں اجماعاً محصور ہونا تسلیم ہے چنانچہ ان کی تصریحات ہماری اس کتاب کے باب کفریات دیوبندیہ میں ملاحظہ ہوں یہاں بطور نمونہ صرف دو عبارتیں پڑھ لی جائیں۔

۱۔ آپ نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں (الی قولہ) کہ آپ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں (الی قولہ) امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے الخ

(ختم النبوۃ فی الآثار مصنفہ مفتی محمد شفیع ص ۸)

۲۔ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہی ہیں (الی قولہ) فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر

(مسک الختام مصنفہ محمد ادریس کاندھلوی ص ۲۵)

کاندھلوی صاحب نے اشاروں اشاروں میں فلیکفر کہہ کر بانیٔ دیوبند و مرزا کے متعلق سب کچھ کہہ دیا ہے۔

مگر برا ہو پاپی پیٹ کا کہ انگریزی ولی اور قاسم العلوم مولوی محمد قاسم نانوتوی بانیٔ دیوبند نے بمع رشید احمد گنگوہی وغیرہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کی غلامی میں مجاہدین اسلام سے جنگ بھی لڑی جس کا حوالہ آپ ابتداء میں پڑھ چکے ہیں اور پھر انگریزی سکوں اور محض انگریزی نبی کی نبوت کے لیے گنجائش نکالنے کے لیے انگریزوں کے اشارے پر کتاب تحذیر الناس لکھ کر اجماع المسلمین کا منکر ہو کر خاتم النبیین کے معنی محصور در آخری نبی میں تاویل کر کے مرزا کی نبوت کے لیے گنجائش نکالنے کے لیے نیا معنی نکالا "ذاتی نبی" اور کہا کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی سمجھنا یہ کوئی اچھا معنی نہیں۔ اس کا عمدہ معنی یہ ہے کہ آپ ذاتی و اصلی نبی ہیں اور باقی عارضی نبی لہٰذا بالفرض اگر آپ کے بعد کوئی اور نبی آجائے تو حضور کی ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں آتا کیونکہ پھر بھی آپ ذاتی نبی رہیں گے اور اگلے پچھلے سب عارضی ہوں گے بانی دیوبند کی مندرجہ ذیل عبارات پڑھیے کہ اس نے کس دیدہ دلیری سے منکر اجماع ہو کر انگریزوں کو خوش کر کے مرزا کے لیے میدان صاف کیا ہے۔

۱۔ عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ (تحذیر الناس ص ۳)

۲۔ سو اس طرح رسول اللہ کی خاتمیت کو تصور فرمائیے یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض (ص ۴)

۳۔ اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجیے جیساکہ ہیچمداں نے عرض کیا ہے (الی قولہ) بلکہ اگر بالفرض

بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس ص ۲۴)
بانی دیوبند کی اس مردود تاویل کے بعد سب کے وارے نیارے ہو گئے۔ اس کا پیٹ بھر گیا انگریزوں کی شرارت پوری ہو گئی۔ مرزا کے لیے میدان صاف ہو گیا اور محمد قاسم نانوتوی کے متبعین کو تحفظ ختم نبوت کے نام پر چندوں کا موقع مل گیا اور مرزا قادیانی نے اپنے پیشوا بانی دیوبند کے سرکو دعائیں دے کر خاتم النبیین کے معنی میں یہی اصلی و عارضی ذاتی و بروزی کا چکر چلا کر خوب دکانداری چلائی۔ چنانچہ مولوی محمد قاسم نانوتوی کی مذکورہ عبارات و مرزا قادیانی کی مندرجہ ذیل عبارات کی معنوی یگانگت ملاحظہ کیجیے:

۱۔ خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔ اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی الخ (کشتی نوح مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی ص ۲۴)

۲۔ آپ خاتم النبیین ہیں آپ کا فیضان کبھی رک نہیں سکتا۔۔۔۔۔ ایسے نبی بھی آ سکتے ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بطور ظل کے ہوں ۔۔۔ اس قسم کے نبیوں کی آمد سے آپ کے آخر الانبیاء ہونے میں اس طرح فرق نہیں آتا۔ (دعوۃ الامیر مصنفہ بشیر محمود ص ۲۵)

ابتدا ہے اس کی دیوبند اور انتہا ہے قادیان

ننگِ آدم ـــــ ننگِ دین ـــــ ننگِ وطن

وطن اور انسانیت کے تحفظ کے لیے جب مسلمان انگریزی سامراج کے خلاف متحد ہوئے تو دیوبندیوں کی دونوں جماعتوں جمعیت العلمائے ہند اور احرار نے کانگرس کی حمایت کر کے پنجاب کے کئی اضلاع ہندوؤں کے سپرد کرائے اور وہاں کے ہزاروں مسلمانوں کے قتل عام کا سبب بنے۔ جس کے بے شمار حوالے کتاب میں آرہے ہیں۔

۱۹۶۹ء میں ایوب حکومت ختم ہوئی اور ملک میں اسلام یا سوشلزم لانے کے نظریے پیش ہوئے تو جمعیۃ العلمائے اسلام کے ناظم اعلیٰ غلام غوث ہزاروی اور کنوینر مفتی محمود نے اسلام سے بے وفائی کر کے سوشلزم کی حمایت کی۔ چنانچہ خود دیوبندی مولویوں نے بیان دیا کہ:

مولانا غلام غوث ہزاروی نے حیدر آباد میں کمیونسٹ لیڈروں کا دار الحدیث میں استقبال کیا اور ان کے سامنے سوشلزم کی حمایت کی۔ (روزنامہ ندائے ملت، لاہور ۱۹ اگست ۱۹۶۹ء)

واضح رہے کہ اس جمعیۃ العلمائے اسلام کا صدر دیوبندیوں کا خود ساختہ پیر عبد اللہ درخواستی ہے وہ بھی کفر کی حمایت میں غلام غوث کا حصہ دار ہے۔

دیوبندی مذہب کا مکمل حساب

تمام دیوبندی لٹریچر کا خلاصہ اور دیوبندی مذہب کے متعلق عجیب و غریب نئے تازے انکشافات

دیوبندی مذہب

کا

علمی محاسبہ

(تالیف)

مولانا غلام مہر علی گولڑوی مدظلہ

منڈی چشتیاں شریف

مع اضافات جدیدہ

طابع

مکتبہ حامدیہ — گنج بخش روڈ، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین، مغیث المستغیثین، بسید المرسلین، احمدک اللّٰھم یا مجیب کل سائل و اُصلی و اُسلم علی ھذا النبی الذی ھو الیک اشرف الوسائل مظہر ذاتک و صفاتک عالم ما فی السموٰت والارض بفضلک و عطائک شفیعنا و وکیلنا و وسیلتنا فی الدارین سیدنا محمد و عترتہ المتطہرین وجمیع اصحابہ و احزابہ اجمعین ۔

امابعد۔ واضح رائے عالی باد کہ بندہ جب ہی ۱۳۶۵ھ میں علوم عربیہ سے فارغ ہوا تو ایسے ماحول سے دوچار ہونا پڑا کہ دیوبندیوں کی طرف سے مشائخ کرام و صوفیائے عظام (متعنا اللہ بفیوضاتھم) پر بدعت اور شرک کے فتووں سے اس فرقہ کے حملوں سے دفعیہ کی طرف مجبوراً توجہ کرنی پڑی۔ بندہ نے ابتدا میں دیوبندیوں کے رسالہ "چودھویں صدی داد گار" (جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور ماننے والوں کو مشرک کہا گیا تھا) کا جواب "نور محمدی" و صواعق غنابیہ" اور مرزائیہ کی رد میں "خاتم النبیین" لکھا۔ بعدہٗ مختلف مقامات پر مناظرے ہوئے جن میں سے مناظرہ چاہ گیلن متصل تونسہ قلندر شاہ تحصیل بہاول نگر اور مناظرہ چک نمبر ۶۹ ڈاہراں والا و موضع جلیٹھ متصل قبولہ ضلع ساہیوال و مناظرہ موضع ڈھاباں نواحی بہاولنگر و مناظرہ منڈی صادق گنج و چک نمبر ۵۲ ہارون آباد میں دیوبندیوں کو ایسی فاش شکستیں ہوئیں جن کی حقیقت ہر موافق و مخالف کو تسلیم ہے۔ مگر جب کبھی کوئی ایسا معاملہ پیش آیا۔ پیش قدمی کبھی بھی ہماری طرف سے نہیں ہوئی۔ چنانچہ بندہ کی یہ کتاب بھی کسی قسم کی پیش قدمی نہیں بلکہ حال ہی میں دیوبندیوں کی شائع کردہ کتابیں "چراغ سنت"۔ "تحقیق المذاہب"۔ "بریلوی مذہب"۔ "فیصلہ کن مناظرہ" اور "آئینہ صداقت" وغیرہا کا مدافعانہ جواب ہے۔ چونکہ دیوبندیوں نے اپنے رسالوں میں حضرات اولیائے کرام و علمائے عظام پر نہایت فحش قسم کے حملے کر کے اہل سنت کے دلوں کو مجروح کیا ہے، اس لیے مجبوراً بندہ کو حقیقت کا اصل رُخ بے نقاب کرنے کے لیے کچھ لکھنا پڑا۔ بندہ نے اس کتاب میں دیوبندی رسائل سے نسبتاً از حد درجہ نرم زبان استعمال کی ہے۔ ان چند اوراق کی تحریر سے کسی پر حملہ یا دل شکنی قطعاً مقصود نہیں، صرف مدافعت اور احقاقِ حق مطلوب ہے، واللہ اعلم قوم میری اس کوشش ناتمام کو کس نظر سے دیکھے، مگر دیوبندی حرکات سے باخبر احباب اس کتاب کو سنیت کی ایک بہت بڑی خدمت تصور فرمائیں گے۔ حضرت شیخ عطار فرماتے ہیں ؎

کار خود با ناسزا نہ کند رہا
مردمی نہ کند بجائے ناسزا

اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے: فَجَزاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا، معاشرے کے تحفظ و بقا کے لیے بھی تخریبی حرکات کی مدافعت شرعاً و اخلاقاً ہر طرح جائز بلکہ ضروری امر ہے۔ واللہ حسبی و نعم الوکیل۔

ہیں نے جو حوالہ جات اس کتاب میں دیے ہیں، ان کے ماخذ دکھانے کا ذمہ دار ہوں، اور بوجہ غلطی کتابت کسی صفحہ نمبر کے غلط یا خلط ہو جانے کی صورت میں بندہ کی طرف رجوع فرما لیا جائے۔ تو تسکین کرا دوں گا کیونکہ کاتب کی غلطی کا مصنف ذمہ دار نہیں ہوتا۔ تاہم کتابت کی تصحیح میں بھی حتی الوسع احتیاط کی گئی ہے۔ بندہ کی اس کتاب میں بعض مباحث بوجہ ضخامت کے فی الحال نظر انداز کر دی گئی ہیں۔

اُمید ہے کہ احباب اہل سنت اس نازک دور میں میری اس ادنیٰ خدمت کے بدلے میرے حق میں دعائے خیر فرمائیں گے۔ اور دیوبندی حضرات کی خدمت میں دردمندانہ گذارش ہے کہ ؎

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

ابوالرضا یین
غلام مہر علی
سُنی حنفی مسلکاً۔ گولڑوی بیعۃً محمود پوری
خطیب منڈی چشتیاں شریف
دسمبر ۱۹۵۶ء

اسلام میں تکفیری فتنے

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ہی خوب جانتا ہے کہ عالمِ رنگ و بُو کو وجود میں جلوہ گر ہوئے کتنا عرصہ گزر چکا ہے۔ مگر وساطت اسباب سے اتنی بات ہر باخبر انسان کو معلوم ہے کہ بنی نوع انسان کی بود و باش کا سنگِ بنیاد جب سے اس دنیا میں رکھا گیا، اسی دور سے اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب عالم ما فی السمٰوٰت والارض، نورِ مجسم، مظہرِ اول و آخر ظاہر و باطن اور بکل شیٔ علیم محبوبِ خدا، حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وبارک وسلم کے مقدس زمانہ تک جب بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس دین اسلام کے تحفظ و بقا و راہِ راست سے بھٹکے ہوئے انسانوں کی رہنمائی کے لیے اپنے پاک نبیوں کو مبعوث فرمایا۔ تو ان خاصان حق سے بغض و حسد رکھنے والے طبقے نے اپنی تباہ کن شورشوں سے کسی بھی رہبرِ انسانیت سے درگزر نہیں کیا، نمرود و فرعون کے سیاہ کارنامے کسی سے بھی مخفی نہیں۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ نے ان ظالموں کی ستم کاریوں کو کھول کھول کر بیان فرمایا ہے اور کانُوا یَقۡتُلُوۡنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیۡرِ حَقٍّ سے تو مزید وضاحت ہو جاتی ہے کہ اہلِ ہوا نے ان پاک ہستیوں کے قتل تک سے گریز نہیں کیا، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ساحر، مجنون وغیرہ کے ناپاک فتوے دینے والے بھی بڑے بڑے علم کے ٹھیکیدار ہی تھے۔ اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد چونکہ نبوت کا دروازہ بند ہو جاتا ہے، اس لیے آپ کے بعد آپ کے سچے جانشینوں حضرات صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین و صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بدعت و شرک و کفر کی فتویٰ بازی کا کام خود مدعیانِ اسلام نے ہی سنبھال لیا اور محض اپنی علمی موشگافیوں اور احساسِ برتری کے جذبہ میں اضلہ اللہ علی علم کا مصداق بعض نام نہاد علماء ہی بزرگانِ سلف کو بدعتی، کافر کہنا جہادِ اکبر قرار دینے لگے۔ خلافت راشدہ کے مقدس دور میں ہی بعض مفتیوں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر بدعتی ہونے کا فتویٰ صادر کر دیا تھا۔ چنانچہ حمید الدین ایم اے، پی۔ ایچ ڈی اپنی کتاب تاریخِ اسلام داخل شدہ نصاب ایم اے کے باب خلافت عثمانیہ میں لکھتے ہیں کہ خارجیوں، سبائیوں نے جو الزامات حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر لگائے تھے ان میں ایک الزام یہ بھی تھا کہ یہ بدعتی ہو چکا ہے، پھر سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ پر بھی بدعتی و مشرک ہونے کا فتویٰ دے کر ہی آپ کو شہید کیا گیا دیکھو (عام کتب تاریخ و مذاہب اسلام مصنفہ مؤرخ مشہور علامہ نجم الغنی ص ۸۷، ۴۸ و فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۱۳۰) اور پھر ایسی ناپاک تحریکوں کے چلانے والے صرف جاہل ہی نہ تھے بلکہ بڑے بڑے علم و فضل اور "توحید" کے ٹھیکیدار کہلانے والے ہی پیش پیش تھے، اور وہ اپنے مذہب و مقصد کو اس قدر سچا اسلام تصور کرتے تھے کہ اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰہِ وغیرہا آیات قرآنیہ پڑھ کر ہی خاصان حق کو بدعتی کہتے تھے۔ حتیٰ کہ ابن ملجم جیسے شقی القلب انسان نے جب امیر المؤمنین حضرت سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ کو شہید کر لیا تو بڑے تپاک سے کہہ رہا تھا فُزۡتُ وَرَبِّ الۡکَعۡبَۃِ۔ الغرض یہ تکفیری فتنہ خوارج سے ہوتا ہوا نجد میں ابن عبد الوہاب نجدی کی زیر سرپرستی آیا اور اس نے تمام عالم اسلام کو بدعتی اور کافر قرار دے کر خود حرم شریف میں سینکڑوں اولیائے کرام و علمائے اسلام کو قتل کرا کے دم لیا۔ پھر ہندوستان کی بدقسمتی سے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان یا کفر کے متعلق خدائی اصول :

جو شخص آپ کا ادب کرے وہ مسلمان ہے

اور

جو شخص آپ کی بے ادبی کرے وہ بے ایمان ہے

ارشادِ الٰہی

۱۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا ؕ وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ

۲۔ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

پہلی آیت میں ارشاد فرمایا گیا کہ اے مسلمانو! راعنا کے لفظ میں چونکہ رعی پر دلالت ہے، یا رعونت کا معنی بھی نکلتا ہے اور گو اس کا ایک معنی صحیح بھی ہے، مگر بوجہ موہم بے ادبی ہونے کے ایسا لفظ بے ادبی کا میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ کہو، ورنہ یاد رکھو، کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

دوسری آیت میں فرمایا گیا کہ دنیا اور آخرت میں کامیاب وہی لوگ ہیں جو کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر آپ کا ادب بھی کریں۔ آپ کی امداد عمل بالقرآن سے مشرف بھی ہوں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کرنے والا ہرگز مسلمان نہیں رہتا۔ اور آپ کا ادب و احترام کرنے والے ہی مومن ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان یا کفر کے متعلق دیوبندی اصول

جو شخص آپ کا ادب کرے وہ پکا بے ایمان ہے

اور

جو شخص آپ کی بے ادبی و بے عزتی کرے وہ پکا مومن مسلمان ہے

ارشادِ دیوبند

۱۔ بدعتی کے معنی ہیں با ادب بے ایمان اور وہابی کے معنی ہیں بے ادب با ایمان

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۲۳، سطر ۵ ج ۳ ص ۱۶۶ سطر ۱۹)

۲۔ وہابی کے معنی ہیں بے ادب با ایمان اور بدعتی کے معنی ہیں با ادب بے ایمان

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۱۰۰ سطر ۲)

دیوبندی مذہب کے اس اصولی فیصلہ سے مندرجہ ذیل نتائج نکلے :۔

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ کا ادب کرنے والا شخص بے ایمان ہے، کیونکہ تھانوی نے باادب کو بے ایمان قرار دیا ہے۔

۲۔ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کرے وہی پکا مومن ہے کیونکہ تھانوی نے بے ادب کو ایمان دار قرار دیا ہے۔

۳۔ جو شخص سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت و ثنا کر رہا ہو اور ادب کی تلقین کرتا ہو، سمجھ لو کہ وہ بدعتی ہے کیونکہ تھانوی کے نزدیک آپ کا ادب بدعتی ہی کرتے ہیں، اور یہی ان کے بدعتی ہونے کا سبب ہے۔

۴۔ جو شخص سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے رہا ہو، اور گستاخ ہو اور بدگوئی و سب و شتم کرے اور بے ادبی کی تلقین کر رہا ہو، سمجھ لو کہ وہ وہابی دیوبندی ہے، کیونکہ تھانوی فیصلہ سے آپ کی توہین وہابی ہی کرتے ہیں۔

واضح رہے

کہ دیوبندیوں وہابیوں سے مذہباً واعتقاداً مکمل متحد ہیں، چنانچہ امام دیوبند رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے:

"عقاید میں سب متحد مقلد و غیر مقلد ہیں۔" (فتاوی رشیدیہ ج ۲ ص ۱۰ سطر ۱۴)

اور اشرف علی تھانوی لکھتا ہے:

"اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو، سب کی تنخواہ کر دوں، پھر خود ہی سب وہابی بن جائیں۔"

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۶۰ سطر ۵)

اس گنگوہی اقرار و تھانوی اظہار تمنا سے بخوبی واضح ہو گیا، کہ وہابیوں، دیوبندیوں میں ذرہ برابر فرق نہیں ہے، اور وہابیوں کا بے ادب و گستاخ ہونا خود تھانوی اقرار سے معلوم ہو چکا، تو نتیجتاً ثابت ہو گیا کہ وہابی و دیوبندی ہر دو جماعتیں خدا تعالٰے اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بے ادب و گستاخ ہیں اور ان لوگوں نے انگریزوں کے اشارے پر یہ دین گھڑ کر ملت اسلامیہ کو سخت نقصان پہنچایا ہے، کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

عقاید پر قیامت آئے گی ترمیم ملت سے
نیا کعبہ بنے گا مغربی پتلے صنم ہوں گے

باب اوّل
دیوبندیت کا اجمالی خاکہ

باب اوّل

دیوبندی مذہب کا اجمالی خاکہ

دیوبندیت کی تاریخ

تاریخی تجزیہ

دیوبندی مذہب خارجی وشیعہ سازش کا ایک اسٹنٹ ہے جو کہ اسلام کے رنگ میں تقریباً ایک صدی سے سرزمین ہند میں کھیلا جا رہا ہے، دیوبندی مولوی ابتداءً علم وعمل سے ایک یتیم جماعت تھی، جنہیں اپنا پیٹ پالنے اور خوارج کے عقاید کی نشر واشاعت کے لیے مسلمانوں کے ہاں کہیں جائے پناہ نہ ملتی تھی۔ ادھر اس زمانہ میں شیعہ مذہب وہندومت کے بڑے بڑے سرمایہ دار سرکار اودھ مہاتما گاندھی وغیرہ ایسے پیٹ پرستوں کی تلاش میں تھے، کہ جو ان کیلئے بندۂ بے دام بن کر ہندوؤں اور شیعوں کا ساتھ دے کر بزرگان اسلام حضرت مجدد الف ثانی اور خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہم اور دیگر اولیائے کرام کے مزارات پر جانے والے اور بزرگان اسلام سے عقیدت رکھنے والے اہل اسلام کو ان خاصانِ حق کے خلاف بدعت وشرک کے فتوے دے کر ان سے بیزار کر سکیں، چونکہ شیعوں کے خلاف حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "تحفہ اثنا عشریہ" لکھ کر رفض وتشیع کے پرخچے اڑا دیے تھے، اولیائے کرام سے مسلمانوں کی عقیدت ہندوؤں کے ساتھ میل جول میں ایک بہت بڑی رکاوٹ تھی، اس لیے دیوبندی مولویوں کو شیعوں نے اس مطلب برآری کے لیے خریدا اور ہندو راجوں کے خزانے ان ہندو نواز دیوبندی مولویوں کے لیے مکمل کھول دیے گئے، ہندوؤں کا مقصد اولیاء اللہ کے ماننے والوں کو بدعتی ومشرک کہلوانا تھا اور شیعہ یہ چاہتے تھے کہ "تحفہ اثنا عشریہ" وغیرہ کے بعد مسلمانوں کو جو نفرت اہل تشیع سے پیدا ہو گئی ہے کسی طرح وہ ختم کر دی جائے، چنانچہ یہ کام دیوبندی علماء نے پورے طور پر سنبھال لیا۔ کیونکہ دیوبندی مولویوں کو خود بھی مسلمانوں سے پرانی عداوت تھی جو کہ عبد اللہ بن سبا یہودی رئیس المنافقین کے بعد خوارج وروافض کے ذریعے ابن عبد الوہاب نجدی کے ہاتھوں سے کر مولوی اسماعیل غیر مقلد نے بذریعہ "تقویۃ الایمان" ملک ہند میں ان دیوبندی مولویوں کے سپرد کی تھی، ہندو راجوں کے بڑے بڑے وظیفے وچندے ان چندہ خوار مسلم نما بدمذہبوں کو ملنے شروع ہوئے، شیعہ نوابوں نے سونے کی تھیلیاں نذر کیں، پھر کیا تھا، عرس پر جانے والے کو بدعتی اور مشرک قرار دیے جانے کے فتوے شروع ہو گئے اور ہندوؤں کی دیوالی کی پوڑیاں حلال وطیب قرار پانے لگیں۔ حضرات دیوبند کا دین ومذہب "رکابی" اور چندہ پر نچھاور ہوا۔ اور ایمان واسلام انگریزی امدادوں کی نذر کر دیا گیا۔ اور دیوبند سے فتوے صادر ہونے لگے۔

ہندوؤں کی دیوالی کی پوڑیاں کھانا جائز ہیں

(فتاوی رشیدیہ ج ۲ ص ۱۲۳)

ہندوؤں کی مرغوب غذا کوّے کے گوشت کو کھانا ثواب قرار پایا

(ملخصاً فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۳۰)

ہندوؤں کی جماعتوں میں مسلمانوں کو بھرتی کرنا شروع کیا گیا، اور اس طرح یہ ہندوؤں کے پروردہ نعمت مولوی مسلمانوں کو دل سے ہندوؤں کی نفرت دور کرنے کی "خدمت اسلام" بزعم خود کا ایک اعلیٰ فریضہ انجام دینے میں کامیاب ہونے لگے اور ہندوؤں کی دولت و سرمایہ سے "مدرسہ دیوبند" کی بلند و بالا عمارتیں بھی ظہور میں آنے لگیں۔ ادھر اپنے اُن داتا رافضیوں کی یہ خدمت کی کہ "خاندان ولی اللّٰہی" کی "ازالۃ الخفا" اور "تحفہ اثنا عشریہ" میں روافض سے مسلمانوں کو الگ رکھنے کی کوشش کی گئی تھی، مگر ان مولویوں نے صاف فتوے دے دیا کہ:

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کافر کہنے والا سُنّی رہتا ہے — ملخصاً فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۴۱

اور رافضیوں کے نکاح میں سُنّی عورتیں دینا جائز ہیں — ملخصاً امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۲۴

اور رافضی کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے — ملخصاً امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۲۹

اور چونکہ مسلمان تعزیہ وغیرہ سے بیزار ہو چکے تھے، اس لیے دیوبند کے ہائیکورٹ تھانہ بھون سے مولوی اشرف علی صاحب تھانوی دیوبندی نے تعزیہ نکالنے کی اجازت دے کر شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کوششوں کا بالکل ہی صفایا کر دیا، دیکھو افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۵۰۵ و ۴۸۱)

اسی طرح رافضی حاسدین کا یہ بغض ان دیوبندی "حکیم الامتوں" اور "شیخ الہندوں" کے ذریعہ سرانجام پایا اور رافضیت کو چونکہ حضرت غوث الاعظم جیلانی سے سخت حسد تھا، کیونکہ آپ کی کتاب "غنیۃ الطالبین" رافض کے لیے سیف مسلول کا کام کر رہی تھی، اس لیے روافض کے اشارے پر دیوبندیوں نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے خلاف ہرزہ سرائی کی اور آپ کی یادگار "گیارہویں شریف" کی صرف اس لیے مخالفت کی گئی کہ کسی طرح مسلمانوں کے دلوں سے حضرت غوث الاعظم کی یاد نکل جائے، اور یہ لوگ رفض کے پرستار بن سکیں، اہل السنت والجماعت اولیائے کرام جن کی نظر کرم نے ہندوستان کے باشندگان کو کلمہ توحید سے آشنا کیا تھا، اُن کو بُت اور ان کے معتقدین صوفیائے کرام کو بُت پرست، بدعتی اور مشرک قرار دیا جانے لگا۔ یہ سب کچھ رافضیت کی نمک حلالی کا مظاہرہ تھا۔

بریلوی علماء سے دیوبندیوں کے بُغض کی وجہ

جب دیوبندیوں نے ہر طرح ناصحان حق کو بدنام کر کے اپنے رافضی آقاؤں کو خوش کرنے کی شرمناک جرأتیں کیں تو ہندوستان کے سنی علماء کو یہ فتنہ از حد نقصان دہ معلوم ہوا۔ چنانچہ امام المسلمین مجدد الملت والدین اعلیحضرت عظیم البرکت

مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ان ہندو ایجنٹوں و رافضی مبلغ مولویوں کے مقابلہ میں دیوارِ آہنی کی طرح ڈٹ گئے، مولانا نے دیوبندیت کی سیاہ کاریوں سے مسلمانانِ ہند کو بچانے کے لیے رافضیت سوز کتاب "ردّ الرافضہ" تحریر فرمائی، جس میں باتفاق فقہائے اسلام ثابت کیا ہے کہ

بالجملہ ان رافضیوں، تبرّائیوں کے باب میں حکم یقینی، قطعی اجماعی یہ ہے کہ وہ علی العموم کفّار مُرتدین ہیں، ان کے ہاتھ کا ذبیحہ مُردار ہے۔

(ردّ الرفضہ مصنفہ اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی ص ۶)

چونکہ دیوبندی مولوی یہ فتوے دے چکے تھے کہ صحابۂ کرام کی تکفیر کرنے والے پکے سنی ہیں، اور ان کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے اور ان سے مناکحت جائز ہے، فتوے ملاحظہ ہوں

۱- وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سُنّت جماعت سے خارج نہ ہوگا (فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۴۱)

۲- راجح و صحیح یہ ہے کہ (ذبیحہ حلال ہے) (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۲۸)

۳- نکاح منعقد ہو گیا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۲۵)

تو مولانا احمد رضا خان صاحب کا یہ دیوبندیت و رافضیت سوز فتویٰ یقیناً ان رافضی ایجنٹ دیوبندی مولویوں کی "روزی" میں سخت رکاوٹ پیدا کر رہا تھا، پھر کیا تھا، یہ بدعتی ہے، مشرک ہے، مکفّر ہے، دجّال ہے، یہ کلمات بریلوی علماء کو سننے پڑے اور دیوبندیوں کی بہیٹ پوجا کے رنگ میں بھنگ ہی بریلوی علماء پر بدعتی ہونے کی فتویٰ بازی کا سبب بنی۔ مگر وہ قوی ہیکل انسان ان "بندگانِ زر" کی طرح گداگر نہ تھا، وہ ایک فارغ البال انسان تھا جسے خدا تعالیٰ نے شرف علم و فضل کے ساتھ نعمتِ ظاہری و باطنی سے مالا مال فرما دیا تھا۔ جس کے آباؤ اجداد علم و فضل کے شہسوار ہونے کے علاوہ قدیم نواب چلے آ رہے تھے، پھر جو دیوبندیت کی گت بنی آج بھی اس کے نام پر دیوبندیت کے قلعوں میں زلزلے رونما ہو جاتے ہیں، ہاں اگر وہ بھی شیعوں کو بُرا نہ کہتا اور ہندوؤں، بدمذہبوں، گستاخانِ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متحد ہونے سے نہ روکتا، تو پھر وہ عالم بھی تھا، عارف بھی تھا، مگر چونکہ "چندے" میں دخل انداز ہوا، اس لیے بدعتی، مشرک، دجّال سبھی کچھ بنا ڈالا گیا، مگر اس کے استقلال کے قربان کہ اس نے صاف کہہ دیا ؎

کروں مدح اہلِ دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

کسی نے خوب کہا ہے ؎

اولئك آبائي فجئني بمثلهم
اذا جمعتنا يا جرير المجامع

دیوبند میں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی و اشرف علی صاحب تھانوی اور پنجاب میں حسین علی صاحب اس محکمہ خوارج و روافض کے انگریزی انچارج تھے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رافضیوں کے اصولی نظریات ان مولویوں نے دل...

اٹھا کر مسلمانوں کے کندھوں پر سوار کر دیے، چنانچہ آج بھی دیوبندی رافضی اپنے نمایاں نظریات میں دوش بدوش چل رہے ہیں۔ مثلاً رافضیت کا سارا زور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بدنام کرنے کے لیے ہے، تو دیوبندی بھی حتی الوسع حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور آپ کے متبعین کو بدعتی قرار دے کر اس میں از عد حصّہ لے رہے ہیں۔ رافضی تقیہ کرتے ہیں، تو دیوبندی بھی چندہ وصول کرنے کے لیے اپنے منہ کہے بدعتیوں کی خوشامدیں کرتے پھرتے ہیں۔

رافضی یا شیخ عبد القادر جیلانی کے وظیفہ کو حرام قرار دیتے ہیں، تو دیوبندی بھی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں، رافضی صحابہ کرام کی تکفیر کو خلاف اسلام نہیں سمجھتے تو دیوبندی بھی مکفرین صحابہ کو اہل سنت و جماعت تصور کرتے ہیں، رافضی اپنے سوا تمام مسلمانوں کو کافر جانتے ہیں، دیوبندی بھی اپنے سوا سب کو بدعتی و کافر قرار دیتے ہیں۔

رافضی ایک قلیل جماعت ہونے کی وجہ سے ہر نئی مذہبی و سیاسی جماعت کی گود میں جا گھستے ہیں تو دیوبندیوں کی چالاکیاں بھی کسی سے مخفی نہیں، غرضیکہ دونوں جماعتوں میں جمہور مسلمین کے خلاف جو باطنی حسد ہے وہ کسی سے مخفی نہیں اور رافضی اور دیوبندی کا ایک ایسا روحانی رشتہ ہے کہ اولیاء اللہ کو بدنام کرنے اور غوث الاعظم جیلانی کے نام پر پھرے کے اطوار بدل جاتے ہیں تو یہ دونوں "مظلومانِ اُمت" ایک ضرب المثل بن چکے ہیں۔

انگریز کی سیاست سے کون ناواقف ہے

سیاسی تجزیہ

انگریزوں نے ہندوستان میں قدم رکھتے ہی بھانپ لیا کہ اس ملک میں مشائخ کرام اور اولیائے عظام کے معتقدین کی اکثریت ہے، اور یہاں کے جمہور مسلمین اولیائے کرام و علمائے اہل سنت سے وابستہ ہیں۔ اس لیے اس نے علاج بالمثل تجویز کر کے اپنے ایجنٹوں سے معلوم کر لیا۔ کہ یہاں بھی "غدارانِ ملت" ایسے دیوبندی موجود ہیں۔ جو مشائخ اہل سنت و جماعت کو بدنام کرنے اور جمہور مسلمانوں کو بدعتی مشرک کہہ کر تفریق بین المسلمین کا کام پہلے ہی سے سرانجام دے رہے ہیں، تو جہاں انگریزوں نے جہاد منسوخ کرنے کے لیے قادیان میں مرزا قادیانی کو اپنا رسول بنا کر مبعوث کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی محسنین اسلام و اکابر ملت کو بدنام کرنے و بدعتی و مشرک کہنے کے لیے دیوبندی مبعوث ہوئے اور تھانہ بھون میں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی و پنجاب میں مولوی حسین علی ... برطانوی محکمہ کے سول ایجنٹ تھے یہاں تک کہ تھانوی صاحب کو انگریزی سرکار سے مال و دولت کے خاص ڈبل وظیفے مقرر کر دیے گئے تھے۔ دیکھو (مکالمۃ الصدرین مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی ص ۹) پھر تو دیوبندیوں کی پانچوں گھی میں ہو گئیں، کہیں جمعیۃ علمائے اسلام انگریز کی رقم سے پیدا ہوئی (مکالمہ ص ۷) اور کہیں تبلیغی جماعت اسی بہادر کے سرمایہ سے وجود میں آئی (مکالمہ ص ۸) اور کہیں اس کے اشارے سے کانگرس کا ظہور ہوا۔ (مکالمہ ص ۹) غرضیکہ ان سیاسی چالوں کے نام پر زر اندوزی کے تمام اسباب مکمل کر لیے گئے اور کون مسلمان نہیں جانتا کہ دیوبندی جس جماعت کے

بھی قائد نے ہمیشہ مسلمانوں کی تباہی کا ہی نظریہ ان کے سامنے تھا۔ اور وہ کسی قیمت پر بھی اپنے محسن اور دشمن اسلام گاندھی کی روحانی وجانی جدائی سے باز نہ آئے اور گاندھی کے ہر مخالف کو دیوبندیوں نے بلادریغ کافر اور بدعتی کہا۔ ہندوستان میں جو تنظیم بھی مسلمانوں کو انگریز وہندؤوں کے دست ظلم سے نجات دلانے کے لیے قائم کی گئی یہ دیوبندی ہمیشہ اس کی مخالفت میں پیش پیش رہے اور انہوں نے ہمیشہ ایسی ہی جماعتوں کانگرس وغیرہ کا ساتھ دیا۔ جو کہ اپنی سیاسی چالاکیوں سے مسلمانوں کو کچل کر ہمیشہ کے لیے ختم کر دینا چاہتی تھیں، آج بھی ہندوستان میں شدھی کا سیہ کارنامہ رونما ہو رہا ہے، وہ انہیں حضرات علمائے دیوبند کے ہاتھوں سے رکھی ہوئی بنیاد اور خشت اوّل کا نتیجہ ہے، کون مسلمان نہیں جانتا کہ مسلمانوں کی دس کروڑ آبادی جب اپنے مطالبہ پاکستان کے حصول میں موت و حیات کا آخری فیصلہ کر رہی تھی تو فرزندان دیوبند فرما رہے تھے۔ کہ ہم

پاکستان کو پلیدستان سمجھتے ہیں۔ (خطبات احرار ص ۹۹)

اور جب کہ مسلمان دیوبندیوں ہندوؤں کی جماعت کانگرس کی سیہ کاریوں سے تنگ آ کر اور بیزار ہو کر مسلم لیگ کا جھنڈا بلند کر رہے تھے۔ تو حضرات دیوبند فتوے دے رہے تھے کہ:۔

جو لوگ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سور ہیں اور سور کے کھانے والے،

(چمنستان ظفر علی خان ص ۱۶۵)

اور جب کہ مسلمانان ہند مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر حصول پاکستان کا نعرہ لگا رہے تھے تو فرزندانِ دیوبند جھوم جھوم کر فرما رہے تھے

دس ہزار جناح جواہر لال کی جوتی کی نوک پر قربان کیے جا سکتے ہیں

(مختصراً چمنستان ظفر علی خاں ص ۱۶۵)

اور حامیان "امیر شریعت" دیوبند کا یہ ارشاد تھا، کہ محمد علی جناح کافر اعظم ہے

یہ کافر اعظم ہے یا قائد اعظم (حیات محمد علی مصنفہ رئیس احمد جعفری)

جس سے صاف عیاں ہے کہ دیوبندی پاکستان کو پلیدستان سمجھتے ہیں اور اب بھی ان کی رگ عناد ٹھنڈی نہیں بلکہ بار بار پکارتے ہیں کہ

جو لوگ پاکستان کی مخالفت کرتے تھے، جب یہ کہتے تھے کہ یہ محض فریب ہے، سیاسی چال

ہے تو کیا وہ غلط کہتے تھے ؟ (ترجمان القرآن، جمادی الآخر ۱۳۶۵ھ)

اب ہم دیوبندیوں سے یہ سوال کرتے ہیں کہ

۱۔ جب دیوبندی مسلم لیگ کو ووٹ دینے والے کو سور سمجھتے ہیں تو اس ملک میں جس قدر مسلمان ہیں یہ اکثر مسلم لیگ کو ووٹ دینے والے ہی ہیں اور آپ کے روحانی باپ ہندو تو ہندہیں جا بسے تو کیا یہ سب مسلمان علماء و مشائخ آپ کے نزدیک سور ہیں ؟

۲۔ کیا تم بانیٔ پاکستان کو اب بھی کافر اعظم سمجھتے ہو ؟

۳۔ اس پاکستان میں رہ کر تمہیں کفار کی ایجنبٹی کرنے کا کیا حق حاصل ہے ؟

علمائے اہل سنت کو تو خیر کانگرسی برا ہی سمجھتے رہے کیونکہ مسلمان ہندوؤں سے کبھی نہیں ملا، مگر آپ کے لیے تو آپ کی "مادرِ وطن" کی اب بھی دیدہ انتظار فرشِ راہ ہے، پھر آپ یہاں کے مسلمانوں کو کیوں تنگ کر رہے ہو ؟ یہ پاکستان تھانوی کے مردہ فتوے سے نہیں بلکہ زندہ دلانِ پنجاب مشائخ و علمائے اہلسنت اور جان نثاروں کی قربانیوں سے بنا ہے، جنہیں تم آج بھی بدعتی کہتے ہو۔ اور جو روزانہ حضرت داتا گنج بخش اور حضرت غوث بہاء الحق ملتانی رحمہما اللہ کے در و دیوار کو چومتے کبھی سیر نہیں ہوتے اور حصولِ پاکستان میں علمائے اہلِ سنت و پیرانِ عظام پنجاب، علی پور، گولڑہ، تونسہ کی مساعی جمیلہ سب سے پیش پیش تھیں۔ تو اب ان بدعتیوں کے بنائے ہوئے ملک میں بدعتیوں سے گھورتے اور مسلمانوں کے چندے کھا کر ان کو بدعتی اور رضا خانی کہتے ہوئے تمہیں کچھ خوفِ خدا نہیں آتا ؟ اور لہو لگا کر شہیدوں میں نام لکھوانے اور پاکستان کے ٹھیکیدار بنتے ہوئے تمہیں کچھ تو اپنی سیاہ سیہ کاریوں کا مطالعہ کر لینا چاہیے۔

دیوبندی مذہب کی بنیاد صرف پیٹ پرستی پر ہے

وصیتِ موت میں تھانوی صاحب کو پیٹ پرستی کی سرگرم فکر

"میرے بعد بھی میرے تعلق کا لحاظ غالب ہو۔ وصیت کرتا ہوں کہ بعض آدمی مل کر اگر ایک ایک روپیہ ماہوار ان رہبوی صاحبہ کے لیے اپنے ذمہ رکھ لیں تو امید ہے کہ ان کو تکلیف نہ ہوگی"

(تنبیہات وصیت تھانوی ص ۲۰ سطر ۱)

سبحان اللہ ! ساری عمر تو ہدیے اور نذرانے بٹورے ہی تھے۔ اب آخری وقت بھی اللہ کے بندے کو نہ خدا یاد نہ رسول نہ کلمہ نہ ایمان بلکہ اب بھی چندہ ہی دو، یہ تھی ان بزرگانِ دیوبند کی پیٹ پرستی، کہ لوگوں کو تو

آخری وقت خاتمہ بالخیر کی فکر ہوتی ہے اور یہاں چندے کی سکیم اب بھی چالو ہے، اور ادھر ثواب کے متعلق یہ ارشاد ہے کہ :

"اگر میرا انتقال ہو جاوے تو حسب مقدار ثواب پہنچادیں اندازہ سے زیادہ ہرگز نہ ہو ،،

(تنبیہات وصیت تھانوی ص ۲۰ سطر ۱)

یعنی ثواب ضرور ہو مگر محدود۔ واللہ اعلم تھانوی صاحب کو زیادہ ثواب تکلیف دیتا ہوگا۔ اگر تھانوی صاحب قبر میں خود ہی پیٹ بھرنا چاہتے تب تو خیر اندازہ کا مفہوم صحیح ہو سکتا ہے۔ مگر پھر یہ مشکل ہے کہ اب تھانوی کی قبر میں دیوبندیوں کو کیسے معلوم ہوگا کہ اب "وہ" بھر گیا ہے یا نہیں۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ثواب تو بہرحال اندازہ کا ہی ہو کہ کہیں بدہضمی نہ ہو جائے۔ البتہ چندہ ضرور ہو۔ کیونکہ اس سے فائدہ ہی فائدہ ہے، اور شکم "نہیں بھرتا" یہ ہے ان دنیا پرست حضرات کا مذہب کہ مرتے مرتے بھی توکل علی اللہ کا یوں مظاہرہ فرما رہے ہیں۔ اور یہ دیوبندی چندہ میں اس قدر قابل ثابت ہوئے ہیں کہ چندہ میں کنجریوں کی کمائی وصول کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے اور زنا کی مزدوری کس شوق سے تناول فرماتے ہیں۔ ان کے گھر کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔

سوال رنڈی کی کمائی جو بالیقین حرام ہے اور اس کا صرف کرنا جائز نہیں اگر وہ اس آمدنی سے کسی مسکین فقیر وغیرہ پر صدقہ یا خیرات کر دے اور پھر وہ مسکین مالک ہونے کے بعد کسی مسجد یا مدرسہ میں دیدے تو جائز ہے یا نہیں؟ الخ

جواب اس صورت میں فقہا نے ایک حیلہ لکھا ہے، وہ یہ کہ رنڈی کسی حلال مال سے قرض لے کر مسجد میں دے یہ جائز ہے..... اس صورت سے مسجد وغیرہ (مدرسہ دیوبند) میں لگا سکتے ہیں۔ الخ

(افاضات الیومیہ ج ۲ ص ۲۶ سطر ۲ وغیرہ)

" فاحشہ کے مال میں بھی احتمال ہے کہ کچھ مال حلال ہو۔ گو سب حرام سے حاصل ہوا ہو، پھر یہ کلام خاص اس روپیہ میں ہے جو فاحشہ نے کسب حرام سے حاصل کیا ہے (الیٰ قولہ) عام طور پر یہی دستور ہے (الیٰ قولہ) اس کا مال حرام کے حکم میں نہیں ہوا بلکہ پاک اور حلال ہے ،،

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۱۰ ص ۱۶۵) مفصل حوالہ "دیوبندیوں کی پیٹ پرستی" میں ملاحظہ ہو۔

دیکھئے یہ دیوبندی مولوی زنا کی مزدوری کھانے میں کس قدر مشتاق ہیں، غرضیکہ ان کا دین ہی چندہ ہے۔ خواہ وہ حلال ہو یا حرام اور عام طور پر ایسا ہی ہوتا ہے کے تحریری فتویٰ سے تو اس خاص گروہ سے گٹھ جوڑ کا بھی عجب مظاہرہ ہو رہا ہے، دیکھئے حرام خوری کی کیسی کیسی تدبیریں تجویز فرمائی جا رہی ہیں۔ اور سود تو یہ لوگ بڑی ہمت ہی ہڑپ کر جاتے ہیں۔ چنانچہ سود خوری کا دیوبندی طریقہ ملاحظہ فرمائیں :

ایک حیلہ شرعی ہے وہ یہ۔ آدمی یہ خیال کرے کہ سرکار بہت سے محصول اپنی رعایا سے لے لیتی ہے ۔۔۔۔

ایسی نیت سے شاید (سودخوری) میں حق تعالیٰ **مواخذہ** نہ فرمادے (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۲۹)

ایک صاحب تھانوی صاحب کی خدمت میں سودخوری کے متعلق عرض کرتے ہیں اور تھانوی صاحب جواب دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

سُود کو لے کر کہاں خرچ کرنا چاہیے، میں نے جواب میں لکھ دیا ہے، کہ اس کو لے کر ہندوستان آجاؤ۔

(**افاضات** الیومیہ ج ۵ ص ۷۷)

اور پھر سود کو ایک انعام تصور کر کے ہضم کرنے سے گریز نہیں کیا گیا۔

(حوادث الفتاویٰ تھانوی ص ۲۶)

اگر کوئی شخص گائے سے زنا کرے تو تھانوی جی چیز سے تعرض نہ کردہ شود فرماتے ہیں۔

(امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۵۵)

اور نسوانی شرمگاہ کی اندرونی غلاظت کو بھی تھانوی جی پاک فرماتے تھے (نوادر النوادر ص ۲۱۲) کانگرس میں محویت کا باعث بھی شاید یہی تجزیاتی فتوے ہوں۔

حلوا خوری

یہ بھی ایک کامیاب اور خاص فیشن ہے کہ خود کھانے اڑانے اور نظروں سے بچنے کے لیے دوسروں کو بدنام کیا جاتا ہے تاکہ لوگ ادھر متوجہ ہوں تو ادھر سب کچھ ہضم کر لیا جائے۔ جس طرح رشوت خور حرام خور طبقہ اپنے کردار کو چھپانے کے لیے علماء کو پیٹ پرست کہہ کر بدنام کرتا ہے اسی طرح دیوبندی بھی اپنی حلوا خوری و پیٹ پرستی پر پردہ ڈالنے کے لیے سنیوں کو بدنام کرتے ہیں، ورنہ خود دیوبندیوں کے امام مولوی رشید احمد گنگوہی کے عشقِ حلوا کا ایک واقعہ تھانوی جی کی ہی زبانی سنیے۔ فرماتے ہیں:

ایک صاحب نے حضرت گنگوہی سے عرض کیا تھا کہ حضرت دانت بنوا لیجیے، فرمایا کیا ہو گا۔ دانت بنوا کر پھر بوٹیاں چبانی پڑیں گے۔ اب تو دانت نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو رحم آتا ہے۔ نرم نرم حلوا کھانے کو ملتا ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۲ ص ۲۳)

یعنی لوگوں کے رحم و کرم کا دریائے حلوا جو دیوبندی امام کے پیٹ میں موجیں مار رہا ہے اس کے بند ہو جانے کے خطرہ سے دانتوں کو ہی جواب دے دیا ایک دن حلوا نے کسی دیوبندی مولوی کے عاشقانہ حملہ کی تاب نہ لاتے ہوئے خوب کہہ دیا تھا۔ کہ

خود تیغ زدی بر من نام دگراں کردی

دینی تجزیہ

شریعت اور ہے اور دیوبندی مذہب اور

دیوبندی مذہب مذہب اسلام نہیں، بلکہ چار مولویوں رشید احمد، خلیل احمد، اشرف علی اور حسین علی کا ایجاد کردہ ایک نیا مذہب ہے۔ چنانچہ دیوبندیہ کی مشہور کتاب تذکرۃ الرشید والمہند جس پر تمام امت دیوبندیہ کے علماء کے دستخط مہری ہیں، تمام نے باتفاق لکھ دیا ہے کہ ہمارا مذہب گنگوہی و خلیل احمد کا ایجاد کردہ ایک نیا دین ہے عبارت ملاحظہ ہو:

۱۔ سن لو حق وہی ہے۔ جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میری اتباع پر۔ (تذکرۃ الرشید ج ۲۔ ص ۱۷)

۲۔ (جن کو) مولانا خلیل احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے...... واقعی اس قابل ہیں کہ ان پر اعتماد کیا جاوے اور ان سب کو مذہب قرار دیا جاوے۔ (المہند ص ۵۰ سطر ۳)

یہاں یہ نہیں کہا گیا کہ شریعت اسلامیہ کو مذہب قرار دیا جاوے، بلکہ صاف اقرار ہے کہ مولوی خلیل صاحب امام دیوبندیہ کی تحریر کو مذہب قرار دیا جاوے۔ اور ہدایت و نجات گنگوہی صاحب کی اتباع پر موقوف قرار دے دی گئی ہے اور اسے وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی کا مصداق بنایا گیا ہے۔ یعنی دیوبندی شریعت ہی علیحدہ ہوئی۔ اس سے صاف معلوم ہوا۔ کہ یہ کوئی نیا "مذہب" ہے۔ جو کہ انگریزی سرکار اور ہند و وشیعہ کے باہمی اختلاط سے ظہور پذیر ہو رہا ہے۔ اب جو مذہب مولوی خلیل صاحب وغیرہ جماعت دیوبند کا ہے۔ اس کے چند نمونے ملاحظہ کر لیجیے؛

توہینِ باری تعالیٰ جلّ شانہٗ

خدا تعالیٰ کا جھوٹا ہونا ممکن ہے امکانِ کذب (جھوٹ) بایں معنی کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ اس کے خلاف پر وہ قادر ہے۔ مگر یہ اختیار خود اس کو نہ کرے گا۔ یہ عقیدہ بندہ کا ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۱۰ سطر ۱۹)

یعنی دیوبندی قانون سے خدا چوری زنا سب کچھ کر سکتا ہے اور پھر یہ عقیدہ بندہ کا ہے۔ اس سے جو "ایجاد بندہ"

کی بوآ رہی ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ اب یہ خدا وہ خدا تو ہو نہیں سکتا، جو کہ عیوب سے بالکل پاک ہے۔ بالامکان بھی اور بالفعل بھی، تو یہ خدا کون ہے، یہ دیوبندیوں کا نیا ہی خدا ہے۔ ان حضرت کا نام ہے مولوی رشید احمد صاحب، یہ دیوبندی مخلوق کے خصوصی رب کہلاتے ہیں۔

دیوبندیوں کا خدا

خدا ان کا مربی ہے وہ مربی تھے خلائق کے۔

(مرثیہ محمود الحسن ص ۱۲ درشان مولوی رشید احمد گنگوہی)

دیوبندیوں کا نبی و رسول اور کلمہ اور درود

لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ

اللھم صل علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی۔ (رسالہ الامداد مولوی اشرف علی بابت ماہ صفر ۱۳۳۶ھ ص ۳۵) تھانوی کا ایک مرید تھانوی کو لکھتا ہے میں آپ (تھانوی صاحب) کو نبیوں اور صحابہ کے برابر سمجھتا ہوں۔

(اشرف المعمولات ص ۵ و مزید المجید تھانوی ص ۱۸ سطر ۱۱)

دیوبندیوں کا کعبہ گنگوہ

ع پھرے تھے کعبہ میں ڈھونڈتے گنگوہ کا رستہ

(مرثیہ صدر دیوبند ص ۱۳)

دیوبندیوں کا شافع محشر

یہاں سے ساتھ لے چلنا ہمارا بات ہی کیا تھی
تیرے صدقے وہاں بھی ہو ہی جاتا فضل یزدانی (مرثیہ ص ۱۷)

بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا
آپ کا داماں پکڑ کر یوں کہوں گا بر ملا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا (شمائم امدادیہ ص ۱۲۶)

دیوبندیت کا مدینہ تھانہ بھون

جیسا مدینہ شریف میں رہ کر میل کچیل والا نہیں رہ سکتا۔ اللہ کا شکر ہے کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے ایسا ہی یہاں (تھانہ بھون) پر بھی نہیں رہ سکتا۔ (افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۲۷۰)

اہانت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ (معاذ اللہ) آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید، عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات اور

بہائم کے لیے بھی حاصل ہے، پھر چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔

(حفظ الایمان مصنفہ اشرف علی تھانوی مطبوعہ دیوبند ص ۸)

۲۔ شیطان کو یہ وسعت (علمی) نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعتِ علمی کی کون سی نص قطعی ہے۔ الخ

۳۔ ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔ (براہین قاطعہ مصنفہ خلیل احمد مصدقہ رشید احمد گنگوہی ص ۵۱)

تو معاذ اللہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم پاگلوں حیوانوں کے مشابہ اور شیطان اور ملک الموت سے کم قرار دے دیا گیا۔ (استغفر اللہ)

اہانت حضرت عیسیٰ علیہ السلام

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم (مرثیہ شیخ الہند ص ۲۳)

یہاں علمائے دیوبند نے حضرت مسیح علیہ السلام کو رشید احمد گنگوہی سے مقابلہ کا چیلنج دیا ہے۔ کیا دیوبندی مرزا سے کچھ پیچھے رہے ہیں، نہیں بلکہ یہ تو اس کے بھی استاد نکلے۔

اہانت حضرت یوسف علیہ السلام

عبید سود اُن کا لقب ہے یوسفِ ثانی (مرثیہ)

اہانت اصحاب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام

اگر صحابہ میں سے کسی کو خواب میں دیکھے، مثلاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو، ان حضرات کی صورت میں شیطان آ سکتا ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۶ ص ۳۷)

اہانت اہلبیت نبوت رضوان اللہ علیہم اجمعین

ہم نے خواب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا، انہوں نے ہم کو سینے سے چمٹا لیا۔ الخ

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۲ ص ۳۷)

مسلمانو! خدا کے واسطے یزیدیت کا یہ ناپاک حملہ لخت جگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ملاحظہ کر کے اندازہ کیجیے کہ انگریزی جھوٹے نبی غلام احمد نے تو خاتون جنت کی ران مبارک کی توہین کر کے جہنم خریدا تھا مگر ان انگریزی مولویوں نے تو خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سینہ مبارک کی ہتک کرنے کی جرأت کر دی ہے کیا معاذ اللہ حضرت مائی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا غیر مردوں کے سینے سے لگتی تھیں۔ الامان والحفیظ۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین (یہ ہیں حکیم الامۃ علمائے دیوبند)

دیوبندیوں کا حج گنگوہ میں

ع پھرے تھے کعبہ میں بھی ڈھونڈتے گنگوہ کا رستہ (مرثیہ ص ۱۲)

ہ اس کی آواز تھی یا بانگ خلیل الٰہی

کہہ کے لبیک چلے اہل عرب اہل عجم (مرثیہ ص ۲۴)

یعنی جب گنگوہی صاحب اپنے گنگوہ کے حج کا اعلان کرتے ہیں تو تمام دیوبندی لبیک لبیک پکارتے ہیں۔ اب تو صاف معلوم ہو گیا۔ کہ دیوبندی مکہ معظمہ والے کعبے کے قائل نہیں بلکہ ان کا حج و کعبہ صرف گنگوہ ہی ہے۔

دیوبندی تہذیب (عورت کے فرج سے) روٹی لگا کر کھائی ہمیں تو نہ نمکیں معلوم ہوئی نہ میٹھی نہ کڑوی۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۵۴)

لیجیے یہ بھی حضرات حفاظ دیوبند اور ان کے معتقدین کے لیے ایک عجیب سالن ہے۔ واضح رہے کہ ایسے سالن کے لیے روٹی بھی خاص قسم کی ہوتی ہو گی۔ تو حضرات علمائے دیوبند کے مقدس عقل کے فتوے سے گوبر گندگی کھانا بھی جائز ہے۔ یعنی غذا گوبر اور سالن فرج کی غلاظت۔ دیکھو (افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۳۷۳) ویسے سنا بھی گیا ہے۔ کہ دیو یعنی شیطان جنات بھی گوبر کھاتے ہیں۔ اور دیو کے بندے بھی اس کے مزے اڑاتے ہیں۔

دیوبندی مذہب کے ارکان خمسہ اسلام کے پانچ رکن ہیں۔ کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اس کے برعکس

دیوبندی مذہب کے ارکان خمسہ یہ ہیں:

۱۔ ہر وہ مسلمان جو دیوبندیوں کو نہ مانے اس کو مطلقاً بدعتی کافر مشرک جاننا اور تقلیل مسلمین میں کوشاں رہنا۔

۲۔ خداوند تعالیٰ کے امکان جھوٹ کے ثبوت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک اور بے مثلیت کے خلاف دلائل تلاش کرنا اور خصوصاً شانِ رسالت کی تنقیص میں ہر وقت مصروف رہنا۔

۳۔ فراہمیٔ چندہ کے لیے تقیہ کرنا یعنی اپنے منہ کے بدعتیوں کی خوشامدیں کرنا۔

۴۔ اپنا پلیٹ فارم الگ بنانے کے لیے لوگوں کو بدعتی کہنا مگر یہاں طمع و لالچ ہو وہاں اسی کام کو خود کر گزرنا۔

۵۔ شیعہ و روافض کے موافق فتوے دے کر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو زخمی کرنا۔

دیوبندی علماء کے جھوٹ

ایک مولوی صاحب کہنے لگے کہ آپ اخبار میں نہیں دیکھتے ۔۔۔ ۔۔۔ میں نے کہا کہ آپ اخبارات سے واقعات کا اقتباس کر کے میرے پاس بھیج دیا کریں ۔۔۔ ۔۔۔ کہنے لگے کہ لکھ کر بھیجنا احتیاط کے خلاف ہے ۔۔۔ ۔۔۔ میں نے کہا ۔۔۔ ۔۔۔ میں کہہ دوں گا کہ میں نے تھوڑا ہی کہا تھا کہ میرے پاس بھیجا کرو میری دشمنی میں بھیج دیا۔

(افاضات الیومیہ ج ۲ ص ۴۶)

اب دیکھ لیجیے اس سے خود ہی تو کہا کہ تم اخبارات کا انتخاب بھیج دیا کرو۔ مگر اس کے پکڑے جانے کا معاملہ ہوا۔ تو تھانوی صاحب کیسا حکیمانہ ہیر پھیر فرماتے ہیں۔

دیوبندی مفتیوں کے فتووں کا نمونہ

ماں کے ساتھ زنا عقلاً جائز

ایک شخص ۔۔۔ ۔۔۔ اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کیا کرتا تھا ۔۔۔ ۔۔۔ تو ان چیزوں کو عقل کے فتوے سے جائز کہا جائے گا۔ (افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۶۴۲)

یہ ہے علماء دیوبند کی عقل مبارک کا کرشمہ، سکھوں میں ایک فرقہ ہے، ماں تُن (مانم) یعنی ماں سے زنا کرنے والے، خیال تھا کہ کسی اور عقل میں یہ فعل جائز نہ ہوگا۔ مگر اب یقین ہو گیا کہ دیوبندی عقل و حکمت بھی ۔۔۔ ۔۔۔ ان سے پیچھے نہیں رہی۔ کیا سکھوں کی طرح ان کی عقل کے بھی بارہ بج گئے۔

خنزیر بن کر گوبر کھا لیا

ایک موحد سے لوگوں نے کہا اگر حلوا و غلیظ ایک ہیں تو دونوں کو کھاؤ انہوں نے بشکل خنزیر ہو کر گوہ کھا لیا پھر بصورت آدمی ہو کر حلوا کھایا الخ

(امداد المشتاق مصنفہ تھانوی ص ۱۰۱ سطر ۱۷ مطبوعہ تھانہ بھون)

دیوبندیوں کے نزدیک موحد صرف دیوبندی یا غیر مقلد وہابی ہیں باقی سب مشرک یا بدعتی ہیں موحد نہیں تو یہ شوق

کرنے والے حضرات بھی دیوبندی ہوں گے یا وہابی۔ واللہ اعلم مگر خوب ترقی ہے مفصل حوالہ باب ششم دیوبندی فقہ کے مسائل میں ملاحظہ فرمائیے۔

مُشت زنی بی بی کی س...اق سے رگڑ کر نکال دے یا اس کے ہاتھ سے خارج کرادے۔
(امداد الفتاوی تھانوی ج ۲ ص ۶۳)

دیوالی دیوالی یا ہولی کی پوڑیاں وغیرہ (ہر چیز) کھانا جائز ہے۔
(ملخصاً فتاوی رشیدیہ ج ۲ ص ۱۲۳)

دیوبندیوں کی عبادات

آبِ وضو اگر کثرت سے مقدار میں پانی جمع ہو اور اس میں تھوڑی سی مقدار پیشاب ڈال دیا جائے تو وہ پاک رہے گا۔ (افاضات الیومیہ تھانوی ج ۱ ص ۷۴)

لباسِ نماز پانی بہا کر سور کی چربی والا کپڑا پہننا جائز ہے
(خلاصہ افاضات الیومیہ ج ۳ ص ۱۲۱)

اکلِ حلال دیسی کوا کھانا جائز ہے۔
(ملخصاً فتاوی رشیدیہ ج ۲ ص ۱۳۰)

ہندو آریوں میں ایک فرقہ ہے وہ کوے کے مشتاق ہیں دیکھو (رامائن تلسی داس اردو ص ۶۰) تو دیوبندی بھی چونکہ ہندوؤں سے پیدا ہوئے ہیں۔ اس لیے یہ بھی کوا کھانے کے مشتاق ہیں (کیونکہ عادت نہ جانذی عادتیاں)

اب ایسی پاک غذا گوہ اور گوہ خور کوا اور ایسے لباس کے بعد جس میں سور کی چربی کا جزو موجود ہو اور ایسے پانی سے وضو کے بعد جس میں پیشاب کی لپٹیں آ رہی ہوں، دیوبندیوں کی نماز ملاحظہ ہو۔ تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

"میں صبح کی سنتیں پڑھ رہا تھا کہ بڑے گھر سے ایک آدمی دوڑا ہوا یہ خبر لایا کہ گھر میں سے کوٹھے کے اوپر سے گر گئی ہیں، میں نے خبر سنتے ہی فوراً نماز توڑ دی۔" (اشرف المعمولات تھانوی ص ۱۴)

تو گویا تھانوی صاحب پہلے ہی سے اس کے منتظر تھے کیونکہ آخر ایسوں کی نماز بھی ایسی ہونی چاہیے۔

آپ نے ابتدا میں ان ہندوؤں اور روافض ایجنٹ دیوبندی مولویوں کی ملک و ملت سے سیاسی غداریاں ملاحظہ فرمائی ہیں۔ اب آخر میں بھی ایک دو خدمات ملاحظہ فرمائیے تاکہ اول و آخر میں مطابقت ہو جائے۔

جب کہ مسلمانانِ کشمیر پر مظالم ڈھائے جا رہے تھے۔ مسلمانوں کی معصوم بیٹیوں کی عصمت دری برسرِ بازار ظالم

دو گرے کر رہے تھے اور مسلمان جتھے بنا کر کشمیر روانہ ہو رہے تھے تاکہ وہاں کے مسلمانوں کی امداد کریں۔ تو انگریزی دیوبندی مولویوں کے پیشوا تھانوی صاحب فرمار ہے تھے۔

۱۔ "کشمیر پر جو جتھے جارہے ہیں ان کے متعلق ایک صاحب مجھ سے دریافت فرمانے لگے۔ کہ ان جتھوں کے جانے یا نا جائز ہونا تو الگ بات ہے مگر نافع بہت ہے، میں نے کہا، جی ہاں خمر (شراب) بھی نافع ہے۔" الخ۔
(افاضات الیومیہ تھانوی ج ص ۱۱)

۲ "جیل میں جانا یا پٹنا، بھوک ہڑتال وغیرہ کرنا خودکشی کے مترادف ہے" (افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۷۵)

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان کو دار الحرب قرار دیا تھا اس لیے کہ انگریز اس پر قابض تھا اس کے برخلاف حکیم امت دیوبند و قطب دیوبندیہ فتوے دے رہے تھے، کہ ہندوستان کو اکثر دار الاسلام کہتے ہیں۔
(فتاوٰی رشیدیہ ج ۱ ص ۷)

اور پیر تھانوی صاحب نے تو جہاد کو حرام کہہ کر ہندوستان کے دار الامان ہونے کی پکی ڈگری دے دی۔ فرماتے ہیں:

"حکومت انگریزی میں رعایا پر کسی قسم کی دارو گیر و بے اطمینانی سرکار کی جانب سے نہیں ہوئی۔ بلکہ بدستور ہر شخص اپنے جان و مال پر مطمئن رہا (الی قولہ) بعض کے لیے امان اول باقی ہے۔ بعض کے لیے امان ثانی یہ بھی مثل دونوں اجزاؤں یا دونوں انصالوں کے ہوگا۔ اور ترجیح دار الاسلام کو دی جائے گی۔
(تحذیر الاخوان تھانوی ص ۹)

علمائے اہل سنت کو بدنام کہنے والے اپنے تھانوی صاحب کے فتاوی بھی ملاحظہ کریں۔ اور معلوم ہونا چاہیے کہ ابھی تک دنیا میں انسان موجود ہیں۔ دیوبندی مانسوں کا سکہ نہیں چلتا۔ یہ سیاسی جمود کہیے یا جو دل چاہے فتوے لگا لیجیے۔

آئینہ دیکھ اپنا سا منہ لے کے رہ گئے
صاحب کو اپنے حُسن پہ کتنا غرور تھا

غرضیکہ دین اسلام کے ان بدترین دشمن دیوبندی مولویوں نے ہمیشہ سے اسلام اور اہل اسلام سے غداری کر کے اپنے چندوں کی خاطر مسلمانوں کو بے وقوف بنانے کی کوشش کی۔ اور "حکیم الامت" اور "شیخ الہند" کے خوشنما لفظوں میں اپنے نئے ایجاد کردہ دین کو مسلمانوں پہ جاری کرنے کی پوری مساعی کی ہیں۔ یعنی مرزائیت اور دیوبندیت کے سردو شعبوں نے ملت اسلامیہ کو جو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ وہ کسی سے بھی مخفی نہیں۔ صوبہ پنجاب کا منقسم ہو کر ہندوؤں کے ہاتھ چلا جانا انہیں دیوبندیوں کی پاکستان دشمنی کا ایک بین شاخسانہ ہے اور پھر ان

کی سیاسی چالاکیاں بھی کسی سے مخفی نہیں کہ جدھر دیکھا ادھر دیوبندی۔ چنانچہ جب ہندوؤں نے نوٹوں سے خدمت کی تو انگریزوں کے خلاف دھواں دھار تقریریں اور ہندو مسلم اتحاد کا پرچم اور جب انگریزوں سے پیسہ وصول ہونے تو پاکستان مردہ باد کے نعرے شروع ہو گئے۔ شاید یہی وجہ تھی کہ دیوبندیوں نے پہلے ان داتا انگریز کو جاتے دیکھ کر پاکستان کا مطالبہ کرنے والوں پر کفربازی کی مشین چلادی۔ پھر یارسول اللہ پڑھنے والے بھی کافر (فتویٰ مولوی خیر محمد۔ مرسوں والا کافر (فتویٰ رشید)۔ غرضیکہ سوائے دیوبندیوں کے سب دنیا بدعتی اور مشرک قرار دے دی گئی۔ گویا اہل اسلام کی تکفیر میں علماء دیوبند ضرب المثل قرار پائے۔ دہان کی اسی سیاسی سودا بازی سے مسجد شہید گنج کے تاریخی واقعہ کا بھی تک ان کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔ کہ سینکڑوں مسلمان جب کہ دین دروازہ سے نکل کر خانہ خدا کی بچانے قربان کر رہے تھے تو دیوبندی دین کے امیر شریعت سودا فرما کر بنے کو حرام فرما چکے تھے۔ اور خانۂ خدا سکھوں کے ہاتھ فروخت ہو چکا تھا۔ مسجد فتحپوری دہلی کا پچھلا حصہ ہندوؤں کے ہاتھ فروخت کرنا مولوی کفایت اللہ دیوبندی کا نمایاں کارنامہ ہے۔ اور علمائے اہل سنت و جماعت سے بھی دیوبندی اسی وجہ مخالف رہے کہ سنی علماء ان کی ایسی ناپاک سیاستوں سے کنارہ کش رہ کر رہتے تھے۔

میں نے مسجد نہیں بیچی کبھی تیری مانند
اے او چندے کے بھوکے لیٹے او دین فروش

(ملاحظہ ہو چمنستان ظفر علی خان ص ۱۰۴ و ۱۶۸ وغیرہ)

(اجمالی خاکہ ختم ہوا ہے اسی کی تفصیل شروع ہوتی ہے)

دیوبندی مذہب کے امام

باب دوم

دیوبندی مذہب کے چھ امام

تاریخی حالات

اوّل:۔ مولوی محمد اسماعیل صاحب، غیر مقلد دہلوی بانی و امام اوّل، دیوبندی مذہب،
دوم:۔ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی، بانی مدرسہ دیوبند، و امام دوم دیوبندی مذہب،
سوم:۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سرپرست دیوبند، و امام سوم دیوبندی مذہب،
چہارم:۔ مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی صدر مدرس سہارنپور، و امام چہارم دیوبندی مذہب،
پنجم:۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی، مجدد و حکیم فرقہ دیوبندیہ و امام پنجم دیوبندی مذہب،
ششم:۔ مولوی حسین علی صاحب پنجابی ساکن واں بھچراں، امام ششم دیوبندی مذہب،

اس میں شک نہیں کہ دیوبندی مذہب کا اصل بانی اور ان خیالات کا موجد مولوی اسماعیل دہلوی ہی ہے۔ اور اس کی تصنیف شدہ کتابیں تقویۃ الایمان۔ ایضاح الحق۔ یکروزی۔ صراط مستقیم۔ امداد الفتاح۔ منیر العینین۔ منصب امامت وغیرہ ہی اس فرقہ کی بنیادی اینٹ ہیں۔ مگر چونکہ مولوی محمد قاسم۔ مولوی خلیل احمد، مولوی رشید احمد، مولوی اشرف علی و مولوی حسین علی صاحب نے اس مذہب کی اشاعت و ترویج میں نہایت کوشش کر کے اس مذہب کے افراد پیدا کیے ہیں۔ اور پیری مریدی کے پردے میں بھی حنفی خیال کے لوگوں کو دیوبندی مذہب کا شکار کیا ہے۔ اس لیے ان کو بھی اس مذہب کا امام کہنا بے جا نہیں۔ اگر مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی اور مرتضے احسن صاحب دیوبندی در بھنگی مدرس دیوبند کو بھی اس مذہب کا امام کہا جاوے تو زیادہ موزوں ہے۔ کیونکہ فرقہ دیوبندیہ کے لوگوں کو ان دیوبندیوں سے اعتقادی درجہ امامیت سے بھی کہیں بالاتر نظر آتا ہے۔

بانی دیوبندی مذہب مولوی اسماعیل صاحب (دہلوی)

دیوبندی مذہب کا بانی مولوی اسماعیل صاحب دہلوی دہلی کے ایک معزز خاندان کا فرد اور حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی کا برادرزادہ تھا۔ خاندان شاہ عبد العزیز کا علم و فضل ہندوستان میں مشہور ہے

خاندان شاہ صاحب کے عقاید نہایت ہی عمدہ تھے۔ اور یہ لوگ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام کے سچے معتقد تھے۔ خصوصاً سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو شاہ عبدالعزیز کی کتب میں نہایت ہی نفیس عقاید تحریر ہیں۔ اس خاندان کے لوگ حنفی صحیح العقیدہ اور مسلک اہل سنت پر گامزن تھے۔ مگر مولوی محمد اسماعیل کی طبیعت کو یہ طریق پسند نہ آیا۔ جب مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آخیر عمر میں اپنی تمام جائداد منقولہ و غیر منقولہ جو کافی مقدار میں تھی۔ اپنی اہلیہ اور نواسوں کو ہبہ کی تو مولوی اسماعیل صاحب اس پر زبردستی قابض ہو گئے۔ اور مولوی عبدالحی صاحب داماد شاہ عبدالعزیز صاحب کو اپنا ساتھی بنا کر یہ منصوبہ کیا کہ اس زمانہ کے تمام لوگ گو ظاہراً نماز روزہ کرتے ہیں، مگر حقیقۃً سب کے سب مشرک، کافر اور بدعتی ہو چکے ہیں۔ اس لیے لوگوں کا اسلام درست کرنا چاہیے اور چونکہ اس علاقہ ہندوستان کے لوگ پیروں کے زیادہ معتقد ہیں۔ اس لیے کسی پیر کو ساتھ ملانا چاہیے۔ اتفاق سے ان دنوں سید احمد کی پیری نئی نئی چمک رہی تھی اور یہ صاحب چند ایک لوگوں میں مشہور ہو چکے تھے۔ اسماعیل ان کے پاس پہنچے اور سید صاحب کے مرید ہو کر لوگوں میں سید صاحب کی تعریف کرنے لگے۔ چنانچہ سید صاحب کی شان میں جو کہنا تھا وہ بھی کہہ گئے۔ مثلاً یہ کہ سید صاحب کو براہ راست خدا سے فیض حاصل ہوتا ہے۔ ان کو واسطہ نبوت کی ضرورت نہیں اور جو سید صاحب کا مرید ہو جائے خواہ وہ زنا کرے، چوری کرے، کچھ گناہ کرے اور پھر خواہ وہ مرید کتنے ہی ہوں۔ خواہ لکھو کھا ہی ہوں، ان کے لیے مرید ہو جانا ہی کافی ہے۔ وغیرہ۔ یہ اعتقادات اس کی کتب میں موجود ہیں۔ نمونہ ملاحظہ ہو۔

۱۔ روزے حضرت جل وعلی دست راست ایشاں را بدست قدرت خاص خود گرفتہ و چیزے را از امور قدسیہ کہ بر فیع و بدیع بود پیش روئے حضرت ایشاں کردہ فرمود کہ ترا چنیں دادہ ام۔ و چیزہائے دیگر خواہم داد۔

(صراط مستقیم فارسی مصنفہ مولوی محمد اسماعیل صاحب، ص ۱۶۴۔ مطبوعہ مجتبائی)

۲۔ ازاں طرف حکم شد کہ ہر کہ بر دست تو بیعت خواہد کرد گو لکھو کہا باشند ہر یک را کفایت خواہم کرد۔

(صراط مستقیم ص ۱۶۵)

۳۔ فرمودند کہ امر ذی حق جل وعلا بمحض عنایت خود بلا توسط احدی اختتام نسبت چشتیہ بما ارزانی داشت۔

(صراط مستقیم ص ۶۶)

۴۔ باید دانست کہ حضرت ایشاں از بدو فطرت بر کمالات طریق نبوت اجمالاً مجبول بودند۔ وغیرہ

(صراط مستقیم ص ۱۶۳)

ان ایام میں مولوی محمد اسماعیل کی اعتقادی افراط و تفریط کا عالم یہ تھا کہ ایک طرف تو وہ اپنے پیر کے متعلق اس قدر بڑھ گیا۔ کہ ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشابہ قرار دیا۔ چنانچہ رقم طراز ہیں:

ازبسکہ نفس عالی حضرت ایشاں بر کمال مشابہت جناب رسالت مآب علیہ افضل الصلوٰت والتحیات

در ۔۔۔ د فطرت مخلوق شدہ الخ (صراط مستقیم ص ۳)

اور دوسری طرف تمام دنیا کے مسلمانوں پر کفر و شرک کی مشین چلا رہا تھا۔ ۱۸۲۲ء میں جب سید احمد صاحب اور اسماعیل ۔ احب باہم ملے تھے اور پیری مریدی کا معاملہ ہوا۔ تو سید احمد صاحب مختلف علاقوں کی سیر و سیاحت میں گھوم رہے تھے۔ کہ ۱۸۲۳ء میں سکھوں نے مسلمانوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ سید احمد صاحب و اسماعیل انگریزوں کے اشارے پر ادھر متوجہ ہوئے، مولوی اسماعیل صاحب وعظ کہنے میں اچھی خاصی مشق رکھتے تھے اس لیے مولوی اسماعیل صاحب نے انگریزوں کی حمایت میں وعظ شروع کر دیے۔ ایک مرتبہ وہ کلکتہ میں سکھوں کے خلاف وعظ کر رہے تھے کہ اثنائے وعظ میں کسی شخص نے ان سے دریافت کیا۔ کہ تم انگریزوں پر جہاد کا وعظ کیوں نہیں کہتے؟ وہ بھی تو کافر ہیں اس کے جواب میں مولوی محمد اسماعیل صاحب نے کہا کہ:

"انگریزوں کے عہد میں مسلمانوں کو کوئی اذیت نہیں پہنچی۔ اور چونکہ ہم انگریزوں کی رعایا ہیں۔ ہمارے مذہب کی رُو سے ہم پر یہ فرض ہے کہ انگریزوں پر جہاد کرنے میں ہم کبھی شریک نہ ہوں۔"

(تواریخ عجیبہ ص ۲، و تاریخ مذاہب الاسلام مطبوعہ لاہور ص ۶۶۰)

دیوبندیوں کے امام مولوی اسماعیل صاحب کا حنفی مذہب چھوڑ کر غیر مقلد ہونا اور وہابی مذہب قبول کرنا!!

مولوی اسماعیل صاحب نے نیا نیا علم پڑھا تھا۔ اور دہلی وغیرہ شہروں میں وعظ کہا کرتا تھا۔ کہ انہیں دنوں ملک نجد سے وہابی خارجی مذہب کی کتاب "کتاب التوحید" مصنفہ ابن عبدالوہاب نجدی عربی زبان میں طبع ہو کر بمبئی پہنچی۔ اس کتاب کے پہنچنے سے پہلے اس ملک ہندوستان میں کوئی وہابی تھا اور نہ کوئی دیوبندی۔ بلکہ سب لوگ صحیح العقیدہ اور سیدھے سادے مسلمان تھے۔ بمبئی میں وہابیوں کے ایجنٹ نے جب دوسرے علمائے کرام کو اس کتاب کے نسخے ارسال کیے تو ایک نسخہ اسماعیل کو بھی بھیجا۔ دوسرے تمام علمائے کرام نے اس کتاب کا رد کیا اور اس کے ناپاک مضامین سے عوام کو تنبیہ کیا۔ مگر مولوی اسماعیل صاحب کی طبیعت اس کتاب کی طرف مائل ہو گئی۔ اس مذہب کی اس کتاب میں مندرجہ عقاید کو اہمیت دی گئی تھی۔

۱۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کے رسول تھے اور ان کی زندگی میں ان کی عزت و حرمت بے شک تھی مگر اب چونکہ آپ وفات پا گئے ہیں۔ اس لیے اب اُن کی عزت اور تعریف و صفت و ثنا کی ضرورت

نہیں۔ اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے ذرہ برابر بھی علم غیب نہیں دیا۔

۲۔ کوئی نبی یا کوئی ولی کوئی بھی اختیار یا مرتبہ نہیں رکھتا۔ اور جب محمد رسول اللہ ہی بے اختیار ہیں۔ تو عبدالقادر جیلانی کی کیا طاقت ہے۔

۳۔ جو شخص کسی نبی یا ولی کو مشکل کے وقت پکارے اور یا محمد اور یا رسول اللہ پڑھے وہ یقیناً مشرک کافر ہے۔ اس کا قتل واجب ہے۔

۴۔ اس وقت تمام دنیا کے مسلمان در اصل مشرک ہو چکے ہیں۔ اور کوئی بھی موحد نہیں۔ اس لیے ان پر جہاد فرض ہے۔

۵۔ روضہ رسول اللہ کی زیارت کے واسطے سفر کرنا قطعاً شرک ہے۔ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی وغیرہ کہلانا بدعت ہے۔ کسی امام کی تقلید کرنا سخت گناہ اور شرک ہے۔ اور جو لوگ وہابی عقاید نہ مانیں اُن کا کلمہ اور ایمان معتبر نہیں۔ ان کا قتل حلال ہے۔ مولوی اسماعیل نے آہستہ آہستہ ان عقاید پر پختہ ہو کر عوام میں اس کی تبلیغ شروع کر دی۔ مولوی عبدالحی نے بھی مولوی اسماعیل کی کافی امداد کی۔ اور یہ دونوں مولوی صاحبان وہابی مذہب کی تبلیغ میں شب و روز سرگرداں پھرنے لگے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اسماعیل کو تنبیہ

مولوی اسماعیل نے بامداد مولوی عبدالحی نجدی مذہب کی کتاب "کتاب التوحید" سے نجدیانہ مسائل و خارجیانہ عقاید کا انتخاب کر کے ایک کتاب اُردو زبان میں تصنیف کر لی اور اُس کا نام "تقویۃ الایمان" تجویز کیا۔ یہی وہ پہلی کتاب ہے۔ جس نے سرزمین ہندوستان میں مذہبی آگ لگا کر سب فتنے اٹھائے۔ اس کتاب سے قبل اس ملک میں ان عقاید کی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی تھی۔ مولوی اسماعیل نے یہ کتاب لکھ کر دہلی کے مقامی علماء سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی اور سب کو مشرک اور بدعتی کہنا شروع کر دیا۔ اس وقت دہلی میں حنفی مذہب کے بڑے بڑے جید علماء موجود تھے۔ ان سب علماء نے مولوی اسماعیل صاحب کے اس خطرناک فتنہ اور اس کے عقاید کی خرابی اور اس کے کتاب التوحید پر فریفتہ ہونے کی شکایت سلطان المحدثین حضرت عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچائی۔ تو حضرت شاہ صاحب مولوی اسماعیل صاحب سے از حد ناراض ہوئے۔ اور اس کو ان سخت الفاظ سے ڈانٹا:

"میری طرف سے کہو اس لڑکے (اسماعیل) نامراد کو کہ جو کتاب (نام نہاد) کتاب التوحید نجدی سے آئی ہے

میں نے بھی اس کو دیکھا ہے۔ اس کے عقاید صحیح نہیں بلکہ (وہ کتاب) بے ادبی بے نصیبی سے بھری پڑی ہے۔ میں آج کل بیمار ہوں۔ اگر صحت ہو گئی تو میں اس کی تردید لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ تم (اے اسماعیل) ابھی نوجوان بچے ہو۔ ناحق شور و شر برپا نہ کرو"

(فریاد المسلمین ص ۹۰ و انوار آفتاب صداقت ص ۵۱۶)

دیوبندیوں کے امام مولوی اسماعیل صاحب کا حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی نافرمانی کرنا

مولوی اسماعیل صاحب کے وہابی عقاید اختیار کرنے اور ان کی تبلیغ و شور و شر پر جب حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے اس کو تنبیہ کی تو مولوی اسماعیل صاحب نے بجائے اس کے کہ وہ اپنے بزرگوں کی بات مان کر برے عقاید سے توبہ کر لیتا اس نے مزید ضد کی۔ شاہ صاحب اور ان کے تلامذہ سے مقابلہ کے لیے تیار ہو گیا۔ اور سب سے پہلے حضرت شاہ صاحب کے تلامذہ سے ہی مولوی اسماعیل صاحب نے مقابلہ اور مناظرہ کا ارادہ کیا تو پہلے تو دہلی کے علماء نے خاموشی اختیار کی اور لوگوں کو متنبہ کر دیا کہ یہ لڑکا بے وقوف ہے اس کا کہا کوئی بھی نہ مانے۔ مگر جب مولوی اسماعیل صاحب نے سنی علماء کو مناظرے کے صاف پیغام شروع کر دیے تو مجبوراً علمائے احناف کو اس کی سرکوبی کے لیے کھڑا ہونا پڑا

(انوار آفتاب صداقت ص ۵۱۶)

مولوی اسماعیل صاحب سے دہلی میں مناظرہ کا انعقاد اور سرزمین ہند میں سنی و وہابی کے موضوع پر سب سے پہلا مناظرہ

شاگردان حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب اور حضرت شاہ رفیع الدین صاحب اور حضرت شاہ عبدالقادر صاحب کے افہام و تفہیم پر بھی جب مولوی اسماعیل صاحب اور عبدالحی اپنی حرکات سے باز نہ آئے تو بالآخر سنہ ۱۲۴۰ھ میں باتفاق جمیع علمائے احناف دہلی مولوی اسماعیل صاحب سے مناظرہ کی صورت پیدا ہو گئی۔ اور مولوی رشید الدین خان صاحب نے باتفاق مولوی مخصوص اللہ، مولوی موسیٰ خلف الرشید شاہ رفیع الدین صاحب مرحوم و دیگر علمائے کرام کے ایک مجمع عام منعقد کیا۔ جس میں شہر دہلی کے تمام اعیان موجود تھے۔ اور یہ تاریخی اجتماع شاہی جامع مسجد دہلی میں منعقد ہوا۔

(انوار آفتاب صداقت ص ۵۱۴)

مولوی اسماعیل و مولوی عبدالحی اور مولوی عبدالغنی مہمی اور ان کے چند رفقاء کو مجمع عام میں بلوایا گیا۔ اور احناف کی طرف سے شاگردان شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ و دوسرے جید علمائے کرام احناف نے اسماعیل کے سامنے کتاب و سنت و اقوال امت سے مبحث عنہ مندرجہ ذیل مسائل دلائل قاہرہ و براہین ساطعہ سے ثابت کئے

(۱) حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا وجود مسعود صرف بشری ہی نہیں، جیساکہ مولوی اسماعیل وغیرہ نے شور مچار کھا ہے۔ بلکہ وہ گو ہر نورانی نور اصلی خدا تعالیٰ کے ہیں اور آپ کا نور مخلوق اور خاص فیض ہے نور الٰہی کا

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف منانا اور اس میں قیام کرنا اور صلوٰۃ و سلام پڑھنا مورد ثواب و مراحم الٰہی ہے۔

(۳) مطلق علم غیب عطائی انبیائے عظام کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ اس کا منکر کافر بے دین ہے۔

(۴) آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب کلی عطا فرمایا ہے۔ کہ آپ تمام دنیا و مافیہا کے ذرے ذرے سے باخبر ہیں۔ اور آپ کو حاضر و ناظر ماننا کتاب و سنت و عقائد جمہور اہل اسلام سلف و خلف سے ثابت ہے۔

(۵) اذان میں آپ کے نام پاک کو سن کر ناخن کو بوسہ دیکر آنکھوں پر لگانا امر باعث برکت ہے اور سنت اکابرین اسلام ہے۔ آنکھوں کو ہر بیماری سے محفوظ رکھتا ہے۔

(۶) انبیائے کرام اور اولیائے عظام کا وسیلہ پکڑنا اور ان سے غائبانہ مدد مانگنا بایں طور کہ وہ عون الٰہی کے مظہر ہیں۔ قبل از ممات و بعد از ممات ہر طرح جائز ہے۔

(۷) مزارات اولیاء اللہ پر قرآن خوانی کرنا، ان کے نام کی فاتحہ دلاکر ایصال ثواب کرنا، طعام پر قرآن پڑھنا، بزرگوں کے وفات کے روز عرس کرنا، قبروں پر روشنی کرنا بضرورت آرام دہی زائرین کے یہ امور بے شک جائز ہیں۔

(۸) وظیفہ یارسول اللہ، یا صدیق، یا عمر، یا عثمان، یا علی، یا حسن، یا حسین، یا شیخ عبدالقادر جیلانی، یا خواجہ معین الدین چشتی۔ یہ ورد و وظائف بے شک جائز ہیں۔

اس مباحثہ میں اوّلاً تو مولوی اسماعیل نے کچھ ضد کی۔ مگر ۱۲ ربیع الثانی ۱۲۴۰ھ کے روز علمائے دہلی نے اس پر ایسی گرفتیں کیں۔ کہ مولوی اسماعیل اپنی اسٹیج پر مولوی عبدالحی و مولوی عبدالغنی کو چھوڑ کر خود خفیہ طور پر مجمع سے مفرور ہو گیا۔ مولوی عبدالحی کو جب علماء نے ہر طرح لاجواب کر دیا تو اس نے مجمع عام میں مولوی اسماعیل کے پیدا کردہ عقاید سے توبہ کی اور وہ توبہ نامہ تحریر ہو کر اس پر مولوی عبدالحی اور دیگر معززین شہر دہلی کے دستخط ثبت

ہوئے۔ پھر اس توبہ نامہ کو ملک کے ہر گوشہ میں شائع کر دیا گیا۔

(صمصام قادری ص ۹ مطبوعہ دہلی)

دیوبندیوں کے امام مولوی اسماعیل صاحب کا وہابی جماعت غیر مقلدین (اہلحدیث) کی بنیاد رکھنا

اس تاریخی مناظرہ میں اسماعیل کی شکست سے اس کی کافی بدنامی ہوگئی اور تمام عوام و خواص اہلسنت و جماعت مولوی اسماعیل کے مخالف ہو گئے۔ تو اس نے ایک نیا رنگ بدلا۔ کہ ایک پارٹی بنا کر اس میں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے خلاف تبلیغ شروع کر دی۔ کیونکہ اس کو معلوم تھا کہ تمام سنی لوگ بزرگان دین کے بے حد معتقد ہیں اور جب تک ان لوگوں کو امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ کا مخالف نہ بنایا جائے، اس وقت تک ان کو وہابی بنانا نہایت مشکل ہے۔ اسماعیل نے سب سے اوّل تقلید کا رد کیا اور پھر نماز میں رفع یدین اور آمین بالجہر یہ سب افعال شروع کر کے مکمل غیر مقلد وہابی ہوگیا۔ چنانچہ دیوبندی مذہب کے امام تھانوی اشرف علی کو بھی اپنے پیشوا اسماعیل کے غیر مقلد ہونے کا بایں الفاظ اقرار کرنا پڑا ہے۔

(۱) ایک مرتبہ دہلی میں آمین بالجہر پر کسی مسجد میں کسی مسافر پر سختی کی گئی۔ حضرت مولانا شہید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیکھ کر آمین بالجہر کہنا شروع کر دی کہ مجھ کو کوئی رد کے کوئی سختی کرے۔۔۔۔

(۲) (لوگوں نے) یہی شکایت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کی، شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا شہید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا۔ اس کی ضرورت ہی کیا ہے، عوام میں شورش ہوتی ہے۔ مولانا شہید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ جو مردہ سنت کو زندہ کرے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔ (الافاضات الیومیہ اشرف علی تھانوی حصہ ۶ ص ۳۰۴ سطر ۱۴ مطبوعہ تھانہ بھون)

(۳) اس کے متعلق مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خوب جواب دیا تھا۔ مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کو انہوں نے جہر بالتابعین کے متعلق کہا تھا۔ کہ حضرت آمین بالجہر سنت ہے۔ اور یہ سنت مردہ ہو چکی ہے اس لیے اس کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔ شاہ عبدالقادر صاحب نے فرمایا کہ یہ حدیث اس سنت کے باب میں ہے جس کے مقابل بدعت ہو اور جہاں سنت کے مقابل سنت ہو وہاں یہ نہیں اور آمین بالسر بھی سنت ہے۔ تو اس کا وجود بھی سنت کی حیات ہے۔ مولانا شہید نے کچھ جواب نہیں دیا۔ (افاضات الیومیہ تھانوی ج ۳ ص ۱۶۰ سطر ۱۹ مطبوعہ تھانہ بھون)

مولوی اسماعیل صاحب مذہبی طور پر اپنے اکابرین کا مخالف تھا

خود دیوبندیوں کو تسلیم ہے کہ مولوی اسماعیل اپنے اکابرین مثلاً شاہ ولی اللہ کا مذہباً سخت مخالف تھا دیوبندیوں کا امام لکھتا ہے۔

"مولوی اسماعیل شہید چونکہ محقق تھے چند مسائل میں اختلاف کیا اور مسلک پیران خود مثل شاہ ولی اللہ وغیرہ پر انکار فرمایا" (امداد المشتاق اشرف علی تھانوی ص ۹، سطر ۵، مطبوعہ تھانہ بھون)

فرقہ دیوبندیہ کے امام پنجم کی اس تحریر سے واضح طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب مذہباً غیر مقلد۔ وہابی تھا۔ اور اپنے مشائخ و پیران عظام کا مخالف تھا۔ پھر وہ خود بھی اس امر کا معترف ہے چنانچہ اسماعیل لکھتا ہے

اَلْحَقُّ اِنَّ رَفْعَ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْاِفْتِتَاحِ وَالرُّكُوْعِ وَالْقِيَامِ مِنْهُ وَالْقِيَامِ اِلَى الثَّالِثَةِ سُنَّةٌ غَيْرُ مُؤَكَّدَةٍ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى فَيُثَابُ فَاعِلُهٗ بِقَدْرِ مَا فَعَلَ اِنْ دَائِمًا فَحَسْبُهٗ

(تنویر العینین مصنفہ مولوی اسماعیل امام اول و بانی فرقہ دیوبندیہ و غیر مقلدین ص ۱)

یقیناً رفع یدین کرنا اور تکبیر اور رکوع اور تیسرے قیام کے وقت سنت ہے غیر مؤکدہ، ہدایت دینے والی سنتوں سے۔ تو جس قدر ہی رفع یدین کیا جائے ثواب ہی ہوگا۔ اگر ہمیشہ رفع یدین کرے تو اس کو جنت میں جانے کے لیے بس یہی کافی ہے

(تنویر العینین)

لیت شعری کیف یجوز التزام تقلید شخص معین (تنویر العینین مصنفہ مولوی اسماعیل)

کیسے جانوں کہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے التزام کر لینا تقلید کسی شخص معین کا۔

مذکورہ بالا تصریحات کے بعد مولوی اسماعیل صاحب کا مذہب و اعتقاد خوب واضح ہو جاتا ہے کہ وہ آمین بالجہر کرتا تھا۔ رفع یدین پر زور دیتا ہے۔ اور تقلید ائمہ کو ناجائز بتاتا تھا۔ نیز واضح ہو کہ ان عقاید کا سنگ بنیاد سب سے اول ہندوستان میں مولوی اسماعیل ہی نے رکھا تھا۔ اور مختلف شہروں میں اس نے غیر مقلدوں کی جماعتیں بھی بنالی تھیں۔ مگر عوام اہل اسلام اس سے متنفر تھے اور وہ نہایت ہی سرگرداں تھا کہ آخر وہابیت کو کس رنگ میں پھیلایا جا سکتا ہے۔ پہلے اس نے دہلی میں کوشش کی تو دہلی کے علمائے اسے شکست فاش دی تھی اور پھر وہ غیر مقلد بھی ہوا۔ تو پھر بھی وہابی مذہب کی کوئی خاص ترویج نہ ہو سکی۔ کیونکہ لوگ ان کی رفع یدین و آمین بالجہر دیکھ کر

بھانپ جاتے تھے کہ یہ غیر مقلد وہابی ہیں' ان حالات سے مجبور ہو کر اسماعیل نے ایک اور رنگ بدلا۔

مولوی اسماعیل وہابی کا دیوبندی مذہب کی بنیاد رکھنا اور علمائے اہلسنت سے دوسرا مناظرہ

مولوی اسماعیل صاحب نے غیر مقلدانہ رنگ میں بھی جب وہابی عقاید کی ترویج میں خاطر خواہ کامیابی نہ دیکھی تو اپنے چند معتقدین سے مشورہ طے کر لیا کہ اس ملک میں تقیّہ کے بغیر اس وہابی مذہب کو پھیلانا مشکل ہے لہذا جو لوگ غیر مقلد ہو چکے ہیں ان کو تو اسی حالت میں رہ کر تبلیغ کرنی چاہیے اور دوسرا ایک گروہ ایسا پیدا کیا جائے جو بظاہر حنفی ہی نظر آئیں۔ یعنی رفع یدین وغیرہ نہ کریں۔ امام ابوحنیفہ کی تعریف کریں اور حنفی ہی کہلائیں۔ مگر توحید و رسالت کے متعلق جو وہابیوں کے عقاید ہیں۔ ان کی عام لوگوں میں درازی سے متواتر تبلیغ کی جائے۔ اس طرح عام مسلمان بہت جلد وہابی مذہب قبول کر لیں گے۔ چنانچہ یہ مشورہ طے ہو گیا اور مولوی اسماعیل صاحب نے پشاور کے سفر کا ارادہ کر کے تبلیغی پروگرام شروع کر دیا۔ نواح پشاور میں افغان علماء نے مولوی اسماعیل صاحب کے عقاید کفریہ اور اس کی زبانی انبیائے کرام کی بے ادبی سن کر مولوی اسماعیل صاحب کو گھیر لیا تو مولوی اسماعیل مناظرہ پر ڈٹ گیا۔ سرحدی علمائے اہلسنّت جمع ہوئے اور مولوی اسماعیل سے گفت و شنید شروع ہوئی۔ کچھ تو مولوی اسماعیل پہلے سے ہی بظاہر غیر مقلدانہ طرز سے تقیّہ کر کے خود کو حنفی ظاہر کرنا چاہتا تھا ادھر افغان علمائے کرام کے سامنے لاجواب ہوا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مولوی اسماعیل نے تمام علماء کے سامنے رفع یدین، آمین بالجہر وغیرہ اعمال سے توبہ کا اعلان کر دیا۔ فرقہ دیوبندیہ کے مسلم و معتمد عالم مولوی قطب الدین صاحب دہلوی مصنف مظاہر حق بھی اس امر کے معترف ہیں۔ اور مولوی اسماعیل کے ابتداً رفع یدین کرنے اور پھر ترک کرنے کے متعلق لکھتے ہیں:

"انہوں نے نواح پشاور میں بعد مباحثہ علمائے حنفیہ کے رفع یدین چھوڑ دیا تھا۔" الخ

(ہدایت الصالحین برحاشیہ توقیر الحق مصنفہ نواب قطب الدین دہلوی مطبوعہ احمدی ص ۸۷ سطر ۶)

نواب صاحب کی اس تصریح سے دو امر ثابت ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ مولوی اسماعیل صاحب ایک زمانہ تک رفع یدین کرتا رہا اور دوسرے یہ کہ اس نے رفع یدین کو اپنی دلی خواہش سے نہیں چھوڑا۔ بلکہ علماء کے سامنے ذلت اٹھا کر مجبوراً اسے بظاہر غیر مقلد وہابیوں کا طریقہ چھوڑنا پڑا۔ اب ہر شخص پر واضح ہے کہ جس شخص کی زندگی اس قدر مذہبی تغیرات کی شکار ہو۔ اس پر کیسے اعتماد ہو سکتا ہے، مگر مولوی اسماعیل کے اس رفع یدین وغیرہ

چھوڑنے سے بعض حنفی مولوی اس کی وہابی تعلیمات کا بآسانی شکار ہوگئے۔ اس کے بعد مولوی اسماعیل صاحب نے حنفی رنگ میں رہ کر عوام میں وہابی معتقدات کی تبلیغ شروع کر دی اور ایک ایسی جماعت بھی بناڈالی جو کہ حنفی کہلاتے تھے مگر بزرگانِ دین اسلام کو مشرک اور بدعتی کہتے تھے۔ یہ وہی جماعت ہے کہ غیر مقلدوں سے دوسرے درجہ میں دیوبندی فرقے کے نام سے اپنے اسلاف خوارج کے عقائد کی اشاعت کر رہی ہے۔ باقی رہے سید صاحب کی دوسری جماعت کے عمومی عقاید، تو اس کے متعلق غلام رسول صاحب مہر صاف لکھتے ہیں کہ: سید احمد افغانی علاقہ میں پہنچے تو وہاں کے بڑے بڑے جید اور متبحر علماء نے ان کے متعلق یہ فیصلہ کیا تھا:

"سید صاحب اور آپ کے رفقاء الحاد و زندقہ میں مبتلا ہیں۔ ان کا کوئی مذہب ایک نہیں یہ لوگ نفسانیت کے پیرو ہیں اور لذاتِ جسمانی کے جویا"

(سیرت سید احمد مصنفہ غلام رسول مہر ج ۲ ص ۲۸۸)

مولوی اسماعیل صاحب کی انگریز ایجنٹی !!

مولوی اسماعیل صاحب اور اس کے مرشد مولوی سید احمد صاحب یہ ہر دو اشخاص مل کر اپنی تبلیغ کر رہے تھے تو انگریزوں نے سید احمد و اسماعیل کو ہدایت کی کہ تم مسلمانوں کا رُخ ہماری طرف سے پھیر کر سکھوں کی طرف کر دو۔ تاکہ شاہانِ مغلیہ کو آسانی سے کچل سکیں۔ اسماعیل وعظ خوب کہتا تھا اور سید احمد صاحب پیری مریدی کے رنگ میں پہلے ہی چند لوگوں کے امیر بنے ہوئے تھے۔ یہ دونوں مولوی صاحبان ۱۲۴۲ھ میں پشاور پہنچے اور وہاں پہنچ کر فوجی تنظیم کر کے مولوی اسماعیل نے اپنے مرشد مولوی سید احمد کا لقب امیر المؤمنین تجویز کیا۔ اور پنجاب کے تمام علاقوں کے مسلمانوں اور بڑے بڑے علمائے کرام کو اپنے امیر المؤمنین کے ہاتھوں پر بیعت کرنے کی دعوت دی اور ساتھ ہی یہ پیغام نشر کیا۔ کہ اس وقت سید احمد صاحب امیر واجب الاطاعۃ ہیں۔ اسی لیے اس نے اپنی کتاب "منصب امامت" بھی تصنیف کی تھی۔ تاکہ لوگ سید احمد کو امام یقین کر لیں اور لوگوں کو تلقین کی کہ ان سے بیعت کرنا لازم ہے۔ چند یوم کے بعد ہی مولوی اسماعیل نے فتویٰ جاری کر دیا کہ جو لوگ سید احمد سے بیعت نہیں وہ کافر ہیں۔ اس فتوے پر علمائے اسلام بہت ناراض ہوئے تو مولوی اسماعیل صاحب نے مسلمانوں سے بھی جنگ شروع کر دی۔ اس وقت مولوی اسماعیل کے امدادی جرگہ یوسف زئی کے پٹھان تھے۔ جو کہ ساٹھ ہزار بندوقوں سے مسلح تھے۔

انصاف کیجیے کہ جو شخص بلا وجہ مسلمانوں کو کافر قرار دے کر ان سے جہاد شروع کر دے پھر اسی مفسدانہ عمل میں مارا جائے کیا وہ شہید ہو گا ؟

سیّد احمد و اسماعیل کا اندرونی طور پر سکھوں سے بھائی چارہ

مولوی سید احمد و اسماعیل کے بالاکوٹ میں مر جانے کے بعد ان کے مزارات بنانے کا انتظام ان کے معتقدین سکھوں نے ہی کیا ہے ، مولوی سید احمد کے متعلق دیوبندیوں کا امام لکھتا ہے :

"فرمایا کہ آدمیوں نے حضرت کا بدن پایا سر کو بموجب وصیت کے جدا کر دیا گیا تھا نہیں ملا - امر سنگھ نے بتعظیم و اکرام عام مزار تیار کیا۔

(امداد المشتاق مصنفہ اشرف علی تھانوی ص ۱۶ سطر ۱۷ ، مطبوعہ تھانہ بھون)

سید احمد کا مزار سکھوں کے ہاتھوں تیار ہونا وہابیوں کے اس فریب کو بھی بے نقاب کر دیتا ہے کہ سید احمد و اسماعیل سکھوں کے مذہبی دشمن تھے۔ کیونکہ اگر وہ تمام سکھوں کے مخالف تھے تو دشمن کا مزار بنانا تو بجائے خود رہا۔ سکھ ان کی لاش دیکھنا بھی گوارا نہ کرتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سکھوں کے ایک طبقہ نے سید احمد کو اپنا مذہبی رہنما تصور کیا ہوا تھا۔ سید احمد ان کا پیر بن کر ان کی دل جوئی کیا کرتا تھا ورنہ سکھوں کو مسلمانوں کے مزار بنانے سے کیا واسطہ ؟ (فافہم وتفکر)

مولوی محمد قاسم امام دوم خارجی مذہب

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی مولوی مملوک علی وہابی کا شاگرد ہے ۔ یہ مولوی مملوک علی صاحب مولوی اسماعیل کا معتقد تھا۔ اور دہلی میں دیوبندیت اور وہابیت کا پرچار کیا کرتا تھا۔ مولوی اسماعیل کے مرجانے کے بعد مولوی مملوک نے ہی سارے ہندوستان میں وہابیت پھیلائی ہے کیونکہ وہ خود گو اس قدر کام نہ کر سکتا تھا مگر اس نے مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی و مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو وہابی مذہب کی تعلیم دے کر دو سرگرم ممبر تیار کر لیے تھے یہ مولوی مملوک علی صاحب دہلی کے ایک پرائیویٹ سکول میں عربی تعلیم کے ذریعے وہابیت اور مولوی اسماعیل صاحب کے عقاید پھیلاتا تھا۔ خود اس کے عقاید اس قدر بگڑے ہوئے تھے کہ اس نے اپنے شاگردوں شیخ احمد دیوبندی و محمد قاسم وغیرہ کو ہدایت کی ہوئی تھی کہ گو میرے والد نے میرا نام مملوک علی

(غلام علی) رکھا ہے۔ مگر یہ نام مشرکانہ ہے۔ کیونکہ علی کا غلام کہلانا شرک ہے اس لیے میں نے اپنا نام مملوک العلی (غلام خدا) بدل لیا ہے۔ لہذا مجھے ہمیشہ "مملوک العلی" لکھا کرو۔ چنانچہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی مملوک علی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"حضرت مولانا شیخ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد کے نام کو بجائے مملوک علی کے "مملوک العلی" یعنی الف لام کے ساتھ لکھا ہے۔ کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نام میں الف لام نہیں داخل کیا جاتا"

(افاضات الیومیہ تھانوی مطبوعہ تھانہ بھون ج ۷ ص ۲۱۳ سطر ۲۲)

چونکہ مولوی مملوک علی کو اپنے پیشوا مولوی اسماعیل کے دہلی میں وہابیت کی تبلیغ میں ناکام رہنے کا خوب علم تھا۔ اس لیے اس نے نقشہ سے کام چالو کیا۔ دہلی میں لوگ مشائخ کرام کے از حد معتقد تھے۔ اور ہندوستان میں حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا چرچا تھا۔ مولوی مملوک علی کے پاس جو طلباء سنی عقیدہ کے پڑھتے تھے بظاہر ان کے سامنے بزرگوں کی تعریف کرتا تھا۔ اور گاہے بگاہے تقیہ ان کی ایسی تعظیم بھی کر گزرتا تھا، جس کو وہ اپنے اعتقاد میں شرک و بدعت سمجھتا تھا۔ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے:

"ایک روز یہی سبق ہو رہا تھا۔ کہ ایک شخص نیلی لنگی کندھے پر ڈالے ہوئے آنکلے۔ اور ان کو دیکھ کر حضرت مولوی (مملوک علی) صاحب مع تمام مجمع کے کھڑے ہو گئے اور فرمایا لو بھائی حاجی صاحب آ گئے، الخ

(امداد المشتاق مصنفہ اشرف علی صاحب ص ۹۱ سطر ۱۷)

اب ظاہر ہے کہ مولوی مملوک علی نے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کے لیے خود بھی قیام تعظیمی کیا اور سارے مجمع سے بمعہ تمام طالب علموں کے قیام تعظیمی لغیر اللہ کرایا۔ حالانکہ دیوبندی، وہابی مذہب میں یہ فعل سب شرکوں سے بڑا شرک ہے دیکھو (تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسماعیل امام فرقہ دیوبندیہ) اور مولوی مملوک علی اعتقاداً بھی حاجی امداد اللہ صاحب کا سخت مخالف تھا۔ کیونکہ وہ تو اپنا نام مملوک علی (غلام علی) بھی گوارا نہ کرتا تھا۔ اور حاجی صاحب عباد اللہ (بندگان خدا) کو عباد الرسول (بندگان رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کہنا بھی جائز ارشاد فرماتے تھے، خود حاجی صاحب فرماتے ہیں:

"چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واصل بحق ہیں۔ عباد اللہ کو عباد رسول کہہ سکتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ مرجع ضمیر متکلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، مولانا اشرف علی صاحب نے فرمایا قرینہ بھی اسی کا ہے۔"

(شمائم امدادیہ مطبوعہ لکھنؤ ص ۳۵ و ملفوظ حاجی صاحب مندرجہ امداد المشتاق مصنفہ اشرف علی ص ۹۳ سطر ۱۲)

مملوک علی نے محمد قاسم صاحب و رشید احمد صاحب گنگوہی کو تاکید عام کی تھی کہ اس زمانے کے مسلمان مشرک

ہو چکے ہیں۔ اور سوائے فرقہ وہابیہ کے کوئی صاحب صحیح مسلمان نہیں۔ مگر عوام لوگ وہابی تبلیغ سے نفرت کرتے ہیں۔ اس لیے تقیہ سے کام کرو۔ کہ خود رفع یدین مت کرو۔ اور اپنے کو حنفی ظاہر کرو۔ اور سب سے بڑا ذریعہ تبلیغ کا تعلیم و مدرسہ ہے۔ لہٰذا مدرسے شروع کرکے وہابی عقائد کے مولوی پیدا کرو۔ چنانچہ مولوی مملوک علی کی وصیت کے مطابق محمد قاسم نے ۱۲۸۳ھ میں مدرسہ قاسمیہ دیوبندیہ جاری کیا۔ جس میں بظاہر حنفی مذہب کی کتابیں شروع کرکے اس کے ساتھ مولوی اسماعیل کی کتاب تقویۃ الایمان، یکروزی، صراط مستقیم وغیرہ سے وہابی عقائد کی تبلیغ سے ہر حنفی طالب علم جو کہ خالی الذہن ہوتے تھے ان کو دیوبندی وہابی مذہب پر پکا کر لیا جاتا۔ ہندوؤں نے جب دیکھا کہ مدرسہ دیوبند میں وہابی مذہب کی تبلیغ ہوتی ہے۔ اور ہندوؤں سے میل جول کی ترغیب دی جاتی ہے تو ہندوؤں کو وہابی مذہب کے پھیلنے سے بہت فائدہ معلوم ہوا۔ کیونکہ وہابی مولوی مشائخ کرام و بزرگان اسلام انبیائے عظام اور اولیائے کرام کی بے ادبی اور ہندوؤں کے ساتھ جلسے جلوس کرتے تھے۔ اس لیے ہندوؤں نے اس مدرسہ دیوبند کی ازحد مالی امداد کی، اور کانگریس جماعت کا مرکز دیوبند بنا دیا گیا اس طرح اس مدرسہ کی بھی ترقی ہوتی رہی اور ہندوؤں کی خواہش تفریق بین المسلمین بھی دیوبندیوں کے ہاتھوں پوری ہوگئی۔ پھر جس قدر مسلمانوں میں فتنہ و فساد مذہبی پارٹی بازی اور سنی و دیوبندی کا جھگڑا اس مدرسہ دیوبند کی بدولت شباب پر آیا۔ اس سے ساری دنیا واقف ہے کہ "دیوبندی مذہب" کا وہ کون سا مولوی ہے۔ جس نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خداداد علم کا انکار کرکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہ کی ہو۔ اور حضرات انبیائے عظام علیہم السلام اور اولیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر مشرک اور بدعتی ہونے کے فتوے صادر نہ کیے ہوں۔

رشید احمد صاحب گنگوہی امام سوم دیوبندی مذہب

محمد قاسم کے مرجانے کے بعد دیوبندی فرقہ کے عقائد کی تبلیغ کا انتظام مولوی رشید احمد گنگوہی نے وسیع طور پر کیا، پھر وہ مدرسہ دیوبند کا مہتمم بھی بن گیا۔ اس کے عقائد ازحد خراب تھے۔ یہ اعتقاداً پکا اسماعیلی وہابی اور مملوک علی کا خاص شاگرد تھا۔ اس نے جب اپنے وطن میں وہابی عقائد کی تبلیغ کی اور نواح گنگوہ کے سب لوگ اس کو وہابی سمجھ کر اس سے بدظن ہوگئے تو اس نے محمد قاسم و مملوک علی سے مشورہ کیا۔ انہوں نے تجویز یہ بتائی کہ تم بھی ہماری طرح اپنا کام نکالنے کے لیے بظاہر مسلمانوں کے کسی پیر کے مرید ہو جاؤ۔ مگر یہ مرید ہونا صرف ظاہری رہے دَرپردہ شیخ اسماعیل کے وہابی عقائد کی ہی تبلیغ کرو۔ یہ ہندوستانی کسی پیر کا مرید ہو جانے سے مطمئن ہو جاتے ہیں۔ اور پھر معتقد بن کر سب کچھ قبول کر لیتے ہیں۔ چنانچہ رشید احمد نے لوگوں کی نظروں سے بچنے کے لیے

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب سے منافقانہ بیعت کرلی۔ اوران کو دھوکہ دیتا رہا۔ حالانکہ اسے حاجی صاحب سے قطعاً اعتقاد اور محبت نہ تھی۔ بلکہ محض لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے بطور نفاق یہ بیعت کی گئی۔ خود دیوبندی مذہب کا امام مولوی اشرف علی اپنے شیخ رشید احمد گنگوہی کا اقراری منافق مرید ہونا بایں الفاظ لکھتا ہے:۔

"حضرت مولانا گنگوہی نے ایک خط میں ایک مخلص کو ارشاد فرمایا۔ تم تو دوسرے درجہ میں ہو الحق کہ خود مرشدنا (حاجی امداد اللہ صاحب) سے بھی مجھ کو جی سے اعتقاد و محبت نہیں (کیونکہ مولانا اس سے بھی زیادہ کے پیاسے تھے) ایک بار حضرت کی خدمت میں بھی عرض کر دیا تھا، کہ آپ کے سب خادموں سے اس بات میں کم ہوں ہر شخص کو کسی درجے کی آپ سے محبت ہے۔ اور اعتقاد، مگر مجھ نالائق کو کچھ بھی نہیں اور یہ اس واسطے ذکر کیا تھا، کہ نفاق اپنا ظاہر کر دوں اور حقیقۃ الحال عرض کر دوں" (بریکٹ والے الفاظ تھانوی صاحب کے ہیں۔)

(مکاتیب رشیدیہ ص ۵۲ امداد المشتاق اشرف علی تھانوی ص ۹۰ سطر ۱۶، مطبوعہ تھانہ بھون)

یہ رشید احمد گنگوہی حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مرحوم سے ازروئے اعتقادات سخت مخالف تھا۔ مولوی اشرف علی لکھتا ہے:

"یہ واقعہ ہے کہ حضرت حاجی صاحب کے مشرب اور حضرت مولانا (گنگوہی) کے مسلک میں کسی قدر اختلاف تھا"

(افاضات الیومیہ اشرف علی حصہ ۴ ص ۴۸۰، سطر ۲)

یہ تو بیعت کا فائدہ ہوا۔ پھر جب تک حضرت حاجی امداد اللہ صاحب ہندوستان میں رہے۔ اس وقت تک تو گنگوہی صاحب کچھ دبے رہے۔ مگر جب حاجی صاحب ہجرت فرما کر مکہ معظمہ چلے گئے۔ پھر گنگوہی صاحب خوب آزاد ہوئے اور کھلے بندوں اہل اسلام کی تکفیر اور حضرات مشائخ کرام پر شرک کے فتوے شروع کیے۔ خدا تعالیٰ کے امکان جھوٹ پر زور دیا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے رد میں قلم اٹھایا۔ وہابی مذہب کی تعریفیں لکھیں۔ غرض کہ جو جی میں آیا کر گزرے۔ حضرت حاجی صاحب کو مکہ میں گنگوہی صاحب کی بد اعتقادی کا علم ہوا۔ آپ نے افسوس فرمایا۔ اور گنگوہی کے اعتقادات کے خلاف ایک مضمون لکھوا کر اس پر خود حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نے دستخط کیے اور اسے اپنی مہر سے مزین فرما کر ہندوستان روانہ فرمایا۔ تاکہ لوگ رشید احمد گنگوہی کے مفسدانہ اعتقادات سے بچ جائیں اور یہ مضمون تقدیس الوکیل میں شائع کر دیا گیا۔ مولوی گنگوہی نے ان عقاید پر زور دیا ہوا تھا:

(۱) خدا تعالیٰ کا کذب ممکن ہے۔

(۲) سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل پیدا ہونا ممکن ہے۔

(۳) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بحیثیت بشریت کے تمام بنی نوع انسان کے برابر ہیں۔
(۴) حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شیطان لعین کا علم زیادہ ہے۔
(۵) مجلس مولود مروجہ بدعت سیئہ حرام ہے۔
(فتاویٰ رشیدیہ براہین قاطعہ مؤلفہ خلیل احمد مصدقہ رشید احمد گنگوہی)

گنگوہی کے ان ناپاک عقاید اور مضامین کے رد میں حضرت قبلہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے مندرجہ ذیل مضمون تحریر کر کے اس پر دستخط و مہر ثبت فرمائی۔

حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا گنگوہی پر فتویٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

۱۔ اما بعد، جاننا چاہیے کہ شرعاً وعرفاً وعقلاً امکان کذب حق سبحانہٗ وتعالیٰ محال اور ممتنع ہے۔ اور ایسا ہی امکان نظیر سرور عالم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم محال وممتنع ہے۔ کیونکہ قرآن میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ہے اور خلاف وعدہ محال وممتنع ہے۔ علامہ تمر تاشی صاحب تنویر الابصار معین المفتی فی جواب المستفتی میں لکھتے ہیں ولا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم والسفہ والکذب لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلۃ یقدر ولا یفعل انتہیٰ۔ اور امکان کذب باری تعالیٰ کے اعتقاد کو امام رازی نے تفسیر کبیر میں قریب کفر لکھا ہے۔

۲۔ بشریت وغیرہ میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات سے جملہ بنی آدم کو مساوی جاننا محققین کی تصریح کے خلاف ہے اور آیت قل انما انا بشر مثلکم کو مفسرین نے تواضع پر محمول کیا ہے جیسا کہ تفسیر کبیر، نیشاپوری، معالم التنزیل اور خازن وغیرہا میں موجود ہے۔ جو چاہے دیکھ لے۔

۳۔ شیطان لعین کو وسعت علم اور احاطہ زمین کو نصوص قطعیہ سے الخ بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کہنا اور اس کو شرک سے تعبیر کرنا اور آپ کے علم شریف کو معاذ اللہ شیطان کے علم سے کم لکھ دینا یہ آپ کی سخت توہین ہے۔ کیونکہ شرعاً ثابت ہے کہ آپ اعلم مخلوقات ہیں، پس بشہادت قرآن وحدیث شریف اکابر علمائے اہل سنت نے تصریح کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم ماکان ومایکون کا حاصل ہے۔ جیسا کہ قاضی عیاض نے شفا میں اور علامہ قاری نے اس کی شرح میں اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ وغیرہ میں اس پر تصریح کی ہے۔

۴۔ مجلس مولود شریف مروجہ عرب وعجم کو کنہیا کے جنم سے تشبیہ دینی اور بدعت سیئہ وحرام کہنا اور اس

مجلس میں قیام کو جو بنظر تعظیم ذکر خیر و رعایت ادب کے مستحسن جانا گیا ہے۔ حرام بلکہ شرک و کفر لکھ دینا اور فاتحہ اولیاء و صلحاء و سائر مومنین کو برہمنوں کے اشلوک پڑھنے سے مشابہ کرنا سخت قبیح کلمات ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مخالف شرع کاموں سے سچی توبہ نصیب کرے آمین نقلم محمد ابو عبد الرحمن فقیر غلام دستگیر قصوری کان اللہ لہ در مکہ معظمہ شریف ۸ ربیع الاول ۱۳۰۸ھ

یہ مضمون تحریر کر کے مولانا غلام دستگیر صاحب مرحوم نے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کے پیش کیا تو حاجی صاحب نے اس کو ملاحظہ فرما کر حضرت مولانا الحافظ محمد عبد الحق صاحب کی خدمت میں بھیجا۔ مولانا عبد الحق صاحب نے یہ تحریر فرمائی:

حامدا و مصلیا و مسلما ماکتب فی ھذا القرطاس صحیح لا ریب فیہ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔ حررہ محمد عبد الحق عفی عنہ، مہر (عبد الحق ۱۲۸۱)

پھر یہ مضمون حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیش ہوا تو آپ نے اس پر یہ تحریر فرمایا:

تحریر بالا صحیح و درست ہے۔ مطابق اعتقاد فقیر کے ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے کاتب کو جزائے خیر دے

بے سبب گر عزبما موصول نیست
قدرت از عزل سبب معزول نیست

(مہر حاجی صاحب)

مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے صدر مدرس و دیگر مدرسین کے دستخط

حامدًا و مصلیا و مسلمًا رسالۃ تقدیس الوکیل عن اہانۃ الرشید والخلیل پر علاوہ تصدیق حضرت مولانا و مولی اکمل حامی دین متین سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مولانا الحاج المہاجر فی اللہ مولانا محمد رحمۃ اللہ عافاہ اللہ جو مخاطب بخطاب پایۂ حرمین شریفین ہیں کے دستخط و منشیان مذاہب اربعہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تصحیح و تعریف و تقریظ سے مزین ہوا اور اب ابتدا ربیع الاول ۱۳۰۸ھ میں جناب حاجی صاحب پیشوائے سالکان شریعت و طریقت حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکہ نے بھی اس رسالہ کی ملخص تحریر پر اپنے دستخط خاص سے تصدیق و تسطیر فرمائی۔۔۔۔ الحق یعلو ولا یُعلی کا مضمون خوب ظاہر ہوا۔ اب امید غالب ہے کہ مولوی رشید احمد و خلیل احمد صاحبان مع اپنے دیگر ہم مشربوں اور مؤیدوں کے اپنی خطاؤں سے باز آئیں گے اور ہٹ دھرمی نہ فرمائیں گے۔ کیونکہ ان کی خطا حضرت مولانا صاحب پایۂ حرمین شریفین کی شہادت اور پیر و مرشد جناب حاجی صاحب موصوف و ممدوح (حاجی امداد اللہ) کے ارشاد سے ثابت ہو گئی۔ الخ۔ المحررہ ۷ ربیع الاول ۱۳۰۸ھ از مکہ معظمہ مدرسہ صولتیہ العبد محمد سعید عفی عنہ

ابو معظم سید احمد حسین عظمت علی رمنقول بلفظ مختصراً از کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل مصنفہ مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری مطبوعہ صدیقی پریس قصور، بامداد وارشاد حضرت خواجہ خواجگان خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین چاچڑاں شریف ص ۳۲۱

نوٹ: حضرت حاجی صاحب کے اس ارشاد سے مندرجہ ذیل امور عیاں طور پر ثابت ہو گئے:

۱۔ حضرت حاجی صاحب رشید احمد کے عقائد کو کفریہ سمجھتے تھے اسی لیے حاجی صاحب نے مولانا غلام دستگیر صاحب کی کتاب تقدیس الوکیل پر جس میں رشید احمد وخلیل احمد کے عقائد کو کفر بیان کیا گیا ہے دستخط فرمائے اور مہر ثبت فرمائی۔

۲۔ حضرت حاجی صاحب کو رشید احمد وخلیل احمد کے بارے میں جو پہلے حسن ظن تھا اور آپ نے ضیاء القلوب وغیرہ میں گنگوہی کی تعریف بھی لکھی تھی۔ ہجرت کے بعد ان کے کردار کو دیکھ کر آپ نے وہ رائے بدل لی تھی۔ اسی وجہ سے آپ نے رشید احمد کی تکفیر کرنے والے مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری مرحوم کی مکہ معظمہ میں دو دفعہ محبت سے اپنے مکان پر دعوت فرمائی اور ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

۳۔ حضرت حاجی صاحب عقیدہ امکان کذب باری تعالیٰ کو کفر سمجھتے ہیں۔ اور علم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان سے کم بتانا جس طرح گنگوہی وانبیٹھوی نے براہین قاطعہ کے ص ۵۱ پر لکھا ہے۔ حاجی صاحب اس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین سمجھتے تھے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنا یقیناً کفر ہے۔

مقتدائے علمائے ہندوستان حضرت حاجی رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی کا فرمان

کہ — رشید احمد — نا — رشید نکلا

حضرت مولانا حاجی رحمت اللہ صاحب کی ذات سے کون ناواقف ہے۔ جب ہندوستان میں تھے۔ تو سب دیوبندی آپ کے علمی عملی کمالات کے گن گاتے تھے اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی حاجی رحمت اللہ صاحب کو اپنا مخلص اور بے مثل عالم عارف باللہ سمجھتے تھے۔ اور ان کی از حد توقیر فرماتے تھے اور آپ مکہ و مدینہ میں پایۂ حرمین کے خطاب سے مشہور تھے۔ اور ان کی بزرگی یہ مسلم دلیل ہے کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کو بعد از وفات بطور تبرک وانس جسمانی درو حانی حضرت حاجی رحمۃ اللہ علیہ کے جوار میں دفن کیا گیا اس امر کی تصدیق و حاجی رحمت اللہ صاحب کی توثیق کے متعلق تصریحات ملاحظہ ہوں۔

(۱) (حضرت حاجی امداد اللہ صاحب) جنت المعلےٰ مقبرہ اہل مکہ میں ہم پہلو مولانا رحمت اللہ مہاجر رحمۃ اللہ علیہ کے رکھے گئے (امداد المشتاق اشرف علی تھانوی ص ۲۰۳ سطر ۹)

(۲) بہر حال تاسیس ارادت کے سلسلے میں ان دونوں بزرگوں حضرت قاسم العلوم اور مولانا رحمت اللہ صاحب کے کاموں میں یکسانی پائی جاتی ہے۔

(رسالہ ندائے حرم بابت رجب ۱۳۷۰ھ ص ۴۵ سطر ۱۳)

(۳) ہمارے شیخ الہند مولوی رحمت اللہ　　(براہین قاطعہ ص ۱۶۰ سطر ۱)

(۴) مولوی رحمت اللہ صاحب تمام علمائے مکہ میں فائق ہیں اور باقرار علمائے مکہ اعلم ہیں۔

(براہین قاطعہ مصنفہ خلیل احمد امام دیوبندی مذہب، مطبوعہ دیوبند ص ۲۶۳ سطر ۴)

حاجی رحمت اللہ صاحب بانی مدرسہ ہندیہ صولتیہ مکہ معظمہ کو جب رشید احمد کے ناگفتہ بہ عقاید کا حال مکہ معظمہ میں معلوم ہوا۔ اور گنگوہی کی کتابیں فتاویٰ رشیدیہ، براہین قاطعہ، سبیل الرشاد وغیرہ حضرت موصوف کے ملاحظہ میں لائی گئیں۔ تو آپ نے مندرجہ ذیل تحریر بدست مولانا غلام دستگیر صاحب ہندوستان ارسال فرمائی تاکہ شائع کر دی جائے اور لوگ فرقہ دیوبندیہ کے امام رشید احمد کے عقاید سے محفوظ رہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بعد حمد اور نعت کے کہتا ہے راجی رحمت ربہ المنان رحمت اللہ بن خلیل الرحمن غفر لہما الحنان کہ مدت سے بعض باتیں جناب مولوی رشید احمد صاحب کی سنتا تھا، جو میرے نزدیک اچھی نہ تھیں۔ اعتبار نہ تھا کہ انہوں نے ایسا کہا ہوگا۔ (الیٰ قولہ) میرا اعتبار نہ کرنا کس طرح ممتد رہتا کہ حضرات علمائے مدرسہ دیوبند کی تحریر اور تقریر بطریق تواتر مجھ تک پہنچی، کہ تمام افسوس سے کچھ کہنا پڑا۔ اور چپ رہنا خلاف دیانت سمجھا گیا سو کہتا ہوں کہ میں جناب مولوی رشید کو رشید سمجھتا تھا۔ پر میرے گمان کے خلاف کچھ اور ہی (نا رشید) نکلے جس طرف آئے اس طرف ایسا تعصب برتا کہ اس میں ان کی تقریر اور تحریر دیکھنے سے رونگٹا کھڑا ہوتا ہے۔ حضرت نے اول قلم اس پر اٹھایا کہ:۔

(۱) جس مسجد میں ایک دفعہ جماعت ہوئی ہو۔ اس میں دوسری جماعت گو بغیر اذان اور تکبیر کے ہو۔ اور دوسری جگہ ہو۔ جائز نہیں۔　(الیٰ قولہ)

(۲) پھر ایک فاسق مردود کو جو اپنے کو حضرت عیسےٰ کے برابر سمجھتا تھا اور سب انبیائے بنی اسرائیل سے اپنے کو افضل گنتا تھا۔ اور اپنے بیٹے کو درجہ خدائی پر پہنچاتا تھا (الیٰ قولہ) حضرت مولوی رشید اس مردود کو مرد صالح کہتے تھے۔ (الیٰ قولہ)

(۳) پھر حضرت مولوی رشید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور ان کی شہادت کو بڑی شدت سے محرم کے دنوں میں کیسا ہی روایت صحیحہ سے ہو، منع فرمایا۔　(الیٰ قولہ)

(۴) پھر حضرت رشید نے جو نواسے کی طرف توجہ کی تھی، اسی پر ہی اکتفا نہ کر کے خود ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

کی طرف توجہ کی۔ پہلے مولود کو کنہیا کا جنم اشٹمی ٹھہرایا۔ اور اس کے بیان کو حرام بتلایا۔ (الی قولہ) اور پھر ذات نبوی میں اس پر بھی اکتفا نہ کر کے اور امکانِ ذاتی سے تجاوز کر کے چھ خاتم النبیین بالفعل ثابت کر بیٹھے اور بڑی کوشش اس میں کی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شیطان کے علم سے کہیں کم تر ہے۔ اور جناب باری تعالیٰ کے حق میں دعوے کیا، کہ اللہ کا جھوٹ بولنا ممتنع بالذات نہیں۔ بلکہ امکان جھوٹ بولنے کو اللہ کی بڑی وصف کمال فرمائی۔ نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات۔ میں تو ان امور مذکورہ کو ظاہر و باطن میں بہت برا سمجھتا ہوں۔ اور اپنے محبین کو منع کرتا ہوں کہ حضرت مولوی رشید کے اور ان کے چیلے چانٹوں کے ایسے ارشادات نہ سنیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ مجھ پر بہت کھلم کھلا تبرا ہوگا۔ لیکن جب جمہور علمائے سالحین اور اولیائے کاملین، ور رسول رب العالمین اور جناب باری جہاں آفرین ان کی زبان سے اور قلم سے نہ چھوٹے تو مجھے کیا شکایت ہوگی۔ الخ۔

مہر (محمد رحمت اللہ) العبد محمد رحمت اللہ بن خلیل الرحمٰن غفر لہما المنان ۵ ذی قعدہ ۱۳۰۷ھ از مکہ معظمہ

(حضرت نور) العبد حضرت نور مدرس اول مدرسہ مکیہ تحریر ۱۷ ماہ ذی قعدہ

(عبد السبحان) العبد عبد السبحان عفی عنہ مدرس دوم مدرسہ مکہ معظمہ بقلم خود

ناظرین کرام ذرا غور فرماویں کہ حضرت حاجی رحمت اللہ صاحب کے واضح فیصلہ کے بعد بھی کوئی مسلمان شخص اس فرقہ دیوبندیہ کے امام رشید کے کفریہ عقاید سے بے علم رہ سکتا ہے۔ یہ خود ان کے گھر کے مسلّم بزرگ ہیں جنہوں نے صاف صاف فرما دیا کہ یہ رشید نہیں بلکہ اپنے گندے عقاید کی وجہ سے اس کے برعکس نارشید ہوگیا ہے۔ مگر فرقہ دیوبندیہ اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آیا۔ اور آج اسی نام نہاد رشید کے عقاید پر ہی سارا مذہب قائم ہے اور اسی کو امام ربانی قطب یزدانی کے خطابات دیے جارہے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

خلیل احمد انبیٹھوی سہارنپوری امام چہارم دیوبندی مذہب

یہ خلیل احمد رشید احمد گنگوہی کا خاص حواری ہے اور از حد درجہ متعصب دیوبندی وہابی تھا۔ اسی نے ہی رشید احمد کی تصدیق سے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس علم کو شیطان کے علم سے کم لکھا ہے اور اس نے مختلف قسم کے فریب سے دیوبندیت کو فروغ دیا تھا۔ اس لیے دیوبندی اس کو اپنے مذہب کا بہت بڑا امام مانتے ہیں۔ ریاست بہاولپور میں دیوبندیت کا پہلا قدم اسی خلیل کے ذریعے رکھا گیا۔ ورنہ اس سے قبل اس ریاست میں کوئی دیوبندی نہ تھا۔ ریاست ہذا کے عالی مرتبت نواب صاحبان دربار عالی چاچڑاں شریف سے عقیدۃً وابستہ اور سُنی صحیح العقیدہ اولیاء اللہ کے از حد معتقد تھے۔ خلیل احمد کے ریاست میں داخلہ کا سبب ریاست ہذا

بعض ہندوستانی ملازمین تھے۔ جو کہ پہلے سے دیوبندیوں کے تبلیغی مرکزوں رائے پور، سہارن پور اور دیوبند وغیرہ سے وابستہ تھے۔ ریاست ہذا چونکہ ایک پرانی اسلامی ریاست ہے۔ اس لیے اس میں عربی علوم کی تعلیم کے لیے قدیم سے ہی ایک سرکاری مدرسہ جامعہ عباسیہ قائم ہے۔ ریاست کے بعض دیوبندی ملازمین نے عالی جناب نواب صاحب کی سادگی سے ناجائز فائدہ اٹھاکر خلیل احمد کو جامع عباسیہ میں صدر مدرس منظور کرالیا۔ چونکہ افسران بالا کو خلیل احمد کے معتقدین دیوبندی ملازمین کی اس دھوکہ دہی کا علم نہ تھا۔ وہ اس کو مولوی صورت دیکھ کر فریب میں آگئے اور منظور کرلیا۔ چنانچہ مولوی خلیل احمد نے بہاول پور میں ڈیرے ڈال کر وہابیت دیوبندیت کی تبلیغ کا سلسلہ شروع کرکے چند ایک افسران کو اپنا شیخ مجاز ہوناظاہر کرکے مرید بھی کرلیا۔ یہ دن پہلا موقع تھا کہ جب ریاست عالیہ بہاولپور کے صحیح العقیدہ مسلمانوں کو فتنہ دیوبندیت کا شکار کیا جانا شروع ہوا۔ جس کا سلسلہ آج تک شروع ہے اور لوگوں کو دیوبندی بنایا۔ بلکہ ان کے قیمتی سرمایہ ایمان باللہ و ایمان بالرسول کو ضائع کیا جا رہا ہے۔ اسی اثناء ماہ شوال ۱۳۰۶ھ میں فاضل اجل عالم اکمل حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری مرحوم کو علم ہوا۔ کہ ریاست بہاول پور میں خلیل احمد کا درود ہوچکا ہے۔ آپ بہاول پور تشریف لائے۔ اور بعض نیک دل حکام کو خلیل کی کتاب براہین قاطعہ دکھائی۔ جس میں خدا تعالیٰ کے جھوٹ کے امکان اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے شیطان کے علم سے کم ہونے اور فاتحہ کو ہندوؤں کے اشلوک پڑھنے سے تشبیہ اور حضور کے میلاد پاک کو کرشن کنہیا کے جنم دن منانے کے مشابہ ہونے کے ناپاک مسائل درج تھے۔ حکام اعلیٰ نے یہ خبر والی ریاست عالی جناب نواب مرحوم صاحب کے حضور پہنچائی۔ تو نواب صاحب نے اس علمی معاملہ کی چھان بین کے لیے اپنے مرشد و آقا قبلۂ دردمنداں، مخزن علم وعرفان خواجۂ خواجگان چشت اہل بہشت حضرت خواجہ غلام فرید صاحب سجادہ نشین چاچڑاں شریف کی خدمت میں عرض کیا۔ بالآخر حضرت خواجہ صاحب نے خلیل احمد و مولانا غلام دستگیر صاحب کو ۱۳۰۶ھ میں ایک جگہ جمع فرماکر مسائل پر بحث سنی۔ مولانا غلام دستگیر صاحب نے خلیل احمد کو اس تاریخی مناظرہ میں دلائل قاہرہ سے ایسی شکست فاش دی کہ اس کے حواس باختہ ہوکر رہ گئے اور حضرت خواجہ غلام فرید صاحب نے آخر میں فیصلہ فرمایا کہ خلیل احمد کا عقیدہ وہابیانہ ہے اور یہ شخص بے ادب ہے اور مولانا غلام دستگیر صاحب کے مسائل صحیح اسلامی ہیں۔ چنانچہ اسی شکست کی وجہ سے ہی خلیل احمد کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے تو وہ رات کے وقت مفرور ہوکر شب کی گاڑی سے ریاست سے بھاگ نکلا (تذکرۃ الخلیل ص ۹۳)

اس طرح یہ فتنہ ریاست میں گو کچھ کم تو ہوگیا۔ مگر اس کی کچھ آگ سلگتی رہی جس کے نتیجہ میں بعدہٗ دیوبندی ریاست میں آتے گئے اور آج وہ زمانہ ہے کہ دیوبندیوں کو ریاست میں سرکاری تنخواہیں مل رہی ہیں۔ اور ان کی بے ادبیوں اور گستاخیوں کا محاسبہ کرنے والا کوئی نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا

نوٹ :- خلیل احمد دیوبندی سے مولانا غلام دستگیر صاحب حنفی مرحوم کا مناظرہ وفیصلہ حضرت خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ کتاب تقدیس الوکیل میں بلفظہ درج ہے۔ یہ کتاب بندہ کے پاس موجود ہے۔ جسے خواہش ہو۔ ملاحظہ فرما سکتا ہے

ریاست بہاول پور کے شرقی حصہ میں دیوبندی مذہب کا داخلہ

ریاست بہاول پور کے شرقی حصہ میں دیوبندیت، مدرسہ دیوبندیہ محمود پور سنساراں و مدرسہ منچن آباد کی دیوبندیانہ تعلیمات کے ذریعے پھیلی ہے ان ہر دو مدارس کے دیوبندی مولویوں کی اعتقادی حالت کا آج کل یہ عالم ہے کہ مدرسہ منچن آباد کے ایک مدرس کی زبانی بندہ نے خود یہ الفاظ سنے تھے کہ لوگ تو پاکپتن شریف ایمان زندہ کرنے کے لیے جاتے ہیں۔ مگر ہمیں تو یہ بھی یقین نہیں کہ بابا گنج شکر کا خاتمہ بھی ایمان پر ہوا یا نہیں (العیاذ باللہ) محمد پوری مولویوں نے گذشتہ دنوں ایک رسالہ "چودھویں صدی دا وگاڑ" لکھ کر آنحضرت سرور عالم نورِ خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ماننے والوں کو کافر بناڈالا تھا جس کے جواب میں بندہ نے رسالہ "نور محمدی" لکھا اور پھر چاہ گیلن کے مناظرہ میں یہ پارٹی بھاگ نکلی تھی۔ بہاونگر کے قرب وجوار میں مولوی اللہ بخش صاحب ساکن جٹو والا نے بھی تعویذ گنڈے وپیری مریدی کے رنگ میں بعض جاہل زمینداروں کو دیوبندیت میں رنگا ہے ان مدارس کے بانی خود مولوی غلام قادر صاحب کے عقاید کیا تھے۔ اور کیا وہ دیوبندی تھے یا سُنی ؟ اس کے متعلق ہمیں موصوف کی کوئی تحریر و تقریر نہیں ملتی کہ جس میں انہوں نے دیوبندی مذہب کے اکابرین اشرف علی تھانوی و رشید احمد گنگوہی ومحمد قاسم وغیرہ کی کفریہ عبارات جن میں ان دیوبندیوں نے سرکار دو عالم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین وسب وشتم کیا ہے کبھی تائیدکی ہو۔ اور بلا ذمہ وبلا ثبوت کسی کو دیوبندی کہنا وطعن کرنا ہمارا اور ہمارے اکابرین کا مسلک نہیں ہے۔ مولوی صاحب کے گلدستہ اشعار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کچھ ایسے اشعار بھی موجود ہیں۔ جو کہ یقیناً دیوبندیوں کے فتوائے شرک وکفر کی زد میں آتے ہیں مثلاً

ہر کسے قبلہ آپو اپنا ثابت نص قرآنوں

میرا قبلہ ہے عشق محمد ظاہر کراں بیانوں (گلدستہ اشعار ص ۲۲)

اگر کوئی دوسرا شخص یہ شعر کہتا تو مولوی صاحب کے دیوبندی اخلاف یقیناً اسے کافر بناڈالتے تو مولوی صاحب کو وہ کس طرح اچھا سمجھتے ہوں گا۔ البتہ سنا گیا ہے۔ کہ مولوی صاحب کے مدرسہ میں ان کے وقت میں بھی کتاب شہباز پڑھی جاتی تھی ، جس کے یہ دو شعر ملاحظہ ہوں ؎

ایہہ ملاں جامی کہیا اندر تحفے کفراں والے جو جامی رومی دتے پھلگ اوہ کافر سڑن منہ کالے

مثنوی رومی دے وچہ جامی شارح چک چلایا ؍ ہلکیاں گیتاں والے چکوں رکھیں شرم خدایا

(شہباز مطبوعہ لاہور ص ۱۳۴)

اور مقامی سنی علماء کے احتجاج پر بھی موصوف نے "شہباز" پڑھنے والوں کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ واللہ علم دیوبندیوں کو یہ جرأت کہاں سے آگئی ہے۔ کہ وہ مولانا روم و مولانا جامی رحمہما اللہ تعالیٰ کو کافر کہتے ہوئے کچھ خوف خدا نہیں کرتے۔ سنا گیا ہے کہ خود مولوی غلام قادر صاحب مشائخ اہل سنت کے مداح بھی تھے۔ ممکن ہے۔ کہ دیوبندیوں کی کفریہ عبارات سے ناواقفیت کی وجہ سے انہیں دیوبندیوں سے خوش فہمی رہی ہو۔ مولوی صاحب سے بعض ملنے والے لوگوں کا بیان ہے کہ آجکل کے دیوبندی مولویوں قابضین مدرسہ محمد پور و منچن آباد کی طرح مولوی صاحب کے اعتقادات نہیں تھے۔ ان کے بعض اخلاف نے دیوبندی ہو کر مولوی صاحب کو بھی بدنام کیا ہے۔ چنانچہ یہ آج کل کے بعض محمد پوری مولوی صاحبان نور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ماننے والوں کو کافر کہتے ہیں۔ اور مولوی صاحب نے اپنے گلدستہ اشعار میں کئی مقامات پر حضور کو نورانی کہا ہے مولوی صاحب لکھتے ہیں ؎

ہر جا عطر عنبیر ہوئے اوہ خوشبو مارن حلّے ؍ شمس نورانی وچہ مدینے کون مدینے تلّے

وقت ولادت نوردں شعلے ماڑیاں نظریں آیاں ؍ وچہ شام ولادت مائی تائیں رحمت جھڑیاں لائیاں

(گلدستہ اشعار ص ۹ و ص ۲۶)

مولوی صاحب کے والد صاحب میاں صوبہ و دیگر ملکو کا صاحبان کے گھر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے ماہانہ عرس گیارہویں شریف کا ختم دلا کر عزیزوں میں گیارہویں کا دودھ بھی تقسیم کیا جاتا تھا۔ اکثر حنفی حضرات میں آج تک بھی جاری ہے۔ میاں محمد صاحب برادر حقیقی مولوی غلام قادر صاحب بعض مذہبی معاملات کی وجہ سے مولوی صاحب سے ناراض بھی رہے ہیں۔ مولوی صاحب پاک پٹن شریف کے عرس مبارک میں بہشتی دروازہ سے بھی گزرتے رہے مگر بعدہٗ مولوی صاحب کے بعض دیوبندی متعلقین نے گڑ بڑ کر دی تھی۔ سنا گیا ہے۔ کہ مولوی صاحب نے کسی شیخ سے بیعت نہیں کی۔ مگر خود لوگوں کو مرید کرتے تھے۔

حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پرانوار کے دروازہ کو بہشتی کہنا اور جو شخص خود کسی ظاہری شیخ سے بیعت نہ ہو۔ وہ دوسروں کو اپنا مرید کر سکتا ہے یا نہیں۔ ان مسائل کے متعلق مقامی علماء سے جب مولوی صاحب کی چھیڑ چھاڑ ہوئی۔ تو مولوی صاحب حسب معمول عرس پاک پٹن شریف پر جاتے ہوئے یہ خیال کرتے گئے کہ ان ہر دو مسائل پر ہم حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی سے گفتگو کریں گے۔

قطب ربانی معدن صمدانی مرشدنا و مولانا قبلۂ عالم حضرت پیر سید خواجہ

مہر علی شاہ صاحب گولڑوی علیہ الرحمۃ

کے حضور میں مولوی غلام قادر صاحب کی حاضری

حضرت قبلۂ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے علم و فضل کی یہ شان تھی۔ کہ زمانۂ تعلیم میں ہی بڑے بڑے جلیل القدر اساتذہ حضرت کے علم لدنی کے معترف تھے۔ چنانچہ مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری کے حلقۂ درس میں حدیث قوموا الی سیدکم پر بحث چلی تو حضرت مولانا نے فرمایا کہ آپ لوگ اپنے اپنے دلائل بیان کیجیے۔ دیوبندی خیال کے طالب علموں نے کہا کہ یہاں قیام للاجلال مراد ہے۔ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لفظ قوموا جمع ہے اور حاجت ایک آدمی کے قیام سے بھی رفع ہو سکتی تھی تو سب کو قیام کا حکم اس امر پر دال ہے کہ یہ قیام تعظیمی کا امر تھا۔ نیز جب کہ موضوع مشتق ہو۔ اور قضیہ میں محمول کو موضوع پر حمل کیا جائے تو وہاں حمل کی علت موضوع کا مبدأ اشتقاق (مصدر) ہوا کرتا ہے۔ جیسے کہ الکاتب متحرک الاصابع میں تحرک اصابع کی علت کاتب کا مبدأ اشتقاق کتابت ہے۔ اسی طرح قوموا الی سیدکم میں قیام کی علت سید کا مبدأ اشتقاق سیادت قرار پائے گا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ قیام حضرت سعد کی سیادت ظاہر کرنے کے لیے کرایا گیا، جو کہ تعظیمی ہوا نہ کہ للاجلال۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب حضرت قبلۂ عالم کی زبان فیض ترجمان سے ایسے علمی نکات سن کر فرمایا کرتے تھے کہ سید صاحب زمانہ کے مقتدا ہوں گے اور باطنی ولایت میں یگانۂ روزگار ہونے کے علاوہ ظاہری علم و فضل میں بھی تمام ہمعصروں میں ملک ہند میں سبقت لے جائیں گے۔ بر موقعہ عرس مبارک حضور بابا گنج شکر مولوی غلام قادر صاحب نسب کو مع اپنے رفیقوں کے پاک پتن شریف میں مقیم ہوئے تو مولوی صاحب کے رفیق مولوی احمد دین کو بحالت خواب مشاہدہ ہوا کہ شیخ المشائخ حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ایک بلند مقام پر کھڑے ہیں۔ اور فرما رہے ہیں۔ کہ مولوی غلام قادر کو پاک پتن سے باہر نکال دو، ہم ناراض ہیں۔ صبح ہی مولوی احمد دین نے اپنا یہ واقعہ مولوی صاحب کو سنایا تو انہوں نے ایک دوسرے کو ٹال دیا۔ اور حضرت قبلۂ عالم گولڑوی کے حضور مع رفقاء آ پہنچے۔ حضرت مولانا فخر الدین صاحب قبلہ بھابھڑے والے بروایت قبلۂ عارفین حضرت خواجہ عبد الحکیم صاحب نوری آرام فرما صادق گنج ریاست بہاولپور بیان فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ عبد الحکیم رحمۃ اللہ علیہ اس موقعہ پر موجود تھے۔ اور فرماتے تھے کہ مولوی غلام قادر صاحب سے تو حضرت قبلۂ عالم نے فرمایا کہ مولوی صاحب! کیا یہ حدیث شریف صحیح ہے کہ مومن کی قبر روضۃ من ریاض الجنۃ ہوتی ہے۔ مولوی صاحب

نے عرض کیا، کہ بالکل درست ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ لفظ جنت کا اطلاق جب مومن کی قبر پر حدیث میں موجود ہے تو پھر اس کے دروازے پر لفظ بہشت کے اطلاق میں کون سا امر مانع ہے، مولوی صاحب نے کہا کہ اس لفظ کا بولنا تو جائز ہوا مگر یہ فرمایئے کہ پھر اس دروازہ کی ہی خصوصی شہرت کی کیا وجہ ہے؟ حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان ہے۔ کہ میں نے بچشم سر عالم ظاہر میں بجسم اطہر مع یہاں یار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی دروازہ سے ۶، محرم الحرام کو تشریف لاتے زیارت کی ہے۔ اس مقدس دروازے کی شہرت خصوصی کا یہ سبب ہے۔ اور تمام مشائخ کا اس پر اتفاق ہے۔ مولوی غلام قادر صاحب خاموش ہو گئے۔ حضرت قبلۂ عالم نے فرمایا کہ سلسلہ بیعت و رشد کے لیے کسی نہ کسی ظاہری شیخ سے بیعت کر لینا ضروری ہوتا ہے۔ مولوی غلام قادر صاحب نے عرض کیا۔ کہ میری بیعت بحالت خواب خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی ہے۔ ایک دفعہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے کامل فرمایا۔ اور دوسری دفعہ مکمّل (بصیغہ اسم فاعل) فرمایا تو لفظ مکمل سے میں اپنے مجاز ہونے کا یقین کر کے بیعت کرتا ہوں حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہونا و بیعت ہونا تو امر غیر ممکن نہیں ہے۔ مگر یہ فرمایئے کہ جب لفظ کامل و مکمل کی آواز آپ نے سنی کیا اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ کی صورت منورہ حاضر تھی۔ مولوی صاحب نے کہا، کہ نہیں صورت تو موجود نہ تھی حضرت قبلۂ عالم نے فرمایا۔ ممکن ہے کہ آواز ہی حضور کی نہ ہو (جیسا کہ تلک الغرانیق العلیٰ کے قصہ میں علماء سامعین کے اشتباہ کے قائل ہوئے ہیں) پھر یہ شک کہ صحیح سمجھا بھی کہ نہ۔ پھر یہ کہ جب بیداری میں غلطیاں واقع ہوتی ہیں تو بحالت خواب تو سماع میں غلطی ہونا زیادہ ممکن ہوا۔ (لوادر النزادر ص ۳۴۳) تو آپ محض ایسے خیال خام کے پیچھے لگ کر حضرات مشائخ کرام کی کیوں مخالفت کرتے ہیں۔ مولوی غلام قادر صاحب نے عرض کیا کہ حضرت ابوالحسن خرقانی بظاہر کسی شیخ سے بیعت نہ تھے۔ مگر آپ کا سلسلہ بیعت مشہور ہے۔ قبلۂ عالم نے فرمایا کہ اولاً تو یہی غلط مشہور ہے بلکہ آپ شیخ سے بیعت تھے اور سلاسل میں اُن کے شیخ کا نام مشہور موجود ہے اور پھر ان کی یہ شان تھی۔ کہ ایک دفعہ ان کی مزروعہ زمین کو خدا تعالیٰ نے سونا کر دیا تھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے مولا مجھے اس دنیا میں مبتلا نہ فرما۔ تو ان کی برابری کا دعوے مناسب نہیں۔ مولوی غلام قادر صاحب نے عرض کہ حضرت پیر سے کوئی آدمی ہی خالی نہیں ہوتا۔ قاعدہ پڑھانے والا بھی پیر، سیپارہ پڑھانے والا بھی پیر۔ فارسی پڑھانے والا بھی پیر الخ۔ حضرت قبلۂ عالم نے فرمایا کہ مولوی صاحب جناب نے تو اتنے پیر ذکر فرما دیے۔ پیر ایک عورت تھی اور را نجھے کے عشق مجازی میں مبتلا تھی۔ چوچک نے اپنے شیخ مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہیر کے اس مبتلائے عشق ہونے کا ذکر کر کے التجا کی کہ حضرت دعا فرمایئے۔ ہیر را نجھے کے عشق سے باز آجائے۔ حضرت مخدوم صاحب نے فرمایا۔ کہ پھر جب آؤ تو ہیر کو یہاں لے آنا۔ اُسے ذکر الٰہی کے مناسب معالجے سے درست کریں گے۔ چوچک نے جب ہیر سے اپنے

ہیر کے ہاں حاضری کے لیے کہا تو ہیر نے انکار کر دیا۔ کہ مجھے معذور تصور فرمایا جاوے۔ جب چوچک نے یہ ماجرہ شیخ سے عرض کیا۔ تو حضرت خود چوچک کے گھر تشریف لائے جب ہیر کے پاس تشریف لائے تو ہیر نے اپنے شیخ کے پاؤں کو بوسہ دیا۔ مگر اپنی دونوں آنکھیں ہاتھوں سے بند کر لیں۔ حضرت نے آنکھیں بند کرنے کا سبب دریافت فرمایا۔ تو ہیر نے عرض کیا۔ کہ قبلہ آپ بے شک ہمارے شیخ ہیں مگر میں قسم اٹھا چکی ہوں کہ جن آنکھوں سے رانجھے کو دیکھا ہے اب کسی دوسرے کو نہ دیکھوں گی۔ حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہیر کے اس استقلال پر فرمایا کہ یہ مجازی عاشقہ ہے۔ مگر افسوس کہ عشق الٰہی میں ایسے استقلال والے لوگ بہت ہی کم ملے ہیں۔ حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ مولوی صاحب ایک عورت کو اپنے مطلوب سے یہ محبت ہو۔ کہ کسی غیر کی طرف نظر کرنا پسند نہ کرے۔ اور جناب سینکڑوں مرشد بنائے پھرتے ہیں۔ ایسی خام باتوں کے پیچھے لگ کر تمام مشائخ طریقت کی مخالفت کرنا اہل علم کے ہرگز شایان شان نہیں۔ مولوی غلام قادر صاحب نے عرض کیا کہ حضور واقعی میں سخت غلطی میں مبتلا تھا۔ مجھے جناب ہی بیعت فرما لیں۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ آپ پہلی بیعتوں کے غلط ہونے کا اعلان کر دیں۔ مولوی صاحب نے اونچی جگہ کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ جو لوگ قبل ازیں مجھ سے بیعت تھے وہ بیعت باطل تھی۔ تو حضرت نے بیعت فرما لیا۔ اور اجازت بھی عطا فرما دی۔ مگر جب حضرت قبلہ دیوان سید محمد صاحب مرحوم کو اس واقعہ کی اطلاع ملی۔ تو آپ نے اس معاملہ کو پسند نہ فرمایا کہ اتنی جلدی مجاز کرنا مناسب نہیں۔ حضرت قبلۂ عالم نے فرمایا۔ کہ اس کی دل شکنی ملحوظ خاطر نہ ہوئی۔ اس کا نتیجہ عنقریب مولوی صاحب کی طرف سے ہی ظاہر ہو جائے گا۔ چنانچہ شیخ کامل کی فراست باطنی کا بیان فرمودہ نتیجہ چند دنوں بعد ہی یوں ظہور پذیر ہوا کہ مولوی غلام قادر صاحب نے اعلان کر دیا کہ میری کوئی بیعت نہیں ہے اور پھر اسی طرح آزادانہ طور پر حسب معمول تبلیغ اور تقریر میں مصروف رہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

مولوی اشرف علی صاحب امام پنجم و مصنف دیوبندی مذہب

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی تھانہ بھون کا باشندہ تھا۔ اور اس کے خاندان کے لوگ بھی اکثر سنی صحیح العقیدہ تھے۔ چنانچہ اپنے ماموں کے متعلق وہ خود لکھتا ہے۔ کہ ان کا مسلک ہمارے خلاف تھا۔

"ماموں صاحب کا مسلک ہم لوگوں کے خلاف تھا۔ صاحب سماع تھے۔ اور اس میں بھی غلو کا درجہ پیدا ہو گیا تھا۔ مگر باتیں ماموں صاحب کی بڑی حکیمانہ ہوتی تھیں۔ ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ میاں کہیں دوسروں کی جوتیوں کی حفاظت کی بدولت اپنی گٹھڑی نہ اٹھوا دینا۔" (یہ بھی حکیمانہ پیشگوئی تھی جو لفظ بلفظ پوری ہو کر رہی، کہ تھانوی صاحب دوسروں کو بدعتی، کافر کہتے کہتے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی توہین کر کے خود ایمان کی گٹھڑی اٹھوا بیٹھے''۔ مؤلف

دیکھو (افاضات الیومیہ تھانوی ج ۵ ص ۷۰ سطر ۱۱)

اور پھر لطف یہ کہ تھانہ بھون جو کہ دیوبندی مذہب کی اشاعت کا ایک کامیاب اڈہ تھا۔ اور مولوی اشرف علی تھانوی امام پنجم دیوبندی مذہب نے وہاں کے عوام و خواص کو اپنے دیوبندیانہ عقاید سے وابستہ کرنے کے لیے اپنی تمام مساعی مصروف کر رکھی تھیں، وہیں تھانہ بھون میں ہی دیوبندی مذہب کو برا سمجھنے والے صحیح العقیدہ مسلمان بھی ہمیشہ موجود رہے۔ جو کہ مولوی صاحب کی درپردہ اشاعت وہابیت دیوبندیت سے واقف تھے اور اس کو بداعتقاد تصور کرتے تھے۔ مولوی اشرف علی خود لکھتا ہے:

یہاں پر تھانہ بھون میں بھی حضرت سید صاحب تشریف لے آئے ہیں بحمد اللہ یہاں پر کوئی جماعت بدعتیوں کی نہیں ہے۔ ویسے ہی کچھ لوگ معمولی طریق پر اس خیال کے ہیں۔

(افاضات الیومیہ ج ا ص ۲۴۰ سطر ۲)

تھانوی صاحب نے مجبوراً تسلیم کر لیا۔ کہ کچھ لوگ اس خیال کے یہاں اب بھی موجود ہیں۔ اور تھانوی صاحب کا انہیں کچھ لوگ کہنا یہ بھی تعصب ہے۔ ورنہ تھانہ بھون کے اکثر مسلمان تھانوی صاحب کی بداعتقادی سے بیزار تھے۔ تھانوی صاحب مولوی یعقوب دیوبندی کا شاگرد ہے۔ اور باوجودیکہ اس نے دیوبند وغیرہ میں تعلیم حاصل کر کے اپنے اسلاف اہل اسلام کے عقاید سے روگردانی کر لی تھی۔ اور تمام مسلمانوں کو مشرک و کافر سمجھتا تھا۔ مگر اس نے نہایت چالاکی سے کام چلو کیا ہوا تھا۔ چنانچہ وہ سب سے اول کانپور کے ایک اسلامی مدرسہ میں ملازم ہوا تھا۔ تو وہاں کے لوگ چونکہ صحیح العقیدہ مسلمان تھے۔ لہٰذا تھانوی جی نے ان لوگوں کو اپنا گرویدہ بنانے کے لیے وہاں میلاد النبی اور قیام و سلام میں شریک ہونا شروع کیا اور پھر کافی عرصہ تک وہ بھی اسلامی اعمال جنہیں دیوبندی اور یہ مولوی صاحب بھی کفر و حرام کہتے ہیں، خود مولوی اشرف علی صاحب کرتا رہا۔ چنانچہ وہ خود لکھتا ہے:

حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نرمی کی ضرورت ہے۔ اس لیے بعض اوقات (عمل میلاد و قیام) میں بھی ان کی موافقت کرتا رہا۔ ایک زمانہ دراز اسی پر گذرا۔ اس کے بعد تجربہ سے وہ پہلا ہی طریق نافع ثابت ہوا۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۵۱۲ سطر ۱۱)

اس بیان میں بھی اس نے حقیقت پر پردہ ڈال کر غلط بیانی سے کام لیا ہے، کیونکہ ان صاحب کو جب حاجی امداد اللہ صاحب سے اعتقاداً کسی طرح بھی موافقت نہ تھی۔ ملاحظہ ہو بزرگان دیوبند کا تصوف'' تو پھر حاجی صاحب کے فرمان سے میلاد النبی و قیام و سلام کرنا ممکن ہی نہیں تھا۔ اور حقیقتاً یہ سب کچھ تقیہ تھا۔ اور مسلمانوں

پر وہابیت کے ڈورے ڈالے جا رہے تھے۔ پھر اس کا خود لکھنا کہ پھر وہی پہلا طریق ہی نافع ثابت ہوا۔ اس سے مزید معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ چند دن بعد ہی ان اسلامی عقاید کا منکر ہو گیا تھا۔ وہ یوں ہوا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کو جب مولوی اشرف علی کے یہ افعال معلوم ہوئے۔ تو اس نے اُسے ایک خط لکھا کہ میں نے سنا ہے کہ تم وہاں کانپور میں میلاد النبی پڑھتے ہو۔ اور قیام وسلام کر کے صلوتیں پڑھتے ہو۔ تو اشرف علی نے ان اعمال میں شریک ہونے کی جو وجہ ظاہر کی تھی وہ یہ تھی کہ اگر میں میلاد نہ پڑھوں تو" جو ان لوگوں کے عقاید و اعمال کی اصلاح کی گئی ہے۔ سب بے اثر اور بے وقعت ہو جائے گی، اس بد گمانی میں کہ یہ شخص تو وہابی ہے۔

دیکھو (تذکرۃ الرشید ج ا ص ۱۲۵)

اس سے بھی عیاں ہو گیا کہ اس کا کانپور میں شریک مجلس میلاد شریف ہونا محض تقیہ تھا نہ کہ حاجی صاحب کے فرمان کی تعمیل۔ مگر جب گنگوہی نے تھانوی صاحب کو دوبارہ ڈانٹا تو وہ ان اعمال اسلامی سے مکمل یک طرف ہو کر پورے طور پر دیوبندی وہابی مذہب کی تبلیغ میں مصروف ہو گیا۔ جب کانپور کے لوگ اس کی بد اعتقادی سے واقف ہوئے تو تمام اس سے بیزار ہو گئے۔ جب اس کو بھی معلوم ہوا کہ لکھنؤ میں دیوبندیت کا اڈہ جمانا اور ان لوگوں کو دیوبندی بنانا مشکل ہے تو اس نے وہاں سے ملازمت چھوڑ دی۔ اور تھانہ بھون میں ڈیرے ڈال دیے اور دیوبندیت کی تبلیغ شروع کر دی۔ چونکہ تھانہ بھون علماء سے دور افتادہ دیہاتی علاقہ تھا۔ اس لیے یہاں اس کا کام خوب چل نکلا۔ اور وہ دیوبندیت کا مستقل اڈہ بن گیا۔ گو اس تھانوی جی کا زمانہ بعد کا ہے، لیکن اس نے دیوبندی مذہب کی کافی اشاعت کی ہے، بلکہ دیوبندی وہابی مذہب کا تمام لٹریچر اسی کی ایجاد ہے۔ پھر پیری مریدی کے نام پر اس نے لوگوں کے ایمان ضائع کرنے میں بڑی کامیابی بھی حاصل کر لی تھی۔

یہ مولوی صاحب طبعاً اس قدر بخیل تھا کہ اس نے اپنے گھر سے شاید ہی کسی آدمی کو کچھ دیا ہو۔ خصوصاً روٹی دینے کے معاملے میں تو بخل کی انتہا نہ تھی۔ اور لوگوں سے ہدیے اور نذرانے وصول کرنے کی اچھی خاصی ترکیبیں جانتا تھا۔ اس نے ہی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کو پاگلوں اور حیوانوں جیسا بنایا ہے (جس کی تفصیل آئندہ آ رہی ہے) دیوبندی اس کو اپنے مذہب کا سب سے بڑا مجدد و حکیم الامت و امام مانتے ہیں۔ بلکہ پچھلے زمانے کے دیوبندی تمام اپنے سابقہ اماموں کی نسبت اشرف علی کے زیادہ معتقد ہیں۔ کیونکہ دیوبندی مذہب کے لٹریچر اور تحریری اشاعت کا سب کام اسی نے کیا ہے اور اس مذہب کے بانی و امام اول اسمٰعیل کی ناپاک کتاب "تقویۃ الایمان" میں مندرج شدہ عقاید کی سب سے زیادہ تبلیغ اسی نے کی ہے۔ کیونکہ اس نے پیری مریدی کے فریب میں سب دیوبندیوں کو اپنا گرویدہ کر لیا تھا۔ کچھ تصوف کے مسائل یاد کر رکھے تھے۔ ان کو بیان کر کے بعدہٗ اپنی وہابیت اور دیوبندیت کا شکار کیا کرتا تھا۔ صاحب موصوف کے نزدیک سب سے بڑا گناہ

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف منانا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اپنی گفتگو میں میلاد کرنے والوں کو بدعتی اور کافر کے الفاظ سے یاد کرتا۔ اور صوفیائے کرام کے عرس کرنے اور میلاد منانے والے سب مسلمانوں کو بدکار سمجھتا تھا اس نے کتابوں کی تصنیف و مذہبی اشاعت کے متعلق بھی ایک عجیب ہی طریقہ تجویز کیا کہ اس کے پاس ہمیشہ دو چار تنخواہ خوار مولوی ملازم رہتے تھے۔ جو کہ مختلف قسم کی عربی فارسی کتابوں کے اردو ترجمے کر کے ان ترجموں کو تھانوی صاحب کے سپرد کر دیتے اور وہ ان ترجموں کو اوّل سے آخر تک لفظ بلفظ دیکھ کر اس کتاب پر اپنا نام موٹے قلم سے اور ان کے لکھنے والے مولویوں کا نام باریک قلم سے لکھوا کر اس کتاب کو شائع کرا دیتا اور اس طرح وہ کتابیں مولوی اشرف علی کی مشہور ہو جاتی۔ چنانچہ اشرف علی کی بڑی بڑی کتابیں جمال الاولیاء انوار المحسنین اور اس قسم کے بہت سے رسائل اسی قسم کی چالاکی کا نتیجہ ہیں۔ ان کتابوں کے سرنامے دیکھنے سے اس کا یہ فریب بخوبی کھل جاتا ہے اور کچھ کتابیں اسی قسم کی ہیں کہ اس نے دو چار ماہنامے الامداد، المبلغ۔ النور جاری کیے ہوئے تھے۔ ان ماہوار رسالوں کے مدیر صاحبان مولوی شبیر علی، جمیل احمد وغیرہ کا سب سے بڑا کام یہی ہوتا تھا کہ یہ لوگ تھانوی کی حرکت پیشاب پاخانہ قول و فعل کو قلم بند کرنے میں مصروف رہتے۔ کیونکہ خود اس نے اپنے ملفوظات جمع کرانے کے لیے باقاعدہ ان لوگوں کو تنخواہ پر رکھا ہوا تھا۔ چنانچہ وہ خود بیان کرتا ہے۔

"میں نے ملفوظات ضبط کرنے والوں سے کہا۔ کہ تم پنسل کاغذ لے کر بیٹھ جانا"

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۲۰۵ سطر ۹)

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ملفوظات ضبط کرنے والے آدمی مقرر شدہ تھے جو کہ ہر وقت اس کے حکم کے منتظر رہتے اور وہ ان ملفوظات کو ان ماہوار رسالوں میں باقاعدہ شائع کرتے۔ مولوی اشرف علی ان اپنے ملفوظات کو اشاعت سے قبل لفظ بلفظ دیکھ لیتا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے ملفوظات افاضات الیومیہ میں خود اپنے قلم سے لکھتا ہے:-

الحمد للہ! آج شب جمعہ ۱۷ ربیع الاوّل کو ان ملفوظات ضبط کردہ حافظ صغیر احمد مرحوم پر نظر ثانی اصلاحی سے فراغ ہوا" فقط۔ اشرف علی تھانوی عفی عنہٗ (افاضات الیومیہ ج ۷، ص ۱۴۰ سطر ۲۰)

اور اسی افاضات الیومیہ کا ضبط کرنے والا ایک مولوی لکھتا ہے:-

اکثر حضرت اقدس کا معمول صبح کے وقت ملفوظات کو دیکھنے کا ہے۔ لیکن آج صبح کو ملاحظہ نہیں فرماسکے۔ مگر بعد عصر مکان پر اپنے ہمراہ لیتے گئے اور وہاں سے ملاحظہ فرما کر بعد مغرب میرے پاس پہنچا دیے۔ (افاضات الیومیہ ج ۷، ص ۱۴۰ سطر ۲۰)

معلوم ہوا کہ ملفوظات کا ہر لفظ تھانوی جی کی طرف سے تصدیق شدہ ہوتا تھا۔ اس طرح وہ ملفوظات جب

ایک جلد کو پہنچ جاتے تو ان کا باقاعدہ کتابی صورت میں جمع کر کے کتاب شائع کرا دی جاتی، چنانچہ افاضات الیومیہ وغیرہ اسی قسم کی تصنیفات سے ہیں۔ پھر ان کتابوں کی ضخامت بھی محض فضولیات و فحش قسم کی حکایات وغیرہ جمع کر کے بنائی گئی ہے۔ چنانچہ اس فضول قسم کے ملفوظات میں سے ایک ملفوظ کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

ملفوظ ۱۹۶ :- فرمایا ارادہ تھا کہ سویرے کھانا کھاؤں اور تھوڑی دیر آکر بیٹھوں، مگر دیر ہوگئی۔ کام بہت ہی ہے اس وجہ سے اس وقت بیٹھنا نہ ہوگا۔ یہ فرما کر حضرت والا مکان پر تشریف لے گئے اور مجلس خاص بوقت صبح موقوف رہی

(افاضات الیومیہ ج ۲ ص ۲۷ سطر ۱)

ناظرین کرام ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ تھانوی کے ملفوظات اس قسم کے ہی ہیں کہ آج کھانا دیر سے کھایا۔ آج انت اتر آئی، آج قبض کی شکایت۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

خود تھانوی کی لکھی کتابیں نہایت ہی غیر معتبر بہ تعداد میں ہیں۔ دو دو ورق کے رسائل کو موٹے موٹے ناموں سے مزین کر کے اس کی تصنیفی شہرت کے سامان بنایا گیا ہے۔ ہم پر بھی اس کی تصنیف کے ڈھول کا پول اس وقت کھلا جب کہ ہم نے دیوبندیت کے لٹریچر کو جمع کر کے اس پر غور و فکر سے نظر کی۔ تو معلوم ہوا کہ تصنیف کا تو نام ہی تھا۔ مگر ان رسائل میں دیوبندیت و خارجی وہابی عقاید کی تبلیغ و اشاعت کا فریضہ بخوبی سرانجام دیا گیا۔ تھانوی صاحب کے ہاں مزدوری پر کتابیں لکھے جانے کے سلسلہ میں وہ خود اقرار کرتا ہے۔

> ایک شخص نے خط لکھا کہ اہل باطل کی فلاں کتاب کا جواب لکھ دو۔ میں نے جواب میں لکھا کہ مجھ کو تو فرصت نہیں، تم خرچ برداشت کرو تو میں کسی عالم سے حق المحنت دے کر لکھوا دوں۔ اس پر اس نے لکھا کہ خدا کا خوف کرو۔ اس قدر دین فروش مت بنو۔
>
> (افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۴۱ ۵، سطر ۲)

نوٹ :- یہ دین فروشی کا قول بھی خالی از حکمت نہیں۔

حسین علی ساکن واں بھچراں ضلع میانوالی امام ششم دیوبندی مذہب

مولوی حسین علی صاحب قصبہ واں بھچراں ضلع میانوالی کے متوطن تھے، سنا گیا ہے کہ ان کے والد میاں محمد اور دادا میاں عبداللہ (ڈڈر) نہایت سادے قسم کے صحیح العقیدہ زمیندار لوگ تھے۔ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام کے پورے معتقد تھے۔ مگر مولوی حسین علی صاحب اپنے تعلیمی دور میں اپنے خاندان کی بدقسمتی سے مولوی مظہر صاحب دیوبندی کے پاس جا پھنسے تو مظہر صاحب نے مولوی صاحب کو وہابیت کے رنگ

میں پوری طرح زنگ کر بقایا کی تکمیل کے لیے رئیس الدیوبندیہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے پاس بھیج دیا۔ پھر کیا تھا۔ گنگوہی صاحب نے موصوف کو شرک و بدعت کا چلتا پھرتا کارخانہ بنا ڈالا۔ چنانچہ مولوی صاحب اہل اسلام کی تکفیر اور انبیائے کرام کی توہین خصوصاً سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کرنے میں تمام دیوبندیوں سے نمبر لے گئے۔ فی زمانہ مولوی غلام خان دیوبندی انہیں مولوی صاحب کا ہی تیار کردہ مجسمہ کفر باز مبارہے۔ مولوی حسین علی نے اپنے ابتدائی دور میں ضلع میانوالی کے مسلمانوں کو دیوبندی بنا کر اسلام سے منحرف کرنے کی کوشش کی تو علمائے ربانیین نے مولوی صاحب کے غیر اسلامی خیالات کا ذکر کے مختلف مقامات پر اسے ذلتیں دیں تقریباً ۱۹۲۰ء میں قصبہ واں بھچراں کے رؤسا ملک صاحبان نے مولوی حسین علی کے فتنہ کے مکمل استیصال کے لیے اپنے پیر و مرشد قبلہ علم و فضل و کعبہ رشد و معرفت حضور سیدنا و مرشدنا خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گولڑوی کی طرف رجوع کیا اور حافظ عالم خان و میاں شیر توم بھچر ساکن واں بھچراں گولڑہ شریف حاضر ہوئے۔ حضور پیر مہر علی شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے مناظروں کے لیے سفر کبھی نہیں کیا۔ البتہ اجمیر شریف کے عرس مبارک سے واپسی پر میں آپ کے ہاں اتروں گا۔ چنانچہ عرس سے واپسی پر آپ میاں والی اتر کر مریدین کے جم غفیر کے ساتھ واں بھچراں ورود فرما کر ملک مظفر کے مکان پر قیام فرما ہوئے۔ ملک صاحبان نے مولوی حسین علی کو بلوایا وہ دروازے سے بلائے ہوئے اپنے امدادی مولویوں کے ساتھ آگیا۔ اور جب وہ کافی دیر خاموش بیٹھا رہا تو خود پیر صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ کو اہل سنت سے کس عقیدے سے اختلاف ہے؟ اس نے کہا کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عطائی علم غیب نہیں مانتا۔ آپ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کی نفی پر آپ کے پاس جو سب سے بڑی دلیل ہو پیش کیجیے تاکہ تھوڑے وقت میں اسی پر ہی فیصلہ ہو جائے۔ مولوی حسین علی صاحب اپنے ساتھی مولویوں کو مکان سے باہر لے جا کر دلیل پیش کرنے کے مشورے کرنے لگا۔ کیونکہ وہ ابتدائی گفتگو میں ہی پیر صاحب علیہ الرحمۃ کے دریائے علم و فضل کی وسعتوں سے واقف ہو چکا تھا۔ اس نے بعد از مشورہ آکر آیت کریمہ وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا ھو پیش کی۔ حضور پیر صاحب نے فرمایا کہ آپ کا اس آیت پر ایمان ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا ایمان تصدیق کا نام ہے۔ اور تصدیق کی سات قسمیں ہیں۔ بعض مقبول اور بعض مردود۔ آپ کو کون سی تصدیق ہے۔ اسی سے ہم انشاء اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم غیب ثابت کیے دیتے ہیں۔ مولوی حسین علی ان علمی مباحث کی ابجد سے بھی ناواقف تھا۔ یہ سوالات اس پر ایک بجلی کی طرح گرے اور اس کے خرمن نجدیت کو خاکستر کر کے رکھ دیا۔ حضور پیر صاحب علوم کے امام اور فنون کے مجدد تھے۔ آپ نے علم غیب کے اثبات کے لیے ایک ایسی بحث کی بنیاد رکھ دی تھی کہ اگر کوئی صاحب علم و فضل پیر صاحب کی یہ علمی بحث سمجھ جاتا تو مسئلہ روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا۔ مگر مولوی حسین علی ایک رسمی مولوی تھا اور چند آیات رٹ رکھی تھیں۔ اس لیے وہ سخت پشیمانی کے عالم میں کبھی اٹھتا کبھی بیٹھتا۔ اس کے پیچھے والا ٹاٹ

بھیک گیا تھا واللہ اعلم وہ کیا ہوا۔ اور بالآخر لاجواب ہو کر چلا گیا اور پھر آج تک وہ اور اس کے سب احباء عزوا کابر نہ وہ قسمیں بنا سکے اور نہ عوام کو گمراہ کر سکے۔ سنا گیا ہے کہ اس کے۔ فقائے باہر کال کر اسے ملامت کی اور کہا کہ تو گھٹنوں میں سر دبا کر بھر اوپر کو کیا دیکھتا تھا۔ اس نے کہا میں نے ۔ہم روز حزب البحر پڑھی تھی ۔پیر صاحب کو شکست دینے کے لیے ہیں اس کی توجہ ڈالتا تھا۔ مگر اس کا اثر الٹا مجھ پر ہی پڑتا کہ مجھے پسینے پر پسینہ آئے جا رہا تھا۔

مولوی حسین علی صاحب کی تفسیر بلغۃ الحیران و تفسیر بے نظیر دیوبندی مذہب کی مایۂ ناز تفسیریں ہیں۔ جواہر القرآن گو غلام خان نے لکھی ہے۔ مگر وہ بھی اسے مولوی حسین علی صاحب کی تقاریر کا ہی استنباط بتاتا ہے۔

مولوی حسین علی ،علم غیب خدا تعالیٰ اور مسئلہ تقدیر کا منکر ہے اور اس کی تفسیر بلغۃ الحیران جس میں اس نے اپنے دیوبندیانہ و معتزلانہ عقاید کا صاف اظہار کیا ہے۔ یہ تفسیر تمام فرقہ دیوبندیہ کے نزدیک معتبر ہے۔ چنانچہ شیخ الحدیث دیوبندیہ کے یہ الفاظ اس کی توثیق میں کافی ہیں۔

وفی اثناء ذالک تتابعت تراجم القرآن وفوائده التفسيرية بعضها صحيحة من اهل الحق كتقريرات لترجمة القرآن افادها العالم العارف مولانا الشيخ حسين على الفنجابى طال بقاءه من تلامذة قطب العصر مولانا المحدث ابو مسعود رشيد احمد الكنكوهى الديوبندى الخ

(بتیمۃ البیان مقدمہ مشکلات القرآن مصنفہ مولوی انور شاہ کشمیری ص ۲۹ ، سطر ۲۰)

جس سے واضح ہے کہ عقاید مندرجہ بلغۃ الحیران سے تمام دیوبندیوں کا مکمل اتفاق ہے۔ اور آج کل کے بعض دیوبندیوں کا بلغۃ الحیران سے حیران ہو کر "تقیہ" کرتے ہوئے اپنے شیخ کے مندرجہ الفاظ کا لحاظ کرنا چاہیے۔ اور پھر اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے کہ مولوی حسین علی صاحب رئیس الوہابیہ گنگوہی صاحب کے مجاز خلیفہ ہیں۔ ان کی تفسیر کے حوالہ جات اسی کتاب میں ملاحظہ فرمائیے۔

عہ والاقسام للمسئولة مذكورة فى الفتوحات ولكن الديوبندية قوم لا يفقهون وان شئت انظر كتب التوجيه فيه

باب سوم
۳

باب سوم

شیطان کی شرارت اور اسلام میں مذہبی انتشار کا سب سے پہلا قدم

دنیائے اسلام میں مسلمانوں پر شرک و بدعت کا سب سے پہلا فتویٰ

دیوبندی مذہب کی مرکزی جماعت خارجی مذہب کی ابتدا اور خارجیوں کا سب سے پہلا خطرناک فتوے

دیوبندی مذہب اور وہابی مذہب کا سب سے بڑا اصول یہی ہے کہ یہ لوگ ہر معمولی سے معمولی بات پر عام مسلمانوں خصوصاً اولیائے کرام وصوفیائے عظام اور ان کے معتقدین کو بے دھڑک مشرک، کافر و بدعتی کہتے ہیں اور اپنے آپ کو توحید کا حامی اور مشائخ کرام کو توحید کا مخالف ظاہر کر کے بعض بھولے بھالے عوام مسلمانوں کو اپنی دیوبندیت کا شکار کرتے ہیں۔ دیوبندی، وہابی جماعت کے مکفرین مولوی مسلمانوں کو کافر مشرک و بدعتی کہنے کے اس اصول پر اس لیے سختی سے گامزن ہیں۔ کہ دیوبندی مذہب اور وہابی مذہب یہ ہر دو جماعتیں اپنے مخصوص انداز اور فریب دہ دلکش رنگ میں خارجی مذہب کی فروعی جماعتیں اور خارجی مذہب کا شعبۂ نشر و اشاعت ہیں۔ گو دیوبندیوں وہابیوں کو خوارج کے بعض اصولوں سے اختلاف بھی ہے اور یہ لوگ اپنے آپ پر حنفیت کا پردہ ڈال کر اپنے آپ کو خوارج کا مخالف بھی ظاہر کرتے ہیں۔ مگر خارجیوں نے ہی مسلمانوں کو بدعتی کہنے کا اصول تجویز کر کے اس کا ابتدائی تجربہ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور پھر امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر کیا تھا، کفار بتوں کے حق میں نازل شدہ آیات قرآنیہ کو حضرت عثمان غنی و حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما پر چسپاں کر کے حضرت عثمان و حضرت علی کو بدعتی کہتے اور آپ اہلِ توحید کہلاتے تھے۔ ایسا ہی آج کل دیوبندی وہابی لات و عزیٰ کے بارے میں نازل شدہ قرآنی آیات کو اولیاء اللہ اور ان کے مزاروں پر چسپاں کر کے انبیاء اور اولیاء اور اُن کے دلدادگان کو مشرک و بدعتی قرار دیتے ہیں۔ اس لیے عمدۃ المحققین علامہ

ابن عابدین فقہ احناف کی سب سے بڑی اور معتبر کتاب فتاویٰ شامی میں وہابیوں کو باغیوں خارجیوں میں شمار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اسلام کے باغی صرف وہی خارجی نہیں ہیں جنہوں نے سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا تھا بلکہ ابن عبدالوہاب نجدی کے متبعین (وہابیوں) کا بھی یہی حال ہے۔ کیونکہ یہ وہابی بھی صرف اپنے کو مسلمان اور اپنے مخالفین کو مشرک کہتے ہیں (پھر فرماتے ہیں) بعض محدثین کرام نے ان سب باغیوں کو کافر کہا ہے۔ (فتاویٰ شامی ج ۳ ص ۲۱۹ سطر ۴ مطبوعہ مصر باب البغاۃ)

خارجی مذہب

یہ مذہب ۳۷ھ میں بمقام صفین اس وقت پیدا ہوا تھا، جب کہ امیرالمؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ایک اجتہادی اختلاف کی بنا پر جنگ ہوئی۔ حضرت معاویہ کے شامی سپاہی عربی تلواروں کی تاب نہ لاتے ہوئے جب میدان سے بھاگنے لگے۔ تو حضرت معاویہ کے بعض فوجی افسران نے جنگ روکنے کی ایک تجویز کی اور قرآن کو نیزوں پر بلند کر کے حضرت امیرالمؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کے سپاہیوں کو روکنے کے لیے اعلان کر دیا کہ اے علی کے سپاہیو! یہ قرآن تمہارے اور ہمارے درمیان گواہ ہے۔ فی الحال جنگ بند کر دو، بعدہٗ کوئی تصفیہ کی صورت نکال لی جائے گی۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فوج سے مسعر بن تمیم اور زید بن حصین بیس ہزار کا لشکر لے کر جن میں ستر قاری بھی تھے، حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ ہماری رائے یہی ہے کہ جنگ بندی کر دی جائے۔ کیوں کہ قرآن کو نیزوں پر دیکھ کر ہم جنگ روکنے نہیں کر سکتے۔ حضرت علی نے فرمایا تمہاری مرضی مگر یاد رکھو کہ تمہیں دھوکہ دیا جا رہا ہے۔ مگر وہ لوگ جنگ روکنے پر اڑ گئے۔ حضرت علی نے جنگ بند کرا دی اور جب اسی گروہ کے جرنیل مسعر بن تمیم نے ثالثوں کے سپرد کام کر دیا تو یہی ستر قاری اور بیس ہزار کا لشکر حضرت علی کے خلاف ہو گیا۔ اور حضرت علی پر فتوے لگا دیا۔ کہ اِنَّ عَلِیًّا وَّ مُعَاوِیَۃَ قَدْ اَشْرَکَا فِیْ حُکْمِ اللّٰہِ تعالیٰ یعنی علی اور معاویہ مشرک ہو گئے۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو معلوم ہوا کہ وہی قاری صاحبان جو جنگ بند کرانے میں پیش پیش تھے وہی اب میرے خلاف آیات قرآنیہ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہ پڑھ کر مجھے مشرک، بدعتی کہہ رہے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کلمۃ حق ارید بہ الباطل کلمہ حق کا ہے مگر ان کی نیت بری ہے۔ کیونکہ قرآن کسی کو خواہ مخواہ مشرک نہیں کہتا۔ اس کے بعد یہ بیس ہزار کا لشکر حضرت علی کی فوج سے خارج ہو گیا۔ اسی وجہ سے ان کا نام "خارجی" مشہور ہوا یہ لوگ حروراء کے مقام پر

جمع ہو کر حضرت علی کے خلاف مشرک، اور بدعتی ہونے کی تبلیغ کرتے رہے اور انہوں نے اپنا مستقل مذہب بنا لیا۔ کچھ دنوں بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان خارجیوں سے معرکۃ الآرا جنگ لڑی جس میں سب خارجی مارے گئے۔ صرف نو آدمی بچے۔ جن میں سے دو خراسان، دو یمن، دو عمان، دو دریائے فرات کے کنارے اور ایک فافان چلا گیا۔ اور وہ ان ملکوں میں تبلیغ کرتے رہے۔ اب ساری دنیا کے دیوبندی اور وہابی انہیں نو آدمیوں کی تبلیغی سازشوں سے پیدا شدہ خوارج ہیں جنہوں نے خارجیوں کی بدنامی کے باعث محمدی اور دیوبندی کے پردوں میں اپنے خارجی مذہب کو چھپا رکھا ہے۔

وہابی مذہب

یہ مذہب محمد بن عبدالوہاب نجدی اور دشمنِ اسلام مسیلمہ کذاب کی قوم نجدی سعودیوں کی سازش سے پیدا ہوا تھا۔ اس مذہب کے امام ابن عبدالوہاب نجدی نے اس مذہب کو خارجی اصولوں پر استوار کر کے ۱۱۴۳ھ میں رائج کیا۔ اور گو اس کے ابتدائی عقائد ابن حزم ظاہری و ابن تیمیہ غیر مقلد حرانی و ابن قیم جوزی اپنے وقتوں میں پیدا کر چکے تھے، مگر ان کو باقاعدہ مرتب کر کے ایک مستقل مذہب کی شکل میں محمد بن عبدالوہاب نے ہی شائع کیا تھا۔ اس لیے یہ مذہب ابن عبدالوہاب کی طرف منسوب ہو کر "وہابی" کے نام سے مشہور ہو گیا۔ تفصیل کے لیے دیگر کامنہ وغیرہ کتب تاریخ ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔ یہاں مزید اطمینان کے لیے صرف ایک مایہ ناز عربی مؤرخ کی تحقیقات کا ایک اقتباس درج کر دینا کافی معلوم ہوتا ہے۔ وہابی مذہب کے متعلق ممالک عرب کے سب سے مشہور اور مؤرخ سید دحلان لکھتے ہیں

> ابتدائے ظہور وے درسن ہزار یک صد و چہل و سہ (۱۱۴۳ھ) بود و در سال ہزار یک صد و پنجاہ (۱۱۵۰ھ) امر وے اشتہار یافت الی قولہ و از جملہ امیران شرق کہ بنصرت دعوت او قیام بلیغ نمودند محمد بن سعود امیر درعیہ بود و بعد از وے پسرش عبدالعزیز و بعد از اں سعود و بعد از اں سعود بن عبدالعزیز و ایں سعودیاں از نسل بنی حنیفہ مسیلمۃ کذاب بودند و بعضے از مشائخ ابن عبدالوہاب کہ در مدینہ مطہرہ بودند در اوان تعلیم وے می گفتند کہ ایں شخص عنقریب گمراہ می گردد و گمراہ مے گرداند۔ الخ۔

(فتوحات اسلامیہ مصنفہ سید دحلان مفتی مکہ معظمہ ج ۲ ص ۲۰۶ سطر ۲۳ مطبوعہ و مترجمہ ہرات)

یعنی اس وہابی مذہب کے بانی ابن عبدالوہاب نے اپنا وہابی مذہب ۱۱۴۳ھ میں ایجاد کیا۔ پھر یہ

مذہب ۱۱۵۰ھ میں خوب مشہور ہوگیا۔ اس مذہب کو سب سے اول قبول کرنے اور اس کی تبلیغ میں سرگرم ہونے والے بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کی قوم کے سعودی نجدی تھے۔ انہیں شاید اپنے قومی مقتدا مسیلمہ کذاب کے صحابہ کرام کے ہاتھوں مارے جانے کی وجہ سے مسلمانوں سے سخت دشمنی بھی تھی۔ جب ابن عبدالوہاب نے تمام مسلمانوں کو مشرک قرار دے کر ان کا قتل حلال قرار دیا تو سعودیوں کو مسلمانوں سے جنگ کرنے کا یہ نادر موقع ہاتھ آگیا۔ اور وہ سب کے سب اس کا مذہب قبول کرکے وہابی ہوگئے اور توحید کی آڑ میں وہابیوں کے علاوہ سب مسلمانوں کو مشرک و بدعتی کہہ کر ان سے جنگ لڑنے اور ان کے قتل کے لیے آمادہ ہوگئے۔ محمد بن عبدالوہاب قبیلہ بنی تمیم سے ۱۱۱۱ھ میں بمقام عُیینہ، ملک نجد میں پیدا ہوا تھا۔ اس کی وفات ۱۲۰۶ھ میں بتائی جاتی ہے۔ اس حساب سے اس کی کل عمر ستانوے سال ہوتی ہے۔

مؤرخ بطرس اپنے جغرافیہ میں ابن عبدالوہاب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ ابن عبدالوہاب نے اپنی تعلیم شیخ محمد سلیمان کردی شافعی اور شیخ محمد حیات سندھی سے حاصل کی تھی۔ اس کے تعلیمی دنوں میں بھی بزرگ اپنے نور فراست سے فرمایا کرتے تھے کہ یہ لڑکا ملحد اور بے دین ہوگا۔ کیونکہ زمانۂ تعلیم میں بھی اس کا شغل کچھ اس قسم کا خطرناک تھا۔ کہ یہ اکثر و بیشتر باغیانِ اسلام و دشمنانِ توحید و رسالت، مسیلمۃ الکذاب و اسود عنسی وطلحہ اسدی وغیرہ کذابین مدعیان نبوت کے حالات سے دلی محبت و قلبی اشتیاق رکھتا اور اکثر ان کے حالات کے مطالعہ میں خوشی محسوس کرتا تھا، چند روز بعد ہی اس نے عربی تعلیم غیر مکمل صورت میں چھوڑ کر باغیان اسلام خارجی علماء سے میل جول پیدا کر لیا۔ اور کچھ مدت تک خارجی مذہب کے مطالعہ کے بعد اس نے خارجی مذہب کی تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔ مگر اسے اس میں کامیابی کی وجہ نظر نہ آئی کہ لوگ اس مذہب سے عموماً متنفر تھے۔ اس لیے اس نے ابن تیمیہ کی کتابوں سے فائدہ اٹھا کر خارجی مذہب کو ابن تیمیہ وغیرہ کے رنگ میں شائع کرنے کی ضرورت محسوس کی اور خارجی مذہب کو نئی شکل دے کر "وہابی" مذہب کے رنگ میں کام کرنا شروع کر دیا۔ پھر اس نے "خارجی مذہب" کے اعتقادات کو باقاعدہ طور پر منظم کر کے اس سلسلہ میں کتاب التوحید "کشف الشبہات" وغیرہ کتابیں لکھیں۔ سب مسلمانوں کو مشرک و کافر قرار دے کر اہل اسلام کا قتل حلال کر دیا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:۔

وعرفت ان اقرارهم بتوحيد الربوبية لم يدخلهم في الاسلام وان قصدهم الملئكة والاولياء يريدون شفاعتهم والتقرب الى الله بذالك هو الذي احل دمائهم واموالهم (کشف الشبہات مصنفہ ابن عبدالوہاب بانی وہابی مذہب ص ۶ سطر ۷ مطبوعہ مصر)

اس نے زیادہ زور اس بات پر دیا کہ روضۂ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے سفر کرنا شرک ہے۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مجبورِ محض ہیں۔ وہ کوئی نفع نہیں دے سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی غیب کا کوئی علم نہیں جو آپ کے لیے ساری دنیا کا علم غیب مانے وہ مشرک ہے۔ کسی امام کی تقلید کرنا یا کسی بزرگ کا قول ماننا شرک اکبر ہے۔ اور چونکہ اس زمانہ کے عام مسلمان حضرات انبیائے علیہم السلام اور اولیائے کرام سے محبت رکھتے ہیں، یہ محبت کرنا بھی شرک فی المحبۃ ہے اس لیے ضروری ہے کہ وہ لوگ انبیاء اور اولیاء سے نفرت ظاہر کریں۔ ورنہ وہ کافر ہیں۔ ان کو قتل کر دیا جائے۔ ان کی عورتیں چھین کر بلا نکاح استعمال کی جا سکتی ہیں۔ ابن عبدالوہاب نے جب یہ فتنہ اٹھایا تو اس کے مذہب کو کسی نے قبول نہ کیا۔ وہ ایک دفعہ مدینہ عالیہ میں آیا تو علمائے عرب نے اس سے معرکۃ الآراء مناظرہ کر کے مسجد نبوی کے باہر اس کو ایسی ذلت دی کہ وہ لاجواب ہو کر شب کو مفرور ہو گیا۔ جب اُسے کامیابی نظر نہ آئی تو اس نے مسیلمہ کذاب کے حامیوں کو ساتھ ملانے کی کوشش کی۔ سب سے اول مسیلمہ کذاب کی قوم سے درعیہ کا زمیندار ابن سعود اس کی تبلیغ سے متاثر ہوا۔ جو کہ سعودیوں کے نام سے مشہور ہیں بعدہٗ ابن سعود اور ابن عبدالوہاب نے چند اور ڈاکو قسم کے باغی عنصر کو اپنے ساتھ شامل کر کے باقاعدہ ایک لشکر بنا لیا اور آس پاس کے علاقوں پر ڈاکہ زنی شروع کر دی۔ کچھ علاقوں پر قبضہ کر کے پھر حرب کے علاقے پر متواتر ڈاکے ڈال کر اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ ۱۲۱۶ھ میں عرب میں "وہابی" حکومت قائم کر لی۔ اور مکہ معظمہ اور مدینہ عالیہ کے تمام علمائے ربانیین و اولیائے کرام اہل سنت و جماعت کو بر سرِ بازار قتل کرایا۔ خاتون جنت فاطمۃ الزہراء و ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ و اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس مزارات کو اولاً توپوں سے اڑا دیا۔ پھر عام لوگوں کو جمع کر کے ان کے سامنے ان مزاروں پر گھوڑے چڑھائے اور پیشاب و گندگی سے ان مزارات کو ملوث کرایا (الامان والحفیظ) جب حرمین شریفین کی یہ بے ادبی اور اہل اسلام پر یہ مظالم ان نجدی درندوں نے نہایت خوشی سے کیے۔ یہ حالت دیکھ کر محمد علی پاشا والی مصر سے نہ رہا گیا۔ اس نے ترکوں سے مشورہ کیا۔ ترکوں نے محمد علی پاشا کو ازحد غیرت دلائی کہ وہ کون سا وقت ہے کہ اہل اسلام کے مقدس مقامات کعبہ معظمہ و مدینہ عالیہ کو ان وہابیوں کے پنجۂ استبداد سے آزاد کرایا جائے گا۔ کیا علمائے حرمین کا قتل، صحابہ کرام کے روضوں کی بے عزتی، سیدزادیوں کی عصمت دری کسی مسلمان سے برداشت ہو سکتی ہے۔ چنانچہ والی مصر نے ۱۲۲۷ھ میں وہابیوں پر چڑھائی کر دی مصر کے مسلمانوں نے دشمنان اسلام خارجیوں کو چُن چُن کر ختم کر لیا۔ مکہ معظمہ اور مدینہ عالیہ کے مسلمانوں نے خوشی کے نعرے لگائے۔ والی مصر نے کعبہ معظمہ و روضۂ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہایت قیمتی ریشمی چادریں چڑھائیں۔ تمام مسمار شدہ مزارات کو دوبارہ تیار کرا کے مزین کرایا۔ عرب میں مکمل امن و امان قائم ہو گیا۔ ان معرکوں میں اکثر وہابی خارجی مارے گئے مگر چند ایک وہابیوں نے بظاہر اسلام قبول کر کے اپنا بچاؤ کر لیا۔ درحقیقت وہ وہابی ہی

رہے (یعنی منافق) اور خفیہ طور پر اپنی تبلیغ میں کوشاں رہے۔ بعدہٗ دوبارہ وہابیوں نے تنظیم کرکے عرب پر قبضہ کر لیا۔ اور آج تک وہی سعودی عرب میں سعودی حکومت کے نام سے "وہابی حکومت قائم کئے ہوئے ہیں۔

لعل اللّٰہ یحدث بعد ذالک امرًا

ہندوستان میں وہابی مذہب کا داخلہ

محمد علی پاشا کے حملہ سے چونکہ کچھ وہابی بچ گئے تھے۔ وہ عرب میں اپنی تبلیغ میں سرگرمی سے کام کرتے رہے اس لیے جو لوگ بیرونی ممالک سے حج کے لیے عرب جاتے وہ "وہابی" بیرونی لوگوں کو خارجیت سے متاثر کرنے کی کوشش کرتے اور سب حاجیوں کو وہابی مذہب کی دعوت دیتے کہ کسی طرح یہ مذہب دوسرے ممالک میں رائج ہو جائے۔ چنانچہ ہندوستان سے سید احمد صاحب ساکن بریلی ۱۲۴۲ھ میں حج کو گئے تو وہابیوں کے پھندے میں آ گئے۔ اور حج سے جب واپس ہوئے، ان کو ہندوستان میں وہابی تبلیغ کے فریضہ کو انجام دینے کے لیے مولوی اسماعیل وہابی دہلوی اچھا کارکن پسند آیا۔ سید صاحب مولوی اسماعیل کو ساتھ لے کر تبلیغ میں مصروف ہو گئے۔ سیّد احمد صاحب خود تو پیر بن گئے۔ ہر وقت "چپ شاہ" بن کر لوگوں کو مریدی میں پھنساتے۔ مولوی اسماعیل سے وعظ کراتے۔ مولوی اسماعیل ہندوستان کے سب مُسلمانوں کو مشرک و بدعتی کہتا اور جو لوگ پھنس جاتے، ان کو سیّد احمد صاحب کا مرید کرا دیتا۔ مولوی اسماعیل سے پہلے ہندوستان میں کوئی بھی وہابی نہ تھا۔ مولوی اسماعیل نے وہابی مذہب کو شائع کرنے کے لیے وہابی مذہب کی سب سے پہلی اردو کتاب "تقویۃ الایمان" تصنیف کر کے ہندوستان میں ایک دائمی فتنہ و فساد کی بنیاد ڈال دی کہ آج تک دیوبندی و سُنی اختلاف کا سلسلہ سب اسی "تقویۃ الایمان" کی بدولت لوگوں کی تباہی کا باعث بن رہا ہے۔ پھر اس "تقویۃ الایمان" کی تعلیمات سے متاثر ہونے والے وہابیوں کے دو گروہ بن گئے۔ ایک گروہ تو ائمہ اربعہ کی تقلید سے بالکل منحرف ہو کر غیر مقلد ہو گیا جس کی سرپرستی سید احمد صاحب کے خلیفوں عبدالحق بنارسی، عبداللہ صفی پوری، نذیر حسین دہلوی و ضیاء الدین وغیرہ نے کی۔ چونکہ خود سیّد احمد صاحب غیر مقلدیت کی طرف راغب تھے۔ اس لیے سیّد صاحب کی حیات میں ہی سیّد صاحب کے اہل سنت و جماعت حنفی ساتھیوں پر بھی بوجہ سیّد صاحب کی رفاقت کے غیر مقلدیت و وہابیت کا رنگ چڑھ گیا تھا۔ اور ائمہ اربعہ کے انکار کا جذبہ پیدا ہو کر گاہے بگاہے بحث و تمحیص کی شکل بھی اختیار کر لیتا تھا۔ چنانچہ سیّد صاحب کا ازحد معتقد مؤرخ غلام رسول مہر لکھتا ہے:۔

سیّد صاحب کلکتہ میں بحری سفر کا انتظام فرما رہے تھے تو ایک موقعہ پر مولوی عبدالحق و مولوی رجب علی و منشی مرزا جان لکھنوی کے درمیان تقلید و عدم تقلید پر بحث ہوئی تھی۔ (سیرت سید احمد مصنفہ غلام رسول مہر ج ۲ ص ۱)

دوسرا گروہ بظاہر حنفی رہا مگر تقویۃ الایمان وغیرہ وہابی اعتقاد پر ایمان لایا۔ اس گروہ کی سرپرستی محمد قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، اشرف علی تھانوی وغیرہ دیوبندیوں نے کی۔ پہلے طبقہ نے اپنے کو "محمدی"۔ "اہل حدیث" "وہابی" وغیرہ مختلف ناموں سے مشہور کیا اور دوسرے گروہ نے اپنے کو "دیوبندی"۔ "اہل توحید" وغیرہ ناموں سے منسوب کیا۔ گو یہ دونوں پارٹیاں الگ الگ نظر آتی ہیں۔ مگر اعتقادات میں سب متحد ہو کر مسلمانوں کو بدعتی اور مشرک کہنے میں آج تک سرگرم عمل ہیں اور پھر "دیوبندی" "وہابی" اپنے "خارجی وہابی" ہونے کے خود بھی معترف ہیں جن کا ذکر قریب ہی آرہا ہے۔

دیوبندی مذہب

مسلمانوں پر خارجی مذہب کی سازش کا اثر

"دیوبندی مذہب" "وہابی مذہب" کا وہ خطرناک گروہ ہے کہ جو لوگ ائمہ اہل سنت کے مقلد ہونے کے مدعی ہیں۔ بظاہر وہابیوں کی طرح ترک تقلید وغیرہ نہیں کرتے۔ بعض اعمال میں بھی حنفیوں سے مشابہت رکھتے ہیں۔ اس لیے عام مسلمان بہت آسانی سے ان کے فریب میں آجاتے ہیں۔ مگر حقیقۃً تمام اعتقادات متعلقہ توحید و رسالت اور بعض اعمال میں بھی "دیوبندی" "وہابیوں" سے متحد ہیں۔ جمہور اہل اسلام کو سلف صالحین کے عقائد سے برگشتہ کرنے ان کو وہابی بنانے اور بزرگان سلف کو مشرک و بدعتی کہتے ہیں "دیوبندی" اور "وہابی" ہر دو جماعتیں مکمل طور پر دو قالب اور ایک جان ہو کر سرگرم عمل ہیں۔ دیوبندی۔ وہابی خارجی سازش سے متاثر ہونے والے ان لوگوں کا نام ہے جنھوں نے ہندوؤں سے میل جول اور انگریزوں کی حکومت کی مذہبی آزادی سے فائدہ اٹھا کر خارجیت کی تبلیغ کی ہے۔

"دیوبندی مذہب" کا بانی اسماعیل غیر مقلد دہلوی ہے۔ اسی وجہ سے اس فرقہ کا نام پہلا "اسماعیلی مذہب" تھا۔ مگر چونکہ بعدہٗ اس مذہب کا مرکز مدرسہ دیوبند بن گیا اور دیوبند سے ہی اس کا عام رواج ہوا۔ اس لیے اب یہ مذہب "دیوبندی مذہب" کے نام سے عام مشہور ہے۔

"دیوبندی مذہب" کا بانی مولوی اسماعیل صاحب اولاً غیر مقلد خارجی تھا۔ اور اس نے خارجی مذہب کے مرکز نجد سے وہابی مذہب کی ہدایات لے کر ہندوستان میں ابتداءً اس مذہب کی تبلیغ شروع کی تھی۔ رفع یدین وغیرہ کا از حد پابند تھا۔ اس نے دہلی وغیرہ کے گرد و نواح میں غیر مقلد قسم کے کچھ لوگ پیدا بھی کر لیے تھے۔ مگر چونکہ ہندوستان میں عام مسلمان صحیح العقیدہ تھے۔ اس لیے ان کو وہابی بنانے میں اسماعیل کو کوئی نتیجہ خیز کامیابی نہ ہوئی۔ حضرت شاہ

عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسماعیل کی تردید کرائی۔ سرحدی علاقہ کے علماء نے اسماعیل سے مناظرہ کر کے اس کو صاف شکست دی۔ تو اسماعیل نے اپنی چالاکی سے کام لے کر اپنے آپ کو بظاہر حنفی بنا لیا۔ اور حنفیت کے پردے میں وہابی عقاید کی ایک جماعت پیدا کر لی جو کہ ابتداءً "اسماعیلی" کے نام سے مشہور ہوئی اور بعدہٗ وہ فرقہ ایک مستقل "دیوبندی مذہب" کے نام سے مروّج ہو گیا۔ اس کی تفصیل "اسماعیل" کے بیان میں گزر چکی ہے۔ اس دیوبندی مذہب کے عقاید از حد خطرناک ہیں۔ دیوبندیوں کے عقاید اسلامی عقاید سے قطعاً لگاؤ نہیں رکھتے۔ بلکہ دیوبندی مذہب خارجی جماعت کا ایک گروہ ہے۔ جو کہ حنفیت کے رنگ میں اہل اسلام کو اپنا شکار کر رہا ہے۔ کیونکہ "دیوبندی" عقیدہ کے ذمہ دار امام اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم عقاید میں "وہابیوں" سے مکمل طور پر متحد ہیں۔ تو دیوبندیوں کا اقراری وہابی ہونا خود ان کے ذمہ دار افراد کے بیانات سے واضح ہے۔ "وہابی" فرقہ اسلام کا باغی فرقہ ہے۔ چنانچہ احناف اہل سنت کے مایہ ناز امام علامہ ابن عابدین نے فتاویٰ شامی ج ۳، ص ۳۱۹ میں وہابیوں کو باغیان اسلام خارجیوں میں شمار کیا ہے۔ تو "دیوبندی" بھی بوجہ "وہابی" ہونے کے باغیان اسلام اور خارجیوں میں سے ہوئے۔ کیونکہ خود دیوبندی کے ذمہ دار اماموں کو اپنے وہابی ہونے کا اعتراف ہے۔

دیوبندی وہابی اور غیر مقلد وہابی مذہباً و اعتقاداً متحد ہیں؟

دیوبندیوں کی زبانی وہابیوں کی تعریفیں اور دیوبندیوں کا اقرار کہ ہم بھی وہابی ہیں۔

تمام دنیا کے مسلمانوں کو وہابی بنانے کیلئے اشرف علی تھانوی کی سرگرمیاں

"میں تو کہا کرتا ہوں کہ اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو، سب کی تنخواہ کر دوں پھر خود ہی سب وہابی بن جائیں۔" (افاضات الیومیہ تھانوی حصہ ۳ ص ۱۱۶، سطر ۸)

مولوی اشرف علی صاحب کا اقراری وہابی ہونا

دیوبندیوں کے امام اشرف علی نے جب کانپور میں ملازمت کی تو وہاں تقیہ کر کے میلاد شریف کے قیام و سلام میں شریک ہوتا رہا۔ کیونکہ وہاں کے سب لوگ سنی تھے اور دیوبندیت کا چلنا مشکل تھا۔ مگر جب رشید احمد گنگوہی کو معلوم ہوا تو اس نے اشرف علی کو ڈانٹا کہ سنا ہے کہ تم کانپور میں قیام و سلام و میلاد کی مجلسوں میں شریک ہوتے ہو۔ اور حلوے کھاتے ہو۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ تو اشرف علی نے یہ جواب لکھا:

"الحمد للہ کہ میں نہ یہاں کسی کا محکوم ہوں نہ کسی سے مجبور، مگر پوری مخالفت کر کے قیام دشوار ہے گو اب

بھی یہاں کے بعض علماء مجھ کو "وہابی" کہتے ہیں اور بعض بیرونی علماء بھی یہاں آکر لوگوں کو سمجھا گئے ہیں کہ یہ شخص وہابی ہے۔ اس کے دھوکہ میں مت آنا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دینی مضرت یہ کہ جوان لوگوں کے عقاید و اعمال کی اصلاح کی گئی ہے۔ سب بے اثر اور بے وقعت ہو جائے گی۔ اس بدگمانی میں کہ یہ شخص تو وہابی ہے

(تذکرۃ الرشید۔ حصہ اول ص ۱۳۵)

نوٹ:۔ مولوی اشرف علی صاحب کی اس تحریر سے اس کا اقراری وہابی ہونا بھی ظاہر ہوگیا اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ رافضیوں کی طرح دیوبندیوں میں تقیہ کا عام مشغلہ ہے کہ یہ لوگ اپنی دیوبندیت کو صیغۂ راز میں رکھنے کے لیے سب کچھ کر گزرتے ہیں۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا صاف اقرار کہ ہم دیوبندی اور وہابی عقاید میں متحد ہیں

"عقاید میں سب متحد مقلد و غیر مقلد ہیں۔ البتہ اعمال میں مختلف ہوتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

(فتاویٰ رشیدیہ حصہ ۲، ص ۱۰، سطر ۱۴)

تمام دیوبندیوں کا فیصلہ

اگر کوئی ہندی شخص کسی کو وہابی کہتا ہے۔ تو یہ مطلب نہیں کہ اس کا عقیدہ فاسد ہے۔ بلکہ یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ سنی حنفی ہے۔

(المھند مصنفہ و مصدقہ تمام مولویاں فرقۂ دیوبندیہ ص ۹، سطر ۱۲)

نوٹ:۔ یہ کتاب المھند ہندوستان کے تمام دیوبندیوں اور دیوبندی مذہب کے تمام ذمہ دار اماموں نے متفقہ طور پر تصنیف و تصدیق کر کے شائع کی ہے۔ اس کتاب پر تمام دیوبندیوں کے دستخط موجود ہیں۔ اور یہ ان کی ایک مایہ ناز کتاب ہے۔ اس میں دیوبندیوں کا یہ کہنا کہ سنی حنفی وہی ہو سکتا ہے۔ جو وہابی ہو تو دیوبندیوں کا وہابی ہونا روز روشن کی طرح واضح ہو گیا۔

وہابی ہونا دیوبندیوں کیلیے بہت بڑی نعمت ہے

چاہے فاسق یا کہ بے غیرت کہیں یا وہابی اور بے ملت کہیں۔ اپنے حق میں صیقل زنگار ہے۔

(تقویۃ الایمان و تذکیر الاخوان ص ۵۲، ۳، سطر ۱۵)

وہابی ہونا متبع سُنّت ہونے کی نشانی ہے

اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں

(فتاوےٰ رشیدیہ حصہ ۲ ص ۱۴۱، سطر ۹)

وہابی ابن عبدالوہاب کے متبعین کا لقب ہے

اس لقب کے یہ معنیٰ ہیں کہ جو شخص مسلک میں ابن عبدالوہا

کا تابع یا موافق ہو (امداد الفتاویٰ ج ۵، ص ۳۴۳، سطر ۱۵)

دیوبندیوں کا اقرار کہ وہابیوں کے عقائد عمدہ ہیں

محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقاید عمدہ تھے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۱، ص ۱۱۱، سطر ۱۷)

دیوبندیوں وہابیوں کو اپنی قوت معلوم نہیں

دیوبندیوں وہابیوں کو اپنی قوت معلوم نہیں.... ... یہ ایسی بات ہے جیسے کہ مشہور ہے کہ بھیڑیے کو اپنی قوت معلوم نہیں۔ (افاضات الیومیہ ج ۵ ص ۲۵۰، سطر ۱)

نجدیوں کے عقاید اچھے ہیں

نجدی عقاید کے معاملہ میں تو اچھے ہیں۔

(افاضات الیومیہ تھانوی حصہ ۴، ص ۶۳، سطر ۱۰)

نجدیوں کے عقاید پختہ ہیں

خدا معلوم کیا ذہن میں آیا ہو گا جس کی بنا پر یہ کہا گیا ویسے تو عقاید میں نہایت ہی پختہ ہیں۔ (افاضات الیومیہ تھانوی حصہ ۴ ص ۷۷، سطر ۲)

حنفی کفر کی پیداوار ہیں

اہل حدیث حنفی ...... یہ امتیں جہالت کی پیدا کی ہوئی ہیں الخ

(خطبات مودودی ص ۷۶)

جاہلیت بمعنی کفر دیکھو: (تجدید و احیائے دین مودودی ص ۷۶)

اہل سنت و جماعت کے چار مصلے برے ہیں

جو چار مصلے جو مکہ معظمہ میں مقرر کیے ہیں۔ لاریب یہ امر زبون ہے۔

(سبیل الرشاد رشید احمد گنگوہی ص ۲۱، سطر ۷)

وہابی مذہب کی بنیادی کتاب تقویۃ الایمان پر دیوبندیوں کا مکمل ایمان

تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب

(۱) کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے۔ اور رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اور احادیث سے ہیں۔ اس کا رکھنا، پڑھنا، اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ اور موجب اجر کا ہے (فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۲۰، سطر ۶)

(۲) حضرت مولانا شہید صاحب کا فیض عام نہ تھا۔ مگر تام تھا۔ تقویۃ الایمان کا طرز اس کا شاہد ہے۔

(افاضات ج ص ۴۰۰)

(۳) مولوی اسماعیل صاحب عالم متقی اور بدعت کو اکھاڑنے والے اور سنت کو جاری کرنے والے الخ

(فتاوی رشیدیہ ج ۱، ص ۲۱)

نوٹ:۔ وہابیوں کے خارجی ہونے کی یہ بھی ایک واضح دلیل ہے کہ خارجیوں کا فرقہ حفصیہ صرف اقرار توحید نجات کے لیے کافی سمجھتا ہے۔ اقرار رسالت کو ضروری نہیں سمجھتا (غنیۃ الطالبین باب فرق ضالہ ص ۹۷) اور وہابیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اگر کوئی لا الہ الا اللہ پڑھے اور محمد رسول اللہ کا قائل نہ ہو۔ تو وہ امیدوار نجات ہے۔ (رسالہ اہلحدیث کے امتیازی مسائل مصنفہ مولوی عبداللہ روپڑی ص ۷) خارجی بھی یہی کہتے ہیں کہ من عرف اللہ وکفر بما سواہ من رسول وجنۃ فھو بری من شرک (غنیۃ الطالبین ص ۹۷)

معلوم ہوا کہ وہابی خارجی ہیں اور دیوبندی مذہباً مکمل طور پر وہابیوں سے متحد ہیں۔ اور ان کا حنفی کہلانا صرف دھوکہ اور محض فریب کاری ہے۔ تو دیوبندی اقراری وہابی ہوئے۔ اور بقول علامہ شامی وہابی خارجی ہیں۔ تو حد اوسط نکال دینے کے بعد نتیجہ واضح ہے کہ دیوبندی خارجی ہیں۔ نیز معلوم ہوگیا کہ "دیوبندی" "تقویۃ الایمان" کے مصنف کے مقلد ہیں۔ تقویۃ الایمان پر ان کا مکمل ایمان ہے اور جس قدر عقاید تقویۃ الایمان میں درج ہیں مثلاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑے بھائی کے برابر ہونا حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور حضرات اولیائے کرام کو چمار سے بھی ذلیل سمجھنا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مٹی میں مل گیا ہوا سمجھنا، نبیوں کا مقام بس گاؤں کے ایک چوہدری کے برابر سمجھنا، مشائخ و بزرگان کے سلسلوں کو بیہودہ بدعت بتانا، تمام اولیاء اللہ کے معمولات عرس، گیارہویں، میلاد شریف، وظیفہ یا رسول اللہ و عظمت و احترام انبیائے کرام کو کفر و شرک بتانا، وغیرہ۔ ان سب ناپاک و غیر اسلامی عقاید پر دیوبندیوں کا مکمل ایمان ہے۔ حالانکہ تمام دنیا کے مسلمان تقویۃ الایمان کے ناپاک عقاید کو نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور اہل سنت وجماعت کے علمائے کرام نے تقویۃ الایمان میں درج شدہ عقاید کو کفریہ اور غیر اسلامی بتایا۔ نمونہ کے طور پر علمائے عرب کے فیصلے ملاحظہ کر لینا کافی ہے۔ جو کہ چند سطور کے بعد پیش ہو رہے ہیں۔

دیوبندی مصنفین کے وہابیوں غیر مقلدوں کی طرفداری میں ائمہ اہل سنت وجماعت احناف پر ناپاک حملے

وہابی فرقہ اپنے عقاید و طرز عمل کے لحاظ سے یعنی اہل اسلام پر شرک و بدعت کی فتویٰ بازی کے مخصوص

اندازسے خارجیت کا پورا پورا تفصیلی نقشہ ہے۔ چونکہ دیوبندی مولوی بھی مسلمانوں کو کفر، شرک اور بدعت کی چکی میں پیسنے کے لیے وہابیت کا ہی ایک تبلیغی شعبہ ہیں اور دیوبندیت کو نجدیت، غیر مقلدیت نے کافی فروغ دیا ہے۔ اس لیے جن اکابر سلف صالحین، ائمہ اہل سنت نے وہابیوں کو خارجیوں میں شمار کیا ہے۔ آج کل کے دیوبندی ان ائمہ احناف کو سب وشتم پر بھی اتر آئے ہیں اور جس طرح غیر مقلدین سیدنا حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بدگوئی کیا کرتے ہیں۔ اسی طرح اب دیوبندی مولوی بھی ائمہ احناف و فقہائے کرام پر زبان درازی شروع کرکے اپنی غیر مقلدیت کا پورا پورا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ فقہائے احناف میں حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کا جو مقام ہے وہ آپ کی مایہ ناز کتاب ردالمختار فتاویٰ شامی کی مقبولیت عامہ سے ظاہر ہے۔ بڑے بڑے فقہائے احناف آپ کے خوشہ چین ہیں۔ حضرت امام ابن عابدین نے فتاویٰ شامی میں وہابیوں کو خارجیوں میں لکھا ہے۔ بعض ناعاقبت اندیش دیوبندیوں نے حضرت ابن عابدین پر بھی زبان درازی شروع کردی ہے۔ چنانچہ فیروزالدین دیوبندی اپنے رسالہ "آئینہ صداقت" کراچی (جو کہ شانِ دیوبند میں تصنیف کیا گیا ہے) میں امام احناف کے متعلق لکھتا ہے۔

"ابن عابدین شامی نے حکومت کے اثر سے ان غریبوں (وہابیوں) کو بدنام کیا۔ اور ان کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم کرکے اپنی دنیا سنبھالی۔ بُرا ہو اس دنیا پرستی اور سنہری سکوں کا جس کے عوض شامی نے نجدیوں کو دل کھول کر بدنام کیا ہے۔ شامی نے یہ سب کچھ محمد علی پاشا کے حکم سے اور اس کی دولت کے اثر سے لکھا ہے۔ الخ (آئینہ صداقت ص ۴۵)

ان ظالم دیوبندیوں نے علامہ ابن عابدین پر دولت پرستی کا الزام لگا کر کس قدر اپنی گندی ذہنیت کا ثبوت دیا ہے۔ چونکہ خود فیروزدین صاحب نجدی سکوں پر حقیقت فروخت کر چکے ہیں۔ اس لیے صاحب مذکور نے اپنی پیٹ پرستی بحال رکھنے کے لیے علامہ ابن عابدین مرحوم پر ایسا نازیبا اتہام باندھ کر اکابرین احناف کے متعلق بہت بڑی جرأت کی ہے۔ خیر یہ تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ الاناء یترشح بما فیہ مگر ہم اتنا ضرور عرض کردینا چاہتے ہیں کہ اگر وہابیوں کو برا کہنا ہی پیٹ پرستی ہے اور دنیا پرستی کی دلیل ہے۔ تو پھر فیروزدین صاحب کے سب اکابر دیوبندی مولوی بھی حرام خور ثابت ہوں گے۔ چنانچہ تمام دیوبندی مولویوں کی مصدقہ اور آخری فیصلہ کن کتاب "المہند" جس پر محمود حسن دیوبندی، مولوی احمد حسن امروہی، مولوی عزیزالرحمٰن دیوبندی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی عبدالرحیم رائے پوری، مولوی حبیب الرحمٰن دیوبندی، مولوی کفایت اللہ دہلوی۔ مولوی عاشق الٰہی وغیرہ سب دیوبندیوں کی مہر و تصدیق موجود ہے۔ مولوی خلیل احمد امام دیوبندی مذہب کی اس کتاب کی یہ عبارت ملاحظہ ہو۔

سوال :- محمد بن عبدالوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا مسلمانوں کے خون اور ان کے مال و آبرو کو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔ اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ الخ

جواب :- ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے۔ جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے۔ اور خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام علی (علیہ السلام) کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے۔ اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قید بناتے ہیں۔ آگے فرماتے ہیں ان کا حکم باغیوں کا ہے۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ ہم ان کی تکفیر صرف اس لیے نہیں کرتے کہ یہ فعل تاویل سے ہے۔ اگرچہ باطل ہی سہی۔ اور علامہ شامی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے۔ جیسا کہ ہمارے زمانے میں ابن عبدالوہاب نجدی کے تابعین سے سرزد ہوا۔ کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے۔ مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدے کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بنا پر انہوں نے اہلسنت اور علمائے اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی۔ الخ (المہند مطبوعہ دیوبند ص ۱۹)

اور پاکستانی دیوبندیوں کے تازہ رسالہ "چراغ سنت" میں لکھا ہے کہ:

"اس قسم کے وہابی لوگ ہمارے نزدیک خارجیوں کی قسم سے ہیں۔ شامی نے لکھا ہے کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیرو نجد سے نکلے" الخ (چراغ سنت قصور ص ۱۳۳)

اس عبارت میں تمام دیوبندیوں نے علامہ شامی کی عبارت کو حجت مانا ہے اور وہابیوں کو خارجیوں میں لکھا ہے اور مولوی حسین احمد صدر دیوبند نے الشہاب الثاقب کے ص ۶۷ پر وہابیوں کو طائفہ شنیعہ اور ص ۶۸ پر غیر مقلدین فاسقین اور ص ۶۹ پر وہابیہ خبیثہ اور ص ۴۴ پر ابن عبدالوہاب کو فاسق العقیدہ لکھا، اور صدر دیوبند مولوی انور شاہ کشمیری لکھتا ہے۔

اما محمد بن عبدالوهاب النجدی فانه كان رجلا بليدا قليل العلم فكان يسارع الى الحكم بالكفر

(مقدمہ فیض الباری مصنفہ انور شاہ ج ۱ ص ۱۷۱)

کیا یہ دونوں صدر دیوبند اور دیوبند کا یہ سب آدمی کا آدھا ہی حرام خور تھا۔ علامہ شامی کو ہیٹ پرست کہنا اور ابن عبدالوھاب کی حمایت دیوبندیوں کے لیے کس قدر وبال جان ثابت ہوئی۔

دیوبندیوں و غیر مقلدوں کی بنیادی کتاب تقویۃ الایمان کے متعلق مکہ معظمہ و مدینہ عالیہ کے علمائے کرام کی فیصلہ کن رائے

لاشك فی بطلان المنقول من تقویۃ الایمان بکونہ موافقا للنجدیۃ ومأخوذا من کتاب التوحید لقرن الشیطان۔۔۔۔ ومولف ھذا الکتاب دجال کذاب استحق اللعنۃ من اللہ تعالیٰ وملٰئکتہ واولی العلم وسائر العلمین۔ الخ

ترجمہ:۔ تقویۃ الایمان میں منقول عقاید بے شک باطل ہیں۔ کیونکہ وہ شیطانی گروہ نجدیوں کی کتاب التوحید مصنفہ ابن عبد الوہاب کے بالکل موافق ہے اور اس کتاب کا مصنف (مولوی اسماعیل صاحب) دجال اور جھوٹا ہے۔ (وہ اسماعیل) اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور سب جہان والوں سے لعنت کا مستحق ہے۔

دستخط علمائے مکہ معظمہ

عبدہ شیخ عمر — احمد دحلان مفتی مکہ معظمہ — عبدہ عبد الرحمٰن — محمد المکی مفتی مکہ

دستخط علمائے مدینہ طیبہ

السید ابو سعود الحنفی المفتی مدینہ عالیہ — محمد بالی — سید یوسف العربی — سید ابو محمد طاہر الصدیقی

ابو السعادات محمد — عبد القادر وتیاوی — مولوی محمد اشرف خراسانی ولایتی — شمس الدین بن عبد الرحمٰن

(مجموعہ پنجال بر تشکر دجال مطبوعہ لاہور ص ۶۸ از انوار آفتاب صداقت۔ ص ۴۳۵)

نوٹ:۔ ہر ذی فہم پر دیوبندیوں کا وہابی ہونا روز روشن کی طرح واضح ہو چکا کہ جس طرح مولوی اسماعیل صاحب کو اہل سنت وجماعت کے اکابرین علمائے کرام کو دجال بتاتے ہیں، دیوبندی اس کو مجدد و پیشوا مانتے ہیں۔ اس کی کتاب "تقویۃ الایمان" کو علمائے اسلام باطل اور شیطانی سازش بتاتے ہیں۔ مگر دیوبندی تقویۃ الایمان کو عین اسلام سمجھتے ہیں۔ تو کیا اب بھی دیوبندیوں کو اپنے اہل سنت وجماعت کہلاتے ہوئے اور عوام کو دھوکہ دینے کے لیے اپنی وہابیت سے انکار کرتے ہوئے کوئی فریب کاری کام دے سکتی ہے؟

غیر مقلد وہابیوں کی باہمی کفر بازی اور اُن کی اندرونی پارٹیاں

یہ امر تو کسی سے بھی مخفی نہیں کہ وہابی اپنے سوا سب مسلمانوں کو کافر مشرک بدعتی کہنے میں ہروقت مصروف کار ہیں خیر یہ تو کوئی تعجب کی بات نہ تھی۔ کیونکہ خارجیوں کا طریقہ ہی یہی ہے کہ وہ مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی کہیں مگر لطف تو یہ ہے کہ وہابی ایک دوسرے کو بھی کفر بازی کی مشین میں پیس دینے سے گریز نہیں کرتے مثال کے طور پر دیکھیے، ہندوستان کی غیر مقلد وہابیوں کی دو پارٹیاں مشہور ہیں۔ ایک ثنائی جس کا سرگروہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری تھا۔ اور دوسری غزنوی جس کا سرپرست مولوی عبدالاحد خان پوری تھا۔ ان ہر دو وہابی پارٹیوں نے ایک دوسرے کو بڑے فخر سے کافر کہہ کر فتوی بازی کی ہے۔ نمونہ کے طور پر مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق مولوی عبدالاحد صاحب خان پوری کا یہ فتوی ملاحظہ ہو:

(۱) ثناء اللہ خارج ہے بہتر فرقہ سے اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں اور بدتر ہے روافض و خوارج اور مرجیہ اور قدریہ سے۔ الخ

(۲) پس ثناء اللہ کی توبہ بھی قبول نہ کی جاوے۔ اگر حکم شریعت کا جاری ہو۔ یا سلطنت اسلامیہ ہو۔ اور بجز قتل کے کوئی سزا نہ ہو۔ کیونکہ عقاید اس کے بھی زنادقہ کے ہیں۔ اور توبہ بھی اس کی منافقانہ ہے

(القول الفاصل مصنفہ مولوی عبدالاحد امام غیر مقلدین مطبوعہ ساڈھورہ ص ۳۴ سطر ۲ ۱۶)

غیر مقلد اہلحدیث وہابیوں پر بدعتی ہونے کا فتوی خود اہلحدیثوں کی طرف سے

پنجاب کے اہلحدیث وہابیوں کا پیشوا مولوی عبدالاحد خان پوری اپنے علاوہ تمام اہلحدیث جماعت جن کا کلوتی پیشوا مولوی ثناء اللہ امرتسری ہے کے متعلق لکھتا ہے۔

مولوی ثناء اللہ کے بدعات کا زہر کل جماعت میں اثر کر گیا ہے۔

(القول الفاصل الفارق بین الکاذب فی دعوٰے اہل الحدیث والصادق حصہ ۲ ص ۲)

(مصنفہ مولوی عبدالاحد غیر مقلد وہابی)

پھر مولوی عبدالاحد غیر مقلد تمام پنجاب کے غیر مقلد وہابیوں کو مخاطب کر کے لکھتا ہے۔

آپ ہمارے نزدیک بدعتی ہیں اور بدعتیوں کی جماعت کو منتفرق کرنا نیک نیتی اور اطاعت اللہ اور

رسول کی ہے۔ (القول الفاصل حصہ ۲ ص ۳)

غیر مقلدوں کا دیوبندیوں پر مشرک ہونے کا فتویٰ

دیوبندی فرقہ کے لوگ حنفی مقلد کہلاتے ہیں۔ اب غیر مقلدوں کا فیصلہ دیکھیے۔ مولوی اقتدار احمد غیر مقلد اپنے مولوی ثناء اللہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے:

شرک کی اک شاخ ہے تقلید
تو نے بھی کہا ثناء اللہ

(فتاویٰ ثنائیہ حصہ اول ص ۳۲)

مودودی دیوبندی وہابیوں کا برادران اعتقادی دیوبندیوں وہابیوں پر فتوائے کفر

اہلحدیث حنفی دیوبندی بریلوی شیعہ سنی

یہ امتیں جہالت کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ (خطبات مودودی ص ۷۶)

مودودی صاحب نے لفظ جہالت استعمال کیا ہے۔ اب دیکھیے کہ ان کے نزدیک جہالت سے کیا مقصود ہوتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ اسلام اور جاہلیت کی اصولی و تاریخی کش مکش کو اچھی طرح سمجھ لیا جاوے۔ (تجدید و احیائے دین ص)

دیکھیے یہاں جاہلیت اسلام کے مقابلہ میں مذکور ہے جو کہ مودودی کی اصطلاح میں بمعنی کفر استعمال ہوتی ہے۔

دوسرے دیوبندیوں کا فتویٰ کہ مودودی دیوبندی بدعتی ہیں!

مارچ ۱۹۶۳ء میں مودودی صاحب نے نجدی سعودی حکومت کے کرایہ پر پاکستان میں اپنی جماعت کا وقار بنانے اور سعودی حکومت کی شہرت کے لیے پاکستان میں تیار شدہ غلاف کعبہ معظمہ کو شہر بشہر ریل کے ڈبہ میں رکھ کر پھرا کر زیارت کرانے کی سکیم چلائی تو غیر مودودی دیوبندیوں نے مودودی دیوبندیوں پر بدعتی ہونے کا فتویٰ جڑ دیا عبارت ملاحظہ ہو:

غیر ملکی دھاگے سے بنے ہوئے کپڑے میں تقدیس کیسے۔۔۔ ہو گئی جس کی بنا پر عوام کو یوں ضعیف الاعتقاد بنایا جا رہا ہے (الی قولہ) ایسی تعظیم و تکریم جس کی اسلام نے اجازت نہ دی ہو۔ اور وہ فطرت انسانی کے منافی ہو۔ ایک ایسی بدعت ہے جس سے مختلف راستے کھل جانے کا اندیشہ ہے۔

(مولوی احمد علی لاہوری کا رسالہ خدام الدین ۲۹ مارچ ۱۹۶۳ء)

دیوبندیوں کا اپنے اعتقادی بھائی وہابیوں پر فتویٰ کہ یہ فرقہ پلید اور اسلام کا باغی ہے

صدر دیوبند مولوی حسین احمد دیوبندی اہلحدیث وہابیوں کے متعلق لکھتا ہے کہ:

"وہابیہ خبیثہ یہ صورت نہیں نکالتے ہے" (الشہاب الثاقب ص ۶۹)

فرقہ دیوبندیہ کی مایہ ناز کتاب المہند میں اہلحدیث وہابیوں کا یہ فتوےٰ ملاحظہ ہو۔

"ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے۔ (الیٰ قولہ) ان کا حکم باغیوں کا ہے الخ"

(المہند ص ۱۸)

دوسرے دیوبندیوں کا فتویٰ کہ مودودی دیوبندی کافر ہیں

یہ جماعت (اسلامی مودودی) اپنے اسلاف (یعنی مرزائی) سے بھی مسلمانوں کے دین کے لیے زیادہ ضرر رساں ہے　(کشف حقیقت مصنفہ مولوی سعید احمد مفتی سہارن پور ص ۸۸)

فرقہ دیوبندیہ کے مایہ ناز امام مولوی احمد علی لاہوری کے مرتبہ فتاوے جات میں مودودی صاحب کے متعلق فیصلہ کیا گیا ہے کہ ایسے شخص کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل رکھنا اسلام کی توہین ہے۔

(حق پرست علماء مصنفہ احمد علی لاہوری ص ۱۱۵)

وہابیوں و دیوبندیوں کی باہمی بدعت بازی، کافر سازی کے بعد اب مزید فتوے جات ملاحظہ فرمایئے:

کفر کی مشین

دیوبندیوں کی باہمی کفر بازی اور ان کی اندرونی پارٹیاں

دیوبندی خوارج کی اپنی جماعتی پوزیشن غیر مقلدین سے بھی زیادہ قابل رحم ہے۔ عرس کرنے والے، یارسول اللہ پڑھنے والے، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر کہنے والے اور آپ کے خداداد علم غیب پر ایمان لانے والے جمہور اہل اسلام کو کافر، مشرک، بدعتی کہنے میں تو خیر دیوبندی سب سے پیش پیش ہیں ہی مگر لطف یہ ہے کہ پاک و ہند کے کفر ساز دیوبندی عالموں اور مفتیوں نے باہمی ایک دوسرے کو کافر بنانے میں بھی ایک مثال قائم کر دی ہے

مثلاً دیکھیے کہ اس وقت دیوبندیوں کی تین مشہور پارٹیاں بن چکی ہیں۔ ایک قاسمی جس کے سرگروہ ملاں منظور سنبھلی، حسین احمد دیوبندی، اعزاز علی دیوبندی، کفایت اللہ صاحبان وغیرہ ہیں۔ دوسری غلام خانی جس کا پیشوا حسین علی ساکن واں بھچراں کا شاگرد غلام خان دیوبندی ہے۔ تیسری مودودی جس کا پیشوا مولوی مودودی ہے۔ یہ ہر سہ پارٹیاں یقیناً دیوبندیوں و وہابیوں کی ہیں۔ مگر دیکھیے کہ ان دیوبندیوں نے بھی باہمی کفر کی مشین کو کیسی سرگرمی سے چالو کر رکھا ہے۔ مثال کے طور پر مودودی دیوبندیوں پر قاسمی دیوبندیوں کا یہ فتوےٰ ملاحظہ ہو:

مودودی دیوبندی پارٹی کے متعلق مُفتی دیوبند کا قابلِ دید فتوای

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ جو جماعت علامہ مودودی کی جماعت اسلامی ہے۔ ان کی کتابیں پڑھنی چاہئیں یا نہیں؟ اور ان پر عمل کرنا چاہیے یا نہیں؟ اور جو بہت سے آدمی یہ کہتے ہیں کہ یہ جماعت دیوبندیوں کے خلاف ہے تو وہ باتیں کون سی ہیں جو ہمارے خلاف ہیں۔ وہ ہمیں بھی بتلا دیجیے۔ تاکہ ہم لوگ بھی اس سے بچیں۔ بینوا و توجروا۔

احافظ ظہور احمد پیش امام مسجد دربار والی قصبہ شاہ پور۔ ضلع مظفر نگر یو۔پی ۱۳ مارچ ۱۹۵۱ء

الجواب:۔ اس جماعت کی کتابیں عوام کو نہ پڑھنی چاہئیں اور نہ جماعت میں داخل ہونا چاہیے۔ مودودی صاحب کے مضامین اور کتابوں میں بہت سی باتیں ایسی ہیں۔ جو اہل سنت و جماعت کے طریقہ کے خلاف ہیں۔ صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین کے متعلق ان کا اچھا خیال نہیں ہے۔ احادیث کے سلسلہ میں بھی ان کے خیالات ٹھیک نہیں ہیں۔ بے عمل مسلمانوں کو بھی وہ مسلمان نہیں سمجھتے ہیں۔ غرض بہت سی باتیں ہیں جو خلاف ہیں۔ اس لیے مسلمانوں کو اس جماعت سے علیحدہ رہنا چاہیے۔

الکتبہ السید مہدی حسن غفرلہ ۲۴ ربیع الثانی ھ

افسوس ہے کہ میں ضیق وقت سے مجبور ہوں۔ ورنہ اہل اسلام کے سامنے پیش کرتا۔ جو زہر کہ اس جماعت کی جانب سے شہد میں ملا کر مسلمانوں کے سامنے لایا گیا ہے۔ اس لیے بالاختصار اس قدر عرض کرتا ہوں۔ کہ میرے نزدیک یہ جماعت اپنے اسلاف یعنی مرزائیوں سے بھی مسلمانوں کے دین کے لیے زیادہ ضرر رساں ہے۔

(محمد اعزاز علی امروہی غفرلہ (مفتی دیوبند) ۱۹ جمادی الثانیہ ۱۳۷۰ھ)

المؤید فخر الحسن غفرلہ مدرس دار العلوم دیوبند

(کشف حقیقت مطبوعہ دیوبند۔ ص ۸۸)

مودودی مسلمان نہیں زندیق ہے دجّال ہے

(مولوی احمد علی لاہوری دیوبندی کا فتوٰے)

ایسے شخص کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل رکھنا اسلام کی توہین ہے۔

(حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی۔ مصنفہ مولوی احمد علی لاہوری دیوبندی ص ۱۱۵)

(مودودی) مبتدع اور ملحد زندیق ہے (کتاب مذکور ص ۱۳)

میری سمجھ میں ان تیس دجالوں میں ایک مودودی ہے۔ (کتاب مذکور ص ۹۷)

مودودی کی ابن الوقتی

دیوبندیوں اور وہابیوں کی ابن الوقتی مشہور ہے۔ دیوبندیوں میں دیوبندی اور اپنے منہ کہے بدعتیوں میں بدعتی بن جانا یہ تو سب دیوبندیوں کا متفقہ کارنامہ ہے۔ ان کے بڑے بڑے امام بھی پیسہ کمانے کے لیے کیسی ابن الوقتی سے سرفراز ہوتے ہیں۔ مولوی مودودی صاحب دیوبندی وہابی کے متعلق خود ان کے گھر کے ایک دیوبندی عقیدہ کے آدمی کے خیالات ملاحظہ ہوں۔

مولانا مودودی کے خیالات بدلتے کچھ وقت نہیں لگتا۔ اگر آج کسی کی تعریف کر رہے ہیں تو کل اسی چیز کی مذمت برائی بیان کریں گے کہ گویا وہ دنیا کی سب سے بری چیز ہے۔ ایک مثال ملاحظہ فرمایئے۔

مولانا موصوف چند برس پہلے شاہ سعود آف سعودی عرب کے بارے میں فرماتے ہیں "نالائق حکمران اپنے دین کے مرکز میں رہنے والوں کو ترقی دینے کی بجائے صدیوں سے گرانے کی پیہم کوشش کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے اہل عرب کو علم، اخلاق، تمدن غرضیکہ ہر اعتبار سے پستی کی انتہا تک پہنچا کر چھوڑا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ وہ سرزمین جہاں سے کبھی اسلام کا نور تمام عالم میں پھیلا تھا۔ آج اسی جاہلیت کے قریب پہنچ گئی ہے جس میں "اسلام سے پہلے مبتلا تھی۔ اب نہ وہاں اسلام کا علم ہے اور نہ اسلامی اخلاق ہے۔ نہ اسلامی زندگی ہے۔ بہت سے لوگ اپنا ایمان بڑھانے کی بجائے الٹا کھو آتے ہیں۔ وہی پرانی مہنت گری جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کے بعد جاہلیت کے زمانہ میں کعبہ پر مسلط ہو گئی تھی اور جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر ختم کیا تھا۔ پھر تازہ ہو گئی ہے۔ حرم کعبہ کے منتظم اب پھر اسی طرح مہنت گر بن کر بیٹھ گئے ہیں۔ خدا کا گھر اب ان کے لیے جائداد بن گیا ہے۔ اور اس گھر سے عقیدت رکھنے والوں کو آسامی سمجھتے ہیں۔ مختلف ملکوں میں بڑی بڑی تنخواہ پانے والے بڑے ایجنٹ مقرر ہیں تاکہ آسامیوں کو گھیر گھیر کر بھیجیں۔ یہ بنارس اور ہردوار کے پنڈتوں کی سی حالت اس دین کے نام نہاد خدمت گزاروں

اور مرکزی عبادت گاہ کے مجاوروں نے اختیار کر رکھی ہے۔ جس نے جہنت گری کے کاروبار کی جڑ کاٹ دی تھی۔ بھلا جہاں عبادت کرانے کا کام مزدوری اور تجارت بن گیا ہو۔ جہاں عبادت گاہوں کو ذریعہ آمدن بنا لیا گیا ہو۔ ایسی جگہ عبادت کی روح کہاں رہ سکتی ہے۔ (خطبات مولانا مودودی طبع ہفتم ۱۹۵ - ۱۹۷) پہلے تو مودودی صاحب کے یہ خیالات تھے۔ لیکن جب اس حاکم نے آپ کو زر خرید دوست خاص بنا لیا تو اپنے خیالات کو یکسر بدل دیا۔ مولانا سعودی عرب گئے، تو شاہ سعود کے دربار میں یوں گویا ہوئے" ہم جلالۃ الملک کو ان کے پاکستانی بھائیوں کا سلام پہنچاتے ہیں جو جلالۃ الملک کو کتاب و سنت کا حامی سمجھتے ہیں۔ اور انہیں پوری توقع ہے کہ جلالۃ الملک کے ہاتھوں اسلام از سر نو تازہ ہوگا۔

(ایشیا ۵ فروری ۱۹۶۲ء) اسماعیل لائل پور (ماخوذ نوائے وقت ۱۷ اپریل ۱۹۶۳ء)

مودودیوں کا اقرار کہ دیوبندی اور ہم انبیاء و اولیا و سلف کی توہین کرنے میں برابر کے حصہ دار ہیں

دیوبندیوں نے جب مودودیوں پر الزام لگایا کہ تم نے صحابہ کی توہین کی ہے تو اس کا جواب مودودی ان الفاظ میں دیتے ہیں:

"اگر حالات کا جائزہ لینے اور تاریخی واقعات بیان کرنے سے کسی دور کی توہین ہو جاتی ہے۔ تو اس ارتکاب توہین سے کون بچا ہے۔

ایں گناہیست کہ در شہر شما (دیوبند) نیز کنند

(جائزہ ص ۴۰)

قاسمی و تھانوی دیوبندیوں پر مودودی دیوبندیوں کا ایک اور پُر اسرار فتویٰ

جن دیوبندیوں کے کفریات پر ہندوستان کے علمائے اہل سنت نے گرفت کی تھی۔ مودودی صاحب اُس کی تائید کرتے ہوئے اور قاسمی و تھانوی دیوبندیوں کی غیر اسلامی عبادات کو کفریات ماننے کی تائید کرکے مودودی دیوبندیوں کا مابہ ناز ابن اصلاحی پُر اسرار الفاظ میں قاسمی و تھانوی دیوبندیوں پر کفر کا فتوے صادر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

مولانا اسماعیل شہید کی تقویۃ الایمان وغیرہ پر کیوں نہ نظر ثانی کرائی اور جب دیوبندیوں کے خلاف امکان کذب باری وغیرہ پر کفر کے فتوے نکلے تھے۔ تو کیوں نہ اکابر دیوبند کی کتابیں ایک کمیٹی کے حوالہ کی گئیں۔ جس میں بریلی کو پچاس فیصدی نمائندگی ہوتی۔ (ترجمان القرآن صفر ۱۳۷۱ھ ص ۳۰)

پھر جن علمائے اسلام عرب وعجم نے اکابرین دیوبندیہ پر اُن کے کفریات کے سبب کفر کا فتوے لگایا تھا، ان علمائے اسلام کی تائید کرتے ہوئے امین احسن صاحب لکھتے ہیں۔

ان کو مطمئن کرنے کی صورت تو صرف یہ تھی کہ ترجیح الساجح کی تیاری میں مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم (بریلوی) کو بھی برابر کا حصہ ملتا　　(ترجمان القرآن بحوالہ مذکورہ)

نیز دیوبندی کفریات سے بیزاری ظاہر کرتے ہوئے اصلاحی صاحب لکھتے ہیں:

الغرض انہوں (مودودی صاحب) نے جب سے قرطاس وقلم کا مشغلہ اختیار کیا ہے۔ ان کو اپنے گردو پیش سے ایک چومکھیا لڑائی لڑنی پڑی ہے۔ حنفی اور اہلحدیث، دیوبندی اور بریلوی، صوفی اولیا، مقلد اور غیر مقلد، شیعہ و قادیانی، منکرِ حدیث اور منکرِ شریعت، کانگرسی اور مسلم لیگی۔ غرض کوئی ایسا نہیں جن پر ان کو تنقید نہ کرنی پڑی ہو اور وہ ان کے لٹریچر کے کسی نہ کسی حصہ سے بیزار نہ ہوں۔

(ترجمان القرآن صفر ۱۳۷۱ھ)

قاسمی و تھانویوں کی عبارات کفریہ کے متعلق مودودی دیوبندیوں کا ایک اور فتویٰ

دیوبندیوں کی کفریہ عبارات غلط اور قابلِ رجوع ہیں:

مولوی عامر دیوبندی لکھتا ہے

"میں صاف صاف کہتا ہوں کہ ان (علمائے دیوبند) کی بظاہر قابلِ اعتراض غلو آمیز اور وحشت آفرین تحریروں میں بھی نہ صرف یہ کہ الفاظ و اسلوب کے لحاظ سے ہی بہت سے ایسے ٹکڑے ہیں جنہیں فرقِ مراتب کے ساتھ قابلِ اصلاح اور قابلِ ترمیم اور لائقِ حذف کہا جا سکتا ہے۔ بلکہ معنوی اعتبار سے بھی کتنے ہی ٹکڑے لائقِ نظر ہیں۔　　(تجلی دیوبند اگست و دسمبر ۱۹۵۶ء ص ۴۲)

نیز مولوی عامر صاحب لکھتے ہیں:

حضرت مولانا مدنی ارشاد فرمائیں کہ انہوں نے بڑے بڑے علمائے حق کی پیروی میں کہاں تک اہلِ حق کا فریضہ سر انجام دیا ہے۔ اور اکابرِ دیوبند کی غلطیوں سے رجوع کرنے میں کہاں تک خلوص للہیت سے کام لیا ہے۔　　(تجلی دیوبند، فروری، مارچ ۱۹۵۶ء ص ۷۵)

مولوی احمد علی لاہوری پر مودودی دیوبندیوں کی طرف سے فرعون ہونے کا فتویٰ

مولوی عامر عثمانی صاحب دیوبندی احمد علی لاہوری کے متعلق لکھتا ہے۔

بقول شخصے گوبر کھائے تو ہاتھی کا کھائے جو پیٹ بھر کے بچ بھی رہے۔ اسی مقولہ پر ان صاحب (مولوی احمد علی) نے عمل کیا ہے۔ چنانچہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ اپنے لیے تو بقلم خود حضرت مولانا صاحب رقم فرمالیا گیا ہے مگر مولانا مودودی کے لیے کوئی القاب آداب نہیں گویا حضور تو پیران پیر ہیں اور مولانا مودودی طفل مکتب یہی خود پسندی ہے "جسے مقدس فرعونیت" کا نام دیا جا سکتا ہے۔ (تجلی دیوبند جنوری ۱۹۵۷ء ص ۲۷)

نیز مولوی احمد علی صاحب لاہوری کے متعلق یہی مولوی عامر عثمانی صاحب دیوبندی رقمطراز ہیں:
لاہور کے ایک مولوی (احمد علی) کا خیال ہے کہ شیطان کو حضرت آدم کے لیے حکم سجدہ دینے میں اللہ سے بھول ہوئی اور دوسری بھول یہ ہوئی کہ شیطان نے جب لمبی عمر مانگی تو عطا فرمادی اس کے علاوہ ان مولوی صاحب کا دعویٰ ہے کہ قرآن و حدیث کو جتنا صحیح میں نے سمجھا گذشتہ بارہ سو سال میں کسی نے نہیں سمجھا اور یہ (احمد علی) اپنے مریدوں کو چپکے سے تعلیم دیتے ہیں کہ میری پیروی کرتے رہو تو جنت میں سب سے اچھی بلڈنگیں دلاؤں گا۔ میرا مقام جنت نعیم میں سب سے اوپر انبیاء کی صف میں ہے۔ ان مولوی صاحب نے مجھے (یعنی میرے پیر کو)
ایک خط میں لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالمی امور کے انتظام و انصرام میں مجھ سے مشورہ لیتے ہیں اور فجر و عشاء کی نمازیں اکثر بیت اللہ یا مسجد نبوی میں پڑھتا ہوں۔ ایک اور خط میں انہوں نے مجھے لکھا کہ تو بھی میرا مرید ہو جا۔ پھر دیکھ عرش و کرسی سب دکھاتا ہوں۔ قطبیت مجھ پر ختم ہے۔ میرے مرتے ہی قیامت آجائے گی۔ ان مولوی احمد علی صاحب کی ایک کتاب ہے۔ سلسلۃ السلوک اس میں ص ۹۸ پر انہوں نے لکھا ہے کہ سن پچاس ہجری کے بعد قرآن و سنت کو صرف میں نے سمجھا ہے اور سارے مفسرین و محدثین جھک مارتے رہے ہیں، ص ۲۰۴ پر ہے۔ میں اللہ ہوں اور اللہ میں ہیں۔ مجھ میں منصور ہے ——— اور میں منصور میں مسیح مجھ سے ہے اور میں مسیح سے۔ اپنی ایک اور کتاب وحی والہام میں ص ۹۲۹ پر لکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اصل میں تو نبی ہی تھے۔ لیکن میں نے ان کی نبوت کشید کر لی اور نبوت اب مجھے وحی کی منفعتوں سے نوازتی ہے۔ (ماہنامہ تجلی دیوبند جنوری ۱۹۵۷ء ص ۲۱)

مودودی دیوبندیوں کا مزید فتویٰ کہ دیوبندیوں کی متنازعہ عبارات کفریہ ہیں

مولوی غلام نبی فاضل دیوبند ساکن فورٹ عباس لکھتا ہے:
کیا آپ (دیوبندی مولوی) حضرات کی نظر کبھی اپنی کتابوں پر نہیں پڑی، اگر آپ کو یہ مسائل معلوم

ہیں تو آپ نے کبھی ان کے خلاف آواز اٹھائی؟ آپ کو تو پہلی فرصت میں یہ مسائل (کفریہ) ان کتابوں سے کھرچ دینے تھے تاکہ مسلمان گمراہ نہ ہوں۔ لیکن آپ نے کبھی ادھر التفات ہی نہیں کیا۔ محترم حضرات ذرا غور و فکر فرمائیے۔ آپ کس شغل میں منہمک ہیں مسلمانوں کو کس گڑھے میں دھکیل رہے ہیں۔ اور پھر اپنے انجام پر بھی نگاہ رکھیے۔ آخر سب کچھ یہ دنیا کی چار دیواری ہی تو نہیں ایک ایک لفظ کا جواب دینے کا وقت آ رہا ہے۔ اس وقت کیا گر گلو خلاصی کرانے کو سوچ رکھا ہے۔ دنیا والوں کو تاویلوں اور تحریفوں سے دھوکہ دیا جاسکتا ہے۔ کیا خبیر و دانا کو بھی فریب دیا جاسکتا ہے۔ (روزنامہ تسنیم لاہور ۱۸ اگست ۱۹۵۸ء)

مولوی احمد علی لاہوری پر مودودی دیوبندیوں کا ایک اور فتویٰ

لیبل اور جسم کے اعتبار سے بیشک مولوی احمد علی صاحب مولوی ہیں۔ لیکن روح ان کی مولوی نہیں ہے ثبوت متعدد ہیں۔ یہ دیکھیے کہ کیا یہ انداز تحقیر بھٹیار خانوں اور زنان خانوں کے علاوہ بھی کسی سنجیدہ اور ثقہ دائرے میں مل سکتا ہے۔ کہ کیا کوئی سچ مچ کا مولوی ایسی گھٹیا بات کر سکتا ہے۔

(ماہنامہ تجلی دیوبند اپریل ۱۹۵۷ء ص ۳۰)

مودودی دیوبندیوں پر دوسرے دیوبندیوں کا فتوائے بدعت

غلاف کعبہ کی نمائش کرنے والے سب مودودی اور دیوبندی بدعتی

سوچنا پڑتا ہے کہ اس (غلاف کعبہ) کی نمائش سے آخر کون سے فرائض و سنن کی تعمیل ہوتی ہے۔ غیر ملکی دھاگے سے بنے ہوئے کپڑے میں تقدیس کیسے پیدا ہو گئی۔ جس کی بنا پر عوام کو یوں ضعیف الاعتقاد بنایا جا رہا ہے۔ اگر یہ غلاف خانہ کعبہ سے مس ہو کر آتا تو بھی ایک بات تھی۔ کہ یہ اللہ کے گھر سے ہو کر آیا ہے۔

ہماری حالت پر تو حضرت غالب کا یہ شعر چسپاں ہوتا ہے کہ ؎

رات کو پی لی، صبح کو توبہ کر لی
رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی (الیٰ قولہ)

احترام و تعظیم یقیناً قابل تعریف فعل ہے۔ لیکن اس تعظیم و تکریم جس کی اسلام نے اجازت نہ دی ہو۔ اور وہ فطرت انسانی کے منافی ہو، ایک ایسی بدعت ہے جس سے مختلف راستے کھل جانے کا اندیشہ ہے جس

کی اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ (رسالہ خدام الدین مولوی احمد علی دیوبندی لاہوری ۲۹ مارچ ۱۹۶۳ء ص ۱۷)

نوٹ:۔ مودودی دیوبندی پارٹی کے اس واضح بیان سے ثابت ہوگیا کہ جہاں مودودی صاحب نے اپنے احساس بڑائی میں تمام دنیا کے مسلمانوں پر کافر مشرک و بدعتی ہونے کی مشین چلائی وہاں مودودی صاحب نے اس فتوی بازی سے اپنے ہم پیشہ دیوبندیوں کو بھی نہیں چھوڑا۔ اب ہندوستانی قاسمی دیوبندیوں کا پنجابی غلام خانی دیوبندیوں پر ایک عجیب و غریب فتوے ملاحظہ کیجیے!

قاسمی دیوبندیوں کا غلام خانی دیوبندیوں پر عجیب و غریب فتویٰ

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین (مولوی غلام خاں وغیرہ پنجابی دیوبندیوں کی مایۂ ناز کتاب) تفسیر بلغۃ الحیران کے مندرجہ ذیل مقامات میں آیا۔ یہ جو کچھ اس تفسیر میں لکھا گیا ہے۔ یہ سلف الصالحین اور اہلسنت وجماعت علمائے دین کے نظریات سے موافق ہے یا مخالف؟ الخ۔

الجواب:۔ یہ تفسیر مسلمانوں کے لیے مضر ہے۔ ایسے عقاید رکھنے والے (سب پنجابی دیوبندی) حضرات اہلسنت میں داخل نہیں ان (غلام خانی دیوبندیوں) کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ ان کو امام مسجد نہ بنایا جائے۔ ایسے عقاید والوں سے ۔۔۔ سلام کلام بند کر دینا چاہیے۔

مہر
دار الافتاء الجامعہ
الاسلامیہ فی
دیوبند۔ ہند

کتبہ السید مہدی حسن صدر مفتی دار العلوم دیوبند ۵/۷ ۶۶ھ)

مندرجہ سوال عبارات کا مفہوم بلاشبہ عقاید اہلسنت والجماعت سے متصادم ہے، الخ
(مولوی محمد شفیع سابق مفتی مدرسہ دیوبند حال کراچی)

مصنف کا کوئی مذہب نہیں، نہ عقاید اہلسنت وجماعت کے موافق ہیں (یعنی اس کا مصنف مولوی حسین علی صاحب واں بھچراں والا فرقہ دیوبندیہ لامذہب ہے (مفتی کفایت اللہ دہلوی)

ایسا طائفہ (دیوبندیہ) ملت اسلام سے خارج ہے۔ فقط) (عبد الجبار بگڑہ عفی عنہ)

نوٹ:۔ دیوبندیوں کی فتوے بازی کا خلاصہ یہ کہ مودودیوں کے نزدیک سب دیوبندی کفریات کا شکار ہیں اور باقی دیوبندی ان کو مرزائیوں سے بھی زیادہ ۔۔۔ سمجھتے ہیں اور مولوی غلام خان صاحب وغیرہ کو خارج از اسلام کہتے ہیں۔ تو بتائیے کہ خود دیوبندیوں کی فتوے بازی سے کس دیوبندی کو مسلمان کہا جا سکتا ہے اور جب دیوبندیوں نے اپنے کو بھی نہیں چھوڑا تو وہ اگر اولیاء اللہ کو مشرک بدعتی کہیں تو کیا تعجب؟

پاکستانی دیوبندیوں کے پیشوا مولوی شبیر احمد عثمانی پر ابوجہل ہونے کا فتویٰ

مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی اپنے ہم مشربوں مولوی حسین احمد و کفایت اللہ صاحب وغیرہ دیوبندیوں کے سامنے رونا روتا ہوا کہتا ہے۔

۱۔ دار العلوم دیوبند کے طلبا نے جو گندی گالیاں اور فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق چسپاں کیے ہیں۔ جن میں ہمیں ابوجہل تک کہا گیا اور ہمارا جنازہ نکالا گیا۔ آپ (دیوبندی مولوی صاحبان) حضرات نے اس کا بھی کوئی تدارک کیا تھا۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت دار العلوم کے تمام مدرسین مہتمم اور مفتی سمیت باستثناء ایک دو کے بلاواسطہ مجھ سے نسبت تلمذ رکھتے تھے۔

(مکالمۃ الصدرین تقریر شبیر احمد صاحب عثمانی، مطبوعہ دیوبند، ص ۲۱، سطر ۱)

نوٹ:۔ معلوم ہوا کہ دیوبند کے سب مدرسین و مولوی صاحبان مولوی حسین احمد صاحب دیوبندی وغیرہ شبیر احمد عثمانی صاحب کو ابوجہل کہنے پر راضی تھے۔ اسی لیے تو بقول شبیر احمد صاحب ان ذمہ دار دیوبندیوں نے اس کا کوئی تدارک نہ کیا۔ بلکہ راضی ہوئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شبیر احمد صاحب عثمانی کو ابوجہل کہنے اور کہلانے والے اکثر مفتی صاحبان شبیر احمد صاحب کے شاگرد بھی تھے اور وہ اپنے استاذ کو ابوجہل کہنے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ یہ ہیں دیوبندیوں کی اپنی تہذیب و سنی فتویٰ بازی کے کرشمے۔

مولوی شبیر احمد عثمانی کی طرف سے حسین احمد صدر دیوبند پر احمق اور شقی ہونے کا فتویٰ

مولوی حسین احمد نے جب اپنے پیشوا گاندھی کی نمک حلالی میں قائد اعظم کو کافر اعظم کہہ ڈالا۔ عبارت ملاحظہ ہو:

مولانا حسین احمد صاحب نے مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیا۔ اور قائد اعظم کو کافر اعظم کا لقب دیا۔ (خطبۂ صدارت شبیر احمد عثمانی ص ۸۴)

تو مولوی شبیر احمد عثمانی نے حسین احمد کے متعلق کہا:

یہ پرلے درجے کی شقاوت و حماقت ہے کہ قائد اعظم کو کافر اعظم کہا جائے۔

(مکالمۃ الصدرین ص ۳۲)

دیوبندیوں کے مذہبی و سیاسی راہنما ابو الکلام آزاد، سر سید و شبلی نعمانی پر دیوبندیوں کا فتویٰ

ابو الکلام | فاصبح بحیث تری فیہ۔ ترجمہ: وہ ابو الکلام آزاد اپنی نفسانی خواہشات

شحاطاً وھوی متبعاً واعجاباً برایہ وخروجاً عن المسلک القویم ..... فکان ھذا یسئ الادب مع اکابر الامۃ

کا تبع ہے۔ اور اسلام کے سیدھے سادھے راستے سے بھٹکا ہوا ہے۔ اور اکابرین ملت کا سخت بے ادب ہے۔

(یتیمۃ البیان مشکلات القرآن، مصنفہ امام دیوبند محمد انور شاہ کشمیری ص ۳۴، سطر ۱۷)

سرسید ھو رجل زندیق ملحداً وجاھل ضال ..... فھکذا ضل واضل ویالیت لوکان کفرہ و الحادہ غیر متعدو وقد حاول ھوان یدین الناس کلہ بدینہ ویومنوا بہ ..... فانظر الی این بلغت سفاھۃ ھذا السفیہ الملحد۔ الخ

وہ سرسید بے دین ملحد یا جاہل گمراہ ہے۔ وہ خود گمراہ ہوا اور اس نے لوگوں کو بھی گمراہ کیا ہے۔ اور اگر اس کا کفر والحاد زیادہ نہ ہوتا تو ممکن تھا کہ لوگ اس پر مکمل ایمان لے آتے پس دیکھ کہ اس ملحد بے وقوف کی بیوقوفی کہاں تک پہنچ گئی ہے۔

(یتیمۃ البیان مشکلات القرآن ص ۳۲ سطر ۵ وغیرہ)

شبلی نعمانی انہ کیف یعتقد فی ذالک الرجل ..... ھل ھی مداھنۃ دینیۃ لمصالح مشترکۃ او ذالک من ائتلاف ارواحھما واشتراک مقاصدھما فی العلم والفھم ..... وانما اللوم علی اعین الناس اذلیس من الدین ان یغمض عن کافر۔ الخ

بے شک وہ شبلی سرسید کے بارے میں ازحد خوش اعتقادی رکھتا ہے۔ پس یا تو یہ مداہنت فی الدین ہے۔ اور ان دونوں سرسید و شبلی کی روحیں علم ومقاصد میں یکجا ہیں۔ اور ہم نے لوگوں کے سامنے شبلی کا یہ پول اس لیے ظاہر کیا ہے کہ دین اسلام میں کسی کافر کے کفر سے چشم پوشی کرنا ہرگز جائز نہیں۔

(یتیمۃ البیان مقدمہ مشکلات القرآن، محمد انور شاہ کشمیری ص ۳۲، سطر ۶، وغیرہ)

سرسید پر مزید فتوائے کفر

جب مولوی شبیر احمد عثمانی مسلم لیگ میں شامل ہوا تو مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی احراری دیوبندی مولوی شبیر احمد عثمانی کو ایک خط میں لکھتا ہے کہ آپ کے بزرگواروں کا فتویٰ تو یہ تھا کہ سرسید احمد کے

ساتھ اشتراکِ عمل بھی جائز نہیں۔ اور ہندوؤں سے مل کر دنیاوی کام چلانے میں کوئی حرج نہیں۔ تقریباً تیس برس کا عرصہ ہوا آپ نے دیوبند میں مجھ سے "نصرت الابرار" کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ ہمارے بزرگوں نے سرسید احمد اور قادیانیوں کے بارے میں جس رائے کا اظہار فرمایا۔ وہ ان کا کشف صریح تھا اور انہوں نے مسلمانوں کو گمراہی سے بچالیا۔ رسالہ نصرت الابرار بھیج رہا ہوں، اس پر حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے دستخط بھی ہیں۔ اللہ کی شان ہے سرسید احمد کو کافر کہنے والوں کی روحانی اولاد اسی سرسید احمد کی روحانی اولاد کے سلسلے ہاتھ جوڑے کھڑی ہے اور اسی کو اسلام اور مسلمانوں کا نجات دہندہ سمجھتی ہے میں اور مولانا حفظ الرحمن صاحب سہارنپور میں آپ کے اس بیان کا ذکر کر رہے تھے کہ مولانا حفظ الرحمان کے آنسو آ گئے اور انہوں نے کہا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ سے ہمارے اور اسلام کے دشمن ہم کو ذبح کرتے تھے۔ اب آپ نے ان کی جگہ لے لی ہے۔

[تحریک پاکستان اور نیشلسٹ علماء
از چوہدری حبیب احمد ص ۱۰۴۳]

نوٹ:- اس حوالہ سے واضح ہے کہ رسالہ نصرت الابرار میں سب دیوبندیوں نے بمع رشید احمد گنگوہی و شبیر احمد عثمانی سرسید کو کافر کہا اور یہ بھی روشن ہے کہ خود ان کے اقرار سے مولوی اشرف علی تھانوی ان کو اسلام کے دشمنوں سے ذبح کراتا تھا۔ اب سُنی بریلوی علما نے اگر کسی ملحد و بے دین دشمن اسلام کی شرعاً تکفیر یا تفسیق کی ہے تو دیوبندی کیوں چراغ پا ہیں۔

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانیٔ دیوبند و مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی و مولوی خلیل احمد صاحب سہارنپوری و مولوی اشرف علی صاحب تھانوی پر دیوبندیوں کا فتوائے کفر

(جو مولوی اشرف علی وغیرہ کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے)

ناظم تعلیمات دیوبند و مناظر فرقہ دیوبندیہ و مدرس اعلیٰ مدرسہ دیوبند مرتضیٰ حسن چاندپوری دیوبندی

کا

واضح فتوے اور فیصلہ کن بیان

اگر خان صاحب (مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم) کے نزدیک بعض علمائے دیوبند........
(اشرف علی تھانوی ورشید احمد گنگوہی۔ خلیل احمد انبیٹھوی، محمد قاسم نانوتوی)......واقعی
ایسے مٹھے، جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا، تو خان صاحب پران علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی
اگر وہ اُن کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے، جیسے علمائے اسلام نے جب مرزا صاحب کے
عقاید کفریہ معلوم کر لیے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے تو اب علمائے اسلام پر مرزا صاحب اور
مرزائیوں کو کافر اور مرتد کہنا فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور مرزا کو کافر نہ کہیں، چاہے وہ
لاہوری ہوں یا قادیانی وغیرہ وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں۔ کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

(اشد العذاب مصنفہ مولوی مرتضیٰ حسن چاندپوری ناظم تعلیمات و تبلیغ دیوبند
مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۱۹ سطر آخر)

نوٹ:۔

دیوبندی صاحبان اس کو جھوم جھوم کر پڑھیں اگر کوئی سنی عالم دیوبندیوں کے ان مولویوں کو کافر کہے جنہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دی ہیں۔ تو ان کے معتقدین دیوبندی سخت گھبرا جاتے ہیں۔ مگر اب وہ کیا کریں گے۔ اب تو مرکز دیوبند سے ہی دیوبندیوں پر کفر کا فتوےٰ صادر ہو گیا۔ اور پھر تاکید ہو گئی۔ کہ جو ان کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہو جائے گا۔ اسی ڈر سے علمائے اہل سنت بھی ان کو کافر کہتے ہیں کہ کہیں بقول مولوی مرتضیٰ حسن صاحب وہ خود بھی کافر نہ ہو جائیں۔
آپ مولوی مرتضیٰ حسن کے خط دادہ الفاظ پر غور کریں۔ اور خود ہی فیصلہ فرما لیں۔ کہ ان کے ایسے فیصلے کے بعد علمائے اہل سنت کا قصور ہی کیا ہے۔ بلکہ ؎

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

عنایت اللہ مشرقی بانی جماعت خاکساراں

وجوہ کفر الرجل اکثر من ان تستقصی — عنایت اللہ مشرقی کے کفر کے وجوہ بے شمار ہیں

(یتیمۃ البیان مقدمہ مشکلات القرآن
مولوی انور شاہ کشمیری)

عنایت اللہ کو عقیدت مندانہ سلامی

عنایت اللہ مشرقی ۲۹ اگست ۱۹۶۳ء میں مرا تو سب سے پہلے اس کی میت کو احراری دیوبندیوں نے سلامی دی۔

(کوہستان ملتان ۳۰ اگست ۱۹۶۳ء)

مولوی ظفر احمد عثمانی بڈھا کاذب الخ

مولانا غلام غوث ہزاروی نے مولانا احتشام الحق کو امریکی سامراج کا ایجنٹ قرار دیا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا ظفر احمد عثمانی کو بڈھا کاذب قرار دیتے ہوئے لوگوں کو مشورہ دیا کہ اس کی گردن پکڑ والخ

(بیان دیوبندیہ مندرجہ روزنامہ ندائے ملت لاہور
۱۶ اگست ۱۹۶۹ء)

باب چہارم

(اعتقادات) (توہین توحید)

خدا تعالیٰ جلّ شانہٗ کے متعلق دیوبندیوں کے ناپاک عقاید

تمام مسلمان جانتے ہیں۔ کہ دیوبندی مکفرین بات بات پر مسلمانوں کو کافر، مشرک، بدعتی کہتے ہیں۔ اور اپنا کاروبار بحال رکھنے کے لیے صرف اپنے کو موحد اور باقی تمام اولیائے کرام اور علمائے عظام و جمیع اہل اسلام کو مشرک کہا کرتے ہیں۔ مگر یہ دیکھ کر آپ کو از حد تعجب ہو گا۔ کہ معاملہ بالکل اس کے برعکس ہے کہ خدا تعالیٰ کے متعلق دیوبندیوں کے اس قدر غیر اسلامی عقاید ہیں کہ دنیا میں کسی کافر سے کافر جماعت کے بھی اپنے رب و معبود کے بارے میں نہیں ہو سکتے: چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

خدا تعالیٰ کا جھوٹا ہونا ممکن ہے (اسماعیل دہلوی)

پس لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد، الیٰ قولہ الّا لازم آید کہ قدرت انسانی زاید از قدرت ربانی باشد

(یکروزی مصنفہ اسماعیل امام اول دیوبندیہ مطبوعہ فاروقی ص ۱۴۵ سطر ۱)

ترجمہ:۔ پس ہم نہیں مانتے کہ خدا کا جھوٹ محال بالذات ہو۔ ورنہ لازم آئے گا۔ کہ انسانی قدرت خدا کی قدرت سے زاید ہو جائے گی۔

نوٹ:۔ اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ دیوبندیوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ جو کچھ آدمی اپنے لیے کر سکتا ہے جیسے کھانا، پینا، سونا، پاخانہ پھرنا، پیشاب کرنا، ڈوبنا، مرنا خدا کے لیے بھی یہ سب کچھ ممکن ہے ورنہ دیوبندی قانون سے قدرت انسانی خدائی قدرت سے بڑھ جائے گی (استغفر اللہ) مسلمان اندازہ کر لیں کہ اللہ جل شانہٗ کے مقدس صفات کو انسانوں پر قیاس کرنا یہ انہیں دیوبندی جہاں کا مذہب ہے۔

خدا جھوٹا کلام کر سکتا ہے (اسماعیل دہلوی)

عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہٗ می شمارند و او را جل شانہٗ بآں مدح می کنند برخلاف اخرس و جماد و صفت کمال ہمیں است کہ شخصے قدرت بر تکلم بکلام کاذب دارد، الخ

(یکروزی ۱۴۵ سطر ۴)

ترجمہ :۔ جھوٹ نہ بولنے کو اللہ تعالیٰ کے کمالات سے گنا جاتا ہے۔ بخلاف گونگے آدمی کے کہ اس کی کوئی مدح بھی نہیں کرتا اور صفتِ کمال کی یہ ہے کہ جھوٹ بولنے پر قدرت ہو اور کسی مصلحت کی وجہ سے نہ بولے۔ الخ۔

نوٹ :۔ اس سے صاف طور پر واضح ہوگیا۔ کہ دیوبندیوں کے نزدیک خدا کا جھوٹ نہ بولنا صرف گونگے کے نہ بولنے کی طرح ہے۔ اور ہر شخص جانتا ہے کہ گونگے کا نہ بولنا نہ تو محال بالذات ہے۔ اور نہ ممتنع بالغیر، نہ ممتنع عقلی اور نہ ہی محال شرعی بلکہ صرف محال عادی ہے۔ اور پھر دیوبندیوں کا یہ اقرار کہ خدا کا جھوٹ نہ بولنا تو گونگے کے نہ بولنے سے بھی کم درجہ ہے، کہ جھوٹ نہ بولنے پر خدا کی تو مدح کرتے ہیں اور گونگے کی کوئی مدح نہیں کرتا، اس سے اور بھی واضح ہوگیا۔ کہ ان کے نزدیک خدا تعالیٰ کا جھوٹ بولنا محال عادی بھی نہیں ہے (استغفر اللہ)

جھوٹ بولنے پر خدا قادر ہے
(رشید احمد گنگوہی)

امکان کذب (جھوٹ) بایں معنیٰ کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اس کے خلاف پر وہ قادر ہے، مگر خود اس کو نہ کرے گا۔ یہ عقیدہ بندہ کا ہے۔ الخ

(فتاویٰ رشیدیہ مصنفہ گنگوہی حصہ اول مطبوعہ رحیمیہ دہلی ص ۱۰ سطر ۹)

نوٹ :۔ افسوس صد افسوس! آج تقریباً عرصہ چودہ سو سال کا گزر چکا ہے، کیا کسی بھی مسلمان نے یہ کہا تھا کہ خدا جھوٹ بولتا تو نہیں، مگر بول سکتا ہے اور پھر گنگوہی صاحب کا یہ قول کہ باختیارِ خود اس کو نہ کرے گا۔ اس سے تو صاف معلوم ہوگیا کہ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ نعوذ باللہ کبھی بے اختیاری میں خدا جھوٹ بھی بول بھی سکتا ہے۔ اور پھر قدرت الٰہیہ کو کذب اور جھوٹ کے ناپاک الفاظ سے تعبیر کرنا دیوبندیوں کی ہی علمیت کا کرشمہ ہے۔

جھوٹ مقدورِ الٰہی

کلام لفظی افعال میں سے ہے اور صدق مرتبہ فعل میں مقدور ہے اور قدرت ضدین سے متعلق ہوتی ہے تو بوجہ مقدوریت صدق اس کی ضد کذب بھی مقدور ہوگا۔ الخ

(خلاصہ کلام تھانوی بوادر النوادر ج ۱ ص ۲۱۰)

نوٹ :۔ امکان کذب باری ثابت کرنے کے لیے دیوبندیہ نے کئی چکر چلائے ہیں۔ کبھی جواز خلف وعید کا بہانہ بنایا جب اس میں مار کھائی تو قدرت انسانی قدرت الٰہیہ سے زائد ہو جانے کا خطرہ دکھایا۔ جب یہاں بھی پٹے تو اب تھانوی کا یہ تیسرا فریب ہے مگر اہلِ علم پر روشن ہے کہ یہ بھی تھانوی کا چکمہ نہ کذب ہے۔ کیونکہ صدق کی نقیض ہے عدم الصدق اور یہ مطلقاً کذب کو مستلزم نہیں کیونکہ عدم الصدق رفع مطابقت نسبت واقعیہ کلام معہ القلاء الکلام (کذب) اسے بھی ہو سکتا ہے۔ اور اعدام الکلام سے بھی ہو سکتا ہے۔ اعدام الکلام یقیناً عدم الصدق ہے، مگر کذب نہیں کیونکہ صدق و کذب تو بواسطہ کلام ہی متعلق ہوتے ہیں۔ جب کلام ہی معدوم کر دی گئی تو کذب کس میں آئے گا تو مقدوریت صدق در مرتبہ فعل کا مطلب یہ ہے کہ ان قادر علیٰ ایجاد الکلام الصادق و اعدامہ تو ضدیت کذب صرف شق اول میں رہی نہ کہ ثانی میں لہٰذا تھانوی کا تمام کلام باطل ہوا۔ اور یہ بھی علیٰ سبیل التنزل ورنہ فعلیت

کلام لفظی عند المتقدمین محذور و ضدیت کذب برفع النسبت مع ابقاء الکلام بھی عند الجاحظ مخدوش ومع ھذا النظر عنہ رأیت حال مضوانہ مارأیت۔

تھانوی کی جہالت یا دروغ گوئی

اشرف علی تھانوی نہایت ہوشیار اور مکار مولوی ہے۔ علمی رنگ کے جھوٹ اور فریب کاری میں بہت ماہر اور تجربہ کار ہے۔ دیکھو اس نے مسئلہ امکان کذب کی زمین پختہ کرنے کے لیے چند غلط مقدمات کو کس طرح مسلمہ مقدمات ظاہر کر کے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

اول چند امور مقدمہ کے سمجھ لیے جاویں۔ اول صفات باری تعالیٰ غیر مقدور ہیں اور افعال مقدور۔ دوم کلام نفسی صفت ہے اور کلام لفظی فعل سوم قدرت دونوں ضدوں سے متعلق ہوتی ہے مثلاً عدم ابصار پر اسی کو قادر کہیں گے جو ابصار پر بھی قادر ہو۔ چہارم صدق و کذب میں تقابل تضاد ہے الخ (بوادر النوادر ص ۱۰۹)

ناظرین غور فرمائیں کہ افعال مقدور کا لفظ کہہ کر کلام لفظی کو فعل اور مقدور قرار دے کر اس میں امکان کذب ثابت کرنا کس قدر جہالت ہے کیونکہ کذب قبیح ہے تو کلام لفظی کاذب قبیح تو فعل خدا ہو ہی نہیں سکتی۔ تو مطلقاً افعال مقدور ہو کر کذب کو تحت فعل متصور کر لینا ہی کیا کم حماقت ہے۔ نیز یہ کہ صدق و کذب میں تقابل تضاد ہے کے جملہ سے کلام الٰہی میں صدق و کذب کی تساوی بتانا جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔ کیونکہ کلام الٰہی صورت وجود میں یقیناً صادق ہو گا اور صورت عدم میں نہ صادق کہلائے گا نہ کاذب جیسے انشاءات اور الفاظ مفردہ تو کلام لفظی میں عدم مقدوریت کذب سے ارتفاع نقیضین قطعاً لازم نہیں آتا کیونکہ صدق کی نقیض عدم الصدق ہے اور کذب صدق سے اخص ہونہ کہ مساوی تو تھانوی کا مقدمہ اولیٰ اور ثالثہ کس قدر واہی اور مجموعہ مکر و فریب ہوا۔ اسی طرح مقدمہ دوم میں یہ لفظ کہ کلام لفظی فعل ہے کہہ کر اپنا مدعیٰ ثابت کرنا بھی عجب مکاری ہے۔ کیونکہ کلام لفظی کاذب خدا تعالیٰ کا فعل ہے ہی نہیں تو عام سے خاص پر حکم کس طرح لگایا جا سکتا ہے۔ فعل الٰہی کلام لفظی صادق ہے جو یقیناً مقدور ہے مگر کلام لفظی کاذب تو فعل الٰہی ہے ہی نہیں۔ اس سے قدرت کا کیا تعلق محالات تحت قدرت داخل نہیں ہیں نفل کلام لفظی کاذب خدا تعالیٰ سے محال ہے والمحال لا یدخل تحت القدرۃ (مسامرہ ص ۱۷۰)

جھوٹ قدرت الٰہی میں داخل ہے
(رشید احمد گنگوہی)

الحاصل امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، حصہ اول، ص ۱۹، سطر ۷)

جھوٹ خدا کی صفات میں داخل ہے
(محمود الحسن دیوبندی)

کذب متنازعہ فیہ صفات ذاتیہ میں داخل نہیں بلکہ صفات فعلیہ میں داخل ہے۔ (الجہد المقل مصنفہ محمود الحسن دیوبندی ج ۲، ص ۴۰)

جھوٹی بات کہہ دینا خدا کیلئے ممکن ہے (محمود الحسن دیوبندی)

واقعہ غیر واقعی (جھوٹ) کا عقد و اصدار۔۔۔۔ قدرت باری جل سلطانہ میں داخل ہے۔

(الجہد المقل ج ۱ ص ۴۴)

بدفعلی کرنا بھی خدا کیلئے ممکن ہے (محمود الحسن دیوبندی)

اب افعال قبیحہ کو قدرت قدیمہ حق تعالیٰ شانہٗ سے کیونکر خارج کر سکتے ہیں۔

خدا تعالیٰ چوری و شراب خوری کر سکتا ہے

افعال قبیحہ مقدور باری تعالیٰ ہیں۔

(الجہد المقل حصہ اول، ص ۸۳)

تمام بدکاریاں خدا کی ذات میں ممکن ہیں (محمود الحسن دیوبندی)

افعال قبیحہ کو مثل دیگر ممکنات ذاتیہ مقدور باری جملہ اہل حق (دیوبندی) تسلیم کرتے ہیں۔

(الجہد المقل حصہ اول، سطر)

خدا سے چوری و شراب خوری بھی ہو سکتی ہیں (محمود الحسن دیوبندی)

چوری، شراب خوری، جہل ظلم سے معارضہ کم فہمی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ غلام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضرور نہیں، حالانکہ یہ کلیہ ہے کہ جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے (تذکرۃ الخلیل مصنفہ عاشق الٰہی میرٹھی مطبوعہ دمشق پریس میرٹھ ص ۸۶، و مضمون محمود الحسن دیوبندی مندرجہ اخبار نظام الملک ۲۵ اگست ۱۸۸۹ء)

(وہابی عقاید نامہ)

نوٹ:۔ مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کی بکواس پر معارضہ فرمایا تھا کہ اس کا یہ کلیہ غلط ہے۔ کہ جو مقدور العبد ہے۔ وہ مقدور الٰہی بھی ہو۔ ورنہ لازم آئے گا کہ چوری، شراب خوری، جہل ظلم وغیرہ بھی مقدور الٰہی ہو جائیں۔ کیونکہ یہ چیزیں یقیناً مقدور عبد ہیں تو مولوی محمود الحسن صاحب نے صاف اقرار کر لیا۔ کہ معاذ اللہ چوری، شراب خوری، جہل وغیرہ سب کچھ خدا تعالیٰ سے سرزد ہونا ممکن ہے۔

تو معلوم ہو گیا۔ کہ جو چیزیں مقدور عبد ہیں مثلاً بیوی کرنا، بچے جننا وغیرہ دیوبندیوں کے نزدیک یہ تمام امور خدا تعالیٰ کے لیے ممکن ہیں۔ (معاذ اللہ) حالانکہ ان نام نہادوں کا یہ کلیہ ہی سراسر غلط ہے۔ کیونکہ ایسی ناپاک چیزوں اور ذات کے غیر مناسب امور سے قدرت الٰہی کو کوئی تعلق نہیں۔ اور ان چیزوں سے قدرت کے تعلق نہ رکھنے سے قدرت الٰہی قدرت عبد سے ہرگز کم نہ ہوگی۔ اور نہ ہی قدرت الٰہی میں کوئی نقص لازم آئے گا کیونکہ قدرت الٰہی بے شک کامل ہے مگر ان چیزوں میں یہ لیاقت ہی نہیں ہے کہ قدرت الٰہیہ سے متعلق ہو سکیں۔

خدا کے جھوٹ کا مسئلہ کوئی نیا نہیں۔(خلیل احمد سہارنپوری)

امکانِ کذب کا مسئلہ تو اب کہ جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں۔ (براہین قاطعہ مصنف خلیل احمد سہارنپوری مطبوعہ دیوبند، ص ۲، سطر ۱۵)

نوٹ:۔ مولوی خلیل احمد صاحب نے خدا تعالیٰ کے لیے جھوٹ ثابت کرنے کے لئے ایک اور رنگ بدلا ہے کہ خلف وعید بھی نعوذ باللہ جھوٹ ہی ہے۔ حالانکہ جو لوگ بھی خلف وعید کے قائل بھی ہوں وہ خلف وعید کو ہرگز جھوٹ نہیں کہتے۔ بلکہ رحمت الٰہیہ اور جود و کرم بتاتے ہیں۔ چنانچہ ان کی یہ تصریح موجود ہے لِاَنَّہٗ لَا یُعَدُّ نَقْصًا بَلْ جُوْدًا وَّ کَرَمًا یعنی خلف وعید نقص نہیں بلکہ جود و کرم الٰہی ہے تو دیوبندیوں کو یہ خیال نہ آیا کہ کیا کوئی خلف وعد کا بھی قائل ہوا ہے ہرگز نہیں۔ تو پھر یہ قول خلف وعید بھی اس کی رحمت پر مبنی ہے۔ اس کو جھوٹ بتانا تو تمام کافروں کے کفر سے بھی گندہ کفر ہے کہ خدا تعالیٰ کے جود و کرم کو جھوٹ کہنے کی جرأت کی جا رہی ہے۔ حالانکہ فرقہ دیوبندیہ کے علاوہ تمام اہل اسلام علمائے سلف و خلف امکانِ کذب باری کی تردید فرماتے ہیں۔

تصریحات علمائے متقدمین اسلام بابت رد عقیدہ امکان کذب

تصریح نمبر ۱ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ان المؤمن لا یجوز ان یظن باللہ الکذب یخرج بذالک عن الایمان (تفسیر کبیر ج ۵، ص ۲۵۶ سطر)

ترجمہ:۔ کسی مومن کو جائز نہیں کہ خدا تعالیٰ کے لیے کذب کا گمان کرے۔ کیوں کہ اس سے وہ قائل بے ایمان ہو جائے گا

تصریح نمبر ۲ لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم والسفہ والکذب لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ الخ (مسامرہ ص ۱۸۰، سطر ۳)

ترجمہ:۔ ظلم، سفہ، کذب قدرت الٰہیہ کے تحت داخل نہیں ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ کے لیے ہرگز امکان کذب نہیں ہے۔

تصریح نمبر ۳ امام ابن ہمام فرماتے ہیں: وعند المعتزلۃ یقدر تعالیٰ ولا یفعل (مسامرہ ص ۱۷۰، سطر ۳)

ترجمہ:۔ یہ معتزلہ کا ہی عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو کذب وغیرہ پر قدرت ہے۔ مگر کرتا نہیں۔ معلوم ہوا کہ دیوبندی مذہب فرقہ معتزلہ کی شاخ ہے۔

تصریح نمبر ۴ کتب عقاید کی مشہور کتاب عقاید عضدیہ میں ہے الکذب نقص والنقص علیہ محال

فلا یکون من الممکنات ولا تشتملہ القدرۃ

(عقائد عضدیہ ج ۲ ص ۲۲ نولکشوری)

ترجمہ :۔ کذب نقص ہے اور نقص خدا تعالیٰ کے لیے محال ہے پس خدا کے لیے امکان کذب نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کذب پر خدا کی قدرت کو دخل ہے۔

تو دیوبندیوں کے امام مولوی اسماعیل صاحب کی یہ کس قدر نادانی ہے اور علوم اسلامیہ سے سراسر جہالت ہے کہ اس نے محض انبیائے کرام علیہم السلام کی عداوت کا ابال نکالنے کے لیے بندوں کی صفت کو خدا پر چسپاں کر کے اپنا اور اپنی امت کا ایمان برباد کر دیا۔ یہ تو ایسا ہے جیسا کہ کوئی بے دین کہہ دے کہ زندہ رہنا خدا کے اختیار میں ہے۔ جب چاہے زندگی اختیار کرلے۔ نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات۔

لطیفہ :۔ جب دیوبندی خدا کے ہی علم غیب کے منکر ہیں پھر وہ اگر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کا انکار کریں تو کیا تعجب۔ ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون۔

خدا تعالیٰ کو بندوں کے کاموں کی پہلے کچھ خبر نہیں؟

اور انسان خود مختار ہے' اچھے کریں یا نہ کریں۔ اور اللہ کو پہلے اس سے کوئی علم بھی نہیں کہ کیا کریں گے۔ بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا۔

(تفسیر بلغۃ الحیران مصنفہ حسین علی دیوبندی امام ششم دیوبندی مذہب خلیفہ مجاز رشید احمد گنگوہی ص ۱۵۶ ، سطر ۲۵)

نوٹ :۔ جناب مولوی حسین علی صاحب نے معتزلہ کے اس قول کی تائید کر کے اس کو اپنا مذہب بتایا ہے تو معلوم ہوا کہ دیوبندی معتزلہ کی شاخ ہیں اور اہل سنت وجماعت کے دشمن ہیں کیونکہ اہل سنت وجماعت کا متفقہ مسلک یہ ہے کہ خدا کا علم قدیم ہے اور ازلی ابدی ہے۔ اور دیوبندیوں معتزلیوں نے یہ عقیدہ روافض شیعہ کے عقیدہ بدا سے حاصل کیا ہے۔ کیونکہ شیعہ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ بعض علوم خدا پر بعد میں ظاہر ہوتے ہیں۔ جن کا خدا کو پہلے کوئی علم نہیں ہوتا۔ چنانچہ شیعہ کی کتاب اصول کافی میں بدا کا ایک مستقل باب باندھ کر اس کی بڑی فضیلتیں بیان کی گئی ہیں۔

(دیکھو اصول کافی مع شرح صافی مطبوعہ نولکشور ج ۲ ص ۲۲۹)

خدا بھی بندوں کی طرح زمان ومکان کا محتاج ہے

تنزیہ او تعالیٰ از زمان ومکان وجہت واثبات رویت بلاجہت ومحاذات (الیٰ قولہ) ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است الخ۔

(ایضاح الحق مصنفہ اسماعیل امام دیوبندی ص ۵۳ وغیرہ سطر ۱۲ وغیرہ)

ترجمہ :۔ خدا تعالیٰ کو زمان ومکان وغیرہ سے پاک ماننا حقیقی بدعت ہے۔

نوٹ :۔ معلوم ہوا کہ دیوبندی مذہب میں خدا کو زمان ومکان جہت سے ماننا سخت گمراہی ہے۔ تو دیوبندیوں

کے فتویٰ سے تمام ائمہ کرام و پیشوایان اسلام معاذ اللہ بدعتی و گمراہ ہوئے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب مرحوم فرماتے ہیں:
عقیدہ بیست و ہم آنکہ حق تعالیٰ را مکان نیست و اورا جہتے از فوق و تحت متصور نیست و ہمین است مذہب اہل سنت و جماعت (تحفہ اثنا عشریہ فارسی مطبوعہ کلکتہ ص ۲۵۵، سطر ۱۵)
اور کتب فقہ اسلام میں صاف فرمایا کہ یکفر باثبات المکان للہ تعالیٰ یعنی جو خدا کے لیے مکان ثابت کرے وہ کافر ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ۲، ص ۲۵۹)

اب دیوبندی خود اپنے امام اور اپنے متعلق فیصلہ فرمالیں کہ وہ کون ہوئے؟

دیوبندیوں کا رشید احمد گنگوہی

خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے
(مرثیہ مصنفہ محمود الحسن دیوبندی ص ۱۲، سطر ۱)

خدا تعالیٰ کا جھوٹ واقع ہوگیا (گنگوہی کا فتویٰ)

سوال: وہ شخص کذب باری میں گفتگو کرتے تھے۔ تیسرے نے کہا کہ میں وقوع کذب باری کا قائل ہوں۔ آیا یہ قائل مسلمان ہے یا کافر بدعتی ہے یا اہل سنت، باوجود قبول کرنے کذب باری کو۔

الجواب: اس کو کافر کہنا یا بدعتی خیال کرنا نہ چاہیے۔ وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے۔ اس ثالث کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیے۔ دیکھو حنفی شافعی پر طعن نہیں کرتا۔ لہذا ایسے ثالث کو تضلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہیے۔
فقط واللہ اعلم۔ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

(خلاصہ فتویٰ گنگوہی جس کا فوٹو دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں موجود ہے۔ اور اس کا عکس اس کتاب میں بھی پیش کیا جارہا ہے)

نوٹ: اس فتویٰ سے تو صاف ظاہر ہوگیا کہ دیوبندیہ کے نزدیک معاذ اللہ خدا جھوٹا واقع ہو چکا۔ ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون جو لوگ خدا پر جھوٹ کا بہتان باندھتے ہیں، وہ کبھی جہنم سے چھٹکارا نہ پائیں گے۔

خدا تعالیٰ کو ہمیشہ علم غیب نہیں

اسی طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجیے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔
(تقویۃ الایمان مصنفہ اسماعیل امام دیوبندیہ مطبوعہ اہل حدیث کانفری دہلی ص ۲۳، سطر ۲۰)

نوٹ: دیوبندیوں کا یہ تقویۃ الایمانی نظریہ واضح کر گیا کہ دیوبندیوں کے عقیدہ میں خدا تعالیٰ کا علم لازم و ضروری نہیں اور معاذ اللہ اس کا جہل ممکن ہے۔ کہ جب چاہے علم غیب دریافت کر سکتا ہے۔ اور اس کو غیب دریافت کرنے کا اختیار ہے۔ مگر بالفعل نہ اسے علم ہے اور نہ وہ کچھ جانتا ہے۔ معلوم ہوا کہ دیوبندی ارشاد الٰہی لایعزب عنہ

مثقال ذرہ کے منکر ہیں اور لفظ اختیار سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دیوبندیوں کے نزدیک خدا کی صفت اختیاری ہے واجبہ نہیں۔ اور اختیار مستلزم حدوث کو ہے۔ تو ان کے نزدیک علم الٰہی قدیم نہ ہوا۔ اور کتب فقہ اسلام میں صاف موجود ہے کہ لو قال خدائے قدیم نیست یکفر کذا فی التاتارخانیہ۔

(فتاویٰ عالمگیری ج ۲، ص ۲۶۲)

اور اسی طرح دیوبندیوں کا یہ کہنا کہ غیب کا دریافت کرنا اس کے اختیار میں ہے صاف بتاتا ہے کہ ان کے نزدیک خدا تعالیٰ ابھی تک تو جاہل ہے۔ ہاں اسے علم غیب حاصل کرنے کا اختیار ہے۔ یہ کہنا بھی صریح کفر ہے۔ کتب فقہ میں تصریح ہے کہ یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ او انسبہ الی الجھل او العجز او النقص (فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۸) حالانکہ غیب کے دریافت کرنے کا اختیار تو خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کو بھی عطا فرمایا ہے۔ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی فرماتے ہیں:۔

میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبات کا ان کو ہوتا ہے۔

(شمائم امدادیہ ص ۱۱۵ سطر ۸)

نوٹ:۔ معلوم ہوا کہ دیوبندی بھی عیسائیوں کی طرح تثلیث کے قائل ہیں کہ خدا تعالیٰ تو صرف رشید احمد کا رب ہے اور باقی سب دیوبندیوں کا رب رشید احمد ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین یعنی عالمین کا رب خدا تعالیٰ ہے اور دیوبندی کہیں کہ رب العالمین تو رشید احمد گنگوہی ہے۔ کیونکہ مربی و رب العالمین کا ایک ہی مفہوم ہے۔

خدا کی قبر قبر کو بوسہ دیوے، مورچھل جھلے، اس پر شامیانہ کھڑا کرکے چوکھٹ کو بوسہ دیوے، ہاتھ باندھ کر التجا کرے، مراد مانگے، مجاور بن کر بیٹھے۔ وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اور اسی قسم کی باتیں کرے تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔

(تقویۃ الایمان مصنفہ اسمٰعیل امام اول دیوبندی مذہب مطبوعہ دہلی ص ۱۲ سطر ۹)

نوٹ:۔ شرک اس فعل کو کہتے ہیں، جو خدا کے لیے خاص ہو۔ پھر دوسرے کے لیے کیا جاوے۔ قبر کو مورچھل جھلنا تب شرک ہو سکتا ہے۔ جبکہ خدا کی قبر کے لیے مورچھل جھلا جاتا ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو جس طرح مرزائیوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی قبر کا کشمیر میں جھوٹا قصہ تراش کر اپنا اُلو سیدھا کیا ہے۔ اسی طرح دیوبندیوں نے بھی خدا کو مرا ہوا مان کر کہیں اس کی قبر تجویز کی ہوئی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ چونکہ دیوبندی رشید احمد گنگوہی کو اپنا رب جانتے ہیں شاید سب اس کی قبر کے لیے کیا جاتا ہوگا۔

گنگوہی کی قبر کوہ طور ہے اور گنگوہی خدا ہے

تمہاری تربت انور کو دے کر طور سے تشبیہ
کہوں ہوں بار بار ارنی مری دیکھی بھی نادانی

(مرثیہ محمود حسن، صدر دیوبند، ص ۱۰، سطر ۱۱)

نوٹ:۔ مولوی محمود حسن دیوبندی کہتا ہے کہ (اے میرے پیارے گنگوہی) تمہاری قبر میرے لیے طور ہے اور تم خدا ہو اور جس طرح کلیم اللہ طور پر خدا کو اَرِنی اَرِنی عرض کرتے تھے میں بھی تمہیں خدا سمجھ کر تمہاری قبر پر ارنی ارنی پکار رہا ہوں۔

خدا کو لوگوں سے خطرہ

یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگزر نہیں کرتا۔ کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس کے آئین کی قدر بہ گھٹ نہ جائے۔ سو کوئی امیر وزیر اس کی مرضی پاکر اس تقصیر وار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اس کی سفارش کا نام کر کے اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے۔ (الیٰ قولہ) سو اللہ کی جناب میں ایسی قسم شفاعت ہو سکتی ہے۔

(تقویۃ الایمان ص ۴۷، سطر ۱۰ وغیرہ)

نوٹ:۔ معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک معاذ اللہ خدا تعالیٰ بھی ہمیشہ حیلہ سازی مکاری سے ہی کام لیتا ہے۔ کہ قیامت میں وہ کچھ لوگوں کو بخشنا چاہے گا مگر اپنے آئین کی قدر کے گھٹ جانے کے لیے لوگوں سے ڈر جائے گا۔ اور انبیاء اس کی مرضی پاکر خدا تعالیٰ کو اس خطرہ سے نکالنے کے لیے محض برائے نام سفارش کر دیں گے۔ اور پھر خدا بھی نعوذ باللہ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے ان نبیوں کی سفارش کا بہانہ بنا کر اس کو بخشے گا۔

خدا تعالیٰ کی خطرناک بے ادبی

ایک بار حضرت مولانا یعقوب صاحب نے ناز میں آکر اللہ تعالیٰ کی شان میں ایک خاص کلمہ فرما دیا۔ اور وہ مجھے معلوم ہے مگر میری زبان سے نہیں نکل سکتا کسی نے وہ کلمہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کے سامنے نقل کر دیا۔ سن کر بحیرت پوچھا۔ کہ کیا یہ فرمایا۔ کہا جی ہاں فرمایا۔ یہ انہیں کا درجہ ہے، جو سن لیا گیا۔ ہم ہوتے تو کان سے پکڑ کر باہر نکال دیے جاتے۔

(افاضات الیومیہ ج ۷، ص ۱۵۵، سطر ۱۶)

نوٹ:۔ اس کفریہ کلمہ کو تھانوی صاحب نے اپنے استاد کا ناز فرمایا ہے چنانچہ لکھتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ بعضوں کا درجہ ادلال اور ناز کا ہوتا ہے۔ (حوالہ مذکور) یعنی خدا تعالیٰ کی توہین دیوبندی مولویوں کا ناز ہے۔ اور اسی کا نام ہے دیوبندی توحید پرستی۔

خدا کو رشید احمد گنگوہی کے تابع رہنا پڑتا ہے

جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا
میرے قبلہ میرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی

سراسر حق ہے انقضی عجائبہ پر کیا کیجے
گیا زیر زمین وہ محرم اسرار قدرت آنی

(مرثیہ محمود الحسن دیوبندی ص ۱۲/۱۳ ،سطر ۳،۱۰)

نوٹ:۔ یہاں دیوبندیوں نے اپنے رب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے متعلق اپنا عقیدہ صاف بیان کر دیا کہ جس طرح گنگوہی صاحب مائل ہوجاتے ہیں حق کو ادھر ہی دائر ہونا پڑتا ہے۔ نعوذ باللہ حق تو نہ ہوا گنگوہی صاحب کا کھلونا ہوا اور پھر یہ معلوم ہوگیا کہ دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی صاحب سرحقانی سے بڑھ کر حقانی تھے تو نعوذ باللہ ان کے نزدیک مولوی گنگوہی صاحب تمام صحابہ کرام بلکہ تمام انبیائے کرام سے بھی بڑھ کر تھا۔ اور پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے قولہ الحق یعنی خدا تعالیٰ کا قول حق ہے اور محمود حسن کہتا ہے کہ گنگوہی صاحب ہی حق تھے تو دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی صاحب ہی قول خدا ہوئے اور لاتنقضی عجائبہ میں صاف اقرار کیا کہ اگر ساری دنیا مل کر بھی گنگوہی صاحب کا شان بیان کرنے لگے تو دنیا ختم ہوجائے مگر رشید احمد صاحب کا شان ختم نہ ہوگا (آخر ان کا رب جو ٹھہرا)

مولوی احمد علی لاہوری کا دعویٰ کہ میں خدا ہوں

میں اللہ ہوں اور اللہ میں میں مجھ میں منصور ہے اور میں منصور میں۔

(ماہنامہ تجلی دیوبند جنوری ۱۹۵۷ء ص ۲۱)

غیر اللہ کو سجدہ کرنا کوئی قابل طعن بات نہیں ہے
(تھانوی کا فیصلہ)

نعم لا یلام علیھم لعدم اشتغالھم بالتحقیقۃ العلمیۃ (سجدہ کرنے والے پر بھی بوجہ لغزش کے ملامت نہ کریں گے اور معذور سمجھیں گے۔

(بوادر النوادر تھانوی ص ۱۳۶ ،سطر ۱۲ ص ۱۳۷ سطر ۱۷)

نوٹ:۔ یہ ہے دیوبندیوں کی توحید پرستی کا نمونہ، کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنے والے پر تو طعن ہی نہ کرو۔ مگر میلاد شریف کرنے والے لوگوں سے مقابلہ کرنا جہاد اکبر ہے۔

سوال:۔ محفل میلاد جائز ہے یا نہیں۔ الخ۔ (مختصراً)

الجواب: (۱)...... یہ مجلس بدعت ضلالت ہے۔ (الخ) مختصراً بلفظہ فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۸۵ سطر ۲،۳)

(۲) بدعات میں یہ اثر ہے کہ اس سے ظلمت پیدا ہوتی ہے (افاضات الیومیہ ج ۶ ص ۲۸۲ سطر ۱۲)

(۳) اب اجازت ہے اپنی قوت اور وسعت کے موافق مقابلہ کیجئے بلکہ اب تو اس کو جہاد سمجھیے۔ انشاء اللہ ثواب ہوگا۔ برکت ہوگی (افاضات الیومیہ ج ۶ ص ۲۱۰ ،سطر ۳)

نوٹ: دیکھیے جناب! غیر اللہ کو سجدہ کرنے والے پر تو ملامت تک نہیں مگر میلاد منانے والوں، گیارہویں دینے والوں سے مقابلہ جہاد ہے اور تھانوی کی دعا کہ انشاء اللہ کامیابی ہوگی۔ میرے خیال میں تو یہ الٹی ہی پڑگئی کیونکہ جب سے دیوبندیت نے جنم لیا ہے علمائے حق کے مقابلہ میں دیوبندی ہر جگہ رسوائیاں برداشت کرتے پھر رہے ہیں۔

مسئلہ تقدیر سے مکمل انکار

ہر چیز لوح محفوظ میں لکھی ہوئی نہیں

کُلٌّ فِی کِتَابٍ مُّبِیْن۔ یہ علیحدہ جملہ ہے۔ ماقبل کے ساتھ متعلق نہیں تاکہ یہ لازم آئے کہ تمام باتیں اولاً کتاب میں لکھی ہوئی ہیں۔ جیسا کہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے، بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تمہارے اعمال لکھ رہے ہیں فرشتے، حاصل مقام یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت قائل ہیں کہ سب کچھ پہلے لکھا ہوا ہے اور اسی کے مطابق دنیا میں امور ہو رہے ہیں لہٰذا اس مذہب پر اعتراضات قویہ معتزلہ کے آتے ہیں ـ ـ ـ ـ ـ اس کے واسطے بہت حیلے کئے ہیں۔ لیکن کوئی معتد بہ جواب نہ دیا جس سے تسلی اور یقین آجائے۔ دوسرا یہ ہے کہ اس تقدیر پر مختار نہ رہا، الیٰ قولہٖ، اور معتزلہ کہتے ہیں کہ پہلے ذرہ بذرہ لکھا ہوا نہیں ہے بلکہ جو چاہا تھا لکھا تھا سب چیز موجود کا عالم ہے، اور جس چیز کا ارادہ رکھتا ہے اس کا بھی عالم ہے اور جس چیز کا بھی ارادہ بھی نہیں کیا اس کا عالم نہیں ہے ـ ـ ـ ـ اور آیات قرآنیہ جیسا کہ ولیعلم الذین وغیرہ بھی اور احادیث کے الفاظ بھی اس مذہب پر منطبق ہیں۔ (بلغۃ الحیران ص ۵۸، سطر ۵ تا ۲)

نوٹ: یہ ہے دیوبندی علمیت کا کرشمہ کہ اہل سنت و جماعت کے مذہب کو غیر تسلی بخش اور قابل اعتراض قرار دے کر اس سے دیوبندیوں کا امام صاف اعتزال کر کے اور اس مسئلہ تقدیر کا مکمل منکر ہو کر معتزلہ کا مذہب اختیار کر چکا ہے۔ کیا دیوبندیوں اور معتزلیوں میں کوئی فرق ہے؟ امکان کذب کے مسئلہ میں بھی دیوبندیوں کا مذہب معتزلانہ ہے اور تقدیر کے مسئلہ میں بھی یہ لوگ پکے معتزلی ہیں۔

خدا تعالیٰ کی شکل

(۱) لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو خاص شکل میں دیکھا ہے (الطائف تھانوی)

(۲) اللہ تعالیٰ کی رویت جس کو ہوئی انسان کی صورت میں ہوئی۔ (بوادر ص ۹۴)

خلق عین حق ہے

یوں تو کہیں گے کہ خلق عین حق ہے۔ یوں نہ کہیں گے کہ حق عین خلق ہے۔ الا تتجوزاً الخ۔ (افاضات الیومیہ ج ۱۷۷)

نوٹ: دیوبندی صاحبان فرمادیں کہ مولوی محمد یار صاحب مرحوم کا شعر بھی کیا آپ کے تھانوی صاحب سے زیادہ خطرناک ہے؟ اب رسالت کے متعلق بھی ان دشمنان توحید کے چند عقاید ملاحظہ ہوں۔

توہینِ رسالت

بارگاہِ نبوت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق

دیوبندیوں کے ناپاک عقاید

دیوبندی اپنے آپ کو اتباعِ شریعت کا ٹھیکیدار ظاہر کرکے راہبانہ شکلیں بناکر صوفی نما بگلے کی طرح دنیا کو ٹھگتے پھرتے ہیں اور تقیہ کرکے ہمارے بھولے بھالے سیدھے سادھے اہل سنت وجماعت مسلمانوں کو اپنے مذہب کا شکار کرنے کے لیے دیوبندی مذہب کی کتابوں سے ناواقف عوام وخواص کے سامنے دیوبندی مولویوں کو عاشق رسول ظاہر کرتے ہیں مگر ان کی کتابیں دیکھ کر آپ کو ان کی اس دغابازی پر ازحد تعجب ہوگا۔ کہ یہ لوگ کہتے کچھ ہیں اور کتابوں میں لکھتے کچھ ہیں اور اگر آپ تھوڑا سا بھی ان کی کتابوں کے قریب ہو جائیں۔ تو آپ کو یقین ہو جائے گا کہ تمام دنیا سے دیوبندیوں سے بڑھ کر بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بھی دشمن وگستاخ نہیں ہے۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

نعوذ باللہ حضور علیہ السلام والصلوٰۃ کا علم ابلیس سے بھی کم ہے

الحاصل غور کرنا چاہیے، کہ شیطان، ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کے خلاف نصوص قطعیہ کے بلادلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخرِ عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے۔ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

(براہین قاطعہ مصنفہ خلیل احمد صدر مدرسہ دیوبند، سہارنپور، امام چہارم دیوبندی مذہب ومصدقہ رشید احمد گنگوہی امام سوم دیوبندی مذہب، مطبوعہ دیوبند ص ۵۱، سطر ۱۱)

نوٹ:- (۱) یہ دیوبندی صاحبان شیطان کی وسعتِ علمی پر ایمان لائے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وسعتِ علمی سے قطعاً منکر ہو گئے۔

(۲) دیوبندی شیطان کا علم محیط تو قرآن سے ثابت مانتے ہیں مگر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم کے لیے کوئی آیت بھی نہیں مانتے۔

(۳) دیوبندی شیطان کے لیے دنیا کے ہر ذرّے کا علم مانتے ہیں مگر حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اتنا علم بھی شرک گنتے ہیں۔ کیا شرک کے یہی معنی ہیں۔ کہ شیطان کے لیے ماننا تو شرک نہ ہو اور حضور کے لیے مانا جائے۔ تو شرک ہو جائے　　　کیا یہ دیوبندی اپنے "حضرت" کی سراسر حمایت نہیں کر رہے اور افسوس کہ دیوبندیوں کو اپنے شیطان کے علم کے لیے تو نص قطعی اور حدیث مل جائے اور جس مدنی آقا کی شان میں سارا قرآن نازل ہوا اس محبوب کے لیے ایک آیت بھی نظر نہ آئے۔

معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم ملک الموت سے بھی کم ہے

ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو۔ چہ جائیکہ زیادہ!

(براہین قاطعہ ۵۲ سطر ۱)

نوٹ: معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک معاذ اللہ ملک الموت کا علم بھی حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ ہے اور شیطان سے بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم کم ہے۔ اب دیوبندیوں کے ان ناپاک نظریوں کے متعلق کتب متقدمین اسلام کا فیصلہ سن لیجئے۔

امام اہل سنت علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فان من قال فلان اعلم منه صلی اللہ علیہ وسلم فقد عابه ونقصه (الی قوله) والحکم فیه حکم الساب من غیر فرق بینهما (الخ)

(نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض مصنفہ امام شہاب الدین خفاجی مطبوعہ مصر ج ۴ ص ۳۵۲ سطر ۱۰۔
(الباب الاول فی بیان ما هو فی حقه صلی اللہ علیہ وسلم سب)

ترجمہ: جس شخص نے خدا کی کسی بھی مخلوق کا حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ علم مانا۔ تو بیشک اس شخص نے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب لگایا اور حضور کی تنقیص کی اور کسی بھی مخلوق سے آپ کا علم کم بتانے والے شخص اور آپ کو گالی دینے والے شخص میں کوئی فرق نہیں ہے۔ الخ۔

تو معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے امام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ملک الموت وغیرہ سے کم بتا کر یقیناً حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص اور گالی دی ہے۔ ولا فرق بین المسلم والکافر فی وجوب قتله بالسب۔

(نسیم الریاض ج ۴، ص ۳۵۷، سطر ۱۳)

اجمع العلماء علی ان شاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المتنقص له کافر مرتد والوعید علیه جار بعذاب اللہ له وحکمه عند الامة القتل ومن شك فی عذابه وکفره فقد کفر لان الرضی بالکفر کفر

(نسیم الریاض ج ۴ ص ۳۳۸، سطر ۲۵، الباب المذکور)

ترجمہ:۔ تمام امت محمدیہ کے علماء اس بات پر متفق ہیں۔ کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا آپ کی تنقیص کرے وہ بے شک کافر مرتد ہے۔ عذاب الٰہی کا مستحق ہے اور اس کا قتل واجب ہے اور جو شخص اس کو کافر کہنے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے کیوں کہ کفر سے راضی ہونا بھی کفر ہے۔ اور خود دیوبندی بھی المہند ص ۲۵ پر اس امر کا اقرار کر چکے ہیں کہ صاحب نسیم الریاض کا یہ حکم درست ہے۔

معلوم ہوا کہ جس نے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ملک الموت وغیرہ سے کم بتایا اس نے باتفاق فتوی جمیع امت محمدیہ آپ کی یقیناً تنقیص کی ہے اور اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی ہے وہ بقول علامہ خفاجی و قاضی عیاض یقیناً کافر ہے۔ اور اس کے متبعین خود فیصلہ فرمالیں کہ وہ کیا ہیں۔ وھذا کلہ اجماع من العلماء وائمۃ الفتوی من لدن الصحابۃ رضوان اللہ تعالی علیھم الی ھلم جرا

(نسیم الریاض ج ۴ ص ۳۳۶ سطر ۵)

دیوبندی عذر

شیطان کو تو ناپاک چیزوں کا بھی علم ہے۔ تو اس کا علم بھی ناپاک ہو گا۔ تو اگر وہ ناپاک علم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ثابت کیا جاوے تو اس میں حضور کی توہین ہو جائے گی۔ لہذا حضور کا علم شیطان کے علم سے کم ہی کہا جاوے گا۔

اسلامی جواب

علم کسی چیز کا بھی ناپاک نہیں ہوتا۔ علم بہر حال ایک پاک صفت ہے وہ کبھی بھی پلید نہیں ہو سکتا۔ دیکھو جادو، حسد، ریا حرام و شرک ہیں مگر ان کا بھی علم پاک ہے۔ بلکہ اس کا سیکھنا فرض بھی ہو جاتا ہے۔ رد المحتار میں ہے: علم الاخلاص والعجب والحسد والریا فرض عین (شامی ج ۱ ص ۳۱ مقدمہ) اور در المختار کے قول السحر کے ماتحت ہے نعلمہ فرض لدفع ساحر اھل الحرب (شامی ج ۱ ص ۳۲ مقدمہ) نیز سود حرام ہے مگر اس کی تعلیم کے متعلق آپ کے تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔ سکھلا کر یہ دو مرہ کہہ دیا کیجئے کہ اس حساب سے سود میں کام لینا جائز نہیں، دیکھو۔ (امداد الفتاوے ج ۵ ص ۲۵۲) تو یہ تعلیم دینے والا کیا ناپاک ہو گیا؟ حالانکہ تھانوی صاحب تو سود کا علم پڑھنے پڑھانے کو جائز لکھ رہے ہیں۔ نیز دیکھو کتب فقہ میں حلال و حرام چیزوں کا بیان ہوتا ہے جسے مولوی صاحبان پڑھتے ہیں اور کتب فقہ میں کلمات کفر کا بیان بھی ہوتا ہے۔ مولوی صاحبان بڑے شوق سے ان کا علم حاصل کرتے ہیں تو کیا یہ علم بھی برا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ورنہ سب دیوبندی مولوی بھی بدکار ثابت ہوں گے۔ تو ثابت ہو گیا کہ علم کسی چیز کا بھی برا نہیں۔ برے فعل کا کرنا برا ہوتا ہے۔ ورنہ بتاؤ کہ جن چیزوں کا علم شیطان کو ہے اور جس کو تم پلید سمجھ رہے ہو۔ کیا خدا تعالی کو ان کا علم ہے یا نہیں؟ اگر ہے اور یقیناً ہے تو پھر خدا تعالی کی بھی توہین ہو جائے گی۔ اور جب خدا

مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی لکھتے ہیں: قاضی القضاۃ شہاب الدین الخفاجی المصری الحنفی سماء العلم والقمر والندی والغیث (طرب الاماثل ص ۱۶۳ سطر ۹)

تعالیٰ کی اس علم سے توہین نہیں ہوتی تو جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی توہین نہیں ہوتی۔ یہ محض دیوبندیوں کی مکاری ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم پاک رد کرنے کے لیے ایسے بے اصل بہانے بناتے ہیں اور دیوبندیوں نے شیطان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ عالم اس لیے مانا اور اس کی حمایت کی ہے کہ ان کے لیے شیطان بھی صاحب نسبت بزرگ ہے۔ چنانچہ تھانوی صاحب لکھتے ہیں "اگر تم شیطان ہو تو کیا ہوا نسبت تو اب بھی قطع نہیں ہوتی۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۵۴۲)

معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم پاگلوں اور حیوانوں ایسا ہی ہے

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان مصنفہ اشرف علی تھانوی، مطبوعہ دیوبند ص ۸، سطر ۱۷)

نوٹ:۔ (۱) مولوی اشرف علی صاحب نے اولاً یہ کہہ کر آپ کی ذات مقدسہ پر الخ تصریح کی ہے کہ تھانوی صاحب کے پیش نظر صرف علم غیب محمدی کی ہی بحث ہے مطلق علم غیب کا یہاں کوئی ذکر نہیں ہے۔ اور پھر تھانوی صاحب کا یہ کہنا کہ ایسا علم غیب تو ہر صبی و مجنون کو بھی حاصل ہے۔ اس سے اس نے حضور کے علم مبارک کو مجانین وغیرہ کے علم سے تشبیہ دی ہے اور مولوی حسین احمد صاحب صدر دیوبند نے الشہاب الثاقب کے ص ۱۱۲ پر تسلیم کیا ہے کہ تھانوی کی عبارت میں لفظ "ایسا" تشبیہ کے لیے ہی ہے اور ہر مسلمان جانتا ہے کہ حضور کے علم کو بری چیزوں کے علم سے تشبیہ دینا صریح کفر ہے۔

(۲) دیوبندیوں کے امام اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں فیصلہ کیا کہ جو شخص ایک ذرہ کا علم غیب بھی غیر اللہ کے مانے وہ مشرک ہے اور تھانوی صاحب پاگلوں کے لئے بھی علم غیب مانتے ہیں۔ تو اپنے ہی امام کے فتوے سے مشرک ہوئے۔

ع اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

دیوبندی عذر

بعض علم غیب سے مطلق غیب مراد ہو سکتا ہے تو تاویل ہو سکتی ہے اس لیے یہ عبارت کفریہ نہیں۔ (فیصلہ کن مناظرہ، منظور سنبھلی ص ۱۴۵)

اسلامی جواب

یہ دیوبندیوں کی محض فریب کاری ہے۔ اس عبارت میں کسی جگہ بھی مطلق بعض علم غیب کا ذکر نہیں بلکہ یہ سب بحث علم غیب محمدی کے متعلق ہو رہی ہے اس لیے اس میں قطعاً کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔ اور ایسی واہیات تاویلیں ہو سکیں تو پھر دنیا بھر کا کوئی کفر بھی کفر نہ رہے گا اور تھانوی صاحب کے قول "آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا" سے حضور کے علم کا ذکر ہے۔ اور پھر اس کا کہنا کہ "اس غیب سے

مراد بعض غیب ہے "یہ (اس) کی ضمیر بھی یا حضور کے علم کی طرف راجع ہے اور پھر اس کا یہ کہنا (اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے" یہ (اس) بھی پہلے (اس) کی طرح حضور کی ہی طرف راجع ہے۔ اور پھر عدم تخصیص کے واضح جملہ سے تو بالکل صاف ہے کہ تھانوی صاحب حضور کا ہی بعض علم غیب پاگلوں وغیرہ کے لیے مانتا ہے۔ کیا تمہیں خاصہ وعدم خاصہ کا ہی پتہ نہیں۔ نیز اگر کوئی شخص کہے "فلاں دیوبندی مولوی صاحب کا منہ کیسا خوبصورت ہے دوسرا کہے کہ اس میں مولوی صاحب کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا منہ تو سور کا بھی ہے اور پھر تاویل کرے کہ میری مراد تو یہ تھی کہ خنزیر بھی منہ سے کھاتا ہے اور یہ دیوبندی مولوی بھی۔ تو کیا یہ تاویل آپ مان لیں گے؟ نیز اگر ایسی کفر خیز عبارت کی تاویل ہو بھی سکتی، تو بھی تاویل سے کفر رفع نہیں ہوتا۔ چنانچہ یہی امام دیوبندیہ تھانوی لکھتا ہے:

مانعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کے جواز ہی میں صحابہ رضوان اللہ عنہم کو کلام تھا۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ قطعی رائے تھی کہ ان کے خلاف جہاد کرنا واجب ہے۔ کیونکہ وہ تاویل کے ساتھ رکنِ اسلام کے منکر تھے۔ کیونکہ ضروریات دین میں تاویل واضح کفر نہیں۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۷، ص ۶۰ سطر ۲۰)

اب تو دیوبندیوں کا یہ تاویلی بہانہ بھی کام نہ کر سکا۔ کیونکہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت سے بڑھ کر اور کون سی چیز ضروریات دین سے ہو سکتی ہے۔ تو ثابت ہو گیا کہ یہ عبارت یقیناً کفریہ ہے۔

لطیفہ:۔ بندہ کا ایک دیوبندی سے مناظرہ ہو رہا تھا اور تھانوی صاحب کی اسی کفریہ عبارت پر بحث ہو رہی تھی؛ وہ دیوبندی بار بار ضد کر رہا تھا کہ اس عبارت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین نہیں، بندہ نے کہا۔ اگر اس عبارت میں حضور کی توہین نہیں تو میں آپ کے تھانوی صاحب کے متعلق لکھ دیتا ہوں، مثلاً اگر کوئی یوں کہے کہ:

"مولوی اشرف علی صاحب کی ذات پر عالم ہونے کا حکم کیا جانا اگر بقول دیوبندیہ صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کل علم (کلی علم تو ہو نہیں سکتا) اگر بعض علم مراد ہے تو اس میں مولوی اشرف علی صاحب کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم پاگلوں اور جمیع حیوانات کتے، خنزیر کو بھی حاصل ہے" تو پھر چاہیے کہ کتے وغیرہ کو بھی عالم کہو۔ الخ۔ تو بتاؤ کہ کیا یہ عبارت تمہیں قبول ہے۔ اگر مولوی اشرف علی صاحب کی اس میں کوئی توہین نہیں تو ہمیں اس عبارت پر دستخط کر دو کہ واقعی یہ عبارت تھانوی صاحب کی شان کے لائق ہے اور اگر اس عبارت میں تم اپنے تھانوی صاحب کی بے ادبی سمجھتے ہو تو پھر آقائے نامدار، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی عبارت سے توہین کیسے نہ ہوئی اور ہمارے بار بار مطالبے پر بھی دیوبندی مناظر نے اس عبارت پر دستخط نہ کیے۔ مگر افسوس کہ دیوبندیوں کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عزت تھانوی صاحب کے برابر بھی نہ ہوئی کہ وہی عبارت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تو توہین نہیں اور اسی عبارت کی مثل سے تھانوی صاحب کی توہین ہوتی ہے۔ تو اس مناظرہ میں ہماری اس گرفت پر اس دیوبندی کو ایسی ذلت ہوئی کہ

اس کے حواس اڑ گئے اور مجمع پر واضح ہوگیا۔ کہ واقعی دیوبندیوں کا اپنے مولوی اشرف علی پر ایمان ہے۔ مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کا کچھ بھی ایمان نہیں۔ دیوبندی صاحبان بتائیں کہ حضور کے علم غیب کی شان میں تو خود قرآن شاہد ہے۔ اور آیات عالم الغیب فلا یظھر الآیتہ وغیرہا حضور کے لیے علم غیب ثابت کر رہی ہے۔ مگر پاگلوں کے علم غیب کا ثبوت قرآن یا کس حدیث ہے۔

بعض علم غیب کی حیثیت سے بھی (معاذاللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسری مخلوق میں کوئی فرق نہیں

امام دیوبندیہ اشرف علی لکھتا ہے۔ پھر علم غیب کو منجملہ کمالات نبویہ سے کیوں شمار کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو، وہ کمالات نبویہ سے کب ہو سکتا ہے اور التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے (حفظ الایمان مصنفہ تھانوی ص ۸ اسطر ۲۲)

خاتم النبیین کے معنی محصور در ختم نبوت زمانی کے حصر کا انکار

(۱) سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔

(تحذیر الناس مصنفہ محمد قاسم، بانی دیوبند امام دوم دیوبندی مذہب، مطبوعہ دیوبند ص ۲، سطر ۱۷)

(تازہ مطبوعہ دیوبند ص ۳ سطر ۴)

(۲) اور یہ کوئی بڑی فضیلت نہیں کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابقین کے زمانے سے پیچھے ہے۔ الخ (المہند ص ۲۲) (یہاں بالذات کی بھی قید نہیں، مرتب)

نوٹ: آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کا معنی حضور کریم نے لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ فرمایا (مشکوٰۃ شریف) اور نحو پڑھنے والے طالب علم بھی جانتے ہیں کہ بعد ظرف زمان ہے۔ تو خاتم النبیین کے معنی حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرما رہے ہیں کہ لا نبی بعدی یعنی میرا زمانہ تمام انبیاء علیہم السلام کے زمانہ کے بعد ہے اور یہ معنی فرما کر ہی حضور اپنی فضیلت بیان فرما رہے ہیں کہ چونکہ مجھے تاخر زمانی حاصل ہے اس لیے بایں حیثیت مجھے دوسرے انبیاء پر فضیلت حاصل ہے۔ گویقیناً حضور ذاتی و زمانی ہر طرح خاتم النبیین ہیں اور حضور کی ختم نبوت ذاتی پر سینکڑوں دوسرے

دلائل بھی موجود ہیں مگر اس آیت سے حضور کی ختم نبوت زمانی مراد ہے اور یہی حضور کریم نے سمجھا اور لا نبی بعدی کے ارشاد سے یہی بیان فرمایا مگر بانی دیوبند حضور کے اس فرمودہ معنی کو عوام جہال کا خیال بتاتا ہے اور اس آیت سے صرف ختم نبوت زمانی کے مفہوم کا انکار کر کے ختم نبوت زمانی مراد لینے والوں کو اہل فہم سے نکالتا ہے تو نعوذ باللہ اس کے نزدیک حضور بھی اہل فہم نہیں ٹھہرے اور لا نبی بعدی کے لفظ سے حضور نے جو اپنی فضیلت بیان فرمائی اس کا مزاح بتاتا ہے۔ اور کیونکر صحیح ہو سکتا ہے، کہہ کر حضور کے ارشاد لا نبی بعدی کو غلط ثابت کرتا ہوا مرزائیت کی بنیاد رکھ چکا ہے اور فخر کر رہا ہے کہ نعوذ باللہ آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین سے لا نبی بعدی کا ختم نبوت زمانی معنی کرنے میں حضور بھی غلطی کھا گئے اور یہ دیوبندی حضور سے نمبر لے گئے، یہ صریح کفر ہے۔ کیونکہ حضور بے شک ذاتی و زمانی ہر طرح خاتم النبیین ہیں مگر بارشاد نبوی لا نبی بعدی آیت خاتم النبیین صرف معنی ختم نبوت زمانی میں محصور ہے۔ اس کا انکار کرنا کفر ہے۔ لہذا مولوی منظور صاحب سنبھلی کا کوئی فریب کام نہیں دے سکتا کیونکہ دیوبندیوں کے مفتی مولوی محمد شفیع صاحب نے بھی اس آیت کو ختم نبوت زمانی میں محصور نہ ماننے والے کو کافر لکھا ہے۔ دیکھو اسی کتاب کی بحث (دیوبندیوں کے کفریات)

(معاذ اللہ) حضور کے بعد کوئی نیا نبی پیدا ہو تو ختم نبوت محمدی میں کوئی فرق نہیں آتا

بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین بھی یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جاوے۔

(تحذیر الناس ص ۲۴، سطر ۱۶)

نوٹ: معلوم ہو گیا کہ دیوبندیوں کے نزدیک حضور کا خاتم النبیین ہونا با یں معنی ہے کہ آپ افضل النبیین ہیں، اس لیے بقول دیوبندیہ اگر حضور کے ساتھ بھی کوئی نبی اللہ موجود ہوں، یا حضور کے بعد اگر کوئی اللہ کے نبی پیدا ہوں تو آپ کی ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ دیوبندیوں کا یہی نظریہ مرزائیت کی بنیاد ہے اور مرزا غلام احمد نے بانی دیوبند کی اسی کتاب سے مستفیض ہو کر نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور مرزائی بھی حضور کو اسی معنی سے خاتم النبیین مانتے ہیں کہ آپ افضل نبی ہیں اسی لیے وہ کہتے ہیں، کہ مرزا صاحب کے دعوی نبوت سے آپ کی ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں چنانچہ مرزا غلام احمد لکھتا ہے۔

خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔ اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور الخ۔ (کشتی نوح مطبوعہ قادیان ص ۳۳ سطر ۱۴)

تو معلوم ہوا کہ خاتم النبیین کا جو نظریہ مرزائیوں کا ہے۔ وہی دیوبندیوں کا ہے۔ فرق صرف استاد شاگرد کا ہے۔

دیوبندی استاذ ہیں اور مرزائی شاگرد اور دونوں پارٹیوں کا یہ عقیدہ سراسر کفر ہے۔

دیوبندی عذر مولوی محمد قاسم صاحب نے بالفرض کے طور پر کہا ہے اور فرض کرنا محال کا بھی ممکن ہے۔ اس لیے یہ عبارت کفریہ نہیں ہے۔

اسلامی جواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کا پیدا ہونا ممتنع ہے اور ممتنع کا فرض کرنا بھی جائز نہیں ہوتا۔ چنانچہ تھانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

''اور اک بالکہ فی الواقع ممتنع ہے۔ اس کا فرض محال ہے۔ اس پر احکام واقعیہ مرتب نہیں ہوتے''

(بوادر النوادر تھانوی ص۹، سطر ۳)

اور اگر محال کو فرض بھی کر لو، تب بھی اس پر احکام واقعیہ مرتب نہیں ہو سکتے، اور اس محال مترعی پر عدم فساد کو حکم لگانا یقیناً کفر اور خدا اور رسول سے کھلی بغاوت ہے۔ چنانچہ آپ کے تھانوی صاحب کو مذکورہ عبارت میں اس امر کا خود اعتراف ہے کہ احکام واقعیہ مرتب نہیں ہوتے، حالانکہ مولوی محمد قاسم صاحب نے تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا سے اپنے فرض پر حکم واقعی مرتب کر دیا ہے۔ اور اگر ختم نبوت میں فرق نہیں آتا تو مرزائیوں سے جھگڑنے کا سارا قصہ ہی فضول ہوا۔ بتاؤ کہ اگر کوئی بے دین یوں کہے کہ ''اگر بالفرض اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور اللہ تعالیٰ بھی ہو۔ تو بھی اللہ تعالیٰ کی توحید میں کوئی فرق نہیں آتا'' کیا یہ عبارت درست ہے۔ یعنی ہمارا اعتراض اس عبارت کے حصہ ''پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا'' پر ہے۔ کہ یہ حصہ کفریہ ہے۔ خواہ بالفرض ہو یا فی الواقع۔

دیوبندی دھوکہ تحذیر الناس کی عبارت میں لفظ نبی سے مراد جھوٹے نبی ہیں۔ کہ حضور کے بعد جھوٹے نبی پیدا ہوں، تو آپ کی ختم نبوت میں فرق نہیں آتا۔ (یہ جاہل دیوبندیوں کا ایک دھوکہ ہے جو ان پڑھے لوگوں کو دیتے ہیں)

اسلامی رد جھوٹے نبی کو تو نبی کہنا ہی کفر ہے۔ کیا دیوبندی مرزا غلام احمد کو نبی کہنا جائز سمجھتے ہیں؟

چوری اور پھر یہ فریب کاری نبی کا لفظ ہمیشہ سچے نبی پر بولا جاتا ہے جھوٹے کو متنبی یا کذاب کہا جاتا ہے۔

دیوبندیوں کا آخری حربہ دیوبندی جب اپنے مولویوں کی ان ناپاک اور توہین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لبریز کفریہ عبارتوں کو صحیح ثابت کرنے سے ہر طرح عاجز ہو جاتے ہیں تو پھر وہ آخری یہ مکارانہ چال چلتے ہیں کہ علمائے دیوبند نے اسلام کی بڑی خدمت کی ہے اور اگر کسی شخص میں ننانوے احتمال کفر کے ہوں اور ایک بات اسلام کی ہو تو بھی اس کو کافر نہ کہنا چاہیے تو اگر محمد قاسم نانوتوی اشرف علی تھانوی، رشید احمد اور خلیل احمد وغیرہ نے حضور کریم کی کسی جگہ توہین بھی کر دی۔ تو کیا ہوا؟

اسلامی جواب پھر تو دنیا میں کوئی بھی کافر نہ کہلائے گا۔ مرزا غلام احمد تو تم سے بھی بڑھ کر اسلامی خدمات کا مدعی ہے۔ آپ تو صرف

ہندوستان کے ہی اسلام کے ٹھیکیدار ہونے کے مدعی ہیں مگر مرزا غلام احمد فرانس، جرمنی، لندن، پیرس، ترک، دنیا کے تمام ممالک میں قرآنی تعلیمات شائع کرنے اور اسلامی خدمات کا مدعی ہے تو کیا اس کی ان باتوں کو دیکھ کر اس کے ختم نبوت کے انکار کو نظر انداز کر کے اس کو پکا مسلمان سمجھو گے؟ آپ کا یہ قول ہی غلط ہے کہ کسی شخص میں ننانوے احتمال کفر کے ہوں تو اس کو کافر نہیں کہنا چاہیے۔ اس کے متعلق اپنے تھانوی صاحب کا فیصلہ ملاحظہ کر لیجیے۔ وہ لکھتا ہے۔

فقہا کا جو یہ حکم ہے کہ اگر کسی میں ننانوے وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ ایمان کی ہو۔ تو ننانوے وجوہ کا اعتبار نہ کیا جاوے گا۔ اور اس ایک وجہ کا اعتبار کیا جاوے گا۔ اس کا مطلب لوگ غلط سمجھتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ ایمان کے لئے صرف ایمان کی ایک بات کا ہونا بھی کافی ہے۔ بقیہ ننانوے باتیں کفر کی ہوں تب بھی مزیل ایمان نہ ہوں گے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ اگر کسی میں ایک بات بھی کفر کی ہو گی، وہ بالاجماع کافر ہے۔ افاضات الیومیہ تھانوی ج ۷، ص ۲۲۴، سطر ۹۔

(معاذ اللہ) نماز میں حضور کا خیال لانا گدھے کے خیال سے بھی کئی درجے بدتر ہے

بمقتضائے ظلمات بعضہا فوق بعض از وسوسۂ زنا خیال مجامعت زوجۂ خود بہتر است و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند۔ بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است الخ

(صراط مستقیم مصنفہ اسماعیل امام دیوبندیہ و وہابیہ مطبوعہ مجتبائی ص ۸۶، سطر ۳)

خلاصہ یہ کہ زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کے ساتھ جماع کا خیال بہتر ہے اور بیل اور گدھے کے خیال سے بزرگوں اور جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال کئی درجے بدتر ہے

امام غزالی کی طرف سے دیوبندیت کے اس ناپاک نظریہ کی تردید

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بحالت نماز احضر فی قلبك النبی صلی اللہ علیہ وسلم وشخصه الکریم وقل السلام علیك ایها النبیّ الخ۔

(احیاء العلوم امام غزالی ج اول باب چہارم ص ۱۵ سطر ۲۷)

یعنی التحیات پڑھتے وقت حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کو دل میں حاضر کر اور کہہ السلام علیك ایها النبی بزرگان اسلام تو یہ فرمائیں کہ حضور کے ذکر خیر کے وقت حضور کی طرف خصوصی توجہ مبذول کر کے حضور کی ذات بابرکات کا نقشہ باندھ کر سلام کہو اور دیوبندیوں کا امام کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف خیال لانا ہی گدھے کے تصور میں سراسر ڈوب جانے سے بھی کئی درجے بدتر ہے اور زنا و مجامعت زوجۂ خود اور تصور محمدی اور تصور گدھے کا جو اسماعیل نے ناپاک موازنہ بنایا ہے اس سے تو مسلمان کی روح جل اٹھتی ہے۔ نماز میں قرآن پاک پڑھا جاتا ہے اور

جا بجا قرآن میں ذکرِ محمدی اور فضائل محمدی کا بیان ہے تو دیوبندیوں کو قرآن پڑھنا چھوڑ دینا چاہیے اور اپنے محرابوں میں گدھے، بیل یا گائے وغیرہ باندھ رکھنا چاہئیں۔

؏ نظر اپنی اپنی، پسند اپنی اپنی

دیوبندی عذر نماز خاص اللہ کی عبادت ہے تو اس میں اگر حضور کا خیال آجائے تو نماز میں فرق آتا ہے۔

اسلامی جواب یہ تو کلمۃ حق ارید بہ الباطل والاقصد ہے۔ نماز بیشک عبادت الٰہیہ ہے مگر جب تک ذکرِ محمدی کی مہر نہ لگ جائے اور السلام علیک ایہا النبی نہ پڑھ لیا جائے تو نماز ہرگز مقبول ہی نہیں ہوتی۔ تو تمہیں چاہیے کہ سلام بھی چھوڑ دو۔

دیوبندی سوال یہ سلام ہم دل سے نہیں پڑھتے بلکہ خدا تعالیٰ نے جو حضور کو معراج میں سلام دیا تھا اس کی نقل کرتے ہیں۔

اسلامی جواب تمہارا یہ السلام علیک ایہا النبی دل سے نہ پڑھنا تصریحاتِ اکابرینِ اسلام کے خلاف ہے۔ کیونکہ فقہ اسلام کی تمام معتبر کتابیں فرماتی ہیں کہ بارگاہِ نبوت میں یہ سلام دل سے کہنا چاہیے نہ کہ حکایۃً۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری و دُرِ مختار میں صاف موجود ہے۔

ویقصد بالفاظ التشہد معانیہا مرادۃ لہ علی وجہ الانشاء کانہ یحیی اللہ تعالیٰ ویسلم علی نفسہ واولیائہ لا الاخبار عن ذالک الخ (درمختار ج ۱ ص ۳۵۸، سطر ۹)

یعنی التحیات میں یہ الفاظ دل سے پیدا کر کے اپنی طرف سے سلام دینا چاہیے اور واقعہ معراج کی حکایت و خبر کے طور نہیں کہنا چاہیے۔

اسی قول کے تحت علامہ شامی فرماتے ہیں:۔

ای لا یقصد الاخبار والحکایۃ عما وقع فی المعراج الخ

(فتاویٰ شامی، ج ۱ ص ۳۵۸، سطر ۹، مطبوعہ مصر)

یعنی معراج کی حکایت نہ کرے، بلکہ خود اپنے سلام کی نیت کرے تو دیوبندیوں کا دل سے سلام نہ دینا بارگاہِ نبوت سے مکمل بیزاری ہے اور رکنِ اسلام سے صاف غداری ہے۔

دیوبندی فریب نماز میں اگر رسول پاک کا خیال آجائے تو بوجہ الفت کے ہمارے حضورِ قلب میں فرق آتا ہے۔

اسلامی تازیانہ اچھا جی اب تم صوفی بن گئے۔ اچھا دیکھو تمہارا سب سے بڑا بناسپتی حکیم الامت اشرف علی

تھانوی صاحب اپنا ایک نماز کا واقعہ لکھتا ہے، کہ

"میں صبح کی سنتیں پڑھ رہا تھا۔ کہ بڑے گھر سے آدمی دوڑا ہوا یہ خبر لایا، کہ گھر میں سے کوٹھے کے اوپر سے گر گئی ہیں۔ میں نے یہ خبر سنتے ہی فوراً نماز توڑ دی"

(اشرف المعمولات ص ۱۴، سطر ۱۱)

تو اب بتاؤ کہ تمہارے سب سے بڑے متصوف تھانوی صاحب تو اپنی بوڑھی بیوی کا خیال آتے ہی سرے سے نماز ہی توڑ دی تو نہ ان کے تصوف میں کوئی فرق آئے اور نہ ان کا حضور قلب خراب ہو، اور نہ تم ان پر کوئی طعن کرو۔ اور اگر کوئی عاشق مصطفیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو دل میں حاضر کرکے حضور علیہ السلام کو السلام علیک ایہا النبی عرض کرے تو تم اس پر شرک کے فتوے لگا دو۔ اور اس محبوب دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی اور سراسر رحمت خیال مبارک کو گائے، بیل اور گدھے کے خیال سے بھی کئی درجے بدتر بتاؤ۔ یاد رکھو کہ:

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرہ کی وعید ہے

علامہ اقبال کی طرف سے دیوبندیت کے اس ناپاک نظریہ کی تردید

دیوبندی کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ نماز میں حضور کا خیال نماز کو خراب کرتا ہے اور یہ کہ نعوذ باللہ نماز میں آپ کا خیال بیل اور گدھے کے خیال سے بھی بدتر ہے۔ مگر مفکر اسلام ڈاکٹر اقبال صاحب فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ

شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

(بالِ جبریل ۱۵۲)

(معاذ اللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑے بھائی ہیں

(۱) وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی، مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی، وہ بڑے بھائی ہوئے۔ ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم ان کے چھوٹے ہوئے۔

(۲) جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو۔ سو اس میں بھی اختصار کرو۔

(تقویۃ الایمان مطبوعہ دہلی ص ۶۸، ۱۷، سطر ۱۴)

نوٹ:۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صفات کمالیہ وخاصہ نبوت واوصاف حمیدہ کو چھوڑ کر صرف بڑا بھائی بتانا یہ حضور کی صریح گستاخی ہے۔ بڑے بھائی کی وفات کے بعد تو اس کی بیوی سے نکاح بھی درست ہوتا ہے مگر جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیویاں تمام امت کے لیے حرام ہیں۔ تو حضور کو بڑا بھائی کہنا کس قدر بارگاہِ نبوت کی توہین ہے۔

سوال قرآن مجید میں انما المؤمنون اخوۃ یعنی سب مومنین بھائی بھائی ہیں۔ اور حضور بھی مومن ہیں تو ہمارے بھائی ہوئے۔

جواب ہمارے مومن ہونے اور حضور کریم کے مومن ہونے میں بہت بڑا فرق ہے۔ ہم مومن ہیں اور حضور عین ایمان بلکہ جانِ ایمان ہیں ؎

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

(اعلیحضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ بریلوی)

اور اگر تم قرآن مجید کے اس ارشاد کو غلط استعمال کر کے ہر جگہ یہ فتوے لگاؤ گے۔ تو پھر بتاؤ کہ خدا تعالیٰ بھی اپنے آپ کو مومن فرماتا ہے الملک القدوس السلام المؤمن المھیمن الآیۃ تو کیا دیوبندی خدا تعالیٰ کو بھی بڑا بھائی کہیں گے۔ (معاذ اللہ)

دیوبندی بہانہ حضور نے خود اپنے لیے فرمایا اکرموا اخاکم اپنے بھائی کی عزت کرو۔ تو معلوم ہوا کہ آپ کو بھائی ہی کہنا چاہیے۔

اسلامی تازیانہ مالک اپنے غلاموں کو اگر تواضعاً کچھ ارشاد فرما دے تو غلاموں کو اس کی اس تواضع سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اسی لفظ سے یاد کرنا گستاخی ہوتا ہے۔ دیکھو آپ کا مجدد اور حکیم الامت تھانوی اپنے متعلق کہتا ہے:

"کیا ایسا شخص کسی کو ذلیل سمجھے گا۔ جو خود ہی کو سب سے ذلیل اور بدتر سمجھتا ہے۔"

(افاضات الیومیہ ملفوظات تھانوی حصہ ۴ ص ۳۴۷، سطر ۱۹)

تو بتاؤ کہ تم نے کبھی بھی تھانوی کو بدتر اور ذلیل کہا تمہیں چاہیے کہ یوں کہا کرو۔ ہمارے ذلیل تھانوی صاحب نے یہ کہا ہمارے بدتر حکیم الامت صاحب نے یہ فرمایا۔ باوجود تھانوی کے اقراری ۔۔۔۔ ذلیل ہونے کے تم اسے حکیم الامت، مجدد الملت کہو اور اگر ہمارے محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم محض تواضعاً کوئی ایسا لفظ فرما دیں، تو رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین اور سید الکونین کے پیارے الفاظ کو چھوڑ کر آپ کو ایسے عامیانہ لفظ سے یاد کرنا کیا یہ غلاموں کا کام ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت صدیق اکبر کے قول انت اخی کو بھی انت اخی فی دین اللہ فرما کر خاص فرما دیا تھا کہ کوئی شخص اخوت ایمانی کو مطلق اخوت سمجھ کر حضور کو بھائی نہ کہے۔ اور آپ کے خصوصی صفات کو ترک نہ کرے۔ دیکھئے کہ باپ بیٹے میں اخوت ایمانی مشترک ہوتے ہوئے بھی بیٹے کا باپ کو بھائی کہنا بے ادبی ہے معلوم ہوا کہ اطلاقات میں منصب عظیم کو استعمال کرنا لوازمات تعظیم سے ہے۔ اور اخوت ایمانی کے باوجود

معظم ہستی کو مابہ الامتیاز صفات سے ہی یاد کرنا لازم ہے۔

ع از خدا خواہیم توفیقِ ادب

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دیوبندیوں کا اخلاقی حملہ

بہر حال ہم یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتے کہ اللہ کے نبی کی قوت باہ کا حساب لگانا مذاقِ سلیم پر بھی بار گراں ہے۔

(تفہیمات مودودی ص ۳۲۷، مطبوعہ پٹھانکوٹ)

(معاذ اللہ) چمار سے بھی زیادہ ذلیل

یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا، وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

(تقویۃ الایمان ص ۱۶، سطر ۹، مطبوعہ دہلی)

نوٹ :۔ خدا تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے بڑی مخلوق حضرات انبیائے کرام علیٰ نبینا وعلیہم السلام ہیں اور پھر سب سے اعلیٰ و اولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تو اسماعیل کا بڑی مخلوق کو چمار سے بھی زیادہ ذلیل بتانا کس قدر ناپاک جرأت ہے۔ (خدا کی پناہ)

دیوبندی فریب

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں لایکمل الایمان لامرأحتٰی یکون الناس عندہ کالاباعر یعنی کسی شخص کا ایمان مکمل تب ہوتا ہے کہ عام لوگ اس کے نزدیک اونٹ کی مینگنیوں کی طرح ہوں اور حضرت محبوب الاولیاء سے بھی شیخ صاحب کی اسی عبارت کی مثل الفاظ فوائد الفواد میں منقول ہیں اور شیخ صاحب کے الفاظ الناس ہیں جس کا معنیٰ لوگ ہے انبیائے کرام بھی داخل ہیں۔ تو شیخ صاحب نے مینگنیوں کی طرح فرمایا ہے۔ اگر اسی طرح اسماعیل صاحب نے بھی تقویۃ الایمان میں لکھدیا تو معاملہ ایک سا ہی ہے۔

اسلامی جواب

تم لوگ اپنی تقویۃ الایمان اور اسماعیل کے کفریات کو درست کرنے کے لیے حضرات اولیائے کرام پر افترا باندھنے اور جھوٹ بولنے سے بھی گریز نہیں کرتے ہو حضرت شیخ صاحب کے مقدس ارشاد پر اسماعیل کے کفر کو تمہارا قیاس کرنا چند وجوہ سے بالکل باطل ہے۔

(۱) حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لفظ "الناس" جس کے معنیٰ لوگ ہیں اس سے عوام الناس مراد ہیں حضرات انبیائے کرام اور سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہو ہی نہیں سکتے۔ اور اس پر شیخ صاحب کے جملہ لایکمل الایمان کا قرینہ بایں وجہ شاہد ہے کہ شیخ صاحب نے ایمان کے دو درجے مقرر فرمائے ہیں۔ مطلق ایمان اور کامل ایمان اور اس عبارت میں ایمان کامل کرنے کی ہدایت فرمارہے ہیں۔ اور ایمان کامل ہی تب ہوگا کہ پہلے اصل ایمان تو ہو اور اصل ایمان ہی تب آئے گا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم اور خدا کے سب پیغمبروں پر ایمان ہو۔ تو حضرات انبیائے کرام لفظ ایمان میں آگئے اور الناس میں دوسرے عوام لوگ مراد ہیں۔

حضرت شیخ تو فرما رہے ہیں کہ وہ مومن جو خدا تعالیٰ اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم و سب انبیائے کرام پر اٰمنت باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ کا اقرار کر کے ایمان لا چکا ہے۔ اس کا ایمان مکمل تب ہو گا کہ انبیاء کے علاوہ دوسرے لوگوں کو انبیائے کرام کے مقابلہ میں اباعر کی طرح قلیل جانے، کیونکہ حضرات انبیائے کرام کی شان باقی سب لوگوں سے زیادہ ہے۔ شیخ صاحب تو انبیائے کرام پر ہی مکمل ایمان لانے کو فرما رہے ہیں اور تم نے الٹے معنی کر کے اپنی عاقبت خراب کر لی۔ تو بحمدہٖ تعالیٰ حضرت شیخ صاحب کی عبارت بالکل بے غبار رہی اور اسماعیل صاحب پر اسی طرح کفر کی مار رہی۔

(۲) حضرت شیخ صاحب امتِ رسول کو ہدایت فرما رہے ہیں۔ اور قرآن مجید میں جہاں حضرات انبیائے کرام کے سوا دوسرے عوام کو ہدایات کی گئی ہیں۔ وہاں الناس کے لفظ سے غیر نبی ہی مراد ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے

یاایھا الناس ان کنتم فی ریب من البعث الآیہ یہاں الناس سے غیر نبی مراد ہیں۔ کیونکہ انبیائے کرام کو بعث میں شک ہونا ہی محال ہے۔ نیز ارشاد الٰہی قل یاایھا الناس انما انا لکم نذیر مبین یہاں بھی الناس سے حضور کی امت مراد ہے۔ حضور کریم اس میں داخل نہیں۔ یعنی الناس سے مراد عوام لوگ ہیں۔ اور ملاحظہ ہو کان الناس اُمۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین یعنی پہلے لوگ ایک ہی جماعت تھے۔ تو اللہ نے نبیوں کو مبعوث فرمایا۔ یہاں بھی الناس سے غیر انبیاء مراد ہیں۔ اس قسم کی بے شمار آیات پیش کی جا سکتی ہیں کہ جہاں عوام کا ذکر ہوتا ہے، وہاں اکثر و بیشتر اسلامی طرز کلام میں الناس سے مراد عموماً غیر انبیاء ہی ہوتے ہیں تو شیخ صاحب کے مقدس کلام پر بفضلہٖ تعالیٰ کوئی اعتراض نہ رہا۔

(۳) "الناس" میں الف لام عہد کا ہے۔ استغراق کا نہیں اور اگر استغراق ہو بھی تو عرفی ہے، حقیقی نہیں۔ اور اس میں انبیائے کرام ہرگز داخل نہیں ہیں۔ اور اگر دیوبندی ضرور ہی اسے استغراق حقیقی بنائیں گے تو پھر وہ بتائیں کہ ان کے شیخ الہند محمود الحسن صدر دیوبند نے رشید احمد گنگوہی کے لیے یہ الفاظ کہے ہیں:۔

"مخدوم الکل مطاع العالم"

(مرثیہ مصنفہ محمود حسن ص ۱ سطر ۳)

تو کیا یہاں بھی الکل اور العالم میں استغراق حقیقی مراد لے کر مولوی رشید احمد کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مطاع اور مخدوم اور حضور کو معاذ اللہ مولوی رشید احمد صاحب کا خادم اور مطیع کہو گے رما ھو جوابکم فھو جوابنا نیز دیوبندیوں کے نزدیک اشرف علی وغیرہ تو کامل الایمان تھے تو پھر کیا اشرف علی کے ایمان میں واقعی حضور صلی اللہ

علیہ وسلم معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اونٹ کی مینگنیوں کی طرح سمجھے (استغفر اللہ من ذالک)

سوال جس طرح شیخ صاحب کے کلام میں استغراق حقیقی مراد نہیں، اسی طرح اسماعیل صاحب کے کلام میں بھی استغراق حقیقی مراد نہیں۔

جواب اسماعیل صاحب کی عبارت کو اس طرح بھی شیخ صاحب کی عبارت پر قیاس کرنا بالکل لغو اور باطل محض ہے۔ کیونکہ شیخ صاحب کے کلام میں الناس سے استغراق حقیقی مراد نہ ہونے پر دو قوی قرینے موجود ہیں۔

اول یہ کہ شیخ صاحب ایمان مکمل کرنے کی ہدایت فرما رہے ہیں، اور ایمان تب ہی ہوگا کہ اول حضرات انبیائے کرام کو مانا جائے تو ان اس میں یقیناً استغراق غیر حقیقی ہوگا۔

دوم یہ کہ شیخ صاحب کے اس کلام سے اول و آخر کسی جگہ بھی انبیائے کرام سے بیزاری کا ذکر نہیں اور اسماعیل کے کلام سے یقیناً استغراق حقیقی مراد ہے اور اس نے ہر بڑی مخلوق کا صریح لفظ بول کر قصداً انبیائے کرام کو ذلیل کہنے کی جرأت کی ہے اور اسماعیل صاحب کے کلام میں استغراق حقیقی مراد ہونے پر تین قوی قرینے موجود ہیں

اوّل یہ کہ اس کے کلام میں ہر مخلوق کا صریح لفظ موجود ہے۔

دوم یہ کہ وہ انبیائے کرام کے متعلق ہی لوگوں کے عقاید کا رد کر رہا ہے۔

سوم یہ کہ اس کی اس عبارت سے اوّل اور آخر انبیائے کرام کا ہی ذکر ہو رہا ہے۔ چنانچہ اس کی عبارت سے پہلے بھی صاف موجود ہے کہ

"جو کوئی کسی انبیاء اولیاء کی اماموں اور شہیدوں کی" الخ (تقویۃ الایمان ص ۱۳، سطر ۹)

اور اس ناپاک عبارت کے بعد بھی یہی موجود ہے کہ:

"اور جو کوئی کسی نبی ولی کو یا جن و فرشتہ" الخ

"جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں" الخ (تقویۃ الایمان ص ۴۴ سطر ۱۵ وغیرہ)

جس سے صاف عیاں ہے کہ ساری کتاب میں ہی اس کا روئے سخن صرف حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور خصوصاً حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے اور انہیں کے حق میں وہ یہ سب گستاخیاں کر رہا ہے۔

قرآن پاک نے خارجیوں کی ناک کاٹ دی

مولوی اسماعیل صاحب امام خارجیہ نے ہر مخلوق پر ذلیل ہونے کا ناپاک لفظ بولا۔ مگر خدا تعالیٰ اپنے محبوب

بندوں کا شان اور عزت بیان فرماتا ہوا حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا و علیہ السلام کے حق میں فرماتا ہے وکان عند اللہ وجیھا اور وہ (موسیٰ) اللہ کے نزدیک بڑی شان والا ہے۔

منافقین علماء کے پیشوا ابن اُبی وغیرہ نے بھی حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ذلیل کہا تھا، تو خدا تعالیٰ نے منافقین کی ناک کاٹ کر فرمایا وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنافقین لا یعلمون ہ یعنی اللہ اور اس کا رسول اور مومن سب عزت والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو اپنی عزت کے ساتھ اپنے محبوبوں کی بھی عزت بیان فرماوے اور دیوبندی سب کو ذلیل کہیں۔ یہ خدا سے مقابلہ نہیں تو کیا ہے

نعوذ باللہ حضور مٹی میں مل چکے ف۔ یعنی میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں۔

(تقویۃ الایمان ص ۶۹، سطر ۱۵)

نوٹ:۔ اسماعیل صاحب نے ایک تو معاذ اللہ حضور کو مٹی میں ملنے والا کہا اور دوسرا ظلم یہ کہ اپنی اس گستاخی کو حضور کی طرف منسوب کر دیا۔ کہ نعوذ باللہ حضور نے فرمایا ہے کہ میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ حالانکہ یہ سفید جھوٹ ہے۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حدیث میں بھی اپنے کو مٹی میں ملنے والا نہیں فرمایا، نہ کوئی دنیا میں ایسی حدیث ہے۔ نہ دیوبندی قیامت تک دکھا سکتے ہیں۔ بندۂ ناچیز کی عمر کا ایک حصہ بھی بدمذہبوں سے بحثوں میں گزر چکا ہے۔ اور بار بار مطالبے کے باوجود آج تک کوئی دیوبندی ایسی حدیث نہیں دکھا سکا کہ جس میں حضور نے اپنے کو مٹی میں ملنے والا فرمایا ہو۔ بلکہ اس کے بالکل برعکس فرماتے ہیں ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرما دیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسم شریف کو کھائے۔ تو اللہ کا نبی (قبر میں بھی) زندہ ہے، رزق دیا جاتا ہے۔ یہ حدیث شریف صحاح ستہ کی کتاب ابن ماجہ شریف میں موجود ہے۔ کوئی دیوبندی یا وہابی انکار کرے تو لطف آجائے۔

پھر اسماعیل صاحب نے یہ جملہ حضور کی طرف منسوب کر کے حضور پر عمداً جھوٹ بولا ہے اور حضور فرماتے ہیں من کذب علیّ متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار یعنی جس شخص نے مجھ پر قصداً جھوٹ لگایا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔

حضور کسی چیز کے بھی مختار نہیں (معاذ اللہ) "جس کا نام محمد یا علی ہے، وہ کسی چیز کا مختار نہیں"۔

(تقویۃ الایمان ص ۴۷، سطر ۶)

نوٹ:۔ اوّل تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم گرامی کو بغیر کسی خطاب عزت کے اس طرح بولنا کہ محمد و محمد صاحب! یہ ہندوؤں اور سکھوں کا طریقہ ہے (دیکھو ستیارتھ پرکاش) اور اس طرح کہنا حضور کی سخت بے ادبی ہے اور پھر حضور کو بالکل بے اختیار ماننا یہ سخت گستاخی ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ہے انی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض (بخاری ج ۱ ص ۵۰۸)
ترجمہ:۔ مجھے زمین کے خزانے کی کنجیاں عطا فرمائی گئی ہیں۔
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
وبینما انا نائم رأیتنی اوتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت بیدی
(مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۲)
ترجمہ:۔ اور میں نے بحالت خواب دیکھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔
معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اپنی عطاء سے دنیا و آخرت کی ہر نعمت عطا فرما کر مالک و مختار کل بنا دیا ہے۔
دیوبندی اور وہابی اپنے مال کے مختار، دکانوں کے مختار، اچھے برے کے مختار، اپنی ملکیہ زمینوں میں جو چاہے کریں مکمل مختار اور فخر کائنات، منشائے کونین، شہنشاہ دوجہاں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ذرہ کا بھی مختار نہ جانیں۔

(معاذاللہ) میلاد محمدی منانا کرشن کے جنم دن منانے سے بھی بدتر ہے

پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے نقل شہادت اہل بیت ہر سال بناتے ہیں۔ معاذاللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا۔ اور خود یہ حرکت قبیحہ قابل لوم و حرام و فسق ہے۔ بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے۔
(براہین قاطعہ مصنفہ خلیل احمد صدر مدرسہ سہارنپور و رشید احمد گنگوہی امام فرقہ دیوبند مطبوعہ دیوبند ص ۱۴۸ / ص ۱۴۸)
نوٹ:۔ حضور کے میلاد شریف کو کرشن کے سانگ سے بھی بدتر کہنا یہ تو اہل کفر کا پرانا شیوہ ہے۔ اب تو سارے پاکستان میں باقاعدہ سرکاری طور پر میلاد النبی منایا جاتا ہے۔ اور دیوبندی بھی مارے مارے پھرتے ہیں۔ تو کیا سارے پاکستانی حرام کار و سانگی ٹھہرے، سچ ہے کہ ؎

بزم میلاد ہو کنہیا کے جنم سے بدتر
ارے اندھے ارے مردود یہ جرأت تیری

معاذاللہ نبی چوہدری ہے

جیسا کہ ہر قوم کا چوہدری اور گاؤں کا زمیندار، سو ان معنوں کو ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے (تقویۃ الایمان ص ۲۷، سطر ۶)
نوٹ:۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے، وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین مگر دیوبندیوں کے نزدیک رسول اللہ

چوہدری تھے۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دیوبندیوں کے شاگرد ہیں

ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آ گئے۔ آپ تو عربی ہیں، فرمایا کہ جب سے علمائے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آ گئی، سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ دیوبند کا معلوم ہوا۔

(براہین قاطعہ مصنفہ امام چہارم دیوبندی مذہب ص ۲۶، سطر ۹)

نوٹ:۔ دیوبندیوں کی بد اعتقادی ملاحظہ کیجیے کہ اپنا اور اپنے مدرسے کی شان بیان کرنے اور حضور کے استاد بننے کے شوق میں تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا کس قدر بے باکانہ اقدام کیا کہ نعوذ باللہ معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اردو زبان سیکھنے میں ان ہندوستانی ملاؤں سے فیض حاصل کیا۔ اور آپ کو معاذ اللہ یہ زبان پہلے نہ آتی تھی۔ حالانکہ تمام عالم اسلام کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ چونکہ خدا نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا۔ وما ارسلنك الا كافة للناس بشيرا ونذيرا تو حضور کو پہلے ہی خدا تعالیٰ نے دنیا بھر کی تمام زبانوں کا عالم کامل و مکمل بنا کر بھیجا۔ اس معاملہ میں تفسیر جلالین کے محشی علامہ جمل رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں:

وهو صلى الله عليه وسلم كان يخاطب كل قوم بلغتهم وان لم يثبت انه تكلم باللغة التركية لانه لم يتفق انه خاطب احدا من اهلها ولو خاطبه لكلمه بها۔

(جمل ج ۲ ص ۵۱۴، سطر ۶، مصری)

یعنی حضور ہر قوم کو ہر قوم کی ہر زبان سے خطاب فرماتے تھے۔

اور علامہ خفاجی فرماتے ہیں:

انه صلى الله عليه وسلم لما ارسله الله لجميع الناس علمه جميع اللغات

(نسیم الریاض شرح شفا ج ۱ ص ۳۷، سطر ۸)

خدا تعالیٰ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا رسول فرما دے اور دیوبندی آپ کو رسولِ دیوبند ثابت کرنے کی کوشش کریں۔ خدا تعالیٰ وعلمك ما لم تكن تعلم فرما کر حضور کے علم کو اپنی طرف منسوب فرمائے اور دیوبندی اپنی طرف منسوب کریں۔ یہ ہے دیوبندیوں کا ایمان، یعنی مدرسہ دیوبند کا رتبہ بڑا ہے کہ حضور بھی یہاں سے فیض حاصل کر کے گئے۔ (معاذ اللہ)

(معاذ اللہ) حضور ہی رحمۃ للعالمین نہیں

استفتاء کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ رحمۃ للعالمین مخصوص

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں؟

الجواب: لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں۔ الخ

(فتاویٰ رشیدیہ مصنفہ گنگوہی امام سوم دیوبندی مذہب ج ۲، ص ۹، سطر ۱۴)

(معاذ اللہ) دیوبندیوں کے پیشوا حاجی صاحب بھی رحمۃ للعالمین ہیں

(۱) حضرت گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت حاجی صاحب کی وفات کی خبر ملی۔ کئی روز حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو دست آتے رہے اس قدر صدمہ اور رنج ہوا تھا۔ بظاہر یہ معلوم نہ تھا کہ اس قدر محبت حضرت کے ساتھ ہوگی۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت کی نسبت بار بار رحمۃ للعالمین فرماتے تھے۔

(اضافات الیومیہ تھانوی ج ۱ ص ۱۰۵ سطر ۱۵ وغیرہ)

(۲) آج نماز جمعہ پر یہ خبر جان کاہ سن کر دل حزیں پر بے حد چوٹ لگی کہ رحمۃ للعالمین (مفتی محمد حسن دیوبندی لاہور) دنیا سے سفر آخرت فرما گئے۔ (تذکرہ حسن بحوالہ ماہنامہ تجلی دیوبند و ماہنامہ نوری کرن بریلی فروری ۱۹۶۳ء)

نوٹ: اب تو اصل مرض کا پتہ چل گیا کہ صرف حضور کے رحمۃ للعالمین ہونے کا انکار حاجی صاحب اور دوسرے سب دیوبندی مُلّاؤں کو رحمۃ للعالمین ثابت کرنے کے لیے کیا جا رہا ہے۔

(معاذ اللہ) خاتم النبیین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی نہیں

(۱) ہر زمین میں اس زمین کے انبیاء کا خاتم ہے۔
(تحذیر الناس مصنفہ بانی دیوبند ص ۳۰، سطر ۵)

(۲) ہر زمین کی حکومت نبوت اس زمین کے خاتم پر ختم ہو جاتی ہے۔ پر جیسے ہر اقلیم کا بادشاہ باوجودیکہ بادشاہ ہے، ہفت اقلیم کا محکوم ہے۔ ایسے ہی ہر زمین کا خاتم اگرچہ خاتم ہے، پر ہمارے خاتم النبیین کا تابع ہے۔

(تحذیر الناس مصنفہ بانی دیوبند ص ۳۰ سطر ۸)

(۳) دوبارہ وصف نبوت فقط اسی زمین کے انبیاء علیہم السلام ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح مستفید و مستفیض نہیں جیسے آفتاب سے قمر و کواکب باقیہ بلکہ اور زمینوں کے خاتم النبیین بھی آپ سے اسی طرح مستفید و مستفیض ہیں۔ (تحذیر الناس ص ۳۱، سطر ۱)

نوٹ: یہ ہر سہ عبارتیں مولوی قاسم نانوتوی کی ہیں۔ جو بانی دیوبند امام دوم دیوبندی مذہب ہے۔ اور جس کی قبر کی مٹی دیوبندی ملاں بطور تبرک صبح و شام چاٹتے اور یہ کتاب تحذیر الناس وہ کتاب ہے کہ جس کا دیوبندی ہر وقت بطور ایمان وظیفہ رکھتے ہیں۔ دیوبندیوں کے امام نے زمین کے سات حصے بنا کر ہر حصے میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نبی خاتم النبیین ثابت کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ ایک وقت میں چھ خاتم النبیین ہونے کا اقرار کیا ہے۔ تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ خاتم النبیین صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں مگر دیوبندی یہ

صفت آپ کے ساتھ خاص نہیں سمجھتے۔ قرآن مجید نے رحمۃ للعالمین اور خاتم النبیین کی دو خاص صفتوں سے اپنے محبوب علیہ السلام ہی کو نوازا ہے۔ مگر دیوبندیوں نے حضور کے رحمۃ للعالمین ہونے کا انکار تو اس طمع میں کیا کہ اپنے دیوبندیوں کو بھی رحمۃ للعالمین اور حضور کے برابر ثابت کر سکیں۔ تو شاید حضور کے ساتھ خاتم النبیین کے خاص ہونے کا بھی انکار اس لیے کرتے ہیں کہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کو خاتم النبیین مانتے ہوں گے۔ کیونکہ دیوبندی اشرف علی کو نبی اللہ و رسول اللہ کہتے ہیں۔ چنانچہ ان کا کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ اور درود اللھم صل علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی ہے جس کے بیشمار حوالہ جات دیوبندیوں کی تحریروں سے (دیوبندی مولویوں کے دعوے) کی بحث میں دیے جائیں گے، وہاں ملاحظہ ہوں۔

مولوی محمد قاسم نانوتوی ختم نبوت زمانی فضول ہی جانتا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

"ایک مراد ہو۔ تو شایان شان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی۔"

(تحذیر الناس ص ۸، سطر ۱)

یعنی ختم نبوت کا معنی مولوی محمد قاسم صاحب کے نزدیک یہ ہے کہ آپ کا مرتبہ ہر نبی سے بڑھ کر ہے اور ہر نبی آپ سے مستفیض ہے۔ یہی معنی ختم نبوت کا مرزائی بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے" (کشتی نوح ص ۳۳، سطر ۵)

تو ختم نبوت کے نظریہ میں دیوبندی اور مرزائی بالکل متحد اور مسلمانوں کے نظریہ کے مخالف ہیں۔ اور ان کی باہمی جنگ زراندوزی اور پیٹ پرستی کی معلوم ہوتی ہے۔ جیسا کہ دیوبندی و مودودی اعتقاداً بالکل متحد ہیں اور بزرگان اسلام اور اولیائے کرام اور سب مسلمانوں کو بدعتی، مشرک اور کافر کہنے میں یک جان ہیں اور ان کی باہمی جنگ کفر سازی محض چندہ سازی اور قربانی کی کھالوں کے لیے گرم ہے۔

مولوی رشید احمد گنگوہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ثانی تھا

(صدر دیوبند کا بیان)

زباں پر اہلِ ہوا کی ہے کیوں اُعل ہُبل شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانیٔ اسلام کا ثانی

(مرثیہ مصنفہ محمود حسن صدر دیوبند ص ۶، سطر ۳)

نوٹ:۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایکم مثلی (بخاری) یعنی تم سے کون میرا ثانی ہو سکتا ہے۔ اور دیوبندی اس محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی لاثانی ذات پاک کا اپنے مولوی گنگوہی صاحب کو ثانی ثابت کرتے ہیں۔

یہ مرثیہ مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی نے مولوی رشید احمد صاحب کی موت کے بعد اس کی شان میں لکھا ہے۔ معلوم ہوا کہ جب صدر دیوبند کا یہ عقیدہ ہے تو دیوبندی جہلا خدا جانے کیا کیا نہ سمجھتے ہوں گے۔ اور صدر دیوبند صاف کہتا ہے ؎

وفات سرور عالم کا نقشہ آپ کی رحلت
تھی ہستی گر نظیر ہستی محبوب سبحانی

معاذ اللہ نبیوں کو اپنی آخرت کا کچھ پتہ نہیں

کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔
(تقویۃ الایمان ص ۳۰)

مگر دیوبندیوں کو اپنی آخرت کا مکمل پتہ ہے

چوتھی بات یہ فرمائی کہ جب ہم جنت میں جائیں گے۔ اور یہ ایسے طور پر فرمائی جیسے یقین ہو کہ جنت میں ضرور جائیں گے۔
(ارواح ثلاثہ تھانوی ص ۳۵۷، سطر ۳)

تاجدار دوعالم جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی ہتک و توہین کا نہایت خطرناک دیوبندی اقدام

(معاذ اللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مولوی اشرف علی کی ایک دیوبندیہ مریدنی سے بغل گیر ہو گئے

دہلی سے برخورداری خاتون سلمہا کا کارڈ بھی میرے نام آیا، جس میں برخورداری نے اپنا ایک خواب درج کر کے درخواست کی ہے کہ حضرت والا کی خدمت مبارک میں عرض کر کے تعبیر منگا دو۔ لہٰذا ذیل میں بھی نقل کی جاتی ہے۔ وھو ھذا:۔

ایک جنگل ہے اس میں میں ہوں۔ ایک تخت ہے کچھ اونچا سا۔ اس پر زینہ ہے۔ ایک میں اور دو تین آدمی ہیں۔ ہم سب کھڑے ہیں حضرت رسول اللہ کے انتظار میں، اتنے میں ایسا معلوم ہوا کہ جیسے بجلی چمکی، تھوڑی دیر میں حضرت تشریف لائے اور زینے پر چڑھ کر میرے سے بغل گیر ہوئے اور مجھ کو خوب زور سے بھینچ دیا۔ جس سے سارا تخت ہل گیا؎ ۔ ۔ ۔ معاذ اللہ۔

نوٹ:۔ بیگانی عورت کی طرف قصداً نظر کرنے سے ستر سال کی عبادتیں ضائع ہو جاتیں ہیں اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لعن اللہ الناظر یعنی نظر کرنے والے پر خدا کی لعنت، تو وہ محبوب خدا جن کی مقدس تعلیم نے لاکھوں انسانوں کو شرم و حیا کے زیور سے آراستہ فرمایا۔ وہ محبوب جس نے ہر انسان کو اپنی بے گانی کی تمیز کے سبق سکھلائے، وہ محبوب خدا جن کی ایک نظر کرم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو کامل الحیا والایمان کے لقب سے

؎ یہ خواب مولوی اشرف علی کی مریدنی کا ہے۔ اس نے رشید احمد کو بیان کیا۔ اس نے تھانوی کی طرف بھیجا۔ تھانوی نے فخراً شائع کر دیا۔

ممتاز فرمادیا۔ اس ذاتِ پاک پر یہ ناپاک الزام کہ معاذ اللہ آپ تھانوی صاحب کی ایک مریدنی سے بغل گیر ہوئے اور اس کے سینے سے لگے۔ (والی اللہ المشتکی) اور اس خواب کو تھانوی صاحب نے اپنا شان ظاہر کرنے کے لیے اپنی کتاب اصدق الرؤیا میں درج کرکے کس قدر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا اقدام کیا، اگر کسی دیوبندی مولوی کے متعلق ہی یہ واقعہ ہوتا تو کوئی کہہ بھی سکتا تھا۔ ممکن ہے کہ شیطان اس مولوی کی صورت میں ظاہر ہوکر ایسی نازیبا اور اخلاق سوز حرکات کا مظاہرہ کر رہا ہو۔ مگر یہ تو اس ذاتِ پاک پر الزام لگایا گیا ہے کہ جو فرماتے ہیں من رانی فقد رای الحق فان الشیطٰن لا یتمثل بی یعنی جس نے مجھے دیکھا اس نے یقیناً مجھے ہی دیکھا۔ اور شیطان میری صورت میں ظاہر نہیں ہو سکتا، اور خود تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

" واقعی شیطان حضور کی شکل میں نہیں آسکتا"۔ (افاضات الیومیہ ج ۶ ص ۱۸۲، سطر ۱۸)

ہمارا تو یہ اعتقاد ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ سراسر افترا ہے اور تھانوی صاحب کی متعلقہ نے یہ جھوٹ گھڑا ہے۔ ہم اس سے زیادہ کچھ بھی عرض نہیں کرسکتے کہ ایسا جھوٹ گھڑنے والی اور اس کو اصدق الرؤیا یعنی بہت ہی سچا بتاکر اپنی کتاب میں شائع کرنے والے نے شانِ نبوت میں گستاخی کی ہے۔ امیر البیان نے واقعی سچ کہا تھا کہ

یہ لوگ یادگار رنگیلا رسول ہیں

خامہ انگشت بدنداں ہے اُسے کیا لکھیے
ناطقہ سربگریباں ہے اُسے کیا کہیے

واضح رہے کہ یہ اصدق الرؤیا تھانوی صاحب کی معتبر کتاب ہے۔ جس کا خطبہ اُنہوں نے بوادر النوادر کے ص ۴۲۶ پر بڑے شان سے لکھا ہے۔

(معاذاللہ) دیوبندیوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گرنے سے بچایا

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مجھے بصورت معانقہ دوزخ کے پُل صراط پر لے گئے اور میں نے دیکھا کہ آپ نے مجھے مہر لگاکر ایک تحریر دی اور آپ کے ساتھ بہت سے بڑے لوگ بھی تھے۔ تو میں نے بیت اللہ کے پاس دعا مانگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دعا مانگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور صلوٰۃ وسلام پڑھا۔ تو آپ نے مجھ سے معانقہ کیا اور اذکار سکھائے ورایت انہ یسقط فامسکتہ واعصمتہ عن السقوط اور میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا کہ آپ گر رہے ہیں تو میں نے آپ کو تھام کر گرنے سے بچایا۔

(مبشرات بلغۃ الحیران مصنفہ مولوی حسین علی امام ششم دیوبندی مذہب خلیفہ رشید احمد گنگوہی ص ۸ سطر ۱۵)

نوٹ: خدا تعالیٰ فرماتا ہے وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین تو معلوم ہوا کہ تمام جہانوں کو حضور کی ہی رحمت

تھامے ہوئے ہے۔ مگر دیوبندی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گرنے سے ہم تھامے ہوئے ہیں۔ اگر ہم نہ ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گر جاتے۔ نیز قیامت کے دن جب لوگ پل صراط سے گزرنے لگیں گے تو بہت سے گرنے والوں کے حق میں حضور دعا فرمائیں گے۔ سَلِّم، سَلِّم یعنی اے اللہ! اسے گرنے سے بچالے تو آپ کی دعا مبارک تھام لے گی۔ اور وہ آرام سے پل صراط سے گزر جائیں گے۔ (مسلم شریف) مخلوقات تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے دوزخ کی پل صراط سے بچے اور دیوبندی کہیں کہ آپ کو گرنے سے ہم نے بچا لیا۔ حالانکہ امام ابن سیرین فرماتے ہیں ومن راٰہ متغیر الحال فلاخیر فی تلک الرؤیا فانہا نقص فی دین الرائی

(تعبیر الرؤیا ص ۷)

(معاذ اللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روضہ مبارک بھی حرام بنا ہوا ہے

(دار العلوم دیوبند کا فیصلہ)

سوال:۔ بعض مثیلاً کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت امام حسین علیہ السلام اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے روضے پختہ بنے ہوئے ہیں۔ یہ کیسے درست اور جائز ہے۔ بالتشریح والتفصیل جواب تحریر فرمائیے فقط۔

الجواب:۔ قبور پر گنبد اور فرش پختہ بنانا ناجائز اور حرام ہے۔ بنانے والے اور جو اس فعل سے راضی ہوں گنہگار ہیں۔ الخ (بندہ عزیز الرحمٰن مفتی دار العلوم دیوبند) (فتاویٰ دیوبند، ج ۱ ص ۱۴۳ سطر ۵ وغیرہ)

نوٹ:۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نورانی گنبد مبارک مدتوں سے جلوہ گر ہے۔ اور بفتوائے دیوبند وہ حرام ہوا۔ تو گویا دیوبندیوں کے عقیدہ میں ہزاروں سالوں سے حضور پر حرام کا ہی سایہ ہے (معاذ اللہ) اور نعوذ باللہ! حضور کریم بھی اس حرام کو اپنی ذات سے دور کرنے میں کچھ نہ کر سکے۔ جس ذات پر رحمتوں کا سایہ ہو۔ یہ دیوبندی اس محبوب پر حرام فعل کا سایہ بتاتے ہیں اور جتنے مسلمان روضہ مبارک کی زیارت سے مشرف ہو کر خوش ہوتے ہیں۔ دیوبندی فتوے سے وہ تمام دنیا کے مسلمان گنہگار ہوئے اور معلوم ہوا کہ اگر دیوبندیوں کا بس چل جائے تو روضۂ انور کے ذرّے ذرّے اڑادیں کیونکہ یہ اُسے حرام کہتے ہیں۔ یہ ہے ان نام نہاد مولویوں کی حضور کے متعلق خطرناک اور ناپاک سازش اور جب حضور کے روضۂ انور کی عزت بھی ان کے دل میں ذرہ برابر نہیں تو اولیاء اللہ کے روضوں پر اگر ذرہ برابر بھی دیوبندیوں کو دسترس حاصل ہو جائے۔ تو نہ جانے یہ لوگ آگ لگانے سے بھی دریغ نہ کریں گے۔ ہمارے بھولے بھالے سجادہ نشینان حضرات کو ان تقیہ باز دیوبندیوں کی منافقانہ خوشامدوں سے ہوشیار رہنا چاہیے۔ یہ

---

۵ نجدیوں نے مدینہ طیبہ کے اصحاب و اہلبیت کے روضے گرائے تو دیوبندیوں نے بڑی خوشی منائی اور نجدیوں کی مدد کی تھی۔ دیکھو کتاب (عطاء اللہ شاہ مصنفہ شورش لاہوری ص ۸۰)

لوگ مزاروں میں رسوخ حاصل کرنے کے لیے طرح طرح کے جائز اور ناجائز بہانے سے بھی گریز نہیں کیا کرتے۔ مگر سانپ کا بچہ آخر سانپ ہی ہوتا ہے۔

ع نمی رویداز تخم بد بار نیک

(معاذ اللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بس اشرف علی جیسے ہی تھے

(۱) آپ کا قد مبارک اور رنگت اور چہرہ شریف اعلیٰ اور تن شریف حضرت مولانا اشرف علی جیسا ہی تھے۔

(اصدق الرؤیا ص ۵، سطر ۵)

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مولانا تھانوی کی شکل میں ہیں۔ (اصدق الرؤیا ص ۲۵، سطر ۱۵)

(۳) شکل ایسی ہی ہے، جیسے ہمارے مولانا تھانوی کی۔ (اصدق الرؤیا ص ۳۷، سطر ۱۹)

نوٹ:۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں ما رایت شیئاً احسن من رسول اللہ (مشکوٰۃ شریف) یعنی میں نے حضور سے بڑھ کر حسین کسی کو نہ دیکھا، وہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کہ جن کے حسن کے سامنے چاند، سورج شرم کھائیں ان کو اشرف علی جیسا بتانا اور تھانوی صاحب کو حضور کے برابر ثابت کرنے کے لیے اس قدر بے اعتقادی کا مظاہرہ کرنا یہ دارالعلوم دیوبند کا ہی ناپاک فیض ہے۔

(نعوذ باللہ) حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو طاغوت کہہ سکتے ہیں

طاغوت کا معنی کلما عبد من دون اللہ فھو الطاغوت اس معنی بموجب طاغوت جن اولیاء اور ملائکہ اور رسول کو بولنا جائز ہوگا۔ یا مراد خاص شیطان ہے۔

(بلغۃ الحیران امام ششم دیوبندی مذہب، ص ۴۳، سطر ۹)

اور خود امام دیوبند لکھتا ہے کہ طاغوت شیطان کو ہی کہتے ہیں۔ "طاغوت بمعنی شیطان فرمایا ہے۔"

(بوادر النوادر تھانوی ص ۴۲۹، سطر ۱۲)

(معاذ اللہ) دیوبندی علماء حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برابر ہیں

مطلب یہ ہے کہ بعض صفات میں ہم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مشترک ہیں۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۷، ص ۴۶۴، سطر ۲)

دیوبندی مولوی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ بھی جاتے ہیں

انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں۔ تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل، اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں۔

(تحذیر الناس مصنفہ بانی دیوبند ص ۴، سطر ۴)

نوٹ:- یہی تو اصلی مقصد تھا کہ دیوبندیوں کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ثابت کیا جائے جسے بالآخر ظاہر کر ہی دیا گیا کہ دیوبندی علم اور عمل ہر چیز میں نبیوں سے بڑھ سکتے ہیں پھر نبوت کیا رہی ؟

(معاذ اللہ) حضور سے علم میں بھی بڑھ سکتے ہیں

دنیوی فنون کے اندر ہو سکتا ہے کہ غیر نبی بنی سے اعلم ہو جائے۔ فن سیاست میں ممکن ہے کہ غیر نبی نبی سے اعلم ہو جائے۔

(افاضات الیومیہ ج ۶ ص ۹۴۳، سطر ۱۴)

(معاذ اللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم کافر سے بھی تھوڑا ہے

(معاذ اللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں

اور شیخ عبد الحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں

(براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد صدر مدرسہ سہارنپور، ص ۵۱، سطر ۱۰)

اور کافر دیوار کے پیچھے کی چیز کا بھی علم حاصل کر سکتا ہے

اور کشف ہے کہ لوگ اس کو بڑی چیز سمجھتے ہیں کہ جو چیز سب لوگ دیوار کے پرلی طرف جا کر دیکھ سکتے ہیں، وہ اس نے یہاں بیٹھے دیکھ لی۔ یہ بات تو کافر کو بھی حاصل ہو سکتی ہے۔

(افاضات الیومیہ، تھانوی، ج　ص ۴۱۴، سطر ۱۱ وغیرہ)

نوٹ:- دیوبندیوں کے ان ہر دو نظریوں کو ملاحظہ کیجیے اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ دیوبندیوں کے نزدیک ایک کافر تو اپنی قلبی صفائی کر کے اس قدر کشف حاصل کر سکتا ہے کہ اس کے سامنے دیوار حجاب نہ رہے۔ اور دیوار کے پیچھے کی چیز معلوم کرے۔ مگر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ اس کافر جتنی قلبی صفائی بھی حاصل نہیں کہ دیوار کے پیچھے کی چیز کا علم حاصل کر سکیں یعنی بالکل حجابات میں گھرے ہوئے اور ہر قسم کے انکشاف سے محروم ہیں۔

یہ تو ہے دیوبندی مولویوں کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت مندی کا نمونہ۔ پھر ظلم یہ کہ شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ پر کذب و افتراء باندھتے ہیں۔ دیوبند و سہارنپور کے شیخ الحدیث نے ذرہ برابر دریغ نہیں کیا معلوم ہوتا ہے کہ دیوبند کے شیخ الحدیث شیخ المفسرین بھی ہوتے ہیں۔ دیکھیے اسی دیوار کے پیچھے نہ جاننے والی روایت کے متعلق شیخ صاحب مدارج النبوت میں یوں فرمائیں۔

"من بندہ ام نمی دانم آنچہ درپس دیوار است جوابش آنست کہ ایں سخن اصلی ندارد و روایت بداں صحیح نہ شدہ۔"

یعنی حضور کے متعلق جو مشہور کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے دیوار کے پیچھے کا علم نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس روایت کی کچھ بھی اصل نہیں اور یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

(مدارج النبوت مصنفہ شیخ عبدالحق ج ۱ سطر ۱۶، ص ۷)

اور ملا علی قاری اپنے رسالہ المصنوع فی الحدیث الموضوع میں صاف لکھ رہے ہیں کہ یہ روایت لیس بحدیث۔ (المصنوع فی الحدیث الموضوع ص ۲۲ مطبوعہ مجیدی)

دیکھیے شیخ صاحب تو اس روایت کو بے اصل اور غیر صحیح فرماویں۔ مگر صدر دیوبند نے کس دیدہ دلیری سے جھوٹ بول کر کہہ دیا۔ شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔ جس روایت کو شیخ صاحب رد کریں۔ اس کو شیخ صاحب کی روایت بتانا اور یاایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ نقل کر کے وانتم سکاریٰ چھوڑ دینا اور شیخ صاحب کی کتاب سے پہلے الفاظ نقل کر کے "یعنی بے دانا نیدن حق" یا "ایں سخن اصلے ندارد و روایت بداں صحیح نشدہ" کی تنقید و جواب کو چھوڑ دینا یہ کس قدر شرمناک خیانت کا اقدام ہے۔ اور خلیل احمد صاحب نے شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر یہ افترا محض اس لیے باندھا کہ شیخ صاحب چونکہ سچے عاشق رسول ہیں۔ تو ان کو بھی اپنے ساتھ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی میں شریک کر لیا جائے۔ شاید ہماری بات کا اعتبار ہو جائے گا۔ مگر افسوس کہ آخر چوری ظاہر ہو گئی۔ اور دیوبندیوں کا یہ افترا تو کچھ ایسا ہے کہ جیسا کہ کوئی مسلمان کسی مرزائی کی کوئی عبارت رد کرنے کے لیے اپنی کتاب میں نقل کرے اور کوئی رد کے الفاظ چھوڑ کر یہ لکھ دے کہ دیکھو ہمارے اعتقاد کے الفاظ تو فلاں کی کتاب میں بھی موجود ہیں۔ اور یہاں سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے میں دیوبند کے بڑے بڑے شیخ الحدیث و حکیم الامت جھوٹ بولنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔

دیوبندی عذر مان لیا کہ شیخ صاحب نے مدارج النبوت میں اس روایت کو غیر صحیح اور بے اصل بتلایا ہے۔ مگر اشعۃ اللمعات میں تو شیخ صاحب نے اس روایت کو بلا تنقید نقل کیا ہے۔ لہٰذا مولوی خلیل احمد کا یہ کہنا کہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔ درست ہے۔

(فیصلہ کن مناظرہ ص ۱۳۰)

اسلامی جواب یہ چالاکی اور پھر ہمارے سامنے تمہاری یہ حیلہ سازی و فریب کاری بھی قطعاً بے بنیاد ہے کیونکہ شیخ صاحب نے اشعۃ اللمعات میں بھی اس روایت کے مفہوم کلی کو مطلقاً تسلیم نہیں کیا۔ چنانچہ اشعۃ اللمعات میں بھی یہ روایت نقل کرنے کے بعد شیخ صاحب نے صاف لکھ دیا ہے کہ

"یعنی بے دانا نیدن حق سبحانہ"

اولاً تو مولوی خلیل احمد صاحب کا یہ کہنا کہ شیخ صاحب روایت کرتے ہیں یہ کہنا از حد خیانت ہے کیونکہ

روایت ونقل میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یہ خیانت اول ہے۔ اور پھر اگر مولوی خلیل احمد صاحب نے اشعۃ اللمعات سے ہی شیخ صاحب کی یہ عبارت نقل کیا ہے۔ تو پھر بھی اس نے شیخ صاحب کے یہ تنقیدی الفاظ یعنی "ب دانایدن حق سبحانہ" کو چھوڑ کر صرف پہلے الفاظ نقل کر کے ازحد خیانت کی ہے۔ نیز دیوبندی اصول (جس کی تفصیل آئندہ آرہی ہے) کے مطابق تو دیوبندی صرف اشعۃ اللمعات پیش ہی نہیں کر سکتے۔ ان کے نزدیک سب عبارت ملا کر حکم لگتا ہے اسی اشعۃ اللمعات میں شیخ صاحب علم غیب محمدی کے متعلق تحت حدیث فعلمت ما فی السموات والارض فرماتے ہیں:

پس دانستم ہر چہ در آسمانہا و ہر چہ در زمین بود، عبارت است از حصول تمامہ علوم جزوی وکلی احاطہ آں

(اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۳۳۳ سطر ۱۷)

تو بقانون دیوبندیہ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے تمام علوم جزوی و کلی کا احاطہ مانتے ہیں، وہ ایک دیوار کی پچھلی چیز کے علم سے معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح بے خبر اعتقاد کر سکتے ہیں۔ تو بفضلہ تعالیٰ دیوبندی اصول سے ہی دیوبندیہ کے افتراء کی فریب کاری فاش ہو گئی۔

تفصیل اس امر کی یہ ہے کہ اگر شیخ صاحب اشعۃ اللمعات میں اس روایت کو بالفرض مطلقاً صحیح ہی تسلیم کر لیتے اور "یعنی بے انایدن حق سبحانہ" کے الفاظ تحریر فرما کر اپنی تنقید نہ بھی فرماتے تو دیوبندی اصول کے مطابق باوجودیکہ یہ اصول ہمارے نزدیک قطعاً غلط ہے۔ مگر دیوبندیوں کے مسلم اصول کے مطابق تو پھر بھی چونکہ اشعۃ اللمعات اور مدارج ہر دو کتابیں حضرت شیخ صاحب کی تصنیف ہیں اور مدارج النبوت میں شیخ صاحب نے واضح الفاظ میں اس روایت کے متعلق فرمادیا ہے کہ

"جوابش آنست کہ ایں سخن اصلے ندارد و روایت بداں صحیح نشدہ" اور ملا علی قاری المصنوع فی الحدیث الموضوع میں صاف کہہ رہے ہیں ما اعلم خلف جداری ھذا قال ابن حجر لیس بحدیث (المصنوع ص ۲۲) تو صرف اشعۃ اللمعات کی آڑ لے کر مدارج النبوت میں شیخ صاحب کے اس فیصلہ کو چھوڑ کر اس روایت کا شیخ صاحب پر بہتان باندھنا جس کو نقل کر کے خود شیخ صاحب جواب دے رہے ہیں، دیوبندیوں کے اصول کے مطابق تو پھر بھی مولوی خلیل احمد صاحب کی خیانت ثابت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ دیوبندیوں کا یہ اصول ہے۔ کہ اگر کوئی مصنف اپنی کسی ایک عبارت میں کوئی قابل اعتراض بات بغیر تنقید کے تحریر کر دے اور پھر کسی دوسری عبارت میں اسی قابل اعتراض بات کے متعلق تردید کر کے اپنے عقیدہ کی اس سے برأت ظاہر کر دے تو دوسرے مقام کی عبارت پہلی عبارت کی تشریح سمجھی جاوے گی۔ یعنی اب ان کے نزدیک مصنف کی مختلف عبارات کا ایک ہی حکم تصور کیا جاوے گا چنانچہ دیوبندیہ کے امام مولوی محمد قاسم صاحب بانی دیوبند نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت زمانی کے

متعلق مرزائیت خیر الفاظ لکھ کر ختم نبوت زمانی کا انکار کیا تو عالمِ اسلام کے ربانیین نے نانوتوی صاحب کی ان کفریہ عبارات مندرجہ تحذیر الناس پر کفر کا فتوے لگایا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت زمانی کا انکار کفر ہے تو مُلاں سنبھلی اپنی کتاب "فیصلہ کن مناظرہ" میں (جس کو معروف آخر کہتے ہیں) جب انہیں تحذیر الناس میں نانوتوی صاحب کی صفائی کے لیے کوئی واضح دلیل دستیاب نہ ہوئی۔ تو نانوتوی صاحب کی دوسری کتابیں "قبلہ نما" اور "مناظرہ عجیبہ" کی عبارتیں متعلقہ ختم نبوت کو نانوتوی صاحب کی کتاب تحذیر الناس کی صفائی میں پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"پھر تحذیر الناس ہی پر منحصر نہیں، حضرت مرحوم کی دوسری تصانیف میں بھی بکثرت اس قسم کی تصریحات موجود ہیں"

(فیصلہ کن مناظرہ ص ۴۲، سطر ۲)

دیوبندیوں کے مشہور پیشہ ور مُلاں سنبھلی کی یہ عبارت واضح کرتی ہے کہ بقولِ دیوبندیہ ایک مصنف کی تمام عبارات کا ایک ہی حکم ہوگا۔ اس کے بعد سنبھلی صاحب نانوتوی صاحب کی مختلف تصانیف کی عبارات پیش کرنے کے بعد نانوتوی صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:۔

حضرت قاسم العلوم صاحب کی یہ کل دس عبارتیں ہوئیں۔ کیا ان تصریحات کے ہوتے ہوئے کوئی صاحبِ دیانت اور صاحبِ عقل کہہ سکتا ہے کہ یہ شخص ختم نبوت زمانی کا منکر ہے۔ (فیصلہ کن مناظرہ ص ۴۳، سطر ۶)

اس سے معلوم ہوگیا کہ دیوبندیہ کے اس غلط اصول کے مطابق کوئی مصنف کتنا ہی بڑا جرم نہ کرے مگر اس کی دوسری تصانیف و عبارات مصنف کا عقیدہ اس کفر و جرم کے خلاف ثابت کردیں تو کوئی صاحب عقل و دیانت دیوبندی اس مصنف پر وہ جرم عاید نہیں کرسکتا۔ تو اب ہمیں بھی علمِ محمدی کے متعلق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ملاحظہ کرنا ہے۔ حضرت شیخ صاحب فرماتے ہیں:۔

۱۔ عبارت است از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطۂ آں (اشعۃ اللمعات ج اص ۳۲۳، سطر

یعنی حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جزوی و کلی علوم پر احاطہ حاصل ہے۔ اس سے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلی علم کے منکرین کی دیوبندیت بھی فنا ہوگئی۔ کلی کے لفظ سے گھبرانے والے غور فرمائیں۔

۲۔ ہر چہ در دنیا است از زمان آدم تا اوان نفخۂ اولی بروے منکشف ساختند تا ہمہ احوال را از اول و آخر معلوم کرد۔ (مدارج النبوت ج ۱، ص ۱۴۴، سطر ۱۷)

یعنی جو کچھ دنیا میں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت تک سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر واضح کردیا گیا اور حضور نے ہر ایک چیز کے اول سے آخر تک کے حالات معلوم فرمائے۔

۳۔ وھو بکل شیء علیم ووی صلی اللہ علیہ وسلم دانا است بر ہمہ چیز۔ الخ

(مدارج النبوت ج ۱ ص ۲، سطر آخر)

یعنی آیت شریف ہوالاول والآخر والظاہر والباطن وہو بکل شیٔ علیم میں اول آخر ظاہر باطن اور بکل شی علیم حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں۔ تو مُلاں سنبھلی کے مسلمہ دیوبندی اصول کے مطابق ہم بھی بطور الزام کہہ سکتے ہیں کہ تم اپنے ہی قانون سے مارے گئے۔

"حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ اور اس قسم کی دوسری بے شمار عبارات کے ہوتے ہوئے کیا کوئی بھی صاحب دیانت اور صاحبِ عقل رسوائے مولوی خلیل احمد صاحب اور ان کے خائن معاونین کے) کہہ سکتا ہے کہ شیخ صاحب روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں اور شیخ صاحب حضور کے دیوار کے پیچھے کے علم کے منکر ہیں۔"

یہ کس قدر مضحکہ خیز بات ہے کہ جب نانوتوی صاحب پر اعتراض ہوتا ہے تو اس کی دوسری عبارات مناظرہ عجیبہ وغیرہ اٹھا کر اس کی صفائی میں پیش کر دی جاتی ہیں اور جب شیخ صاحب پر جھوٹ بولا جاتا ہے تو شیخ صاحب کی کتاب مدارج النبوت کو دور پھینک کر اشعۃ اللمعات کی ناکام آڑ لی جاتی ہے۔ کیا دیانت و تقویٰ کو دیوبند سے بالکل ہی کان پکڑ کر نکال دیا گیا ہے۔ اور کیا روز محشر سنبھلی صاحب کو پیش نہیں ہونا ہے۔ ؎

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہِ کنعاں کا

مُلاں سنبھلی کی کتاب "فیصلہ کن مناظرہ" کی فریب کاریوں کا ایک نمونہ

خیانت پر خیانت

جناب سنبھلی نے اپنے اکابرین کے کفریات کو عین اسلام ثابت کرنے کے لیے اپنی کتاب فیصلہ کن مناظرہ میں ہر مقام پر جن فریب کاریوں سے عوام کالانعام کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ اگر کوئی بھی صاحب علم و بصیرت اُسے ملاحظہ کرے گا، تو اُسے صاحب موصوف کے دیانت و علمیت پر ضرور افسوس ہوگا۔ کہ یہ دیوبندی مولوی جاہل مطلق ہو کر لوگوں کو کس قدر دھوکے دیتے ہیں کہ لاہور کے مناظرہ میں مفرور ہو کر بھی اسے اپنے حق میں فیصلہ کن مناظرہ کا لقب دے دیا گیا، بندہ نے اپنی اسی کتاب کے مختلف مقامات پر اس کا مکمل رد کر دیا ہے۔ یہاں ہم مولوی صاحب کی خیانتوں کا صرف ایک نمونہ پیش کرتے ہیں جس سے باقی کتاب کی صداقت و کذب کا آپ پر راز خود ہی راز فاش ہو جائے گا کیونکہ مشہور ہے کہ

ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا

مولوی خلیل احمد صاحب نے جب شیخ صاحب کے فیصلہ مدارج النبوت سے چشم پوشی کر کے شیخ صاحب کے کلام نقل کرنے میں خیانت کا ارتکاب کیا۔ اور علمائے اسلام نے جب دیوبند کے اس شیخ الکذابین کی دیانت پر اظہار افسوس

کیا۔ تو سنبھلی صاحب اس کی صفائی کے لیے کمربستہ ہوگئے۔ اولاً تو یہ دھوکہ دیا کہ یہ مولوی خلیل احمد صاحب نے اشعۃ اللمعات سے ہی یہ عبارت نقل کی اور جب اسے یہ خطرہ ہوا کہ شیخ نے تو اشعۃ اللمعات میں بھی "یعنی بے دانانیدن حق سبحانہ" فرما دیا ہے۔ اور خلیل احمد نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے تو خیانت پھر بھی ثابت ہو جائے گی۔ تو سنبھلی صاحب بھی مدارج النبوت کی عبارت میں ہیر پھیر کرنے کے لیے اور حضرت شیخ صاحب کی عبارت "ایں سخن اصلے ندارد و روایت بداں صحیح نشدہ"

میں سے صرف پہلے جملہ ایں سخن اصلے ندارد کا ایک خود ساختہ معنیٰ کر کے دوسرے جملہ و روایت بداں صحیح نشدہ کو بالکل ہی ہضم کر گئے۔ چنانچہ مولوی صاحب لکھتے ہیں:

مگر چونکہ اس روایت کی اسناد منقول نہیں۔ اس لیے مدارج النبوت میں ایک جگہ یہ بھی فرما دیا کہ اس کی اصل صحیح نہیں، یعنی اسناد نہیں۔

(فیصلہ کن مناظرہ ص ۱۳۳، سطر۳)

ہم دیوبندی حضرات کو خدا کا واسطہ دے کر عرض کرتے ہیں کہ شیخ صاحب کی کتاب مدارج النبوت ہر جگہ موجود ہے۔ کوئی صاحب انصاف اس کتاب کی جلد اول کا صفحہ کھول کر ملاحظہ فرمالیں اور ہمیں بتائیں۔ کہ کیا شیخ صاحب نے صرف یہی لکھا ہے کہ اس کی اصل نہیں اور کیا اسی جملہ کے ساتھ ہی متصل شیخ صاحب کا فیصلہ کن جملہ "و روایت بداں صحیح نشدہ" موجود نہیں؟ ہمیں سخت افسوس ہے کہ مولوی خلیل احمد صاحب سے بھی اس ملاں نے بڑھ کر خیانت کی۔ اور یہ صرف اس لیے کہ دوسرے جملہ کے سامنے کوئی چارہ کار نظر نہ آتا تھا۔ اس لیے اصلے ندارد کا معنیٰ یعنی اسناد نہیں کر کے جان بچانے کی کوشش کی گئی۔ حالانکہ اصلے ندارد کا "اسناد نہیں" ترجمہ کرنا ہی غلط ہے۔ دیکھیے دیوبند کے صدر مولوی انور شاہ صاحب کشمیری اپنی کتاب مشکلات القرآن میں لکھتے ہیں:

"الثالث التفسیر المقرر للمذهب الفاسد بان یجعل المذهب اصلا والتفسیر تابعاً" یعنی تفسیر کی تیسری قسم یہ ہے کہ مذہب کو بنیاد اور تفسیر کو اس کا تابع بنا دیا جائے۔ (مشکلات القرآن ص ۲۰)

تو کیا دیوبندی صاحبان یہاں بھی اصل کے لفظ کا معنیٰ سند کریں گے ؎

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملّا
کار طفلاں تمام خواہد شد

حالانکہ اصل کا معنیٰ جڑ و بنیاد و ذات کا ہی ہے۔ کتب لغت میں ہے۔ اصل بیخ و بُن و نژاد (صراح وغیرہ)

اور ملا علی قاری اپنے رسالہ الموضوع فی الحدیث الموضوع میں تصریح کرتے ہیں کہ ما اعلم خلف جدا ای هذا قال ابن حجر لیس بحدیث (المصنوع فی الحدیث الموضوع مطبوعہ محمدی لاہور ص ۲۲)

تو حضرت شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ روایت ہی بے بنیاد ہے۔ اور اس کی روایت بالکل درست نہیں مگر افسوس اکہ خائن کی حمایت سے سنبھلی صاحب کو خود خائن بننا پڑا۔ اب تو ناظرین کرام کے سامنے ملاں صاحب کے فیصلہ کن مناظرہ

کی حقیقت واضح ہو گئی ہے۔

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانش فرنگ
سُرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف (اقبال)

نوٹ:۔ دیوبندی حضرات اگر شیخ صاحب کی کتاب اشعۃ اللمعات اور مدارج النبوت کو علیحدہ علیحدہ تصور کریں گے تو مولوی محمد قاسم کی مختلف عبارات تحذیر الناس وغیرہ کو بھی علیحدہ علیحدہ تصور فرمالیں۔ اور اپنے نانوتوی صاحب کو کفر کے بیڑے میں دھکیل دیں۔ اور اگر اشعۃ اللمعات اور مدارج النبوت کو بقانون دیوبندیہ ایک ہی سمجھا جائے گا تو مولوی خلیل احمد صاحب کا جھوٹ ثابت ہو جائے گا۔

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زُلف دراز میں
خود آپ اپنے جال میں صیاد آ گیا

(معاذ اللہ) روضۂ مصطفیٰ کی زیارت کو جاتے ہوئے ضرور ہی بدمعاشی کرنا چاہیے

اور اس کے گھر کی طرف دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا اور ایسی صورت بنا کر چلنا کہ ہر کوئی جان لیوے کہ یہ لوگ اس کے گھر کی زیارت کو جاتے ہیں۔ اور راستے میں مالک کا نام پکارنا اور نامعقول باتیں کرنے سے اور شکار سے بچنا ۔۔۔۔۔ وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اور ایسی باتیں کریں تو ان پر شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۱، ۱۲ سطر ۱۲)

نوٹ:۔ دیوبندیوں کے اس فتوے سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی نبی، ولی کے دربار کو جاتے ہوئے راستے میں نامعقول باتیں یعنی بدمعاشی نہ کرے وہ مشرک ہو جاتا ہے۔

(نعوذ باللہ) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بے حواس ہو گئے

سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے۔ (تقویۃ الایمان ص ۶۴، ۶۰ سطر ۲)

نوٹ:۔ خدا تعالیٰ جل شانہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرماتا ہے: فکان قاب قوسین او ادنی فاوحی الی عبدہ ما اوحی ما زاغ البصر وما طغی۔ یعنی شب معراج جب خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب سے بلا واسطہ کلام فرمایا۔ تو آپ کی آنکھ بھی نہ جھپکی۔ بارگاہ الٰہی میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عزت و رفعت ہو۔ مگر دیوبندی حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جنگلی کے مقابلے میں بے حواس کہیں۔

اللھم احفظنا من شر الخوارج

(معاذ اللہ) **حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ ہی جیسے اور نبی پیدا ہو سکتے ہیں**

(۱) اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کُن سے چاہے تو کروڑوں نبی، ولی اور جن و فرشتہ جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔ (تقویۃ الایمان ص ۳۵، سطر ۱۷)

(۲) پس وجود مثل نبی صلی اللہ علیہ وسلم داخل باشد تحت قدرت الٰہیہ وہو المطلوب۔

(یکروزی مصنفہ اسماعیل ص ۱۳۸، سطر ۱۸)

نوٹ:- جس طرح دیوبندیوں وہابیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضور کی مثل نبی پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور اسی طرح مرزائیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ چنانچہ مرزا ثانی صاحب لکھتا ہے۔

"اس قسم کے نبیوں کی آمد سے آپ کے آخرالانبیاء ہونے میں کسی طرح فرق نہیں آتا۔"

(دعوۃ الامیر ص ۲۸، سطر ۳)

مگر دیوبندیوں کی یہ عبارات تو مرزائیوں سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ کیونکہ مرزائی حضور کے بعد جن نبیوں کی آمد مانتے ہیں، اُن کو حضور کے برابر نہیں کہتے۔ بلکہ آپ کے تابع و خادم مانتے ہیں۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

"اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں، مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی۔ کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں۔"

(کشتی نوح ص ۲۳، سطر ۶)

حالانکہ ہمارے نزدیک مرزائیہ کا یہ نظریہ بھی سراسر باطل اور کفر ہے۔ مگر دیوبندی تو حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے بالکل برابر نبی پیدا ہونے کے بھی قائل ہو گئے۔ یہ ہے وہ تقویۃ الایمان جس کو گنگوہی صاحب اپنے فتوے میں ہر دیوبندی کا ایمان بناتے ہیں۔

حالانکہ اہل اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اگر بقول دیوبندیہ آپ کے بعد آپ کے برابر کوئی نبی پیدا ہو سکے گا تو وہ بھی خاتم النبیین ہو گا۔ ورنہ برابری کا دعوےٰ غلط ہو جائے گا۔ اور جب وہ خاتم النبیین ہو گا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہ رہیں گے۔ نیز قرآن مجید کا جھوٹا ہونا بھی لازم آئے گا۔ اور چونکہ حضور خاتم النبیین ہیں، لہٰذا آپ کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا محال بالذات ہے۔ اور تمام امت محمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ

"المحال لا یدخل تحت القدرۃ"

(مسایرہ مع مسامرہ ص ۸۰، سطر ۲)

یعنی محال چیزیں قدرت الٰہیہ کے تحت داخل نہیں۔ مگر افسوس کہ دیوبندیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل نبی کو داخل قدرت الٰہیہ شمار کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک دوسرے خاتم النبیین کا امکان مان

لیا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(معاذ اللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی چیز کے بھی مالک و مختار نہیں

جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں
(تقویۃ الایمان ص ۴۴، سطر ۶)

نوٹ :۔ دیوبندی اپنے مکانوں کے مختار، اپنی دوکانوں کے مختار، اپنی اولاد کے مختار، اپنے اچھے بھلے کے مختار مگر محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم جن کی شان میں خدا تعالیٰ انا اعطینک الکوثر فرماوے یعنی میرے حبیب ہم نے آپ کو ہر کثرت عطا فرمادی۔ ان کو کسی چیز کا بھی مختار نہ مانا۔ کس قدر بد اعتقادی ہے۔ پھر کلام کا رائج پالانہ طرز بھی دیکھیے نہ حضرت نہ حضور نہ درود نہ خطاب۔

(معاذ اللہ) تمام انبیائے کرام اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی چور ہیں

جو چور کا حمایتی بن کر اس کی سفارش کرتا ہے، تو آپ بھی چور ہو جاتا ہے الخ۔
(تقویۃ الایمان، ص ۳۶، سطر ۸)

نوٹ :۔ مولوی اسماعیل نے یہ عبارت انبیائے کرام کی شفاعت کا رد کرتے ہوئے لکھی ہے۔ اور کون مسلمان نہیں جانتا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شفاعتی لاھل الکبائر یعنی میری شفاعت بڑے بڑے گنہگاروں کے لیے ہوگی۔ تو معاذ اللہ دیوبندیوں کے نزدیک حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی قیامت کے دن چوروں کی حمایت کر کے چور بن جائیں گے۔ (العیاذ باللہ)

(معاذ اللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جان کے نفع و نقصان کے بھی مالک نہیں۔

(۱) سو انہوں نے بیان کر دیا کہ مجھ کو نہ کچھ قدرت ہے، نہ کچھ غیب دانی، میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کا بھی نفع و نقصان کے مالک نہیں۔ الخ۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۸، سطر ۹)

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ نفع نہ نقصان کی طاقت اور نہ ہی غیب جاننے کی طاقت اللہ کی طرف سے دی گئی ہے۔ (جواہر القرآن غلام خان ص ۷)

نوٹ :۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا لا املک الا نفسی واخی۔ یعنی میں صرف اپنی جان اور اپنے بھائی کا مالک ہوں۔ حضرت موسیٰ تو اپنی جان اور اپنے بھائی کے بھی مالک ہونے کا دعوے فرماویں اور آنحضرت سید الانبیاء محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوبندی صرف اپنی ہی جان کے نفع کا مالک نہ سمجھیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

(معاذ اللہ) **حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دیوبندی بزرگوں کے پیچھے بیٹھتے ہیں**

انہوں نے جواب دیا کہ آپ پیر حاجی امداد اللہ صاحب ہیں۔ پھر باجی سے سن کر میں نے بھی یہی کہا۔ پھر دریافت فرمایا۔ کہ حاجی جی کے پیچھے کون ہیں؟ باجی نے فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ الخ۔ معاذ اللہ۔

(اصدق الرؤیا تھانوی، ج ۲ ص ۲۶، سطر ۹)

نوٹ:۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ذات بابرکات ہے کہ معراج کی شب بیت المقدس میں جمیع انبیائے کرام علیہم السلام رونق افروز ہیں، مگر جب جماعت کا وقت آتا ہے۔ کوئی نبی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے امام ہونے کے لیے تشریف نہیں لاتا۔ اور پھر یہی ذات بابرکات جو امام اولین و آخرین و امام الانبیاء ہیں۔ سب کے امام بن کر مصلّٰی پر جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ ؎

دراں مسجد امام انبیاء شُد
صفِ پیشینیاں را پیشوا شُد

(جامی)

تو اس ذات پُر انوار کے متعلق اُمت دیوبندیہ کی باجی صاحبہ کا یہ کہنا اور تھانوی صاحب کا اس کو فخریہ طور پر اصدق الرؤیا یعنی بہت ہی سچا خواب شمار کرکے شائع کرنا کہ حضور کریم دیوبندیوں کی پیٹھ کے پیچھے بیٹھتے ہیں۔ اور دیوبندی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیٹھ کرکے بیٹھنا فخر سمجھتے ہیں۔

بارگاہِ نبوت میں یہ گستاخانہ جرأت ہے۔ ہمارے عقیدہ میں تو یہ جھوٹ گھڑا گیا ہے اور دیوبندیوں کی باجی نے کذب بیانی کی ہے۔ (یہ باجی مولوی اشرف علی کی بوڑھی بیوی ہے۔)

(معاذ اللہ) **حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دیوبندیوں کے پیروں کے باورچی ہیں**

نیز دیکھا کہ زوجہ شیخ فدا حسین والدہ حافظ احمد حسین مہاجر وابن حجاج مقیم مکہ زادہا اللہ شرفا وکرامۃ برائے حضرت ایشاں اپنے مکان میں کھانا پکا رہی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان مرحومہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا۔ کہ تو اٹھ تاکہ مہمانانِ امداد اللہ کے واسطے کھانا پکاؤں۔ (معاذ اللہ)

(شمائم امدادیہ مرتبہ اشرف علی وغیرہ ص ۲۲، سطر ۵ تا ۱۰)

نوٹ:۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ ذات بابرکات ہے کہ تمام کائنات جن کی خادم کہلائے اور آپ کی ہی غلامی کو ہر مخلوق اپنا فخر سمجھے، خود خدا تعالیٰ آپ کی مہمانی فرما دے اور حضور ابیت عند ربی یطعمنی ویسقنی کا ارشاد فرما دیں۔ محبوب خدا کی پاک ذات کے متعلق دیوبندیوں کا یہ عقیدہ کہ معاذ اللہ آپ دیوبندیوں کے باورچی بنے اور دیوبندیوں کی روٹیاں پکاتے رہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(معاذ اللہ) **مدینہ عالیہ اور تھانہ بھون میں مناسبتِ مثلی ہے**

جیسا کہ مدینہ شریف میں رہ کر مثل کچیل والا نہیں رہ

سکتا، اللہ کا شکر ہے، حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے ایسا ویسا یہاں پر بھی نہیں رہ سکتا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۲۷۰، سطر ۱)

نوٹ:۔ پہلے تو تھانوی صاحب نے رسول اللہ بننے کا دعوےٰ کیا اور پھر مدینہ طیبہ اور اپنے تھانہ بھون کو برابر قرار دیا۔ اور تھانہ بھون کے متعلق وہ خود لکھتا ہے کہ یہاں سب بے حیا ہی رہتے ہیں (دیکھو افاضات الیومیہ ج ۳ ص ۶۶۵) تو کیا معاذ اللہ اس کے نزدیک مدینہ شریف بھی ایسا ہی تھا۔

(معاذ اللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گنبد گرانا واجب ہے

ہمارے معزز دوست نواب جمشید علی خان نے بھی یہ سوال لکھ کر بھیجا کہ حدیث میں قبر پر عمارت بنانے کی ممانعت تو معلوم ہے۔ تو کیا اس حدیث کی رو سے حضور کے گنبد شریف کا شہید کر دینا بھی واجب ہے چونکہ واقعی بناء علی القبور کی حدیث میں مخالفت ہے۔ اس لیے اول تو میں متحیر ہوا۔ بہت سی ایسی باتیں ہوتی ہیں جو ہوتی تو ہیں واقعی لیکن ان کا تذکرہ بدنما اور بے ادبی و بدتہذیبی ہوتا ہے۔ الخ۔

افاضات الیومیہ ج ۷، ص ۱۹۰، ۱۹۱، سطر ۲۲)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امداد اگر عربی لوگ نہ کرتے، تو معاذ اللہ آپ کی نبوت ہی فیل ہو جاتی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب میں جو زبردست کامیابی حاصل ہوئی اور جس کے اثرات تھوڑی ہی مدت گزرنے کے بعد دریائے سندھ سے لے کر اٹلانٹک کے ساحل تک دنیا کے ایک بڑے حصے نے محسوس کر لیے اس کی وجہ یہی تو تھی۔ کہ آپ کو عرب میں بہترین انسانی مواد مل گیا تھا۔ جس کے اندر کیریکٹر کی زبردست طاقت موجود تھی۔ اگر خدانخواستہ آپ کو بودے، کم ہمت، ضعیف الارادہ اور ناقابل اعتماد لوگوں کی بھیڑ مل جاتی تو کیا پھر بھی وہ نتائج نکل سکتے تھے؟ (استفہام انکاری)

(تحریک اسلامی کی اخلاقی بنیادیں مصنفہ مولوی مودودی صاحب دیوبندی ص ۱۱، سطر ۴)

نوٹ:۔ منشائے تخلیق عالم رحمۃ للعالمین کی اس سے بڑھ کر اور کیا توہین ہو سکتی ہے کہ بس ان کی کامیابی کا مدار ایسی جماعت کو قرار دیا جائے کہ جن کو زیور اسلام سے آراستہ کر کے کمالات ظاہری و باطنی سے منور کرنے والی آپ ہی کی ذات والا صفات تھی۔ کیا دیوبندیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو لوگوں کا محتاج نہیں قرار دے دیا۔

(معاذ اللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ غلطی جمع ہو سکتی ہے

(۱) ایک واقعہ کی تحقیق کی غلطی ہے۔ جو علم و فضل یا ولایت بلکہ نبوت کے بھی ساتھ جمع ہو سکتی ہے۔

(بوادر النوادر، تھانوی، ص ۱۹۷، سطر ۱۹)

(۲) کبھی کبھی اقتضائے بشریت کی بنا پر جب کبھی آپ سے کوئی اجتہادی لغزش ہوئی۔ الخ
(تفہیمات مودودی ص ۵۴۲ مطبوعہ پٹھانکوٹ)

دیوبندیوں کے ساتھ غلطی جمع نہیں ہو سکتی

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یا دوسرے عارفین کے ذہن میں مقاصد پہلے آتے ہیں اور مقدمات کی غلطی کا اثر مقاصد میں نہیں پہنچتا۔
(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۲، ص ۳۲۲، سطر ۱۹)

نوٹ :۔ تو معاذ اللہ جو کمال دیوبندیوں کے پیر کو حاصل تھا۔ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالکل محروم تھے۔ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کی بے وقعتی

ایک صاحب کی لڑکی کا رشتہ طے ہو رہا ہے۔ لڑکے والوں نے ان کو لکھا ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور یہ فرمایا کہ شادی میں جلدی کرو، تو کیا آپ کی مصلحت حضور کی مصلحت سے بڑھی ہوئی ہے۔ اب وہ بیچارے لڑکی والے لکھتے ہیں۔ کہ کہیں اس وقت شادی نہ کرنا حضور کے حکم کے خلاف تو نہ ہوگا میں نے جواب میں لکھ دیا ہے کہ ایسے امور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیداری کے ارشادات بھی محض مشورہ ہوتے تھے۔ جن پر عمل کرنے سے انسان خود مختار رہتا تھا۔
(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۳۹۸، سطر ۴)

نوٹ :۔ کیا تھانوی صاحب سے چکر اولویت کی بو تو نہیں آرہی۔؟

نعوذ باللہ حضور اور سب نبی جھوٹ بولنے اور گناہ کرنے سے معصوم نہیں ہیں

(۱) دروغ بھی کئی طرح پر ہوتا ہے، جن میں سے ہر ایک کا حکم یکساں نہیں، ہر قسم سے نبی کا معصوم ہونا ضروری نہیں۔
(تصفیۃ العقائد مصنفہ محمد قاسم بانی دیوبند ص ۲۳، سطر ۵)

(۲) بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شانِ نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے پاک ہیں۔ خالی غلطی سے نہیں۔
(تصفیۃ العقائد ص ۲۵، سطر ۱۳)

نوٹ :۔ کسی شخص نے یہی عبارتیں بغیر مصنف کا نام ذکر کیے مفتیانِ دیوبند سے ان کے متعلق فتویٰ پوچھا انہوں نے حکم دیا کہ "ان عبارتوں کا مصنف گمراہ کافر ہے اور اس کا نکاح فاسد ہوا"۔
(تجلی دیوبند مئی ۱۹۵۶ء ص ۳، کالم ۱، سطر ۱۳)

(معاذ اللہ) حضور کفار جیسے تھے

یہ بات پوشیدہ نہیں کہ انما انا بشر مثلکم کا خطاب مشرکین کی طرف ہے پس تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بشریت میں ان مشرکوں کے برابر کیوں کر دیا۔ جن کی نجاست قرآن مجید سے ثابت ہے۔
(تقویۃ الایمان، خطا اسماعیل، ص ۴۹)

(معاذ اللہ) آپ نے عدت گزرنے سے پہلے ہی حضرت زینب کا نکاح کرلیا۔

زینب کو طلاق قبل الدخول دی گئی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلا عدت نکاح کر لیا۔

(بلغۃ الحیران، ص ۲۲۷، سطر ۱۱)

نوٹ:۔ حدیث شریف میں ہے لما انقضت عدۃ زینب، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لزید فاذکرھا علی (مسلم شریف ج ۱ کتاب النکاح)

اس حدیث شریف سے صاف معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب سے بعد گزرنے عدت کے نکاح کیا، مگر امام دیوبند کی جہالت ملاحظہ ہو کہ نکاح ہی قبل از عدت قرار دے کر حضور پر حملہ کر دیا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

حضور کا نام لینا ہی بے کار ہے

مسئلہ مولود میں ایک باریک بات ہے۔۔۔۔۔ جیسے کوئی شخص یوں کہے کہ محمد محمد، تو اب یہ بات معلوم کرنے کی ہے کہ یہ عبادت بنے یا نہیں؟ سو اس کے واسطے نقل نہیں ہے۔ (مزید المجید تھانوی ص ۳۶، سطر ۳)

نوٹ:۔ مولوی نذیر حسین دہلوی وہابی نے بھی حضور کے اسم گرامی کے وظیفہ سے منع کیا ہے۔

(فتاویٰ نذیریہ ج ۱، ص ۴۹۴)

حضور کے متعلق دیوبندیوں کا ایک خود ساختہ نرالا درود

یا رسول واہ واہ! تو نے اپنے اللہ کے حکم کی تعمیل کی ہے۔

(بلغۃ الحیران ص ۲۲۶، سطر ۲)

نوٹ:۔ دیوبندیوں کو چاہیے کہ جلسوں میں بھی درود شریف پڑھا اور پڑھایا کریں، مگر "یا" اس میں بھی موجود ہے۔

(معاذ اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم تہذیب اخلاق سے بے خبر تھے

اخلاقِ محاسن کے تین جزو ہیں تہذیبِ اخلاق، تدبیرِ منزل، سیاستِ مدن ان تینوں سے آپ قطعاً واصلاً بے خبر تھے جب آپ کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ کتاب الٰہی کیا چیز ہے اور ایمان کیا چیز ہے تو اور محاسن سے آپ کو کیونکر آگاہی ہو سکتی تھی۔

(تاریخ ایمان وہابیہ بحوالہ مختصر سیرۃ نبویہ از مولوی عبدالشکور لکھنوی دیوبندی ص ۲۲)

نوٹ:۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کنت نبیا و آدم بین الماء والطین، یعنی حضرت آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی میں ہی تھے کہ میں مقام نبوت پر فائز ہو چکا تھا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بچپن میں ہی فرماتے ہیں جعلنی نبیا وجعلنی مبارکا حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو پیدا ہوتے ہی مبارک فرما کر اپنی تکمیل اخلاق و تہذیب کا اعلان فرمائیں، مگر سید الرسل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق دیوبندیہ کا یہ ناپاک نظریہ کہ معاذ اللہ چالیس سال کی عمر شریف تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہذیب اخلاق اور ایمان و تمام شرعی و اخلاقی خوبیوں سے قطعاً غافل

و بے خبر ہے۔

(معاذاللہ) حضور اکرم ناپاک تھے۔

دیوبندیوں اور وہابیوں کا پیشوا مسٹر ابوالاعلیٰ مودودی امیر نام نہاد جماعت اسلامی اپنی جماعت کے ہفت روزہ رسالہ "ایشیا" مجریہ ازلاہور میں قرآن مجید کی آیت قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"اے محمد! کہو میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ نہ میں غیب کا حال جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں (یعنی انسانی کمزوریوں سے پاک ہوں) میں تو صرف اس چیز کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر وحی کی جاتی ہے" (انعام)

(ایشیا ۹ جون ۱۹۶۸ء ص ۱۲ کالم ۱)

یہ بریکٹ بند الفاظ (یعنی انسانی کمزوریوں سے پاک ہوں) ظاہر ہے کہ قرآن شریف کے کسی لفظ کا ترجمہ نہیں بلکہ فقرہ نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں کی توضیح کے لیے مودودی کی مغرور ذہنیت نے رسول اکرم کو ناپاک ثابت کرنے کے لیے اختراع کیا ہے۔ مودودی کے نزدیک حضور کے فرشتہ نہ ہونے کا مطلب حضور کا انسانی کمزوریوں سے ناپاک ہونا ہے اس خام ذہنیت نے یہ مردود توجیہہ تو کرلی مگر ذہن میں یہ کیوں نہ آیا کہ فرشتہ نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ میں فرشتہ نہیں بلکہ فرشتے تو میری بارگاہ کے خادم میرے نور کے خوشہ چین، میری بارگاہِ رسالت کے درباری اور غلام ہیں۔ سید الخلق کی عظمت و جلالت سے ملائکہ کا کیا موازنہ! اب سوال یہ ہے کہ مودودی کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کون سی انسانی کمزوری نظر آرہی ہے؟ ان لوگوں نے جب رب العزت جل شانہٗ کی ذات والا سے بدکاریوں کا صدور ممکن مان لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا لحاظ کریں گے دیکھو ہماری اسی کتاب کا باب ۱۔ ہم تمام مودودیوں دیوبندیوں وہابیوں کو تنبیہ کیے دیتے ہیں کہ انہوں نے رسول پاک کی اطہر از کی ارفع و اعلیٰ معصوم و پاک ذات کو انسانی کمزوریوں سے ملوث کہہ کر شان نبوت پر سنگین حملہ کیا ہے۔ اگر ان میں صداقت ہے تو وہ ہمیں آپ کی کمزوریوں کا ثبوت پیش کریں۔ ورنہ میدان محشر میں حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیا جواب دیں گے۔

جادوگر (نعوذ باللہ) حضرات انبیائے کرام علیہم السلام سے بھی زیادہ طاقت رکھتے تھے

بسیار چیز است، کہ ظہور آں از مقبولین حق از قبیل خرق عادت شمردہ مے شود، حالانکہ امثال ہماں افعال بلکہ قوی و اکمل ازاں ازارباب سحر و اصحاب طلسم ممکن الوقوع باشد۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۳، ص ۲۵)

نوٹ: حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے خرق عادت معجزات من جانب اللہ ہوتے ہیں۔ اور جادوگر کا بھان متی سراسر فریب ہوتا ہے۔ اور فریب کسی طرح بھی معجزہ سے اقوی و اکمل نہیں ہوتا۔ اور ساحرین فرعون کا حضرت موسےٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں شکست کھانا اس پر واضح دلیل ہے۔

(نعوذ باللہ) تاویل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والا کافر نہیں ہوتا

اہانت وگستاخی کردن جناب انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کفر است واگر بہ تاویلے وتوجیہے گوید کافر نشود۔ (معاذ اللہ)

(امداد الفتویٰ ج ۴، ص ۱۲۶)

نوٹ: اور یہی تھانوی دوسرے مقام میں فرماتے ہیں۔

"ضروریات دین میں تاویل دافع کفر نہیں"۔ (افاضات الیومیہ ج ۷، ص ۲۰، سطر ۲)

اور مولوی مرتضیٰ حسن ناظم دیوبند لکھتا ہے:

جو شخص کسی ضروری دین کا انکار کرے چاہے تاویل کرے یا نہ کرے۔ بہر صورت کافر ہے مرتد ہے پھر جو شخص اسے کافر و مرتد نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔ الخ (اشد العذاب ص ۱۶، سطر ۲، مطبوعہ دیوبند)

نوٹ: معلوم ہوا کہ عزت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیوبندیوں کے نزدیک کوئی ضروری بات نہیں (استغفر اللہ) یہ سب کچھ حفظ الایمان، تحذیر الناس، و براہین قاطعہ کی شان رسالت میں گالی گلوچ کو جائز کرنے کے لیے ہو رہا ہے۔

تمام حضرات انبیائے کرام علیٰ نبینا وعلیہم السلام کے متعلق دیوبندی ناپاک عقاید

(معاذ اللہ) دیوبندی مولوی حضرات انبیائے کرام سے بڑھ بھی جاتے ہیں

انبیاء اپنی اُمت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل، اس میں بسا اوقات بظاہر اُمتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں۔

(تحذیر الناس مصنفہ بانی دیوبند ص ۳، سطر ۲)

(معاذ اللہ) مولوی رشید احمد گنگوہی کے معجزے اور طاقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے زیادہ تھے

مُردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم

(مرثیہ مولوی محمود الحسن، صدر دیوبند ص ۳۲)

نوٹ: محمود الحسن نے اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم کہہ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے رشید کو زیادہ طاقت والا بتایا ہے۔ مرزا قادیانی بھی محمود الحسن کی طرح لکھتا ہے:

"صدہا نبیوں کی نسبت ہمارے معجزات اور پیشین گوئیاں سبقت لے گئی ہیں (ریویو حصہ ۱، ص ۳۹۳) معلوم ہوا

کہ مرزائی تو مرزا کو نبیوں سے قوی تر مانتے ہیں۔ اور دیوبندی رشید احمد کو نبیوں سے طاقت ور یقین رکھتے ہیں۔

(معاذ اللہ) **حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ نبی تھے نہ رسول**

وثائق وحقائق وسلسلۂ ابراہیمی میں دراصل دو ہی صاحب شریعت رسول آئے۔ پہلا نبی اسحاق میں خاندان بنی اسرائیل کا اولوالعزم پیغمبر جس نے فراعنۂ مصر کی شخصی حکمرانی اور محکومی و غلامی سے اپنی قوم کو نجات دلائی۔ دوسرا اس کے مورث اعلیٰ خلیل اللہ کی مقدس دعا کا مقصود و مطلوب اور بنی اسماعیل نبی امی جس نے نہ صرف اپنے خاندان اپنی قوم اور اپنے وطن کو بلکہ تمام عالم انسانیت کو انسانی حکمرانی کی لعنت سے نجات دلائی وما ارسلنٰک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا (۳۴،۳۲) مسیح ناصری کا تذکرہ بے کار ہے۔ وہ شریعت موسوی کا ایک مصلح تھا۔ پر خود کوئی صاحب شریعت نہ تھا۔ اس کی مثال ان مجددین ملت قدیمہ اسلامیہ کی سی تھی۔ جن کا حسب ارشاد صادق و مصدوق تاریخ اسلام میں ہمیشہ ظہور رہتا ہے۔ وہ کوئی شریعت نہیں لایا۔ اس کے پاس کوئی قانون نہ تھا۔ وہ خود بھی قانون عشرہ موسوی کا تابع تھا۔ الخ

(ہفت روزہ الہلال کلکتہ مرتبہ ابوالکلام آزاد دیوبندی۔ پرچہ نمبر ۱۳۔ بابت ۲۴ ستمبر ۱۹۱۳ء ص ۲۲۹، کالم ۲ سطر ۱۰)

نوٹ:۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مجدد ہی بتلا کر ابوالکلام نے آپ کی رسالت و انجیل شریف کا انکار کیا ہے۔ اور سلسلۂ ابراہیمی میں صرف دو ہی رسول مان کر کتب و صحف الٰہیہ و باقی رسل کا انکار کیا ہے۔

(معاذ اللہ) **مولوی رشید احمد گنگوہی کے کالے بندے بھی حضرت یوسف علیہ السلام کے برابر تھے**

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

(مرثیہ محمود الحسن، ص ۱۱، سطر ۸)

نوٹ:۔ (۱) حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن بے مثال کی یہ شان ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے بھائی یوسف علیہ السلام صبیحانہ جمال کے مالک تھے تو مولوی محمود حسن صاحب کا یہ کہنا کہ ہمارے گنگوہی صاحب کے منہ کالے لونڈے بھی حسن میں یوسف علیہ السلام کے برابر او ثانی تھے۔ کیا صدر دیوبند نے خدا تعالیٰ کے محبوب پیغمبر کے خداداد حسن و جمال نبوت کی توہین نہیں کی۔

(۲) دیوبندیوں کا یہ فیصلہ ہے کہ عبد النبی نام رکھنا شرک و کفر ہے چنانچہ تھانوی صاحب شرک و کفر کی باتیں کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

علی بخش، حسین بخش، عبد النبی وغیرہ نام رکھنا (یعنی یہ کفر و شرک ہے)

(بہشتی زیور حصہ اول ص ۴۳، سطر ۱۰)

دیوبندیوں کا پیشوا گاندھی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مشابہ ہے؟

موجودہ حکومت ہند فرعون سے مشابہ ہے اور مسٹر گاندھی موسیٰ علیہ السلام سے مشابہ ہیں ۔۔۔۔ فرعون کو یہ معلوم نہ تھا کہ شیر خوار بچہ جس کے وہ درپے ہے، خود اسی کے گھر میں شاہی محل کے اندر پرورش پائے گا اور اس کی ڈاڑھی نوچے گا۔ ایسے ہی مہاتمہ گاندھی ہند میں پیدا ہوئے۔ الخ۔

(تقریر مولوی عطاء اللہ شاہ دیوبندی واقعہ مسجد شیخ خیرالدین امرتسر نے مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۲۱ء)

نوٹ:۔ اس تقریر کی وجہ سے عطاء اللہ شاہ پر جب مقدمہ چلا تو اے، ڈی، ایم امرتسر نے فیصلہ میں یہ الفاظ لکھے کہ "مسٹر گاندھی اور حضرت موسیٰ کے مابین جو مقابلہ اس (عطاء اللہ شاہ) نے کیا اس پر اور اس ناشائستہ اشارہ سے پر رائے زنی کرتے ہوئے اس نے جوش فرحت کے ساتھ اس طریقہ کو پرزور لفظوں میں ادا کیا۔

(فیصلہ عدالت اے ڈی۔ ایم امرتسری مجریہ ۸ اپریل ۱۹۲۱ء)

(معاذاللہ) تمام انبیاء ذرہ ناچیز سے کم درجہ رکھتے ہیں

سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔

(تقویۃ الایمان ص ۶۳، سطر ۱۷)

نوٹ:۔ اللہ تعالیٰ حضرات انبیائے کرام میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان بیان فرماتا ہے کہ وکان عند اللہ وجیھا۔ یعنی وہ موسیٰ (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کے روبرو بڑی عزت والا ہے۔ خدا تعالیٰ تو انہیں اپنے روبرو عزت والا فرماوے "اور یہ ان ناپاک ہستیوں کو ذرہ ناچیز سے بھی کم درجہ بتائیں۔ (نعوذ باللہ)

(معاذاللہ) بس عذاب سے ہی بچ جانا نبیوں کے لیے غنیمت ہے

اور رسولوں کا کمال سلامت رہنا عذاب الٰہی سے فقط۔

(بلغۃ الحیران، مصنفہ امام ششم دیوبندی مذہب ص ۴۴۲، سطر ۲۶)

نوٹ:۔ خدا تعالیٰ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں فرماتا ہے:

وانک لتھدی الیٰ صراط مستقیم۔ یعنی اے محبوب! بیشک آپ صراط مستقیم کی طرف ہدایت فرمانے والے ہیں۔ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ میرے حبیب رحمۃ للعالمین تمام کائنات کے ہادی ہیں۔ اور دیوبندی ان کے لیے عذاب الٰہی سے بچ جانا ہی مشکل سمجھیں۔

(معاذاللہ) سب انبیاء بےحواس ہو گئے

اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے، وہ سب رعب میں آکر بےحواس ہو جاتے ہیں۔

(تقویۃ الایمان ص ۴۳، سطر ۱۹)

نوٹ:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وکلم اللہ موسیٰ تکلیما۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے حقیقۃً کلام فرمایا۔ اور دیوبندی کہیں کہ معاذ اللہ وہ بے حواس ہو جاتے ہیں۔ تو پھر موسیٰ علیہ السلام نے یہ کیسے عرض کیا، رب ارنی۔ بے حواس آدمی تو بات ہی نہیں کر سکتا، کیا دیوبندیوں نے کلام الٰہی کا انکار کر کے اپنا ایمان برباد نہیں کیا۔

اور ستم ظریفی یہ کہ اپنے مولویوں کے متعلق ان کا یہ اعتقاد کہ وہ خدا تعالیٰ سے بلا تکلف باتیں کرتے ہیں۔

چنانچہ امام دیوبندی مولوی اسماعیل صاحب اپنے بزرگ مولوی سید احمد کے شان کے متعلق لکھتا ہے:۔

ایک روز اللہ تعالیٰ نے (مولوی سید احمد صاحب) کا دایاں ہاتھ اپنے قدرت کے ہاتھ میں پکڑ لیا اور امور قدسیہ کی چیز جو بہت ہی اعلیٰ تھی، سید صاحب کے سامنے کی، اور فرمایا کہ تجھے یہ اور ایسی کئی چیزیں دوں گا۔

(صراط مستقیم ص ۱۶۴، سطر ۱۹)

تو یہاں سید صاحب تو نہ رعب میں آئے اور نہ بے حواس ہوئے۔ مگر انبیائے کرام کو دیوبندی بے حواس بتلاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ لوگ حضرات انبیائے کرام کو اپنے مولویوں سے بھی حقیر سمجھتے ہیں۔

دیوبندیوں کے پیشوا تھانوی صاحب نبیوں کے برابر ہیں

ان تھانوی صاحب کے مرید دیوبندی نے پرچہ پیش کیا، اس میں یہ لکھا تھا کہ میں سلام سے محروم رہا۔ اور یہ بھی لکھا تھا کہ آپ کو نبیوں اور صحابہ کے برابر سمجھتا ہوں۔

(مزید المجید تھانوی ص ۱۸، سطر ۱۹، اشرف المعمولات ص ۵۰، سطر ۶)

نوٹ:۔ انوار علی پور وغیرہ سے غیر ذمہ دار لوگوں کے حوالے دے کر علمائے اہل سنت کو بدنام کرنے والے دیوبندی اپنے مریدین کا بھی عقیدہ ملاحظہ کرلیں۔

(معاذ اللہ) چمار سے بھی زیادہ ذلیل

یقین جان لینا چاہیے، کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا، وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

(تقویۃ الایمان ص ۱۶، سطر ۱۹)

نوٹ:۔ اللہ کی بڑی مخلوق پر چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہونے کا لفظ بولنا کس قدر بے دینی ہے۔ واضح باد کہ یہاں دیوبندی جو فریب دیتے ہیں اس کے مفصل جوابات پہلے "دیوبندیوں کے عقاید" بابت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بحث میں گزر چکے ہیں۔ وہاں ملاحظہ ہوں۔ کیا کوئی مسلمان دیوبندیوں سے دریافت کر سکتا ہے کہ چمار تو بے ایمان ہونے کی حیثیت سے بھی ذلیل ہے۔ تو کیا معاذ اللہ انبیائے کرام کو بھی تم ایسا ہی سمجھتے ہو۔

(نعوذ باللہ) حضرات انبیاء سے محبت کی ضرورت ہی نہیں

میں کم بخت کیا چیز ہوں کہ میں اس کا انتظار کروں کہ مجھ سے محبت ہو خود حضرات انبیاء علیہم السلام سے بھی

طبعی محبت کرنا فرض نہیں (افاضات الیومیہ ج ۴، ص ۲۴ ۵۶، سطر ۷)

دیوبندی مولویوں سے محبت کرنا ضروری ہے اپنے پاس اعمال وغیرہ کا تو کچھ ذخیرہ نہیں، صرف بزرگوں کی دعا اور محبت ہی ہے ۔۔۔۔۔۔ اس کا ہر شخص کو اہتمام کرنا چاہیے۔

(افاضات الیومیہ ج ۴، ص ۴۴ ۵، سطر ۱۹)

معاذ اللہ نبی ناکارے لوگ ہیں ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ محض بے انصافی ہے کہ ایسے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجئے۔ الخ۔

(تقویۃ الایمان ص ۳۳)

کعبہ معظمہ کے متعلق دیوبندیوں کے عقاید

استنجا کے وقت کعبہ شریف کو پیٹھ کرنا جائز ہے سوال:۔ استنجا کرنا یعنی آبدست لینا قبلہ کی طرف منہ یا پشت کر کے کیسا ہے۔

الجواب:۔ چونکہ کوئی دلیل نہی کی نہیں۔ اس لیے جائز ہے۔ (امداد الفتاوٰی ج ۱، ص ۳، سطر ۲)

نوٹ:۔ حالانکہ کتب فقہ میں مصرح ہے کہ وقت استنجا بھی قبلہ شریف کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا بے ادبی ہے علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں:۔ لما فی المنیۃ ان ترکہ ادب، الخ (فتاوٰی شامی ج ۱، ص ۳۲۸)

تو معلوم ہوا کہ ایسے فتوے دے کر شعائر اللہ کی بے ادبی کرنا یہ دیوبندیوں کا ہی مذہب ہے۔

سجدہ کرنے کے لیے کعبہ کی طرف منہ کرنا کوئی شرط نہیں یہ سوال کہ سجدہ میں استقبال قبلہ تو ہونا ضروری ہے اور اس میں اس شرط کا التزام نہیں ہو سکتا، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شرط اجتہادی ہے۔ اس میں اختلاف کی گنجائش ہے، چنانچہ نیل الاوطار، باب التکبیر للسجود میں ہے۔ کہ حضرت ابن عمر کے نزدیک سجدہ تلاوت میں وضو شرط نہیں اور ابو عبد الرحمٰن کے نزدیک استقبال قبلہ کی بھی شرط نہیں۔ الخ (بوادر النوادر تھانوی ص ۱۳۹، سطر ۷)

نوٹ:۔ معلوم ہوا کہ شوکانی غیر مقلد اور تھانوی صاحب دونوں مذہبی بھائی ہیں اور ان کو آزادی ہے کہ بلا وضو سجدہ کیا کریں، حالانکہ فقہائے احناف نے تصریح فرمائی ہے کہ بلا وضو نماز پڑھنا کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ چنانچہ رد المختار میں ہے:۔

وانما اختلفوا اذا صلی لا علی وجہ الاستخفاف بالدین فان کان علی وجہ الاستخفاف ینبغی ان یکون کفرا عند الکل (رد المختار ج ۱، ص ۵۷، سطر ۲۳)

معلوم ہوا کہ سجدہ بغیر وضو بصورت استخفاف تو کفر یقینی ہے۔ اور بصورت عدم استخفاف فسق تو پھر بھی یقینی ہوگا۔

خود اشرف علی لکھتا ہے:۔
جس کے کفر میں اختلاف ہو۔ اس کا فسق یقینی ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۳، ص ۳۵۲، سطر ۱۶)

دیوبندیوں کا کعبہ گنگوہ ہے

پھرے تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی

(مرثیہ، مصنفہ صدر دیوبند، ص ۱۳، سطر ۷)

نوٹ:۔ خدا تعالیٰ تو فرمائے کہ ہر شخص کو امن اس پاک جگہ یعنی کعبہ میں حاصل ہوجاتا ہے۔ مگر دیوبندی اقرار کرتے ہیں کہ ہمیں کعبہ میں بھی اطمینان نہ ہوا۔ بلکہ کعبہ میں بھی ہمارے قلوب گنگوہ ہی کی طرف متوجہ رہے۔ تو گویا نماز بھی گنگوہ ہی کی طرف پڑھی گئی۔ (استغفر اللہ)

مدینہ عالیہ کے متعلق دیوبندیوں کی بد اعتقادی

نعوذ باللہ مدینہ عالیہ اور تھانہ بھون ایک ہی جیسے ہیں

جیسا مدینہ شریف میں رہ کر میل کچیل والا نہیں رہ سکتا۔ اللہ کا شکر ہے۔ حضرت حاجی صاحب کی برکت سے ایسا ویسا یہاں پر (تھانہ بھون) بھی رہ نہیں سکتا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۲۷۰)

نوٹ:۔ ناظرین اندازہ فرمائیں کہ پہلے تو تھانوی صاحب نے مدینہ عالیہ اور تھانہ بھون کو ہم مثل قرار دیا۔ اور پھر تھانہ بھون کو بے حیائی کا مرکز قرار دیا۔ تو حد اوسط حذف کرنے کے بعد طیبۃ البلاد مدینہ عالیہ کے متعلق دیوبندیوں کی بد اعتقادی کا کس قدر شرمناک مظاہرہ ہوتا ہے۔

قرآن مجید کے متعلق دیوبندیوں کے ناپاک عقاید

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وانا تارك فیکم الثقلین اولهما کتاب اللّٰه اور فرمایا واهل بیتی (مشکوٰۃ)

یعنی جو مسلمان قرآن مجید اور اہل بیت کے ساتھ وابستگی رکھنے والے ہیں وہ ہدایت پر رہیں گے اور ان کے متعلق بد اعتقادی رکھنے والے گمراہ ہوجائیں گے۔ اب آپ قرآن مجید و اہل بیت نبوت کے متعلق دیوبندی مولویوں کی بد اعتقادی خود اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرما کر دیوبندیوں کی صالحیت یا بد اعتقادی کا خود ہی

فیصلہ فرمائیں۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں:۔

(نعوذ باللہ) قرآن مجید کوئی فصیح بلیغ کلام نہیں ہے | اس جگہ مفسرین کرام یہ معنی کرتے ہیں کہ قرآن بلیغ اور فصیح کلام ہے۔ اس کی مثل کوئی ایسی بلیغ اور فصیح کلام لاؤ لیکن یہ خیال کرنا چاہیے کہ کفار کو عاجز کرنا کوئی فصاحت و بلاغت سے نہ تھا کیونکہ قرآن خاص واسطے کفار فصحاء بلغاء کے نہیں آیا اور یہ کمال بھی نہیں۔ (بلغۃ الحیران۔ امام ششم۔ دیوبندی مذہب ص ۱۲، سطر ۱۴)

نوٹ:۔ خدا تعالیٰ نے عرب کے بڑے بڑے فصحا اور بلغا کو اعلان فرمایا کہ اگر تمہارے خیال میں یہ قرآن خدا کا کلام نہیں اور کسی بندے کا کلام ہے تو اے عرب والو تم سے بڑھ کر تو عربی زبان کا کوئی بھی فصیح و بلیغ نہیں، تو فاتوا بسورۃ من مثلہ ایک صورت تو اس جیسی بنا کر لاؤ۔ اور اگر تم قرآن کی فصاحت و بلاغت کا مقابلہ نہ کر سکے تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ کلام بندے کا نہیں بلکہ خدا کا ہے۔ خدا تعالیٰ تو قرآن کی فصاحت کا اعلان فرماوے۔ مگر دیوبندی اس کے بھی منکر ہوئے۔ ملا علی قاری صاف فرماتے ہیں

والاعجاز حصل بنظمہ ومعناہ (شرح فقہ اکبر مجتبائی ص ۱۸۶) تو اے امت دیوبندیہ!

فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ۔

قرآن مجید خدا کا کلام ہی نہیں ہے | اس کے دربار میں ان (نبیوں) کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے وہ سب رعب میں آ کر بے حواس ہو جاتے ہیں اور رعب اور دہشت کے مارے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس سے نہیں کر سکتے، بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے۔ اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں۔ سوائے آمنا وصدقنا کے کچھ نہیں کہہ سکتے۔

(تقویۃ الایمان، ص ۳۴، سطر ۱۹)

نوٹ:۔ دیوبندیوں کے عقیدہ میں جب انبیاء کا یہ حال ہے کہ معاذ اللہ رعب سے بے حواس ہو جاتے ہیں اور کلام سمجھ نہیں سکتے۔ اور دوبارہ دریافت کر نہیں سکتے۔ بلکہ ایک دوسرے سے پوچھ کر آمنا وصدقنا کہہ لیتے ہیں۔ یہ تو باہمی مشورہ ہوا۔ کلام الٰہی تو نہ ہوا۔ کیونکہ کلام الٰہی تو بے حواسی میں سمجھا نہیں، دوبارہ دریافت نہ کیا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اگر آج آریوں یا عیسائیوں کی نظر اس کتاب پر پڑے تو وہ اسلام اور کتاب الٰہی پر کیسے حملے کریں اور جو دیوبندی و وہابی اس کتاب پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور گنگوہی صاحب فرماتے ہیں کہ اس کتاب تقویۃ الایمان کا ہر گھر میں رہنا عین ایمان ہے تو وہ کس منہ سے قرآن پاک کو کلام الٰہی کہیں گے

دیوبندیوں کے نزدیک بحالت خواب قرآن پر پیشاب کرنا اچھا ہے | (۱) اس نے کہا کہ میں نے ایسا خواب دیکھا ہے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میرا ایمان نہ جاتا رہے

حضرت نے فرمایا کہ بیان توکرو۔ ان صاحب نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے، کہ قرآن مجید پر پیشاب کر رہا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ تو بہت اچھا خواب ہے۔ (مزید المجید تھانوی ص ۶۶، سطر ۲۳)

(۲) آپ نے فرمایا۔ کہ یہ بہت مبارک ہے۔ (افاضات الیومیہ تھانوی ج ۷، ص ۱۳۳، سطر ۳)

نوٹ:۔ تھانوی صاحب نے ایسی مردود تعبیر کا اتہام حضرت شاہ عبدالعزیز پر لگایا ہے اور ایسے ناپاک نظریہ کو ایک بزرگ کے منہ پر تھوپ کر اپنی بداعتقادی کا مظاہرہ کیا ہے، کیا کوئی دیوبندی صاحب حضرت شاہ صاحب کی کسی اپنی کتاب میں دکھا سکتے ہیں کہ آپ نے ایسا فرمایا، ورنہ قرآن پر پیشاب کرنے کو مبارک تصور کرنا یہ دیوبندیوں کا ہی عقیدہ ہے۔ حالانکہ خوابوں کی ایسی غلط تعبیرات کی نسبت شاہ صاحب کی طرف کرنا بالکل غلط ہے، گنگوہی نے اسے تسلیم کیا ہے۔ (دیکھو فتاوٰی رشیدیہ ج ۲، ص ۱۰۹، سطر ۲۱)

(نعوذ باللہ) قرآن مجید کا فنا ہو جانا ممکن ہے

ونیز بعد از اختیار ممکن است کہ ایشاں را فراموش گردانیدہ شود، پس قول بامکان وجود مثل اصلاً منجر بتکذیب نصی از منصوص نگردد و سلب قرآن مجید بعد از انزال ممکن است۔ الخ (یکروزی مصنفہ مولوی اسماعیل ص ۱۴۴، سطر ۲۳)

نوٹ:۔ مولوی اسماعیل صاحب نے تقویۃ الایمان میں جب یہ لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے برابر کا نبی پیدا ہونا ممکن ہے تو اس پر علمائے اسلام نے اعتراض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مثل یعنی تمام صفاتِ کمالیہ میں حضور کا شریک وہمسر پیدا ہونا محال ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا ہے۔ تو اب اگر حضور کے برابر کوئی نبی پیدا ہو سکے گا۔ تو خدا تعالیٰ کے فرمان خاتم النبیین کا جھوٹا ہونا لازم آئے گا۔ اور کذب الٰہی محال ہے۔ لہٰذا حضور کے برابر کسی نبی کا پیدا ہونا بھی محال ہے، جو کہ ہرگز ہرگز داخل قدرت الٰہیہ نہیں ہے۔ اس کا جواب دیتے ہوئے مولوی اسماعیل صاحب نے مذکورہ بالا عبارت میں کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ قرآن مجید کو لوگوں کے دلوں سے بھلا دیوے پھر تو آیت خاتم النبیین کی تکذیب نہ ہوگی۔ جس میں امام دیوبندیہ نے صاف اقرار کیا کہ اللہ تعالیٰ کی بات واقع میں جھوٹی ہو جانے میں تو کوئی حرج نہیں ہے حرج تو صرف اس میں ہے کہ کہیں بندے خدا کے جھوٹ پر مطلع نہ ہو جائیں۔ تو اگر خدا ان کو بھلا کر اپنی بات جھوٹی کر دے تو پھر تکذیب کہاں سے آئے گی، یعنی جھوٹ بولنے میں خدا کو ڈر صرف بندوں کا ہے۔ ویسے اس کے لیے جھوٹ بول دینا کوئی بڑی بات نہیں۔

مسلمان فیصلہ فرمالیں کہ کیا ایسا شخص مسلمان ہے، یا مرتد، دیکھو شفا شریف، امام قاضی عیاض فرماتے ہیں:

”جس نے نبیوں کا جھوٹا ہونا جائز سمجھا فھو کافر باجماع (شفا، ص ۳۶۱)

جب انبیائے کے لیے جھوٹ جائز ماننے والا کافر ہے، تو خدا تعالیٰ کا کذب جائز ماننے والا کیونکر بالاجماع کافر و مرتد نہ ہوگا۔ اور پھر ظالم نے صاف کہہ دیا کہ نعوذ باللہ قرآن مجید کا فنا ہو جانا ہی ممکن ہے۔ اور فنا ہونا صفت مخلوق کی ہے

تو معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے عقیدہ میں قرآن مجید بھی حادث اور مخلوق ہے۔ فھو کفر صریح۔

(نعوذ باللہ) خدا کے کلام لفظی یعنی قرآن مجید کا جھوٹا ہونا ممکن ہے

(۱) خلاصہ یہ نکلا کہ ما بہ النزاع بین الفریقین امکان فی الکلام اللفظی ہے۔

(الجہد المقل، حصہ دیوبند ج ۱، ص ۴۴)

(۲) صدق اور کذب میں تقابل تضاد ہے ۔۔۔ اور مرتبہ کلام لفظی میں مقدور ہیں۔

(بوادر النوادر تھانوی ص ۲۱۰، سطر ۵)

(۳) تو اس قدرۃ علی الاخبار عن غیر الواقع بالکلام اللفظی کو جس کا مشہور عنوان طلبہ میں اس وقت امکانِ کذب ہو گیا ہے، جو کہ بوجہ موحش و موہم للعوام ہونے کے قابل ترک ہے ۔۔۔ امتناع بالغیر کے تو ہم قائل ہیں۔ لیکن اس سے امکان بالذات کی نفی نہیں ہوتی۔ فانتصر المثبت وبھت النافی واسکت فالحمد للہ حمداً حبیباً مبارکاً فیہ علی اعلائہ الحق وان مانۃ الباطل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا ولنعم ما قیل ان الحق یعلو ولا یعلی

(بوادر النوادر ص ۱۸۴ تا ۳۸۴ مختصراً سطر ۹۔۱۰)

نوٹ:۔ خدا تعالیٰ کے کلام لفظی یعنی قرآن مجید اور کلام اللہ میں امکان جھوٹ ماننا کس قدر دیوبندی مولویوں کی بے علمی اور معتزلانہ بد اعتقادی ہے اور پھر تھانوی صاحب خود معترف ہیں کہ واقعی یہ عنوان خدا تعالیٰ کی بے ادبی کا ہے لہٰذا عوام کی وحشت کی وجہ سے اسے ترک کر دینا چاہیے۔ افسوس کہ تھانوی صاحب خدا کے خوف سے تو نہ ڈرے اور عوام کے ڈر سے خوف زدہ ہیں کہ کہیں لوگ ہمیں بے دین سمجھ کر مدیے، حلوے، منڈے، گلگلے وغیرہ دینا بند ہی نہ کر دیں اور پھر تھانوی صاحب خدا کے کلام میں جھوٹ کا امکان ثابت کر کے فرماتے ہیں الحمد للہ: ہم نے اپنے خدا کے جھوٹ کا ثبوت دے دیا۔ مبارکاً، یعنی ہمیں اور ہمارے خدا کا جھوٹ پر حمد مبارک اعلائہ کلمۃ الحق، یعنی ہم نے اپنے خدا کے جھوٹ کلمہ حق ہونا ثابت کر دیا۔ اور جاء الحق وزھق الباطل، یعنی جھوٹ خدا کے لیے پکا ہو گیا۔ اور باطل یعنی اس کا سچا ہونا خدا سے دور کر دیا گیا۔ پھر فرمایا الحق یعلو یعنی خدا کا جھوٹ ہی ہمیشہ بلند رہے گا۔ اس پر کبھی خدا کا سچا ہونا بلند نہ ہو سکے گا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

دیوبندی عذر کلام نفسی اور کلام لفظی میں فرق ہے۔ کیونکہ کلام لفظی حادث ہے اور وہ قدیم ہے لہٰذا اگر کلام لفظی میں جھوٹ کا امکان مان لیا جاوے تو خدا تعالیٰ کے کلام نفسی میں کوئی فرق نہیں آتا اور نہ ہی خدا کی توہین ہوتی ہے۔ (دیوبندیہ کی مشہور فریب کاری ہے)

(دیکھو بوادر النوادر وجہد المقل وغیرہ)

اسلامی جواب کلام لفظی تعبیر کس سے ہے، کسی معنیٰ سے ہے یا یہ معنیٰ سے علیحدہ الفاظ ہیں، ضرور ہے کہ معنیٰ سے تعبیر ہے اور معنیٰ کلام نفسی ہے، اب ہم پوچھتے ہیں کہ صدق کذب اولاً معنیٰ کو عارض ہوا یا الفاظ کو، ضرور ہے کہ معنیٰ ہی کو عارض ہے۔ اس کے ذریعے سے الفاظ پر تو کذب کلام نفسی پر ہوا یا صرف کلام لفظی پر معنیٰ اگر مطابق واقع ہیں تو صادق ورنہ کاذب الفاظ اگر اس کے موافق ہیں تو یہ صادق ہوگا۔ تو وہ بھی صادق اور یہ کاذب تو وہ بھی کاذب اور اگر موافق نہیں تو تعبیر ہی نہ ہوئی۔ بشر کا کلام لیجیے، زید کے ذہن میں ایک معنیٰ ہیں ما زید قائما اگر الفاظ میں زید لیس بقائم ہیں تو سرے سے اس کی تعبیر ہی نہ ہوئی اور اگر زید قائم ہے۔ تو معنیٰ صادق ہوں گے، تو یہ بھی صادق ہوگا۔ اور وہ کاذب تو یہ بھی کاذب۔ الخ (لہٰذا خدا کے کلام نفسی میں امکان جھوٹ ماننا دیوبندیہ کی سراسر جہالت ہے۔)

(ملفوظات اعلیحضرت بریلوی رضی اللہ عنہ ج ۴ ص ۳۰)

فالحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا علی اعلائہ الحق وازھاقہ الباطل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ ومن اصدق من اللہ حدیثا۔

خاندان اہلبیت نبوت کے متعلق دیوبندیوں کے ناپاک عقاید

نقل اول کتاب اللہ یعنی قرآن مجید کے متعلق دیوبندیوں کی از حد درجہ بداعتقادی تو آپ نے ملاحظہ کرلی۔ اب نقل ثانی یعنی اہل بیت نبوی کے متعلق دیوبندی مولویوں کی ناپاک جرأتیں اور بداعتقادی بھی ملاحظہ کیجیے:۔

چونکہ دیوبندی مذہب خارجیت و یزیدیت کی پیداوار ہے اور انہیں دیوبندیوں کے پیشواؤں نے ہی اولاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بدعتی قرار دے کر آپ کو شہید کرنے تک دریغ نہ کیا تھا اور پھر کربلا کے میدان میں خاندان نبوت کے انہیں دشمنوں نے اہل بیت اطہار پر جو مظالم ڈھائے، وہ کسی سے مخفی نہیں، پھر ستم یہ کہ اُن ظالموں نے تو آل رسول کی زندگی میں یہ جفا کاریاں کی تھیں۔ مگر دیوبند کے شیخ الحدیثوں اور مولویوں نے تو آج تیرہ سو برس گزر جانے کے بعد بھی خاندان رسول کو قبروں میں ایذا رسانی میں حد کردی ہے۔ اہل بیت نبوت کے متعلق دیوبندی علماء کی بداعتقادیوں کے چند نمونے ملاحظہ ہوں:

حضرت امام حسین علیہ السلام کا ذکر کرنا بھی حرام ہے

(۱) ذکر شہادت کا ایام عشرۂ محرم میں کرنا بمشابہت روافض کے منع ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۱، ص ۸۵، سطر ۵)

(۲) محرم میں ذکر شہادت حسنین علیہم السلام اگرچہ بروایات صحیحہ ہو یا سبیل لگانا، شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۳، ص ۱۱۳، سطر ۱۵)

حضرت امام حسین علیہ السلام کا غم کرنا حرام ہے

سوال: غم کرنا امام حسین کا شرعاً جائز ہے یا نہیں،

الجواب: غم اس وقت تھا۔ جب آپ شہید ہوئے۔ تمام عمر غم کرنا کسی کے واسطے شرع میں حلال نہیں۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فتاویٰ رشیدیہ ج۲، ص ۴۳، سطر۱۶)

نوٹ: معلوم ہوا ہے کہ دیوبندی علماؤں کے عقیدہ میں امام حسین علیہ السلام کا غم اور ذکر کرنا بھی منع ہے۔ یہ بات یزیدیت کا کرشمہ ہے ورنہ علمائے اہلسنت وجماعت کے سینوں میں سے تو سانحہ کربلا کی داستان غم کسی وقت بھی فراموش نہیں ہو سکتی۔ اور جمیع علمائے خلف وسلف عشرۂ محرم میں ذکر وغم امام عالی مقام علیہ السلام کا صحیح روایات وشرعی حدود کے اندر کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

در تمام سال دو مجلس در خانۂ فقیر منعقد میشوند مجلس ذکر وفات شریف ومجلس شہادت حسین، اول کہ مردم روز عاشورا یا یک دو روز پیش ازیں قریب چار صد کس جمع شوند ذکر فضائل حسین کہ در حدیث شریف وارد شدہ در بیان می آید (الی قولہ) نیز مذکور مے شود خوابہائے متوحش کہ حضرت ابن عباس ودیگر صحابہ دیدہ اند ودلالت بر فرط حزن واندوہ روح مبارک جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مے کنند، مذکور گردد بعد ازاں ختم قرآن مجید وپنج آیت خواندہ بر ما حضر فاتحہ نمودہ مے آید۔ (دیوبندیت فنا)

(فتاوی عزیزی حصہ اول مطبوعہ مجتبائی ص ۱۰۵، سطر ۱ وغیرہ)

اور اگر ذکر حسین محض تشبیہ روافض کی وجہ سے ہی حرام ہے۔ تو پھر دیوبندیوں کو نماز وغیرہ بھی چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ روافض بھی نماز پڑھتے ہیں تو ان سے مشابہت نہ ہو جائے اور پھر لطف یہ کہ دیوبندی امام حسین علیہ السلام کے ذکر وغم کو حرام کہتے ہیں۔ اور اپنے مولویوں کا غم وفکر بلکہ ان کا ماتم پیٹنا ونوحہ کرنا بھی جائز سمجھتے ہیں۔ چنانچہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے مر جانے کے بعد دیوبند کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی نے ایک باقاعدہ مرثیہ تصنیف کیا۔ جس میں وہ گنگوہی صاحب کے متعلق ماتم کرتا ہوا لکھتا ہے۔

۱۔ طفیل مرشد عالم رشید الدین والملت	نکل جائے غم میں دم با نور ایمانی
۲۔ ہزاروں غم ہیں دنیا میں بتائیں نام کس کس کا	غم مرشد ہے پر مرشد غموں کا ہے یہ وجدانی
۳۔ جہاں تھا خندۂ شادی وہاں ہے نوحہ ماتم	جو تاج خسروی تھا آج ہے کشکول ساسانی

دیکھیے یہاں سب کچھ جائز ہے۔ اور پھر تمنا کی جا رہی ہے کہ مرتے دم تک ہمیشہ گنگوہی صاحب کا غم ہی کرتے رہیں گے۔ مگر امام حسین کا غم کرنا منع ہے۔ نعوذ باللہ۔

حضرت خاتونِ جنت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی شان میں دیوبندیوں کی گستاخی

معاذ اللہ سیدۃ النساء نے ایک دیوبندی مولوی کو لباس پہنایا

ایک دن جناب ولایت مآب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو خواب میں دیکھا۔ پس جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے ہاتھ مبارک سے غسل دیا اور آپ کے بدن کی خوب اچھی طرح سے شست وشو کی، جس طرح والدین اپنے بیٹوں کو نہلاتے اور شست وشو کرتے ہیں۔ اور جناب فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے نہایت عمدہ اور قیمتی لباس اپنے ہاتھ مبارک سے آپ کو پہنایا۔

(صراط مستقیم اردو مصنفہ مولوی اسماعیل امام اول دیوبندی مذہب ص ۲۰۷ سطر ا وغیرہ)

(صراط مستقیم فارسی ص ۱۶۴ سطر ۳)

نوٹ: یہ امام دیوبند یہ مولوی اسماعیل ہے جسے دیوبندی شہید وغیرہ کہہ کر کہیں سے کہیں پہنچا دیا کرتے ہیں۔ اسلامی نظریہ کے خلاف مولوی اسماعیل کی یہ بڑ کہ نعوذ باللہ حضرت علی نے مولوی سید احمد صاحب کو بچوں کی طرح غسل دیا۔ یعنی جس طرح ماں بچے کو خوب ملا دو مل دھوتی ہے، معاذ اللہ حضرت علی نے بھی سید صاحب کو ایسا ہی غسل دیا۔ یہ کس قدر مولا علی کی شان میں مولوی اسماعیل کی بد اعتقادی ہے، کیا بالغ آدمی کو کوئی بھی انسان بچوں کی طرح شست وشو کر کے غسل دے سکتا ہے (معاذ اللہ) پھر وہ خاتون جنت کہ جن کے دامن پاک کے صدقے کائنات کو پردہ داری نصیب ہوئی ان کے بارے دیوبند کے شہید کی یہ جرأت کہ معاذ اللہ سیدۃ النساء نے ایک اجنبی آدمی کو بلا پردہ لباس پہنایا۔ اس سے بڑھ کر لخت جگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور کیا گستاخی ہو سکتی ہے۔ ایسا افترا باندھتے ہوئے ان دشمنان اہل بیت نبوت کو ذرہ خوف نہ آیا۔ اگر کوئی شخص کسی دیوبندی مولوی صاحب کو کہے کہ مولوی صاحب آپ کی بیٹی نے آج رات مجھے لباس پہنایا۔ تو پھر دیکھیے کہ مولوی صاحب کس طرح جوش میں آکر اس بے چارے پر فتوے جڑتے ہیں مگر جگر گوشۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ گستاخی کرتے ہوئے دیوبندیوں کو ذرہ خوف نہ آیا (DAY OF JUDGMENT) محشر میں کیا منہ دکھائیں گے۔

امام حسین علیہ السلام کی سبیل کا پانی حرام

(۱) محرم میں سبیل لگانا شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبیہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں۔ فقط۔ رشید احمد (فتاویٰ رشیدیہ ج ۳، ص ۱۱۲)

(۲) چونکہ شربت و سبیل کے بارے میں عام جہلا تقرب غیر اللہ کی نیت رکھتے ہیں، حالانکہ تقرب صرف اللہ کا حق ہے۔ اس لیے اس قسم کا شربت و پانی ناجائز و حرام ہے (بیان مولوی احتشام الحق صاحب تھانوی اخبار جنگ ۸ ستمبر

۱۹۵۵ء، ص ۶ کالم ۳ سطر ۶۴)

نوٹ :۔ امام حسین علیہ السلام کی سبیل کا پانی تو حرام مگر دیوبندی فتوے میں ہندوؤں کی سُودی روپے کی سبیل کا پانی حلال و پاک ہے۔ (دیکھو بحث، دیوبندی فقہ کے مسائل)

امام حسین علیہ السلام کا روضہ حرام بنا ہوا ہے

بعض تمثیلاً کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ علیہ وسلم اور حضرت امام حسین علیہ السلام اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم کے روضے پختہ بنے ہوئے ہیں۔ یہ کیسے درست و جائز ہوئے ؟ الخ

الجواب :۔ قبور پر گنبد اور فرش پختہ بنانا ناجائز و حرام ہے۔ بنانے والے اور جو اس فعل سے راضی ہوں گنہگار ہیں۔ (فتاوی دار العلوم دیوبند ج ۱، ص ۱۴، سطر ۵)

نوٹ :۔ معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت امام حسین علیہ السلام کا روضہ یہ سب حرام ہیں۔ معاذ اللہ۔ جن محبوبانِ بارگاہِ الٰہی پر رحمتِ الٰہیہ کا ہر وقت نزول ہوا ان پر دیوبندی ہر وقت حرام کا سایہ بتاتے ہیں۔ غیر مسلمانوں کے پیشواؤں کی قبروں پر فرش تو بفتوائے دیوبند حرام ٹھہرا۔ مگر منڈی چشتیاں کے دیوبندی مولوی کی قبر جو عید گاہ کے قریب بنی ہوئی ہے، اس پر فرش پختہ اور کتبہ جو لگایا گیا ہے۔ اس بے چارے پر اس قدر حرام کاری کا بوجھ کیوں ڈالا گیا ہے۔ پس جس صاحب کی مرضی ہو وہاں جا کر ملاحظہ کر لے۔ دیوبندیوں کی قبروں پر تو سب کچھ جائز مگر امام حسین علیہ السلام کی قبر پاک پر سب حرام، ان خارجیوں کو خدا ہی سنبھالے۔

جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی توہین و ہتک کا از حد درجہ خطرناک دیوبندی اقدام

معاذ اللہ ایک دیوبندی مولوی حضرت فاطمۃ الزہرا کے سینے سے لگا

ہم نے خواب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا انہوں نے ہم کو اپنے سے چمٹا لیا۔ ہم اچھے ہو گئے۔

(الافاضات الیومیہ تھانوی ج ۶، ص ۳۷، سطر ۸)

نوٹ :۔ یہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ہے۔ جسے دیوبندی حکیم الامت وغیرہ کے خطابات سے یاد کیا کرتے ہیں۔ اور اسے رسول اللہ کے مقام تک پہنچانے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ ہمارے مولوی فضل الرحمٰن صاحب بیمار ہو گئے تھے تو (معاذ اللہ) خاتونِ جنت نے اُن کو سینے سے لگایا اور مولوی صاحب خاتونِ جنت کے سینے سے لگ گئے اور درست ہو گئے۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

مسلمانو! تمہیں تمہارے ایمان کی قسم تھوڑی دیر کے لیے سچے ایمان سے غور کرو اور لختِ جگرِ نبی کے مقام عزت کو بھی یاد کرو جو انہیں ان کے رب نے تطہیر سے عطا فرمائی اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میرے دل کا ٹکڑا ہے۔ جس نے فاطمہ کو تکلیف دی۔ اس نے مجھے تکلیف دی۔ (مشکوٰۃ)

مسلمانو! غور کرو! اور دیوبند کے حکیم الامت تھانوی صاحب کی یہ جرأت تو دیکھو کہ اس نے کس قدر نورِ نبوت حضرت خاتونِ جنت کی عزت و رفعت سے بغاوت کی اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیٹی کے شرم و حیا پر اس قدر ظالمانہ حملہ کیا۔ کہ معاذ اللہ! آپ ایک غیر محرم اجنبی آدمی کے سینے سے لگیں۔ اور وہ دیوبندیوں کا مولوی بھی معاذ اللہ آپ کے سینے سے لگا۔ (الامان والحفیظ)

مسلمانو! خدارا سوچو۔ کہ مرزائی قادیانی لعین نے تو ناپاک جرأت کر کے جگر گوشہ رسول پر حملہ کیا تھا کہ معاذ اللہ مائی صاحب نے مرزا کا سر اپنی ران پر رکھا۔ مگر تھانوی تو اس بتول کے پاک سینے تک کی بے حرمتی کی جرأت کر گیا۔ دیوبندی تو خاندانِ نبوت کی دشمنی اور ہتک (INSULT) میں مرزائیوں سے بھی بڑھ گئے۔ مولوی فضل الرحمٰن صاحب نے تو یہ کہا یا نہ ہمیں ہرگز ایسی امید نہیں ہو سکتی اور نہ ان کی کوئی کتاب ہے۔ جس میں یہ بیہودگی درج ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ تھانوی صاحب کا گھڑا ہوا بہتان ہے اور خارجی یزیدیوں کو آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو دل میں بغض و کفر تھا۔ آخر کار ان لوگوں نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک نورانی صاحبزادی پر حملہ کر کے اپنا بغض نکالا۔

علمائے اہل سنت و جماعت کے سرتاج اعلیٰ حضرت بریلوی مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم فرماتے ہیں ؎

تیری نسل پاک میں ہے بچّہ بچّہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

سیّد الشہداء شہیدِ کربلا حضرت امام حسین علیہ السلام پر دیوبندیوں کا یزیدانہ حملہ

معاذ اللہ حضرت امام حسین علیہ السلام ظاہر و باطن کے اندھے تھے

جس نے اس حکم کا خلاف کیا۔ مثال اس کی اس شخص کے ہے جو فکر سے نہ چلے بلکہ اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر خلاف راہ ہدایت سوا سوچنے کے چلے جدھر اس کا منہ آجائے۔ ادھر ہی چلا جائے اور جو دوسرا شخص جو اس کے مقابلے میں یعنی مکباً ہو کر نہیں چلتا بلکہ سویًا ہو کر چلتا ہے اور علی وجہہ ہو کر یعنی جدھر منہ آجائے ادھر نہیں چلتا بلکہ صراطِ مستقیم دیکھ کر چلتا ہے ان دونوں شخصوں میں کون اھدی ہوگا

؎ کور کورانہ مرد در کربلا تانیفتی چوں حسین اندر بلا

(بلغۃ الحیران مصنفہ امام ششم دیوبندی مذہب ص ۳۹۹، سطر ۱ تا ۵)

نوٹ:۔ یہ تفسیر مولوی حسین علی صاحب آیت افمن یمشی مکبا کی کر رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ حالت کفار کی بیان ہو رہی ہے۔ کیونکہ اس سے قبل ان الکافرون الا فی غرور، صاف موجود ہے۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ مکباً سے مراد ابوجہل ہے اور بعض فرماتے ہیں کہ سارے کافر مراد ہیں۔ (دیکھو تفسیر حقانی) مگر افسوس صد افسوس کہ امام دیوبندیہ نے مکبا کا مصداق امام عالی مقام کو بنا کر اور آپ کو کور و بنا کر معاذ اللہ ابوجہل اور کفار سے ملا دیا۔ جس کے نور باطن و عالمگیر روحانیت کے سامنے کائنات کی فہم و دانش زانوئے ادب بچھائے اس ذات پاک پر کج رو ہونے کا حکم لگانا، جگر گوشۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے بڑھ کر اور کیا ہتک ہو سکتی ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک بیویوں ازواج مطہرات امہات المؤمنین

کے متعلق دیوبندی علماء کے ناپاک عقاید

معاذ اللہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کو مولوی اشرف علی نے اپنی بیوی سے تعبیر کیا

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت عقد ثانی کا داعی پیش آیا تھا، فرمایا۔ ان کی سادگی و دینداری اور بے نفسی۔ جی چاہتا تھا، کہ ایسی اچھی طبیعت کا آدمی گھر میں رہے۔۔۔۔ ان کے گھر میں رہنے کی بجز عقد کے اور کوئی صورت نہ تھی۔۔۔۔۔ نیز اس کے متعلق میں نے ایک یہ بھی خواب دیکھی تھی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میرے مکان میں تشریف لانے والی ہیں۔ اس سے میں یہ تعبیر سمجھا کہ جو نسبت عمر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بوقت نکاح حضور کے ساتھ تھی، وہ ہی نسبت ان کو ہے۔ (معاذ اللہ)

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۱ ص ۹۸ سطر ۲۳)

نوٹ:۔ یہ مولوی اشرف علی صاحب کا ملفوظ ہے، چونکہ تھانوی صاحب امت دیوبندیہ کے حکیم الامت ہیں۔ اس لیے ہم تو از حد حیران ہیں، کہ کیا کہیں، بہتر یہی ہے کہ ناظرین تھانوی صاحب کے اس ناپاک نظریہ پر خود غور کر کے فیصلہ فرمالیں۔ تھانوی صاحب کا خواب میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو مکان میں آنے والی دیکھ کر یہ کہنا کہ اس سے میں یہ سمجھا کہ عائشہ صدیقہ کی عمر کی کوئی عورت میرے ہاتھ لگنے والی ہے۔ اس سے بڑھ کر ام المومنین کی توہین کا اور کیا مظاہرہ ہو سکتا ہے۔ اور تھانوی صاحب کی بے ادبی کا اور کیا مزید ثبوت ہو سکتا ہے۔ فرمان الٰہی تو یہ ہے وازواجہ امہاتھم یعنی اس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں اور تھانوی صاحب ماں کو دیکھ کر بیوی سے تعبیر کرتے ہیں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ فلاں دن مجھے فلاں دیوبندی مولوی صاحب کی ماں خواب میں ملی تھی، تو میں نے یہ سمجھا کہ اس

جیسی عورت میرے ہاتھ لگنے والی ہے۔ تو دیوبندی مولوی جل اٹھیں گے۔ مگر آقائے کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیوی کو اپنی جورو سے تشبیہ دیتے ہوئے انہیں کچھ خوف نہ آیا۔ فالی اللہ المشتکیٰ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کی مزید توہین

پرسوں شب میں گھر میں ایک عجیب خواب دیکھا کہ مدینہ منورہ کی مسجد قبا میں حاضر ہیں۔ وہیں جناب کی چھوٹی بیوی صاحبہ بھی ہیں۔ یہ انہیں دیکھ کر بہت خوش۔ انہوں نے دریافت فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر دیکھو گی؟ انہوں نے بڑے اشتیاق کے ساتھ کہا کہ ضرور، اتنے میں کسی نے کہا۔ کہ یہ تو عائشہ صدیقہ ہیں۔ اب بڑے غور اور حیرت سے ان کی طرف دیکھ رہی ہیں۔ کہ صورت و شکل وضع و لباس چھوٹی بیوی صاحبہ کا ہے۔ یہ حضرت صدیقہ کیسے ہوگئیں۔ (معاذ اللہ)

(حکیم الامت مصنفہ عبد الماجد دریا آبادی مطبوعہ معارف اعظم گڑھ ص ۵۵۹)

نوٹ:۔ یہ خواب اشرف علی صاحب کے خاص حواری عبد الماجد دریا آبادی نے گھڑا ہے اس میں اس نے تھانوی جی کی نئی بیوی کو معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی اور تھانوی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص الخاص نسل بتایا ہے پھر اس نے جب یہ خواب تھانوی جی کو لکھ کر بھیجا ہے تو وہ اس کی تعبیر میں لکھتا ہے۔ "کہ بعض اوصاف میں میری نئی بیوی حضرت عائشہ صدیقہ کی وارث ہے"۔ (نعوذ باللہ) کہاں ایک ہندوستانی عورت اور کہاں ذات پاک صدیقہ اور پھر اسی خواب کے متعلق تھانوی جی کہتے ہیں:

رویائے صالحہ کا مبشرات میں سے ہونا یہ حجت شرعیہ سے ثابت ہے۔ اس لیے اس کو بشارت سمجھنا اور اس پر مسرور ہونا ماذون فیہ ہے۔

(حکیم الامت مصنفہ عبد الماجد دریا آبادی ص ۵۵۹)

مسلمان اندازہ فرمالیں کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر اپنی کمسن بیوی کے متعلق کہنا کہ (معاذ اللہ) حضرت صدیقہ مولوی اشرف علی کے گھر آنے والی ہیں۔ العیاذ باللہ۔ العیاذ باللہ۔ حضرت صدیقہ کی وہ ذات پاک جن کی سواری کی مبارک اونٹنی کے غبار پر ہماری جانیں قربان۔ جن کی نعلین پاک کے صدقے مسلمانوں کی مغفرت ہوگی۔ دیوبندی انہیں دیکھ کر کمسن بیوی ہاتھ لگنے کی تعبیر گھڑیں۔ خدا کی پناہ ہم اس ناپاک گستاخی کا حوالہ تھانوی جی کی کتاب افاضات الیومیہ سے دے آئے ہیں۔ اب ایک اور معتبر کتاب کی عبارت ملاحظہ ہو۔ تھانوی اپنی جوڑ کی شادی کے متعلق لکھتا ہے:

ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر کے گھر (معاذ اللہ) حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا۔ معاً میرا ذہن اسی طرف منتقل ہوا۔ اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بہت کم عمر تھیں، وہی قصہ یہاں ہے۔

(الخطوب المدینہ، تھانوی ص ۸)

نوجوان لڑکی سے بوڑھا آدمی نکاح کرکے کیا اپنی ماں کو گھر میں آسنے کا خواب گھر گر اپنی بیوی کی بشارت سے تشبیہ دے سکتا ہے۔ یہ تو دیوبندی امت کے حکیموں کا ہی کام ہے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کی شان میں عطاء اللہ شاہ بخاری کی گستاخی

معاذ اللہ امہات المومنین دیوبندی ملاؤں کے دروازے پر سائل اور فریادی بن کر آئیں، دیوبندیوں کے امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری نے تقریر کرتے ہوئے کہا:

آج مفتی کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید دہلوی کے دروازے پر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ آئیں اور فرمایا۔ ہم تمہاری مائیں ہیں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ کفار نے ہمیں گالیاں دی ہیں۔ اسے دیکھو ام المومنین عائشہ دروازے پر تو کھڑی نہیں،"

(سید عطاء اللہ شاہ بخاری مصنفہ شورش کاشمیری ص ۱۹۹)

ناظرین غور کریں کہ امہات المومنین جن کی عزت کا خدا حافظ، جن کے دامن تطہیر کی تنویر میں اللہ تعالیٰ قرآن نازل فرمائے کائنات کی مشکلات جن کے نعلین مبارک کے صدقے حل ہوں، دیوبندی ملاؤں کے شان گھڑنے میں ازواج مطہرات رسول کی شان میں ایسی گستاخی کہ وہ کفایت اللہ جیسے مسجد فروش ہندوستانی ملاؤں کے دروازے پر فریاد لے کر آئیں۔ العیاذ باللہ۔ خدا کی پناہ۔

حضرات صحابہ کرام خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق دیوبندیوں کے ناپاک عقاید

معاذ اللہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق کی کافرانہ حمیت

جو کچھ کرے اور جو کچھ کہے نفسیات اور جذبات سے عاری ہو کر محض خدا کے لیے اس کی رضا جوئی کے لیے اور اس کے نظام عدل کی برقراری کے لیے کرے۔ اسلام کا یہ نازک ترین مطالبہ ہے اور یہ اتنا نازک ہے کہ ایک مرتبہ صدیق اکبر جیسا بے نفس، متورع اور سراپا للہیت انسان بھی اس کو پورا کرنے سے چوک گیا۔ مگر اسلام کی روح۔ ۔ ۔ ۔ اتنی سی غیر اسلامی حمیت کو بھی برداشت نہیں کرتی۔ الخ

(ترجمان القرآن، مولوی ابو الاعلیٰ مودودی، ص ۳۰۰ بابت ربیع الثانی ص، ۱۳۵۷ھ)

نوٹ:۔ معاذ اللہ۔ دیوبندیوں کے نزدیک حضرت صدیق اکبر کے باطن سے باوجود اسلام سے مشرف ہو جانے کے بھی غیر اسلامی حمیت نہیں نکلی تھی۔ وہ صدیق اکبر ہیں کہ جن کے متعلق آپ ہر جمعہ کے خطبہ میں اولھم بالتصدیق افضلھم بالتحقیق سنا کرتے ہیں۔ مگر دیوبندیوں مودودیوں کو خلیفہ رسول پر حملہ کرتے ہوئے کچھ خوف نہیں آتا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ناجائز شخصیت پرستی

لیکن دنیا تو ہر بلندی کے آگے سر ٹیک دینے کی خوگر تھی۔ اور بزرگ انسان کو مقام بشر سے کچھ بڑھ کر برتر ہی سمجھتی آرہی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ غالباً یہی وجہ شخصی عظمت کا تخیل تھا جس نے رحلت مصطفوی کے وقت اضطراری طور پر حضرت عمر تک کو تھوڑی دیر کے لیے مغلوب کر لیا تھا۔ ۔ ۔ ۔ پیغمبرانہ شخصیت کی بزرگی جو سکہ نفس میں مرتسم تھا۔ الخ۔

(ترجمان القرآن، ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ، ص ۲۸۷)

نوٹ:۔ یعنی عمر فاروق سے بھی وہ پرانی شخصیت پرستی نہ نکلی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبرانہ شخصیت سے مغلوب ہو کر اپنا اسلامی توازن خراب کر بیٹھے۔ (معاذ اللہ)

اس سے تو معلوم ہوا کہ مودودی صاحب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سخت دشمن ہیں۔ یاد رہے کہ دیوبندیوں کا یہ تنقیدی حملہ اس فاروق اعظم پر ہے جن کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ لو کان بعدی نبی لکان عمر۔

نعوذ باللہ صحابہ کرام کی کوتاہ بینی

برسوں کی تعلیم و تربیت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو میدان جنگ میں لائے اور باوجود یکہ ان کی ذہنیت میں انقلاب عظیم رونما ہو چکا تھا مگر پھر بھی اسلام کی ابتدائی لڑائیوں میں صحابہ کرام جہاد فی سبیل اللہ کی اصل سپرٹ کو سمجھنے میں بار بار غلطیاں کر جاتے تھے۔

(ترجمان القرآن ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ، ص ۲۹۲)

حضرت خالد کی بے تمیزی

حضرت خالد جیسے صاحب فہم انسان کو بھی اس (غیر اسلامی جذبہ) کے حدود کی تمیز مشکل ہو گئی۔

(ترجمان القرآن ربیع الثانی ۵۷ھ ص ۵۷)

صحابہ کرام کی خود غرضی

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد۔ ۔ ۔ ۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کا مسئلہ پیش ہوتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ اس وقت (ہر صحابی) اسلامی تصور صلاحیت و استحقاق سے بیگانہ ہو کر اپنی قربانیوں کا معاوضہ چاہتا ہے۔ (ترجمان القرآن، ربیع الثانی ۵۷ھ ص ۲۹۱)

نوٹ:۔ معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک کوئی صحابی بھی حضور کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر نہیں چلا۔ صحابہ کرام کے متعلق روافض کا بھی یہی نظریہ ہے۔

معاذ اللہ صحابہ کرام کو کافر کہنے والا شخص بھی پکا سنی رہتا ہے

سوال:۔ صحابہ پر طعن ومردود کہنے والا اہل سنت وجماعت سے خارج ہوگا یا نہیں۔ ۔ ۔ ۔ الخ۔

الجواب:۔ وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سے سنت وجماعت سے

خارج نہ ہوگا۔ فقط (فتاوٰی رشیدیہ ج ۲، ص ۱۴۱، سطر ۸)

نوٹ:۔ حالانکہ علمائے اہل سنت وجماعت کا مسلک یہ ہے کہ:

جو حضرت شیخین صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما خواہ ان میں سے ایک کی گستاخی کرے۔ اگرچہ صرف اسی قدر کہ انہیں امام وخلیفہ برحق نہ مانے کتب معتمدہ فقہ حنفی کی تصریحات اور عامہ ائمہ ترجیح وفتوے کی تصریحات پر مطلق کافر ہے۔

(رد الرفضہ مصنفہ مولانا احمد رضا خان بریلوی ص ۲، سطر ۱۳)

دیوبندی مؤلف "چراغ سنت"، قصوری کے قصور عقل نے اپنے آئینہ میں سنی علماء کو دیکھ کر فتوے جڑ دیا کہ معاذ اللہ سنی علماء شیعہ کے حامی ہیں۔ حالانکہ معاملہ تو بالکل برعکس نکلا۔ دیوبندی تعزیے نکالنے جائز کریں۔ (ملفوظات تھانوی ج ۴ ص ۱۸۴) دیوبندی صحابہ کرام کو کافر کہنے والے کو پکا سنی بتائیں۔ (فتاوٰی رشیدیہ ج ۲ ص ۱۴۱) دیوبندی گنگوہی صاحب کا ماتم کریں اور پیٹیں (مرثیہ محمود الحسن ص ۳) یہ سب پاپڑ بیل کر بھی دیوبندی تو پکے حنفی رہے اور شیعہ ہونے کی ڈگری بریلوی علماء پر لگادی گئی۔

ع بریں عقل و دانش بباید گریست

حضرت صدیق اکبر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی شکل میں شیطان

اگر صحابہ میں سے کسی کو خواب میں دیکھے، مثلاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یا حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو۔ ان حضرات کی صورت میں شیطان آسکتا ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۶، ص ۱۸۲، سطر ۱۸)

نوٹ:۔ مودودی دیوبندی اور دوسرے دیوبندی اعتقاداً بالکل متحد ہیں۔ اور ان کی آج کل کشمکش چندہ اور قربانی کی کھالوں کی جنگ ہے۔ اور اگر یہ معاملہ نصف لی ونصف لک کے طور پر نپٹ گیا تو ع

خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

تمام اہل اسلام کو بدعتی ومشرک کہنے میں یہ دو پارٹیاں مکمل طور دو قالب ویک جان ہیں۔ اس لیے ہم نے بعض مقامات پر مودودی عبارات کو بھی پیش کر دیا ہے۔

حضرات صحابہ کرام کے مزارات گرائے گئے تو دیوبندیوں نے مذہب کو پس پشت ڈال کر خوشیاں منائیں

ابن سعود نے اسلاف (صحابہ کرام) کی قبروں کو مسمار کرنا شروع کیا تو ہندوستانی مسلمانوں میں ایک ہیجان سا پیدا ہوگیا۔ اکثر لوگ مذہباً قبہ شکنی کے خلاف تھے... شاہ جی (مولوی عطاء اللہ شاہ امیر شریعت دیوبندیہ) اور سب دیوبندیہ نے

ان لوگوں کا ساتھ دیا جو ابنِ سعود کے حق میں تھے ،، آپ نے عقاید کی بحث کو نانوی درجہ میں رکھا (سید عطاء اللہ شاہ مصنفہ شورش ص ۸۴) یعنی دیوبندیوں نے حضرت عثمان غنی، خدیجۃ الکبرٰی حضرت فاطمۃ الزہرا رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقابر مقدسہ کو نجدی توپوں کے گولوں سے پاش پاش ہوتے دیکھ کر گھی کے چراغ جلائے تھے۔ خارجیانہ بغض کا نتیجہ تھا۔ یہ شاہ جی تمام اُمتِ دیوبندیہ کے متفقہ امیر ہیں (دیکھو عطاء اللہ شاہ مصنفہ شورش کاشمیری)

ایمان کے متعلق دیوبندیوں کا ناپاک عقیدہ

عمل ایمان کا جز ہے بے عمل مسلمان کافر ہیں

ایمان کے دو جز ہیں خدا کو خدا سمجھنا اور رسول کو رسول سمجھنا اور خدا کو خدا سمجھنا اسی طرح ہوتا ہے کہ اس کا شریک کسی کو نہ سمجھے اور رسول کو رسول سمجھنا اس طرح ہوتا ہے کہ اس کے سوائے کسی کی راہ نہ پکڑے۔ اس پہلی بات کو توحید کہتے ہیں اور اس کے خلاف کو شرک اور دوسری بات کو اتباعِ سنت کہتے ہیں۔ اور اس کے خلاف کو بدعت، سو ہر کسی کو چاہیے کہ توحید اور اتباعِ سنت کو خوب پکڑے اور شرک و بدعت سے بچے۔ کہ یہ دو چیزیں اصل ایمان میں خلل ڈالتی ہیں۔ اور باقی گناہ ان سے نیچے ہیں کہ وہ ایمان میں خلل ڈالتے ہیں

(تقویۃ الایمان ص ۴ سطر ۹ وغیرہ)

نوٹ :۔ اس عبارت میں ایمان کے دو جزو بتلائے۔ توحید اور اتباعِ سنت، حالانکہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ اتباعِ سنت عمل کا نام اور عمل عقیدۂ توحید کی طرح ایمان میں داخل نہیں ہے۔ اور پھر اس عبارت میں شرک و بدعت کو مزیلِ ایمان بتاتا ہے کہ جس طرح شرک سے اصل ایمان جاتا رہتا ہے۔ اسی طرح بدعت سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے۔ حالانکہ دیوبندیوں کا یہ نظریہ اہل سنت و جماعت کے خلاف ہے۔ بلکہ مذہب خارجیوں اور معتزلیوں کا ہے۔ دیکھو عقاید کی سب سے معتبر اور مشہور کتاب شرح عقاید میں ہے۔

الکبیرۃ لا تخرج العبد المؤمن لبقاء التصدیق الذی ھو حقیقۃ الایمان خلافا للمعتزلۃ حیث زعموا ان مرتکب الکبیرۃ لیس بمومن ولا کافر (الی قولہ) بناءً علی ان الاعمال عندھم جزء من حقیقۃ الایمان۔ ولا تدخل ای العبد المؤمن فی الکفر خلافا للخوارج فانھم ذھبوا الی ان مرتکب الکبیرۃ بل الصغیرۃ ایضا کافر الخ۔

اس سے معلوم ہو گیا کہ مذہب اہل سنت یہ ہے کہ اعمال ایمان کا جزو نہیں۔ اعمال۔ ایمان کا جزو قرار دینا خوارج و معتزلہ کا مذہب ہے۔ جمہور اہلِ اسلام کے نزدیک رکن ایمان صرف تصدیق ہے اور اقرار بھی حالت ظلم و اکراہ میں محتمل السقوط

ہے (دیکھو شرح عقاید) نیز معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک ایمان صرف خدا کو خدا ماننے اور رسول کو رسول سمجھنے کا نام ہے نہ یہی ان کے نزدیک ایمان کی حقیقت ہے۔ نہ اعتقاد کی ضرورت، نہ اقرار کی حاجت۔ تو ایسا ایمان، تو یہود و نصاریٰ سے بھی رکھتے تھے۔ الذین اٰتینٰھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناء ھم بلکہ گاندھی بھی دیوبندیوں کا پکا مومن اور پیشوا ہوا کیونکہ وہ بھی بقول تھانوی صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ جانتا تھا۔ خود امام دیوبندیہ اشرف علی تھانوی افاضات الیومیہ ج ۵ ص ۳۵۲ میں لکھتا ہے:

ایک صاحب لکھے پڑھے اس خبط میں مبتلا تھے۔ کہ گاندھی موحد تو ہے ہی، باقی رسالت تو اس کے متعلق سوال کرنے پر اس نے یہ کہا تھا، میں جانتا ہوں کہ جناب محمد رسول اللہ، اللہ کے رسول ہیں۔

مقدس مذہب اسلام کے متعلق دیوبندیوں کا ناپاک عقیدہ

اسلام مذہب نہیں

پس اگر اسلام مذہب اور مسلمان ایک قوم ہے تو جہاد کی ساری معنویت جس کی بنا پر اسے افضل العبادات کہا گیا ہے، سرے سے ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام کسی مذہب کا اور مسلمان کسی قوم کا نام نہیں۔ الخ

(تفہیمات مصنفہ مولوی ابوالاعلیٰ مودودی ص ۶۲، مطبوعہ پٹھان کوٹ)

نوٹ: خدا تعالیٰ فرماتا ہے، ان الدین عند اللہ الاسلام، بے شک مذہب اللہ کے نزدیک اسلام ہے اور سینکڑوں آیات و احادیث اس مضمون کی موجود ہیں۔ تو معاذ اللہ خدا تعالیٰ نے بھی اسلام کو مذہب بنانے کی غلطی کی (مسلمانو! غور کرو)

اسلام سے کفر بہتر

اگر یہی کفر و اسلام اور یہی بدعت و سنت ہے۔ تو اسلام سے کفر بہتر ہے اور سنت سے بدعت افضل۔ الخ۔

(تحذیر الناس، مصنفہ نانوتوی بانی دیوبند)

نوٹ: دیوبندی حضرات فرمائیں کہ بانی دیوبند کا یہ لفظ خلاف شریعت تو نہیں؟

کفر عرفاً عیب نہیں

کفر عرفاً عیب نہیں ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج ۶، ص ۳۱۲، سطر ۲۳)

دیوبندیوں کے نزدیک دھرم آریہ وغیرہ کافروں کے تمام مذاہب سچے ہیں

خدا نے کوئی نہ کوئی قانون عمل ٹھہرایا ہے۔ اور سب اس کی اطاعت کر رہے ہیں۔

(ترجمان القرآن ابوالکلام آزاد، دیوبندی ج ۱ ص ۲۰۹)

بہشت کے متعلق دیوبندیوں کے ناپاک عقاید

جنت دیوبند کے چھپروں کی جھونپڑیوں کا نام ہے

ان ہی حضرات کی برکت تھی، مقبولیت پر یاد آیا، حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نے خواب میں دیکھا کہ جنت ہے اور اس میں ایک طرف چھپر کے مکان بنے ہوئے ہیں فرماتے تھے کہ میں نے دل میں کہا۔ کہ اے اللہ! یہ کیسی جنت ہے جس میں چھپر ہیں۔ جس وقت صبح کو مدرسے کے چھپر نظر پڑے تو ویسے ہی چھپر تھے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۱، ص ۶۶، سطر ۸)

نوٹ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کس چیز سے بنائی گئی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لبنۃ من ذھب ولبنۃ من فضۃ وملاطھا المسک الاذفر وحصباؤھا اللؤلؤ والیاقوت وتربتھا الزعفران (مشکوٰۃ مطبوعہ نور محمد کراچی ص ۴۹۷)

یعنی جنت کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی ہے۔ اور کستوری عمدہ سے اس کا گارا ہے اور اس کے سنگریزے موتی اور یاقوت اور اس کی مٹی زعفران ہے۔ مگر دیوبندی کہتے ہیں کہ جنت چند چھپروں کا نام ہے معلوم ہوا کہ دیوبندی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے بہشت کے منکر ہیں۔ اور جنت و حشر نشر پر ان کا ایمان نہیں بلکہ ان کے نزدیک جنت صرف مدرسہ دیوبند کا ہی نام ہے۔ اور جو اس میں داخل ہو گیا۔ وہ بہشتی ہو گیا۔ خواہ کفر کرے یا کچھ اور۔

کیوں جناب؟

حضرت گنج شکر فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ سرکار پاک پٹن شریف کے دروازہ مبارک کو بہشتی دروازہ کہنا گناہ ہوتا ہے مگر مدرسہ دیوبند کو بہشت کہنا کیسے جائز ہو گیا۔ حالانکہ مومن کی قبر کے متعلق تو خود حدیث شریف میں ہے القبر روضۃ من ریاض الجنۃ (کنز العمال ج ۸ ص ۸۸) یعنی مومن کی قبر بہشت کا باغ ہے تو اس کا دروازہ بہشتی کہلا سکتا ہے۔ مدرسہ دیوبند کے بارے کون سی حدیث ہے؟

یہ تھا دیوبندی امت کا بہشت اب ان کی حوریں بھی ملاحظہ فرمائیے!

ہندوستانی عورتیں حوریں

میں تو کہا کرتا ہوں کہ ہندوستان کی عورتیں حوریں ہیں۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴، ص ۳۳۷، سطر ۱۵)

نوٹ:- مرزا صاحب نے بھی اپنی امت کے لیے حوریں بنائی تھیں تو تھانوی صاحب نے بھی اپنی امت کے لیے

کوشش فرمائی۔ اور ہندوستانی شاید اس لیے فرمایا کہ دیوبندی مذہب ہندوستان کے ہندوؤں کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

روزانہ دس دس عورتوں سے مباشرت کا تھانوی نسخہ

ان حوروں سے مباشرت کا اہتمام

ہر کہ ایں معجون را در سالے خورد مے تواند کہ دہ نسواں　　در خور سند گرداند نخود بریان نشستہ ۵ تولہ۔ زردی بیضہ مرغ ۵ عدد۔ بآب جوش دادہ۔ روغن مادہ گاؤ ۵ تولہ۔ شہد ۵ تولہ۔ بدستور معجون تیار سازند و ہر روز چار تولہ بخورند۔

(الطرائف والظرائف مصنفہ تھانوی ص ۶۳)

نوٹ:- تھانوی جی نے اس بانکے نسخہ میں ایک یا دو عورتوں سے دوبارہ جماع کرنے کا ارشاد نہیں فرمایا بلکہ دہ نسواں یعنی دس عدد عورتوں سے بیک روز یکے بعد دیگرے مباشرت کا فرمان فیض ترجمان فرمایا ہے جس کا تجربہ بجز حرام ممکن نہیں۔ کیونکہ حلال عورتیں کسی کو بیک وقت چار سے زیادہ رکھنے کی شریعت میں اجازت نہیں تو ایک ہی دن میں دہ نسواں کا کورس پورا کر لینا بھی قابل غور ہے۔

سلسلہ لذت و جماع علی الدوام شروع رکھنے کا تھانوی طریقہ

بیخ کوکروندہ۔ تخم شلغم مساوی گرفتہ باہم آمیختہ باب دہن بر قضیب طلا کردہ بجماع مشغول شود انزال نکند۔ زن بستہ گردد۔

نوٹ:- اس بزرگانہ نسخہ میں تھانوی صاحب نے سلسلہ جماع علی الدوام دراز کرنے کا طریقہ انیقہ ارشاد فرمایا ہے اور آپ "انزال نکند زن بستہ گردد" یعنی کبھی انزال ہوگا ہی نہیں، سے فرما رہے ہیں کہ اس متقیانہ اور حکیم الامتانہ نسخہ شریفہ پر عمل کرنے والا عمر بھر اسی عمل سے ہی مشرف رہے گا نہ انزال ہو نہ کسی اور کام سے فرصت ملے۔ کیا ہی رنگین مزاجی ہے شاید یہ سب ہدایات دیوبندی مذکورہ بالا بہشت اور حوروں کی صلاحیتیں برقرار رکھنے کے لئے کی جا رہی ہیں۔

دیوبندی عقاید کے یہ چند نمونے ذکر کر کے باقی بوجہ طوالت ترک کرتے ہوئے اہل سنت وجماعت پر طعن کرنے والے دیوبندی حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ

گر بر سر و چشم من نشینی　　نازت بکشم کہ نازنینی

اب دیوبندیوں کی ایک اور دنیا میں تشریف لے چلیے آپ کو دیوبندی روحانی دوکان کے ناسپتی مال کے چند نمونے دکھائیں۔

---

(۵)
باب پنجم

باب پنجم

بزرگانِ دیوبند کا تصوّف

(تصوف کا پہلا شعبہ اخلاقیات)

دیوبندی مذہب کے اماموں اور بزرگوں کی تہذیب و اخلاق ۔۔۔

مولوی اشرف علی صاحب وغیرہ دیوبندیوں کے ملفوظات کے چند نمونے

عورت کا فرج میٹھا تھا یا کڑوا؟

مکتب کے لڑکوں نے حافظ جی کو نکاح کی ترغیب دی۔ کہ حافظ جی نکاح کر لو۔ بڑا مزہ ہے، حافظ جی نے کوشش کر کے نکاح کیا۔ اور رات بھر روٹی لگا لگا کر کھائی۔ مزہ کیا خاک آتا۔ صبح کو لڑکوں پر خفا ہوتے ہوئے آئے کہ سسرے کہتے تھے کہ بڑا مزہ ہے۔ ہم نے روٹی لگا کر کھائی ہمیں تو نمکین معلوم ہوئی نہ میٹھی نہ کڑوی۔ لڑکوں نے کہا کہ حافظ جی مارا کرتے ہیں۔ آئی شب حافظ جی نے بیچاری کو خوب زدو کوب کیا۔ دے جوتہ، دے جوتہ۔ تمام محلہ جاگ اٹھا اور جمع ہو گیا۔ اور حافظ جی کو برا بھلا کہا۔ پھر صبح آئے اور کہنے لگے۔ کہ سسروں نے دق کر دیا۔ رات ہم نے مارا بھی کچھ مزا نہ آیا۔ اور رسوائی بھی ہوئی۔ تب لڑکوں نے کھول کر حقیقت بیان کی کہ مارنے سے یہ مراد ہے۔ اب جو شب آئی تب حافظ جی کو حقیقت منکشف ہوئی۔ صبح کو جو آئے تو مونچھوں کا ایک ایک بال کھل رہا تھا اور خوشی میں بھرے ہوئے تھے۔ الخ۔ (افاضات الیومیہ ج۴ ص ۱۷۴، ج ۳، ص ۱۱۱)

نوٹ:۔ تھانوی صاحب کے مشار الیہ دیوبندی بزرگ حافظ جی کو نمکین وغیرہ شاید اس لیے محسوس نہ ہوا ہوگا۔ کہ دیوبندیوں کی اس فنائیت کے متعلق لطف اللہ دیوبندی یہ قانون فرماتے ہیں کہ بقول جس چیز کو محبوب سے نسبت ہو جائے وہ بھی محبوب بن جاتی ہے۔

(علمائے حق مصنفہ مولوی لطف اللہ دیوبندی ص ۱۲، سطر ۱۴)

فرج سے روٹی

شاگردوں نے کہا کہ حافظ جی نکاح میں بڑا مزہ ہے۔ حافظ جی نے کوشش کر کے ایک عورت سے نکاح کر لیا۔ شب کو حافظ جی پہنچے اور روٹی لگا لگا کر کھاتے رہے۔

(قصہ سابق، افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۲۲۷، سطر ۵)

مزا مذی میں

(۱) ایک شخص نے مجھ سے شکایت کی کہ ذکر میں جو پہلے مزا آتا تھا۔ اب نہیں آتا۔ میں نے کہا کہ میاں

مزا تو مذی میں ہوتا ہے۔ یہاں کیا ڈھونڈتے پھرتے ہو۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۱، ص ۳۰۷، ج ۵، ص ۳۵۷، سطر، وغیرہ)

(۲) ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ ذکر میں مزا نہیں آتا۔ میں نے کہا کہ ذکر میں کہاں، مزا تو مذی میں ہوتا ہے جو بی بی سے ملاعبت کے وقت خارج ہوتی ہے، یہاں کہاں مزا ڈھونڈتے پھرتے ہو۔

(افاضات الیومیہ ج ۴، ص ۶۶۸، سطر ۲۳)

استنجا گاہ اور مختون لوٹا

والد صاحب نے فرمایا کہ۔ ایک دفعہ چھتے کی مسجد میں مولانا فیض الحسن صاحب استنجے کے لیے لوٹا تلاش کر رہے تھے اور اتفاق سے سب لوٹوں کی ٹوٹیاں ٹوٹی ہوئی تھیں۔ فرمانے لگے کہ تو یہ سارے لوٹے مختون ہی ہیں۔ حضرت (نانوتوی) نے ہنس کر فرمایا کہ پھر آپ کو تو بڑا استنجا نہیں کرتا ہے۔ گویا مختون سے کیا ڈر ہے۔

(ارواح ثلاثہ مصنفہ تھانوی ص ۲۵۹، سطر ۸)

نوٹ:۔ دیوبندیوں کے ان ہر دو بزرگوں کا یہ فحش مزاح ملاحظہ فرمالیجئے۔

بے تہذیبی کے ساتھ سلسلہ گفتگو

فرمایا کہ الفاظ تو اس کے پاس نہ تھے، مگر خلوص تھا۔ جی چاہتا تھا۔ کہ اسی بے تہذیبی کے ساتھ سلسلہ گفتگو جاری رہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۱، ص ۱۰، سطر ۱۰)

میں بکواسی ہوں

بعض لوگ قلیل الکلام ہوتے ہیں۔ اس سے بھی رعب ہوتا ہے اور میں اس قدر بکی ہوں کہ ہر وقت بولتا ہی رہتا ہوں مگر پھر بھی نہ معلوم لوگ کیوں اس قدر مجھ کو ہوا بنائے ہوئے ہیں۔

(افاضات الیومیہ، ج ۱، ص ۱۸، سطر ۱۳)

عبادت میں کاہلی

میرا عمل عزائم پر نہیں، رخص پر ہے، نفلیں کم پڑھتا ہوں۔ کبھی نوافل بیٹھ کر پڑھ لیتا ہوں۔

(افاضات الیومیہ ج ۱، ص ۲۵۹، سطر ۵)

نوٹ:۔ سہ علامت داں کہ در احمق بود اولاً غافل زیاد حق بود
گفتن بسیار عادت باشدش کاہلی اندر عبادت باشدش

یعنی ہر وقت بولتے رہنا اور عبادت میں کوتاہی و سستی یہ احمق کی نشانیاں ہیں۔ (پندنامہ شیخ عطار)

بد اخلاقی

میں تو اکثر کہا کرتا ہوں کہ میری بد اخلاقی کا منشا خوش اخلاقی ہے۔ خیر میں تو جیسا بھی ہوں وہ تو مجھ کو ہی معلوم ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۱، ص ۵۳، سطر ۱۰)

منکر نکیر

ایک صاحب نے کہا تھا کہ منکر نکیر کو قبر میں جواب دینا آسان ہو گا، مگر اس شخص کی (مراد میں ہوں) جرح قدح کا جواب مشکل ہے۔ میں نے سن کر کہا کہ بالکل ٹھیک ہے۔ (افاضات الیومیہ تھانوی ج ۱، ص ۵۶)

نوٹ: کیا اخلاق محمدی کا یہی نمونہ ہے۔ یہ سب تھانوی صاحب کے کرشمے ہیں۔

رشوت لے کر دعا کرنا

حضرت میاں جی رحمۃ اللہ علیہ تھانہ بھون تشریف لایا کرتے تھے۔ ان سے دعا کے لیے عرض کیا۔ کہ حضرت دعا فرما دیں۔ یہ مقدمہ اپیل میں ہمارے حق میں کامیاب ہو جائے۔ فرمایا۔ کہ ہمارے حاجی کو بیٹھنے کی تکلیف ہے یہاں پر ایک سہ دری بنوا دو۔ ہم دعا کریں گے۔ عرض کیا بہت اچھا حضرت نے دعا فرما دی۔

(افاضات الیومیہ ج ۱، ص ۱۰۷، سطر ۷)

شادی ہونے کے بعد مزہ

میں نے اپنے بچپن میں ایک چھوٹی سی کتاب دیکھی تھی۔ اس میں لکھا تھا کہ کسی لڑکی نے اپنی سہیلی سے دریافت کیا کہ شادی ہونے کے بعد کیا ہوتا ہے۔ وہ ہمیں بھی بتاؤ۔ اس کتخدا شدہ نے جواب دیا کہ تم جب مجھ جیسی ہو جاؤ گی۔ خود جان لوگی۔ ؎

بیاہ یونہی جب تمہارا ہووے گا
جب مزہ معلوم سارا ہووے گا

(مزید المجید۔ ملفوظات تھانوی۔ مطبوعہ محبوب المطابع، ص ۳۵، سطر ۱۴)

چڈو کہیں کی

قصبہ رام پور میں حضرت مولانا گنگوہی نے ایک واقعہ میں طلاق کے متعلق کوئی فتوے دیا تھا۔ کہ کسی عورت نے قرآن شریف کا ترجمہ پڑھ کر اس کے خلاف یہ فتوے دے دیا کہ قرآن میں یہ لکھا ہے۔ حکیم ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے بیان کیا، فرمایا وہ کیا جانے چڈو کہیں کی۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۷، ص ۵، سطر ۵)

ہمارا ذکر پکڑو بھڑوا، بھڑوا

ماموں صاحب بولے کہ میں بالکل ننگا ہو کر بازار میں نکلوں، اس طرح ایک شخص تو آگے سے میرے عضو تناسل کو پکڑ کر کھینچے ساتھ میں لڑکوں کی فوج ہو۔ اور وہ یہ شور مچاتے جاویں۔ بھڑوا ہے بھڑوا۔ اور اس وقت میں حقائق اور معارف بیان کرو۔

(افاضات الیومیہ ج ۷، ص ۴۴، سطر ۱)

ننگے بدن ملاقات

میں نے کہا میاں تم ہاں کہہ دیتے اور واقعی میں تو اس حال سے بھی ان سے مل لیتا کیونکہ میرا کیا بگڑتا، میں آنکھیں بند کر کے مصافحہ کر لیتا۔ وہ کہنے لگے کہ میں تو ڈر گیا۔ کہ کہیں سچ مچ ننگے ہو کر نہ چل کھڑے ہوں۔

(افاضات الیومیہ ج ۷، ص ۴۸، سطر ۱۴)

نوٹ: وہ حافظ صاحب تو ڈر گئے۔ مگر تھانوی صاحب ننگے بدن ملاقات کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ کیا ان کے لیے شرعی احکام معاف تھے؟ اور کیا تھانوی کو مردوں سے ننگے بدن ملنے کی یہ عادت اچھی تھی؟

مجھے کچھ نہیں آتا

الحمد للہ! اب تک یہی اعتقاد ہے۔ آپ چاہے حلف لے لیجیے کچھ نہیں آتا؟

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۷، ص ۹۳، سطر ۳)

نوٹ:۔ اگر تھانوی صاحب عالم ہیں تو یقیناً یہ قسم جھوٹی اٹھائی اور اگر قسم سچی ہے تو بزبان خود جہالت کا اقرار کر کے اپنے مریدین پر بلا ڈال دی۔

بیاہ کا مزہ ایک اردو کی کتاب میں چند سہیلیوں کی حکایت لکھی ہے۔ کہ ان میں آپس میں یہ عہد ہوا تھا کہ ہم میں سے جس کی شادی پہلے ہوگی تو اپنے سب حالات ظاہر کرے گی۔ کہ کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ ان میں سے ایک کی شادی ہوگئی تو اس سے سہیلیوں نے دریافت کیا کہ اپنا وعدہ پورا کرو تو اس نے جواب دیا کہ بس اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہہ سکتی۔

بیاہ یونہی جب تمہارا ہووے گا
تب مزہ معلوم سارا ہووے گا

(افاضات الیومیہ ج ۷، ص ۳۴۴، سطر ۱)

مجھے کسی کا سلام نہ کہا کرو ان مولوی صاحب نے کسی صاحب کا سلام بھی نہیں پہنچایا۔ کہ فلاں شخص نے آپ کو سلام عرض کیا ہے، اس پر فرمایا۔ کہ دیکھو یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ جب آپ کسی سے ملنے جاویں بالخصوص آپ ان سے کوئی دینی حاجت بھی رکھتے ہوں تو اس کے پاس کسی کا سلام پیغام نہ کہا کیجئے۔ الخ۔

(مزید المجید ملفوظات تھانوی، مطبوعہ محبوب المطابع دہلی ص ۳۶، سطر ۱۷)

نوٹ:۔ کیوں جناب! جب غیر اللہ سے حاجت طلب کرنا شرک ہے تو کیا تھانوی صاحب سے دینی حاجت رکھنا شرک نہیں؟ نیز تھانوی صاحب کسی کے سلام کو تو برا سمجھتے ہیں، جیسا کہ اس ملفوظ سے ظاہر ہے۔ ہاں البتہ دیوبندی رام رام شوق سے کر لیا کرتے ہیں۔ دیکھو اسی کتاب کی بحث "دیوبندیوں کا ہندوؤں سے اتحاد"

ہر روز نیا جوڑا ہمارے حضرت سید احمد صاحب ہر روز ایک جوڑا بدلا کرتے تھے۔ ایک رئیس حضرت کے واسطے ہر سال تین سو ساٹھ (۳۶۰) جوڑے بنا کر بھیجا کرتے تھے۔

(مزید المجید ص ۳۶، سطر ۴۔ اشرف المعمولات ص ۵۵، سطر ۱۵)

مقدمہ بازی ایک رئیس صاحب یہاں آکر رہے تھے۔ انہوں نے وطن جاکر کہا کہ وہاں کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ جس کو مقدمہ بازی سیکھنا ہو، وہاں چلے جاؤ۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۱۳، ص ۴۱، سطر ۱۵)

یہاں وہی ٹھہرتے ہیں جو بے حیا ہیں یہاں پر تو جو بہت ہی بے حیا ہوگا وہی ٹھہر سکتا ہے۔ ورنہ اگر ذرا بھی غیرت ہوگی، ہرگز نہیں ٹھہر سکتا۔ کون ذلت

گوارا کرے ۔ (افاضات الیومیہ تھانوی ج ۳ ص ۲۹۵، سطر ۲۱)

نوٹ :۔ جو دیوبندی حضرات تھانوی صاحب سے بیعت ہوئے اور وہاں تھانہ بھون رہے وہ خود ہی فیصلہ فرماویں کہ وہ اپنے ''حضرت'' کے ارشاد کے مطابق کیا ہوئے (سبحان اللہ وہ کیسا ہی بابرکت مقام تھا کہ جہاں حیا والے کا گزر ہی نہیں ہو سکتا تھا) اور پھر ظلم یہ کہ تھانوی صاحب نے اس تھانہ بھون کو مدینہ طیبہ کے مشابہ قرار دے دیا۔ (دیکھو اضافات الیومیہ ج ۴، ص ۲۰۷، سطر ۱) حالانکہ یہاں تھانہ بھون میں تو حیا دار رہ نہیں سکتا۔ تو کیا معاذ اللہ مدینہ طیبہ بھی ایسا ہی ہے۔ حالانکہ مدینہ عالیہ میں تو بے حیا نہیں رہ سکتا۔

فتوے لکھنے پر فیس جائز

دیوبند میں کثرت سے فتوے آتے ہیں۔ ایک پیسہ بھی نہیں لیا جاتا۔ اور گو لینا بھی جائز ہے۔ (افاضات الیومیہ ج ۳، ص ۹۶، سطر ۱)

میں بُرا ہوں

میں نے کہا بالکل سچی بات ہے۔ دونوں جُز صحیح ہیں۔ حضرت مولانا گنگوہی کا اچھا ہونا اور میرا برا ہونا۔ (افاضات الیومیہ ج ۳، ص ۲۸۵، سطر ۲۰)

تھانوی صاحب بدتر و ذلیل

کیا ایسا شخص کسی کو ذلیل سمجھے گا۔ جو خود کو ہی سب سے بدتر اور ذلیل سمجھتا ہے۔ (افاضات الیومیہ ج ۳، ص ۳۲۷، سطر ۱۹، ج ۲ ص ۸۵، سطر ۱۸)

غصہ کا زور

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت ایک لڑکا ہے اس کے مزاج میں تیزی اور غصہ بہت ہے۔ اس کے لیے ایک تعویذ دیجیئے فرمایا اس کا کیا تعویذ ہوتا ہے کسی حلیم شخص کی صحبت میں رکھنے کی ضرورت ہے۔ اس تدبیر سے تو امید بھی ہے کہ کمی واقع ہو جائے۔ اگر اس کا کوئی تعویذ ہوتا تو پہلے لکھ کر اپنے باندھتا، اب پیرانہ سالی کے اقتضا کی وجہ سے تو کچھ غصہ کم ہوا ہے۔ مگر اب بھی ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۶، ص ۱۹۳، سطر ۱)

غُصّہ کی آمد

مجھ کو غصے کی آمد بڑے جوش سے ہوتی ہے۔

(اشرف المعمولات ص ۲۶، سطر ۱۵)

نوٹ :۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کہ غصہ ایمان کو خراب کرتا ہے۔ جس طرح ایلوا شہد کو خراب کرتا ہے۔ (بیہقی) نیز فرمایا کہ غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے۔ الخ (ابوداؤد)

ہمارے بزرگوں نے ہم کو بگاڑ دیا

سچ تو یہ ہے کہ ہمارے بزرگ ہم کو بگاڑ گئے۔ کوئی اور پسند ہی نہیں آتا۔

(افاضات الیومیہ ج ۶ ص ۴۱۹، سطر ۱۴)

نوٹ :۔ بزرگوں کا ذکر خیر یونہی کیا کرتے ہیں۔

تکبر لذیذ

ایک مولوی صاحب یہاں پر آئے تھے، وہ ایک رئیس صاحب کا نام لے کر روایت کرتے ہیں کہ آپ

کے متعلق ان کی یہ رائے ہے کہ متکبر ہیں، میں نے کہا کہ میں تو اس سے بھی برا ہوں، مگر یہ سن کر مجھ کو از حد درجہ خوشی ہوئی۔ کہنے لگے۔ اس میں خوشی کی کون سی بات ہے۔ میں نے کہا تملّق کی بدنامی سے تکبر کی بدنامی لذیذ ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۶ ص ۴۴۲، سطر آخر)

نوٹ:۔ اشرف علی صاحب کے ہاں آنے والے یہی اثر لے کر جاتے تھے کہ ؎

تکبر عزازیل را خوار کرد

بزندانِ لعنت گرفتار کرد

بدخلقی

(۱) ایک صاحب کا خط آیا ہے۔ یہ وہی صاحب ہیں جنہوں نے وطن جا کر لکھا تھا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے ہی اخلاق تھے۔ (افاضات الیومیہ ج ۶، سطر ۱۲)

(۲)، (۳) اس پر مجھ کو بدخلق و سخت کہا جاتا ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۲، ص ۵۹، سطر آخر و حصہ ۴ ص ۲۵، سطر ۲۰)

(۴) مجھے ان باتوں سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ پھر لوگ مجھی کو بداخلاق کہتے ہیں۔

(اشرف المعمولات ص ۵۰، سطر ۵)

ہر وقت لڑائی کا ہی معمول

میرے معمولات ہی کیا، جلوت کا حال تو سب کو معلوم ہے کہ لوگوں سے لڑتا بھڑتا رہتا ہوں اور خلوت میں رہتا ہی نہیں۔ بس یہ میرے معمولات ہیں۔

(افاضات الیومیہ ج ۱، ص ۲۶۱، سطر ۶)

اہل کمال حوصلہ مند ہوتے ہیں

باوجود اس کے کہ سرسید ایک دنیا دار شخص تھے۔ مگر استغنا اور حوصلہ تھا لیکن آج کل اہل کمال تقریباً مفقود نظر آتے ہیں۔

(افاضات الیومیہ ج ۱، ص ۱۱۰، سطر ۶)

بیوقوف ہُدہُد

دیوبندی اُمت کے حکیم تھانوی صاحب خود اپنی ذات کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

ہمارے محاورے میں ہُدہُد بیوقوف کو کہتے ہیں۔ اور میں (اشرف علی) بھی بیوقوف ہی سا ہوں۔ مثل ہُدہُد کے۔ (ارشادات تھانوی صاحب مندرجہ افاضات الیومیہ ج ۱، ص ۴۰۲، سطر ۱۸)

نہ فقیہ نہ مفسر

(۱) میں فقیہ نہیں، محدث نہیں، مجتہد نہیں، مفسر نہیں۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۱، ص ۱۱۲، سطر ۱۹)

(۲) ضرورت ہے کہ جو شیخ محدث بھی ہو، فقیہ بھی ہو، صوفی بھی ہو، اس کی محبت اور اتباع اختیار کرنا چاہیے۔ ورنہ غلطی کا سخت اندیشہ ہے (افاضات الیومیہ ج ۴، ص ۴۲، سطر ۲۳) جیسا تھانوی صاحب کا حال ہوا)

مرید بداعتقاد ہوگیا

میرے معمولات فلاں شخص سے ایک شخص کا نام جو خوش اعتقادی کے بعد بداعتقاد ہوگیا تھا۔ پوچھ لیے جائیں۔

(افاضات الیومیہ ج ۱، ص ۲۵۹، سطر ۴)

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

بیوی کے لیے نماز توڑ دی

میں صبح کی سنتیں پڑھ رہا تھا کہ بڑے گھر سے آدمی دوڑا ہوا یہ خبر لایا کہ گھر میں سے کوٹھے کے اوپر سے گر گئی ہیں، میں نے یہ خبر سنتے ہی فوراً نماز توڑ دی۔

(اشرف المعمولات ص ۱۴، سطر ۱۲)

بے سند حکیم الامت

مجھ کو مدرسے سے سند نہیں ملی، مدرسہ نے دی نہیں، ہم نے مانگی نہیں، کیونکہ یہ اعتقاد تھا کہ ہم کو کچھ آتا نہیں، پھر سند کیا مانگتے؟

(افاضات الیومیہ تھانوی۔ ج ۱ ص ۱۸۶، سطر ۱۹)

تعلیم میں غیر حاضری

اور درسیات بھی میں نے اس طرح ختم کی ہیں، کہ ایک کتاب جماعت نے ختم کر لی اور میں زیادہ دیر غیر حاضر رہا۔

(اشرف المعمولات، ص ۱۱، سطر ۳)

نہ تم پیر نہ میں مرید

ایک مرید صاحب نے مجھے خط لکھا تھا، آج تک کسی نے ایسا نہیں لکھا، کہ نہ تم میرے پیر نہ میں تمہارا مرید۔ خواہ مخواہ دق کر رکھا ہے۔ (افاضات الیومیہ ج ۱، ص ۵۶، سطر ۱)

میں پیر پکڑتا

بنگال میں یہ معمول ہے لوگوں کا کہ دوڑے اور پیر پکڑ لیے۔ میں نے منع کیا۔ کہ پاؤں پکڑنا مناسب نہیں مصافحہ کرنا سنت ہے یہی کافی ہے مگر نہ مانے۔ میں نے یہ کیا کہ جو میرے پیر پکڑتا، میں اُس کے پیر پکڑتا۔

(افاضات الیومیہ ج ۱، ص ۲۸۴، سطر ۱)

نوٹ:۔ اگر پاؤں پکڑنا مناسب نہیں تھا۔ تو تھانوی صاحب کے لیے ان کے پاؤں پکڑنا کیسے جائز ہوگئے۔ اور جو فعل شرک ہو وہ تھانوی صاحب کے لیے کیسے جائز ہوگیا؟

بیوقوف بادشاہ

بادشاہ کے بیوقوف اور وزیر کے عاقل ہونے پر مولانا فخر الحسن گنگوہی کا لطیفہ یاد آیا۔ ایک مرتبہ کہا کہ اگر مجھ کو سلطنت مل جائے تو حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کو وزیر بناؤں، اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کی نسبت کہا کہ ان کو جرنیل بناؤں، غرضیکہ سب کے عہدے تجویز کرنے کے بعد کہا۔ کہ میں بادشاہ بنوں۔ ایک صاحب نے کہا کہ یہ کیا کہ حضرت مولانا کو تو وزیر اور خود بادشاہ تجویز کیا۔ کہا کہ میاں بادشاہ تو بیوقوف ہوتا ہے اور وزیر عاقل۔ اس لیے بادشاہ ہونا میں اپنے لیے پسند کرتا ہوں اور مولانا کو وزیر تجویز کیا ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۲، ص ۴۲ و سطر ۱)

نااہل کو بادشاہی نہیں ملتی

پھر نواب حیدر آباد دکن نے اشرف علی کی بداعتقادی کے متعلق اشرف علی کے خفیہ ایجنٹ، حافظ احمد صاحب سے بھی تحقیق کی، چھوڑا تھوڑا ہی اچھی طرح تحقیق کی، آخر بادشاہی کر رہے ہیں، اگر اہل نہ ہوتے تو اللہ تعالے سلطنت کیوں دیتے؟۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۷، ص ۳۳۳، سطر ۱۳)

نوٹ:۔ تب ہی تو دیوبندیوں کے پیشوا فخرالحسن دیوبندی سلطنت قائم کرنے کی ہوس پوری نہ کرسکے۔ اگر بے وقوف نہ ہوتے تو ہندوستان میں شاید "دیوبندی سلطنت بنا لیتے" اور پھر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے والوں کو اور دیوبندی کفریات نہ ماننے والوں اور عرس کرنے والوں کو گولی سے اڑا دیتے۔

دیوبندی تمام احمق

چھینٹ چھینٹ کر تمام احمق میرے ہی حصے میں آگئے۔

(فرمان اشرف علی مندرجہ افاضات الیومیہ ج ۱، ص ۲۳۲، سطر ۱)

رشید گنگوہی کا قول کہ میں ذلیل ہوں

حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا اس وقت آپ کی کیا حالت تھی۔ فرمایا کہ خدا کی قسم قلب پر اس وقت اس کا استحضار تھا کہ میں تو اس سے بھی زیادہ ذلیل و حقیر ہوں۔

(افاضات الیومیہ ج ۳ ص ۷۰، سطر ۱)

تھانوی کا اقرار کہ میں جاہل ہوں

ہم کو کچھ آتا نہیں۔

(افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۱۸۶، سطر ۱۹)

تھانوی کا اقرار کہ میں بیوقوف ہی ہوں

میں بھی بیوقوف ہی سا ہوں مثل ہُدہُد کے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۱ ص ۴۲، سطر ۱۸)

نوٹ:۔ دیوبندی کہتے ہیں کہ چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے انما انا بشر مثلکم لہذا ہمیں چاہیے کہ ہم بھی حضور کو بشر بشر کہا کریں۔ اس مسئلہ کے الزامی جواب کے لیے رشید احمد گنگوہی کے اپنے کو ذلیل اور تھانوی کے اپنے کو بیوقوف ہی سا اور بے علم کہنے کے حوالہ جات کے ساتھ بندہ کو اس موقعہ پر بطور لطیفہ دو آپ بیتی حکایتیں یاد آگئی ہیں۔ ناظرین کی ظرافت طبع کے لیے ہدیہ نظر کی جاتی ہیں۔

حکایت نمبر (۱)

تحریک ختم نبوت مارچ ۱۹۵۳ء میں اتفاقاً حنفیوں اور دیوبندیوں کو ایک ہی جگہ رہنے کا اتفاق ہوا۔ تو بہاولپور سنٹرل جیل میں جہاں ہم لوگ رہتے تھے۔ وہیں دیوبندی بھی تھے۔ ایک روز احمد علی لاہوری دیوبندی کا ایک مرید چند آدمیوں کو جمع کیے ہوئے احمد علی کے رسالہ خطبات کا کوئی حصہ سنا رہا تھا اور اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا کہ دیکھو یہ بدعتی بریلوی مولوی بھی عجیب ہیں کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی مت کہو۔ اس میں حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی ہے۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں کہ میں تمہارا بھائی ہوں اور جب حضور خود بھائی ہونے کا ارشاد فرماتے ہیں۔ تو ہمیں یہ لفظ کہنا کیوں گناہ ہے؟

یہ ناچیز اس دیوبندی کی سب باتیں سن رہا تھا۔ لہٰذا آہستہ سے اس کے قریب جا بیٹھا۔ اس دیوبندی کو علم تھا کہ ہمارے خادم آپہنچے۔ میں نے کہا کہ صاحب یہ بتائیے کہ آپ دیوبندی ہیں کہنے لگا ضرور۔ میں نے کہا کہ آپ کے مذہب کا سب سے بڑا امام اشرف علی تو ایک بے علم آدمی تھا۔ وہ خود افاضات الیومیہ ج ۴، ص ۳۳ میں لکھتا ہے کہ مجھے کچھ نہیں آتا۔ اور رشید احمد گنگوہی ایک ذلیل آدمی تھا، تو تم ان کے معتقد ہو کر علمائے اہلسنت کو بدعتی کہنے کی کیا جرأت رکھتے ہو۔ دیوبندی صاحب میری یہ بات سن کر سٹپٹا سے گئے اور کہنے لگے کہ آپ ہمارے بزرگوں کی بے ادبی کر رہے ہیں۔ میں نے کہا جناب دیکھیے آپ کی کتاب افاضات الیومیہ ج ۴، ص ۰، پر آپ کے پیشوا گنگوہی صاحب خود فرماتے ہیں کہ میں ذلیل ہوں۔ تو جب گنگوہی صاحب خود ذلیل ہونے کا ارشاد فرماتے ہیں تو ہمیں ان کو یہ لفظ کہنا کیوں بے ادبی ہوا۔ نیز دیکھیے اسی کتاب افاضات الیومیہ ج ۱، ص ۲۴، سطر ۱۸ میں آپ کے پیشوا تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ "میں بیوقوف ہی سا ہوں" تو جب تھانوی خود بے علم و بے وقوف ہونے کے اقراری ہیں تو ہمیں یہ لفظ ان کو بولنا کیوں منع ہوا اور کیوں بے ادبی ہوئی۔ دیوبندی صاحب بغلیں جھانکنے لگے اور جب کوئی جواب نہ بن پڑا تو کہنے لگے کہ صاحب وہ حضرات تو خود مختار ہیں، جو دل چاہے تواضعاً فرماویں۔ مگر ہم کون ہیں کہ ان کو بے وقوف اور ذلیل کہیں، اگر ہم کہیں گے تو واقعی بے ادبی ہوگی۔ میں نے کہا۔ سبحان اللہ! آپ کے پیشوا تو خود لکھیں اور آپ ان کو ان الفاظ سے یاد کرنا بے ادبی سمجھیں۔ اور پھر ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایسے توہین آمیز الفاظ کا بولنا بے ادبی نہ ہو۔ پھر وہ نہیں بولے۔

حکایت نمبر ۲ دوسرا واقعہ اسی ختم نبوت کے زمانہ میں پیش آیا۔ جب کہ ہم لوگ بہاول نگر کی ڈسٹرکٹ جیل میں محبوس تھے اتفاقاً وہاں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا ایک خاص مرید دیوبندی مولوی بھی تھا۔ اور اس کے پاس اشرف علی کی مایہ ناز کتاب افاضات الیومیہ بھی موجود تھی۔ ایک دن حضرت مولانا فتح محمد صاحب بہاول نگری بطور دلچسپی اسی کتاب کے ج ۱ ص ۱، سے تحریک کشمیر کے متعلق مضمون پڑھ رہے تھے۔ کہ مولوی اشرف علی نے ایسی تحریکوں، تحریک کشمیر، تحریک خلافت کو ناجائز کہا ہے اور ان رضاکاروں کو جو جیلوں میں جاتے ہیں، حرام کار لکھا ہے۔ لکھتا ہے:

تحریک کشمیر (۱) کشمیر پر جو جتھے جا رہے ہیں ان کے متعلق ایک صاحب مجھ سے فرمانے لگے کہ ان جتھوں کے جانے کا جائز یا ناجائز ہونا الگ بات ہے۔ مگر نافع بہت ہے۔ میں نے کہا جی ہاں خمر (شراب) بھی نافع ہے۔ میسر (جوا) بھی نافع ہے۔ الخ۔ (افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۱۱ سطر ۱۸)

(۲) جتھوں کا جیل جانا، پٹنا، بھوک ہڑتال وغیرہ کرنا، خودکشی کے مرادف ہے اور اگر خودکشی سے کسی کو فائدہ پہنچے تب بھی تو باوجود موجب فوائد ہونے کے جائز نہیں۔ (افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۵، سطر ۸)

(۳) اگر تحریک رضاکارانہ کو جائز سمجھ لیا جاوے، پھر بدعت کوئی چیز ہی نہیں رہتی۔ اس لیے کہ بدعتیں جس قدر ہیں سب کو دین ہی سمجھ کر کرتے ہیں۔ (افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۸۰، سطر ۱۸)

تحریک خلافت

(۱) زمانہ خلافت میں ان لوگوں نے احکام اسلامی کی ذرہ برابر پرواہ نہیں کی۔ جو اپنی سمجھ میں آیا کیا۔۔۔۔۔۔ ہزاروں مسلمانوں کو بلاوجہ کٹوایا۔ یہ نفسانی اغراض بھی بڑی بلا ہیں۔۔۔۔۔۔ عدم قدرت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ وہ فعل جائز نہ ہو۔ پھر احکام کو پامال کر کے کامیابی ہوگئی تو وہ مسلمانوں اور اسلام کی کامیابی تھوڑا ہی ہوگی

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۱۲، سطر ۷)

(۲) تحریک خلافت کے زمانہ میں لوگ چاہتے تھے کہ جس طرح ہم بے قاعدہ اور بے اصول چل رہے ہیں۔ نہ شریعت کی حدود کا تحفظ نہ احکام کی پرواہ، اسی طرح یہ بھی شرکت کرے۔ میں نے کہا اگر تمہاری موافقت کی جائے تو ایمان جائے۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۶۵، سطر ۱۸ وغیرہ)

مولوی اشرف علی صاحب کی ان عبارتوں پر دیوبندی مولوی بحث کرتے رہے۔ کوئی کہتا کہ اس فتوے سے تو ہمارا تحریک ختم نبوت میں شامل ہو کر جیلوں میں آنا بھی حرام ہوا۔ کوئی کہتا کہ نہیں صاحب! یہ اجتہادی مسئلہ ہے۔ بہر حال ظہر کی نماز کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب و حاضر و ناظر ہونے کا مسئلہ بایں وجہ چھڑ گیا کہ اس روز جس مولوی نے نماز پڑھائی وہ دیوبندی تھا۔ بعد میں معلوم ہونے پر میں نے جماعت کے ہو جانے کے بعد ان سب دیوبندیوں کے روبرو اپنی نماز دہرائی تو ایک شخص نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ نے نماز کیوں دہرائی ہے۔ میں نے کہا کہ چونکہ یہ مولوی صاحبان پیارے نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے اپنے اکابرین کے کفریات کے حامی ہیں اور نماز میں بھی منافقت کرتے ہیں اس لیے ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ اس نے پوچھا کہ وہ منافقت کیا ہے؟ میں نے اسی وقت اس نماز پڑھانے والے دیوبندی سے پوچھا کہ کیوں صاحب آپ نماز میں السلام علیک ایہا النبی پڑھتے ہیں تو حضور علیہ السلام کو دل میں حاضر کر کے یہ سلام دل سے پڑھتے ہیں یا نہیں؟ وہ فوراً بول اٹھا کہ نہ صاحب ہم تو ہرگز دل سے نہیں پڑھتے۔ یہاں آکر دل کو کسی اور طرف متوجہ کر کے حکایت کرتے ہوئے گذر جاتے ہیں۔ میں نے کہا دیکھا آپ نے ان کی نماز اور خلوص کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر دشمنی ہے کہ ان کو سلام کہنا تک گوارہ نہیں کرتے۔ تو ایک دیوبندی مولوی بولا کہ ہم تو گاہ بگاہ السلام علیک ایہا النبی کی بجائے السلام علی النبی بھی پڑھ لیا کرتے ہیں تاکہ آپ سلام بالخطاب دینے کا شبہ ہی پیش نہ آئے۔ میں نے کہا لیجئے صاحب اور سُن لیجئے۔ ان کا سلام ہی اور ہے تو وہ صاحب معاملہ سمجھ گئے۔ کہ یہ دیوبندی تو پکے مکار ہیں۔ جو کہ نماز میں بھی فریب کاری سے باز نہیں آتے۔ اور چونکہ اسی ایک بارک میں سنی علماء حضرت قبلہ استاذی مولانا فتح محمد صاحب بہاولنگری و مولانا درگاہی صاحب وغیرہ بھی موجود تھے اس لیے اسی التحیات کی بحث کے دوران میں مسئلہ حاضر و ناظر و علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بحث چھڑ گئی۔ ایک مولوی دیوبندی بہاولنگری نے کہا کہ مسئلہ حاضر و ناظر (علم غیب) کا کوئی ثبوت ہی نہیں۔ میں نے

کہا آپ کا یہ زعم سراسر باطل اور غلط ہے۔ اسلامی دنیا کے تمام علمائے کرام و اکابرین ملت کا یہی مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے وہ علم نبوت عطا فرمایا ہے کہ آپ علمی حیثیت سے ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ دور نہ جائیے ہندوستان کے ہی علماء کو لے لیجیے۔

مولانا عبدالحی لکھنوی اسی التحیات کے سلام کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

حاضر و ناظر کے متعلق مولوی عبدالحی لکھنوی کا فیصلہ ۔ ۔ ۔

وقال والدی العلام واستاذی المقام ادخله اللہ فی دار السلام فی رسالته نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمٰن السر فی خطاب التشہد ان الحقیقۃ المحمدیۃ کانہا ساریۃ فی کل موجود وحاضرۃ فی باطن کل عبد وانکشاف ہذہ الحالۃ علی الوجہ الاتم فی حالت الصلوٰۃ فحصل محل الخطاب وقال بعض اہل المعرفۃ ان العبد لما تشرف بثناء اللہ فکانہ اذن فی الدخول فی حریم الالٰہی ونور بصیر تہ ووجد الحبیب حاضرا فی حرم الحبیب فاقبل وقال السلام علیک ایہا النبی

(السعایہ شرح الوقایہ ج ۲ ص ۲۲۸، سطر ۳)

مصنفہ مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی مطبوعہ مطبع مجتبائی کانپور)

میرے والد و استاذ نے (خدا ان کو جنت نصیب کرے) اپنے رسالہ نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمٰن میں فرمایا کہ التحیات میں السلام علیک ایہا النبی بصیغۂ حاضر سلام و خطاب کا راز یہ ہے کہ حقیقت محمدیہ ہر وجود میں ساری ہے۔ اور ہر بندے کے باطن میں موجود حاضر و ناظر ہے اور یہ حضوری حالت نماز میں پورے طور کھل جاتی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھ کر سلام خطاب کرنا حاصل ہو گیا اور بعض اولیائے کرام فرماتے ہیں کہ بندہ جب اللہ کی ثنا سے مشرف ہو جاتا ہے تو اسے حرم الٰہی میں داخلے کی اجازت مل جاتی ہے اور اس کی بصیرت منور ہو جاتی ہے۔ تو وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر پاتا ہے حرم الٰہی میں اور متوجہ ہو کر عرض کرتا ہے۔ السلام علیک، اے میرے پیارے آقا نبی آپ پر سلام ہو۔ صلی اللہ علیک وعلی آلک یا رسول اللہ۔

اور یہ مولوی عبدالحی صاحب آپ کے وہ مایہ ناز عالم ہیں کہ جن کے متعلق آپ کا پیشوا اشرف علی تھانوی لکھتا ہے:

مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی نہایت ہی حسن صورت، حسن سیرت، حسن اخلاق کے جامع تھے معلوم ہوتا تھا کہ نواب زادے ہیں۔ ان کے خواص سے معلوم ہوتا تھا کہ شب کی عبادت میں روتے تھے۔ دن کو امیر رات کو فقیر، کثرت کام کی وجہ سے دماغ ماؤف ہو کر مرگی کا مرض ہو گیا تھا۔ تھوڑی سی عمر میں بڑا کام کیا۔ یہ سب تائید غیبی ہوتی ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۵ ص ۱۶۲، سطر ۱)

حضرت شیخ عبدالحق نے اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۴۰۱ اور صدیق حسن خان امام غیر مقلدین نے مسک الختام ج ۱ ص ۲۴۴ پر اسی سلام کے مقام میں حضور کو حاضر و ناظر تسلیم کیا ہے۔ استاذ الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی حضور کے علم غیب کلی و حاضر و ناظر کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

علم غیب و حاضر ناظر کے متعلق شاہ عبدالعزیز کا فیصلہ

زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است، کدام است، پس اُو می شناسد گناہاں شمار او درجات ایمان شمارا، و اعمال نیک و بد شمارا، و اخلاص و نفاق شمارا، الخ۔

(تفسیر عزیزی پارہ سیقول، مصنف حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، مطبوعہ مجتبائی ص ۵۱۸، سطر ۸)

اور شاہ عبدالعزیز صاحب وہ ہستی ہیں جن کے متعلق آپ کا امام اشرف علی بھی لکھتا ہے:

(۱) رعایت مصالح کی وجہ سے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کا فیض عام تھا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۴۰۰، سطر ۵)

(۲) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرتبہ بخار چڑھا ہوا تھا۔ نماز کا وقت آگیا۔ آپ نے لکڑی پر نظر کی وہ بخار اس پر منتقل ہوگیا۔ وہ کھڑی کانپ رہی تھی۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۱۲ ص ۷۷، سطر ۱۳)

اور عارف باللہ حضرت قبلہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

حاضر و ناظر و علم غیب کے متعلق حاجی امداد اللہ صاحب کا فیصلہ

(۱) الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ بصیغہ خطاب (حاضر) میں بعض لوگ (دیوبندی وہابی) کلام کرتے ہیں۔ یہ اتصال معنوی پر مبنی ہے لہ الخلق والامر عالم امر مقید بجہت و طرف و قرب و بعد وغیرہ نہیں ہے۔ پس اس کے جواز میں شک نہیں۔ (شمائم امدادیہ ملفوظات حاجی امداد اللہ صاحب مطبوعہ لکھنؤ ص ۹۶، سطر ۱۶)

(۲) لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء اور اولیاء کو نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں، دریافت و ادراک غیبیات کا ان کو ہوتا ہے۔ اصل میں یہ علم حق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ اور حضرت عائشہ کے معاملات سے خبر نہ تھی اس کو دلیل اپنے دعوے کی سمجھتے ہیں، یہ غلط ہے کیونکہ علم کے واسطے توجہ ضروری ہے۔

(شمائم امدادیہ ص ۱۱۵، سطر ۸)

اور حاجی امداد اللہ صاحب وہ بزرگ ہیں جو سب دیوبندیوں کے مرجع و ماویٰ ہیں اور آپ کا امام اشرف علی لکھتا ہے :۔

وہ شخص (حاجی امداد اللہ) زمانہ کا مجدد تھا، امام تھا، مجتہد تھا، معاصرین میں حضرت کے کمالات کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ (افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۲۲۹، سطر ۲۳)

اور ملک ہندوستان و پاکستان میں سلسلہ نقشبندیہ کے سب سے بڑے پیشوا و اصل باللہ شیخ المشائخ سیدی حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ شرقپوری متعنا اللہ بفیوضاتہ ارشاد فرماتے ہیں :۔

حاضر ناظر کے متعلق پیشوائے نقشبندیہ حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ

ایک مرتبہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی نے حضرت قبلہ سے دریافت فرمایا۔ ایک رسالہ لکھا ہے کہ یا رسول اللہ پڑھنا جائز ہے۔ تو قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر و ناظر ہیں۔ (ملخصاً) دیکھو کتاب اولیائے نقشبند، شیر ربانی، مطبوعہ لاہور ص ۳۰، ۲ مصنفہ محمد امین شرقپوری مرید خاص قبلہ و کعبہ حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ صاحب حضرت کرمانوالہ۔ (متعنا اللہ بفیوضاتہ العالیہ)

معلوم ہوا کہ جمیع علماء و مشائخ کا یہی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ناظر ہیں۔ بندہ نے جب یہ حوالہ جات پیش کیے تو دیوبندی مولوی مبہوت ہو کر رہ گئے اور لاجواب ہو کر ایک دیوبندی کہنے لگا کہ ہاں معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ لہٰذا اس پر ایمان لانا کوئی فرض تو نہیں، میں نے کہا آپ کا یہ کہنا بھی غلط ہے مسئلہ حاضر ناظر تمام امت محمدیہ کا اجماعی و اتفاقی عقیدہ ہے۔ دیکھو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں :۔

حاضر ناظر کے متعلق استاذ الہند حضرت شاہ عبدالحق محدّث دہلوی کا فیصلہ

وبا چندیں اختلافات وکثرت مذاہب کہ در علمائے امت است یک کس را دریں مسئلہ خلافی نیست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی است و بر اعمال امت حاضر و ناظر و طالبان حقیقت و متوجہان آنحضرت را مفیض و مربی است۔

(المکاتیب والرسائل بر حاشیہ اخبار الاخیار ہر دو تصنیف حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ مطبوعہ مجتبائی ص ۱۵۵ سطر ۱)

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی وہ مقدس اور عالم ہستی ہیں کہ جن کے بارے آپ کا امام مولوی اشرف علی صاحب بھی لکھتا ہے :۔

(۱) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بہت بڑے شیخ ہیں۔ ظاہر کے بھی اور باطن کے بھی۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۶۲۶، سطر ۲۰)

(۲) بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں۔ کہ خواب میں یا حالت غیبت میں روزمرہ ان کو دربار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی۔ ایسے حضرات صاحب حضوری کہلاتے ہیں۔ انہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں۔ کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے اور صاحب حضوری تھے۔

(افاضات الیومیہ ج ۷، ص ۱۰، سطر ۱)

شیخ صاحب کے ارشاد سے صاف واضح ہو گیا کہ عقیدہ حاضر ناظر تمام امت محمدیہ کا متفقہ اور اجماعی مسئلہ ہے اور اس پر ایمان لانا دین کی ضروریات سے ہے اور جس طرح عقیدہ ختم نبوت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا منکر جماعت اہل اسلام سے خارج ہے۔ اسی طرح عقیدہ حاضر ناظر کا منکر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مطلق خداداد علم غیب کا منکر بھی اسلام سے خارج ہے اور جس طرح نام نہاد مسلمان مرزائیوں کے عقیدہ ختم النبوت میں اختلاف کرنے سے عقیدہ ختم نبوت مختلف فیہ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح بعض نام نہاد مسلمان دیوبندیوں نجدیوں کے اس عقیدہ میں اختلاف سے اسے ہرگز مختلف فیہ نہیں کہا جا سکتا ہے۔

اور پھر لطف یہ ہے کہ دیوبندی ذریت صرف اپنے قلبی عناد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی کی وجہ سے ہی آپ کے حاضر ناظر ہونے کے منکر ہیں۔ ورنہ خود دیوبندی اپنے مولویوں کو ہر جگہ حاضر ناظر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ذریت دیوبندیہ کا نانا رشید احمد گنگوہی اپنے مریدین کو ہدایت کرتا ہوا اپنے اور اپنے سب دیوبندی پیشواؤں کو ہر جگہ حاضر ناظر ہونے کا فیصلہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

وہم مرید بیقین داند کہ روح شیخ مقید بیک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شخص شیخ دور است، اما از روحانیت او دور نیست چوں ایں امر محکم داند، ہر وقت شیخ را بیاد دارد و ربط قلب پیدا آید و ہر دم مستفید بود و چوں ہر دم در حل واقعہ محتاج شیخ بود، شیخ را بہ قلب حاضر آوردہ بلسان حال سوال کند الخ۔

مرید کو یقین کر لینا چاہیے کہ شیخ کی روح ایک ہی جگہ بند نہیں ہوتی تو مرید جس جگہ بھی ہو، گرچہ شیخ کے جسم سے دور ہے، مگر اس کی روح سے ہرگز دور نہیں ہے۔ پس ہر واقعہ کے حل میں شیخ سے امداد مانگے۔ کیونکہ وہ ہر معاملہ میں شیخ کا محتاج ہے۔

(امداد السلوک)

ناظرین انصاف تو فرماویں کہ مسلمان اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر سمجھیں تو مشرک اور دیوبندی اگر اپنے

پیروں کو ہر جگہ حاضر و ناظر مانیں اور ان سے غائبانہ مافوق الاسباب امداد دیں بھی طلب کریں تو سب جائز۔ یہ سب ان کفر بازوں کی دیانت ! معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب دیوبندیوں کی دکانداری ہے ورنہ رشید احمد گنگوہی تو حاضر و ناظر ہو اور اس کے بارے یہ اعتقاد بھی شرک نہ ہو۔ اور مسلمانوں کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر ماننا شرک ہو جائے ایسا شرک اسی کا نام ہے۔

بندہ کے یہ معروضات عرض کرنے کے بعد دیوبندی مولوی ایک دوسرے کا منہ تاکتے تھے اور بس۔ ایک دیوبندی بولا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل انما انا بشر مثلکم جس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے جیسے بشر ہی تھے نور نہ تھے۔ میں نے کہا کہ اول تو آپ اس آیت کو معرض استدلال میں پیش ہی نہیں کر سکتے کیونکہ یہ آیت متشابہات سے ہے۔ امام علمائے ہندوستان حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :-

از بعضے آیات مبہمات و موہمات قرآنی کی در بادی النظر زیغ و نادانی شعر بنقص و انحطاط درجہ آں حبیب ربانی اند۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درحقیقت از قبیلے متشابہات اند۔ ۔ ۔ ۔ مثل قل انما انا بشر مثلکم اغضب کما یغضب العبد وما اوری مایفعل بی ولا بکم و مانند آں بوجود آید، ما را نباید کہ در آں داخل کنیم و اشتراک جوئیم۔ الخ

(مدارج النبوت، مصنف شیخ عبد الحق محدث دہلوی مطبوعہ نول کشور۔ ج ۱، ص ۲۴۸)

ہمارے نزدیک تو بفرمان امام العلماء حضرت شیخ صاحب یہ آیت ہی متشابہات سے ہے وما یعلم تاویلہ الا اللہ، لیکن اگر تمہارے مذہب کی رو سے بھی بحث کی جاوے تو پھر انما انا بشر مثلکم میں قصر کا پایا جانا بھی دو حالت سے خالی نہیں، یا تو یہ قصر حقیقی ہوگا، یا قصر اضافی۔ قسم اول تو یہاں ہو نہیں سکتا۔ نہ ہی قصر الصفۃ علی الموصوف اور نہ ہی قصر الموصوف علی الصفۃ کیونکہ اگر قصر حقیقی قصر الصفۃ علی الموصوف مراد لیکر یوں کہو گے کہ نہیں ہے کوئی بشر مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ حکم بداہۃً غلط ہے کیونکہ بشر تو اور بھی موجود ہیں جو کہ صفت بشریت کے حامل ہیں اور اگر قصر حقیقی قصر الموصوف علی الصفت مراد لے کر یوں کہو گے کہ نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر بشر تو یہ حکم بھی لغو ہے۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو نبی بھی ہیں، رسول اللہ بھی ہیں، رحمۃ للعالمین بھی ہیں۔ یہ قصر بھی درست نہ رہا۔ بہر حال قصر حقیقی تو اپنی دونوں قسموں سے اس آیت شریفہ میں ہرگز جاری نہیں ہو سکتا۔ باقی رہا قصر اضافی۔ یعنی صرف کسی غیر کی نسبت سے قصر کرنا۔ یہ قصر اضافی بھی قصر الصفت علی الموصوف کے لحاظ سے یہاں نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حرف قصر کے قریب موصوف ہے صفت نہیں ہے تو اب اس آیت میں قصر اضافی کی صرف قسم قصر الموصوف علی الصفت اضافی جاری ہوگی۔ یعنی یوں کہو گے۔ کہ نہیں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف بہ نسبت الوہیت کے مگر بشر والے۔ یعنی جس طرح تم خدا نہیں ہو۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی خدا نہیں، بلکہ محبوب خدا ہیں۔ تو بقانون شما بھی یہ قصر صرف بہ نسبت الوہیت کے ہوگا۔ نہ کہ عام جیسا کہ تم بدبخت دیوبندیوں نے سمجھ کر حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا کہنے کا خطرناک اقدام کیا ہوا ہے۔ نیز اس آیت کو متشابہات میں شمار کرنے کی ایک یہ بھی واضح دلیل ہے کہ بقول جمہور مفسرین و

سیاق و سباق کلام الٰہی مثلکم کا خطاب کفار سے ہے تو کیا کوئی ناپاک انسان بھی حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی طرح کفار کی طرح کہنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

باقی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور ہونا تو اس کے متعلق دیوبندیہ کے حکیم الامت کا اضطراری فیصلہ بھی سن لیجئے چنانچہ اشرف علی لکھتا ہے:

قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین یہدی بہ اللہ الآیہ ایک تفسیر یہ ہے جو میں نے ذکر کی کہ نور سے مراد حضور ہوں۔ اور اس تفسیر کی ترجیح کی وجہ یہ ہے کہ اس سے اوپر بھی قد جاءکم رسولنا فرمایا ہے (الی قولہ) تو یہدی بہ اللہ کتاب کے زیادہ مناسب ہے اور نور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ مناسب ہے۔ (الی قولہ) دوسرے ہم قد جاءکم برہان من ربکم وانزلنا الیکم نورا مبینا میں انزلنا سے بھی رسول ہی مراد لے سکتے ہیں۔ الخ۔

(رسالہ النور، اشرف علی تھانوی مطبوعہ دہلی ص ۳۲،۳۱،۱ سطر ۵، ۶ وغیرہ)

اور یہی تھانوی اپنی کتاب نشر الطیب کے ص ۸ پر فصل اول نور محمدی کی باندھ کر یا جابر ان اللہ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ (مواہب اللدنیہ قسطلانی و زرقانی شرح مواہب ج اول ص ۴۶) کو صحیح مان چکا ہے اور رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے:

و از یں جا است کہ حق تعالیٰ در شان حبیب خود صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ البتہ آمدہ نزد شما از طرف حق تعالیٰ نور و کتاب مبین و مراد از نور ذات پاک حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم است الخ۔

(امداد السلوک مصنف رشید احمد گنگوہی ص ۸۵، سطر ۱۷)

حدیث اول ما خلق اللہ نوری جو کہ حدیث جابر ان اللہ تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ الحدیث (زرقانی ج ا ص ۴۶) کی ہی روایت بالمعنیٰ معلوم ہوتی ہے۔ مدارج النبوت جلد اول ص ۱۰۱ اور سب کے معتمد امام امام زرقانی کی مقبول عالم کتاب زرقانی شرح مواہب اللدنیہ ج اول ص ۴۷ پر موجود ہے اور یہ عظیم اور معتمد علیہ محدثین اس حدیث پر اعتماد فرما رہے ہیں اور غیر مقلدوں کے معتبر پیشوا مولوی ثناء اللہ کو تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور ماننا ہی پڑا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

ہمارے عقیدہ کی تشریح یہ ہے کہ رسول خدا علیہ السلام خدا کے پیدا کیے ہوئے نور ہیں (فتاویٰ ثنائیہ حصہ اول ص ۲۳۷) ہم کہتے ہیں کہ ہمارا بھی عقیدہ یہی ہے۔ باقی یہ کہ ہم اہل سنت حضور کو نور قدیم یا خدا کا جز مانتے ہیں یہ محض افتراء اور صریح بہتان ہے جس کا بدلہ قیامت میں دیوبندی اور وہابی پالیں گے۔ ہم تو یہی کہہ دیتے ہیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

اور گنگوہی صاحب فتاوٰی رشیدیہ ج ۲ ص ۱۳۴ پر حدیث اول ما خلق اللّٰہ نوری (زرقانی شرح مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۴۲) کو صحیح مان چکے۔ جب دیوبندیوں کے یہ دونوں پیشوا بھی حضور علیہ السلام کو نور مان رہے ہیں۔ اور دیوبندیوں کا مشہور پیشوا منشی شورش کاشمیری اپنے رسالہ چٹان میں اس شعر کو تسلیم کر کے لکھتا ہے :

کیف شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

(چٹان ۲۳ مارچ ۱۹۶۲ء ص ۴)

تو دیوبندیوں کو کچھ تو انصاف بھی کرنا چاہیے۔ اور اگر دیوبندیوں کا قرآن اور حدیث پر ایمان نہیں، تو انہیں کم از کم اپنے گروؤں کا فیصلہ تو مان لینا چاہیے کیا یہ نور ماننے والے دیوبندی بھی مشرک تھے ؟

اور دوسرا یہ کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرمان اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ہم امتیوں کو ہرگز لائق نہیں کہ ایسا عامیانہ لفظ آپ کے لیے ہر وقت بولنے کا سبق لگالیں تو ایک دیوبندی کہنے لگا کہ واہ صاحب ! جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں کہ میں بشر ہوں، تو ہمیں ان کو بشر کہنا کیوں گناہ و بے ادبی ہوا۔ میں نے کہا۔ کہ آپ اپنے پیر ملّاں اشرف علی کی بات بھی نہیں مانتے۔ وہ شیخ صاحب کو حضوری عالم کہتا ہے اور شیخ صاحب اس آیت کو متشابہات سے کہتے ہیں تو وہ دیوبندی غصے سے کہنے لگا۔ کہ آپ ہمارے حضرات کا نام بے ادبی سے کیوں لیتے ہیں۔ میں نے کہا بندہ نے کون سی بے ادبی کی ہے ؟ کہنے لگا کہ آپ مولانا اشرف علی کو ملّا اشرف علی کیوں کہتے ہیں ؟ میں نے کہا دیکھیے صاحب آپ کا مرشد و امام اشرف علی خود لکھتا ہے :

(۱) اب یہ صاحب اس جواب سے کہ خواب میں کیا رکھا ہے۔ یہ سمجھیں گے کہ یہ (اشرف علی) ملّا ہے۔ مگر سمجھیں اختیار ہے۔ ملّا ہی ہونا تو بڑی چیز ہے۔ (افاضات الیومیہ تھانوی ج ۶ ص ۲۰۴، سطر ۹)

(۲) مولوی کے معنی ہیں، مولا والا، اللہ والا۔ یہ لفظ مولانا کے لفظ سے افضل ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۶ ص ۲۴۴، سطر ۶)

(۳) میں بھی بے وقوف ہی سا ہوں۔ (افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۲۰۲ سطر ۱۸)

دیوبندی کہنے لگا کہ صاحب واقعی ملّا کا لفظ تو برا نہیں۔ مگر چونکہ یہ لفظ عامیانہ ہے۔ اور حضرت نے اسے اپنے لیے تواضعاً فرمایا ہے اور اب چونکہ یہ لفظ مولانا ہی معزز ہے اس لیے اب اگر ایسے عالم کو ملّا کہیں تو بے ادبی ہوگی۔ میں نے کہا کہ واہ صاحب ! کہ باوجود ملّا کا لفظ اچھا ہونے کے اور اشرف علی کے اپنے لیے لفظ بے وقوف و ملّا کے محبوب سمجھنے کے اگر ہم کہیں تو بے ادبی ہے اور ہمیں کہنا منع ہو۔ مگر آنحضرت رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے لفظ بشر جو آپ نے تواضعاً فرمایا ہے۔ ہمارے کہنے سے آپ کی بے ادبی نہ ہو۔ اس ترجیح پر دلیل

کیا ہے۔ دیکھو امام خازن و امام بغوی فرماتے ہیں؛

قال ابن عباس علمہ اللہ رسولہ التواضع

(تفسیر خازن علی حاشیہ تفسیر بغوی ج ۶ ص ۸۷)

دیوبندیوں کا اقرار کہ حضور کو بشر کہنا درست نہیں

اور پھر خود تمہارے دیوبندیوں کو بھی تسلیم کرنا پڑا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف لفظ بشر سے یاد کرنا یہ حضور کی توہین ہے۔ دیکھو مولوی محمد شفیع لکھتا ہے:

انبیاء علیہم السلام کو خصوصاً سرور انبیاء کو صرف لفظ بشر سے یاد نہ کیا جائے۔ بلکہ خیر البشر یا افضل البشر سے ذکر کرے، زیادہ بہتر یہی ہے کہ سنت اللہ کے مطابق حضور علیہ السلام کو القاب عالیہ سے یاد کرے۔ الخ۔

(کلمۃ الایمان، مصنفہ مولوی مفتی محمد شفیع سرگودھا، ص ۲۲، سطر ۱۸)

کیا اب بھی کوئی گستاخ دیوبندی حضور کو بشر کہہ کر اپنا وظیفہ پورا کر سکتا ہے۔ اس دیوبندی فیصلہ سے صاف معلوم ہو گیا۔ کہ حضور کو صرف بشر کہنا حضور کی بے ادبی ہے۔ بندہ کے ان معروضات کے بعد دیوبندیت پر موت چھا چکی تھی

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

ایک سوال حضور خود تو تواضع فرما سکتے تھے۔ مگر انما انا بشر اللہ تعالیٰ نے کیسے تواضعاً فرما دیا۔

(رسالہ نوری بشری)

الزامی جواب اگر یہی قانون ہے تو بتائیے کہ تمہارے مولوی محمد قاسم کے متعلق تمہارے گنگوہی صاحب نے یہ الفاظ کس نیت سے کہے ہیں۔ "دنیا میں اس سے زیادہ ذلیل و خوار کوئی ہستی نہیں ہے"۔

(ارواح ثلاثہ ص ۲۵۳، سطر ۳)

گنگوہی کے ان الفاظ کو نانوتوی کے حق میں تھانوی صاحب تواضع پر محمول کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"گنگوہی صاحب کے جواب کا منشا کا غلبۂ حال تواضع سے معذور ہونا ہے"۔ (ارواح ثلاثہ ص ۲۵۴، سطر ۴)

نانوتوی صاحب خود تو تواضع کر سکتے تھے۔ گنگوہی صاحب نے کیسے کہہ دیا۔ ما ھو جوابکم فھو جوابنا۔

دیوبندیوں کے پیشوائے اعظم تھانوی صاحب کا سفید جھوٹ

(ایک مولوی صاحب) کہنے لگے کہ آپ اخبار وغیرہ نہیں دیکھ سکتے۔ اس لیے واقعات سے بے خبری ہے۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ اخبارات سے واقعات کا اقتباس لکھ کے میرے پاس بھیج دیا کریں۔ مجھ کو معلومات حاصل ہو جائیں گی۔ خبردار ہو جاؤں گا کہنے لگے کہ لکھ کر بھیجنا احتیاط کے خلاف ہے۔ میں نے کہا میری احتیاط یا آپ کی احتیاط۔ کہنے لگے کہ آپ کی۔ میں نے کہا کہ میری

احتیاط کے کچھ خلاف نہیں ہے۔ اگر ایسا خط پکڑا گیا تو میں کہہ دوں گا۔ کہ میں نے کسی کو تھوڑا ہی کہا تھا۔ کہ میرے پاس بھیجا کرو میری دشمنی میں بھیج دیا۔

(افاضات الیومیہ ج ۵ ص ۲۴۴، سطر ۸)

جس کا ایک جھوٹ ثابت ہو جائے وہ پورا کذب ہے

جس کی ایک روایت بھی کبھی غلط پاتا ہوں ہیں اس کو عملاً کذابین کی فہرست میں شمار کر لیتا ہوں۔

(اشرف المعمولات ص ۱۸، سطر ۱)

نوٹ:- دیوبندی حضرات ذرا سوچ کر ہمیں بتا دیں کہ آپ کے تھانوی صاحب بھی کذابین کی فہرست میں شامل ہو گئے، یا ان کو سب کچھ معاف ہے۔

بدتمیزی

ساری دنیا سے بدتمیزی سیکھ کر آتے ہیں۔ اور مجھ پر مشق کی جاتی ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۵ ص ۳۴۳، سطر ۱۸)

شیخ سے سوء عقیدت کی اجازت

میں تو جھوٹے پیروں کے مریدوں کو بھی جو بیعت توڑ توڑ کر آتے ہیں، گستاخی سے منع کرتا ہوں۔ ہاں سوء عقیدت کو منع نہیں کرتا۔

(اشرف المعمولات ص ۲۴)

نوٹ:- معلوم ہوتا ہے کہ اشرف علی کے پاس بدتمیزوں کے علاوہ کوئی شریف آدمی جاتا ہی نہ تھا۔

پھوسی

ایک قصہ جھانسی کا ایک ثقہ دوست بیان کرتے تھے کہ ایک امام مسجد نے سجدہ سہو کیا۔ اور بظاہر کوئی سہو نہ تھا۔ لوگوں نے پوچھا کیا بات ہو گئی تھی کہتا ہے کہ ایک پھُسکی نکل گئی تھی۔ یعنی خفیف سی ہوا خارج ہو گئی تھی۔

(افاضات الیومیہ ج ۵، ص ۸۲، سطر ۳)

میں میرٹھ میں نوچندی دیکھنے گیا

میں ایک مرتبہ طالب علمی کے زمانہ میں میرٹھ میں نوچندی دیکھنے گیا۔ شیخ الٰہی بخش صاحب کے یہاں والد صاحب ملازم تھے۔ میاں الٰہی بخش صاحب کے برادر زادہ شیخ غلام محی الدین نے مجھ سے دریافت کیا۔ کہ مولوی صاحب نوچندی میں جانا کیسا ہے میں نے کہا کہ جو مقتدا بننے والا ہو، اس کو جانا جائز ہے۔ اس لیے کہ اگر وہ کسی کو منع کرے گا اور اس پر یہ سوال کیا جائے کہ اس میں کیا خرابی ہے۔ تو اپنی آنکھ سے دیکھی ہوئی خرابیوں کو بے دھڑک بیان تو کر سکے گا۔ یہ سن کر وہ بہت ہنسے۔ کہ بھائی مولوی لوگ اگر گناہ بھی کریں، تو اس کو دین بنا لیتے ہیں۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۵، ص ۴۴، سطر ۶)

نوٹ:- تھانوی جی نے گناہ کا کیسا خطرناک دروازہ کھول دیا۔ کہ زنا کرو۔ شراب پیو۔ جوا کھیلو، لواطت کرو۔ غرضیکہ دنیا بھر کی بدکرداریوں سے منہ کالا کر کے پھر کہہ دینا، کہ بھائی اگر ہم خود نہ کرتے تو لوگوں کو اس گناہ کی

حقیقت ایکسے بتا سکتے۔

مہمان نوازی کا نمونہ دیکھیے ایک بزرگ نے تو اپنا لحاف بچھونا سب مہمانوں کو دے دیا اور مولانا رشید احمد صاحب نے لحاف بچھونا دینا تو درکنار اس کے متعلق سوال کرنے پر بھی ناگواری کا اظہار فرمایا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۶، ص ۳۱۵، سطر ۱۰)

ناجائز بھی جائز عوام اس کو دیکھتے نہیں، کہ کسی خاص صورت میں کوئی ایسا فعل جو عام طور سے ناجائز سمجھا جاتا ہے، وہ جائز بھی ہو جاتا ہے۔ (افاضات الیومیہ تھانوی ج ۶، ص ۳۱۶، سطر ۱۴)

رُوح کی پرستش پر عدم گناہ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک مدت تک روح کے نور کو حق تعالیٰ کی تجلی سمجھ کر اس نور کی پرستش کرتا رہا۔ گو اس میں ان کو گناہ نہ ہوا ہو جس کی وجہ میں نے التشرف حصہ اول کتاب ذکر الموت میں تحت حدیث صہیب اچھی طرح بھی کر دی ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۶، ص ۴۴۴، سطر ۱)

دیوبندیوں کو گناہ کی ترغیب (۱) جس کی توحید کامل ہوتی ہے۔ اس کا گناہ وہ کام کرتا ہے کہ اوروں کی عبادت نہیں کر سکتی۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۳)

(۲) فاسق موحد ہزار درجے بہتر ہے متقی مشرک سے۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۳)

(۳) آدمی کتنا ہی گناہوں میں ڈوب جائے اور محض بے حیا ہی بن جائے اور پرایا مال کھا جانے میں کوئی قصور نہ کرے اور کچھ بھلائی برائی کا امتیاز نہ کرے تو بھی شرک کرنے سے اور اللہ کے سوا کسی اور کو ماننے سے بہتر ہے۔

(تقویۃ الایمان ص ۵۲)

نوٹ:- چونکہ دیوبندیوں کے نزدیک توحید کے ٹھیکیدار صرف وہی ہیں کیونکہ مسلمان تو توحید و رسالت دونوں کو مانتے ہیں۔ اس لیے ان کا گناہ زنا، بدکاری، چوری وغیرہ گویا دوسرے مسلمانوں کی حج نماز وغیرہ سے بھی زیادہ شان رکھتا ہے یعنی دوسرا مسلمان نماز پڑھ رہا ہو اور دیوبندی وہابی بے حیائی یا شراب میں مشغول ہو تو دیوبندی کا یہ فعل دوسرے مسلمان کے فعل سے زیادہ اچھا ہے۔ (کیوں نہ ہو) اور پھر متقی مشرک کا لفظی جوڑ بھی اسماعیل کی جہالت کو بے نقاب کر گیا۔ کیا مشرک بھی متقی کہلا سکتا ہے۔ دیوبندی حضرات جانیں کہ مکمل بے حیا اور پرایا مال کھانے والا مجسمہ گناہ کا شمار کس میں ہوا یا اخیار میں؟ تفصیل درکار ہے۔

آمادہ تر آگیا مزاحاً فرمایا آپ کو اعلان کر دینا تھا، کہ آمادہ تر آگیا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۲۷۹، سطر ۱۵)

ناقابلیت میں تواضع سے نہیں کہتا واقعہ ہے کہ علمی لیاقت تو کبھی حاصل ہی نہیں ہوئی۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۲۷۹، سطر ۱۵)

بدمزاج پیر

اب بتلائیے میری کیا خطا ہے۔ اس پر مجھے لوگ بدمزاج کہتے ہیں (دیوبندی ہی کہتے ہیں۔ پھر گھبراہٹ کاہے کی)۔
(اشرف المعمولات ص ۸۴، سطر آخر)

دیوبندیوں کے مریدین کے اعتقاد کا نمونہ

ایک شخص نے جو قاری مشہور تھے۔ یہ استفسار کیا تھا کہ حضرت مولانا رشید احمد (گنگوہی) صاحب کے پیچھے میری نماز ہو جاتی ہے یا نہیں وہ اپنے دل میں سمجھتے تھے۔ کہ سب سے زیادہ فاضل اور عامل میں ہوں۔ حالانکہ یہ صاحب (دیوبندی مذہب کے بزرگوں کے صحبت یافتہ اور خود حضرت مولانا (رشید احمد گنگوہی) کے مرید تھے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴، ص ۳۲۲، سطر ۶)

حنفیت

بعض علماء نے کہا کہ اس سے حنفیت جاتی رہے گی، میں نے کہا چاہے، اسلامیت جاتی رہے۔ مگر حنفیت نہ جائے۔
(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۳۴۷، سطر ۲۲)

نوٹ:- تھانوی کے نزدیک اگر حنفیت ہو تو اسلامیت کو سراسر خطرہ ہے۔ یہ ہیں حنفی۔

اپنا نام بھول گیا

ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے ایک مرتبہ خط لکھ کر اپنے دستخط کرنا چاہا۔ مگر اپنا نام بھول گیا۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۳۷۸، سطر ۱۰)

حکیم الامت کے سر پر گٹھڑی

ایک دیہاتی شخص ھدیۃ کچھ کپڑا لایا، جو ایک گٹھڑی کی صورت میں تھا۔ میں اس وقت ڈاک لکھ رہا تھا، اس نے ڈاک کے خطوط پر گٹھڑی رکھ دی۔ مجھ کو ناگوار ہوا۔ میں نے غصے سے کہا کہ میرے سر پر رکھ دے اس نے اس گٹھڑی کو اٹھا اور میرے سر پر رکھ اور اس کو تھام کر کھڑا ہو گیا تاکہ گر نہ جائے۔
(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴، ص ۴۰۳، سطر ۲۰)

حکیم الامت کے منہ پر تھپڑ

ایک مرتبہ ایک لڑکا چھوٹا سا جس کی عمر تقریباً پانچ یا چھ برس کی ہوگی اپنے باپ کے ساتھ میرے مکان کے دروازے پر کھڑا تھا۔ میں نے اس کی بغلوں میں ہاتھ دے کر دروازہ کی چوکی پر کھڑا کر دیا اور اس سے کہا کہ منہ پر تھپڑ مار۔ اس نے میرے ہی منہ پر چپت لگا دیا۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۴۱۴ سطر ۲) (تھپڑ خوردن را روئے باید)

دین فروش

اس پر اس نے لکھا کہ خدا کا خوف کرو۔ اس قدر دین فروش مت بنو۔ کتابیں چھاپ چھاپ کر اتنا روپیہ کمایا۔ اور پھر بھی قناعت نہیں۔ ایک کتاب لکھنے کی درخواست کی۔ اس پر بھی روپیہ مانگا جاتا ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۴۱۵ سطر ۴)

شیطان بھی صاحب نسبت ہے

حضرت مولانا محمد یعقوب نے یہ واقعہ سن کر فرمایا۔ کہ اگر مجھ کو یہ معاملہ پیش آتا تو میں یہ کہتا، کہ اگر تم شیطان ہو تو کیا ہوا۔ نسبت تو اب بھی قطع نہیں ہوئی۔ اس لیے کہ شیطان بھی تو اُن ہی کا ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۴۴۵ سطر ۵) وارواح ثلاثہ تھانوی ص ۳۴۳

نوٹ:۔ شاید دیوبندی شیطان کو اپنا صاحب نسبت بزرگ ثابت کرنے کے لیے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وسیع العلم مانتے ہیں۔ (دیکھو عبارت کتاب براہین قاطعہ مصدقہ گنگوہی ص ۵۱ سطر ۱۱)

سر پر عورت کا پاجامہ

مشہور ہے نا کہ کوئی بزرگ تھے اُن کی شادی ہوئی۔ پہلی شب تھی، کپڑے کیوں نہ اتارے جاتے۔ علی الصبح جو اُٹھ کر وہ باہر آنے لگے تو اندھیرے میں غلطی سے عمامہ سمجھ کر بیوی کا پاجامہ سر سے لپیٹ لیا۔ باہر نکلے تو بڑا مخول ہوا۔

(افاضات الیومیہ ج ۷، ص ۴۵۱، سطر ۱)

نوٹ:۔ گو اشرف علی نے ظاہر نہیں کیا کہ وہ بزرگ کون تھے۔ مگر یہ بزرگ دیوبندی ہی ہوں گے۔ کیونکہ دیوبندی مذہب میں ہر وہ مسلمان جو دیوبندی نہ ہو، بزرگ نہیں ہوتا۔ بلکہ دیوبندی اس کو بدعتی اور شیطان کہتے ہیں۔ خود اشرف علی لکھتا ہے:

"اہل بدعت اور جملہ غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں کی مثال ایسی ہے جیسے شیطان کی"۔

(مزید المجید ص ۳، سطر ۱)

نوٹ:۔ انہوں نے غلام احمد قادیانی کو بھی مات کر دیا۔ وہ بھی ایک روز پاجامہ عورت کا زیب سر کر بیٹھا تھا۔

عورتوں کو مرید کرنے کا شوق

معمول یہ ہے کہ میں عورت کو اور مریض کو تو سفر میں بھی مرید کر لیتا ہوں۔

(افاضات الیومیہ ج ۳، ص ۱۸۵، سطر ۲۲)

عصر کی نماز قضا

میرا واقعہ ہے کہ ایک کتاب پڑھنے میں مشغول ہو گیا جس سے عصر کی اذان نہ سنائی دی اور ابر و بادل تھا۔ روشنی کا اندازہ نہ ہوا۔ اور اس بنا پر عصر کی نماز کا بھی وقت نکل گیا۔ مغرب کے وقت اپنے گمان میں عصر سمجھ کر مسجد میں گئے۔

(افاضات الیومیہ ج ۵ ص ۳۸، سطر ۳)

گھر کا راستہ معلوم نہیں

خود تھانہ بھون ہی کا میرا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ رات کے وقت گھر کا راستہ بھول گیا۔

(افاضات الیومیہ ج ۵، ص ۳۸، سطر ۷)

دِل پھینک امیر شریعت دیوبند

(۱) حضرت علامہ انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور پانچ سو علمائے (دیوبندیہ) نے انجمن خدام الدین کے سالانہ جلسہ ۱۹۳۰ء میں آپ (مولوی عطاء اللہ شاہ)

سے بیعت کی۔ اسی جلسہ میں آپ کو امیر شریعت منتخب کیا گیا۔

(کتاب سید عطاء اللہ شاہ مصنفہ منشی شورش کشمیری لاہوری ص ۴۴ و ص ۱۹۷ سطر ۱۶)

(۲) آپ (مولوی عطاء اللہ شاہ) کی سب سے بڑی کمزوری حسن ہے جس کے معاملہ میں آپ دل پھینک واقع ہوئے ہیں۔ (سید عطاء اللہ شاہ مصنفہ شورش ص ۷۰ سطر ۱۱)

(۳) شاہ جی فضول بے معنی لغو پرچہ چکے تھے اب آپ انہیں لاکھ کہئے لاکھ کیجئے۔ قبلہ جلسہ گاہ میں ہزاروں لوگ امیر شریعت کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ لیکن امیر شریعت گرد و پیش کے حسن پر نقد و نظر فرما رہے ہیں اور اٹھنے کا نام نہیں لیتے۔ (منشی جی کا یہ نسخہ مجربہ ہے)۔ (کتاب سید عطاء اللہ شاہ ص ۱۵ سطر ۲ تا ۴)

بخاری صاحب کے متعلق ظفر علی خاں ایڈیٹر اخبار زمیندار لاہور کا یہ شعر مشہور ہے۔ ؎

اک طفل پری رو کی شریعت فگنی نے
کل رات نکالا امیرے تقوے کا دیوالہ

ہیں دین کا پتلا ہوں وہ دنیا کی ہے مورت
اس شوخ کے نخرے ہیں میرا گرم مصالہ

(چمنستان ظفر علی خاں ص ۹۶)

ڈبل بیعت

دیوبند میں ایک صاحب تھے ڈیوان جی اللہ دیا۔ انہوں نے حضرت مولانا محمد قاسم سے بیعت کی درخواست کی۔ مولانا نے فرمایا کہ گنگوہ جاکر مولانا (رشید احمد گنگوہی) سے بیعت ہو جاؤ۔ عرض کیا میں بیعت ہو آیا ہوں۔ اور جہاں جہاں آپ فرمائیں گے۔ وہاں جاکر بیعت ہو جاؤں گا۔ مگر دل سے بیعت ہوں گا آپ ہی سے۔ کیا ٹھکانہ ہے اس تعلق اور محبت کا، آخر حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نے بیعت فرما لیا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۵۵۱، سطر ۱)

میں لٹھ پیر ہوں

اس چودھویں صدی میں ایسے ہی پیر کی ضرورت تھی، جیسا کہ میں ہوں لٹھ

(افاضات الیومیہ تھانوی، ج ۴ ص ۵۵۲، سطر ۸)

آدمی پر آدمی

(ایک شخص کسی مکان میں اندر سے کنڈی لگا کر کسی عورت سے زنا کر رہا تھا) لوگوں نے دستک دی۔ تو اب اندر سے کہتا ہے کہ میاں یہاں جگہ کہاں۔ یہاں خود ہی آدمی پر آدمی پڑا ہے۔ دیکھئے کیسا سچا آدمی ہے۔ جھوٹ نہیں بولا۔ کیسی ذہانت کا جواب ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۵۰۰ سطر ۴)

تیری ماروں

(حافظ ضامن صاحب) ایک بار ندی پر شکار کھیل رہے تھے۔ کسی نے کہا حضرت "ہمیں" آپ نے فرمایا اب کے ماروں تیری۔ (ارواح ثلاثہ تھانوی ص ۲۲۳، سطر ۱۵)

نوٹ:۔ جو بات کی خدا کی قسم واہیات کی۔

گدھے کا ذکر

"عوام کے عقیدہ کی بالکل حالت ایسی ہے۔ جیسے گدھے کا عضو مخصوص، بڑھے تو بڑھتا ہی چلا جائے اور جب غائب ہو تو بالکل پتہ ہی نہیں۔" (واقعی عجیب مثال ہے) افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۲ سطر ۔

نوٹ :۔ مثال سے مثال بیان کنندہ کے تقدس فکر کا اندازہ خوب معلوم ہو رہا ہے۔

کبوتر بازی، شطرنج بازی

(۱) ایک زمانہ میں (امیر شریعت دیوبندیہ مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری کو) شطرنج کھیلنے کا شوق تھا جو رفتہ رفتہ محو ہو گیا۔

(سید عطاء اللہ شاہ ص ۴۵، سطر ۹)

(۱) ایک زمانے میں کبوتر پالنے کا بھی شوق تھا۔ اور امرتسر میں تو کبوتروں کی ٹکڑی رکھتے تھے۔

(سید عطاء اللہ شاہ ص ۵۳، سطر ۱۰)

لب پر استرا

یہی حالت نظافت کی حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی تھی، ایک مرتبہ نائی آیا۔ اس نے استرہ وغیرہ کو دھو لیا تھا۔ مگر جب حجامت بنانی شروع کر دی، تو استرہ لب پر لگاتے ہی فرمایا۔ کہ بو آتی ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۲۴۵، سطر ۱۲)

نوٹ :۔ معلوم ہوتا ہے کہ دیوبندیوں کے امام گنگوہی نے اپنی مونچھیں استرے سے صفاچٹ کر کے تمام دیوبندیوں کو یہ طریقہ سکھایا ہے۔ کیونکہ گنگوہی کے لب پر استرے کا پھرنا ہی اس امر کو واضح کر رہا ہے کہ وہ مونچھیں منڈاتا تھا۔ اور آج کل کے دیوبندی بھی بڑے شوق سے مونچھیں منڈواتے ہیں۔ حالانکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لیس منا من حلق الشوارب یعنی جس نے مونچھیں منڈوائیں وہ ہم مسلمانوں سے نہیں۔

(غنیۃ الطالبین مصنفہ غوث الاعظم سیدی عبد القادر جیلانی مطبوعہ مصر ص ۱۶)

لہنگا اٹھا کر موت دیا

ایک شخص کسی مکان پر اس کو دریافت کرنے آیا۔ تو اس کی بیوی نئی بیاہی ہوئی تھی، زبان سے کیسے بولے اور بتلانا ضرور تھا۔ اس لیے کہا تو ہے نہیں لہنگا اٹھا کر اور موت کر اور اس پر کو پھاند گئی۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۵ ص ۱۳۳ سطر ۸)

بے اجازت پیر

بعض لوگ مجھ کو لکھتے ہیں کہ اعمال قرآنی آپ کی کتاب ہے۔ آپ اس کی اجازت دے دیں ...... میں لکھ دیتا ہوں کہ مجھے خود کسی عامل کی اجازت نہیں۔ کیا ایسے شخص کا اجازت دینا کافی ہو سکتا ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۱۰۳، سطر ۴)

موذی اور بدفہم مرید

اس پر بھی وہ شخص جب کچھ نہ بولا، تو فرمایا، ارے اب بھی خاموش بیٹھا ہے۔ موذی جواب کوئی نہیں دیتا...... چل اٹھ چلتا بن، بدفہم بیٹھے بٹھلائے قلب کو مکدر کیا۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۵۸ ۴ سطر ۸)

سب بُرا کہنے میں

دوست کرتے ہیں شکایت غیر کرتے ہیں گلہ
کیا قیامت ہے مجھی کو سب برا کہنے کو ہیں!

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۵۸۴، سطر ۱۶)

فہم کا ہیضہ

میں تو اکثر کہا کرتا ہوں کہ یا تو ان (دیوبندیوں) کو فہم کا قحط ہے یا مجھ کو فہم کا ہیضہ ہے، تو اس حالت میں بھی قحط زدہ اور ہیضہ زدہ میں مناسبت نہیں ہوسکتی۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۵۷۵، سطر ۱۸)

دیوبندی بھیڑیے

ایک صاحب بصیرت و تجربہ کہا کرتے تھے کہ ان دیوبندیوں وہابیوں کو اپنی قوت معلوم نہیں --- یہ ایسی بات ہے جیسے کہ مشہور ہے کہ بھیڑیے کو اپنی قوت معلوم نہیں۔

(افاضات الیومیہ ج ۵ ص ۲۵۰ سطر ۱)

خانقاہ میں بے ریش لڑکے سے

ایک صاحب مخلص اور دوست یہاں پر مہمان ہوئے ان کے ساتھ اُن کا ملازم ایک بے ریش لڑکا تھا۔ قانون یہاں پر یہ ہے کہ شب کو بے ریش خانقاہ میں رہ نہیں سکتا۔ مگر چونکہ ان سے بہت خصوصیت کا تعلق تھا اور اُن کی نگرانی پر اعتماد بھی تھا۔ اس لیے ان سے کچھ نہیں کہا گیا۔ صبح کو بعد نماز فجر کہنے لگے۔۔۔ کہ میں نے رات کو خواب میں حضرت ضامن صاحب کو دیکھا کہ بہت خفا ہو رہے ہیں کہ بے ریش لڑکے کو لے کر خانقاہ میں کیوں قیام کیا الخ (مواخذہ قابل ذکر ہے)

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۲، ص ۶۴ سطر ۹)

لڑکے سے تعلق

حضرت (مولوی خلیل احمد) کے ایک ذاکر شاغل خادم ایک مدرسہ میں مدرس تھے۔ ان کو امرد لڑکے سے تعلق ہوگیا۔ کہ اس کی صورت دیکھے بغیر چین نہ آتا تھا۔

(تذکرۃ الخلیل ص ۳۴۲، سطر ۵)

دیوبندی مذہب کے اماموں کی خصوصی حرکتیں تصوف و عرفان کا ظہور

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی حکمتیں

فرقہ دیوبندیہ کے مجدد اعظم و قطب الاقطاب حکیم الامت کے کارنامے

بھائی کے سر پر پیشاب

ایک روز ایسا ہوا کہ بھائی پیشاب کر رہے تھے۔ میں نے اُن کے سر پر پیشاب کرنا شروع کردیا

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۲۷۴، سطر ۱۵)

نمازیوں کے جوتے چرالیے

ایک مرتبہ میرٹھ میں میاں الٰہی بخش صاحب مرحوم کی کوٹھی میں جو مسجد ہے۔ (میں نے) سب نمازیوں کے جوتے جمع کرکے اس کے شامیانے پر پھینک دیئے۔ نمازیوں میں غل ہوا کہ جوتے کیا ہوئے۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۲۷۳، سطر ۱۱)

چارپائیاں باندھ دیں

ہم لوگ والد صاحب کے پاس رہتے تھے، تین چارپائیاں برابر بچھی ہوئی تھیں۔ والد صاحب اور ہم دونوں بھائیوں کی، میں نے رسی لے کر سب کے پائے ملا کر خوب کس کر باندھ دیئے اور لیٹ کر سو گئے۔ پھر والد صاحب بھی آ کر لیٹ گئے۔ اتفاق سے بارش آئی۔ تو والد صاحب اٹھے اور ۔ ۔ ۔ ۔ اپنی چارپائی گھسیٹی، اب وہاں تینوں چارپائیاں ایک ساتھ چلی آ رہی ہیں۔ بے حد غصے ہوئے اور فرمایا کہ ایسی ایسی حرکتیں کرتے ہیں۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۲۷۳، سطر ۱)

بازاروں میں چلتے ہوئے کھانا

میں دروازے پر کھڑے ہو کر یا راستے میں چلتے ہوئے کسی چیز کے کھانے سے پرہیز نہیں کرتا۔ اگر کبھی اسلامی سلطنت ہو جائے تو ان شاء اللہ میری شہادت قبول نہ ہوگی۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۴۱ سطر ۱۵)

مہمان کے کھانے میں کتا ڈال دیا

ایک صاحب تھے سیکری کے ہماری سوتیلی والدہ کے بھائی بہت ہی نیک اور سادہ آدمی تھے۔ والد صاحب نے ان کو ٹھیکے کے کام پر رکھ چھوڑا تھا۔ ایک مرتبہ کسٹربٹ سے گرمی میں بھوکے پیاسے گھر آئے اور کھانا کھانے میں مشغول ہو گئے۔ گھر کے سامنے بازار ہے۔ میں نے سڑک پر سے ایک کتے کا پلّا چھوٹا سا پکڑ کر گھر لا کر ان کی دال کی رکابی میں رکھ دیا۔ بیچارے روٹی چھوڑ کر کھڑے ہو گئے۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۲۷۳، سطر ۱۶)

باپ کی بدنامی کا سبب

جہاں اس قسم کی کوئی بات شوخی (بے حیائی) کی ہوتی تھی۔ لوگ والد صاحب کا نام لے کر کہتے کہ ان کے لڑکوں کی حرکت معلوم ہوتی ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۲۷۳، سطر ۲)

جوتہ امام

ایک روز سب لڑکوں اور لڑکیوں کے جوتے جمع کرکے ان کو برابر رکھا اور ایک جوتے کو سب سے آگے رکھا وہ گویا کہ امام تھا۔ اور پلنگ کھڑے کرکے اس پر کپڑے کی چھت بنائی۔ وہ مسجد قرار دی۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۲۷۲ سطر ۱۹)

ولی این است

کار شیطاں می کند نامش ولی
گر ولی این است لعنت بر ولی

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۲۹۶ سطر ۴)

نوٹ: جو اپنے بھائی کے سر پر پیشاب کرنے کا تجربہ کار ہو۔ وہ اگر بڑا ہو کر اولیائے کرام کو مشرک و بدعتی و کافر بنائے اور انبیائے کرام علیہم السلام کی توہین کرے۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم پاگلوں اور حیوانوں جیسا بتائے تو کیا تعجب ہے؟

بیوی کی خاطر نماز توڑ ڈالی میں صبح کی سنتیں پڑھ رہا تھا کہ بڑے گھر سے آدمی دوڑا ہوا یہ خبر لایا کہ گھر میں سے کوٹھے کے اوپر سے گر گئی ہیں۔ میں نے یہ خبر سنتے ہی فوراً نماز توڑ دی۔

(اشرف المعمولات مطبوعہ تھانہ بھون ص ۴۰ ، سطر ۱۲)

نوٹ: دیوبندیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ نماز میں اگر حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آجائے تو یہ خیال محمدی اپنے گدھے کے خیال میں سراسر ڈوب جانے سے بھی کئی درجے بدتر ہے۔ چنانچہ دیوبندیوں کا اول امام لکھتا ہے:۔

"و گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در گاؤ خر خود است"

(صراط مستقیم فارسی مصنفہ اسماعیل ص ۵۸)

اب اہل دل ان دیوبندیوں دہابیوں کی قلبی شقاوت کا حال ملاحظہ کریں۔ کہ ایک طرف تو یہ محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس تصور کو گدھے سے بدتر بتائیں اور دوسری طرف اُن کے تھانوی صاحب اپنی بیوی کے لیے سرے سے نماز ہی توڑ دیں۔ تو اس کے تصوف میں ذرہ فرق نہ آئے۔ کیوں نہ ہو ۔ ع

نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

لوٹا کیوں جھانکا، ملفوظ شریف لوٹا حضرت والا (تھانوی صاحب) وارد ہو کر حوض پر تشریف لائے۔ تو یہ دو ایک مرید اس جگہ پر پہنچے اور پہنچ کر لوٹے کو جھانکا ۔۔۔۔۔۔ اس پر حضرت والا نے مواخذہ فرمایا کہ مجھ کو تمہاری اس حرکت سے اذیت پہنچی۔ تم کیوں وہاں پر کھڑے تھے اور بعد میں میرے اُٹھنے کے لوٹے کو کیوں جھانکا؟ ۔۔۔۔۔ فرمایا تو پھر لوٹے کو کیوں جھانکا؟ عرض کیا لوٹے کو تو نہیں جھانکا۔ فرمایا کہ مجھ کو اندھا بناتے ہو۔ میں نے خود جھانکتے ہوئے دیکھا ۔۔۔۔۔ عرض کیا کہ قصور ہوا۔ فرمایا اب کہتا ہے قصور ہوا قصور۔ (یہ ملفوظ پُر از فضولیات و ذکر لوٹا دو صفحوں میں بمشکل پورا ہو سکتا ہے۔ یہ ہیں ملفوظات کہ لوٹا کیوں جھانکا؟)

(الافاضات الیومیہ ج ۱ ص ۲۲۲ سطر ۵)

عذر نہ قبول (مرید نے) عرض کیا کہ قصور ہوا۔ فرمایا اب کہتا ہے قصور ہوا قصور! جب اچھی طرح ستا لیا گیا جب سے زبان سِل گئی تھی۔ اب تاویلیں کرتا ہے۔ اور اگر مان ہی لیا جائے کہ سب تاویلیں صحیح ہیں تو ایہام کا اس کے پاس کیا جواب ہے۔ یہ فرماتے ہوئے حضرت والا نماز مغرب پڑھانے کے لیے مصلے پر تشریف لے گئے

(الافاضات الیومیہ ج ۱ ص ۲۲۴ سطر ۱)

جو عذر قبول نہ کرے وہ شیطان ہے

جس سے معذرت کی جائے اور وہ معذرت قبول نہ کرے ... شیطان ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۳۹۴ سطر ۱۱)

نوٹ: یہاں بہ سبب ابہام تاویل منظور نہیں۔ مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرکے پھر اپنی کفریہ ... کی دیوبندی تاویلیں کرنا خوب جانتے ہیں۔

نہ کفر نہ اسلام

ابوجہل کے کفر کا اعتقاد رکھنا فرض ہے۔ باقی رہا میں سو میرا نہ کفر منصوص ہے نہ اسلام۔

(افاضات الیومیہ ج ، ص ۴۳۳ ، سطر ۲۱)

شیخ دیوبند یہ مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی

ہندوؤں سے مذہبی و سیاسی اتحاد، کانگریس میں دیوبندیوں کی شرکت کا بانی

گاندھی کی جے محمود حسن کی جے

حضرت مولانا دیوبندی اور وہ مولوی صاحب ایک موٹر میں تھے اور بعض مسلمان لیڈر بھی موجود تھے، جس وقت حضرت مولانا کا موٹر چلا تو ایک اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا اس کے بعد گاندھی جی کی جے مولوی محمود حسن کی جے کے نعرے بلند ہوئے۔

(افاضات الیومیہ ج ۶ ص ۲۵۵ ، سطر ۱۳)

قشقے لگائے، ارتھی کو کندھا دیا

مگر افسوس تو مسلمانوں کی حالت پر ہے۔ کہ انہوں نے دوست دشمن کو نہ پہچانا، مسلمانوں کی قوم بہت بھولی ہے۔ زیادہ تو دھوکہ عام مسلمانوں کو ان لیڈروں کی وجہ سے ہوا۔ یہ ناعاقبت اندیش مسلمانوں کی کشتی کے ناخدا بنے ہوئے ہیں۔ ان کی باگ ان کے ہاتھوں میں ہے انہوں نے ہزاروں مسلمانوں کے ایمان کو تباہ اور برباد کیا۔ دیکھ لیجئے مشاہدات اور واقعات اس کے شاہد ہیں جیسے ہندو کے نعرے لگائے، قشقے (تلک) پیشانی پر لگائے۔ ہندوؤں کی ارتھی (جنازہ) کو کندھا دیا، ان کے مذہبی تہواروں کا انتظام مسلمان والنٹیروں نے کیا۔ یہ تو ایمانی نقصان ہوا۔ اور جانی سنئے ہزاروں مسلمان ان قصوں کی بدولت موت کے گھاٹ اتر گئے، ہجرت کرائی۔ ہزاروں مسلمان بے خانماں ہوگئے، مکان جائیداد غارت ہوگئیں۔ الخ۔ پھر عوام کے لیے نام نہاد علماء کی شرکت زیادہ نقصان کا سبب ہوئی۔ جب علماء ہی پھسل گئے دوسروں کی کیا شکایت۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۷۰ ، سطر ۱۶)

کفر

ع چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۸۰ ، سطر ۱ وغیرہ)

علم دین کو اُردو ہی میں کیوں نہ ہو، ضرور سکھلایا جائے۔ (بہشتی زیور صفحہ سطر ۲۰) آخر ۱۳۲۰ھ میں جس طرح بن پڑا۔ خدا کا نام لے کر اس کو شروع کر دیا۔ (ص ۴، سطر ۹) اور نام اس کا بمناسبت مذاق نسوان کے بہشتی زیور رکھا گیا۔ (ص ۵، سطر ۷) اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں کہ لڑکیوں کے درس میں عام طور سے یہ کتاب داخل ہوگئی ہے (ص ۵ سطر ۲۷) ناظرین خصوصاً لڑکیاں دیکھ کر خوش ہوں اور مضامین کتاب ہذا میں ان کو زیادہ رغبت ہو۔ (بہشتی زیور ج ۱۱ ص ۶، سطر ۴)

بہشتی زیور کے مضامین

زیور ۱:۔ ذکر پتلا یا موٹا — ایک صورت یہ ہے کہ عضو تناسل جڑ میں پتلا اور آگے سے موٹا ہو جاوے۔

(بہشتی زیور بہشتی گوہر ج ۱۱ ص ۱۳۴، سطر ۲۲)

زیور ۲:۔ ذکر میں ضعف یا ڈھیلا پن — خواہش نفسانی بحال خود ہو، مگر عضو تناسل میں کوئی نقص پڑ جائے۔ اس وجہ سے جماع پر قدرت نہ ہو۔ اس کی کئی صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ صرف ضعف اور ڈھیلا پن ہو۔

(بہشتی زیور ج ۱۱ ص ۱۳۳ سطر ۱۸)

زیور ۳:۔ مجامعت — دوسرے یہ کہ خواہش بدستور رہے مگر عضو مخصوص میں فتور پڑ جائے، جس سے مجامعت پر پوری قدرت نہ ہو۔ (بہشتی زیور ج ۱۱ ص ۱۲۶، سطر ۲۲)

زیور ۴:۔ خصیہ — خصیہ کا اوپر کو چڑھ جانا، اس مرض سے چنک بھی ہو جاتی ہے۔

(بہشتی زیور ج ۱۱ ص ۴ اسطر ۱ مطبوعہ لاہور)

نوٹ:۔ دیوبندی مولوی جب عضو مخصوص کے مختلف تصورات و حالات کے اسباق دیوبندی نوجوان دوشیزاؤں کو پڑھاتے ہوں گے۔ تو پھر اس کی تشریح کرتے ہوئے شاید ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور جب اکیلی لڑکیاں اس کتاب کا مطالعہ کرتی ہوں گی، تو ان کے نفسیاتی جذبات ذکر و خصیوں کے تصور میں ڈوب کر ان پر کیا کیا نہ گزرتے ہوں گے۔

کنار و بوس — کنار و بوس سے دونا ہوا عشق
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی (افاضات الیومیہ ج ۵ ص ۱۱۹، سطر ۵)

لہنگا اٹھا کر — لہنگا اٹھا کر اور موت کر اس پر کو پھاند کر گئی۔

(افاضات الیومیہ ج ۵ ص ۱۱۹، سطر ۷)

نوٹ:۔ مفصل عبارت دیوبندیوں کی تہذیب میں ملاحظہ ہو۔

بے پردگی کی اجازت ایک انگریز نے سوال کیا تھا۔ یہ مع اپنی اہلیہ کے مسلمان ہوگیا تھا کہ ہم ہندوستان آنا چاہتے ہیں اور ہماری میم بھی ہمراہ ہوگی۔ اور وہ پردہ نہ کرے گی۔ میں نے لکھ دیا کہ آپ کے لیے اجازت ہے۔
(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۴۲، سطر ۱۳، ۱۹ وغیرہ)

عورتیں حوریں میں تو کہا کرتا ہوں کہ ہندوستان کی عورتیں حوریں ہیں۔ (افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴، ص ۲۳۵، سطر ۱۵)

عورتوں سے نظر بازی ایک مولوی صاحب نے اپنے ایک خادم سے اپنا ایک واقعہ بیان کیا۔ اس خادم نے مجھ سے روایت کی کہ میں نے ایک بہلی کا کرایہ کیا۔ جب بہلی شہر کے کنارے پہنچی۔ تو وہاں اس بہلی والے کا مکان تھا۔ وہاں اس نے بہلی کو روکا۔ اس کی بیوی اس کو کھانا دینے آئی۔ وہ بہلبان اس قدر بدشکل تھا۔ کہ شاید ہی کوئی اور دوسرا ایسا ہو اور وہ ایسی حسین کہ شاید ہی کوئی اور دوسری ہو۔ مگر میں اس وقت اس کو دیکھ رہا تھا کہ یہ میری طرف نظر کرتی ہے یا نہیں۔ (افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۲۳۷، سطر ۸)

تصوف کا دوسرا شعبہ تعلق بالشیخ (روحانیت)

دیوبندی مذہب کے اماموں کی اپنے روحانی شیخ سے اعتقادی بغاوت

دیوبندی مذہب کے اکثر اماموں نے وقتی نزاکت کو دیکھ کر عوام میں اپنی شہرت و محبوبیت اور اپنے عقاید باطلہ کی تبلیغ کے لیے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب سے منافقانہ بیعت کا جال اس قدر پھیلایا ہے کہ اکثر عوام الناس کو انہوں نے حاجی صاحب سے بیعت ہونے کا دھوکہ دے کر ہی وہابیت اور دیوبندیت کا شکار کیا۔ مگر یہ بیعت وغیرہ محض فریب دھوکہ دہی تھی۔ ورنہ حقیقت الامر یہ دیوبندی مولوی حضرت حاجی صاحب کے ظاہراً و باطناً مخالف اور علماً و اعتقاداً و عملاً ان کے دشمن اور ان کے حد درجہ گستاخ و بے ادب تھے۔ سب سے اول عقاید کو ہی لے لیجیے۔

مسئلہ علم غیب نبوی و حاضر و ناظر

مرشد ہند حاجی امداد اللہ صاحب کا عقیدہ (۱) لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء اور اولیاء کو نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبیات کا ان کو ہوتا ہے۔

(شمائم امدادیہ، ملفوظات حاجی صاحب ص ۱۱۵ سطر ۳)

(و ملفوظات ہذا مندرجہ کتاب امداد المشتاق مصنفہ اشرف علی تھانوی مطبوعہ تھانہ بھون ص ۶، سطر ۲۱)

(۲) رہا شبہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے علم ہوا۔ یا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما ہوئے۔ یہ ضعیف شبہ ہے۔ آپ

کے علم وروحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ وکشفیہ سے ثابت ہے اس کے آگے یہ ادنیٰ سی بات ہے۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ مصنفہ حاجی صاحب مطبوعہ مجتبائی ص ۴ سطر ۱۶)

نام نہاد مرید دیوبندیوں کا عقیدہ

(۱) حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب نہ تھا (الی قولہ) اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا۔ صریح شرک ہے۔

(فتاوٰی رشیدیہ، مصنفہ رشید احمد گنگوہی مطبوعہ دہلی ص ۱۴۱ سطر ۱)

(۲) مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہم شرک ہونے کی وجہ سے ممنوع وناجائز ہوگا۔

(حفظ الایمان تھانوی ص ۷ سطر ۲)

مسئلہ ندائے غائبانہ یعنی انبیاء واولیاء کو غائبانہ پکارنا و ندائے یارسول اللہ

حاجی صاحب کا عقیدہ

(۱) الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ۔ بصیغۂ خطاب (حاضر) میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں (کہ یا کے حرف سے غیر اللہ کو دور سے پکارنا شرک ہے) یہ اتصال معنوی (وسعت علم واتصال روحانی) پر مبنی ہے۔ لہ الخلق والامر عالم امر مقید بجہت وطرف وقرب وبعد وغیرہ نہیں۔ پس اس (ندائے غائبانہ) کے جواز میں شک نہیں۔

(ملفوظ حاجی صاحب مندرجہ شمائم امدادیہ ص ۹۷، سطر ۱) (امداد المشتاق اشرف علی تھانوی ص ۵۹ سطر ۱)

(۲) وظیفہ یاشیخ عبد القادر جیلانی کا لیکن اگر شیخ کو متصرف حقیقی (خدا) سمجھے تو منجر الی الشرک ہے۔ ہاں اگر وسیلہ و ذریعہ جانے یا ان الفاظ کو بابرکت سمجھ کر خالی الذہن ہو کر پڑھے کچھ حرج نہیں۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ مصنفہ حاجی صاحب ص ۱۰ سطر ۴)

دیوبندیوں کا عقیدہ

جب انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں تو یارسول اللہ بھی کہنا ناجائز ہوگا۔ اگر یہ عقیدہ کرکے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے۔

(فتاوٰی رشیدیہ مصنفہ رشید احمد گنگوہی امام دیوبندی مذہب ج ۳ ص ۹۰)

(۲) ورد کرنا یاشیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ حرام ہے۔

(فتاوٰی رشید احمد گنگوہی امام دیوبندی مذہب ج ۲ ص ۱۳۹ سطر ۱)

مسئلہ نمبر ۳- انعقاد مجلس میلاد شریف

حاجی صاحب کا عقیدہ

(۱) مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں۔ بلکہ ذریعۂ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں۔ اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۵ سطر ۵)

(۲) کیا حضرت حاجی صاحب کے یہاں جو محفل میلاد شریف ہوتی تھی، یا جن محافل کے اندر ہندوستان میں، یا مکہ معظمہ میں حضرت حاجی صاحب کو شرکت کا اتفاق ہوا ہوگا۔ ان محافل میں تداعی اور کثرت روشنی اور استعمال خوشبو واہتمام فروش و جائے نشست ذاکر کا بلند و ممتاز کرنا اور قیام بالتخصیص عند ذکر الولادت اور اجتماع ہر خاص و عام کا نہ ہوتا تھا، نہیں ضرور ہوتا تھا۔

(خط دیوبندی مرید حاجی صاحب بنام اشرف علی تھانوی مندرجہ بوادر النوادر مطبوعہ دیوبند مصنفہ اشرف علی ص ۲۰۱)

(۳) مولود شریف تمام اہل حرمین کرتے ہیں۔ اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے۔

(شمائم امدادیہ ص ۸۷، سطر ۱۵)

دیوبندیوں کا عقیدہ

(۱) عقد مجلس اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام و تداعی اس میں بھی موجود ہے لہذا اس زمانہ میں درست نہیں۔

(فتاوٰی رشیدیہ ج ۱ ص ۸۵، سطر ۷)

(۲) یہ مجلس بدعت ضلالہ (گمراہی والی) ہے۔
(فتاوٰی رشیدیہ ج ۲ ص ۱۴۵ سطر ۳)

(۳) انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے۔
(فتاوٰی رشیدیہ ج ۲ ص ۱۵۸ سطر ۳)

(۴) کانپور میں جب میں اول اول گیا۔ تو چند احباب کی فرمائش پر بیان (وعظ) کیا اور اس میں مولود مروجہ کا بدعت ہونا قولاً و فعلاً ثابت کیا۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۵۱۲ سطر ۵)

(۵) ایک بار جب کہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں بمقام مکہ معظمہ حاضر تھے۔ حضرت حاجی صاحب کے پاس مولود شریف کا بلاوا آیا۔ حضرت نے مولانا سے پوچھا مولوی صاحب چلو گے۔ مولانا نے فرمایا۔ کہ نا حضرت میں نہیں جاتا۔ کیونکہ میں ہندوستان میں لوگوں کو منع کیا کرتا ہوں۔ اگر میں یہاں شریک ہوگیا۔ تو وہاں کے لوگ کہیں گے وہاں بھلے شریک ہو گئے تھے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۷ ص ۲۰۶، سطر ۱۲)

(۶) اگر کوئی اعتراض کرے کہ تمہارے اکابر کی شرکت کیوں ہوئی۔ اس کا کیا جواب دو گے۔ میں نے کہا مجھ کو کسی نئے جواب کی ضرورت نہیں، وہ جواب دوں گا جو ہمارے اکابر (دیوبندیوں) نے حضرت حاجی صاحب کے مولود میں شریک ہونے

کے متعلق سکھلا رکھا ہے وہ جواب یہ سکھلایا ہے کہ حضرت حاجی صاحب کو عوام کی حالت کی زیادہ خبر نہیں، ہم کو خوب ہے۔ بس میں یہی جواب دوں گا۔ (سبحان اللہ)

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۲۲۰، سطر ۸)

(۷) ایک زمانہ معتد بہ اس طرح گذرا کہ عمل مولود میں ان (اہل اسلام) کا خلاف کرتا رہا جس وقت حج کو گیا، تو واقعات سن کر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نرمی کی ضرورت ہے اس لیے بعض اوقات عمل میں بھی ان کی موافقت کرتا رہا۔ ایک زمانہ دراز اسی میلاد شریف و قیام کرنے پر گزرا اس کے بعد تجربہ سے وہ پہلا (دیوبندیانہ وہابیانہ) ہی طریق نافع ثابت ہوا (یعنی پھر منکر ہو گیا) جس پر الحمد للہ اب تک قائم ہوں۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۵۱۲، سطر ۱۱)

(۸) اگر میلاد کے بارے میں کسی کا بھی عقیدہ خراب نہ ہو اور گناہ کی باتوں کو اس سے نکال دے جب بھی ظاہری پابندی سے جاہلوں کو ضرور سند ہو گی تو ایسی بات کو چھوڑ دینا چاہیے۔ (بہشتی زیور ج ۶ ص ۳، سطر ۸)

مسئلہ نمبر ۴: قیام میلاد شریف یعنی میلاد شریف میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا

حاجی صاحب کا عقیدہ

(۱) قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۵ سطر ۶، ارواح ثلاثہ ص ۱۹۷، سطر ۱۹)

(۲) بعض اعمال کھڑے ہو کر پڑھے جاتے ہیں۔ اگر بیٹھ کر پڑھیں وہ اثر خاص نہ ہوگا۔ اس اعتبار سے اس قیام کو ضروری سمجھا جاتا ہے (الیٰ قولہ) اسی طرح کوئی شخص عمل مولد کو بہیئت کذائیہ (مروجہ) موجب بعض برکات یا آثار کا اپنے تجربہ سے یا کسی صاحب بصیرت کے وثوق پہ سمجھے اور اس معنی پر قیام کو ضروری سمجھے کہ یہ اثر خاص بدون قیام نہ ہوگا۔ اس کو بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہیں۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۳، سطر ۱)

(۳) وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جاوے تو کوئی مضائقہ نہیں، کیونکہ عالم خلق مقید بزمان و مکان ہے۔ لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں۔ (ملفوظ حاجی صاحب مندرجہ امداد المشتاق مصنفہ اشرف علی تھانوی ص ۵۶، سطر ۱) (وشمائم امدادیہ ص ۹۳، سطر ۶)

دیوبندیوں کا عقیدہ

(۱) بدعات (قیام میلاد) میں اثر ہے کہ اس سے ظلمت پیدا ہوتی ہے۔ عقل بالکل ظلماتی ہو جاتی ہے۔ اس لیے اہل حق پر اعتراضات بے بنیاد کیا کرتے ہیں۔ میرے ایک دوست مولوی صاحب سے کسی بدعتی نے کہا، کہ تم جو مولد میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کو کھڑے ہو کر

کرنے سے منع کرتے ہو تو ذکرِ رسول کی تعظیم سے منع کرتے ہو۔

(افاضات الیومیہ ج ۶، ص ۲۸۲، سطر ۳)

(۲) ایک شخص کا کانپور سے خط آیا تھا۔ اس میں دریافت کیا تھا کہ یوم عید میلاد النبی کرنا کیسا ہے؟ میں نے جواب میں لکھ دیا کہ خیر القرون میں اس کی کوئی نظیر پائی جاتی ہے؟ یہ اس لیے لکھا ہے کہ اگر بدعت لکھ دیتا تو لوگ بدعت سے گھبراتے ہیں۔ (یہ بدعت ہی)

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۵۳۹، سطر ۴)

(۳) الحاصل قیام دست بستہ بخشوع غیر (خدا) کے واسطے شرک ہوا۔

(براہین قاطعہ مصنفہ خلیل احمد دیوبندی و مصدقہ رشید احمد گنگوہی مطبوعہ دیوبند ص ۱۴۲، سطر ۱۸)

(۴) بعضے تو یوں سمجھتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس محفل میں تشریف لاتے ہیں اور اسی وجہ سے بیچ میں پیدائش کے بیان کے وقت کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس بات پر شرع میں کوئی دلیل نہیں اور جو بات شرع میں ثابت نہ ہو اس کا یقین کرنا گناہ ہے۔

(بہشتی زیور مصنفہ تھانوی امام مذہب دیوبندی ج ۶، ص ۲)

مسئلہ نمبر ۵: عرس بزرگانِ دین کا تقرر

حاجی صاحب کا عقیدہ

(۱) جب منکر نکیر قبر میں آتے ہیں، تو مقبولانِ الٰہی سے کہتے ہیں: نم کنومۃ العروس عرس جو رائج ہے، اسی سے ماخوذ ہے۔ اگر کوئی اس دن کو خیال رکھے اور اس میں عرس کرے تو کون سا گناہ لازم ہوا۔ مولانا محمد اسحاق صاحب عشرۂ محرم کے دن بادشاہ کے پاس تشریف لے گئے۔ بادشاہ چونکہ سونے کے کنگن پہنے تھا۔ آستین سے بند کر لیا اور جب تک مولانا بیٹھے رہے مؤدب بیٹھا رہا۔ اس مجلس میں سرّالشہادتین پڑھی جاتی تھی۔

(شمائم امدادیہ حاجی صاحب، ص ۱۳، سطر ۱)

(۲) لفظ عرس ماخوذ اس حدیث سے ہے کہ نم کنومۃ العروس یعنی بندہ صالح سے کہا جاتا ہے کہ عروس کی طرح آرام کر، کیونکہ موت مقبولانِ الٰہی کے حق میں وصالِ محبوبِ حقیقی ہے۔ اس سے بڑھ کر کون عروسی ہو گی (الی قولہ) سب سلسلے کے لوگ ایک تاریخ میں جمع ہو جائیں، باہم ملاقات بھی ہو جائے اور صاحب قبر کی روح کو قرآن و طعام کا ثواب بھی پہنچایا جائے، یہ مصلحت ہے تعینِ یوم میں۔ رہا خاص یوم وفات کو مقرر کرنا اس میں اسرار مخفیہ ہیں ان کا اظہار ضروری نہیں۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ حاجی صاحب ص ۸ سطر ۹)

(۳) ایک دفعہ میں حضرت عبد القدوس کے عرس میں انبیٹہ آیا۔ ختم عرس کے دن میں اور مولوی محمد قاسم صاحب (بانی دیوبند) و مولوی محمد یعقوب صاحب و مولوی رشید احمد صاحب گنگوہ شریف میں ایک دوست کے مکان میں مقیم ہوئے۔

(شمائم امدادیہ ص ۲۰۲، سطر ۹)

(۴) اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو اُن عوارض کو دور کرنا چاہیے۔ نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے، ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے۔ (شمائم امدادیہ ص ۱۲۹، سطر ۱)

دیوبندیوں کا عقیدہ

(۱) بدعتوں اور بری رسموں کا بیان:۔ قبروں پر دھوم دھام سے (عُرس) میلا کرنا، چراغ جلانا، عورتوں کا وہاں جانا، چادریں ڈالنا، (یہ سب بُری رسمیں ہیں)

(بہشتی زیور ج ۱، ص ۴۳، سطر ۱)

(۲) اور طریقہ معینہ عرس کا طریقۂ سنت کے خلاف ہے۔ لہذا بدعت ہے۔ (فتاوی رشیدیہ ج ۱ ص ۱۸، سطر ۱)

(۳)۔ جو شخص ایسے افعال (عرس وغیرہ) کرتا ہے وہ قطعاً فاسق ہے اور احتمال کفر ہے۔

(فتاوی رشیدیہ ج ۲ ص ۴۴، سطر ۱۸)

(۴) ہر بدعت گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے۔

سوال:۔ بدعت (دوزخ میں لے جانے والے) کچھ کام بتاؤ؟

جواب:۔ لوگوں نے ہزاروں بدعتیں نکالی ہیں چند بدعتیں یہ ہیں:

"پختہ قبریں بنانا۔ قبروں پر گنبد بنانا، دھوم دھام سے عرس کرنا، قبروں پر چراغ جلانا، قبروں پر چادریں اور غلاف ڈالنا (گویا عرس کرنے والے دوزخی ہوئے)

(تعلیم الاسلام مصنفہ مفتی مذہب دیوبندی مولوی کفایت اللہ دہلوی ج ۴ ص ۱۸، سطر ۱)

مسئلہ نمبر ۶: نذر انبیاء و اولیاء

حاجی صاحب کا عقیدہ

(۱) نیاز کے دو معنی ہیں، ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسرے کے واسطے نہیں ہے بلکہ ناجائز اور شرک ہے اور دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا، یہ جائز ہے، لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے؟ اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں، تو اُن عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے۔ ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے۔

(شمائم امدادیہ ص ۱۲۶، سطر ۹)

(۲) حنبلی کے نزدیک جمعرات کے دن کتاب احیاء العلوم تبرکاً ہوتی تھی۔ جب ختم ہوئی، تبرکاً دودھ لایا گیا اور بعد دعا کے کچھ حالات مصنف کے بیان کیے گئے، طریق نذر نیاز قدیم زمانے سے جاری ہے، اس زمانے میں لوگ انکار کرتے ہیں۔

(شمائم امدادیہ ص ۱۳۵، سطر ۱)

دیوبندیوں کا عقیدہ

(۱) یعنی آدمی مزاروں پر چادریں اور غلاف بھیجتے ہیں اور اس کی منت مانتے ہیں، چادر چڑھانا منع ہے اور جس عقیدے سے لوگ ایسا کرتے ہیں وہ شرک ہے۔

(بہشتی زیور ج ۶ ص ۶۳ سطر ۲۶)

(۲) شرک فی العبادات یعنی خدا تعالیٰ کی طرح کسی دوسرے کو عبادت کا مستحق سمجھنا مثلاً کسی قبر یا پیر کو سجدہ کرنا یا کسی کے لیے رکوع کرنا یا کسی پیر، پیغمبر، ولی یا امام کے نام کا روزہ رکھنا یا کسی کی نذر اور منت ماننی۔

(تعلیم الاسلام، کفایت اللہ ج ۴ ص ۱۶، سطر ۸)

(۳) مخلوق کے لیے منت ماننا کسی صورت میں جائز نہیں۔

(رسومۃ الہند مصدقہ خیر محمد، محمد علی جالندھری احراری ص ۱۵، سطر ۲)

(۴) نذر بغیر اللہ ماننی کفر و شرک ہے اور اس کا کھانا بالکل حرام ہے۔

(جواہر القرآن مصنفہ غلام خان، مناظر دیوبندی مذہب خلیفہ حسین علی شاگرد، رشید احمد گنگوہی ص ۱۰۳، سطر ۴)

مسئلہ نمبر: فاتحہ علی الطعام گیارھویں شریف، تیجہ دسواں وغیرہ

حاجی صاحب کا عقیدہ

(۱) نفس ایصال ثواب بارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں .... کوئی مصلحت باعث تقیید ہیئت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں، متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و لسان کے لیے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے۔ اسی طرح اگر یہاں (ختم میں) زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے، تو پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشار الیہ اگر روبرو موجود ہو (یعنی طعام سامنے ہو) تو زیادہ استحضار قلب ہو، کھانا روبرو لانے لگے، کسی کو خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے، اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جاوے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جاوے گا۔ کہ جمع بین العبادتین ہے ع

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں، پڑھی جانے لگیں (الیٰ قولہ) پس بہ ہیئت کذائیہ (یعنی طعام و پانی سامنے رکھ کر اس پر ختم پڑھنے کی صورت) حاصل ہو گئی، رہا تعین تاریخ (گیارھویں وغیرہ) یہ بات تجربے سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو، اس وقت وہ یاد آ جاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے اور

نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں آتا، اسی قسم کی مصلحتیں ہیں (الی قولہ) پس اگر یہی مصالح بنائے تخصیص ہوں، تو کچھ مضائقہ نہیں (الی قولہ) اور گیارہویں حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ اور دسواں بیسواں چہلم ششماہی سالیانہ (عرس) وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور حلوائے شبرات اور دیگر طریق ایصالِ ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں یعنی مصالح وغیرہ کی وجہ سے مقرر کرنے میں کچھ حرج نہیں۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ مصنفہ حاجی صاحب ص ۱۷، سطر ۱)

(۲) جب مثنوی شریف ختم ہوگئی، بعد ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس (شربت) پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جاوے گی۔ گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا۔

(شمائم امدادیہ، ملفوظات حاجی صاحب، جمع کردہ اشرف علی تھانوی وغیرہ ص ۱۲۹)

دیوبندیوں کا عقیدہ

(۱) کھانے پر ختم پڑھنا اہل ہنود سے مشابہت ہے۔ (مرسومۃ الہند)

گیارہویں اور نیاز وغیرہ ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا اغراض کے لیے دیتے ہیں، اگرچہ اس کا نام ایصالِ ثواب رکھیں لہٰذا اس کا دینا اور لینا اور کھانا حرام ہے۔

(ختم مرسومۃ الہند مصنفہ فتح الدین مصدقہ خیر محمد جالندھری فی الحال مہتمم مدرسہ خیر المدارس ملتان و مصدقہ محمد علی جالندھری ثم ملتانی، فی الحال صدر جماعت احرار، مناظر دیوبندی مذہب ص ۱۲، سطر ۱)

(۳) یہ تعینات (گیارہویں، فاتحہ علی الطعام سہ منی بوعلی قلندر وغیرہ) بدعت ضلالہ ہیں ۔۔۔۔۔۔ اور جو بنام ان اکابر بزرگوں کے ہے تو داخل ما اھل لغیر اللہ میں ہے اور (گیارہویں وغیرہ) حرام ہے اور ایسے عقائد فاسد موجب کفر کے ہیں۔ ان افعال (گیارہویں ختم وغیرہ) کو کفر ہی کہنا چاہیے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۸۸، سطر ۱)

(۳) اس قسم کی نذر نیاز دینا شرک ہے، اس کا کھانا خنزیر کی طرح حرام ہے۔

(جواہر القرآن غلام خان دیوبندی ص ۸۰، سطر ۲)

(۴) جو مال صدقہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ثواب اس کا روح کو بخشتا ہوں یہ سب عبادت غیر اللہ کی ہے۔ اس کو کھانا استعمال کرنا حرام ہے۔ (تفسیر بے نظیر مصنفہ مولوی حسین علی دیوبندی ص ۸، سطر ۱۶)

نوٹ:۔ مولوی اشرف علی صاحب لکھتے ہیں کہ بکرا جو بزرگوں کے نام پر دیا جاتا ہے۔ اگر ثواب مراد ہو تو جائز ہے۔

(بوادر النوادر)

(۵) پس مجموعہ یوم (تیجہ) کا بدعت ہوگیا اور تشبہ ہنود کا ثابت ہوگیا۔

(براہین قاطعہ خلیل احمد امام چہارم دیوبندی مذہب ص ۱۱۹)

(۶) کھانے پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ ساری باتیں بے وقوفی کی ہیں۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۱۴۲ سطر ۴ وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۸: عبدالنبی یا عبدالرسول نام رکھنا

حاجی صاحب کا عقیدہ

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واصل بحق ہیں۔ عباد اللہ کو عباد رسول کہہ سکتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل یعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم مرجع ضمیر متکلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، مولانا اشرف علی نے فرمایا کہ قرینہ بھی انہیں معنیٰ کا ہے آگے فرماتا ہے لاتقنطوا من رحمۃ اللہ اگر مرجع اس کا اللہ ہوتا۔ تو فرماتا من رحمتی تاکہ مناسبت عبادی کی ہوتی۔

(شمائم امدادیہ ص ۱۳۶، سطر ۱)

دیوبندیوں کا عقیدہ

کفر اور شرک کی باتوں کا بیان،، کفر کو پسند کرنا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ علی بخش، حسین بخش، عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا (یہ سب کفر ہے)

(بہشتی زیور مصنف تھانوی ج ۱۱، ص ۴۳، سطر ۱۱)

نوٹ:۔ تھانوی کے اس فتوے سے معلوم ہوا کہ عبدالنبی نام رکھنا شرک ہے۔ اور دوسرے مقام پر یہی تھانوی لکھتا ہے:۔

(۱) انسان عبد احسان ہے۔ جب مشاہدہ کرے گا کہ مجھے چین دیا، ضرور کشش ہوگی۔

(ملفوظات حسن العزیز تھانوی ص ۱۵۸، سطر ۶)

(۲)

بندۂ پیر خراباتم کہ لطفش دائم است!
زانکہ لطف شیخ و زاہد گاہ ہست و گاہ نیست

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۵ ص ۵۲، سطر ۱۲)

اب ناظرین غور فرماویں کہ انسان کو عبدِ احسان کہنا بھی جائز ہے اور بندۂ پیر خرابات کہلانا بھی جائز ہو مگر عبدالنبی کہلانا شرک ہو۔ کیا یہ فتوے صرف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قلبی عداوت و دشمنی پر مبنی نہیں؟

مسئلہ نمبر ۹: بزرگوں سے امداد مانگنا

حاجی صاحب کا عقیدہ

(۱) میں نے ایک بار حضرت پیر و مرشد کی شان میں ایک مخمس کہا، چونکہ مجھ میں تاب سنانے

کی نہ تھی اور کی معرفت حضرت کو سنوایا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا اور رسول کی صفت و ثنا بیان کرنا چاہیے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے غیر خدا اور رسول کی مدح نہیں کی ۔۔۔۔۔ اس مخمس کے چند اشعار یہ ہیں:

اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا　　تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجا
بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا　　آپ کا دامن پکڑ کر یوں کہوں گا بر ملا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا　　(شمائم امدادیہ ص ۱۶۵، سطر ۱)

(۲) توجہ ارواح بزرگوں کو شاملِ حال اپنا سمجھیں اور جو کسی کو حاصل استمداد ان سے کی جائے۔

(ملفوظ حاجی صاحب مندرجہ کتاب امداد المشتاق اشرف علی ص ۳۲۵، سطر ۸)

دیوبندیوں کا عقیدہ

سوال:۔ ندائے غیر اللہ یعنی یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ و سجدہ طواف قبر و استعانت غیر اللہ و تسمیہ غیر اللہ یعنی عبد النبی ۔۔۔ اگر فاعل کا عقیدہ شرک و کفر کا ہے ۔۔۔۔ تو مشرک اور اگر عقیدہ شرکیہ نہیں تو اس کے حق میں یہ افعال حرام و گناہ کبیرہ کے ہوں گے یا نہیں، چنانچہ حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحب علیہ الرحمۃ، مائۃ مسائل میں در تحت امور ذیل فرماتے ہیں:

کنندۂ ایں افعال و آں کس کہ راضی بایں فعل باشد، ہر دو گناہگار مے شوند، کہ ایں فعل (عبد النبی نام رکھنا یا اولیاء اللہ سے مدد مانگنا) حرام و گناہ است۔

جواب:۔ بندہ موافقت رکھتا ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

(فتاوےٰ رشیدیہ مختصراً ج ۱، ص ۱۶، سطر ۶)

کفر کو پسند کرنا۔ کفر کی باتوں کو پسند کرنا، کسی (نبی ولی) کو دور سے پکارنا اور سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی (خواہ با علام اللہ ہی سمجھے) کسی کو نفع و نقصان کا مختار سمجھنا، کسی سے مرادیں مانگنا، (یہ سب کفر کی باتیں ہیں)

(بہشتی زیور، مصنف تھانوی ج ۱، ص ۳۴، سطر ۱)

نوٹ:۔ ناظرین کرام غور فرمادیں کہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دیوبندیوں کے معتقدات میں زمین و آسمان کا فرق ہونا ہی اس امر کو عیاں کر دیتا ہے کہ دیوبندیوں کا حاجی صاحب سے اپنی بیعت اور فیض اور روحانیت کو ظاہر کرنا خلق خدا کو دھوکہ دہی نہیں تو اور کیا ہے۔ حاجی صاحب جن عقاید کے پابند ہیں، دیوبندی اُن کو کفر کہتے ہیں، تو گویا دیوبندیوں کے عقیدہ میں حاجی صاحب بھی نعوذ باللہ کافر ہوئے۔ آپ اوّلاً حاجی صاحب کا عقیدہ ملاحظہ کیجئے پھر دیوبندیوں کا عقیدہ ملاحظہ کر کے حق و باطل کا اندازہ لگائیے۔

دیوبندی مذہب کے اماموں اور مولویوں کا اپنے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب کی بے ادبی و گستاخی کرنا

حاجی صاحب کے قول پر عمل کا نمونہ (گنگوہی صاحب) نے یہ بھی فرمایا کہ ان مسائل (اسلامی) میں حضرت (حاجی صاحب) کو ہم سے فتوے لے کر عمل کرنا چاہیے نہ کہ ہم آپ کے قول پر عمل کریں، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ میں انتظامی شان بڑی زبردست تھی۔ جس کو بعض بدفہموں نے نخوت سے تعبیر کیا۔

(افاضات الیومیہ ج ۳، ص ۸۵، سطر ۱)

جیسا آیا ویسا ہی گیا حضرت حاجی صاحب نے (گنگوہی صاحب سے) فرمایا کہ جو کچھ دینا تھا میں دے چکا، مولانا نے دل میں کہا کہ کیا دیا؟ میں تو جیسا پہلے تھا ویسا ہی اب بھی ہوں۔

(افاضات الیومیہ ج ۳ ص ۱۶۱، سطر ۱۹)

علمی باتوں کا حاجی صاحب کو کیا پتہ ایک مرتبہ حضرت مولانا مولوی محمد قاسم اور حضرت مولانا گنگوہی صاحب حج کو تشریف لے جا رہے تھے۔ جہاز میں ایک مسئلہ میں گفتگو ہو گئی۔ جب کچھ فیصلہ نہ ہوا، تو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نے فرمایا کہ اب گفتگو ختم کی جاوے۔ اس کا فیصلہ حضرت (حاجی صاحب) فرمائیں گے، حضرت مولانا گنگوہی صاحب نے فرمایا کہ حضرت فن تصوف کے امام ہیں۔ ان علوم کا فیصلہ حضرت کس طرح فرما سکتے ہیں یہ علمی بحث ہے۔ یہ رائے حکیمانہ تھی۔ حضرت گنگوہی کی حضرت مولانا محمد قاسم نے فرمایا کہ اگر حضرت ان علوم کو نہیں جانتے، تو ہم نے فضول ہی حضرت سے تعلق پیدا کیا۔ ہم نے تو حضرت سے تعلق ہی ان چیزوں کے جاننے کے واسطے کیا ہے۔ یہ رائے عاشقانہ تھی۔ کیا ٹھکانہ ہے اس عاشقانہ حالت کا، غرض مکہ معظمہ پہنچ کر حضرت کے سامنے مسئلہ پیش بھی نہیں ہوا، مگر حضرت نے خود کسی تقریر میں پورا فیصلہ فرما دیا۔ (مسئلہ غیب بھی ثابت کر دیا)

(افاضات الیومیہ ج ۳ ص ۲۹۳، سطر ۵ و ج ۳ ص ۳۱۸، سطر ۴)

حاجی صاحب غلط کہتے ہیں حاجی محمد علی انبیٹھوی نے حج سے واپس آ کر مشہور کر دیا کہ حضرت حاجی صاحب نے مجھ کو سماع کی اجازت دے دی ہے، کسی نے حضرت مولانا گنگوہی سے یہ روایت نقل کی، مولانا نے سن کر فرمایا کہ وہ غلط کہتے ہیں۔ اگر صحیح کہتے ہیں تو حاجی صاحب غلط کہتے ہیں۔ ایسے مسائل میں خود حاجی صاحب کے ذمے ہے کہ ہم سے پوچھ پوچھ کر عمل کریں۔

(افاضات الیومیہ ج ، ص ۲۰۷، سطر ۵ ، ج ۴ ص ۷۹، سطر ۱۶)

منافق مرید حضرت مولانا گنگوہی نے ایک خط میں ایک مخلص کو ارشاد فرمایا کہ تم دوسرے درجے میں الحق کہ

خود مرشد نا سے مجھ کو بھی جی سے اعتقاد و محبت نہیں (کیونکہ مولانا اس سے زیادہ کے پیاسے تھے) ایک بار خدمت میں حضرت (حاجی صاحب) کی بھی عرض کر دیا تھا کہ آپ کے سب خادموں سے اس بات میں کم ہوں، ہر شخص کو کسی درجے کی آپ سے محبت ہے اور اعتقاد، مگر مجھ نالائق کو کچھ بھی نہیں اور یہ اس واسطے ذکر کیا تھا کہ نفاق اپنا ظاہر کر دوں۔

(امداد المشتاق مصنفہ تھانوی ص ۱۹۰، سطر ۱۵)

نام نہاد مریدوں اور دیوبندیوں کے فتووں سے حاجی صاحب کا انکار

ہمارے حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ اللہ اکبر رحمت مجسم تھے کیسا ہی کوئی بدحال ہو جس پر ہم کفر کا فتوے لگا دیں۔ وہ اس کے فعل کی بھی تاویل فرماتے تھے۔

(امداد المشتاق، مصنفہ اشرف علی تھانوی ص ۱۶۳، سطر ۱۴)

دیوبندی مذہب کے اماموں اور مولویوں کا مذہب اپنے بزرگوں اور تمام اہل اسلام کے مذہب کے مخالف ہے

بانی دیوبندی مذہب مولوی اسماعیل دہلوی مذہباً اپنے مشائخ و احناف کا سخت مخالف تھا

مولوی اسماعیل شہید موحد تھے۔ چونکہ محقق تھے۔ چند مسائل میں اختلاف کیا اور مسلک پیران خود مثل شیخ ولی اللہ وغیرہ پر انکار فرمایا۔

(شمائم امدادیہ ص ۱۱۸، سطر ۱، امداد المشتاق مصنفہ تھانوی ص ۹۷، سطر ۱۵)

رفع یدین پر جاہلانہ ضد

شاہ عبدالقادر صاحب نے مولوی محمد یعقوب کی معرفت مولوی اسماعیل صاحب سے کہہ دیا تھا کہ تم رفع یدین چھوڑ دو۔ اس سے خواہ مخواہ فتنہ ہو گا۔ جب مولوی محمد یعقوب صاحب نے مولوی اسماعیل صاحب سے کہا تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر عوام کے فتنہ کا خیال کیا جائے تو پھر اس حدیث کے کیا معنی ہوں گے۔ من تمسك بسنتي عند فساد امتي فله اجر مائة شهيد کیونکہ جو کوئی سنت متروکہ کو اختیار کرے گا عوام میں ضرور شورش ہو گی۔ مولوی محمد یعقوب صاحب نے عبدالقادر صاحب سے اس کا جواب بیان کیا اس کو سن کر شاہ عبدالقادر صاحب نے فرمایا۔ بابا ہم تو سمجھتے تھے کہ اسماعیل عالم ہو گیا مگر وہ تو ایک حدیث کے معنی بھی نہیں سمجھتا۔ یہ حکم تو اس وقت ہے کہ جب کہ سنت کے مقابل خلاف سنت ہو۔ اور ما نحن فیہ میں سنت کا مقابل خلاف سنت نہیں بلکہ دوسری سنت ہے۔　　(لوادر النوادر مصنفہ

اشرف علی تھانوی مطبوعہ دیوبند ص ۶۹ ۴، سطر ۱)

رشید احمد گنگوہی کا اپنے مشائخ سے اختلاف

یہ واقعہ ہے کہ حضرت حاجی صاحب کے مشرب اور حضرت مولانا (گنگوہی) کے مسلک میں کسی قدر اختلاف تھا۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۴۰۸، سطر ۲)

حاجی صاحب کو اُن کے اعتقادات میں معذور سمجھو اور اُن سے اعتقاد مخالف رکھو

حاجی صاحب کا ارشاد

جب مثنوی شریف ختم ہوگئی، بعد ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جاوے گی، گیارہ گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی۔ اور شربت بٹنا شروع ہوا۔ آپ نے فرمایا: کہ نیاز کے دو معنی ہیں، ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسرے کے واسطے نہیں ہے۔ بلکہ ناجائز و شرک ہے اور دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا یہ جائز ہے۔ لوگ انکار کرتے ہیں، اس میں کیا خرابی ہے۔ اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو اُن عوارض کو دور کرنا چاہیے، نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے ایسے امور سے انکار کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولود شریف اگر بوجہ آنے نام آنحضرت کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے۔ جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر اس سردار عالم و عالمیان (روحی فداہ) کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا؟

(امداد المشتاق ص ۸۹)

اشرف علی دیوبندی کا انکار

اقول۔ یہ حضرت (حاجی صاحب) رحمۃ اللہ علیہ کی اجتہادی تحقیق ہے، فقہ حنفی میں اس میں تفصیل ہے کہ اس عمل کی مطلوبیت بالذات کے وقت تو یہی حکم ہے، ورنہ صون عوام کے لیے اصل سے بھی منع کر دیا جائے گا۔ آگے تفریعات اسی تحقیق اجتہادی پر ہیں۔ جس میں تفصیل مذکور کا قائل متفق نہ ہوگا۔ مگر چونکہ حضرت کا اجتہاد بعض علماء کے موافق ہے اس لیے حضرت کو معذور رکھا جائے گا۔

(امداد المشتاق مصنفہ تھانوی ص ۹۷، سطر ۸ وغیرہ)

نوٹ:۔ غور کیجئے کہ اشرف علی نے کس قدر چالاکی سے حاجی صاحب کے اعتقاد اور فرمان کی تردید کی ہے۔ یہی اشرف علی حاجی صاحب کو فقیہہ، مفسر، محدث کہتا ہے اور یہاں اپنی بداعتقادی پر ضد کر کے حاجی صاحب کو فقہ حنفی کی تفصیل سے جاہل مانا اور حاجی صاحب کے اعتقاد کو جمہور اہل اسلام کے خلاف ثابت کیا۔ مگر یاد رہے

کہ تھانوی جن کو بعض علماء کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے وہی جمہور اہل اسلام ہیں مگر کنوئیں کا مینڈک اپنی ہی دنیا کو بڑا تصور کرتا ہے یہی تھانوی کا حال ہے کہ دیوبندیوں کے علاوہ سب پر بعض علماء ہونے کا فتوے صادر کیا۔

ع الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں

حاجی امداد اللہ صاحب سے دیوبندیوں کا اختلاف ہی رہا

البتہ یہ امر کہ اکثر مواقع میں یہ مفاسد موجود ہیں یا نہیں اس میں حضرت (حاجی صاحب) اور علمائے (دیوبند) کا اختلاف رہا۔ (بوادر النوادر اشرف علی تھانوی، ص ۱۹۸، سطر ۱)

دیوبندیوں کے تحریر کردہ معتقدات سے حاجی امداد اللہ صاحب کی مخالفت

سوال: میری نظر سے ایک تحریر مولوی احمد حسن صاحب کانپوری (خلیفہ حاجی امداد اللہ صاحب) کی گذری ہے جس میں رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ (مصنفہ حاجی صاحب) کی بابت یہ الفاظ تحریر تھے۔ ہفت مسئلہ میں جو ضمیمہ (اشرف علی کی طرف سے) لگایا گیا ہے اس کی عدم رضا حضرت کی طرف سے ثابت ہے مولوی محمد شفیع صاحب سے بتاکید آپ نے فرمایا کہ اشتہار دو اس امر کا کہ ضمیمہ ہمارے خلاف ہے۔

جواب: ممکن ہے، کہ حضرت کی خدمت میں ضمیمہ اس طرح اور ایسے عنوان سے پیش کیا گیا ہو کہ حضرت کو مظنہ انکار نفس اعمال یا مع القیود المباحہ بلا لزوم المفاسد کا ہوگیا ہو۔ اس بنا پر اظہار مخالفت مانعین کو مضر نہیں ہے۔

(بوادر النوادر، اشرف علی ص ۲۰۰، سطر ۵، ص ۲۰۳، سطر ۴ مختصراً)

نوٹ: تھانوی صاحب کے اس جواب سے دو امر ثابت ہوئے۔ ایک تو یہ کہ فیصلہ ہفت مسئلہ کے ساتھ جو ضمیمہ دیوبندیوں نے اشرف علی سے لکھوا کر شائع کیا ہے، حاجی صاحب اس ضمیمہ سے ہر طرح بیزار تھے، (۲) دوسرا یہ کہ دیوبندی مذہب کے یہ بڑے بڑے مولوی جو اپنے کو اولیاء اللہ اور محدث کہلاتے تھے، اپنی بد اعتقادی چھپانے کے لیے اپنے مرشد پر جھوٹے اعتقادی الزامات لگانے سے بھی گریز نہیں کرتے تھے، جیسے مولوی اشرف علی صاحب کے ضمیمہ سے ثابت ہے۔

دیوبندی مولوی اپنے مُرشد حاجی امداد اللہ صاحب کے عقیدہ کو کفر و شرک اور حاجی صاحب کو مُشرک اور کافر بتاتے ہیں

حضرت حاجی صاحب کے خلفاء میں باعتبار اختلاف بعض معتقدات و معمولات معلومہ کے دو فریق ہیں اور ہر فریق علماء کا ہے۔ جن میں ایک فریق مولوی احمد حسن صاحب کانپوری اور شاہ عبد الحق مہاجر مکی مولوی عبد السمیع صاحب میرٹھی وغیرہ کا ہے، جن کے معتقدات و معمولات مثل حضرت حاجی صاحب و دیگر معتقدین صوفیہ کرام پیشوایان سلسلہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ ہیں اور دوسرا فریق مولوی رشید احمد صاحب و مولوی اشرف علی صاحب و مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم وغیرہ کا ہے جو ان معتقدات و معمولات کو بدعت و ضلالت بلکہ اس سے بھی زیادہ بدتر کہتے ہیں، کہ نوبت بشرک و کفر پہنچاتے ہیں۔

(خط دیوبندی مندرجہ بوادر النوادر اشرف علی ص ۱۹۷، سطر ۲ و مندرجہ کتاب ثلج الصدور تھانوی ص ۲۰۴، سطر ۳)

حاجی صاحب کی غلط تحقیق

(حاجی صاحب نے) یہ سمجھ کر کہ لوگ ان مفاسد سے بچتے ہوں گے ؟ یا بچ جاویں گے۔ اجازت دے دی، سو یہ اختلاف فی الواقع مسئلہ میں اختلاف نہ ہوا، بلکہ ایک واقعہ کی تحقیق کی غلطی ہے جو علم و فضل یا ولایت بلکہ نبوت کے ساتھ بھی جمع ہو سکتی ہے۔ (معاذ اللہ)

(بوادر النوادر، اشرف علی مطبوعہ دیوبند، ص ۱۹۷، سطر ۱۸)

مشرک سے بیعت کہاں جائز

تم اس کو شرک سمجھتے ہو تو پھر مشرک سے بیعت ہونا کہاں جائز ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۶، ص ۱۷۹، سطر ۸)

٦
باب ششم

باب ششم

دیوبندی فقہ کے مسائل

اس عنوان کے قائم کرنے کی اس لیے چنداں ضرورت محسوس نہ ہوتی تھی کہ ایمان واعتقاد اصل ہے، اور اعمال فرع اور جب ایمان واعتقاد کے لحاظ سے دیوبندیوں کا مسلمانوں سے الگ ہونا ان کی ذمہ دارانہ تحریروں سے ثابت ہوگیا۔ تو مسائل میں اتحاد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا مگر اہلِ باطل کا ہمیشہ سے شیوہ رہا ہے کہ جب وہ ایمان و انصاف کی عدالت میں اپنے جُرم کی صفائی سے عاجز آجاتے ہیں تو پھر ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کر کے اہلِ حق کو بدنام کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ جس طرح غیر مقلد چکڑالوی فقہ احناف و حدیث پر جاہلانہ اعتراض گھڑا کرتے ہیں، اسی طرح اپنے اکابرین، مرتدین کے کھلے کفریات کی صفائی سے عاجز آکر اب دیوبندیوں نے بھی غیر مقلدوں کی طرح فقہ احناف کے مسائل کو کتب اہل سنت وجماعت سے نقل کر کے اُن کو بُرے رنگ میں اُچھال کر علمائے اہلسنت کو بدنام کر کے اپنی جاہل امت کو خوش کرنے کی کوشش شروع کردی ہے۔ چنانچہ "تحقیق المذاہب" و "بریلوی مذہب" وغیرہ میں دیوبندیوں نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی کتب سے نقل کر کے لکھا ہے کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے۔ کہ نمازی اپنی نماز میں اپنی یا بے گانی عورت کے فرج کے اندر کی طرف نظر کرے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ الخ وغیرہ۔۔۔۔۔ ایسے شرعی مسئلے نقل کرنے کے بعد دیوبندی صاحبان فرماتے ہیں، کہ ہندوؤں میں ایک فرقہ ہے "وام مارگی" وغیرہ وغیرہ اور پھر جو یہ سے ہیں، تو خوب دل کی آگ نکال لی، حالانکہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ شریعتِ اسلامیہ ایک جامع شریعت ہے، جس نے انسانی زندگی کے ہر شعبے کو اسلامی طرز پر نبھانے کی ہدایت کی ہے۔ مگر دیوبندی مولوی صاحبان کی جہالت تو دیکھو، یہ مسائل جن کے بیان کرنے پر سُنی علماء پر یہ "وام مارگی" ہونے کی ڈگری کردی گئی ہے، یہ مسائل تمام کتب اسلامی فقہ احناف میں موجود ہیں، اگر فقہ اسلام کے مسائل بیان کرنا "وام مارگی" بنانا ہے۔ تو پھر متقدمین و متاخرین ائمہ احناف حتیٰ کہ صحابہ کرام کو تو دیوبندی مولوی بطریقِ اولیٰ "وام مارگی" کہیں گے۔ اب ملاحظہ کیجیے کہ یہ مسائل کسی نے نئے وضع کیے ہیں یا کتب مسلّمہ فقہ سے ہی لیے گئے ہیں (صاحب مراقی الفلاح فرماتے ہیں:

(ولا تبطل صلوته) بنظره الى فرج المطلقة او الاجنبية يعنى فرجها الداخل

لشہوۃ فی المختار (مراقی الفلاح ج۱ ص ۱۸۱)

یعنی اپنی یا بیگانی عورت کے اندرونی فرج کی طرف بشہوت نظر کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ یہی مسئلہ بیان کرنے کے بعد علامہ ابن عابدین نماز نہ ٹوٹنے کی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ واما النظر والفکر فلا یفسد؟ الخ یعنی نظر وفکر مفسد نماز نہیں، یعنی یہاں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ نظر کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ باقی رہا کہ کیا یہ فعل جائز ہے یا گناہ؟ یہ ایک دوسرا مسئلہ ہے جس کو تمام فقہائے اسلام گناہ فرماتے ہیں اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے بھی بیان فرمادیا کہ یہ فعل ہر طرح گناہ ہے۔ اب دیوبندی حضرات علامہ ابن عابدین کے فقرہ لو نظر الی فرج المطلقۃ کے لفظ نظر کا ترجمہ کر کے فرمادیں کہ اس کا معنی نظر کی ہے یا نہیں۔ باقی قصداً نظر کرنے کا معنی گھڑ لینا یہ دار العلوم دیوبند کا ہی فیض ہے۔ عورت کے فرج کے تجزیے کر کے نکیں یا کر دوسرے معلوم کرنے کا دیوبندی تجربہ اسی کتاب کے باب دیوبندیوں کے تصوف میں ملاحظہ ہو۔

"تنویر الابصار" میں ہے:۔

(وینظر الرجل) من عرسہ وامتہ الحلال الیٰ فرجھا

اور علامہ شامی فرماتے ہیں:۔

وعن ابی یوسف سألت ابا حنیفۃ عن الرجل یمس فرج امراتہ الیٰ قولہ وارجوا ان یعظم الاجر۔

(فتاویٰ شامی ج ۵، ص ۲۴۲)

اب دیوبندی حضرات بتائیں کہ کیا سب مراقی الفلاح وعلامہ شامی وصاحب تنویر الابصار حتیٰ کہ خود امام ابوحنیفہ اور ان کے تمام تلامذہ وجمیع ائمہ احناف کیا سب کے سب بقول شما معاذ اللہ "وام مارگی" سے تعلق رکھتے تھے

ع مرداں چنیں کنند

مگر دیوبندی مرض چونکہ اب ہر طرح لاعلاج ہو چکا ہے۔ ممکن ہے کہ کتب احناف سے تسکین نہ ہو۔ اس لیے ذرا گھر کو ملاحظہ فرمالیں۔ فتوائے دیوبندی مذہب بھی ملاحظہ ہو:

سوال:۔ (۱) جو شخص نماز کی حالت میں کسی اپنی یا بے گانی عورت کے فرج میں نظر کرے تو کیا اس کی نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں؟

(۲) مرد وعورت بہ نیت تلذذ ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھ سکتے ہیں؟ الخ

الجواب (۱) نماز نہیں ٹوٹتی۔ الخ (۲) (نظر کرنا) جائز ہے اگر میاں بیوی ہیں، مگر مکروہ ہے۔ الخ (مختصراً حسب ضرورت)۔ کتبہ جمیل احمد تھانوی مفتی اشرفیہ نیلا گنبد لاہور، ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۵ھ۔ (بندہ کے پاس فتوے قلمی محفوظ ہے)۔

مہر

آپ کے تھانوی صاحب کے سوال میں نظر کرنے کا لفظ ہے، اتفاقاً نظر پڑنے کا لفظ نہیں ہے کیا تھانوی صاحب نے بھی قصداً نظر کرنے کی اجازت عطا فرمادی اور اب قاسمی صاحب فرمادیں کہ امت دیوبندیہ کی یہ سب تھانوی برادری بھی کیا "وام مارگی" سے تعلق رکھتی ہے یا نہ اور جناب کو واضح ہونا چاہیے کہ دنیا میں انسان موجود ہیں ہر جگہ دیوبندی سکھّا شاہی نہیں، آپ کی چالاکیوں کو خوب سمجھنے والے بھی موجود ہیں اتنا عرض کر دینے کے بعد مناسب معلوم ہوتا تھا کہ اتنی گزارش کرکے بس کردی جاتی کہ یہ مسائل والاسود ابھی آپ "حضرات" کو مہنگا پڑے گا۔ اور ہے

بدم گفتی وخورسندم عفاک اللہ نکو گفتی

جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

مگر چونکہ اب بات چل گئی ہے۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے، دیوبندی امت کے لیے ان کی فوری واجب العمل فقہ کے چند نمونے بھی عرض کر دیے جائیں، تاکہ دیوبندیوں کے اُمتی فوری عمل فرما کر دین و دنیا میں سرخرو ہو کر فلاح دارین حاصل کریں۔ چند نمونے بطور مشتے نمونہ از خروارے ملاحظہ ہوں؛

ع وہی کہتا ہوں، جو کچھ سامنے آنکھوں کے آتا ہے

اہل دیوبند میں مشت زنی کا رواج

سوال: زید کو جماع کی سخت ضرورت ہے اور اس کی زوجہ حائضہ ہے اس صورت میں وہ کیا کرے گا۔

الجواب:۔ بی بی کی ساق وغیرہ سے رگڑ کر نکال دے یا اس کے ہاتھ سے خارج کرادے۔

(امداد الفتاوٰی تھانوی ج ۲، ص ۱۶۳، سطر ۲۱ مطبوعہ مجتبائی)

نوٹ: معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کو بالکل چھٹی ہے کہ ایام ماہواری میں اپنے عورتوں سے مشت زنی کرائیں کیا یہ اسی لیے ہی نکاح کیا کرتے ہیں:

ہوے کھانے کے لیے روزے کا صفایا

مولانا رفیع الدین صاحب فرماتے تھے، ایک دن مسجد میں حاضر ہوا، حضرت (نانوتوی) ہوے بھونے تناول فرما رہے تھے۔ فرمایا کہ آیئے میں نے عرض کیا۔ میرا تو روزہ ہے۔ پھر فرمایا۔ آیئے میں کھانے بیٹھ گیا۔

(ارواح ثلاثہ ص ۲۴۲)

فرج کی رطوبت پاک ہے

جو رطوبت اکثر اوقات رحم سے سائل ہوتی ہے جس کو اصل سائل نے پوچھا ہے ـــــــ پس اسی رطوبت مغایرۃ للودی والمنی والمذی والشبیہ باللعاب امام صاحب وصاحبین مختلف ہیں اور بوجہ ابتلا کے اصل جواب میں قول با طہارت پر فتوٰی دیا گیا ہے۔

(بوادر النوادر تھانوی ص ۲۱۳، سطر ۱۲۰)

نوٹ: حالانکہ تمام فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ یہ رطوبت نجس ہے (دیکھو فتاوی شامی ج ا ص ۱۱۷) میں ہے
الخارج نجس بالاتفاق، تو بیرونی رطوبت پر قیاس کر کے اندرونی جاری رطوبت کو پاک قرار دینا یہ دیوبندی فقہ کا ہی کرشمہ ہے کیونکہ تھانوی صاحب سے بیرونی رطوبت کے متعلق سوال ہی نہیں کیا گیا بلکہ اندر بہنے والی رطوبت کے متعلق ہی دریافت کیا گیا ہے۔ (دیکھو بوادر النوادر)

گندگی والا پانی پاک

سوال:- تالاب دہ در دہ ہے بہت زیادہ قریب بستی ہے۔ اہل بستی کو اس کے اطراف جوانب میں بول و براز کا بھی اتفاق ہوتا ہے۔ برسات میں اگر پُر نہ ہوا اور باہر ٹوٹ پھوٹ کر بھی نہ نکلا ہو۔ اس صورت میں طاہر ہے یا غیر طاہر، الخ۔

الجواب:- یہ تالاب پاک ہے۔ اگر چہ باہر نہ نکلا ہو　فقط کتبہ الاحقر بندہ رشید احمد عفی عنہ (فتاوی رشیدیہ ج ۲ ص ۴ سطر ۱)

افیون کھاؤ

حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص گاؤں کا رہنے والا مرید ہونے آیا ۔۔۔ کہتا ہے میں افیم کھاتا ہوں۔ فرمایا اچھا یہ بتلا کہ کتنی کھاتا ہے۔ اتنی میرے ہاتھ پر رکھ دے ۔۔۔۔ چنانچہ اس نے ایک گولی بنا کر ہاتھ پر رکھ دی۔ حضرت نے اس کا ایک حصہ توڑ کر اس کو کھلا دیا کہ اتنی کھا لیا کر۔ الخ۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۲۷۷، سطر ۵)

پیشاب کے مل جانے سے بھی پانی پاک ہی رہتا ہے

اگر کثرت سے مقدار میں پانی جمع ہوا اور اس میں تھوڑی سی مقدار میں پیشاب ڈال دیا جائے تو وہ پاک رہے گا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۶ ص ۴۷، سطر ۵)

دیوبندی عقل کے فتوے سے (معاذ اللہ) اپنی ماں سے زنا کرنا بھی جائز اور اپنا گوہ کھانا بھی جائز

ایک شخص نے کہا تھا وہ اپنی ماں سے بدکاری کیا کرتا تھا ۔۔۔۔ کسی نے کہا۔ ارے خبیث یہ کیا حرکت ہے تو کہتا ہے، کہ جب میں سارا ہی اس کے اندر تھا تو اگر میرا ایک جزو اس کے اندر چلا گیا تو حرج کیا ہوا۔ یہ حکم بھی عقلیات سے ہو سکتا ہے۔ ایک شخص گوہ کھایا کرتا تھا اور منع کرنے پر کہا کرتا تھا کہ جب یہ میرے ہی اندر تھا تو پھر اگر میرے ہی اندر چلا جاوے تو اس میں کیا حرج ہے۔ تو ان چیزوں کو عقل کے فتوے سے جائز رکھا جاوے گا۔ (افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۶۲۳، سطر ۱۴)

نوٹ:۔ ختم قرآن علی الطعام کے بدعت ہونے کے متعلق تھانوی صاحب فرماتے ہیں:۔

"بدعت کی باتیں خود صریح طور پر عقل کے بھی خلاف ہیں"

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۴۱۲، سطر ۹)

پھر لکھتے ہیں کہ:۔

"عقل ایک فطری چیز ہے" (افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۵۳۹، سطر ۶)

یعنی طعام پر قرآن پڑھنا تو دیوبندی عقل کے فتوے سے ناجائز مگر ماں سے زنا کرنا اور گوموتہ کھانا ہر طرح جائز۔ سکھوں میں بھی ایک فرقہ ہے ماتم "ماں تن"، یعنی ماں سے زنا کرنے والے۔ ایسی ناپاک عقل والوں کے مذہب سے خدا ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔

عقل کے فتوے سے گوموتہ کھانا اور ماں سے زنا جائز کہنا یہ سراسر بے عقلی ہے۔ ماں کے ساتھ زنا اور گوموتہ کھانے کو بے عقل ہی جائز کہہ سکتا ہے۔ عقل قطعاً ایسے ناپاک فتوے نہیں دے سکتی۔ کیونکہ عقل ایک نور ربانی ہے، اصول فقہ کی مستند کتاب نور الانوار بحث بیان شرائط الراوی میں ہے

فالعقل وهو نور في بدن الآدمي يضيئ به طريق يبتدا به من حيث ينتهي اليه درك الحواس

تو بتلایئے کہ نور بھی کیا ماں کے ساتھ زنا کو جائز کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ایسا کہنا سراسر ظلمت وضلالت ہے۔ نیز دیکھئے عقل کے بارے عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وہم مر فرعون عالم سوز را — عقل مر موسے جان افروز را

رفت موسیٰ بر طریق نیستی — گفت فرعونش بگو تو کیستی

مانده عقل است بی نان وشوا — نور عقل است اے پسر جاں راغذا

گفت من عقلم رسول ذوالجلال — حجۃ اللہ ام اماں از ہر ضلال

عقل دیگر بخشش یزداں بود — چشمۂ آں در میان جاں بود

علامہ اسفرائنی نقل فرماتے ہیں:

ان الله لما خلق العقل وقال له اقبل فاقبل ثم قال ادبر فادبر فقال له ما خلقت خلقا اكرم منك بك اعطي وبك اخذ،

(التبصیر للاسفرائنی ص ۱۲۲)

خود خداوند کریم نے کتاب مجید میں عقل کی ضرورت اور اس کی افادیت کا بار بار ارشاد فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

انا انزلنا قرآنا عربیا لعلکم تعقلون ۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:۔

قد بینا لکم الایات لعلکم تعقلون

اول الذکر آیت کریمہ کے لعلکم تعقلون کے تحت شیخ سلیمان جمل علیہ الرحمۃ جمل حاشیہ جلالین میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

ای تستعملوا فیہ عقولکم الخ۔

بہر حال عقل ایک نور عظیم اور نعمۃ الٰہیہ ہے۔ عقل کی شرافت و نجابت پر ایسا جاہلانہ حملہ کرتے وقت خدا جانے تھانوی جی کی عقل کہاں گئی۔ واقعی حضور عارف رومی نے تھانوی جی جیسے لوگوں کے بارے خوب فرمایا:

عقل را باشد وفائے عہد ہا　　تو نداری عقل رو اے خرُبہا
چونکہ عقلت نیست نسیاں میر تست　　دشمن و باطل کن تدبیر تست

گوہنہ کھانے کیلیے خنزیر بننا پڑے تو خنزیر بن کر بھی گوہنہ کھالیتے ہیں

فرمایا کہ ایک موحد سے لوگوں نے کہا کہ اگر حلوا و غلیظ ایک ہیں تو دونوں کو کھاؤ، انہوں نے بشکل خنزیر ہو کر گوہنہ کو کھا لیا پھر بصورت آدمی ہو کر حلوا کھایا اس کو حفظ مراتب کہتے ہیں جو واجب ہے۔ (حاشیہ) قولہ انہوں نے بشکل خنزیر ہو کر گوہنہ کھالیا۔ اقول۔ اس معترض کی غباوت کے سبب اس تکلف و تصرف کی ضرورت پڑی ورنہ جواب ظاہر ہے کہ یہ اتحاد مرتبہ حقیقت میں ہے نہ کہ احکام و آثار میں

(امداد المشتاق مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی مطبوعہ تھانہ بھون ص ۱۰۱ سطر ۱ تا ۲۱)

نوٹ:۔ دیوبندیوں کے نزدیک موحد صرف دیوبندی وہابی ہیں باقی اہلسنت کو یہ مشرک اور بدعتی کہتے ہیں۔ موحد نہیں سمجھتے لہٰذا صاف واضح ہے کہ گوہ کھانے کے لیے خنزیر بننے والا یہ خنزیر دیوبندی مولوی ہو گا یا وہابی۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے تھانوی کا مذکورہ فتوائے عقلی جواز گوہنہ خوری پڑھ کر اپنے حکیم الامت کی عقل کے مطابق اپنی عقل بنانے کے لیے یہ شوق کیا ہو۔ واقعی خوب ترقی ہے کیونکہ مومن جب ترقی کرتے ہیں تو فرشتہ سیرت ہو جاتے ہیں مگر یہ نام نہاد موحد جب ترقی کرتے ہیں تو خنزیر بن جاتے ہیں۔ باقی انسان سے خنزیر بدل جانا اس تصرف پر دیوبندی ایمان بھی قابل تعجب ہے، کیونکہ دیوبندی شیخ التکفیر غلام خان اور لائلپوری ملاں رباعی عمر خیام تو ہر جلسہ میں بندگانِ خدا کو بے اختیار ثابت کرنے کے لیے لیس لک من الامر شیئ کی آیت کے سوا کوئی تقریر ہی نہیں جانتے کیا دیوبندی مولویوں کو خنزیر بننے

کا اختیار حاصل ہے۔ ہم نے تو یہ سنا ہے کہ شیطان ایسی صورتیں بنالیتا ہے شاید "شیاطین الانس" عباد الطاغوت "بندگان دیو" کو بھی یہ فیض حاصل ہو چکا ہو۔ تھانوی صاحب کی زبان فیض ترجمان تو یہی کہہ رہی ہے۔ باقی کیا فرماتے ہیں علمائے دیوبند ! بیچ اس مسئلہ کے۔

گندگی خور کوا کھانا ثواب

مسئلہ: جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کوا کھانے والے کو کچھ ثواب ہو گا۔ یا نہ ثواب ہو گا نہ عذاب۔

الجواب:۔ ثواب ہو گا۔ فقط، رشید احمد۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۳۰، سطر ۳)

نوٹ:۔ حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے:

من یاکل الغراب وقد سماہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فاسقاً۔

یعنی کوے فاسق کو کون کھا سکتا ہے۔ دیوبندی کہتے ہیں کہ ہم کھا سکتے ہیں۔

عن عائشۃ رضی اللّٰہ عنہا ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال الحیۃ فاسقۃ والعقرب فاسق والفارۃ فاسق والغراب فاسق فقیل للقاسم ایؤکل الغراب قال من یاکلہ بعد قول رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فاسقاً

(ابن ماجہ شریف ص ۲۳۱)

یہ تو دیوبندیوں کی مبارک غذا ہے اور وضو کے پانی کے متعلق آپ مذکورہ بالا فتاوےٰ رشیدیہ کے فتوے سے پڑھ ہی چکے ہیں کہ گو ہہ والا پانی پاک ہے تو پانی گو ہہ والا اور غذا گو ہہ خور کوا، اب ایسی غذا اور طہارت کے بعد حضرات علمائے دیوبند کی عبادت بھی ملاحظہ فرما لیجیے۔

عورت کے لیے نماز ہی توڑ دی

(امتِ دیوبندیہ کے حکیم الامت کی محویت کا نمونہ)

میں صبح کی سنتیں پڑھ رہا تھا کہ بڑے گھر سے آدمی دوڑا ہوا یہ خبر لایا کہ گھر میں سے کوٹھے کے اوپر سے گر گئی ہیں۔ میں نے یہ خبر سنتے ہی فوراً نماز توڑ دی۔

(اشرف المعمولات تھانوی ص ۱۴، سطر ۱۱)

نوٹ:۔ جو حضرات علماء گو ہہ والے پانی سے وضو فرمالیں اور گو ہہ خور کوے کھائیں اور نماز میں بھی عورتوں کے ہی پجاری بنے رہیں، ان کے علم و فضل کا کون مقابلہ کر سکتا ہے، حالانکہ انہیں دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ اگر نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال بھی آجائے تو بیل اور گدھے کے خیال سے بھی بدتر ہے۔ (صراط مستقیم)

اپنی گائے بھینس سے زنا بھی کریں تو اس کا دودھ بھی پئیں اور اس کے گوشت کے بھی مزے اڑائیں

سوال :۔ شخصے با گاؤمیش حاملہ قیمتی تخمیناً صد روپیہ زنا کرد۔ آں گاؤمیش را چہ کردہ شود۔ الخ۔

الجواب :۔ ظاہر شد کہ عند الامام اکل او و شرب لبن او ہمہ جائز بلا کراہت ہست پس در صورت مسئولہ از شان بہیمہ چیزے تعرض نہ کردہ شود۔ چوں مالک او گوارہ نکند۔

۱۱ رجب ۱۳۲۱ھ۔

(امداد الفتاویٰ مصنفہ تھانوی صاحب ج ۲ ص ۱۵۵ سطر ا)

نوٹ :۔ تھانوی صاحب نے جو عبارت شامی سے نقل کی ہے اس میں وقالا تحرق ایضاً صاف موجود ہے اور تھانوی صاحب صاحبین کے قول سے مطلقاً چشم پوشی فرما کر حیوانوں سے زنا کا دروازہ کھول رہے ہیں۔ حالانکہ یہی صاحب پٹاخے وغیرہ کی خرید و فروخت کے متعلق یوں فتوے دیتے ہیں :

ان اشیاء کی خرید و فروخت امام صاحب کے نزدیک جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک ناجائز۔ پس خرید و فروخت نہ کرنا احتیاط ہے۔

(امداد الفتاوی ج ۵ ص ۲۵۲، سطر ۲)

اب ملاحظہ کیجیے کہ یہاں تو احتیاط صاحبین کے قول پر ہو اور بے چارے بے زبان حیوانات سے زنا میں کھلی ڈگری عدم تعرض کی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی نامراد نے ایک گائے خرید لی اور پھر نہ بیوی کی ضرورت نہ دودھ کی کمی۔ ان کے ناپاک فتووں کا یہ عالم، اللہ بچائے ایسے حکیم الامت مفتیوں سے۔

سُوَر کی چربی والا کپڑا پہن لو

زمانہ تحریک میں ایک استدلال یہ کیا گیا تھا کہ بدیشی کپڑا پہننا اس لیے حرام ہے کہ اس میں سور کی چربی استعمال کی جاتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر اس روایت کو صحیح مان بھی لیا جائے تو زائد سے زائد یہ لازم ہوگا کہ بدون دھوئے ہوئے مت پہنو، یہ کیسے کہہ دیا کہ بالکل حرام ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ص ۱۷۱، سطر ا)

۲ کھیتی کا اگر کچھ حصہ خنزیر وغیرہ نے کھایا تو وہ پاک ہے۔ (فتاوی دیوبند ج ا ص ۲۱۰)

نوٹ :۔ تھانوی صاحب کا یہ فرمان کہ "زائد سے زائد" ظاہر کرتا ہے کہ اولاً تو دیوبندیوں کے نزدیک سور کی چربی والا کپڑا دھونا کوئی ضروری نہیں۔ اگر کوئی مجبور بھی کرے تو پانی بہا کر پہن لیا کریں۔

ناظرین کو پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ دیوبندیوں کی غذا گوبر خور کوا، پانی گوبر والا دل میں گدھا اور حبیب دیوبند کے حضرات شیخ الحدیثوں کا لباس بھی سور کی چربی والا ہو گیا۔ بس پھر تو مکمل حکیم الامت ہو گئے، رافضی مذہب میں سور کی چربی پاک تھی، اب دیوبندیوں کا فتوے بھی ظاہر ہو گیا۔ پھر سور کا جھوٹا تو طیب ہی قرار دے دیا گیا۔

دیوبندیوں کو باجا (ریکارڈ) گرامون سننا جائز ہے

(۱) اگر شبہ کیا جاوے کہ مونو گراوے (گراموفون باجا) میں حکایت صوت بذریعہ آلات لہو محرم ہے۔ تو وہ بھی منہی عنہ ہوئی۔ اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ یہ غیر مسلم ہے۔ اس لیے کہ ملاہی محرم وہ ہیں جہاں خود ان ملاہی کی صورت مخصوصہ مفقود ہو۔

(حوادث الفتاوےٰ، تتمہ خامسہ امداد الفتاوی تھانوی مطبوعہ تھانہ بھون ص ۵۱، سطر ۱۰)

(۲) پھر ممکن ہے کہ باعتبار اکثریت استعمال فی اللہو کے اس کو باجا کہا جاتا ہو۔ پس اس کو حرمت مطلقاً میں کوئی دخل نہیں۔

(حوادث الفتاوی مذکور ص ۵۲، سطر ۱)

(۳) اگر کہا جاوے کہ اگر استعمال کرنے والے کا مقصد بھی تلہی (لہو و لعب) کا ہو، مگر خاص انہی ریکارڈوں کو استعمال کرے، جن میں اصوات مباحہ محفوظ ہوں۔ تو کیا اب بھی حرمت کا حکم نہ ہوگا۔ حالانکہ قصد تلہی کا ہے۔ جواب یہ ہے کہ ہر تلہی حرام نہیں۔

(حوادث الفتاوی ص ۵۲، سطر ۷)

(۴) دوسرے یہ کہ جس چیز کو ان بزرگ نے آلہ معصیت کہا وہ آلہ معصیت ہی نہیں۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۱۵۴)

دیوبندیہ کی گھڑا بازی رقص و سرود سماع بامزامیر، تالیاں بجانا

(جیل) میں کبھی کبھی قوالی بھی ہوتی تھی جس میں اختر علی خاں گھڑا بجاتے۔ صوفی اقبال تالی بجا کر تان دیتے۔ سید عطاء اللہ شاہ غزل گاتے۔ مولانا احمد سعید شیخ مجلس بن کر بیٹھتے اور مولانا داؤد غزنوی اور عبد العزیز حال کھیلتے۔

(عطاء اللہ شاہ مصنفہ منشی شورش کشمیری دیوبندی مدیر رسالہ چٹان ص ۶۷)

مفصل حوالہ آگے آرہا ہے۔

حلال طعام بوجہ فاتحہ پڑھے جانے کے دیوبندیوں کے نزدیک حرام ہے

ایں چنیں طعام نہ خوردہ شود دع ما یریبک الی ما لا یریبک

(امداد الفتاوی اشرف علی حصہ ۴ ص ۵۸، سطر ۲۱)

یعنی یہ مشتبہ ہے اس لیے نہ کھاؤ۔

خاص حرام کا کھانا دیوبندیوں کے نزدیک حلال ہے

مولانا نانوتوی کو حرام کے طعام سے جیسے نفرت تھی ویسے ہی اس کا احساس بھی بہت جلد کرتے تھے۔ مگر دعوت بوجہ دلداری ہر ایک کی منظور کر لیتے تھے (الیٰ قولہ) جو فتوے سے حلال تھی۔

(ارواح ثلاثہ تھانوی ص ۲۵۰، سطر ۱)

(دیکھیے کہ ختم والا طعام بوجہ مشتبہ ہونے کے حرام ٹھہرایا۔ مگر حرام باوجود مشتبہ ہونے کے حلال بنایا)

ڈومنیوں کا گانا جائز

سوال :۔ ڈومنیوں سے بیاہ میں گوانا بشرطیکہ خلاف شرع نہ گاویں درست ہے یا نہیں ؟

الجواب :۔ عورتوں کے مجمع میں عورتوں کا گانا موجب فتنہ کا نہ ہو تو درست ہے ۔ الخ۔

(فتاوٰی رشیدیہ ج ۲ ص ۱۱۰، سطر ۵)

سود کھانے کا دیوبندی حیلہ

(سود کھانے کا) ایک حیلہ شرعی ہے ۔ وہ یہ کہ آدمی یہ خیال کرے کہ سرکار بہت سے محصول اپنی رعایا سے لیتی ہے کہ ہماری شریعت میں جائز نہیں (تو اس نیت سے لے لے)

(فتاوٰی رشیدیہ ج ۲ ص ۱۹۲، سطر ۳)

دیوبندیوں کی سود خوری

ایک صاحب کا خط آئرلینڈ سے آیا ہے ۔ لکھا ہے کہ میں عنقریب ہندوستان آنے والا ہوں اور میرا روپیہ بنک میں جمع ہے اس کے سود کو لے کر کہاں خرچ کرنا چاہیے ۔ میں نے جواب لکھ دیا ہے کہ اس کو لے کر ہندوستان آجاؤ ۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۵ ص ۷۷، سطر ۸)

نوٹ :۔ تھانہ بھون یا دیوبند کے لنگر میں داخل کرنے کا خیال ہوگا کیونکہ شاید یہاں پلید بھی پاک ہو جایا کرتا ہے۔

سود بھی ایک انعام ہی ہوتا ہے

رہا سود تو کیا اس کو سود کہہ کے لینا حرام کہا جاوے ۔ یا وہ بھی محسوب انعام ہی ہوگا ۔ کمپنی والے اس کو سود ہی کہتے ہیں ۔ الخ

الجواب :۔ بندہ کا مدت سے خیال تھا کہ یہ بھی صلہ (انعام) ہے ۔ تسمیہ سے حرمت نہیں آتی ۔ ۸ ذی الحجہ ۳۸ھ

(حوادث الفتاوٰی ص ۶۳، سطر ۱۸)

نوٹ :۔ کیوں صاحب ! بکرے پر تو غوث پاک کا نام مقرر کیا جاوے تو وہ حلال بھی حرام ہو جائے اور دیوبندی خود حرام خوری بھی کریں تو تسمیہ یعنی نام لینے سے کچھ حرمت نہیں آتی ۔

راستے میں چلتے ہوئے کھانا

میں دروازے پر کھڑے ہو کر یا راستے میں چلتے ہوئے کسی چیز کے کھانے سے پرہیز نہیں کرتا ۔ اگر کبھی اسلامی سلطنت ہو جائے تو زائد سے زائد میری شہادت قبول نہ ہوگی ۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۴۱، سطر ۱۵)

نوٹ :۔ آخر حکیم الامت جو ہوئے ، یہ ہے ان نام نہاد علماء کی حقیقت اور اس پر بھی دیوبندی ان کے عاشق ہیں

ع وزیرے چنیں شہریارے چنیں

حُقّہ

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد شیخ اسد علی حُقّہ پیتے تھے۔ جب ضرورت ہوتی، فرماتے بیٹا قاسم حُقّہ بھر لے۔ مولانا کی یہ حالت تھی کہ فوراً تعمیل فرماتے باوجود اس کے کہ مرید اور شاگرد سب موجود تھے۔ مگر کچھ پرواہ نہ ہوتی۔ اگر کوئی کہتا بھی تو فرماتے کہ یہ تمہارا کام نہیں، یہ میرا کام ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۳۸۴، سطر ۱۷)

حقہ پینا درست ہے

حُقّہ پینا، تمباکو کھانا درست ہے۔ الخ

(فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۳۰، سطر ۱۰)

نوٹ:- تحقیق المذاہب والے حزب المحمودی لاہوری دیوبندی فرماتے ہیں کہ جب حقہ کا پانی کپڑے کو لگ جائے تو کپڑا پلید ہو جاتا ہے تو آپ کے قاسم العلوم جو کہ حقہ ہی بھرتے رہے، وہ حقہ کے پانی سے سر سے پاؤں تک مجسمہ نجاست بن گئے ہوں گے۔ پھر اُن کی نمازوں کا کیا حال، اور بقول شما حرام کو حلال بنانے والا گنگوہی صاحب خود مجسمہ حرام نہ ہوگا۔ اگر یہ فتوے درست ہے تو پھر اعلیٰ حضرت بریلوی پر آپ کو کیوں غصہ آ رہا ہے۔

حق تلفی مسلمانوں کی ہی کرو

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کے متعلق عجیب لطیفہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگر کوئی مسلمان حق تلفی بھی کرے تو مسلمان ہی کے ساتھ کرے کافر کے ساتھ نہ کرے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۳۱۰۱، سطر ۱۷)

حکیم الامت کا کرکٹ و فٹ بال میچ

سوال:- آجکل ہندوستان میں جو کھیل رائج ہے مثلاً ہاکی فٹ بال، کرکٹ وغیرہ بخیال ورزش اُن کا کھیلنا درست ہے یا نہیں؟ الخ

جواب:- اگر دوسرے طریق اس درجے کے نہ ہوں تو کچھ حرج نہیں۔ الخ

(حوادث الفتاوی، ص ۴۹، سطر ۹، ۱۵)

تصویر پرستی

دوسرے یہ کہ ایسی عملی تصویریں کا پاس رکھنا گناہ نہیں الخ

(حوادث الفتاوے ص ۱۰، سطر ۹)

سرکاری کاغذ غبن کرلو

سوال:- غلام کو کاغذ سادہ کار سرکار کے لیے ماہانہ ملتے ہیں .... اس صورت میں اگر خرچ سے زیادہ ہوں تو اپنے خرچ کے کام میں کاغذ وغیرہ خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں۔

جواب:- یہ تحقیق کرنا چاہیے کہ اگر کاغذ بچنے کی اطلاع ہو جاوے تو اس کی وجہ سے آئندہ کم تو نہ کریں [illegible]

تھانوی صاحب، ص ۱۱، سطر ۱)

نوٹ :۔ یعنی اگر حکومت کو پتہ ہی نہ چلے یا پتہ چلے بھی تو کانفذ پورا لمتا رہے، تو جو دل چاہے غبن کر جاؤ۔ شاید آجکل کے سرکاری روپیہ خرد برد کرنے والے صاحبان دیوبندی حضرات کے ہی شاگرد ہوں گے۔

مال کے بدلے لڑکیوں سے نکاح

ایک شیعی وصیت کر کے مرا ہے کہ میری دونوں بیٹیوں کی شادی حضرت امام مہدی علیہ السلام کی جائے۔ اب وہ لڑکیاں جوان ہیں ۔۔۔۔۔۔۔ وصیت پر اس طرح عمل کیا جاوے کہ ایک یادداشت لکھ کر خاندان میں محفوظ کر دو کہ حضرت امام کے وقت ان لڑکیوں کی نسل میں جو لڑکی ہو۔ اس کو حضرت کے نکاح میں دے دیں۔

(افاضات الیومیہ ج ۴، ص ۱۹۵، سطر ۱۱)

نوٹ :۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو بھی جب محمدی بیگم نہیں ملی تھی تو وہ ایسے بہانے بناتا تھا کہ میری اولاد میں سے کسی کا بھی نکاح اگر محمدی بیگم کی کسی اولاد سے ہو گیا تو بس میں سچا ہو جاؤں گا۔ وہی حال یہاں ہے۔ اور ایسی بیہودہ بات کا الزام مولوی غوث علی صاحب مرحوم پر یہ تھانوی صاحب کا افتراء ہے۔

چوری کا مال خوب کھاؤ

سوال :۔ عرض ہے کہ ہم انگریز کے گھر میں نوکری کرتے ہیں اور ایک خانساماں ہے جو کہ بازار کرتا ہے اور بازار کے پیسہ میں چوری کرتا ہے اور وہی پیسہ ہم کو دیتا ہے اور چوری کی بات صاحب جانتا ہے۔ تو کیا یہ پیسہ ہمارے لیے جائز ہے یا نہیں۔ الخ۔

جواب :۔ وہ خانساماں جو تنخواہ دیتا ہے، وہ اس چوری کے پیسے سے دے دیتا ہے، جس کو روزمرہ کے سودے چراتا ہے ۔۔۔۔ اس لیے تم کو حلال ہے۔ الخ

(حوادث الفتاویٰ تھانوی ص ۱۹، سطر ۹)

شراب کی آمدنی سے تنخواہ لینا جائز

سوال :۔ سود کی آمدنی سے تنخواہ لینا بہتر ہے یا شراب کی آمدنی سے۔ (خلاصۂ سوال)

الجواب :۔ دوسری۔ ۲۸ شعبان ۱۳۳۷ھ۔

(حوادث الفتاویٰ ص ۲۷، سطر ۱۰)

ہندوؤں کی سودی روپیہ کی سبیل کا پانی جائز ہے

سوال :۔ ہندو جو پیاؤ (پانی) میں لگاتے ہیں، سودی روپیہ صرف کر کے مسلمانوں کو اس کا پانی پینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب :۔ اس پیاؤ سے پانی پینا مضائقہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۳ ص ۱۰۴، از رشید احمد گنگوہی)

س ۱۱۴ (رشید احمد گنگوہی عفی عنہ)

امام حسین علیہ السلام کی سبیل کا پانی حرام

محرم میں سبیل لگانا، شربت پلانا، یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا۔ یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبیہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں۔ فقط۔ رشید احمد۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۳ ص ۱۱۳، سطر ۱۵)

پاکستانی دیوبندیوں کے مولوی احتشام الحق کا فتویٰ

چونکہ شربت و سبیل کے بارے میں جہلا عوام تقرب غیر اللہ کی نیت رکھتے ہیں حالانکہ تقرب صرف اللہ کا حق ہے۔ اس لیے اس قسم کا شربت و پانی ناجائز و حرام ہے۔

مسلمانوں سے بدظنی ہندوؤں سے یہ حسن ظن،

(بیان مولوی احتشام الحق تھانوی اخبار جنگ کراچی ۸ ستمبر ۱۹۵۵ء ص ۶ کالم ۲ سطر ۴۶)

جس کھانے پر قرآن شریف پڑھا جائے وہ حرام ہے

(۱) بہتر یہ ہے کہ ایسا کھانا نہ کھایا جائے۔

(ختم مرسومۃ الہند و مصدقہ مولوی خیر محمد جالندھری ص ۱۳، سطر ۱۹)

(۲) و آنکہ طعام روبرو نہادہ چیزے می خوانند ایں طریقہ ہنود است - - - - - - و بہتر آنکہ ایں چنیں طعام نخوردہ شود۔ الخ۔

(امداد الفتاویٰ، اشرفیہ ج ۴ ص ۸۵، سطر آخر)

ایصال ثواب کا کھانا بھی حرام ہے

جو مال صدقہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ثواب اس کے روح کو بخشتا ہوں۔ یہ سب عبادت غیر اللہ کی ہے اس کا کھانا استعمال کرنا حرام ہے۔

(تفسیر بے نظیر مولوی حسین علی امام ششم دیوبندی مذہب ص ۸ سطر ۱۹)

گیارہویں کا کھانا حرام ہے

گیارہویں اور نیاز وغیرہ ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا اغراض کے لیے دیتے ہیں اگرچہ اس کا نام ایصالِ ثواب رکھیں۔ لہٰذا اس کا دینا اور لینا اور کھانا حرام ہے۔

(ختم مرسومۃ الہند، مصدقہ مولوی خیر محمد و مولوی محمد علی جالندھری ص ۲۱، سطر ۹)

ہندوؤں کی دیوالی کی پوڑیاں و بتوں کی نذر کھانا حلال ہے

مسئلہ: ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے اُستاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوڑی یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں۔ ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟

الجواب:- درست ہے فقط۔ (فتاوٰی رشیدیہ ج ۲ ص ۱۲۳، سطر ۷)

کفار کے چڑھاوے جو وہ بتوں پر چڑھاتے ہیں وہ پاکیزہ و حلال ہیں

جو مرغ و بکرا و کھانا کفار اپنے معابد پر چڑھاتے ہیں اور کافر مجاور لیتا ہے تو اس کا خریدنا درست ہے۔

(فتاوٰی رشیدیہ ج ا ص ۱۴۷، سطر ۳)

نوٹ:- اس سے بخوبی واضح ہوگیا کہ دیوبندیوں کے نزدیک مسلمانوں کے ہاتھوں کا کھانا جو کہ مسلمانوں نے تیار کیا اور خدا کے نام پر دیا گیا اور اس پر کلام الٰہی پڑھا گیا ہو۔ یہ سب حرام ہے، مگر دیوالی کی پوڑیاں جو کافر کے پلید ہاتھ سے تیار ہوئیں۔ اور لم یذکر اسم اللہ علیہ کا مصداق بتوں کے نام پر دی گئیں، بتوں کے گرد گھمائی گئیں اور یا کچھ کھانا (مثلاً جھٹکہ یا سور کا گوشت) دیوبندی مذہب میں) یہ سب حلال و پاک ہے۔ کیا یہ لوگ اسلام کے دشمن اور حرام خور نہیں ہیں۔

ہندوؤں کے ہاتھ کا رس حلال ہے

سوال:- کولہو جو یہاں چلتے ہیں اس میں سارا کاروبار چمار اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں یعنی رس کا نکالنا اور رس میں ہاتھ ڈالنا اور رس کا اپنے برتن میں فروخت کرنا مسلمانوں کو اُن کے ہاتھ کے چھوئے ہوئے رس کا لینا جائز ہے، یا نہیں؟ یا وہ رس نجس اور ناپاک ہے۔ علیٰ ہذا پانی ان کے ہاتھ کا پاک ہے یا نجس ہے ایسے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ فقط۔

الجواب:- صورت موجودہ میں خریدنا رس کا مسلمانوں کو اور استعمال کرنا اس کا درست اور حلال ہے علیٰ ہذا پانی بھی پاک ہے۔ نماز وغیرہ درست ہے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاوٰی رشیدیہ ج ۲ ص ۱۷، سطر ۱)

چوہڑے کے گھر کی روٹی حلال ہے

مسئلہ:- چوہڑے کے گھر کی روٹی میں حرج نہیں ہے۔ اگر پاک ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم، بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

(فتاوٰی رشیدیہ ج ۲ ص ۱۳۰، سطر ۱)

تیجہ دسواں وغیرہ کھانا حرام ہے

تیسرے دن کا مجمع میت کے واسطے اوّلاً مشابہت ہنود کی ہے کہ ان کے ہاں تیجہ ضروری رسم ہے۔ لہٰذا حرام ہوگا۔

(فتاوٰی رشیدیہ ج ۲ ص ۱۵۰، سطر ۱۹)

مولوی رشید احمد گنگوہی کا غم کرنا جائز ہے

ہزاروں غم ہیں دنیا میں بتائیں نام کس کس کا
غم مرشد ہے پر مرشد غموں کا ہے یہ وجدانی

(مرثیہ محمود الحسن ص ۴، سطر ۱۱)

مولوی گنگوہی صاحب کا ماتم و نوحہ پیٹنا بھی جائز ہے

جہاں تھا نغمہ شادی وہاں ہے نوحہ ماتم
جو تاج خسروی تھا آج ہے کشکول ساسانی

(مرثیہ محمود الحسن ص ۴ سطر ۱۱)

امام علیہ السلام کا غم کرنا حرام ہے

سوال: غم کرنا امام حسین علیہ السلام کا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ غم اس وقت تھا جب شہید ہوئے، تمام عمر غم کرنا کسی کے واسطے شرع میں حلال نہیں۔ فقط واللہ اعلم، رشید احمد گنگوہی۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۳۲، سطر ۱۶)

نوٹ:۔ مولوی رشید احمد گنگوہی کا ماتم کرنے میں تو دیوبندی رافضیوں سے بھی ترقی کر گئے اور اہل بیت نبوت سے خارجی یزیدیوں کی یہ دشمنی کہ ان کا غم کرنا بھی حرام، یہ تو بالکل سکھا شاہی معلوم ہوتی ہے۔ گنگوہی کا مرثیہ اب کیوں بار بار چھپوایا جا رہا ہے۔ کیا وہ اب بھی بار بار مرتا ہی رہتا ہے۔

دیوبندی عورتوں کا نکاح رافضیوں سے درست ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ روافض یا خوارج کو کافر کہنا جائز ہے یا نہیں اور ان کے ساتھ عقد نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ جو ان کو فاسق کہتے ہیں، اُن کے نزدیک ہر طرح سے درست ہے۔ الخ

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲، سطر ۱، ص ۵)

صحابہ کرام کو کافر کہنے والے رافضی بھی اہل سنت وجماعت ہیں

صحابہ پر طعن و مردود و ملعون کہنے والا ۔۔۔۔۔ اس کبیرہ گناہ کے سبب سے سنت و جماعت سے خارج ہووے گا یا نہیں الخ

الجواب:۔ ۔۔۔۔۔ وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت وجماعت سے خارج نہ ہوگا۔ فقط

مختصراً۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۴۰ و ص ۱۴۱)

بزرگان اسلام کے عرسوں کو جائز سمجھنے والے مسلمانوں سے دیوبندی عورتوں کا نکاح ناجائز ہے

سوال:۔ قبروں پر چادریں چڑھاتا ہو اور مدد بزرگوں سے مانگتا ہو۔ یا بدعتی مثل جواز عرس و سویم وغیرہ ہو اور یہ جانتا ہو، کہ یہ افعال اچھے ہیں تو ایسے شخص سے عقد نکاح جائز ہے یا نہیں؟ الخ

الجواب:۔ جو شخص ایسے افعال کرتا ہے وہ قطعاً فاسق ہے اور احتمال کفر کا ہے۔ ایسے سے نکاح کرنا دختر مسلمہ کا اس واسطے ناجائز ہے کہ فساق سے ربط و ضبط کرنا حرام ہے۔ الخ

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۴۲، سطر ۵، ۹، ۱۸)

نوٹ: یہ ہے دیوبندیوں کی رافضیت پرستی کہ رافضیوں سے نکاح جائز اور عرس کرنے والے عرسوں پر جانے والے، عرسوں کو جائز ماننے والے تمام بزرگان اسلام مثلاً خواجہ معین الدین اجمیری، بابا گنج شکر فرید، قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاروی و خواجہ سلیمان رحمہم اللہ تعالیٰ اور تمام مشائخ عظام اور ان کے معتقدین جمہور اہل اسلام ان دیوبندی مولویوں کے نزدیک فاسق و کافر ٹھہرے اور معاذ اللہ ان کے سب نکاح حرام۔

میلاد شریف منانا حرام

مسئلہ: انعقاد مجلس میلاد بدوں قیام بروایات صحیحہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے۔ الخ

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۵۱، سطر ۳)

اجمیر شریف یا کلیر کے عرس میں جانا ناجائز ہے

مسئلہ: مسلمانوں کے میلوں میں جیسے پیران کلیر وغیرہ میں واسطے سوداگری یا خریداری کے جانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ درست نہیں، فقط رشید احمد۔

(فتاوی رشیدیہ ج ۲ ص ۱۴۳، سطر ۱۱)

ہندوؤں کے میلے میں جانا جائز ہے

اگر کوئی چیز سوا اس میلے (ہردوار یا گنگا) کے کہیں نہ بکتی ہو اس کی خرید و فروخت کے واسطے جانا بضرورت جائز ہے۔

(امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۲۴، سطر ۱۲)

ہندوؤں کے میلے نوچندی وغیرہ دیکھنے جانا بھی جائز ہے

میں ایک مرتبہ طالب علمی کے زمانہ میں میرٹھ میں نوچندی دیکھنے گیا۔ شیخ الٰہی بخش صاحب کے یہاں والد صاحب ملازم تھے میاں الٰہی بخش صاحب کے برادر زادہ شیخ غلام محی الدین نے مجھ سے دریافت کیا، کہ مولوی صاحب نوچندی میں جانا کیسا ہے۔ میں نے کہا کہ جو مقتدا بننے والا ہو اس کو جانا جائز ہے۔ اس لیے کہ اگر وہ کسی کو منع کرے گا اور اس وقت اس پر یہ سوال کیا جاوے کہ اس میں کیا خرابی ہے، وہ اپنی آنکھ سے دیکھی ہوئی خرابیوں کو بے دھڑک بیان تو کر سکے گا۔ الخ

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۵ ص ۲۴۴، سطر ۶)

قوالی سننے والے بزرگوں کو دیوبندی بدعتی، مشرک کہتے ہیں مگر خود گھڑے بجا کر گیت گاتے تالیاں بجاتے اور حال کھیلتے ہیں۔ امیر شریعت کے سرود و گھڑا بازی کی گرما گرم محفل

مولوی عطاء اللہ شاہ تمام دیوبندیوں کے متفقہ امیر شریعت تھے

اس کے متعلق دیوبندی فرقہ کے مایہ ناز بزرگ

اور سب دیوبندی علماء کے پیرو مرشد جناب منشی عبدالکریم شورش کشمیری مدیر رسالہ چٹان لکھتا ہے:۔

انجمن خدام الدین کا سالانہ اجلاس ۱۹۳۰ء میں منعقد ہوا وہاں آپ (عطاء اللہ) نے اس زمانے کی تقریر کی کہ حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک پر آپ کو امیر شریعت منتخب کر لیا گیا۔ پانچ سو علماء نے بیعت کی جن میں مولانا ظفر علی خاں مرحوم و مغفور بھی شامل تھے۔

(عطاء اللہ شاہ مصنفہ شورش ص ۱۹۷، سطر ۱۵)

دیوبندیوں کا متقدا امیر شریعت و پیر معازف یعنی سازوں کے ساتھ خود قوالی کرتا اور سنتا تھا

اس کے متعلق بھی دیوبندیوں کا معتمد بزرگ منشی شورش لکھتا ہے کہ جس زمانے میں مولوی عطاء اللہ شاہ جیل میں تھا۔ اس کے وظائف میں سے ایک یہ وظیفہ بھی تھا کہ کبھی کبھی قوالی بھی ہوتی۔ جس میں اختر علی خاں (ایڈیٹر اخبار زمیندار لاہور) گھڑا بجاتے، صوفی اقبال تالی بجا کر تان دیتے سید عطاء اللہ شاہ غزل گاتے۔ مولانا احمد سعید شیخ مجلس بن کر بیٹھتے اور مولانا داؤد غزنوی (غیر مقلد وہابی) اور عبدالعزیز حال کھیلتے۔ (سبحان اللہ)

(عطاء اللہ شاہ مصنفہ شورش کشمیری ص ۸۷، سطر ۱۱ تا ۱۴)

نوٹ:۔ دیوبندی بتائیں کہ گھڑا بجانا دریں حالت گھڑا اور طبلہ میں کیا فرق ہے اور بقول شما تمام سازوں کے ساتھ قوالی حرام اور تالی بجانا بجوانا تو مردوں کے لیے تمہارے نزدیک اس سے بھی بڑھ کر تو کیا تمہارے امیر شریعت حرام فعل کے بنفس نفیس مرتکب ہو کر حرام کار ہوئے یا ایسے فتوے صرف دوسروں کے لیے بنائے جاتے ہیں؟

واضح رہے کہ قوالی کے متعلق فقہ حنفی میں صاف واضح ہے کہ:

ان آلة اللهو ليست محرمة لعينها بل لقصد اللهو منها اما من سامعها او من المشتغل بها وبه تشعر الاضافة الا ترى ان ضرب تلك الآلة بعينها حل تارة وحرم اخرى باختلاف النية والامور بمقاصدها وفيه دليل لسادتنا الصوفية الذين يقصدون بسماعها اموراً هم اعلم بها فلا يتبادر المعترض بالانكار كي لا يحرم بركتهم فانهم السادة الاخيار امدنا الله تعالى بامداداتهم واعاد علينا من صالح دعواتهم وبركاتهم

(رد المحتار ج ۵ ص ۲۳۱)

بلکہ وہابیوں، دیوبندیوں کا معتمد و مستند امام ابن حزم ظاہری تو صریح طور پر ہر ساز کو حلال کہتا ہے اور جب کہ خود اکابرین مسئلہ مختلف فیہا ہے جیسا کہ باوجود تابعین میں سے ہونے کے امام شہاب الدین خفاجی اپنی کتاب نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض میں سازوں کے متعلق علماء کا اختلاف نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

واختلف فی بعضها فمنهم من جوز الدف فی العرس ومنهم من جوز ضرب العود لتسلیة الاحزان کالماوردی وکان الاستاذ الشیخ محمد البکری رحمه الله تعالی ونفعنا به یقول عطروا مجلسنا بالعود الماوردی لکنه قول ضعیف ومنظومة الدمیری رحمه الله تعالی

ونغمات العود فی الاحیان — قالوا تزیل اثر الاحزان
فاجزم علی التحریم ای جزم — والحزم ان لا تتبع ابن حزم
فقد ابیحت عنده الاوتار — والعود والطنبور والمزمار

(نسیم الریاض من ذکره عدله صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ ازہریہ مصر ۱۳۲۶ھ ج ۲ ص ۱۱۵)

مگر باوجود اس اختلاف کے دیوبندی ہر ساز کو ہر حالت میں حرام کی رٹ لگائے جا رہے ہیں تو بتائیں کہ ان کے یہ سب دیوبندی و وہابی پیشوا حرام کار ہوئے یا نہ

صحابہ کرام پر تبرا کرنے والوں کا کفر مختلف فیہ ہے

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت جو غالی شیعہ ہیں اور صحابہ کرام پر تبرا کرتے ہیں کیا یہ کافر ہیں۔ فرمایا، کہ محض تبرے پر تو کفر کا فتوے تو مختلف فیہ ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۵ ص ۳۴۳، سطر ۱)

تعزیہ بنانا جائز ہے

اس نے جواب میں کہا، کہ ہم آریہ کس طرح ہو سکتے ہیں۔ ہمارے ہاں تو تعزیہ بنتا ہے، میں نے کہا تعزیہ بنانا مت چھوڑنا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۵، سطر ۷)

ناظرین انصاف فرمالیں کہ کیا دیوبندی مذہب شیعہ مذہب کی پیداوار نہیں ؟ اور کیا رفض و دیوبندیت کا رشتہ ایک ہی نہیں ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے عقیدہ میں تعزیہ نکالنا کفر کو مٹاتا ہے چونکہ بقول دیوبندیہ آج کل کفر و بدعت کا زور ہے۔ لہٰذا دیوبندیوں کو تعزیے بنانے شروع کر دینے چاہئیں۔

میلاد شریف میں قیام کرنا بیوقوفی ہے

(۱) میں نے جواب میں لکھ دیا ہے کہ قیام فی المیلاد اور فاتحہ میں کیا فرق ہے ؟

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۵۶۳، سطر ۹)

(۲) یہ تو ساری باتیں بیوقوفی کی ہیں۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۴۲ سطر ۹ و ج ۶ ص ۴۳۳، سطر ۱۲)

میلاد شریف میں قیام کرنا حرام ہے

بلکہ یہ شرع میں حرام ہے۔ اس وجہ سے یہ قیام حرام ہوا۔

(براہین قاطعہ گنگوہی ص ۱۴۸، سطر ۱۹)

لیڈروں کے لیے قیام کرنا جائز ہے

اسی زمانہ تحریک میں ایک صاحب نے مجھ سے پوچھا، کہ اگر مسٹر محمد علی صاحب یہاں پر آئیں تو کیا اُن کو اجازت ہو سکتی ہے۔ میں نے کہا۔ سر آنکھوں پر آئیں، مگر چند شرائط ہیں .... اول شرط یہ ہے کہ آنے سے پہلے مجھ کو یہ بتلا دیں، کہ .... دوم یہ کہ جس وقت وہ یہاں پر آئیں گے اُن کے لیے بجز اول بار کے بار بار کھڑا نہ ہوں گا۔ الخ

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۱۷۵، سطر ۴)

نوٹ:۔ معلوم ہوا کہ تھانوی صاحب مسٹر محمد علی (جوہر) صاحب کے لیے اول بار قیام کرنے کے لیے تو تیار ہیں اور بار بار اس لیے تیار نہیں، کہ تھانوی صاحب آنت اُتر آنے کے مریض تھے۔ ورنہ یہ سب قیام ادا ہوتے۔ ناظرین غور فرمائیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر خیر کے لیے تو قیام منع۔ مگر لیڈروں کے لیے جائز، خیر یہ تو ان کا دھرم، مگر افسوس ہے کہ تھانوی صاحب و خلیل احمد گنگوہی صاحب نے اپنے مرشد حاجی امداد اللہ صاحب کو بھی بے وقوف اور حرام کار بنا دیا، کیونکہ حاجی امداد اللہ صاحب بھی میلاد میں قیام کیا کرتے تھے۔ چنانچہ خود حاجی صاحب فرماتے ہیں:۔

(۱) مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ، مصنفہ حاجی صاحب ص ۵، سطر ۵)

(۲) قیام مولود شریف اگر بوجہ آنے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اگر کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے۔ الخ

(شمائم امدادیہ، حاجی صاحب ص ۱۲۹، سطر ۱۰)

معلوم ہوا کہ دیوبندی تعزیرات کی رو سے قیام میلاد جیسے ناقابل معافی جرم کے صرف بریلوی ہی مرتکب نہیں، بلکہ حاجی صاحب بیچارے بھی بریلویوں کے ساتھ شریک جرم ہیں، تو اب دیوبندی حضرات ہی فیصلہ فرمالیں کہ حاجی صاحب بے وقوف اور حرام کار ٹھہرے یا اُن کو حرام کار کہنے والے خود بے وقوف اور حرام کار ہوئے۔

قبر پر کتبہ لگانا جائز نہیں

تاریخ وغیرہ پتھر پر لکھ کر قبر پر لگانا جائز نہیں۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۱ ص ۱۶، سطر ۱۷)

بانیٔ دیوبند کی قبر پر کتبہ جائز ہے

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جو کتبہ ہے، اس پر حضرت کے نام کے ساتھ شیخ الاسلام

لکھا ہے۔ (افاضات الیومیہ تھانوی ج ۳ ص ۸۴، سطر ۱۳)

نوٹ:۔ کیوں صاحب فرمائیے کہ مرکز دیوبند کے فتوے سے جب کتبے لگانا جائز نہیں تو پھر بانی دیوبند کی قبر پر یہ ناجائز کام کیوں؟ کیا دین دیوبندیوں کے گھر کا ہے۔ منڈی چشتیاں کے بھی ایک گنگوہی دیوبندی مولوی صاحب کے وارثوں نے بھی بزرگوں کے مزاروں کی نقل بنانے کے لیے اس مولوی صاحب کی قبر کی دیواریں پختہ اور پھر اس پر کتبہ نصب کیا ہوا ہے۔ کیا مرکز دیوبند کے فتوے کی رُو سے یہ حرام کاری تو نہیں ہو رہی، یہ ہے ان مفتیوں کا تقوےٰ اور اسلام کہ مسلمانوں کے لیے سب کچھ شرک و بدعت مگر دیوبندیوں کے لیے سب کچھ جائز، عید گاہ منڈی چشتیاں شریف کے متصل دیوبندی مولوی صاحب کی قبر پر نانشتی پتھر خود ملاحظہ فرمالیجیے۔

شیرینی یا طعام پر فاتحہ پڑھنے والے قطعی دوزخی ہیں

تمام کتب سیر میں اس کا ایک واقعہ بھی پیش نہیں کیا جا سکتا کہ بطرز مروّج کھانے پر فاتحہ کسی نے پڑھی ہو اس لیے بدعت و ضلالت ہے۔ کما فی الحدیث الصحیح کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار (مشکوٰۃ) فقط۔ محمد شفیع غفرلہ ۱۳۵۰ھ

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند ج ۲ ص ۱۱، سطر ۹)

معاذ اللہ حضرت خاتون جنت کی نیاز حرام

سوال:۔ صحنک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اور گیارہویں حرام ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ ایسے عقاید موجب کفر ہیں (ملخصاً فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۸۸، سطر ۳)

مگر دیوبندی ان کو حرام سمجھ کر بھی ہضم کر لیتے ہیں

مولوی عبد الحق صاحب اپنے باورچی خانہ میں گئے وہاں بی بی کی صحنک ہو رہی تھی آپ سب کا صفایا کر گئے

(ملخصاً ارواح ثلاثہ ص ۲۶۴)

نوٹ:۔ خاتون جنت کی صحنک کی نیاز کو بدعت سمجھ کر کھا جانا مولوی عبد الحق صاحب کانپوری کے اس کردار سے ظاہر ہے اور طعام پر فاتحہ پڑھ کر بقول خود بدعتی بننا بھی دیوبندیوں کے عمل سے ظاہر ہے۔ دیکھو اسی کتاب کی بحث دیوبندیوں کی عالم اسلام پر کفر بازی۔

دیوبندیوں کی قرأت نماز

مولوی تجمل حسین صاحب حج کے لیے مکہ معظمہ گئے۔ صبح کی نماز میں انہوں نے پندنامہ کی مناجات پڑھنا شروع کی۔

بادشاہا جرم ما را در گزار ما گنہگاریم تو آمرزگار!

(ارواح ثلاثہ ص ۲۶۵)

قیام تعظیمی

جب حکیم عبدالسلام پہنچے تو سب لوگ اُن کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے۔

(ارواح ثلاثہ ص ۲۲۰، سطر ۱۴)

شراب پیو

آپ نے فرمایا۔ کہ (نماز) بے وضو ہی پڑھ لیا کرو اور شراب بھی پی لیا کرو۔

(ارواح ثلاثہ ص ۳۱۲، سطر ۶)

دوست کے لیے داڑھی کے صفایا کی نیت

جب منشی ممتاز علی کا مطبع میرٹھ میں تھا، اس زمانہ میں ان کے مطبع میں مولانا نانوتوی بھی ملازم تھے اور ایک حافظ جی بھی نوکر تھے۔ ایک مرتبہ جمعہ کا دن تھا۔ حسب معمول مولانا نے حافظ جی کو نہلایا اور حافظ جی نے مولانا کو۔ جب نہا چکے تو مولانا نے فرمایا کہ حافظ جی اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ کہ تمہارا رنگ اور ہو اور میرا رنگ اور تم اپنے کپڑے لاؤ میں بھی وہی کپڑے پہنوں گا اور میری یہ داڑھی موجود ہے اس کو بھی چڑھا دو۔ (یعنی مونڈ دو)

(ملخصاً ارواح ثلاثہ ص ۲۴۶)

دیوبندی بزرگوں کو تعظیمی سجدہ کرنا جائز ہے

بعض صوفیہ سجدہ تعظیمی کے جواز کے قائل ہیں۔

(افاضات الیومیہ، تھانوی ج ۲ ص ۷۳، سطر ۱)

غیراللہ کو سجدہ عشق میں کوئی ضابطہ نہیں ہے

انہوں نے بہت ہی اچھا جواب دیا کہ اس کو نہ پوچھو۔ اس وقت تو شاید سجدہ میں گر جاؤں، مگر کیا سجدے میں گر جانا جائز ہو جائے گا۔ یہ عشق کے کرشمے ہیں۔ یہاں پر ضابطے سے کام نہیں چلتا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۲ ص ۷۳، سطر ۱)

اگر سجدہ بزرگ کی طرف ہو اور نیت خدا کی ہو تو حرج نہیں

ممکن ہے مسجود حق تعالیٰ ہوں اور وہ بزرگ جہت سجدہ ہو جیسے سجدہ الی الکعبہ میں مسجود حضرت حق ہیں اور کعبہ جہت سجدہ ہے۔

(بوادر النوادر تھانوی ص ۱۳۸، سطر ۱۷)

کسی بزرگ کو سجدہ کرنے والے کو برا نہ جانو

نعم لا یلام علیھم ...... سجدہ کرنے والے پر بھی بوجہ لغزش کے ملامت نہ کریں گے اور معذور سمجھیں گے۔

(بوادر النوادر ص ۱۳۶، سطر ۱۱ و ص ۱۳۷، سطر ۱۷)

نوٹ:۔ اگر کوئی مسلمان کسی ولی بزرگ کے مزار شریف کو بوسہ بھی دے بیٹھے تو دیوبندی مکفرین فوراً اس پر کفر کی

ڈگری دے دیا کرتے ہیں۔ کہ دیکھو اس نے سجدہ کیا ہے۔ یہ مشرک ہو گیا۔ کافر ہو گیا وغیرہ وغیرہ، مگر اب تو دیوبندیوں کا پول بھی کھل گیا کہ دیوبندیوں کے نزدیک بزرگوں کو جہت سجدہ بنا کر ان کی طرف سجدہ کرنا جائز ہے اور پھر اگر کوئی شخص کسی دیوبندی مولوی کو سجدہ کر رہا ہو، تو اُسے ہرگز ملامت وطعن نہ کرو۔ بلکہ تھانوی صاحب نے تو سارا زور لگا کر سجدے کو جائز کرنے کی کوشش کی ہے۔

اب ناظرین خود فیصلہ فرمالیں کہ یہ لوگ مسلمانوں کو تو مشرک کہتے پھرتے ہیں مگر کیا تھانوی صاحب مشرک بلکہ پیشوائے مشرکین نہ ٹھہرے۔ خیر یہ تو دیوبندیت کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ مگر سخت تعجب ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو حنفی ظاہر کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرتے پھرتے ہیں۔ اب سجدۂ تعظیمی کے متعلق فقہ احناف کا فیصلہ بھی دیکھ لیجئے۔ درمختار میں ہے کہ

وان علی وجہ التحیۃ لا وصار اثما مرتکبا للکبیرۃ۔

اگر سجدۂ تعظیمی کیا تو کافر تو نہیں۔ مگر سخت کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا۔

(درمختار فتاویٰ شامی ج ۴ ص ۲۵۴، سطر ۲)

اس سے معلوم ہوا کہ سجدۂ تعظیمی غیر اللہ کے لیے سخت حرام ہے۔ یہی ہمارے علمائے اہل سنت وجماعت کا مسلک ہے، مگر دیوبندیوں کے نزدیک اس فعل پر ملامت ہی نہیں ہوتی۔ تو معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک یہ فعل قابل ملامت ہی نہیں۔ یعنی ہر طرح جائز ہے۔ شاید دیوبندی اپنے مولویوں کو پرائیویٹ سجدہ کرتے ہوں گے یہ ہے دیوبندیت کا خلاصہ کہ سجدے کریں خود اور جھوٹا الزام لگائیں علماء حق پر۔ حالانکہ تمام علمائے اہلسنت وجماعت اس سجدے کو حرام سمجھتے ہیں۔ دیکھو حوالہ جات اسی کتاب کی بحث (دیوبندی علماء کی عالم اسلام پر کفر بازی)

اوقاف میں حکومت مداخلت نہیں کر سکتی

مطلب ان کا یہ تھا کہ متولیوں کی بدعنوانیوں کے سبب ایسا قانون بنوانا چاہتے ہیں کہ اوقاف کا حساب کتاب گورنمنٹ لیا کرے، یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ میں نے اس کی بالکل مخالفت کی کہ گورنمنٹ کو اس میں مداخلت کرنا ہرگز جائز نہیں، کیونکہ یہ دیانات محضہ میں سے ہے۔ جیسے نماز روزہ، پس جس طرح اس میں دخیل ہونا گورنمنٹ کو جائز نہیں، اسی طرح اس میں بھی جائز نہیں۔ الخ۔

(افاضات الیومیہ ج ۵ ص ۳۰۷، سطر ۴ ج ۵ ص ۱۶۳، سطر ۱۱)

نوٹ:۔ آج کل جہاں بھی حکومت اوقاف بل پاس کر کے اوقاف پر قبضہ کیا ہوا ہے، یہ سب دیوبندی مولویوں کی سازش کا نتیجہ ہے۔ خصوصاً اوقاف سٹیٹ بہاولپور کے محکمہ اوقاف میں ایک چپڑاسی سے لے کر ناظم تک سب دیوبندی مولوی صاحبان کی مطلق العنانی ہے کہ سُنی علماء کو کچلنے کی سازش اور دیوبندیت کو ترقی دینے میں مصروف کار ہیں اور بزرگانِ دین کے مزارات ومساجد کی نذریں وغیرہ کھا کر نذریں وچندے دینے والوں

کے عقائد کو بدعت و شرک و کفر بتانے کی تبلیغ شروع ہے۔ مگر، ہم یہ پوچھتے ہیں، کہ ان کے تھانوی صاحب کے فتوے کے مطابق یہ دیوبندی مولوی جائز مال کھا رہے ہیں یا ناجائز؟ قطع نظر اس کے کہ اس مسئلہ میں سنی علماء کا مسلک کیا ہے۔ یہاں صرف دیوبندیوں کے قول و عمل میں اختلاف دکھانا مقصود ہے۔

باب هفتم

باب ہفتم

خلافیات دیوبندیہ یعنی ان کے مختلف فتوے

۴۲۰ —— یا —— ہیر پھیر

دیوبندی مولویوں کا نہ کوئی مذہب ہے نہ کوئی اصول۔ بس ان کا اصول ہے "پیٹ" ان کی شکل وصورت سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ بڑے ہی بھلے مانس اور فرشتے قسم کے لوگ ہیں مگر ان کے قریب ہو کر لباس زرد کا تھوڑا سا ہی پردہ اٹھایا جائے تو دجل و فریب کے سوا کچھ بھی نظر نہیں آتا یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ جس قسم کا ماحول دیکھتے ہیں، اسی قسم کی گفتگو اسی طرز کا فتوے دے کر اپنا کام نکال لیتے ہیں۔ گویا ابن الوقتی میں نظیر نہیں رکھتے۔ اب ہم آپ کے سامنے اس فرقہ کے متضاد خیالات وفتوے جات کے چند نمونے پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں:۔

وہابی غیر مقلد خبیث ہیں

(۱) مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے طائفہ وہابیہ غیر مقلدین کو فاسق تحریر فرمایا ہے۔

(الشہاب الثاقب حسین احمد صدر دیوبند ص ۶۸)

(۲) اسی طرح ندا کرنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یعنی بایں اعتقاد کہ آپ کو ہر منادی کی ندا کی خبر ہو جاتی ہے ناجائز ہے۔ وہابیہ خبیثہ یہ صورت نہیں نکالتے۔

(الشہاب الثاقب ص ۶۹)

(۳) ہمارے نزدیک ان (غیر مقلد وہابیوں) کا وہی حکم ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے۔ اور خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی۔ الخ۔

(المہند ص ۶۹)

وہابی غیر مقلد اچھے ہیں

(۱) عرب میں بھی وہاں کی مذہبی وسماجی خرابیوں کی بنا پر تجدید اصلاح دین کی تحریک شروع ہوئی جس کے قائد شیخ محمد بن عبدالوہاب تھے۔

(آئینہ صداقت مولوی روحی دیوبندی ص ۳۷)

(۲) محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقاید عمدہ تھے۔

(فتاوی رشیدیہ حصہ اص ۱۱۱)

نوٹ:۔ آپ نے ملاحظہ فرما لیا ہوگا کہ جب دیوبندیوں کو خطرہ ہوا کہ ہمیں لوگ وہابی نہ کہنے لگ جائیں تو وہابیوں کو خبیث اور خارجی لکھ دیا مگر جب خون نجدیت نے جوش مارا تو ان کو مصلح اور عمدہ لکھ کر راضی کر لیا۔ یہ ہے ان کا نقیہ جس میں یہ لوگ ضرب المثل ہیں اور دیکھیے:۔

پیر کے ہاتھ چومنا ناجائز

زندہ پیر کے ہاتھ کو بوسہ دے (الی قولہ) اللہ کے نزدیک موجب لعنت ہے۔

(جواہر القرآن غلام خان ص ۶۱)

پیر کے ہاتھ چومنا جائز

(۱) تمام لوگ اٹھ کھڑے ہوتے اور دست بوسی کر کے مسند صدر پر بٹھا دیا۔

(امداد المشتاق تھانوی ص ۱۴)

(۱) کبھی دست بوسی کرتا اور کبھی پا بوسی۔

(امداد المشتاق ص ۱۴۱)

بزرگ کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھنا ناجائز

زندہ پیر کے ہاتھوں کو بوسہ دے یا اس کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھے تو یہ سب کام اس پیر کی عبادت ہوں گے۔ اور اللہ کے نزدیک موجب لعنت۔ الخ۔

(جواہر القرآن مذکور ص ۶۱)

بزرگ کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھنا عمدہ مہذب کام ہے

بیچارے بہت ہی مہذب آدمی تھے۔ دو زانو ہو کر سامنے بیٹھ گئے۔

(افاضات الیومیہ اشرف علی ج ۴، ص ۱۶۵)

قاسمی یا رشیدی کہلانا بدعت ہے

دوسری بدعت جو اس سے کم درجہ کی ہے یہ نکلی ہے کہ اپنے نام کے ساتھ امدادی یا قاسمی یا رشیدی لکھتے ہیں۔

(العبد والوعید تھانوی مندرجہ نظام شریعت ص ۱۴۷)

دیوبندی مولوی قاسمی وغیرہ کہلاتے ہیں

قاسمی، اشرفی، محمودی وغیرہ عام دیوبندیوں کے لقب مقرر ہوتے ہیں۔

غلاف کعبہ کی نمائش بدعت ہے

یہ ایک ایسی بدعت ہے جس سے مختلف راستے کھل جانے کا اندیشہ ہے۔ (رسالہ خدام الدین، لاہور۔ احمد علی دیوبندی ص ۱۷، ۲۹ مارچ ۱۹۶۳ء)

یہ نمائش بدعت نہیں

اپنی سمجھ میں تو نہیں آیا کہ یہ مبارک ہنگامہ بدعت کیسے ہو گیا۔

(مضمون مولوی عامر عثمانی دیوبندی مندرجہ سہ روزہ ایشیا، لاہور، ۳۱ مئی ۱۹۶۳ء)

بوسہ دینا ناجائز ہے

کچھ موحدین اس بات پر چراغ پا ہیں کہ لوگوں نے غلاف کعبہ کے ٹکڑوں کو چوما۔

(ایشیا۔ لاہور ص ۷، ۳۱ مئی ۱۹۶۳ء)

بوسہ دینا جائز ہے

گذارش یہ ہے کہ آپ کیا حجر اسود کو نہیں چومتے۔ آپ کیا بچوں کو بوسہ نہیں دیتے بوسہ جذبات عبودیت کی نہیں محبت اور دلی لگاؤ کی نمود ہے۔ قبروں کو یا انسانی قدموں کو بوسہ دینا اس لیے ناجائز ہے کہ اس سے رکوع و سجود کی شکل و کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ پھر اس میں بھی استثنا ہے ایک بیٹا ماں یا باپ کے پیر دبا رہا ہے۔ یکایک اس پر محبت اور والدین کی احسان شناسی کا جذبہ طاری ہوتا ہے اور وہ فرط تعلق میں بے ساختہ ان کے پیر چوم لیتا ہے۔ ان پر رخسار ملنے لگتا ہے۔ اسے بدعت و معصیت کون نادان کہے گا۔ ثابت ہوا کہ بوسہ بجائے خود ممنوع نہیں۔ بر محل اور سیاق و سباق کے فرق سے جائز اور حرام ہوتا ہے۔ تو بتاؤ اس کپڑے کو چومنا، آنکھوں سے لگانا دل میں بسانا کیوں بدعت ہوا۔

(مضمون عامر عثمانی دیوبندی مندرجہ ایشیا لاہور ص ۷، ۱-۳۱ مئی ۱۹۶۳ء)

نوٹ:- دیکھا آپ نے کہ اگر کوئی سنی کسی ولی کی قبر کو چومے یا مرشد کے ہاتھ چومے تو یہ فقیہان بے لگام کس تیزی سے اس پر شرک و بدعت کے فتوے لگایا کرتے ہیں مگر چونکہ نمائش غلاف کعبہ اور اس کی بوسہ بازی میں خود شریک تھے اس لیے اب قبروں اور قدموں کو چومنا وغیرہ سب حرمت سے مستثنٰی قرار دے دیا گیا۔

کسی شیٔ کی عزت اور اس کو چومنے کے لیے صرف نسبت ہی کافی ہے

محبت کے اظہار کا طریقہ اگر شریعت سے متصادم نہ ہو تو پھر اسے منطق کے ترازو میں تولنا بے دانشی ہو گا۔ ہم نے تو پچھلوں سے یہی سنا ہے کہ مجنوں کو لیلیٰ کا کتا بھی عزیز تھا۔ جذبے عقلی استدلال کی پیداوار نہیں ہوا کرتے۔ محبوب کی ذات سے کسی شے کو فقط نسبت ہی بڑی کارگر شے ہے۔

(ایشیا مذکور)

نبیوں کیلئے علم غیب ماننا شرک

(۱) خدا تعالیٰ کے سوا کسی پیر و فقیر نبی و ملائکہ اور جن کے لیے غیب ثابت کرنا شرک فی العلم ہے۔

(جواہر القرآن غلام خان ص ۷)

(۲) غیب کی بات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(تقویۃ الایمان اسماعیل دہلوی ص ۳۱)

نبیوں کے لیے علم غیب کا اقرار

(۱) علم غیب متناہی اور بواسطہ ممکن کے لیے ممکن الثبوت اور ثابت ہے۔

(بوادر النوادر تھانوی ص ۴۹)

(۲) اللہ تعالیٰ نے علوم مغیبہ میں سے بعض مخلوق کو بعض علوم عطا فرمائے۔

(بوادر النوادر ص)

(۳) بعض جزئیات کا عطا ہونا مختلف فیہ ہے۔ مثلاً قیامت کا علم الی قولہ مگر یہ خلاف حدیث سے نہیں ہوتا

(بوادر النوادر ص ۵۰)

حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور ہونے کا انکار

(۱) اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا نور ہیں تو خدا کا نور ٹکڑے ہو گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا جزء بن گئے اور حضور میں خدائی آگئی۔ یہ عقیدہ عیسائیوں کے عقیدہ کے مشابہ ہے۔

(عام کتب دیوبندی و فتویٰ تعلیم القرآن راولپنڈی)

(۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور خدا اور شارع کا عقیدہ رکھنے والے مسلمان مشرک ہیں۔

(غیر مقلد اخبار الاعتصام ۳۰ اگست، ۲ ستمبر ۱۹۶۰ء)

دیوبند میں چار نوری وجود

دیوبندیوں وہابیوں کا ماڈرن مبلغ شورش کاشمیری حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری علیہ الرحمۃ کی طرف منسوب کرکے لکھتا ہے کہ میاں صاحب نے فرمایا دیوبند میں چار نوری وجود ہیں۔ ان میں ایک (مولوی انور شاہ) کاشمیری ہیں)

(چٹان لاہور ص ۱۹ - مورخہ ۱۲/۲)

مس فاطمہ جناح اور مولوی احمد علی نور خدا ہیں

مودودی جماعت کے سابق ذمہ دار رکن، وہابیوں کے مایہ ناز عالم مولوی امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں کہ جماعت اسلامی سب سے زیادہ مضر جماعت ہے۔ . . . دوسری طرف یہ حال ہے کہ ملتان میں اس جماعت کے قیم نے مس فاطمہ جناح کو نور خدا سے تشبیہ دی ہے

(روزنامہ مشرق لاہور ۲۲ دسمبر ۱۹۶۴ء)

(۲) یہ مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ قطب الاقطاب جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے انوار میں سے ایک نور تھے

مردِ حق کی پیشانی کا نور

کب چھپا رہتا ہے پیشِ ذی شعور

عارف رومی فرماتے ہیں ؎

نورِ حق ظاہر بود اندر ولی
نیک بیں باشی اگر اہلِ دلی

اگر تو صاحب بصیرت ہے تو اچھی طرح دیکھ لے کہ اللہ کا نور ولی اللہ (مولوی احمد علی) میں چمکتا ہے۔

(خدام الدین ۴ مئی ۱۹۶۲ء)

(۱) مولوی احمد علی لاہوری کے مرنے کے بعد اُن کا ایک مرید لکھتا ہے:

"اس گنہگار آنکھ نے دو مرتبہ شرفِ زیارت حاصل کی۔ کیا عرض کروں چہرے پر نور برس رہا تھا۔ پنجابی شعر ؎

جہڑا نور پیشانی وچ چمکدا سی
اوسے نور دے وچ سما گئے نے

(خدام الدین شیخ التفسیر نمبر ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

پیغمبر کے لیے معجزہ ضروری نہیں

جس شخص کے لیے کوئی معجزہ نہ ہو اس کو پیغمبر نہ سمجھنا یہ عادتیں یہود اور نصاریٰ اور مجوس اور منافقوں اور اگلے مشرکوں کی ہیں۔

(تقویت الایمان ص ۱۰۶-۱۰۷ از مولوی اسماعیل دہلوی)

عطاء اللہ بخاری کا معجزہ

امیر شریعت (عطاء اللہ بخاری) کی معجزانہ خطابت کی تاثیر سلاست جرأت دیباکی حق گوئی و سحر بیانی ضرب المثل تھی۔

(خدام الدین لاہور ۲۴ مئی ۱۹۶۳ء ص ۱۰)

صحابہ کی توہین کرنے والا اہلسنت سے خارج نہیں

جو شخص صحابہ کرام میں سے تکفیر کرے وہ ملعون ہے۔۔۔ وہ اپنے اس کبیرہ گناہ کی وجہ سے سنت و جماعت سے خارج نہ ہوگا۔

(فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۱ از مولوی رشید احمد گنگوہی)

علماء کی توہین کرنے والا کافر

علماء کی توہین کو چونکہ علماء نے کفر لکھا ہے جو بوجہ امر علم اور دین کے ہو۔

(فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۶)

محرم میں سبیل لگانا شربت دودھ پلانا حرام

محرم میں ذکر شہادت حسین کرنا اگرچہ بروایت صحیحہ ہو یا سبیل لگانا شربت پلانا دودھ وغیرہ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہے (فتاویٰ رشیدیہ ج ۳ ص ۱۱۴۔ از مولوی رشید احمد گنگوہی)

ہندوؤں کی ہولی دیوالی کی کھیلیں اور پوری کھانا درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۰۰)

مرثیہ شہدائے کربلا کا جلا دینا ضروری ہے

مرثیہ شہدائے کربلا کا جلا دینا یا دفن کر دینا ضروری ہے (فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۰۳)

مولوی رشید احمد گنگوہی کا مرثیہ جائز

دیوبندیوں کے شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی نے اپنے آقائے نعمت مولوی رشید احمد گنگوہی کے انتقال پر ایک کتابچہ بنام مرثیہ گنگوہی شائع کیا ہوا ہے جو پاک و ہند کے ہر دیوبندی وہابی کتب خانہ سے مل سکتا ہے جس میں نوحہ ماتم کا ایک مصرعہ یہ ہے ع جہاں تھا خندہ و شادی وہاں ہے نوحہ و ماتم

زندہ پیر کے ہاتھوں کو بوسہ دینے والا کافر

زندہ پیر کے ہاتھوں کو بوسہ دے دیا، اس کے سامنے دوزانو بیٹھ گئے تو یہ سب افعال اس پیر کی عبادت کے ہوں گے جو اللہ کے نزدیک موجب لعنت ہوں گے۔ (جواہر القرآن ص ۶۱)

جوان کو کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ (جواہر القرآن)

مولوی احمد علی لاہوری کے ہاتھ چومنا جائز

شاہ جی عطاء اللہ شاہ بخاری کا اپنا یہ حال تھا کہ حضرت (احمد علی لاہوری) کو گھنٹوں ہنساتے رہتے۔ طرح طرح کی باتوں سے حضرت علیہ الرحمۃ کا دل بہلاتے اور اکثر ایسا ہوتا کہ فرط عقیدت سے کبھی حضرت (مولوی احمد علی لاہوری) کے ہاتھوں کو بوسہ دے دیتے کبھی حضرت کی داڑھی چومنے لگتے۔

(خدام الدین۔ لاہور ص ۱۸، ستمبر ۱۹۶۲ء)

تعظیم دین دار (دیوبندی مولویوں) کے لیے کھڑا ہونا درست ہے

ہاتھ پاؤں چومنا ایسے ہی شخص کا بھی درست ہے اور احادیث سے ثابت ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۱۴۔ از مولوی رشید احمد گنگوہی)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر ماننے والے کافر و مشرک

نبی کو جو حاضر ناظر کہے بلا شک شرع اس کو کافر کہے۔ (جواہر القرآن ص ۶)

جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے۔ (جواہر القرآن ص ۷۷)

دیوبندی وہابی شیخ اور مولوی حاظر ناظر

ترجمہ فارسی۔ یعنی مرید اس بات کو یقین جانے کہ شیخ (دیوبندی پیر) کی روح ایک جگہ مقید نہیں ہے۔ پس مرید جہاں بھی ہو قریب ہو۔ خواہ دور رہے اگرچہ پیر کے جسم سے دور رہے لیکن پیر کی روحانیت سے دور نہیں تو جب اس بات کو محکم جانے اور ہر وقت شیخ کو یاد رکھے اور رابطہ قلب پیدا ہو جائے اور ہر دم فائدہ حاصل کرتا رہے اور جب مرید کسی مشکل کشائی میں پیر کا محتاج ہو تو شیخ کو دل میں حاضر جان کر زبانِ حال سے سوال کرے تو خدا کے حکم سے یقیناً پیر کی روح اُسے القا کرے گی۔

(امداد السلوک ص ۱۰ از مولوی رشید احمد گنگوہی رسالہ الشہاب الثاقب۔ ص ۴۲ از مولوی حسین احمد کانگرسی صدر مدرسہ دیوبند)

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننے کا عقیدہ مشرکانہ ہے

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ بالکل بے اصل بلکہ نصوص صریحہ شرعیہ کے خلاف اور مشرکانہ عقیدہ ہے ۔۔۔ اس گمراہانہ عقیدہ کو اسلامی تعلیمات سے اسی قدر بُعد ہے جس قدر بُت پرستی اور عقیدہ تثلیث کو اسلام اور عقیدہ توحید سے۔"

(رسالہ حاضر و ناظر ص ۲ از مولوی منظور احمد نعمانی سنبھلی مدیر الفرقان لکھنؤ)

ابلیس لعین اور مولوی سید احمد رائے بریلی حاضر ناظر ہیں

ابو یزید سے پوچھا گیا طے زمین کی نسبت آپ نے فرمایا کہ یہ کوئی کمال کی چیز نہیں دیکھو ابلیس مشرق سے مغرب تک ایک لحظہ میں قطع کر جاتا ہے۔ (حفظ الایمان ص ۹۔ از مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی وہابی)

یہ ہیں مولوی سید احمد رائے بریلوی مولوی اسماعیل دہلوی صاحب تقویۃ الایمان کے پیر د مرشد و آقائے نعمت چنانچہ ان کا ایک واقعہ اکابر دیوبند کی مستند کتب میں مذکور ہے۔ ایک مالدار مسلمان (دیوبندی وہابی) دائم الخمر (شرابی) نے آپ (سید احمد) کی خدمت میں عرض کیا حضرت میں شراب نوشی کا عادی ایسا ہوں کہ اس کے بغیر ایک لحظہ بھی جی نہیں سکتا اور تمام منہیات شرعی سے آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں مگر شراب نہیں چھوڑ سکتا۔ آپ نے فرمایا اچھا ہمارے سامنے شراب نہ پیا کرو۔ اس کے بعد وہ آپ کے ہاتھ پر بیعت ہو گیا۔ ایک روز شراب کے نشہ نے زور کیا۔ نوکر سے شراب منگوائی وہ پیالہ میں ڈال کر شراب لے آیا۔ جونہی پیالہ منہ کے نزدیک لے گیا۔ دیکھا کہ دانتوں میں انگلی دبائے

لہ ارواح ثلاثہ ص ۲۶۶ میں لکھا ہے کہ نانوتوی صاحب بعد موت جسد عنصری کے ساتھ رفیع الدین کے پاس آئے۔

ہوئے (مولوی سید احمد وہابی) سامنے کھڑے ہیں۔ فوراً پیالہ ہاتھ سے پھینک کر توبہ توبہ کرکے کھڑا ہو گیا مگر پھر دیکھا تو سید صاحب وہاں نہیں ہیں سمجھا کہ شاید مجھ کو وہم ہو گیا تھا۔ پھر نوکر کو حکم دیا وہ شراب پیالہ بھر کر لایا اور اس نے پینے کے لیے منہ کے قریب کیا مگر پھر سید صاحب کو حاضر اور موجود پایا۔ پھر پیالہ پھینک کر حضرت حضرت کہکے آپ کی طرف دوڑا۔ پھر دیکھا وہاں کوئی بھی نہیں۔ پھر کوٹھڑی میں گھس کر کل دروازوں کو مقفل کروا کر شراب طلب کی منہ کے قریب پیالہ جانے کے ساتھ ہی (مولوی سید احمد وہابی) کو سامنے کھڑا دیکھا تب پیالہ پھینک دیا۔ سید صاحب کو ڈھونڈا تو کچھ پتہ نہ چلا۔ آخر لاچار ہو کر بیت الخلاء پاخانہ گاہ میں شراب طلب کی تو وہاں بھی حضرت (مولوی سید احمد کو (حاضر) سامنے کھڑا دیکھا۔ اس وقت اس نے شراب سے بھی توبہ کی۔

(سوانح احمدی ص ۵۳ مؤلفہ محمد جعفر تھانیسری وہابی)

حضور علیہ السلام کا علم زمین کو محیط نہیں یہ شرک ہے

الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔

(براہین قاطعہ از مولوی خلیل احمد انبیٹھوی مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی ص ۵۲)

شیطان اور ملک الموت کا علم زمین کو محیط ہے، یہ شرک نہیں

شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے شرک ثابت کرتا ہے۔

(براہین قاطعہ ص ۵۲۔ از مولوی خلیل احمد انبیٹھوی و مولوی رشید احمد گنگوہی)

حضور علیہ السلام کو قبلہ و کعبہ لکھنا مکروہ تحریمی اور منع ہے

سوال: قبلہ و کعبہ یا قبلہ دارین کعبہ کونین یا قبلہ دینی و کعبہ دنیوی . . . . یا مثل ان الفاظ کے القاب و آداب . . . . کسی کو تحریر کرنے جائز ہیں یا نہیں۔ حرام ہے یا غیر حرام۔ مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی۔

الجواب: ایسے کلمات مدح کے کسی کی نسبت کہنے اور لکھنے مکروہ تحریمی ہیں لقولہ علیہ السلام لاتطرونی (الحدیث) رواہ البخاری و مسلم۔ جب زیادہ تر شان نبوی سے کلمات آپ کے واسطے ممنوع ہوئے تو کسی دوسرے کے واسطے

کس طرح درست ہوسکتے ہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

(رشید احمد گنگوہی۔ فتاوٰی رشیدیہ ص ۱۸۴)

مولوی رشید احمد گنگوہی کو قبلہ وکعبہ لکھنا جائز ہے

جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھے
میرے قبلہ میرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی

(مرثیہ گنگوہی ص ۱۳۔ از مولوی محمود الحسن دیوبندی وہابی)

ہمارے قبلہ وکعبہ ہو تم دینی و ایمانی

(ص ۶ از مرثیہ گنگوہی)

انبیاء اولیاء کو مشکل کشا کہنے والے کافر ومشرک ہیں

مشکل میں دستگیری کرنی یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء اولیاء بھوت پری کی یہ شان نہیں ہے جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے۔ خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے اُن کو قدرت بخشی ہے۔ ہر طرح شرک ہے۔

(تقویۃ الایمان ص ۱۰ از مولوی اسماعیل دہلوی)

• کوئی نبی ولی کسی کے لیے حاجت روا اور مشکل کشا و دستگیر کس طرح ہوسکتا ہے۔ ایسے عقاید والے لوگ پکے کافر ہیں۔ اُن کا کوئی نکاح نہیں۔ . . . جو انہیں کافر ومشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے۔

(جواہر القرآن ص ۱۴۷ ملخصاً)

مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی احمد علی لاہوری مولوی عطاء اللہ بخاری حاجت روا اور مشکل کشا ہیں

(۱)
حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلہ حاجات جسمانی و روحانی

(مرثیہ گنگوہی ص ۱۰ از مولوی محمود الحسن دیوبندی)

(۲) حضرت احمد علی لاہوری کا وجود اس شعر کا واضح مصداق ہے ۔

اے لقائے تو جواب ہر سوال
مشکل از تو حل شود بے قیل و قال

آپ (مولوی احمد علی لاہوری) کا دیدار ہر سوال کا جواب ہے اور آپ سے مشکل فوراً حل ہو جاتی ہے۔

(خدام الدین لاہور ص ۱۹ ، ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء و خدام الدین لاہور ۴ مئی ۱۹۶۲ء)

(۳) مشہور احراری لیڈر عطاء اللہ بخاری کے انتقال کے بعد لائل پور کے ایک غیر مقلد اہل حدیث اخبار المنبر کی ایک نظم کا مرثیہ ملاحظہ فرمائیے۔

روح ابو الکلام کا آئینہ دار فکر
چشم و چراغ محفل مشکلکشا گیا

(اخبار المنبر لائل پور ۵ ستمبر مطابق ۲۵ ربیع الاول شریف)

حضور علیہ السلام مرکر مٹی میں مل گئے (معاذ اللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کر کے لکھا کہ "میں بھی ایک روز مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں۔"

(تقویۃ الایمان ص ۹۹ از مولوی اسماعیل دہلوی)

دیوبندی وہابی مولوی مرنے کے بعد بھی زندہ ہیں کیا ایسے لوگ حقیقت میں مرجاتے ہیں؟ نہیں اور ہرگز نہیں..... سید احمد بریلوی شاہ اسماعیل شہید، حجۃ الاسلام محمد قاسم نانوتوی۔ مولانا رشید احمد گنگوہی۔ شیخ الہند محمود الحسن۔ شیخ الاسلام حسین احمد مدنی اور امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری جیسی شخصیتیں مرچکی ہیں؟ فنا ہوگئی ہیں؟ مٹ چکی ہیں؟ نہیں ایسا نہیں ہے جس طرح یہ لوگ زندہ ہیں اور یقیناً زندہ ہیں اس طرح اس قافلہ کے آخری سالار شیخ التفسیر مولانا احمد علی بھی زندہ جاوید ہیں۔

(خدام الدین لاہور۔ ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

نبی ولی کو علم نہیں قبر و حشر میں کیا ہوگا جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے کرے گا دنیا خواہ قبر خواہ آخرت (حشر) اس کی حقیقت کسی کو نہیں معلوم نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال معلوم نہ دوسرے کا

(تقویۃ الایمان ص ۳۲ از مولوی محمد اسماعیل دہلوی)

(۲) میں (حضور علیہ السلام) نہیں جانتا میرے اور آپ کے ساتھ کیا کیا جائے گا۔

(براہین قاطعہ ص ۵۲ از خلیل احمد انبیٹھوی)

(۳) خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں۔ واللہ لا ادری ما یفعل بی ولا بکم

مولوی احمد علی لاہوری کو قبر و حشر و آخرت کا حال معلوم ہے میں (مولوی احمد علی) نے اللہ والوں (علماء دیوبند) کی صحبت میں چالیس سال رہ کر باطن کی آنکھیں حاصل کی ہیں۔

(خدام الدین، جولائی ۱۹۶۱ء ص ۱)

(۲) بزرگوں (دیوبندی وہابی مولویوں) کی صحبت میں بیٹھنے سے اور ان کی نگاہ فیض کے اثر سے۔ بحمد اللہ تعالیٰ توفیق میسر آگئی ہے کہ اب یہ مجھ پر بھی منکشف ہو جاتا ہے کہ کون اپنی قبر میں کس حال میں ہے۔ (خدام الدین لاہور ۲۳ فروری ۱۹۶۲ء ص ۱)

قبر سے گفتگو

حضرت والاجاہ (مولوی احمد علی) اپنے مغموم دل سے (اپنے) بچوں میں سے بعض کی قبور پر تشریف لے گئے اور حالت کشف میں جو گفتگو ہوئی اس کو اماں جان (اپنی بیوی) سے آ کر پیش کرتے رہے۔

(خدام الدین ۔ ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

خالی قبر

ایک دفعہ حضرت لاہوری نے ایک روضہ کو دیکھ کر فرمایا قبر کے اندر تو کچھ بھی نہیں چنانچہ بزرگوں سے معلوم ہوا اس قبر کی لاش کو عقیدت مند نکال کر لائل پور لے گئے تھے۔

(خدام الدین ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

ولی اللہ کی خوشبو

کشف القبور کا آپ کو علم تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں شاہی قلعہ (لاہور) کی غربی دیوار کے پاس کسی ولی اللہ کو مدفون پاتا ہوں اور مجھے اس کی خوشبو آتی ہے۔

(خدام الدین لاہور ۔ ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

سید احمد کی قبر

علامہ افغانی نے دریافت فرمایا۔ حضرت کیا وجہ ہے کہ سید صاحب جو شیخ اور مرشد ہیں کی قبر پر انوار مولانا (اسماعیل شہید) کی قبر کی نسبت کم معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت (احمد علی) نے فرمایا۔ ہاں یہ واقعہ ہے کہ میں نے صاحب قبر سے دریافت کیا تو اس نے کہا میں سید احمد شہید نہیں ہوں۔ میرا نام سید احمد ہے۔ میں مولانا (اسماعیل) شہید کا مرشد نہیں۔ لوگوں نے مولانا شہید کی قبر کے قریب ہونے کی وجہ سے غلط فہمی میں مجھے سید صاحب سمجھ لیا ہے۔

(خدام الدین لاہور ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء ، ص ۴۴)

بیداری میں زیارت

واقعی حضرت شیخ التفسیر (مولوی احمد علی وہابی دیوبندی) کا علم کشف القبور پر اکمل تھا۔ حضرت کا کمال تھا کہ بیداری میں ہی احقر کو ان کے قلعہ لاہور والے مرحوم بزرگوں کی زیارت کرادی اور دو منٹ میں ہی حضرت کی کرامت سے مجھے بہت کچھ حاصل ہو گیا۔ جو جادۂ صد سالہ سے بھی نہیں ملتا۔

(خدام الدین ۱۵ مارچ ۱۹۶۲ء)

آخرت کا حال

ایک محترمہ جس کے دو بیٹے فوت ہو گئے تھے کے حوالے سے فرمایا۔ ایک اچھی حالت میں ہے اور دوسرے کی حالت دگرگوں ہے۔

(خدام الدین ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

سیدھا جہنم میں

ایک شخص نے عرض کیا۔ حضرت میرا بیٹا لاہور سے بی اے کر کے لندن گیا وہاں سے واپس آیا تو بیمار ہو گیا۔ حضرت اس کا خاتمہ کیسا ہوا۔ مولانا احمد علی (دیوبندی وہابی) نے

آنکھیں بند کیں ..... اور رسول کو فرمایا سیدھا جہنم میں۔ ...

(خدام الدین لاہور ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء ص ۳۸)

عید میلاد النبی اور گیارہویں شریف کا تبرک حرام و کفر

یہ تعینات ربیع الاول میں کونڈا اور عشرہ محرم میں کھچڑا اور صحنک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور گیارہویں اور توشہ اور سی منی بو علی قلندر اور خضر علیہ السلام کے نام کا چاہ بھرے جانا) بدعت ضالہ ہیں۔ اگر نیت ایصال ثواب کی ہے تو طعام مباح اور صدقہ ہے اور جو بنام ان اکابر کے ہے تو داخل ما اہل بہ لغیر اللہ میں ہے اور حرام ہے اور ایسے عقاید فاسدہ موجب کفر کے ہیں اور ان الفاظ کو کفر ہی کہنا چاہیے۔

(فتاوی رشیدیہ ص ۱۰۸ - از مولوی رشید احمد گنگوہی)

ہولی دیوالی کی کھیلیں پوری اور بکرے کے کپورے اور کوّا کھانا ثواب

ہندو تہوار ہولی دیوالی کو کھیلیں یا پوری یا کچھ اور کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں اُن کا لینا اور کھانا درست ہے۔

(فتاوی رشیدیہ ص ۴۰۸ از مولوی رشید احمد گنگوہی)

(۲) گاؤ کی اوجھری اور بکرے کے کپورے کھانے درست ہیں۔

(فتاوی رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۰۷ مطبوعہ افضل المطابع مراد آباد)

(۳) جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کوّا کو کھانے والے کو ثواب ہوگا۔

(فتاوی رشیدیہ ص ۴۹۳ از مولوی گنگوہی)

"رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا" (تقویت الایمان ص ۶۵)

(۱) جس کا نام محمد یا علی ہے کسی چیز کا مختار نہیں۔

(تقویت الایمان ص ۴۷)

(۲) یوں کہنا کہ خدا رسول اگر چاہے تو فلاں کام ہو جاوے گا۔ شرک ہے۔

(بہشتی زیور اول ص ۴۵ از مولوی اشرف علی تھانوی)

مولوی رشید احمد نے مردوں کو زندہ کیا اور زندوں کو مرنے نہ دیا

مولوی محمود الحسن دیوبندی لکھتے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کو چیلنج کرتے ہیں

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم

مولوی حسین احمد کانگرسی کی روحانی طاقت اور اختیارات

مولوی محمد الیاس کاندھلوی دیوبندی نے ایک مرتبہ عالم جذب میں فرمایا۔۔۔ لوگوں نے مولانا حسین احمد کو پہچانا نہیں۔ خدا کی قسم ان کی روحانی طاقت اس قدر بڑھی ہوئی ہے اگر وہ اس طاقت سے کام لے کر انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنا چاہتے تو نکال سکتے تھے۔

(رسالہ الصدیق جمادی الثانی و رجب المرجب، ۱۳۷۱ھ ص ۴۰)

رسول پاک، امام حسین، مجدد الف ثانی کی قبور پر گنبد حرام ہیں

(انبیاء اولیاء کی) قبور پر گنبد اور فرش پختہ بنانا ناجائز و حرام ہے اور جو اس فعل سے راضی ہوں گنہگار ہیں۔

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند ص ۴۰ ج ا۔ از مولوی عزیز الرحمن مفتی دار العلوم دیوبند)

قبر پر مقبرہ عمارت بنانا حرام ہے کسی ہی کی قبر ہو۔

(تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان)

مندر بنوانا اور اس میں سنگ مرمر کی مورتی مہیا کرنا جائز

ہندوستان کے ایک نام نہاد مسلمان (دیوبندی) فضل الرحمن سیٹھ بیڑی والے نے لکشمی نرائن مندر کی تعمیر میں بیس ہزار (۲۰۰۰۰) روپیہ دیا۔ اس کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے گیارہ سو روپے بطور ہدیہ مسرت اور دیے مندر کے موجودہ کرتن ہال میں بجلی بھی (دیوبندی) سیٹھ صاحب نے اپنے خرچ سے لگوائی اور مندر کا سنگ بنیاد رکھتے وقت یہ اعلان بھی کیا گیا کہ مندر کے لیے شری لکشمی نرائن کی سنگ مرمر کی مورتی (بت) ڈھائی ہزار کی رقم سے اپنے خرچ پر مہیا کروں گا۔

(ماہنامہ تجلی دیوبند۔ اکتوبر ۱۹۵۷ء (نوائے وقت ۱۱ ستمبر ۱۹۵۷ء)

دیوبندی جمعیۃ العلماء ہند کی خالص شرک نوازی

ماہنامہ تجلی دیوبند رقمطراز ہے کہ (فضل الرحمن) کی بات اگر یہیں تک رہ جاتی تو ملا کو کوئی دلچسپی نہیں تھی۔۔۔ لیکن دلچسپی کا باعث وہ مختصر تبصرہ ہے جو علمائے حنفیہ (دیوبند) کے واحد سرکاری آرگن اور ترجمان الجمعیۃ (ہند) نے اس پر

فرمایا ہے کہ ہمیں اس خبر سے یہ دکھانا ہے کہ ۳۶ کروڑ کی آبادی میں مذہبی رواداری کی مثال قائم کرنے کی توفیق بھی صرف مسلمان ہی کو حاصل ہے۔ یہ سیر چشمی۔ یہ وسیع النظری اور یہ رواداری سوائے مسلمان کے آپ کو کہاں نظر آسکتی ہے۔

(الجمعیۃ ۱۲ ستمبر ۱۹۵۶ء)

نعرۂ رسالت یارسول اللہ عقیدۂ غیب کے ساتھ پکارنا کفر ہے

۔۔۔۔۔ یارسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا اور یہ عقیدہ کرکے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں، بسبب علم غیب کے تو وہ خود کفر ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۶۶)

نعرۂ گاندھی کی جے محمود الحسن کی جے جائز

جس وقت حضرت مولانا محمود الحسن (دیوبندی) کا موٹر چلا تو ایک دم اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا اور اس کے بعد نعرہ رسالت نہیں، گاندھی جی کی جے، مولوی محمود الحسن کی جے کے نعرے بلند ہوئے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۶ ص ۶۵۵)

بزرگان دین کا عرس جس میں کوئی خلاف شرع نہ ہو تو بھی بدعت ہے

(۱) یہ (عرس وغیرہ) امر بھی بدعت وضلال وگناہ سے خالی نہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰۹۔ از مولوی رشید احمد گنگوہی)

(۲) مولود شریف اور عرس جس میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو۔۔۔۔۔ اس زمانہ میں درست نہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰۵)

(۳) جس عرس میں صرف قرآن پڑھا جاوے اس میں شریک ہونا بھی نادرست ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۷)

امیر شریعت (عطاء اللہ بخاری) کی یاد میں میلہ (عرس) جائز

اوکاڑہ کے اس میلہ (عرس) میں مشہور احراری لیڈر ماسٹر تاج الدین انصاری، شیخ حسام الدین اور شورش کاشمیری شرکت فرما رہے ہیں۔

(نوائے وقت لاہور ۹ اکتوبر ۱۹۶۱ء ص ۷)

نوٹ: عطاء اللہ بخاری صاحب کا عرس ہر سال لاہور، ملتان اور لائل پور میں بیادگار امیر شریعت کے لیبل سے ہر سال احراری دیوبندی کرتے ہیں۔

حضور علیہ السلام کا مثل اور نظیر ممکن ہے آپ ہم جیسے بشر ہیں۔

اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں چاہے تو کروڑوں نبی ولی جن اور فرشتے جبرائیل اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔ (تقویت الایمان ص ۱۰۔ از مولوی اسماعیل دہلوی)

(۲) حضور علیہ السلام کا نظیر ممکن ہے۔

(براہین قاطعہ ص ۳۔ از مولوی خلیل احمد دیوبندی)

(۳) جو شخص حضور علیہ السلام کو ایک مرتبہ اپنے جیسا بشر کہتا ہے اس کو تیس نیکیاں ملتی ہیں۔

(اخبار پاکستانی۔ لائل پور)

مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی حسین احمد کانگرسی بے مثل ہیں

(۱) مولوی رشید احمد گنگوہی کے انتقال پر مولوی محمود الحسن دیوبندی نے لکھا ؎

دلوں کو جلاتے ہیں اپنے اور سب مسکراتے ہیں

کہا جب میں نے مولانا رشید احمد تھے لاثانی

(مرثیہ گنگوہی ص ۶)

(۲) حضرت (مولوی احمد علی لاہوری) نے فرمایا۔ میں ایسے ہی نہیں بلکہ علی وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ روئے زمین پر حضرت (حسین احمد) مدنی قدس سرہٗ جیسی کوئی جامع اور بلند پایہ شخصیت موجود نہیں۔

(خدام الدین ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء ص ۱۳)

عبد النبی، عبد الرسول، علی بخش، حسین بخش نام رکھنا شرک ہے۔

(بہشتی زیور ص ۴۵ ج اول از مولوی اشرف علی تھانوی۔ تقویۃ الایمان ص ۶ از مولوی اسماعیل دہلوی)

پنڈت کرپا رام برہمچاری مادھو سنگھ گنگا رام نام رکھنا جائز

مولوی عطاء اللہ بخاری نے دیناج پور جیل میں اپنا نام پنڈت کرپا رام برہمچاری ظاہر کیا اور اس نام سے اپنے احباب کو خط لکھے۔

(کتاب عطاء اللہ بخاری ص ۳۰)

(۲) سنو میں (احمد علی) کہتا ہوں کہ اگر تم اپنا نام مادھو سنگھ گنگا رام رکھواؤ۔ نماز پنجگانہ ادا کرو، زکوٰۃ پائی پائی گن گن کر دو، حج فرض ہے تو کر کے آؤ اور پورے رمضان کے تیسوں روزے رکھو تو میں فتویٰ دیتا ہوں کہ تم پکے مسلمان ہو۔

(خدام الدین ۲۲ فروری ۱۹۶۲ء)

پیران کلیر وغیرہ سوداگری یا خریداری کیلیے جانا درست نہیں

مسلمانوں کے میلوں (عرسوں) میں جیسے پیران کلیر وغیرہ واسطے سوداگری (خریداری) جانا درست نہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۸۹)

مندر کا چڑھاوا کافر و مشرک سے خریدنا جائز

جو مرغ و بکرا کھانا کفار اپنے معابد پر چڑھاتے ہیں اور کافر مجاور لیتا ہے تو اس کا خریدنا درست ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۹۱)

تندرست و بیمار کرنا حاجتیں برلانی، بلائیں ٹالنی انبیاء اولیاء کو ماننا شرک ہے

(۱) مردوں (انبیاء و اولیاء) سے حاجتیں مانگنا اور ان کی منتیں ماننا کفار کی راہ ہے۔

(تذکیر الاخوان ص ۸۳)

(۲) تندرست اور بیمار کر دینا، اقبال و ادبار دینا، حاجتیں برلانی، بلائیں ٹالنی مشکل میں دستگیری کرنی یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء و اولیاء بھوت پری کی یہ شان نہیں جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور مصیبت کے وقت اس کو پکارے، سو وہ مشرک ہو جاتا ہے، پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت اُن کو خود بخود ہے۔ خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو قدرت بخشی ہے۔ ہر طرح شرک ہے۔

(تقویۃ الایمان ص ۱۰ از مولوی محمد اسماعیل دہلوی)

دیوبندی مولوی مرنے کے بعد بھی حاجت روا، دافع البلاء ہیں

"مولوی معین الدین صاحب (دیوبندی) حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی صدر مدرس دیوبند کے بڑے صاحبزادے تھے۔ وہ حضرت مولانا کی ایک کرامت جو بعد وفات واقع ہوئی۔ بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ ہمارے نانوتہ میں جاڑے بخار کی بہت کثرت ہوئی سو جو شخص مولانا (یعقوب دیوبندی) کی قبر کی مٹی لے جا کر باندھ لیتا، اسے ہی آرام ہو جاتا۔ پس اس کثرت سے مٹی لے گئے کہ جب بھی قبر پر مٹی ڈالوں تب ہی ختم، کئی بار مٹی ڈال چکا تھا۔ پریشان ہو کر ایک دفعہ میں نے مولانا کی قبر پر جا کر کہا کہ آپ کی تو کرامت ہوئی اور ہماری مصیبت ہوگئی۔ یاد رکھو اگر

اب کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈالیں گے۔ ایسے ہی پڑے رہو گے۔ لوگ جوتے پہنے تمہارے اوپر سے ہی چلیں گے بس اس دن سے کسی کو آرام نہ ہوا۔

(ارواحِ ثلاثہ صـ۳۲۲ ۔ حکایت نمبر ۳۶۶)

ملاحظہ ہو دیوبندی اپنے مولویوں کو مشکل کشا، حاجت روا، دافع البلاء سمجھتے اور قبروں میں زندہ مانتے اور اُن کی قبروں کی مٹی سے شفایاب ہیں اور ان کو پکارنا جائز سمجھتے ہیں۔ انبیاء اولیاء کو قبروں میں مردہ سمجھنے والوں کی ایک اور کرامت ملاحظہ ہو۔ اسی ارواحِ ثلاثہ ص ۲۰۲، ۲۰۳ میں ہے:

- "ایک صاحب کشف حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرقد پر فاتحہ پڑھنے گئے۔ بعد فاتحہ کہنے لگے بھائی یہ کون بزرگ ہیں۔ بڑے دل لگی باز ہیں۔ جب میں فاتحہ پڑھنے لگا تو فرمانے لگے جاؤ فاتحہ کسی مردے پر پڑھیو۔ یہاں زندوں پر فاتحہ پڑھنے آئے ہو۔"

دیکھیے دیوبندی مولوی مرنے کے بعد سامع و متکلم حاجت روا، دافع البلاء تو تھے۔ اب معلوم ہوا وہ دل لگی باز بھی ہوتے ہیں۔

- رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان صـ۶۵)
- غیب کی بات اللہ ہی جانے رسول کو کیا خبر۔ (تقویۃ الایمان صـ۳۰)
- ماں کے پیٹ میں کیا ہے، اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (عامہ کتب دیوبند)

مذکورہ بالا عبارات سے معلوم ہوا اولیاء تو کیا رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ نہ انہیں غیب کا علم نہ یہ پتہ ماں کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی ہے۔

(دیوبندی) ولی کا علم و تصرّف اور دعا

دیوبندی وہابی حضرات کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی اپنی پیدائش کے متعلق لکھتے ہیں:

"میں ایک مجذوب کی دعا سے پیدا ہوا ہوں جن کا نام حافظ غلام مرتضیٰ ہے۔ اُن سے کہا گیا تھا کہ اس لڑکی میری (اشرف علی کی) والدہ کی اولاد زندہ نہیں رہتی تو فرمایا عمر اور علی کی کھینچاتانی میں ٹوٹ جاتی ہے۔ اب جو اولاد ہو علی کے سپرد کر دینا۔ اس کو کوئی نہیں سمجھا۔ میری والدہ سمجھ گئیں اور کہنے لگیں، باپ فاروقی ہیں اور ماں علوی اور نام بچوں کے والد کے نام پر رکھے جاتے ہیں۔ اب جو اولاد ہو۔ ماں کے خاندان پر نام رکھو۔ یعنی اس میں لفظ علی ہو (وہ مجذوب) خوش ہوئے اور فرمایا یہ لڑکی (اشرف علی کی والدہ) بڑی ذہین ہے۔ یہی مطلب ہے۔ نانی صاحبہ نے فرمایا۔ تو آپ ہی نام رکھ دیجیے۔ فرمایا دو لڑکے ہوں گے۔ ایک کا نام اشرف علی خان رکھنا اور ایک کا اکبر علی خان۔ عرض کیا کہ

پٹھان ہیں۔ فرمایا ہاں ایک کا اشرف علی اور ایک کا اکبر علی رکھنا۔ ایک ہمارا ہوگا وہ حافظ و مولوی ہوگا اور ایک دنیا دار ہوگا۔ پھر ہم دو بھائی ہوئے۔"

(افاضات الیومیہ حصہ پنجم صـ۲۰۱)

کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام بدعت و حرام کفر و شرک

(۱) قیام بھی بوجہ خصوصیت کے بدعت ہے۔۔۔ قیام کو سنت موکدہ جاننا بھی بدعت ضالہ ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ صـ۱۰۳)

(۲) وقت ذکر میلاد کے کھڑا ہونا قرون ثلاثہ میں کہیں ثابت نہیں ہوتا۔۔۔ بہرحال اس قیام کو واجب رکھنا حرام ہے اور رکھنے والا فاسق مرتکب کبیرہ ہے۔۔۔ ایسی صورت قیام بایں زعم گناہ کبیرہ ہوئے گا۔ الحاصل صورت اولیٰ میں بدعت و منکر اور دوسری صورت میں حرام و فسق۔ تیسری صورت میں کفر و شرک۔

(براہین قاطعہ صـ۱۴۸، صـ۱۴۹)

تعظیم دیندار و ڈاکٹر راجندر پرشاد و بھارتی ترانہ کے لیے قیام جائز ہے

(۱) تعظیم دین دار کے لیے قیام درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ صـ۴۵۹)

(۲) دنیا کی مشہور دینی درسگاہ دارالعلوم دیوبند کی دعوت پر ۱۳ جولائی کو جمہوریہ ہند کے صدر جناب ڈاکٹر راجندر پرشاد صاحب تشریف لائے (تمام اسٹاف دارالعلوم دیوبند استقبالی انتظام کی تکمیل میں پوری طرح مصروف ہے) ۔۔۔ کہ نماز جمعہ کی بھی چھٹی نہیں ملی۔۔۔ جمعے تو ہر ساتویں روز آتے ہیں مگر صدر جمہوریہ (راجندر پرشاد) روز روز نہیں آتے۔ جلسہ اس پنڈال میں ہوا جو ہزاروں سے زیادہ روپے خرچ کر کے وسیع دارالطلباء میں بنوایا گیا تھا۔۔۔ بہت شاندار۔۔۔۔ معزز مہمان کی شان کے مطابق۔ سب سے پہلے وطنی، بھارتی ترانہ پڑھا گیا۔ اس وقت صدر جمہوریہ بھارت (ڈاکٹر راجندر پرشاد) اور تمام اساتذہ و منتظمین (مدرسہ دیوبند) اور پورا مجمع کھڑا تھا۔ (بھارتی) ترانہ کے آخر تک سب کھڑے تھے۔ پھر صدر محترم (بھارت) کی تقلید کرتے ہوئے بیٹھ گئے اور تلاوت قرآن سے جلسہ شروع کیا گیا تلاوت قرآن کے وقت کھڑے ہونے کا رواج ہمارے یہاں نہیں ہے۔

(ماہنامہ تجلی دیوبند اگست دسمبر ۱۹۵۷ از مولوی عامر عثمانی فاضل دیوبند)

قبروں پر حافظوں کو بٹھانے اور چادر چڑھانے والے کافر

اسقاط مروجہ کرنا، حافظوں کو قبروں پر بٹھانا، قبروں پر چادر پر چڑھانا۔۔۔۔ یہ کام کرنے والے

اس آیت کے موجب مسلمان نہیں"۔ (تذکیر الاخوان صہ ۸۶)

گاندھی کے فوٹو پر قرآن خوانی اور گاندھی کی سمادھی اور احمد علی لاہوری کی قبر پر پھول جائز

(۱) تلک ہال میں مہاتما گاندھی کا یوم شہادت بڑی دھوم دھام سے منایا گیا۔ حافظ بعیت اللہ (دیوبندی وہابی) نے گاندھی کی تصویر کے سامنے بیٹھ کر قرآن خوانی کی۔

(۲) کان پور۔ ۳۰ جون آج مقامی تلک ہال میں کانگریس کی طرف سے مہاتما گاندھی کا یوم شہادت منایا گیا۔ علاوہ دیگر کانگریسیوں کے قوم پرست مسلم کانگریسیوں نے بھی اپنے باپو کے غم میں حسب استطاعت شرکت کی۔ جناب حافظ بعیت اللہ رکن (دیوبندی) جمیت العلماء ہند اور حضرت بابا خضر محمد سابق سرپرست (دیوبندی) جمیت العلماء ہند کانپور۔ مہاتما گاندھی کی روح کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے قرآن کریم کی آیتیں ان (گاندھی جی) کی تصویر کے سامنے بیٹھ کر پڑھیں اور ان کی روح کو بخش دیں۔ ایک طرف لوگ (ہندو) بھجن گا رہے ہیں تو دوسری طرف جمیت العلماء ہند کے کچھ ذمہ دار (دیوبندی) ارکان تلاوت قرآن کریم کر رہے تھے۔

(اخبار سیاست۔ کانپور یکم فروری ۱۹۵۰ء)

(۳) سعودی عرب کا موجودہ بادشاہ ابن سعود نجدی کا چھوٹا لڑکا امیر فیصل ۱۹۵۵ء میں بحیثیت وزیر اعظم ہندوستان پہنچا تو۔۔۔۔ ڈاکٹر راجندر پرشاد پنڈت نہرو سے ملاقاتیں کیں۔ اور راج گھاٹ پر مہاتما گاندھی کی سمادھ پر پھول چڑھانے بھی گئے۔

(نوائے وقت لاہور ۱۱ مئی ۱۹۵۵ء)

(۴) علامہ انور صابری دیوبندی مدظلہ بسلسلہ تعزیت حضرت مولانا احمد علی صاحب کی لحد پر۔

شعور دانش فکر رسول لایا ہوں — تری لحد پہ عقیدت کے پھول لایا ہوں

مجھے جواب دعا جواب سلام ہے — خواص سرورِ کونین کا مقام ہے

(خدام الدین لاہور۔ ۲۰ اپریل ۱۹۶۲ء)

حضور داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمۃ کا انکار

حضرت داتا گنج بخش بادشاہی مسجد کے قریب مدفون ہیں۔۔۔۔ مولانا (احمد علی) نے کئی بار اپنے جمعہ کے خطبات میں فرمایا کہ انہیں شاہی قلعہ میں انوار برستے نظر آرہے ہیں۔۔۔۔ مولانا احمد علی سے اس سلسلہ میں نمائندہ (اخبار آفاق) نے جب استفسار کیا تو آپ نے اس بات کو تسلیم کیا کہ انہوں نے اپنے اکثر خطبات میں حضرت داتا گنج بخش کے مزار شریف کے متعلق "نیا انکشاف" کیا ہے۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ آپ موجودہ مقبرہ داتا گنج بخش کے متعلق کیا رائے

رکھتے ہیں تو آپ نے پورے وثوق سے فرمایا۔

یہ مقبرہ ہجویر کے رہنے والے ایک بزرگ کا ضرور ہے مگر یہ علی ہجویری (داتا گنج بخش) کا نہیں، حضرت مولانا (احمد علی) نے فرمایا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل جو نورِ قلب بخشا ہے۔ اس کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ یہ راز میرے سینے میں لوحِ محفوظ کی طرح ہے کہ حضرت داتا صاحب کا مقبرہ کس جگہ ہے اور میں بحمد اللہ اس بات پر قادر ہوں کہ آپ کو انگلی رکھ کر بتا سکتا ہوں کہ آپ کا سر کہاں ہے اور پاؤں کہاں ہیں۔

(روزنامہ آفاق لاہور یکم فروری ۱۹۵۶ء ص)

زندہ علی ہجویری (داتا گنج بخش) مولوی احمد علی ہے

ایک (دیوبندی) مجذوب نے کچھ محویت وجذب کے عالم میں چند باتیں فرمائیں۔۔۔۔ کہنے لگا لوگو تمہارا یہ خیال ہے کہ لاہور میں صرف ایک حضرت علی ہجویری علیہ الرحمۃ ہیں۔ آؤ اگر زندہ علی ہجویری دیکھنا ہے تو شیرانوالا دروازہ میں حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب کو دیکھ لو مگر ان کا وقت تھوڑا رہ گیا ہے۔

(خدام الدین لاہور ۲۰ اپریل ۱۹۶۲ء)

اب معلوم ہوا کہ حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کے مزار کے متعلق مغالطہ دینے میں یہ مصلحت تھی کہ خود علی ہجویری بننے کے خواب دیکھ رہے تھے۔

(ماخوذ از آئینہ حق وباطل)

حاجی امداد اللہ صاحب کا عقیدہ

حاجی امداد اللہ صاحب اکابر دیوبند کے پیرو مرشد ہیں۔ وہ اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ نور محمد صاحب علیہ الرحمۃ کے متعلق رقمطراز۔

تم ہوائے نورِ محمد خاص محبوبِ خدا — ہند میں ہو نائب حضرت محمد مصطفےٰ

تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا — عشق کی پرسشکے باتیں کانپتے ہیں دست وپا

اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا

(امداد المشتاق صفحہ ۱۱۶ از مولوی اشرف علی تھانوی ومولوی مشتاق احمد دیوبندی)

مولوی اسماعیل دہلوی کا فتویٰ

تجھ سوا مانگے جو غیروں سے مدد — فی الحقیقت ہے وہی مشرک اشد

دوسرا اس سا نہیں دنیا میں بد ۔۔۔ ہے گلے میں اس کے حبل من مسد
سب سے اس پر لعنت و پھٹکار ہے
مُردوں سے حاجتیں مانگنا اور ان کی منتیں مانگنا کفار کی راہ ہے ۔

(تذکیر الاخوان ص۳۴۳ از مولوی اسماعیل دہلوی)

مولوی قاسم نانوتوی بانی دیوبند کا عقیدہ

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا ۔۔۔ نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی وکار
مگر کرے روح القدس میری مددگاری ۔۔۔ تو اس کی مدح میں کروں میں رقم اشعار
جو جبریل مدد پر ہو فکر کی میرے
تو آگے بڑھ کر کہوں کہ جہاں کے سردار

(قصائد قاسمی ص۸)

مولوی اسماعیل دہلوی کا فتوی

اکثر لوگ پیروں کو، پیغمبروں کو، اماموں کو اور شہیدوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور اُن سے مرادیں مانگتے ہیں وہ شرک میں گرفتار ہیں ۔

(تقویت الایمان ص۵ از مولوی اسماعیل دہلوی)

مولوی اسماعیل دہلوی کا عقیدہ

انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہے سو اس کے بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے ۔۔۔

(تقویت الایمان ص۵۸)

انبیاء و اولیاء امام زادہ پیر شہید جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی ۔

(تقویت الایمان ص۵۸)

مولوی خلیل انبیٹھوی کا فتوے

کوئی ضعیف الایمان بھی ایسی خرافات زبان سے نہیں نکال سکتا اور جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم پر اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے ۔

(المہند ص۲۱)

نوٹ :۔ اس کتاب پر مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی محمود الحسن دیوبندی ۔ کفایت اللہ کی تصدیق موجود ہے ۔

مولوی اشرف علی تھانوی و حسین احمد کانگرسی کا عقیدہ

کھول دے دل میں در علم حقیقت میرے رب
ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے

(تعلیم الدین صہ۱۴۲، از تھانوی ۔ سلاسل طیبہ از حسین احمد کانگرسی صہ۱۲)

مولوی غلام خاں کا فتوےٰ

کوئی کسی کے لیے حاجت روا اور مشکل کشا و دستگیر کس طرح ہو سکتا ہے ایسے عقائد والے لوگ بالکل پکے کافر ہیں ۔ ان کا کوئی نکاح نہیں ۔ ایسے عقائد باطلہ پر مطلع ہو کر جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے ۔

(جواہر القرآن صہ۱۴۳ ملخصاً ۔ از مولوی غلام خان)

مولوی اشرف علی تھانوی کا عقیدہ

بعض علوم غیبیہ میں حضور کی ہی تخصیص ہے ۔ ایسا علم تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات کے لیے بھی حاصل ہے ۔

(حفظ الایمان صہ۸ از اشرف علی تھانوی)

مولوی خلیل انبیٹھوی کا فتوےٰ

جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و بہائم و مجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے ۔

(المہند صہ۳۶ ۔ از مولوی خلیل احمد انبیٹھوی)

مولوی قاسم نانوتوی کا عقیدہ

انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں ، باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات امتی بظاہر مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں ۔

(تحذیر الناس صہ۵)

مولوی خلیل انبیٹھوی کا فتویٰ

ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں نبی کریم سے اعلیٰ ہے وہ کافر ہے ۔ ہمارے حضرات اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں ۔

(المہند صہ۱۳)

مولوی رشید گنگوہی کا نسب نامہ

مولوی رشید احمد بن مولانا ہدایت احمد بن قاضی پیر بخش بن قاضی غلام حسن بن قاضی غلام علی اور والدہ کی طرف سے مولانا رشید احمد بن مسمات کریم النساء بنت فرید بخش بن غلام قادر بن محمد صالح بن غلام محمد

(تذکرۃ الرشید حصہ اول صہ۱۳)

نوٹ :- اس نسب نامہ میں پیر بخش اور فرید بخش موجود ہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی کا فتویٰ

مولوی اشرف علی تھانوی اپنے خود ساختہ بہشتی زیور کے صہ ۴۵ ج ۱ پر کفر و شرک کی باتوں کے بیان میں رقمطراز ہیں،

"سہرا باندھنا، علی بخش، حسین بخش، پیر بخش، فرید بخش، عبد النبی نام رکھنا اور یوں کہنا کہ خدا رسول چاہے تو فلاں کام ہو جائے۔ (یہ سب شرک ہیں)

(بہشتی زیور ج ۱ صہ ۴۵)

گویا تھانوی کے نزدیک گنگوہی کے دادا نانا مشرک تھے۔

مولوی احمد علی لاہوری و عطاء اللہ بخاری کا عقیدہ

شاہ جی (عطاء اللہ بخاری) کا اپنا یہ حال تھا کہ حضرت (احمد علی لاہوری) رحمۃ اللہ علیہ کو گھنٹوں ہنساتے رہتے طرح طرح کی باتوں سے حضرت علیہ الرحمۃ کا دل بہلاتے اور اکثر ایسا ہوتا کہ فرطِ عقیدت سے حضرت (احمد علی) علیہ الرحمۃ کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے اور کبھی حضرت کی داڑھی مبارک چومنے لگتے۔

(خدام الدین صہ ۱۸ استمبر ۱۹۶۲ء)

مولوی غلام خاں کا فتویٰ

زندہ پیر کے ہاتھوں کو بوسہ دے دیا اور اس کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھے تو یہ سب افعال اس پیر کی عبادت کے ہوں گے اور اللہ کے نزدیک موجب لعنت ہوں گے۔ (جواہر القرآن صہ ۱۶)

جو ان کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

(جواہر القرآن صہ ۱۱۱)

بانی مدرسہ دیوبند کا عقیدہ

"دروغ صریح بھی کئی طرح کا ہوتا ہے۔ ہر قسم کا حکم یکساں نہیں، ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں۔ بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شانِ نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہ السلام معاصی سے معصوم ہیں، غلطی سے خالی نہیں۔

(تصفیۃ العقائد صہ ۲۵، ۲۸ - از مولوی محمد قاسم نانوتوی)

مفتی دیوبند کا فتویٰ

انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں۔ ان کو مرتکب معاصی سمجھنا العیاذ باللہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ نہیں۔ اس کی وہ تحریر خطرناک بھی ہے اور عام مسلمانوں کا ایسی تحریرات کا پڑھنا جائز بھی نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔ احمد سعید نائب مفتی دار العلوم دیوبند۔

جواب صحیح :- ایسے عقیدے والا کافر ہے۔ جب تک تجدید الایمان تجدید نکاح نہ کرے اس

سے قطع تعلق کریں۔　　　(مسعود احمد عفی عنہٗ مہر دار الافتاء فی دیوبند الہند)

(اشتہار محمد عیسیٰ نقشبندی ناظم مکتبہ جماعت اسلامی لودھراں ضلع ملتان۔ ماہنامہ تجلی دیوبند اپریل ۵۶ء)

مولوی قاسم نانوتوی کا عقیدہ عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں عقیدہ ہے کہ آپ کا زمانہ سابق انبیاء کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔　(تحذیر الناس صہ ۳)

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

(تحذیر الناس صہ ۲۳)

مفتی محمد شفیع دیوبندی کا فتویٰ لغت عربی اس پر حاکم ہے کہ آیت میں جو خاتم النبیین ہے اس کے معنی آخری نبی ہیں نہ کچھ اور .... امت نے خاتم کا یہی معنیٰ آخری ہونے پر اجماع کیا ہے۔ اس کے خلاف دعویٰ کرنے والا کافر ہے اور اصرار کرے تو قتل کیا جائے۔　(ہدایۃ المہدیین صہ ۲۱، ۳۵)

رشید گنگوہی و مولوی خلیل انبیٹھوی کا عقیدہ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت علم نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

(براہین قاطعہ صہ ۵۱)

اپنے عقیدے پر اپنا فتویٰ نبی کریم علیہ السلام کا علم حکم و اسرار وغیرہ کے متعلق مطلقاً تمامی مخلوقات سے زیادہ ہے اور ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں نبی کریم علیہ السلام سے اعلیٰ ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔ پھر بھلا ہماری کسی تصنیف میں یہ مسئلہ کہاں پایا جا سکتا ہے۔

(المہند صہ ۲۱ از مولوی خلیل احمد انبیٹھوی)

حاجی امداد اللہ صاحب کا عقیدہ

اے رسول کبریا فریاد ہے　　یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل　　اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

قید غم سے اب چھڑا دیجے مجھے
یا شہ دوسرا فریاد ہے

(نالہ امداد غریب مناجات ص۸ از حاجی امداد اللہ صاحب)

مولوی رشید گنگوہی کا فتویٰ
جب انبیاء کرام علیہم السلام کو علم غیب نہیں تو یا رسول اللہ بھی کہنا ناجائز ہو گا۔ اگر یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے۔
(فتاوی رشیدیہ حصہ سوم ص۹)

حاجی امداد اللہ صاحب کا عقیدہ
عباد اللہ کو عباد الرسول کہہ سکتے ہیں۔
(شمائم امدادیہ ص۱۳۵)

مولوی اشرف علی تھانوی کا فتویٰ
علی بخش۔ حسین بخش۔ عبدالنبی نام رکھنا (شرک کی فہرست میں شامل ہیں۔
(بہشتی زیور ص۴۵ ج ۱)

مولوی قاسم نانوتوی کا عقیدہ
رسول اللہ صلعم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں۔
(تحذیر الناس ص۱۲)

مولوی غلام خاں کا فتویٰ
نبی کو جو حاضر ناظر کہے بلا شک شرع اس کو کافر کہے۔
(جواہر القرآن ص۶)

جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے۔
(جواہر القرآن ص۷)

مسٹر مودودی کا عقیدہ
حضرت عثمان جن پر اس کار عظیم کا بار رکھا گیا تھا ان خصوصیات کے حامل نہ تھے اس لیے ان کے زمانہ خلافت میں جاہلیت کو اسلامی نظام اجتماعی کے اندر گھس آنے کا موقع مل گیا۔ حضرت عثمان اور حضرت علی کے دور خلافت میں جہالت کو اسلام میں گھس کا موقع مل گیا اور وہ روک نہ سکے۔
(تجدید و احیاء دین ص۲۶)

امام مہدی جدید ترین طرز کا لیڈر ہوگا۔
(تجدید و احیاء دین ص۵۵)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث میں کمزور تھے۔ ذہن پر عقلیات کا غلبہ تھا۔ تصوف کی طرف ضرورت سے زیادہ مائل تھے۔
(تجدید و احیاء دین ص۸)

اب تک کوئی مجدد کامل پیدا نہیں ہوا۔
(تجدید و احیاء دین ص۵۱)

حضور کو اپنے زمانہ میں یہ اندیشہ تھا کہ شاید دجال اپنے عہد میں ظاہر ہو جائے۔ یا آپ کے بعد کسی قریبی زمانہ میں

ظاہر ہو لیکن کیا ساڑھے تیرہ سو برس کی تاریخ نے یہ ثابت نہیں کیا کہ حضور کا یہ اندیشہ صحیح نہ تھا۔

(ترجمان القرآن ربیع الاول ۱۳۶۵ھ)

مولوی احمد علی لاہوری و عطاء اللہ بخاری کا فتویٰ

میری سمجھ میں ان تیس دجالوں میں ایک مودودی ہے صہ ۹۷

ایسے شخص (مودودی صاحب) کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل رکھنا اسلام کی توہین ہے۔ (صہ ۱۱۵)

مودودی مبتدع اور زندیق ہے۔ صہ ۱۱۳

(رسالہ حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب)

نوٹ:۔ اس کتابچہ پر چالیس سے زیادہ دیوبندی مولویوں کے دستخط و تصدیق موجود ہیں)

حاجی امداد اللہ صاحب کا عقیدہ

ہمارے علماء مولود شریف میں بہت تنازعہ کرتے ہیں تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں جب صورت جواز کی موجود ہے۔ پھر ایسا تشدد کرتے ہیں ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے۔ ۔ ۔ ۔ اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں۔

(امداد المشتاق صہ ۵۵۔ از مولوی اشرف علی تھانوی و مولوی مشتاق احمد دیوبندی)

مولوی خلیل انبیٹھوی و رشید گنگوہی کا فتویٰ

یہ ہر روز اعادہ ولادت (یعنی میلاد النبی) کا مثل ہنود کے سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔ (براہین قاطعہ صہ ۱۴۸)

بلکہ یہ لوگ (میلاد کرنے والے) اس قوم (کفار) سے بھی بڑھ کر ہیں۔ (براہین قاطعہ صہ ۱۴۹)

مولوی شبیر احمد عثمانی

آپ نے آخری وقت مسلم لیگ میں شامل ہو کر مطالبۂ پاکستان کی حمایت کی۔

(اشرف السوانح)

احراری عطاء اللہ بخاری کا فتوےٰ

جو لوگ "پاکستان" کے لیے مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے۔ وہ سؤر ہیں اور سؤر کھانے والے ہیں۔

(چمنستان صہ ۱۶۵۔ از مولوی ظفر علی)

مولوی شبیر احمد عثمانی کہتے ہیں:" دار العلوم دیوبند کے طلباء نے گندی گالیاں فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق چسپاں کیے اور ہم کو ابو جہل تک کہا گیا۔

(مکالمۃ الصدرین صہ ۳۳)

بانی پاکستان محمد علی جناح

آپ نے دنیائے ہند کے مظلوم مسلمانوں کے لیے ایک عظیم الشان اسلامی مملکت کے حصول کے لیے جدوجہد کی۔ بس اس جرم میں کانگرسی شیخ الاسلام حسین احمد ٹانڈوی کو جلال آ گیا:

مولوی حسین احمد کانگرسی کا فتویٰ مولانا حسین احمد صاحب نے مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیا اور قائد اعظم کو کافر اعظم کا لقب دیا۔

(مجموعہ خطبہ صہ ۴۸)

جب مولوی شبیر احمد عثمانی نے یہ کہا کہ یہ پرلے درجے کی شقاوت وحماقت ہے کہ قائد اعظم کو کافر اعظم کہا جائے (مجموعہ خطبہ صہ ۳۴) تو فوراً بے چارے شبیر احمد کی شیخ الاسلامی بھی خاک میں ملا دی اور انہیں ابوجہل کے عظیم الشان خطاب سے سرفراز فرمایا۔ (مکالمۃ الصدرین صہ ۳۳)

قبروں پر پھولوں کی چادریں

۱۱ ستمبر ۱۹۶۰ء قائد اعظم محمد علی کا یوم وفات ہے اور صدر پاکستان بانی پاکستان کے مزار پر پھول چڑھا کر فاتحہ پڑھ رہے ہیں۔ (اخبار انجام ۱۳ ستمبر ۱۹۶۰ء صہ ۱)

مولوی اسماعیل دہلوی کا فتوےٰ قبروں پر چادریں چڑھانا، پھول ڈالنا، مقبرے بنانا، تاریخ لکھنا یہ کام کرنے والے مسلمان نہیں۔ (تذکیر الاخوان صہ ۸۶)

مولوی محمد قاسم نانوتوی کا عقیدہ

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا — نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

فلک پہ عیسیٰ و ادریس ہیں تو خیر سہی — زمیں پہ جلوہ نما ہیں احمد مختار

(قصائد قاسمی صہ ۷)

مولوی اشرف علی تھانوی کا فتویٰ کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اسے خبر ہوگئی۔ کسی کو نفع ونقصان کا مختار سمجھنا، کسی سے مرادیں مانگنا یا یوں کہے۔ کہ خدا اور رسول چاہے گا تو

شرک ہے۔ (بہشتی زیور صہ۳۵)

حاجی امداد اللہ صاحب کا عقیدہ

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپکے ہاتھوں — تم اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ
پھنسا ہے بے طرح گرداب میں ناخدا ہو کر — میری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ

(نالۂ امداد غریب مناجات صہ۱۷)

مولوی اسماعیل دہلوی کا فتوےٰ کافر بھی اپنے بتوں کو خدا کے برابر نہیں جانتے تھے۔ بلکہ اسی کا مخلوق اور بندہ سمجھتے تھے مگر یہی پکارنا منتیں ماننی، نذر و نیاز کرنی، ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا ہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے (اس کو پکارے) گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ (تقویت الایمان صہ۸)

امیر الاحرار عطاء اللہ کا عقیدہ ماہنامہ تجلی دیوبند اپریل ۱۹۵۷ء پر عامر عثمانی فاضل دیوبند قمطراز ہیں کہ کسی صاحب نے (احراری لیڈر عطاء اللہ بخاری کا) ایک شعر

ز کافِ کعبہ تا کافِ کراچی
سراسر کفر و کفرؔ دون کعبہ (خطبات احرار)

لکھکر (بغیر نام بتائے) مولوی احمد علی لاہوری سے پوچھا کہ یہ شعر کیسا ہے اس کے لکھنے والے کے بارے میں کیا رائے ہے۔ مولوی صاحب نے جواب لکھا۔

مولوی احمد علی لاہوری کا فتوےٰ یہ شعر نہایت ذلیل وخبیث ہے۔ اس کا لکھنے والا بصیرت سے محروم نا اہل (بالکل اندھا) مودودی کا بھائی۔ بدقسمت بے بصیرت بالکل جھوٹا مرزا غلام احمد کی طرح تاویلیں کرنے والا، کفرانِ نعمت کرنے والا غیر سچا مسلمان ہے۔

(تجلی دیوبند مطابق اپریل ۱۹۵۷ء صہ۳۰ و دیگر اخبارات)

سرسید کے عقاید مولوی اشرف علی کی زبانی یہ سب انگریزی تعلیم اور نیچریت کی نحوست ہے کہ لوگوں کے عقائد، اعمال صورت و سیرت سب بدل گئے اور دین بالکل تباہ و برباد ہوگیا۔ ان کی رفتار، گفتار، نشست و برخاست، خورد و نوش سب میں دہریت و نیچریت والحاد کا رنگ جھلکتا ہے اور ہندوستان میں نیچریت کا بیج سرسید کا بویا ہوا ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۶ صہ۹۸ زیر ملفوظ نمبر ۱۳۶)

مولوی اشرف علی تھانوی کا فتوے

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ سرسید کی وجہ سے بڑی گمراہی پھیلی یہ نیچریت کا زینہ ہے اور جڑ ہے الحاد و بے دینی کی اس سے پھر شاخیں چلی ہیں۔ یہ (مرزا غلام احمد) قادیانی اس نیچریت ہی کا اول شکار ہوا۔ آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ استاذ یعنی سرسید احمد خاں سے بھی بازی لے گیا کہ نبوت کا مدعی بن بیٹھا۔

(الافاضات الیومیہ ج پنجم صـ۱۰۶ زیر ملفوظ ۱۸۱)

سرسید کے عقائد مسٹر حالی کی زبانی

(۱) اجماع امت حجت شرعی نہیں ہے۔

(۲) قیاس ائمہ حجت شرعی نہیں ہے۔

(۳) تقلید ائمہ واجب نہیں ہے۔

(۴) شیطان یا ابلیس کا لفظ جو قرآن مجید میں آیا ہے اس سے کوئی ہستی مراد نہیں بلکہ انسان کے نفس امارہ یا قوت بہیمیہ کا نام ابلیس ہے۔

(۵) نصاریٰ (عیسائیوں) نے جن چڑیوں کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا ہو مسلمانوں کو ان کا کھانا حلال ہے۔

(۶) معراج خواہ مکہ سے مسجد اقصیٰ تک ہو یا مسجد اقصیٰ سے آسمانوں تک بہرحال بیداری میں نہیں ہوئی۔ بلکہ خواب میں ہوئی اور یونہی شق صدر بھی خواب ہی میں ہوا ہے۔

(۷) فرشتوں کا کوئی الگ وجود نہیں ہے بلکہ برق کی قوت جذب و رفع، پہاڑوں کی صلابت، پانی کا سیلان، درختوں کا نمو وغیرہ جیسی قوتوں کا نام فرشتہ ہے۔

(۸) آدم، فرشتے، اور ابلیس کا جو قصہ قرآن میں بیان ہوا تو ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا ہے بلکہ یہ ایک مثال ہے۔

(۹) مرنے کے بعد اٹھنا، حساب و کتاب، میزان، پل صراط، جنت و دوزخ وغیرہ سب مجاز پر محمول ہیں نہ کہ حقیقت پر۔

(۱۰) خدا کا دیدار کیا دنیا اور کیا عقبیٰ میں نہ ان ظاہری آنکھوں سے ممکن ہے نہ دل کی آنکھوں سے۔

(۱۱) قرآن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی معجزہ کے صادر ہونے کا ذکر نہیں۔

(۱۲) چور کے ہاتھ کاٹنے کی جو سزا قرآن میں بیان ہوئی ہے، لازمی نہیں ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

(حیات جاوید حصہ دوم صـ۲۵۶ تا صـ۲۶۳۔ از مسٹر حالی پانی پتی)

حیات جاوید صفحہ ۱۸۴ پر مسٹر حالی نے سر سید کا یوں بیان لکھا ہے:۔

"وہابی وہ ہے جو خالصاً خدا کی عبادت کرتا ہو موحد ہو وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔۔ (برطانیہ) سرکار نے بے سوچے سمجھے ان (وہابیوں) کو معتمد علیہ نہیں گردانا بلکہ غدر یعنی ۱۸۵۷ء کی جنگ کے زمانے میں جب کہ فتنہ کی آگ ہر طرف مشتعل تھی۔ ان (وہابیوں) کی وفاداری کا سونا اچھی طرح تایا گیا اور وہ خیر خواہی سرکار (برطانیہ) میں ثابت قدم رہے۔۔۔۔ وغیرہ۔

مولوی انور کاشمیری شیخ الحدیث دیوبند کا فتویٰ

سر سید ھو رجل زندیق ملحد او جاھل ضال الخ

یعنی سر سید وہ بے دین ہے ملحد ہے یا جاہل گمراہ ہے۔

(ضمیمۃ البیان مشکلات القرآن صفحہ ۲۲۴۔ از مولوی انور کاشمیری)

مولوی شبلی نعمانی کا عقیدہ

- ارسطو کا اصل مذہب ہے کہ عالم (خدا تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا نہیں بلکہ) قدیم ہے۔

(کتاب الکلام صفحہ ۳)

ہم کو اس سے انکار نہیں کہ عالم اجزاء ذی مقراطیسی سے بنا ہوا ہے اور ہم کو یہ بھی تسلیم ہے کہ عالم قدیم ہے جیسا کہ خود مسلمانوں کا ایک فرقہ معتزلہ اور حکمائے اسلام یعنی فارابی ابن سینا اور ابن رشد کی رائے ہے۔

(کتاب الکلام صفحہ ۵۴۔ از شبلی نعمانی اعظم گڑھی مصنف سیرت نبوی)

- یہ نعمانی (شبلی اعظم گڑھی) بھی سر سید احمد خاں کے قدم بقدم ہی ہیں۔ سیرت نبوی لکھی ہے جس پر آج کل کے نیچری فریفتہ ہیں۔

(افاضات الیومیہ ج ۵ صفحہ ۱۵۲ زیر ملفوظ ۲۵۵۔ از مولوی اشرف علی)

پھر خود ندوہ کا جو حشر ہوا سب کو معلوم ہے (ندویت) بالکل نیچریت تھی۔ وہی سر سید احمد خاں کے قدم بقدم ان کی رفتار رہی۔ وہی جذبات وہی خیالات کوئی فرق نہ تھا۔

(افاضات الیومیہ ج ۵ صفحہ ۱۱ زیر ملفوظ نمبر ۱۱۸)

- ندوی مذہب کا نچوڑ یہ ہے کہ جو شخص اسلام کا کلمہ پڑھتا ہو خواہ اللہ تعالیٰ کو جھوٹا کہے۔ قرآن مجید کو ناقص

ماننے، قیامت کا اقرار کرے یا انکار، جنت و دوزخ حساب کتاب ماننے یا نہ ماننے۔ حضور علیہ السلام کو آخری نبی ماننے یا نہ مانے۔ بس کلمہ پڑھے مسلمان ہے، ندوہ کا ممبر ہے۔

مولوی کفایت اللہ دہلوی اور انور کاشمیری کا فتوٰی

۱۳۳۲ھ میں دیوبندی مفتی مولوی کفایت اللہ دہلوی مولوی شبلی نعمانی کے رد میں ایک فتوی تحفہ ہندیہ پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا جس میں لکھا ہے:۔

"علامہ (شبلی) اہلسنت وجماعت سے خارج اور معتزلہ اور ملاحدہ (بیدینوں) کے ہمنوا ایک چودھویں صدی میں ان کی یادگار رہیں۔ (بحوالہ تاریخ مجددین حزب وہابیہ ص۲۳۳)

• وانما الوح علی اعین الناس ان لیس من الدین ان یغمض عن کافر

یعنی میں شبلی نعمانی کی بدعقیدگی اور بدمذہبی لوگوں پر اس لیے ظاہر کرتا ہوں کہ دین اسلام میں کافر کے کفر کو چھپانا جائز نہیں۔

(مقدمہ مشکلات القرآن ص۴۲ از مولوی انور کاشمیری دیوبندی)

مولوی حسین احمد کانگریسی مدنی کا عقیدہ

ایک خاص علم کی وسعت آپ (حضور علیہ السلام) کو نہیں دی گئی اور ابلیس لعین کو دی گئی ہے۔

(شہاب الثاقب ص۱۱۳)

مولوی خلیل انبیٹھوی کا فتوٰی

جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و بہائم مجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے۔ (المہند ص۳۶)

کانگریسی مسٹر مولوی ابوالکلام آزاد کا عقیدہ

...... میں خود سرسید کا نہ صرف مقلد اعمٰی (اندھا پیروی کرنے والا) تھا بلکہ تقلید کے نام سے پرستش کرتا تھا۔

(آزاد کی کہانی ص۳۸۴)

مولوی اسماعیل دہلوی کا فتوے

مسلمانوں کو چاہیے کہ جب تک مسئلہ قرآن وحدیث سے ثابت نہ ہو تب تک مجتہد کی پیروی اور تقلید نہ کرے۔ اور تحقیق کی فکر میں رہے اور کوشش کرے۔ (تذکیر الاخوان بقیہ تقویۃ الایمان ص۲۱۲) مقلد کے حق میں تقلید ہی کافی جاننا اور تحقیق ضروری نہ سمجھنا اس بات کو کفریات میں شمار کیا گیا ہے۔ (تذکیر الاخوان ص۸۸)

مولوی محمود الحسن دیوبندی کا عقیدہ

مولوی محمود الحسن دیوبندی نے قرآن و حدیث سمجھنے کے لیے عالم کو ضروری سمجھا۔ لہذا مولوی محمد قاسم نانوتوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کی مدح میں رقمطراز ہیں:

پھر نہ ہوں سائق و قائد جو رشید و قاسم — ہم کو کیونکر ملیں یہ نعمت یزداں دونوں
کون سمجھائے ہمیں مطلب اللہ و رسول — کون سکھلائے ہمیں سنت و قرآں دونوں

(قصیدہ محمود الحسن ص۱)

مولوی اسماعیل دہلوی کا فتویٰ

جو کوئی یہ آیت ولقد انزلنا الیک آیات بینات و ما یکفر بہا الا الفسقون ۔ سن کر پھر یہ کہنے لگے کہ پیغمبر کی بات سوائے عالموں کے کوئی سمجھ نہیں سکتا اور ان کی راہ پر سوائے بزرگوں کے کوئی چل نہیں سکتا سو اس نے اس آیت کا انکار کیا جو کفر ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۳۳)

مولوی اشرف علی تھانوی کا عقیدہ

بعض علوم غیبیہ میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔

(حفظ الایمان ص۸)

مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی اسماعیل دہلوی کا فتوے

یہ عقیدہ کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔ (فتاوی رشیدیہ حصہ دوم ص۱۰)

- علم غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ابہام شرک سے خالی نہیں۔

(فتاوی رشیدیہ حصہ دوم ص۳۲)

- پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے۔ خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۱۰)

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا عقیدہ

الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم (علیہ السلام) کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص (قرآن و حدیث) سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم (علیہ السلام) کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (براہین قاطعہ ص۵۱)

مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ

"مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز نے متعدد فتاوے میں یہ تصریح فرمائی کہ جو شخص ابلیس لعین کو رسول مقبول علیہ السلام سے اعلم اور اوسع علم کہے وہ کافر ہے۔ (بحوالہ شہاب ثاقب ص۱۹)

مولوی حسین احمد کانگرسی صدر دیوبند کا عقیدہ

ایک خاص علم کی وسعت آپ (حضور علیہ السلام) کو نہیں دی گئی اور ابلیس لعین کو دی گئی ہے۔

(الشہاب الثاقب ص۱۱۳)

مولوی اسماعیل دہلوی کا اپنا عقیدہ

• پندارند کہ نفع رسانیدن باموات باطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ ایں معنی بہتر و افضل۔ (صراط مستقیم ص۳)

یعنی یہ نہ سمجھے کہ مردوں کو کھانا کھلانا اور فاتحہ خوانی کے ذریعے سے نفع پہنچانا اچھا نہیں کیونکہ یہ معنی بہتر و افضل ہیں۔

• پس در خوبی ایں قدر امر از امور مرسومہ فاتحہ یا واعراس و نذر و نیاز اموات شک و شبہ نیست۔

(صراط مستقیم ص۶۳)

• طریقۂ فاتحہ چشتیہ :- اول طالب را باید کہ با وضو دو زانو بطور نماز بنشیند و فاتحہ بنام اکابر ایں طریق یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما خواندہ التجا بجناب حضرت ایزد پاک بتوسط ایں بزرگاں نماید و بنیاز تمام و زاری بسیار از بسیار دعائے کشود کار خود کردہ ذکرِ دو ضربی شروع نماید۔

(صراط مستقیم ص۱۲۲)

یعنی پہلے طالب کو چاہیے کہ با وضو دو زانو نماز کے طریقہ پر بیٹھے اور اس سلسلہ کے اکابر یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما کے نام کی فاتحہ پڑھ کر درگاہِ الٰہی میں ان بزرگوں کے وسیلہ سے التجا کرے اور انتہائی عجز و نیاز اور کمال تضرع و زاری کے ساتھ اپنے حل مشکل کی دعا کرکے دو ضربی ذکر شروع کرے۔

اپنے عقیدہ پر اپنا فتوےٰ

یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔

(تقویۃ الایمان ص۷)

مولوی احتشام الحق تھانوی کا عمل

کراچی۔ ۳۱۔ جولائی صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے آج شام یہاں قائد اعظم (محمد علی جناح) کے مقبرہ کا سنگ بنیاد رکھا۔۔۔۔۔اس سے پہلے مولانا احتشام الحق تھانوی نے سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے صدر ایوب کو خراج تحسین پیش کیا اور مقبرے کی تعمیر میں ذاتی دلچسپی لینے پر شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ صدر ایوب کے ہاتھوں سے مقبرہ کا سنگ بنیاد رکھے جانے سے پاکستان کے لوگوں کی ایک دیرینہ آرزو پوری ہو جائے گی۔ آپ (مولانا احتشام الحق تھانوی) نے کہا کہ اگرچہ قائد اعظم رحلت کر چکے ہیں لیکن وہ اپنے بنیادی نظریات کی بنا پر ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

(روزنامہ کوہستان لاہور یکم اگست ۱۹۶۰ء)

مولوی اسماعیل دہلوی کا فتوے

قبروں پر چادریں چڑھانا، مقبرے بنانا، تاریخ لکھنا یہ کام کرنے والے مسلمان نہیں۔ ایک بالشت سے اونچی قبر نہ بنائے۔۔۔۔۔قبر پر مقبرہ بنانا حرام ہے۔ کسی ہی کی قبر ہو۔

(تقویۃ الایمان ص۹۶)

مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی عبدالمجید اشرفی کا عقیدہ

دستگیری کیجئے میرے نبی ۔۔۔ کشمکش میں ہوں تم ہی میرے ولی

جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ ۔۔۔ فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی

ابن عبداللہ زمانہ ہے خلاف ۔۔۔ اے مرے مولا خبر لیجئے میری

(شیم الطیب از اشرف علی تھانوی)

مولوی اسماعیل دہلوی کا فتوے

جو کوئی کسی مخلوق کا عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل سمجھ کر اس کو ماننے تو اب اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ اللہ کے برابر نہ سمجھے۔

(تقویۃ الایمان ص۳۳)

مولوی احمد علی لاہوری کا عقیدہ

سنو میں کہا کرتا ہوں اگر تم اپنا نام مادھو سنگھ، گنگا رام رکھواؤ نماز پنجگانہ ادا کرو، زکواۃ پائی پائی گن کر دو، حج فرض ہے تو کر کے آؤ، رمضان کے تیسوں رکھو میں فتوے دیتا ہوں تم پکے مسلمان ہو۔

(خدام الدین لاہور شیخ التفسیر نمبر ۲۲ فروری ۱۹۶۲ء)

مولوی احمد علی کا فتوے
اگر کوئی اپنا نام محمد دین عبداللہ جان، اللہ رکھا، محمد جان رکھوائے۔ نماز ایک نہ پڑھے حج فرض ہے تو نہ کرکے آئے، روزہ ایک نہ رکھے، زکوٰۃ واجب ہوتے پر بالکل نہ دے تو میں فتوی دیتا ہوں کہ ھذا کافر حق کہ یہ پکا کافر ہے۔

(خدام الدین لاہور ۲۲ فروری ۶۳ء صفحہ ۱۲)

مولوی احمد علی لاہوری کا عقیدہ
لاہوریو! میں تم سے کہتا ہوں کہ لاہوری مسلمان کنجری نواز ہیں کیا ہیرامنڈی میں اب سکھ جاتے ہیں یا کوئی اور جاتا ہے، سب مسلمان جاتے ہیں۔

(خدام الدین لاہور ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

مولوی احمد علی لاہوری کا فتویٰ
میں کہا کرتا ہوں کہ لاہور سینے دیوں کا شہر ہے، اکثر بے حیا کنجروں کے پجاری رنڈی باز ہیں۔

(خدام الدین لاہور ۲۲ فروری ۶۳ء)

بیگم مودودی محفل میلاد میں
گذشتہ دنوں لیڈیز کلب ماڈل ٹاؤن میں بیگم ڈاکٹر عباس علی کے زیر قیادت محفل میلاد منعقد ہوئی۔ محفل میں نعتوں اور درود شریف کے علاوہ خواتین کو اسلامی طرز فکر کے مطابق زندگی کو استوار کرنے کی خاطر بیگم مودودی نے پر اثر تقریر کی۔۔۔

(روزنامہ مشرق ۲۶ ، ۱۱ ، ۶۵ء)

مودودی کا میلاد پر فتوے
یہ تہوار جسے ہادئ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کیا جاتا ہے حقیقت میں اسلامی تہوار ہی نہیں۔ اس کا کوئی ثبوت اسلام میں نہیں ملتا حتیٰ کہ صحابہ کرام نے بھی اس دن کو نہیں منایا۔ صد افسوس کہ اس دن کو دیوالی اور دسہرہ کی شکل دے دی گئی ہے۔

(ہفت روزہ قندیل لاہور۔ ۳ جولائی ۱۹۶۶ء)

شرک و بدعت سے نفرت
وہ (مولوی احمد علی لاہوری) ہر ایک کو معاف کر دیتے تھے لیکن خدا کی ذات و صفات میں شریک ٹھہرانے والے۔۔۔۔ اور بدعت پھیلانے والے کو کبھی معاف نہیں فرماتے تھے۔

(خدام الدین لاہور مارچ ۱۹۶۳ء، صفحہ ۱۳)

اہل شرک و بدعت کی تعظیم اور ان سے محبت

ایک دفعہ مولانا داؤد غزنوی (غیر مقلد) کی دعوت پر ان کے مدرسہ شیش محل میں میٹنگ تھی حضرت (مولوی احمد علی) پہلے

سے کرسی پر تشریف فرما تھے۔ مودودی صاحب اور مولانا ابوالحسنات (بریلوی) بھی تشریف لائے حضرت شیخ ہر دو اصحاب کے لیے کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور آگے بڑھ کر ان کو گلے لگا لیا۔

(خدام الدین ۸ مارچ ۱۹۶۳ء صفحہ ۱۲)

مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کا عقیدہ

لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد۔ (یکروزی صفحہ ۱۴۵)

ترجمہ: ہم نہیں کہتے اللہ کا جھوٹ بولنا محال ہے۔

و الا لازم آید کہ قدرت انسان زاید از قدرت ربانی باشد۔ (یکروزی صفحہ ۱۴۵)

ترجمہ: اگر خدا جھوٹ نہ بول سکے تو لازم آئے گا کہ آدمی کی قدرت اس سے بڑھ جاوے۔

- مولانا گنگوہی محض اتباع مولانا شہید "مسئلہ امکان کذب" کے قائل ہوئے یہ قول ان کا محض افترا و جہالت ہے۔ مولانا گنگوہی نے سلف صالحین امت مرحومہ کا اتباع کیا ہے۔

(شہاب ثاقب صفحہ ۱۰۳)

اکابرِ دیوبند کا فتویٰ کہتے ہیں کہ ان (دیوبندی مولویوں) کے نزدیک معاذ اللہ خداوند کریم جل شانہ کاذب اور جھوٹا ہو سکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ خدا کے کلام میں جھوٹ ہو یہ سب بالکل غلط اور افترا محض ہے۔ ہرگز ہمارے اکابر (دیوبند) اس کے قائل نہیں بلکہ اس کے معتقد کو کافر و زندیق کہتے ہیں۔ (شہاب ثاقب صفحہ ۱۰۵)

مولوی فردوس قصوری کا عقیدہ حضور کی ولادت با سعادت کا ذکر بلکہ آپ کے جوتوں کے گرد و غبار کا ذکر اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔ مختصراً (چراغ سنت صفحہ ۱۳۵)

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا فتویٰ یہ ہر روز اعادہ ولادت (حضور) کا مثل ہنود کے سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔ (براہین قاطعہ صفحہ ۱۴۸)

مولوی احمد علی لاہوری کا دعویٰ علم غیب و کشف

بزرگوں کی عظمت اور ان کی بزرگی کا دل و جان سے معترف ہوں اور آج کل کے نام نہاد پیروں اور پیرزادوں سے زیادہ ان کی نیکی اور پارسائی کا معتقد ہوں، بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنے سے اور ان کے نگاہ فیض کے اثر سے بحمد اللہ تعالیٰ

توفیق میسر آگئی ہے کہ اب یہ بھی مجھ پر منکشف ہو جاتا ہے کہ کون اپنی قبر میں کس حال میں ہے۔

(خدام الدین - لاہور ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء ص ۱۴)

سنو! ہوش کرو مجھے اللہ تعالیٰ نے باطن کی آنکھیں دی ہیں اور مجھے علم ہے کہ جو نوجوان وانگریز کے تابع دار علماء کرام کو گالیاں دیتے مر گئے ہیں ان کی قبریں جہنم کا گڑھا بنی ہوتی ہیں۔ اگر تمہیں یقین نہیں آتا تو آؤ میرے پاس آکر بیٹھ جاؤ۔ میں نے یہ فن چالیس سال میں سیکھا ہے تم کو میں چار سال میں سکھا دوں۔

(خدام الدین لاہور ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء ص ۱۲)

کرامت :- ایک دفعہ دو دھوچک تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک سادہ قبر اور مقبرہ راستے میں آیا جب تانگہ آگے بڑھا تو فرمایا مولوی بشیر احمد یہ قبر بالکل خالی ہے ۔۔۔۔ میں نے اپنے محترم پیر بھائی حکیم عبدالحق سے معلوم کیا کہ فلاں دائرے میں جو قبر ہے۔ اس میں کون صاحب ہیں اور کب سے دفن کئے گئے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ نزدیک والے پنڈ کا ایک بے دین بھنگی چرسی پوستی افیونی ملنگ تھا جس کی موت ضلع لائل پور کے کسی چک میں ہوئی تھی۔ وہاں ہی دفن کیا گیا تھا لیکن اس کے چیلے چانٹوں نے باہمی مشورہ کیا کہ سائیں جی کی ڈھیری یہاں بھی بنا لیتے ہیں اور اس پر میلہ کیا کریں گے۔

(خدام الدین لاہور ۱۲ فروری ۱۹۶۳ء)

آپ (مولوی احمد علی لاہوری) نے حضرت (مولوی شمس الحق) افغانی مدظلہ کے اس استفسار پر کہ کیا آپ بالاکوٹ حضرت سید صاحب (ساکن رائے بریلی) اور مولانا (اسماعیل) شہید کے مزار پر تشریف لے گئے ہیں۔ فرمایا کہ ہاں حضرت مولانا عبدالحنان صاحب راولپنڈی والے مجھے لے گئے تھے۔ علامہ افغانی نے دریافت فرمایا کہ حضرت کیا وجہ ہے کہ سید صاحب جو شیخ و مرشد ہیں کی قبر انوار مولانا (اسماعیل دہلوی) شہید کی قبر کی نسبت کم معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں واقعہ یہ ہے کہ میں (احمد علی لاہوری) نے صاحب قبر سے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ میں سید احمد شہید نہیں ہوں۔ میرا نام سید احمد ہے میں مولانا شہید کا مرشد نہیں ہوں۔ لوگوں نے مولانا شہید کی قبر کے قریب ہونے کی وجہ سے غلط فہمی میں مجھے سید صاحب سمجھ لیا ہے۔

(خدام الدین لاہور شیخ التفسیر نمبر ص ۴۴)

مولوی اسماعیل دہلوی کا فتویٰ جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا۔ خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔

(تقویۃ الایمان ص ۲۷)

- شرک سب عبادت کا نور کھو دیتا ہے۔ کشف کا دعوے کرنے والے اس میں داخل ہیں۔

(تقویۃ الایمان ص)

مولوی احمد علی کا قول

میں کسی کو برا نہیں کہتا جو لوگ گیارہویں شریف اور ختم شریف کے نہ ماننے کی وجہ سے دہابی وہابی کہتے ہیں میں ان کا بھی بھلا چاہتا ہوں۔

(خدام الدین لاہور ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء ص ۱۳)

مولوی احمد علی کا فعل

میں پکا حنفی ہوں، لاہور میں کئی رسمیں نکل آئی ہیں۔ قبروں پر سجدے ہوتے ہیں۔ قوالیاں ہوتی ہیں۔ میں ان رسموں کی مخالفت کرتا ہوں تو لوگ دہابی کہتے ہیں۔ شیطان بڑا لعین اور خطرناک ہے بے ایمان کو ایمان دار اور ایمان دار کو بے ایمان بنایا ہوا ہے۔

(خدام الدین لاہور ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

۔۔۔۔ میں ایک نصیحت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد کسی بدعتی اور قبر پرست پیر کے پیچھے نہ لگ جانا اور گمراہ نہ ہو جانا۔ (خدام الدین لاہور ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

مولوی احمد علی لاہوری کا دعوٰی

میں پکا حنفی ہوں۔

(ہفت روزہ خدام الدین لاہور شیخ التفسیر نمبر ص ۱۳)

ہفت روزہ خدام الدین لاہور کی امام اعظم ابو حنیفہ سے بیزاری

میں نے شام سے لے کر ہند تک اس (دیوبندی وہابی مولوی انور کاشمیری کی) شان کا کوئی محدث اور عالم نہیں پایا۔۔۔۔ اگر میں قسم کھاؤں کہ یہ (انور کاشمیری) امام اعظم ابو حنیفہ سے بھی بڑے عالم ہیں تو میں اس دعوے میں کاذب نہ ہوں گا۔

(خدام الدین لاہور ۱۸ دسمبر ۱۹۶۲ء)

شاہ فیصل کا عقیدہ

لاہور ۲۲ اپریل (چیف رپورٹر) سعودی عرب کے شاہ فیصل نے جمعہ کو یہاں انجمن حمایت اسلام کی طرف سے دی گئی دوپہر کے کھانے کی دعوت میں تقریر کرتے ہوئے انجمن کے کارکنوں کو مشورہ دیا کہ وہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھیں اور اپنے نیک اقدامات میں کوتاہی نہ آنے دیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے اعمال کو دیکھ رہے ہیں۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور یکم محرم الحرام ۱۳۸۶ء)

مولوی غلام خان اور اسماعیل دہلوی کا فتوٰے

نبی کو جو حاضر ناظر کہے، بلاشک شرع اس کو کافر کہے۔ (جواہر القرآن ص ۶)

جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے۔ (جواہر القرآن ص ۱۶)

● پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت اُن (انبیاء و اولیاء) کو خود بخود ہے۔ خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو

قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ہے۔ (تقویۃ الایمان صنا)

مولوی عامر عثمانی مدیر تجلی دیوبند کا عقیدہ میری سوچی سمجھی پختہ رائے یہ ہے کہ جو مسلمان کسی اعلانیہ گناہ میں مبتلا ہوتا ہے وہ اس مسلمان سے بہتر ہے جو عید میلاد النبی جیسے بدعتوں میں حسن عقیدت کے ساتھ شریک ہوتا ہے۔ دیکھیے سینما اعلانیہ معصیت ہے لاکھوں ہی مسلمان دیکھتے ہیں۔ لیکن دین سے تعلق رکھنے والے حلقوں نے ادنیٰ سا تصور بھی استحسان و اباحت کا خیال پیدا نہیں ہوا لیکن یہ میلاد النبی وبعض اور بدعات اچھے خاص علماء اور ارباب نظر کے نزدیک درجہ استحسان حاصل کر گئی ہیں۔ اس کا نام ہے تحریف فی الدین گناہ کا ایسا راستہ ہے جس سے واپسی کی امید نہیں۔

(المنبر لاہور ۲ جمادی الاول ۱۳۸۳ھ)

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا فتویٰ فائدہ:- ہم اور ہمارے اکابر حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاپوش مبارک کی اہانت موجب کفر سمجھتے ہیں چہ جائیکہ ولادت باسعادت کے متعلق قبیح کلمات استعمال کرنا۔ (المہند علی المفند صلا)

مولوی محمد انعام کریم صدیقی بھانجہ مولوی محمود الحسن دیوبندی کا عقیدہ

جس روز لاہور پر حملہ ہوا اسی شب میں ایک دو حضرات نے خواب میں دیکھا کہ حرم شریف میں مجمع کثیر ہے اور روضۂ اقدس سے جناب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہت عجلت میں تشریف فرما ہوئے اور ایک بہت خوبصورت تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر باب السلام تشریف لے گئے۔ بعض حضرات نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر جلدی اس گھوڑے پر کہاں تشریف لے جا رہے ہیں فرمایا پاکستان میں جہاد کے لیے اور ایک دم برق کی مانند بلکہ اس سے بھی کہیں تیز روانہ ہو گئے۔

(فوٹو خط شائع کردہ مفتی محمد شفیع کراچی)

(روزنامہ حریت کراچی ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۵ء۔ روزنامہ امروز ملتان صلا ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ۔ نوائے وقت ۱۱ اکتوبر ۱۹۶۵ء)

مولوی غلام خاں کا فتویٰ جب سب مخلوق محتاج ہے تو کوئی کسی کے لیے حاجت روا اور مشکل کشا و دستگیر کس طرح ہو سکتا ہے۔۔۔۔ ایسے عقائد والے لوگ پکے کافر ہیں۔ ان کا کوئی نکاح نہیں۔۔۔۔ جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے۔

(جواہر القرآن صفحہ ۱۴۶ ملخصاً)

محمد ابن عبدالوہاب نجدی اکابرِ دیوبند کی نظر میں

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی ..... ان (عبدالوہاب نجدی) کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہ ہی مسلمان ہیں اور جو ان کے خلاف ہوں مشرک ہے۔ اس بنا پر انہوں نے اہل سنت و علماء اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا۔

(التصدیقات لدفع التلبیسات معروف بہ المہند ص۱۳)

اس کتاب پر شیخ الہند دیوبند مولوی محمود الحسن دیوبندی، حکیم الامت دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی جیسے اکابر دیوبند کے تصدیقی دستخط ہیں۔

مولوی حسین احمد کانگریسی مدنی (۱) محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم تمام مسلمانانِ دیار مشرک و کافر ہیں۔ ان سے قتل و قتال کرنا ان کے اموال کو چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔

(۲) زیارت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و حضوری آستانہ شریف و ملاحظہ روضہ مطہرہ کو یہ طائفہ بدعت و حرام وغیرہ کہتا ہے۔

(۳) شانِ نبوت و شانِ رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں ..... توسل دعا میں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں۔ ان کے بڑوں کا مقولہ ہے۔ نقل کفر کفر نباشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذاتِ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔

(۴) وہابیہ خبیثہ کثرت صلوٰۃ و سلام درود بر خیر الانام علیہ السلام اور قرأت دلائل الخیرات و قصیدہ بردہ ہمزیہ وغیرہ ..... کو سخت قبیح و مکروہ جانتے ہیں۔

الحاصل وہ (ابن عبدالوہاب نجدی) ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا۔

(شہاب ثاقب ص۵۰ تا ص۶۵۔ از مولوی حسین احمد کانگریسی مدنی صدر دیوبند)

مولوی انور کاشمیری شیخ الحدیث دیوبند "اما محمد بن عبد الوهاب النجدي فانه كان رجلا بليدا قليل العلم فكان يسارع الى الحكم بالكفر" یعنی محمد ابن عبدالوہاب نجدی ایک کم علم اور کم فہم انسان تھا اور

اس لیے کفر کا حکم لگانے میں اسے کوئی باک نہ تھا۔

(مقدمہ فیض الباری از مولوی انور کاشمیری)

قاری محمد طیب مہتمم مدرسہ دیوبند | ۔۔۔۔ وہ (ابن عبدالوہاب نجدی) بہت سے مباح اور جائز امور کو حرام کہنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے۔

(ماہنامہ دارالعلوم دیوبند فروری ۱۹۶۳ء صلا)

مولوی رشید احمد گنگوہی کی محمد بن عبدالوہاب نجدی سے عقیدت و محبت اور فتاوی کفر و شرک کی تائید و حمایت

- محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے مذہب ان کا حنبلی تھا۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۵)

- محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔۔۔۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص۸)

- محمد بن عبدالوہاب ۔۔۔۔۔ عامل بالحدیث تھا بدعت و شرک سے روکتا تھا۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص۱۷۸)

خود دیوبندیوں کا اقرار کہ واقعی ہم نے غلط مسائل لکھ کر اسلام کو تباہ کیا ہے

اشرف علی کی غلط تصنیف | (۱) تالیفات مذکورہ کے بعض مقامات میں مجھ سے اختصار موہم یا زیادت موہمہ یا غفلت سے کچھ لغزشیں بھی ہوئی ہیں جو اس وقت ذہن میں حاضر ہیں۔

(تنبیہات وصیت تھانوی مطبوعہ میرٹھ، ص۱۳، سطر ۲)

(۲) بعض اوقات لکھنے کے بعد خود مجھ کو بعض جوابوں کا غلط ہونا محقق ہوا ہے۔

(تنبیہات وصیت ص۱۳، سطر ۱۷)

دیوبندیوں نے ہر کام کو بدعت کہہ کر مسلمانوں کو تباہ کیا ہے

کتاب اصلاح الرسوم غلط ہے مولوی خلیل احمد کا اقرار | قصبہ رام پور میں ایک تقریب تھی ختنوں کی، وہاں پر مجھ کو

بلایا گیا اور اپنے حضرات (مولوی خلیل احمد سہارنپوری و محمود الحسن دیوبندی) بھی تھے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سے ایک صاحب نے دریافت کیا۔ اس تقریب کی شرکت یا عدم شرکت کے متعلق کہ اگر یہ بات جائز تھی، تو وہ (اشرف علی) کیوں نہیں شریک ہوا۔ (مراد میں ہوں) اور اگر ناجائز تھی تو آپ کیوں شریک ہوئے۔ اس پر مجھ کو تو مولانا نے خفیہ خط لکھا، کہ اصلاح الرسوم پر نظرثانی کی ضرورت ہے۔ اور مجمع میں یہ جواب دیا جو میں نقل کر رہا ہوں کہ وہ تقوے پر عمل کرتا ہے اور ہم فتوے پر عمل کرتے ہیں۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۲۱۶ سطر ۹ وغیرہ)

نوٹ:۔ اول تو خلیل احمد کا جھوٹ ملاحظہ ہو کہ خود کتاب اصلاح الرسوم کو غلط سمجھتا ہے اور مجمع میں اور ہی جواب دیتا ہے معلوم ہوا کہ دیوبندی صرف مسلمانوں کو لڑانے کے لیے ہی ایسے غلط مسائل لکھتے ہیں۔ نیز معلوم ہوا کہ دیوبندیوں نے خود غلط مسائل پیدا کرے اور ... دین کے ہر عمل کو بدعت کہہ کر دین اسلام کی مخالفت کی ہے یعنی دیوبندیوں کا تو ایک شغل ہوا اور مسلمانوں کو خواہ مخواہ نیک کاموں سے روک کر برباد کر دیا گیا۔ اور فسادات کی بنیاد قائم کر دی گئی ان کے متضاد فتووں کی مفصل فہرست میں سے یہ چند نمونہ جات عرض کر دینے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ غیر مقلد دیوبندی ہر دو اسماعیلی وہابی پارٹیاں صرف برائے نام ہی علیحدہ ہیں درحقیقت علمائے احناف و مشائخ کے مقابلہ میں ان کا گٹھ جوڑ کسی سے مخفی نہیں منڈی چشتیاں و منڈی صادق گنج کا معاملہ تو سب پر واضح ہے۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دوسری دیوبندی برادری کے چند نمونے بھی پیش کر دیے جائیں۔

دیوبندیوں کے روحانی و اعتقادی ہم مشرب غیر مقلد وہابیوں کی فقہ کے مسائل کا نمونہ

بڑا آدمی عورت کا دودھ پی سکتا ہے ویجوز ارضاع الکبیر ولو کان ذا اللحیۃ۔
بڑے آدمی کو دودھ پلانا جائز ہے، اگرچہ داڑھی والا ہو۔ (روضۃ الندیہ ص ۲۳۲)

مرد اپنی عورت کا دودھ بھی پی سکتا ہے **سوال**:۔ کسی شخص کو اپنی بیوی کا دودھ پینا شرعاً حرام ہے یا حلال؟

جواب:۔ شیر زن کی علت بالغ کے حق میں ثابت ہوتی ہے۔ الخ۔ (المختصر)

(المحدیث امرتسر ص ۱۴ ۲۵ / اپریل ۱۹۲۴ء)

اپنے نطفہ کی بیٹی سے نکاح جائز
ونیست وجہ از برائے منع نکاح باد ختریکہ ایں کس بامادرش زنا کردہ الخ۔
(عرف الجادی صـ۱۱۳، مطبوعہ شاہجہانی)

دادی سے نکاح جائز
باپ کی سوتیلی ماں ممنوعات محرمہ کی فہرست میں نہیں ہے۔
(اہل حدیث امرتسر، رمضان ۱۳۲۸ھ)

کنجری بازی جائز
ونکاح المتعة والموقت وكذالك قال بعض اصحابنا فى نكاح المتعة فجوزوها۔
(نزل الابرار صـ۲۳)

کتا گرنے سے پانی پاک ہی ہے
اگر پانی کنوئیں کا متغیر نہ ہو تو پاک ہی رہے گا۔
(فتاوٰی نذیریہ ج ۱ صـ۳۰)

انسان وحیوان سب کی منی پاک ہے
منی ہر چند پاک است۔ (عرف الجادی صـ۱۰) کتے اور خنزیر کے سوا سب جانوروں کی منی پاک ہے۔
(فقہ محمدیہ صـ۴۱)

منی کا کھانا بھی جائز
(مرد اور عورت) دونوں کی منی پاک ہے اور جب کہ منی پاک ہے، تو آیا اس کا کھانا بھی جائز ہے یا نہیں، اس میں دو قول ہیں۔
(فقہ محمدیہ کلاں ج ۱ صـ۳۱، مصنفہ مولوی ابو الحسن مصنف فیض الباری وظفر المبین مطبوعہ محمدی لاہور)
(یعنی بعض وہابی منی کھانا جائز سمجھتے ہیں۔)

شرمگاہ کی رطوبت پاک
عورت کی شرمگاہ کی رطوبت بھی پاک ہے۔
(فقہ محمدیہ کلاں صـ۴۱)

مولوی اشرف علی دیوبندی وہابی کا بھی یہی فتوٰی ہے۔ دیکھو (بوادر النوادر تھانوی صـ۳۱۲)

خون نکلنے وسنگی لگوانے سے وضو بحال
قبل اور دبر کے سوا کسی اور جگہ سے خون نکلے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (فقہ محمدیہ کلاں صـ۶۱)
نہیں ٹوٹتا وضو نکسیر پھوٹنے سے (صـ۶۱)
نہیں ٹوٹتا وضو سنگی لگوانے سے (صـ۶۲)

ذکر نیم دروں
اگر سارا حشفہ غائب نہ ہو بلکہ بعض غائب اور بعض باہر ہو۔ تو اس کے ساتھ کوئی حکم متعلق نہیں ہوتا (یعنی نہ غسل نہ حد) (فقہ محمدیہ ج ۱ صـ۶۵)

اور اگر کوئی مرد اپنے ذکر کو کپڑا لپیٹ کر عورت کی فرج میں داخل کرے تو اس پر غسل واجب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ واجب نہیں۔ (صلا ۶۶)

جماع کے وقت اور استنجا کے وقت قبلہ کی طرف منہ

جماع کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا جائز ہے خواہ عمارتوں میں ہو یا میدان میں۔ (فقہ محمدیہ صلا ۱۱)

پاخانے کے وقت قبلہ کو منہ اور پیٹھ کرنا جائز ہے۔ اور اگر کوئی آڑ بھی ہو تو۔ (صلا ۱۰) بعض کہتے ہیں کہ آڑ بھی نہ ہو تو بھی جائز ہے۔ (صلا ۱۱)

دیوبندیوں کا بھی فتوٰی ہے کہ استنجا کے وقت قبلہ کو منہ کرنا جائز ہے۔ دیکھو (امداد الفتاوی ج ا صلا)

بچہ جب پیدا ہو تو اس پر لگی ہوئی غلاظت پاک

جب بچہ عورت کی فرج سے باہر نکلے اور اس پر فرج کی رطوبت لگی ہوئی ہو تو وہ بھی پاک ہے۔

(فقہ محمدیہ ج ا صلا ۲۳)

تاڑ کی شراب حلال

سوال: تاڑ کا کھٹا اور میٹھا رس جسے پینے سے آدمی مدہوش ہو جاتا ہے اور بڑا بھلا تمیز نہیں ہوتا اس کو خمر (شراب) کہا جاوے گا۔ اس کا پینا حرام ہے یا نہیں؟

جواب: تاڑ کے رس میں صبح کے وقت نشہ نہیں ہوتا اس لیے پینا جائز ہے۔ الخ۔

(فتاوی ثنائیہ ج ۲ صلا ۱۹۳) (الحدیث امرتسر صلا ۱۳، ۲۱ جنوری ۱۹۴۰ء)

ہر درندے خنزیر وغیرہ کا جھوٹا پاک ہے

پاک ہے جوٹھا کل درندے چار پایوں کا اور جائز ہے استعمال کرنا اس کا واسطے غسل اور وضو وغیرہ کے یعنی قلتین کے برابر ہو یا کم۔ (فقہ محمدیہ ج ا صلا ۲۴)

دیوبندیوں نے بھی خنزیر کی کھائی ہوئی کھیتی کا بقایا حلال قرار دیا ہے۔ دیکھو (فتاوی دیوبند ج ا صلا ۲۱)

خنزیر و کتا نجس عین نہیں

پس دعوٰے نجس عین بودن سگ و خنزیر و پلید بودن خمر و دم مسفوح و حیوان مردار ناتمام است۔ (عرف الجادی صلا ۱۰)

کنجری کا مال حلال

زانیہ عورت کی خرچی بعد سچی توبہ کے حلال ہو جاتی ہے۔

(فتاوی ثنائیہ ج ۲ صلا ۱۸۹)

بچھو کھانا جائز

بجو صید است۔ (بجو شکار ہے)

(عرف الجادی صلا ۲۴۳)

اصحابِ رسول کو گالی دینے والا کافر نہیں

اصحاب کے حق میں سب وشتم کرنے والے کو کافر یا مومن کہنے کے بارے میں کف لسان اور قلم کو روکتا ہوں۔

(فتاوی ثنائیہ ص۱۰۱ ج ۱)

ساس سے زنا

ولو جامع ام امراتہ لا تحرم علیہ

اگر کسی شخص نے اپنی ساس سے جماع کیا تو اس پر عورت حرام نہیں ہوتی۔

(نزل الابرار ج ۲ ص ۲۹)

نونہہ سے زنا

وکذالک لو جامع زوجۃ ابنہ لا تحرم علی ابنہ۔

اگر کوئی شخص اپنی نونہہ یعنی بیٹے کی بیوی سے جماع کرے تو اس پر عورت حرام نہیں ہوتی۔

(خدا کی پناہ) (نزل الابرار ج ۲ ص ۲۸)

سجدہ بے وضو

جواز سجدۂ تلاوت بے وضو نیز ثابت ہوتا ہے۔

(فتاوی نذیریہ ج ۱ ص ۳۴۸)

دیوبندیوں کا بھی یہی فتوے ہے۔ دیکھو۔ (بوادر النوادر، تھانوی ص ۱۳۹)

نماز میں لڑکا اٹھانا اور بیڑہ بازی

لڑکے اور لڑکی کا نماز میں اٹھانا درست ہے۔ برابر ہے نماز فرض ہو یا نفل اور اسی طرح جائز ہے نماز میں اٹھانا ہر جانور پاک کا، پرندے اور بکری کا۔ الخ۔ (فقہ محمدیہ ج ۱ ص ۴۲)

وہابی عورت مردوں کے برابر کھڑی ہو کر نماز پڑھ سکتی ہے

اگر عورت مردوں کے ساتھ کھڑی ہو جاوے تو جمہور علماء کے نزدیک اس کی نماز بھی نہیں ٹوٹتی اور حنفیہ کہتے ہیں کہ مرد کی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

(فقہ محمدیہ ج ۱ ص ۱۵۷)

(مخلوط تعلیم کی طرح یہ مخلوط نماز بھی عجیب رنگ لائے گی)

گھوڑے کا گوشت

پس اکل لحم اسپ حلال باشد۔ (گھوڑے کا گوشت کھانا حلال ہے۔)!

(فقہ محمدیہ ج ۲ ص ۱۵۷)

پلید جوتے سے نماز

طہارت پاپوش آلودہ بنجاست ہمیں سودنش برزمین است وبس، ودر آں نماز گذاردن وبمسجد درآمدن رواست۔ (عرف الجادی ص ۱۰)

گندگی کی بھری ہوئی جوتی کو صرف زمین سے رگڑ کر اس سمیت نماز پڑھنا اور مسجد میں داخل ہونا جائز ہے۔

مسجد میں ہندوؤں کا آنا

سوال:۔ مجلس نکاح جو مسجد میں ہوتی ہے ہندوؤں اور مارواڑیوں کو لازماً بلوا یا جاتا ہے۔ تو یہ طریقہ جائز ہے؟

جواب:۔ غیر مسلموں سے اگر ملاقات ہے تو ان کی شرکت کوئی گناہ نہیں۔ (فتاوی ثنائیہ ج ۲ ص ۔)

رسول امن

پنڈت نہرو سعودی عرب کے دار السلطنت ریاض پہنچے تو ولی عہد امیر فیصل نے ان کا استقبال کیا ہزاروں افراد جن میں خواتین بھی شامل تھیں، ہوائی اڈے پر موجود تھے اور انہوں نے مرحبا نہرو رسول السلام کے نعرے لگائے۔

(نوائے وقت لاہور۔ ۲۸ ستمبر ۱۹۵۶ء، ص ۳، کالم نمبر ۳)

نوٹ:۔ اگر یہی الفاظ کسی بزرگ ولی کی شان میں کوئی دوسرا کہتا تو بدعتی مشرک بنا ڈالا جاتا۔

دیوبندیوں کے چند سیاسی فتوے

حصول پاکستان کے بارے شاندار مجاہدانہ خدمات

محمد علی جناح

قائد اعظم کافر اعظم ہے

اک کافرہ کے واسطے اسلام کو چھوڑا۔ یہ قائد اعظم ہے کہ کافر اعظم۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۱۱ سطر ، و ص ۳ اسطر ا و حیات محمد علی جناح مصنفہ رئیس احمد جعفری)

محمد علی جناح نہرو کی جوتی پر قربان

دس ہزار جناح اور شوکت اور ظفر جواہر لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کیے جا سکتے ہیں۔ (چمنستان ظفر علی خاں ص ۱۶۵)

یزید کے مشابہ

کانگرس جمعیۃ العلماء کے اجلاس دہلی میں مولوی حبیب الرحمن اور مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری نے مسلم لیگ کو جو گالیاں سنائیں ان کا ذکر اخباروں میں آچکا ہے ان لوگوں نے مسٹر محمد علی جناح کو یزید اور مسلم لیگ کے کارکنوں کو یزید سے تشبیہ دی۔ خدا کا شکر ہے کہ کہیں گاندھی کو امام حسین سے مشابہ قرار نہیں دیا۔

(اخبار انقلاب لاہور ۱۵ مارچ ۱۹۳۹ء)

مسلم لیگ

مسلم لیگ خود غرض جماعت ہے

مسلم لیگ والے سب کے سب ہی غرض اور رجعت پسند ہیں۔ لہذا ووٹ

مسلم لیگ کی بجائے کانگرس کو دینے چاہئیں۔ (ملفوظات چمنستان، ص ۱۵۱)

ے نہرو جو ہے دولہا تو دلہن مجلس احرار ہو پیر بخاری کو مبارک یہ عروسی

(چمنستان ص ۱۵۹)

ہندوؤں سے ہے نہ سکھوں سے نہ سرکار سے ہے
گلہ رسوائی اسلام کا احرار سے ہے

حرف پنجاب میں ناموس نبی پر آیا
قائم اس ظلم کی بنیاد ان اشرار سے ہے

آج اسلام اگر ہند میں ہے خوار و ذلیل
تو یہ سب ذلت اسی طبقہ غدار سے ہے

(چمنستان ص ۴)

امیر شریعت دیوبند کا فتوے کہ مسلم لیگ والے سب سؤر!!

جو لوگ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سؤر ہیں۔ اور سؤر کھانے والے ہیں۔

(چمنستان ص ۱۶۵)

پاکستان

پاکستان کی "پ" نہیں بن سکتی

پاکستان

عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم نے پسرور کانفرنس ۱۹۴۶ء میں کہا:

"پاکستان کا بننا تو بڑی بات ہے کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی "پ" بھی بنا سکے"

(روزنامہ "جدید نظام" استقلال نمبر ۱۹۵۰ء)

(تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء ص ۸۸۳)

دیوبندیوں کے نزدیک پاکستان ایک سانپ ہے

پاکستان

ان لوگوں کو شرم نہیں آتی کہ وہ اب بھی پاکستان کا نام جپتے ہیں۔۔۔۔ سچ ہے پاکستان ایک خونخوار سانپ ہے جو ۱۹۴۰ء سے مسلمانوں کا خون چوس رہا ہے اور مسلم لیگ ہائی کمانڈ ایک سپیرا ہے۔"

(آزاد ۹ نومبر ۱۹۴۶ء) (تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء ص ۸۸۴)

دیوبندیوں کے نزدیک پلیدستان ہے

پاکستان

کتوں کو بھونکتا چھوڑ دو کاروانِ احرار کو اپنی منزل کی طرف چلنے دو۔ احرار کا وطن لیگی سرمایہ دار کا پاکستان نہیں۔ احرار اس کو پلیدستان سمجھتے ہیں۔

(بیان چوہدری افضل حق مندرجہ خطبات احرار ص۹۹ / تحریک پاکستان اور نیشلسٹ علماء ص۹۹)

پاکستان سیاسی چال ہے

جو لوگ پاکستان کے مخالف تھے جب یہ کہتے تھے کہ یہ محض فریب ہے سیاسی چال ہے تو کیا وہ غلط کہتے تھے۔

(ترجمان القرآن ج ۳۴، عدد ۶ بابت جمادی الآخر ۱۳۶۹ھ)

خاکستان

پاکستان خاکستان ہے۔ (رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص۲۷۴، سطر ۲)

احرار لیڈروں نے اپنی تقریروں میں پاکستان کو پلیدستان بھی کہا۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص۱۰، سطر ۲۵، ص۲۷۵، سطر ۱)

پاکستان کنجری ہے اور دیوبندی ۔ ۔ ۔ ۔

پاکستان ایک بازاری عورت ہے جس کو احرار نے مجبوراً قبول کیا ہے۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص۲۷۵، سطر ۴۔ بیان مولوی عطاء اللہ بخاری)

نوٹ:۔ دیوبندی بھی پاکستان کی کمائی کھا رہے ہیں۔ کنجریوں کو قبول کرنے اور ان کی کمائی کھانے والے کون ہوتے ہیں؟ یہ بھی انہی امیر شریعت دیوبندی سے دریافت فرمایئے۔

سب دیوبندی مولوی بد تہذیب دریدہ دہن اور بدکلامی میں ڈوموں کے بھی استاذ ہیں

گذشتہ دنوں کسی پیٹ کے معاملہ میں دیوبندی پیشوا منشی شورش کشمیری ایڈیٹر چٹان لاہور اور موجودہ دیوبندیوں کے سب سے بڑے پیشوا مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی محمد علی جالندھری کے درمیان کوئی اختلاف ہوگیا تو ان مولویوں نے شورش کو خوب سنائیں پھر شورش نے ان کے متعلق جو تاثرات و حقائق ظاہر کیے اس کے مختصر جملے ملاحظہ فرمائیے۔ شورش لکھتا ہے:

استاد لوگ

مولانا غلام غوث ہزاروی ان کے شرعی رفیق کار مولانا محمد علی جالندھری انہوں نے استاد قادر بخش پکھاوجی استاد بندے علی خاں، استاد بڑے غلام علی خاں کا اسلوب اختیار کیا اور اس قسم کی راگنیاں لے بیٹھے کہ ان سے چاروں کی روحیں بھی قبر میں شرمندہ ہوگئیں۔ الخ۔

شرعی منیچے ان کے شرعی منیچوں نے مونچھوں ناچ میں خطابت کی نیرنگیں دکھانی شروع کیں۔ الخ۔

ڈوم مولوی مولانا غلام غوث ہزاروی کے نزاکت علی سلامت علی پہلے گویا تھے پھر ڈوم ہو گئے۔

سنتو قوال مولانا محمد علی کے سنتو قوال نے وہ رنگ باندھا کہ مدرسہ عربیہ تعلیم الابرار کی دیواروں میں شگاف پڑ گئے الخ۔

کیا یہ دین کے وارث ہیں حیرت ہے کہ اس کے باوجود ان لوگوں کو دین کی نمائندگی کا دعویٰ ہے اور انہیں خدا اور رسول کا وارث کہا جاتا ہے۔ کیا ایسے لوگوں کو قرآن کی تفسیر اور سیرت کا وعظ زیب دیتا ہے۔ الخ۔

ڈھولکی ملاں اس خانوادے میں عمر خیام کی ایک رباعی ضیاء القاسمی کے نام سے اڑتی پھرتی ہے۔ زیادہ دن نہیں ہوئے اس کی زبان پر ہمارے قصیدے تھے جب کبھی دفتر میں وارد ہوئے ہاتھوں کو بوسہ دیا مولانا غلام غوث کے نام کھلا خط کیا چھپا یہ صاحب بھی ننگے ہو گئے اور ڈھولکی کی طرح بجتے ہی چلے گئے۔

کیا دیوبندی مولوی مقدس بزرگ ہیں ان لوگوں کو یہ غلط فہمی ہو گئی ہے کہ انہیں حضرت مولانا لکھ کر ہم نے انہیں کوئی مقدس چیز بنا دیا کہ واقعی یہ بڑے مقدس بزرگ ہیں الخ۔

بزرگی کا طول و عرض و حدود اربعہ ان کی بزرگی کا طول و عرض بھی ہمیں معلوم ہے اور ان کے تقدس کا حدود اربعہ بھی ہم نے صبر کیا مگر صبر کے معنی یہ نہیں کہ منبر و محراب کی ہچکیاں بھی ہمارے منہ آئیں۔ الخ۔

(ہفت روزہ چٹان لاہور۔ شورش کشمیری ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۷ء ص۳،۴ و اخبار کوہستان ۹ مئی ۱۹۶۵ء اداریہ)

باب هشتم

باب ہشتم

زبان کے مزے و عیاشی

دیوبندیوں کی پیٹ پرستی اور کھانے پینے کے عجیب طریقے

ہدیے نذرانے ایک صاحب کا خط آیا ہے رنگون سے لکھا ہے کہ کچھ چیزیں لانا چاہتا ہوں۔ اگر اجازت ہو جس چیز کو فرمادیں میں نے جواب لکھا ہے۔ کہ کس لاگت کی چیز لانا چاہتے ہو۔ وہاں پر کیا کیا چیزیں ملتی ہیں، معلوم ہونے پر تعین کر دوں گا۔ (افاضات الیومیہ تھانوی ج ۱ ص ۱۷ سطر ۱۵)

عطایا پر ہی گذر میری گذر آپ ہی لوگوں کے عطایا پر ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج، ص ۳۳۵ سطر)

مالِ مفت دلِ بے رحم میں نے ابھی بیان کیا تھا، کہ مالِ مفت دلِ بے رحم، مطلب یہ تھا، کہ جس رقم سے دیا، میری دست و بازو کی مکسوبہ تو نہ تھی، ہدایا، عطایا بے مشقت ملتے ہیں۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۳۹۷ سطر ۲)

نذرانوں ہی پر گذر مفت خوری میری ساری عمر مفت خوری میں کٹی ہے پہلے تو باپ کی کمائی کھائی، بس بیچ میں بہت تھوڑے دنوں تنخواہ سے گذارہ ہوا۔ پھر اس کے بعد سے پھر وہی سلسلہ مفت خوری کا جاری ہے، یعنی مدت سے نذرانوں پر گذر رہے۔ نہ کچھ کرنا پڑتا ہے نہ کمانا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۱ ص ۲۹۶ سطر ۲۱)

نذرانوں میں گنیاں آپ تھانہ بھون آئیں وہاں ہدیہ دیں گے تو میں لے لوں گا۔ چنانچہ وہ تھانہ بھون میں آئے اور مجھے تین گنی دیں میں نے لے لیں۔

(اشرف المعمولات ص ۱۲ سطر ۱)

اللہ واسطے کا کھاتے کھاتے اللہ واسطے کا کھاتے کھاتے ساری عمر گذر گئی۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۲ ص ۳۷ سطر ۱۸)

نیرنی دہی کی

رَس گُلّہ (الطرائف صت سطر ۱۶) (الطرائف تھانوی صث سطر ۶)

اچھا کھانا

اگر خدا دے تو اچھا کھانا چاہیئے، کیونکہ نہ کھانے سے مضمحل ہو جائے گا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۲ صت سطر ۴)

نوٹ: اعلیحضرت بریلوی جدی رئیس تھے۔ خدا نے انہیں دیا تھا، اور وہ اچھا کھانا غریبوں کو کھلاتے تھے۔ تو چندہ اندوزگدا اگر دیوبندیوں کو کیوں قبض ہوتی ہے؟ کیا منہ میں پانی تو نہیں آجاتا!

دودھ و کھانا

اگر کہیں سے مثلاً کھانا پکا ہوا آئے۔ یا دودھ وغیرہ آئے، سو اگر لانے والا آشنا سا اور معتمد ہے تو لیا جاتا ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۵ صت سطر ۱)

خوب کھلاؤ پلاؤ

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ نفس کو خوب کھلاؤ پلاؤ

(افاضات الیومیہ ج ۴ صت سطر ۲۲)

(حاجی صاحب کی یہ سنت تو خوب یاد رہی۔ مگر میلاد بدعت ہی رہا۔)

عمدہ و مقوی غذا

اچھی عمدہ و مقوی غذائیں کھانا چاہئیں۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ صت سطر ۱۶)

پھل وصول کرنے کا نرالا حیلہ

بعض احباب بذریعہ ریلوے پارسل بعض اشیاء پھل وغیرہ کی قسم سے میرے نام بھیجدیتے ہیں۔ میں نے لکھا کہ یہاں کے رہنے والوں سے کسی کو راضی کرلو۔ اس کا نام بھیجو اور اسٹیشن سے وصول کر کے مجھے یہاں پر بیٹھے ہوئے دے دے۔ اگر یہ انتظام کر سکو تو اجازت ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج ۱ صت سطر ۱۲ وغیرہ)

مرغ خوری کے خواب

مولانا کے ایک داماد تھے، انہوں نے میری دعوت کی اور بیان کیا کہ مولانا نے خواب میں ان سے فرمایا کہ یہ مرغ جو گھر میں پھر رہا ہے، یہ ذبح کر کے اس کو دعوت میں کھلاؤ، انہوں نے مجھے کہا میں نے سن کر کہا کہ میں اب ضرور کھاؤں گا، یہ تو مولانا کی طرف سے دعوت ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ صت سطر ۵)

مُرغ پکاؤ

میں نے مولانا کو خواب میں دیکھا۔ فرماتے ہیں کہ مولانا اشرف علی صاحب کانپور سے آئے ہیں (اس جملہ میں حضرت والا کو کسی قدر شبہ ہے) ان کی دعوت کردو اور مرغ جو گھر میں پلا ہے وہ پکاؤ۔ آہ! اس ارشاد کی تعمیل میں دعوت ہے۔

(اصدق الرؤیا ج ۲ صت سطر ۱۵)

گلگلے میں نے پرسوں رات کو خواب دیکھا، ایک شخص میرے پاس آئے ہیں۔ اور نہ معلوم میں نے خود یا کسی نے مجھے کہا، کہ حضرت مقبول خدا ہیں، ان کے ہاتھ میں کوئی چیز ہے۔ زیادہ یاد پڑتا ہے کہ گلگلے ہیں، مجھ سے کہتے ہیں کہ لے مولانا اشرف علی صاحب کھالیں گے، خوب مجھ کو یہ بات یاد ہے کہ اس طرح کہا۔

(۱۸ صفر ۱۳۳۹ھ اصدق الرؤیا ج ۲ ص ۲۳ سطر ۱۴)

نوٹ:۔ حضور کو تو آپ کہنا اور اپنے پیر کے لئے ملنے کا لفظ بھی دیوبندی بے ادبی سمجھتے ہیں ملاحظہ ہو براہین قاطعہ ص ۵۵ سطر آخر)

حلوے مانڈے

حلوے کے عشق میں دانتوں کو جواب ایک صاحب نے حضرت گنگوہی سے عرض کیا تھا کہ حضرت دانت بنوا لیجئے فرمایا کیا ہوگا دانت بنوا کر پھر بوٹیاں چبانی پڑیں گی، اب تو دانت نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو رحم آتا ہے، نرم نرم حلوا ملتا ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۲ ص ۲۳ سطر ۱)

نہ حلوے میں فرق آئے نہ جلوے میں حال:۔ میرے یہاں اگر کوئی مہمان آتا ہے تو میں سادہ اور معمولی کھانا مہمان کے ساتھ کھاتا ہوں اگر مہمان نہیں ہوتا۔ تو معمول کے علاوہ کچھ ایسی غذا بھی کھاتا ہوں جس سے قوت حاصل ہو مثلاً دودھ یا حلوہ وغیرہ۔ الخ فقط

(افاضات الیومیہ ج ۷ ص ۱۰ سطر ۴)

تحقیق ہم جنسیوں کے لئے معصیت سے بچنا ہی بڑی دولت ہے ...... لیجئے میں نے ان کا حلوہ بھی بچالیا...... بات یہ ہے کہ میں چونکہ خود ضعیف ہوں اس لئے میں دوسروں کو بھی سہل بات بتاتا ہوں، تاکہ اس پر سہولت سے عمل ہو سکے اور جس سے نہ حلوے میں فرق آئے نہ جلوے میں، نہ خلوت میں۔ پھر مزاحاً فرمایا، کہ بس پیر کرے تو کم ہمت کو کرے۔

(افاضات الیومیہ ج ۷ ص ۱۰ سطر ۴ وغیرہ)

مانڈے پوڑیاں مسئلہ:۔ ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوڑی یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟

جواب:۔ درست ہے فقط۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۲۳ سطر ۷)

دسترخوان ہی ہضم ایک صاحب نے دسترخوان کا ہی ہدیہ پیش کیا، عذر کرنے کے بعد اصرار پر قبول فرما لیا۔ (حسن العزیز ص۱۵۸ سطر ۶)

ختم میں دُعا کے لئے رقم آج ایک صاحب نے مد ختم میں دعا کے لئے کچھ رقم بھیجی ہے اور کوپن پر پتہ صاف نہیں لکھا میں نے اس کو واپس کر دیا ہے۔
(افاضات الیومیہ ج ۶ ص ۳۰ سطر ۳)

نذرانوں کی بھرمار اور بخل کا غلبہ نذرانوں کی بعض چیز تو خیر ایسی ہوتی ہے کہ آتے ہی کام میں آجاتی ہے لیکن بعض چیز ایسی آتی ہے کہ سوچنا پڑتا ہے۔ کہ آخر اس کو کیا کر دں یا کسی کو دیدی یا اگر بخل کا غلبہ ہوا، تو سوچا۔ کہ اجی مفت کسی کو کیوں دوں، لاؤ بیچو جی۔ چنانچہ بیچ کر دام کھرے کر لئے۔
(اشرف المعمولات تھانوی ص ۵ سطر ۴)

نوٹ:۔ کیوں جناب اس سے بڑھ کر بھی کہیں نذرانہ اندوزی کا معاملہ دیکھا جا سکتا ہے، اور پھر یہ بخل کا غلبہ کیا تھانوی صاحب کی بزرگی کا ایک ادنیٰ کرشمہ نہیں ہم نے تو یوں پڑھا ہے۔ کہ ؎

بخیل ار بود زاہد بحر و بر ؛ بہشتی نباشد بحکم خبر

کھانے مُفت بحمد اللہ مجھے اس کا بہت ہی اہتمام رہتا ہے، جب تک دوسرے کا برتن واپس نہیں ہو جاتا مجھے چین نہیں آتا۔ (اشرف المعمولات ص ۶ سطر ۱۲)

تھانوی صاحب کے ہاں دولت جمع کرانے کے لئے خدا کی مصروفیات حق تعالیٰ میرے پاس بہت کچھ بھیجتے ہیں میرے دوست احباب کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں، وہ بہت سی چیزیں بھیجتے ہیں۔ (اشرف المعمولات ص ۴۳ سطر آخر)

جو دیوبندیوں کو چندہ دینے سے روکے وہ کافر ہو جاتا ہے اور اس سے جہاد فرض ہے۔

ایک صاحب نے عرض کیا کہ فلاں مقام پر بدعتی لوگ اہل حق کے مدرسہ کو تباہ کرنا چاہتے ہیں، اور آئے دن چندہ دہندگان کو زبانی اور اشتہاروں کے ذریعے سے بہکاتے رہتے ہیں، فرمایا کہ مقابلہ کیجئے، بلکہ اب تو اس کو جہاد سمجھئے۔ (افاضات الیومیہ ج ۷۔ ص ۲۱ سطر ۳)

نوٹ:۔ ”ان مجاہدین“ کے جہاد کی اصلی غرض یہی ہوتی ہے، خواہ وہ سیاست کے رنگ میں ہو یا خدمت دین کے بھیس میں، ان کا جہاد ”فی سبیل اللہ چندہ“ اور پیٹ پرستی کے لئے ہی ہوتا ہے۔

مقویات مشک خالص، ماشہ۔ زعفران ۲ ماشہ۔ عنبراشہب ا ماشہ، سائیدہ شش حب سازند و یکے ازاں ہر روز بخورند۔

(الطرائف تھانوی ج ۱ ص ۶۳ سطر آخر)

نوٹ:۔ ایسی ایسی بلاؤں غرق کر جانا امت تھانوی کے زہد و بے نفسی کا خاص کرشمہ ہے۔

ہمیں ضرور کھلاؤ خواہ گداگری کرو، تھانوی صاحب کا اہتمام شکم پروری ایک شخص نے میری اور ان کی دعوت کی ......اس بھلے مانس نے چاول پکوائے وہ بھی کھانے کے قابل نہیں، اب کیا کھاویں ......کہیں سے روٹی لاؤ، کہار وٹی تو نہیں پکائی ہیں نے کہا ہم نہیں جانتے، جب دعوت کی ہے تو کھلاؤ۔ اور کہیں سے کھلاؤ بھوکے تھوڑے ہی جائیں گے اور کھائیں گے روٹی۔ کہا کہ روٹی کہاں سے لاؤں، میں نے کہا کہ گھر میں تو نہیں، محلہ میں تو ہے، مانگ کر لاؤ، گیا مصیبت کا مارا دال روٹی لایا، خوب پیٹ بھر کر روٹی کھائی، میں نے مولوی محمد عمر صاحب سے بھی روٹی کھانے کو کہا مگر وہ بہت خلیق تھے کہنے لگے کہ اس کی دل شکنی ہوگی، میں نے کہا ہماری جو شکم شکنی ہوگی، الخ

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ا ص ۳۰ سطر ۹ وغیرہ)

نوٹ:۔ حدیث پاک میں ہے۔ **ماعاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طعاما قط** (مشکوۃ ص ۳۶۲) یعنی حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے کبھی بھی کسی طعام کو ناپسند نہ فرمایا، اور یہاں تھانوی صاحب نے طعام وصاحب طعام کی دل کھول کر بے عزتی کی۔ اور حرم دعوت میں گداگری کرا کے اپنا پیٹ خوب بھرا حالانکہ **المومن یاکل فی معا واحد والکافر یاکل فی سبعۃ امعاء** (بخاری) اور مولوی محمد عمر تو خلیق تھے کہ ایسی تذلیل سے شرم کر گئے تو کیا بدخلقی کی ساری ٹھیکہ داری تھانوی صاحب کے پاس ہی محفوظ تھی؟ کیوں جناب پیٹ پرست کون؟

بزرگانِ دیوبند کی عیاشی طلاء ملذذ:۔ مشک خالص ۲ ماشہ در عطر عنبر حل کردہ شہد خالص ۲ تولہ آمیختہ طلاء ساختہ مشغول شود۔

طلاء ممسک وملذذ بیخ کنکر وندہ، تخم شلغم مساوی گرفتہ باہم آمیختہ بآب دہن بر قضیب طلاء کردہ بجماع مشغول شود، انزال نہ کند، زن بستہ گردد۔

مقوی باہ ہر کہ ایں معجون را در سالے خورد میتواند کہ دہ نسواں را ہر روز خورسند گرداند۔ نخود بریاں مقشرہ تولہ زردی بیضہ مرغ ۵ عدد بآب جوش دادہ روغن مادہ گاؤ ۵ تولہ شہد ۵ تولہ بدستور معجون تیار سازند و ہر روز چار تولہ بخورند

(الطرائف تھانوی ص ۶۳ سطر ۱۶ وغیرہ)

مفرحات بعد مغرب ایک مفرح نسخہ تجویز فرمایا، اس کو نوش فرماتے ہی سکون شروع ہو گیا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۷، ص ۱۰۴ سطر ۱)

نوٹ :- گویا حکیم خلیل احمد کو صرف ایسے ماکولات کے لئے مقرر فرمادیا گیا تھا ، اور دس دس عورتوں کو خوش کرنے کے تجربات بھی قابل غور ہیں ۔

سنترہ سنترہ کیسی لطیف چیز ہے ، مگر اس کو کھا کر ایسا معلوم ہوتا ہے ۔ جیسے پیٹ میں پتھر اتر گئے ۔ (افاضات الیومیہ ج ، ص۱۰۱ سطر۳)

کنجری کی مٹھائی ایک رنڈی اپنی چھوکری کو جو سیانی تھی ۔ اپنے ہمراہ لائی ۔ مولانا محمد یعقوب (صدر دیوبند) نے پوچھا کیا ہے ؟ اس نے عرض کیا کہ میری یہ لڑکی ہے ۔ اس کو مرض ہے اور میری اس پر کمائی ہے ۔ آپ دعا یا تعویذ کر دیجئے ۔ مولانا محمد یعقوب نے نہ معلوم دعا کی یا تعویذ دیا اس چھوکری کو آرام آ گیا ۔ وہ مٹھائی لائی مولانا نے فرمایا رکھ دو ۔ (ملخصاً ارواح ثلثہ ص۳۲۹)

دیوبندی مولوی لوگوں سے ہدیے و چندے جمع کر کے پھر انہیں بیچ کر اپنا کاروبار چلاتے ہیں

میرے پاس جب کوئی چیز ہدیہ آتی ہے .... تو سوچا جی مفت کسی کو کیوں دیں ، لاؤ بیچو جی چنانچہ بیچ کر دام کھرے کئے ۔ الخ (اشرف المعمولات ص۵ سطر۷)

کنجریوں کا مال طیّب و پاک مغنیہ اور فاحشہ کے مال میں بھی احتمال ہے کہ کچھ حلال ہو گو سبب حرام سے حاصل ہوا ہو پھر یہ سب کلام خاص اس روپیہ میں ہے جو فاحشہ نے کسب حرام سے حاصل کیا ہے ۔ الخ (فتاوی دیوبند ج ۲ ص۱۶۵ سطر ۱)

لیکن اگر ایسا نہیں کیا بلکہ بغیر پیشگی دیئے ہوئے اور بغیر نسبت و اشارہ کے مطلقاً خرید لیا جیسا کہ عام طور پر یہی دستور ہے ، تو زمین اور ملبہ اس مال حرام کے حکم میں نہیں ہوا ۔ بلکہ پاک اور حلال ہے ، الخ

(فتاوی دیوبند ج ۲ ص۱۶۵)

نوٹ :- عام طور پر یہی دستور ہے کا تجرباتی فتوی بھی قابل غور ہے ۔

نوٹ :- کنجری کا مال کھانے کا ایک " دیوبندی مذہب کا اجمالی خاکہ " میں ملاحظہ فرمائیں

وصیّت موت میں تھانوی کو فکر چندہ اندوزی میرے بعد بھی میرے تعلق کا لحاظ غالب ہو ، وصیت کرتا ہوں کہ بیس آدمی ملکر اگر ایک ایک روپیہ ماہوار ان (زوجہ تھانوی) کیلئے اپنے ذمہ رکھ لیں الخ (تنبیہات وصیت تھانوی ص۲۰)

رسالہ چراغ سنت و تحقیق المذاہب و بریلوی مذہب کے مؤلفین کو دعوتِ فکر

ان رسائل کے مؤلفین دیوبندی صاحبان فرماتے ہیں، کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے آخری وقت وصیت کی تھی، کہ میرے وصال کے بعد نہایت اعلیٰ قسم کے کھانے غربار کو تقسیم کرنا جس کا ثواب مجھے بخشا جاوے، دیوبندی بخیلوں کو اعلیحضرت کی اس غریب پروری پر سخت غصے پر غصہ آرہا ہے۔ کہ آخر جب دیوبند کے حکیم الامت صاحب نے ساری زندگی گداگری کی، ہدیے، چندے بیچ کر گذر کیا، اور رئیس البخلار بھی بنے رہے۔ اور آخری وقت بھی لوگوں سے "چندہ" کی سکیم ہی پیش نظر تھی آخر سنی علمار کے پیشوا کو کیا پڑی تھی۔ کہ نہ چندے کئے نہ ہدیے بیچ کر کھائے۔ بلکہ آخری وقت بھی انفاق فی سبیل اللہ پر زور دے گئے، یعنی مارے گھٹنا پھوٹے آنکھ، خدا کے واسطے دیں بریلوی اور کھائیں غریب اور قبض ہو دیوبندی علمار کو! کیوں حضرات؟ خدا کے واسطے غریبوں کو کھلانے کی وصیت کرنا پیٹ پرستی ہے۔ یا بیوی کے لئے چندہ کرنا؟ معاف کیجئے۔

مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جواد تھے کریم تھے، ان کی مبارک زندگی میں سینکڑوں نادار ان کے خوان نعمت پر پلتے رہے ہیں، اور بعد از وصال بھی اعلیٰ غذائیں غربا اور مساکین کو تقسیم کی جاتی رہیں۔ کیا آپ حضرات کو تھانہ بھون کی خبر نہیں، کہ آپ کے حکیم الامت ہر آنے والے والے مرید سے چنے کی دال کی رکابی کے ۳ر فی کس وصول کرایا کرتے تھے۔

ہاں تو فرمایئے حضرات کہ آپ کے تھانوی صاحب فرماتے ہیں چندہ دو! اور اہل سنت کے امام فرماتے ہیں کہ نفیس و اعلیٰ غذائیں غریب لوگوں کو تقسیم کرتے رہنا، فرمایئے کہ کون طماع اور کون سخی! کون بطین اور کون الذین ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ پر عامل؟ کون یکنزون الذھب اور کون حتی تنفقوا مما تحبون کا مصداق ہوا۔

نظر بد اندیش کہ بر کندہ باد ؎ عیب نماید ہنرش در نظر

؎ اولئک ابائی فجئنی بمثلہم

باب نهم

باب نہم (۹)

(دیوبندیت وعیسایت کا گٹھ جوڑ)

اسلام کے دشمن انگریزوں سے دیوبندیوں کی وفاداری اور تنخواہیں

مولانا شاہ اسحاق صاحب دہلوی کی گورنمنٹ برطانیہ سے باقاعدہ تنخواہ

مولانا شاہ اسحاق صاحب کا واقعہ ہے۔ اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ جب گورنمنٹ انگریزی کا تسلط ہوا تو شاہ صاحب کا جو وظیفہ مقرر تھا وہ جاری رکھا گیا۔

(افاضات الیومیہ ج، ص ۳۸۵ سطر ۱۴)

تھانوی کو چھ سو روپیہ ماہانہ تحریکات کے زمانہ میں میرے متعلق یہ مشہور کیا گیا تھا کہ چھ سو روپیہ ماہانہ گورنمنٹ سے پاتا ہے، ایک شخص نے ایک ایسے ہی مدعی سے کہا کہ اس سے تو یہ معلوم ہوا کہ یہ خوف سے متاثر نہیں لیکن طمع سے متاثر ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴، ص ۷۹۸ سطر ۳)

انگریزوں نے ہمیں آرام دیا ایک شخص نے مجھ سے دریافت کیا تھا اگر تمہاری حکومت ہو جائے تو انگریزوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرو گے، میں نے کہا کہ محکوم بنا کر رکھیں گے، کیونکہ جب خدا نے حکومت دی تو محکوم بنا کر ہی رکھیں گے، مگر ساتھ ہی اس کے نہایت راحت و آرام سے رکھا جائے گا اس لئے کہ انہوں نے ہمیں آرام پہونچایا ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۶۹۷ سطر ۱۲)

انگریزوں سے جہاد حرام مولوی اسماعیل صاحب نے فرمایا، کہ انگریزوں کے عہد میں مسلمانوں کو کچھ اذیت نہیں پہنچی، اور چونکہ ہم انگریزوں کی رعایا ہیں، اپنے مذہب کی رُو سے یہ بات فرض ہے کہ انگریزوں پر جہاد کرنے میں ہم کبھی شریک نہ ہوں۔

(مذاہب الاسلام ص ۵۶۶ سطر)

دیوبندیوں کی مشہور مذہبی جماعت "تبلیغی جماعت" بھی انگریزوں کی تنخواہ خوار ایجنٹ تھی

مولانا حفظ الرحمان صاحب نے کہا کہ مولانا الیاس صاحب کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداءً حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا۔

(مکالمۃ الصدرین مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی مطبوعہ دیوبند ص۳ سطر۲)

"جمعیت علمائے اسلام" انگریزوں کی جماعت ہے!

کلکتہ میں جمعیۃ العلمائے اسلام حکومت کی مالی امداد اور اس کے ایماء سے قائم ہوئی ہے .... گفتگو کے بعد طے ہوا کہ گورنمنٹ ان دیوبندیوں کو کافی رقم اس مقصد کے لیے دے گی۔ چنانچہ ایک بیش قرار رقم اس کے لیے منظور کر لی گئی، اور اس کی ایک قسط مولانا آزاد سبحانی صاحب کے حوالے بھی کر دی گئی۔ اس روپیہ سے کلکتہ میں کام شروع کیا گیا۔

(مکالمۃ الصدرین شبیر احمد عثمانی ص۸)

دیوبندیوں کی کانگرس جماعت بھی انگریزوں کی قائم کردہ اور باوفا تنخواہ خوار تھی

میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کانگرس کی ابتدا کس نے کی تھی اور کس طرح ہوئی تھی؟ آپ کو معلوم ہے کہ ابتداءً اس کا قیام ایک وائسرائے کے اشارہ پر ہوا تھا، اور برسوں وہ گورنمنٹ کی وفاداری کے راگ الاپتی رہی۔

(مکالمۃ الصدرین شبیر احمد عثمانی ص۹)

مولوی حسین احمد صاحب دیوبندی و مولوی کفایت اللہ صاحب دہلوی اینڈ پارٹی سب ہندوؤں کے تنخواہ خوار ایجنٹ ہیں

اس کے بعد علامہ عثمانی نے (حسین احمد دیوبندی وغیرہ کو مخاطب کر کے) فرمایا کہ آپ حضرات کے متعلق بھی عام طور پر مشہور کیا جاتا ہے کہ آپ ہندوؤں سے روپیہ لے کر کھا رہے ہیں (مکالمۃ الصدرین ص۱۱)

نوٹ :- اگر یہ شہرت بالکل بے بنیاد ہوتی تو نونوی شبیر احمد صاحب جیسا دیوبندیوں کا معتبر آدمی کبھی بطور طعن ذکر نہ کرتا اور یا حسین احمد اس کا رد کر دیتا مگر حسین احمد نے اس کا کوئی رد نہیں کیا والسکوت فی معرض الخفاء یدل علی الرضاء

لارڈ چیمسفورڈ و لارڈ ریڈنگ کا وظیفہ خوار دیوبندیوں کا مشہور پیشوا اشرفعلی تھانوی انگریزوں کا تنخواہ خوار ایجنٹ تھا۔

دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے آپ کے مسلّم بزرگ پیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ ان کو چھ سو روپیہ ماہوار حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔ (مکالمۃ الصدرین شبیر احمد عثمانی ص)

نوٹ :- اگر اس معاملہ میں کچھ بھی حقیقت نہ ہوتی تو کبھی بھی شبیر احمد صاحب اس کو زبان پر نہ لاتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تھانوی صاحب انگریز پرستی کو عثمانی صاحب بھی نہ چھپا سکے۔

تھانوی کا بھائی اکبر علی انگریزی سی آئی ڈی میں ملازم تھا یہ رقم اس ذریعہ ملتی ہوگی۔

انگریزوں کا ملک دارالاسلام ہے

حکومت انگریزی میں رعایا پر کسی قسم کی دار و گیر و بے اطمینانی سرکار کی جانب سے نہیں ہوئی .... اور ترجیح دارالاسلام کو دی جائے گی۔

(تحذیر الاخوان تھانوی ص ۹ سطر ۸)

نوٹ :- تنخواہ ہوتی ہے، پھر انگریزی ایجنٹوں کو بے اطمینانی ہی کیا؟ اعلیحضرت بریلوی پر طعن کرنے اور اپنے آئینہ صداقت میں فساد روحی سے کراچی سے بدعت و شرک کی گولی مارنے والے غور فرمالیں کہ انگریزوں کا تنخواہ خوار کون رہا اور اپنے سفید آقا کی ایجنٹی کرتے سب مسلمانوں کو بدعتی کا ذکر کس نے کہا؟

سرزمین ہند میں انگریز و دیوبندی گٹھ جوڑ کا مختصر جائزہ

انگریز کے ٹوڈی دیوبندی وہابی مولویوں کی انگریزی ایجنٹی اور شاہان مغلیہ سے عداوت و مذہبی

سیاہ کاریاں برٹش گورنمنٹ کی تمہیدی کاروائیاں کمپنی کی ابتدائی حکومت سے ظہور پذیر ہوتی ہیں، انگریز نے جب ہندوستان پر اپنا اقتدار قائم کرنے کے لئے قدم رکھا تھا، تو اس وقت سر زمین ہند اسلامی شاہان مغلیہ کے ہاتھوں میں تھی، مگر بعض ہندو راجے بغاوت کا اقدام کئے ہوئے تھے۔ اس وقت مغلیہ بادشاہوں کو نہایت تنظیم و عسکری دفاعی امداد کی ضرورت تھی، انگریز نہایت گرگ باطن قوم واقع ہوئی ہے، انگریزوں نے جب یہ دیکھا کہ ہندوستان کے مسلمان اگر شاہان مغلیہ کے ساتھ وابستہ ہو گئے تو ہمارا اقتدار ہرگز قائم نہیں ہو سکے گا، تو اس لئے انگریزوں نے دیوبندیوں وہابیوں کے ہر دو پیشوا سید احمد و اسماعیل کو یہ مہم سر کرنے کے لئے کرایہ پر خریدا کہ کسی طرح مسلمانوں کی توجہ شاہان مغلیہ کی امداد و معاونت سے ہٹا کر کسی دوسری طرف لگا دو تاکہ ہم آسانی سے شاہان مغلیہ کو کچل کر ہندوستان پر پورا قبضہ کر سکیں۔

اتفاقاً ان دنوں پنجاب کے بعض نواح میں سکھ شورشیں کر رہے تھے، سید احمد و اسماعیل نے انگریز کی سوچی سمجھائی اسکیم کے مطابق ہندوستان کے مسلمانوں کو سکھوں سے جہاد کا نام لے کر ان کی توجہ اس طرف مبذول کر کے اپنے ان داتا انگریز کو اسلامی سلطنت کچلنے کا پورا موقعہ مہیا کر دیا، چنانچہ دیوبندیوں کا معتبر مؤرخ خود رقمطراز ہے کہ:

> بملاحظہ مکتوبات احمدی یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ سید صاحب نے واسطے تباہی سلطنت پنجاب کے جس قدر سیف و سنان کا کام لیا تھا، اس سے زیادہ قلم اور زبان سے آپ نے کام لیا تھا، بخارا اور کاشغر اور افغانستان اور بلوچستان اور سندھ و پنجاب و کشمیر و کاغان وغیرہ کے کل مسلمان امراء و رؤسا رعایا اور خاندان شاہ شجاع بادشاہ کابل آپ کے ساتھ شریک ہو چکے تھے، (تواریخ عجیبہ مصنفہ منشی محمد جعفر تھانیسری ص ۱۸۱)

شاہان مغلیہ کے زیادہ امدادی افغانی مسلمان تھے، ان کا منہ موڑنے کے لئے سید احمد اور اسماعیل کو خصوصی اشارہ کیا ہوا تھا، چنانچہ مذکورہ بالا دیوبندی کتاب کے مستند حوالہ سے روشن ہے۔ کہ ان دونوں برٹش ایجنٹوں نے سکھوں سے جنگ کا نام لے کر انگریز کی غرض پوری کر دی، ادھر تو یہ کام سر انجام دیا۔ اور دوسری طرف انگریز کے مخالف مسلمانوں کو کافر قرار دے کر ان پر جہاد کے فتوے دے دیئے۔

دیوبندیوں کے پیشوا سید احمد و اسماعیل نے پہلا جہاد مسلمانوں پر کیا

اسی زمانہ میں مغلیہ سلطنت کا حامی اور انگریزوں کا مخالف یار محمد خاں حاکم یاغستان تھا، سید احمد نے اس کی انگریز مخالفت کی وجہ سے اس کو کافر قرار دے کر اس سے جہاد کیا، چنانچہ دیوبندیہ کی مایہ ناز کتاب تذکرۃ الرشید میں ہے کہ:۔

(حضرت گنگوہی جی) نے اسی سلسلہ میں فرمایا، کہ حافظ جانی ساکن انبیٹھ نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ ہم قافلہ میں ہمراہ تھے، بہت سی کرامتیں وقتاً فوقتاً حضرت سید صاحب سے دیکھیں مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی و مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی اور مولوی محمد حسن صاحب رامپوری بھی ہمراہ تھے، اور یہ سب حضرات سید صاحب کے ہمراہ جہاد میں شریک تھے۔

سید صاحب نے پہلا جہاد مسمٰی یار محمد خان حاکم یاغستان سے کیا تھا۔ (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۷۰)

اس تصریح سے صاف عیاں ہے کہ سید احمد و اسمٰعیل برطانیہ کے پکے پٹھو اور مسلمانوں کے دشمن تھے، اور ان کا جہاد صرف سکھوں سے ہی نہیں، بلکہ ہر اس شخص سے تھا۔ جو بھی برٹش گورنمنٹ کا مخالف ہوتا تھا، یار محمد خاں اور مسلمانوں سے جہاد انگریز کے اشارے پر تھا، اور دیوبندی امامان انگریز کے پولیٹیکل ایجنٹ اور مسلمانوں کے پکے دشمن تھے۔ نیز دیوبندی مؤرخین کی جہالت تو دیکھو کہ مولوی عبدالحی دہلوی داماد شاہ عبدالعزیز کو عبدالحی لکھنوی بنا ڈالا۔ اعوذ باللہ ان اکون من الجاہلین۔

سید احمد و اسمٰعیل کی اپنے ہمراہیوں کو ہدایت کہ انگریزوں کے ہر مخالف سے لڑو۔

پیران پیٹ پرست اور دیو کے بندوں نے صاف طور پر یہ فتویٰ بھی دے دیا کہ جو شخص بھی انگریز کی مخالفت کرے اس سے جنگ کرنا فرض ہے۔ چنانچہ دیوبندیوں کا معتبر مؤرخ میرزا حیرت لکھتا ہے کہ، ”کلکتہ میں جب مولانا اسمٰعیل صاحب نے جہاد کا وعظ فرمانا شروع کیا ہے اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت پیش کی ہے۔ تو ایک شخص نے دریافت کیا۔ کہ آپ انگریز پر جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے آپ نے جواب دیا کہ ان پر جہاد کرنا کسی طرح واجب نہیں، ایک تو ان کی رعیت ہیں دوسرے ہمارے مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح

آزادی ہے۔ بلکہ اگر کوئی ان پر حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ برطانیہ پر آنچ نہ آنے دیں۔ (حیات طیبہ، مصنفہ میرزا حیرت ص ۲۹۶)

انگریزوں پر جہاد کرنا حرام ہے سید احمد و اسماعیل کی ہدایت

مذکورہ بالا حوالہ سے واضح ہے کہ دیوبندیوں کے دونوں امام انگریز کے پٹھو تھے اور سرزمین ہند میں انگریزی اقتدار کرانے کے لئے جھوٹے جہاد کا ملمع بنا کر دراصل انگریزی حکومت قائم کرانا چاہتے تھے۔ اور انگریز کے ہر مخالف کو کافر اور باغی سمجھ کر اس سے جہاد فرض قرار دیتے تھے۔ اب ان کی انگریز پرستی کا دوسرا فتویٰ ملاحظہ ہو۔ دیوبندیوں کا معتبر مؤرخ لکھتا ہے کہ

یہ بھی صحیح روایت ہے کہ اثنائے قیام کلکتہ میں ایک روز مولانا محمد اسماعیل شہید وعظ فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے مولانا سے فتویٰ پوچھا کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں مولانا نے فرمایا۔ کہ ایسی بے رو و ریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں۔ (تواریخ عجیبہ ص ۷۳ منشی جعفر تھانیسری)

انگریز کے غلام اور حکومت کے پٹھو دیوبندیو! ایمان سے کہنا کہ تمہارے یہ دونوں امام جہاد فی سبیل اللہ کر رہے تھے یا فی سبیل الانگریز؟ اسی سلسلہ میں اپنے پیشوا کا ایک اور بھی فتویٰ ملاحظہ کر لیجئے ——

آپ (سید صاحب) سوانح عمری اور مکاتیب میں بیش سے زیادہ ایسے مقام پائے گئے ہیں جہاں بل کھلے اور اعلانیہ طور پر سید صاحب نے بدلائل شرعی اپنے پیرو لوگوں کو سرکار انگریزی کی مخالفت سے منع کیا ہے۔ (تواریخ عجیبہ ص ۳۳)

یعنی سید صاحب ساری عمر انگریز کی ایجنٹی کرتے رہے۔ ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو ——

"ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں۔ اور خلاف اصول مذہب طرفین کا خون بلا سبب گروائیں" (تواریخ عجیبہ ص ۹۱)

معلوم ہوا کہ سید صاحب انگریزوں سے لڑنا اسلام کے خلاف سمجھتے تھے یعنی ان کے نزدیک انگریزی حکومت سچی اسلامی حکومت اور حکومت الٰہیہ تھی مزید دیوبندی فتویٰ ملاحظہ ہو۔

انگریز کی حکومت عادل اور بے ریا حکومت تھی۔

انگریز کے دیوبندی پٹھوؤں نے یہیں تک جبر نہیں کیا، بلکہ حرام خوری کے طمع میں انگریز کی ظالم حکومت

کو عادل حکومت یقین کیا گیا ہے۔ دیکھیے:۔
پنجاب میں اس وقت ایک ایسی عادل اور بے ریا گورنمنٹ کی عملداری تھی کہ جس سے کسی طرح مخالفت جائز نہیں۔
(تواریخ عجیبہ ص۲۲۴)

سید احمد و اسماعیل نے انگریزی حکومت کا سکہ جمایا۔

جب کبھی مسلمانوں کے جذبات انگریزوں کے خلاف ابھرتے تو یہ دونوں دیوبندیوں اور وہابیوں کے امام ان کو ہدایت کر دیتے، کہ

(۱) صرف با درازمویاں جویان مقابلہ ایم نہ با کلمہ گویاں و اسلام جویاں و نہ با سرکار انگریزی۔ (تواریخ عجیبہ ص۷۵)
(۲) نہ با سرکار انگریزی مخاصمت داریم و نہ ہیچ راہ منازعت۔ (تواریخ عجیبہ ص۲۳۶)
(۳) بھلا مسلمانوں (سید احمد و اسماعیل) کو گورنمنٹ انگلش سے کیوں سرد کار ہونے لگا تھا۔
(حیات طیبہ ص۳۰۱)

سید احمد انگریزوں کا حامی تھا اور انگریزی حکومت کو عادل حکومت اور رشک چمن سمجھتا تھا

دیوبندی فرقہ کے پیشواؤں نے ظالم انگریزی حکومت سے نفس پرستی کر کے جوان کے راگ گائے ہیں خود دیوبندیوں کی عبارات ملاحظہ ہوں۔
ڈاکٹر ہنٹر صاحب اور دوسرے متعصب مؤلفوں نے سید صاحب سے خیر خواہ اور خیر اندیش سرکار انگریزی کے حالات کو بدل سدل کر مخالفت کے پیرایہ میں لکھا ہے۔
(تواریخ عجیبہ ص۲۳۶)
اس عبارت سے واضح ہو رہا ہے کہ سید احمد انگریزوں کا ٹھو خیر خواہ اور خیر اندیش تھا۔ مزید ملاحظہ ہو ہماری عادل سرکار (انگریزی) کے قبضہ میں آگئی۔
(تواریخ عجیبہ ص۱۸۰)
آپ (سید احمد) کو یہ الہام ربانی ہوا تھا کہ ملک پنجاب آپ کے ہاتھوں پر فتح ہو کر پشاور سے تا دریائے ستلج مثل ملک ہندوستان رشک افزائے چمن ہو جائے گا۔ (تواریخ عجیبہ ص۷)
ملک ہندوستان اس وقت انگریزوں کے قبضہ میں تھا۔ تو سید صاحب کو گویا شیطان یہ بھی الہام کرتا تھا۔ کہ ملک ہندوستان رشکِ چمن ہو چکا ہے۔ کیونکہ اسلامی شاہان مغلیہ کو قتل و غارت کر کے

شیطان اور دیوبندیوں کا آقا انگریز اس پر قابض ہو چکا تھا۔

دیوبندی انگریز کی مخالفت کرنے والوں کو باغی تصور کرتے ہیں۔

جن مسلمانوں نے دیوبندیہ و انگریز کی ظالمانہ حکومت کے خلاف جہاد کیا۔ ان کو دیوبندی باغی کہتے ہیں دیکھو دیوبندیوں کی مایۂ ناز کتاب تذکرۃ الرشید میں ہے کہ

لبعض کے سروں پر موت کھیل رہی تھی۔ انہوں نے کمپنی کے امن و عافیت کا زمانہ قدر کی نظر سے نہ دیکھا۔ اور اپنی رحم دل گورنمنٹ (برطانیہ) کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا۔ (تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۷۴)

اب ناظرین کرام ان دیوبندیوں کا یہ فتویٰ ملاحظہ کرلیں۔ کہ کمپنی جب اپنے خطرناک عزائم سے مسلمانوں کو کچل رہی تھی۔ دیوبندی اسے رحم دل حکومت اور انگریزوں کے مخالف مسلمانوں کو باغی قرار دیتے ہیں، مزید ملاحظہ ہو۔

جب بغاوت و فساد کا قصہ فرو ہوا۔ اور رحم دل گورنمنٹ (انگریز) کی حکومت نے دوبارہ غلبہ پاکر باغیوں (جنگ آزادی والوں) کی سرکوبی شروع کی۔ (تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۷۱)

دیوبندیوں کے امام سیّد احمد و اسماعیل کا سب سے پہلے ظالم حاکم لارڈ ہیسٹنگ سے گٹھ جوڑ
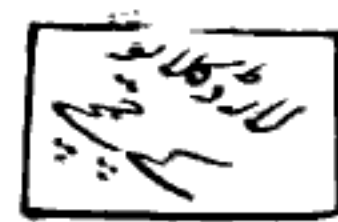
انگریزوں نے جب پہلا قدم ہندوستان میں رکھا ہے، تو اس نے سب سے پہلے دیوبندیوں اور وہابیوں کے مولویوں کو ایجنٹی و دلالی کے لئے مقرر کیا تھا۔ یہ لوگ انگریز کے مخالف مسلمانوں کو انگریز کا غلام بناتے تھے، دیکھئے دیوبندی وہابی مصنف خود لکھتا ہے۔

لارڈ ہیسٹنگ سیّد احمد صاحب کی بے نظیر کارگذاریوں سے بہت خوش تھا دونوں لشکروں کے بیچ میں ایک خیمہ کھڑا کیا گیا۔ اس میں تین آدمیوں کا باہم معاہدہ ہوا۔ امیر خاںؒ لارڈ ہیسٹنگ اور سیّد احمدؒ صاحب، سیّد احمد صاحب نے امیر خان کو بڑی مشکل سے شیشہ میں اتارا تھا۔
(یعنی لارڈ ہیسٹنگ کا غلام بنایا تھا) (حیات طیبہ ص ۲۹۴)

انگریز کی حکومت قائم کرنے کے بعد سیّد احمد کو شیطانی الہامات

سید احمد وغیرہ وہابیوں نے جہاں برٹش کی ایجنٹی کر کے مسلمانوں کو انگریز کا پٹھو بنایا تھا، وہاں اس نے اپنے سفید آقا کے لیئے جھوٹے الہام گھڑنے کی بھی پوری کوشش کی تھی، ایک الہام ملاحظہ ہو۔

وعدہ فتح پنجاب کے الہام کا آپ کو ایسا وثوق تھا۔ کہ آپ ان کو سراسر صادق اور ہونہار سمجھ کر بارہا فرماتے اور اکثر مکتوبات میں لکھا کرتے تھے ...... کہ ملک پنجاب ضرور میرے ہاتھ پر فتح ہوگا اور اس فتح سے پہلے مجھ کو موت نہ ہوگی۔ (تواریخ عجیبہ صـ۱۸۰)

پھر یہ شیطانی الہام کس طرح پورا ہوا۔ ملاحظہ ہو۔

سلطنت پنجاب متعصب اور ظالم سکھوں کے ہاتھ سے نکل کر ایک ایسی عادل اور آزاد اور لامذہب قوم کے ہاتھوں میں آگئی، جس کو ہم (نام نہاد) مسلمان اپنے ہاتھ پر فتح ہونا تصور کر سکتے ہیں، اور غالباً سید صاحب کے الہام کی صحیح تاویل یہی ہو گی جو ظہور میں آئی۔ (تواریخ عجیبہ صـ۱۸۰)

اس عبارت سے صاف واضح ہے کہ سید احمد نے سکھوں سے جنگ اسلام کے لئے ہرگز نہیں لڑی تھی، بلکہ انگریزوں کا قبضہ کرنے کے لیئے یہ سب پاپڑ بیلے تھے،

سکھوں سے جنگ کرنے سے سید احمد و اسماعیل کی غرض انگریزی حکومت کو مضبوط کرنا تھا

مذکو بالا عبارت سے واضح ہے کہ وہابیوں دیوبندیوں کے پیشوا ہی انگریزوں کے غلام اور ایجنٹ تھے، اور سکھوں سے صرف اس لئے لڑے کہ دیوبندیوں کا سنہری آنکھ والا داتا ہندوستان پر آسانی سے قابض ہو سکے اس کے متعلق دیوبندی مؤرخین کا واضح فیصلہ ملاحظہ ہو۔

وہ (سید احمد) اس آزاد عملداری (انگریزی حکومت کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے (تواریخ عجیبہ صـ۱۸۱)

انگریزی مقبوضہ جات سے وہابیوں کو خوب چندہ ہوتا تھا۔

ان اسلام کے غداروں اور ضمیر فروشوں، بندگانِ شکم جو ان زمان انگریز کے آلہ کاروں کو چندہ بھی انگریزی حکومت سے ہی ہوتا تھا۔

چندہ جمع کرنے والوں کا دار الخلافہ پٹنہ کو سمجھنا چاہیئے، جہاں سب سے زیادہ گرم جوشی سے چندہ جمع ہوتا تھا۔ اور بنگالہ کا ایک حصہ (انگریزی مقبوضہ) اپنی جان اور دھن قربان کرنے

کو آمادہ تھا۔ (حیات طیبہ ص۲۹)

سید احمد کو انگریزی حلقہ سے سات ہزار روپیہ کا دلالی کمیشن

مولوی محمد اسحاق سید احمد کا درمیانی دلال تھا۔ وہ حامیانِ برٹش سے روپے لے کر سید احمد کو پہنچایا کرتا تھا۔ ملاحظہ ہو۔

اس وقت ایک ہنڈوی سات ہزار روپیہ کی جو بذریعہ ساہوکار ان دہلی مرسلہ مولوی اسحاق صاحب بنام سید صاحب روانہ ہوئی تھی، ملک پنجاب میں وصول نہ ہونے پر اس سات ہزار روپیہ کی واپسی کا دعوای عدالت دیوانی میں دائر ہو کر ڈگری بحق مدعی بحال رہا۔

(تواریخ عجیبہ ص۸۹)

دیوبندیوں کے پادری سید احمد کو انگریز سامان خورد و نوش پہنچاتے تھے۔

سید احمد انگریزوں کا آلۂ کار اور کمپنی کا ایجنٹ تھا۔ کہ انگریز اس کے ہر قسم کے خورد و نوش کا خود انتظام کرتے تھے، ملاحظہ ہو۔

اتنے میں کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار چند پالکیوں میں کھانا رکھے کشتی کے قریب آیا اور پوچھا کہ پادری صاحب کہاں ہیں حضرت نے کشتی پر سے جواب دیا کہ میں یہاں موجود ہوں، انگریز گھوڑے پر سے اترا اور ٹوپی ہاتھ میں لئے کشتی پر پہنچا، اور مزاج پرسی کے بعد کہا کہ تین روز سے میں نے اپنے ملازم یہاں کھڑے کرائے تھے کہ آپ کی اطلاع کریں، آج انہوں نے اطلاع کی کہ اغلب یہ ہے کہ حضرت قافلہ کے ساتھ آج تمہارے مکان کے سامنے پہنچیں۔ یہ اطلاع پاکر میں غروب آفتاب تک کھانے کی تیاری میں مشغول رہا۔ تیار کرانے کے بعد لایا ہوں۔ سید صاحب نے حکم دیا کہ کھانا اپنے برتنوں میں منتقل کر لیا جائے اور کھانا لے کر قافلہ میں تقسیم کر دیا گیا، اور انگریز تین گھنٹے ٹھہر کر چلا گیا۔

(سیرت سید احمد مصنفہ ابوالحسن ندوی ج ۱ ص۱۹۰)

دیوبندیو! خدارا ایمان سے بتاؤ کہ اگر سید صاحب انگریز کمپنی کے ایجنٹ اور پکے ٹوڈی کو مخصوص آلۂ کار و برٹش کے فضلہ خوار و دل پسند کارندے نہ تھے، تو یہ انگریز تین روز سے انتظار کیوں کرتا رہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے پیشوا انگریز کے ایسے خاص الخاص ایجنٹ تھے۔ کہ لارڈ ہیسٹنگ وغیرہ نے

سب انگریزوں کو اپنے ایجنٹ کا خیال رکھنے کی ہدایت کی ہوئی تھی۔

سیّد احمد انگریزوں کی مرضی سے بے تاج بادشاہ بنا۔

سید احمد و اسماعیل سے اس قدر خوش تھے کہ۔

حلقہ الٰہ آباد میں جو مسلمان سپاہی مختلف خدمات پر متعین تھے، اور تین سو کی تعداد میں تھے انہوں نے انگریز قلعہ دار کی اجازت سے حضرت کو قلعہ میں تشریف لانے کی اجازت رخصت دی۔ شہ نشین پر جو سلاطین سابق کی تخت گاہ تھی آپ کو بٹھایا اور بڑے خلوص و اعتقاد کے ساتھ بیعت کی۔

(سیرت سید احمد ج ا صـ۱۹۶)

انگریزی حکومت کے فروغ میں سیّد احمد کا دعوٰی علم غیب

سید احمد نے پنجاب کا علاقہ سکھوں سے چھڑا کر انگریزوں کو دینے میں جہاں سب پاپڑ بیلے تھے وہاں اپنے ساتھیوں کو قطعی بہشتی بنایا کرتا تھا۔ ملاحظہ ہو۔

مولوی نجم الاسلام صاحب پانی پتی روایت کرتے ہیں کہ ایک روز سید صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے مجھے ایسی بصیرت عنایت کی ہے کہ میں دیکھ کر کہہ سکتا ہوں کہ یہ بہشتی ہے یا دوزخی اس وقت مولوی صاحب موصوف نے پوچھا کہ حضرت میں کس فریق میں ہوں آپ نے فرمایا کہ تم تو شہید ہو۔

(تواریخ عجیبہ صـ۹۴)

حالانکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دیوبندیوں کا یہ ناپاک عقیدہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالٰی اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں، سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو۔ (معاذ اللہ) (تقویۃ الایمان صـ۲۲)

انگریزوں کا ایجنٹ سیّد احمد میدان جنگ سے مفرور ہو گیا تھا۔

ہم اپنی اسی کتاب کے ابتدا میں سید احمد کے حالات میں مولوی اشرف علی صاحب کی تحریر سے ثابت کر آئے ہیں کہ سید احمد جنگ میں نہیں مارا گیا۔ بلکہ وہ مفرور ہو گیا تھا۔ اور وہ ابھی تک زندہ ہے۔ نعوذ باللہ اب دیوبندیوں کے مایہ ناز مولوی گنگوہی کی عقل مبارک کا فیصلہ بھی سن لیجئے۔

منشی محمد ابراہیم صاحب نے کہا۔ کہ سید صاحب تیرہویں صدی کے آغاز میں پیدا ہوئے

تھے اور اب ۱۳۱۸ھ میں ممکن ہے کہ حیات ہوں۔ انہوں نے جب لفظ ممکن کہا تو حضرت امام ربانی (رشید احمد) نے ارشاد فرمایا، بلکہ امکن ہے۔ (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۷)

اب ہمیں یہ معلوم نہیں ہوتا، کہ سید احمد کو شہید قرار دے کر اپنی کتاب کو سیرت "سید احمد شہید" لکھنے والے جھوٹے ہیں۔ یا گنگوہی صاحب؟ مگر اتنا ضرور معلوم ہوا کہ سید احمد مفرور ہوئے شہید نہیں ہوئے اور اسماعیل دہلوی مسلمان پٹھانوں کو بدعتی کافر کہنے کی وجہ سے مسلمانوں کے ہاتھوں ختم ہوئے۔

گنگوہی کی جہالت کا بھانڈا پھوٹ گیا

ناظرین کرام! دیوبندیوں کے محدث وامام کی علمدانی بھی دیکھئے کہ امام ربانی نے ارشاد فرمایا بلکہ امکن ہے۔ میزان الصرف وغیرہ پڑھنے والے طالب علم جو کہ مزید کے بابوں کے متعلق یہ پڑھا کرتے ہیں۔ کہ واگرا دا معنی اسم تفضیل مقصود باشد لفظ اشد بر مصدر منسوب زیادہ کنند الخ۔ وہ طالب علم خاص طور پر گنگوہی جی کی علمیت کی داد دیں گے، جنہوں نے ممکن کا اسم تفضیل امکن بنا ڈالا۔ یہ دیوبندیہ کے امام اکبر کی علمی لیاقت ہے۔ اور اس کی تصدیق کرنے والے میرٹھی اور انبیٹھی و محمود حسن دیوبندی کیسے اجہل گھامڑ تھے معلوم ہوتا ہے کہ ۔

ایں خانہ تمام جہال است ، لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

دیوبندیوں وانگریزوں کا مولوی رشید احمد گنگوہی بھی انگریزوں کا پکا وفادار غلام تھا

دیوبندیوں نے اپنی مجاہدانہ شان بنانے میں جن جھوٹی حکایتوں سے عوام کو دھوکہ دیا ہوا ہے کہ ہم انگریزوں کے مخالف تھے۔ یہ سراسر جھوٹ ہے دیکھئے دیوبندیوں کا سب سے بڑا مولوی رشید احمد گنگوہی مہتمم مدرسہ دیوبند خود اقراری ہے کہ میں برٹش سرکار کا بندہ بے دام ہوں دیوبندی شہادت ملاحظہ ہو۔ خود مولوی رشید احمد گنگوہی کہتا ہے کہ :-

جب میں حقیقت میں سرکار (برٹش) کا فرمانبردار ہوں، تو جھوٹے الزام سے میرا بال بیکا نہ ہوگا۔ اور اگر مارا بھی گیا، تو سرکار (برطانیہ) مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے (تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۸۰)

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ گنگوہی صاحب اپنی موت وحیات کا مالک و مختار انگریز

کو سمجھتا ہے۔ دیوبندی مولوی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو کسی چیز کا بھی مالک و مختار نہیں سمجھتے۔ (تقویۃ الایمان) مگر انگریز کو مالک و مختار سمجھتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو فرمادیں، ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین، مگر دیوبندی اپنے حیات و ممات انگریز کے لئے ثابت کرتے ہیں۔

دیوبند کے دونوں مہتمم محمد قاسم اور رشید احمد انگریزوں کی نمک حلالی میں مسلمانوں کو کافر کہہ کر ان سے جہاد کرتے تھے۔

مدرسہ دیوبند کی بلند و بالا عمارتیں بھی انگریزی زر فشانی سے ظہور پذیر ہوئی ہیں اس کی وجہ یہ تھی کہ سب دیوبندی مولوی انگریز کے ٹوڈی و نمک خوار تھے اور دیوبندی و مرزائی مذہب کی ترقی میں انگریزوں کا از حد فائدہ تھا کیونکہ یہ دیوبندی مرزائی۔ انبیائے کرام علیہم السلام و حضرات اولیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توہین کر کے مسلمانوں کو انگریزوں کا غلام بناتے تھے۔ اور گنگوہی و محمد قاسم صاحبان ان مسلمانوں کو جو انگریزوں کے مخالف تھے کافر و مشرک و بدعتی قرار دے کر ان سے خود بھی جنگ کرتے، اور سب دیوبندیوں سے انگریز کے لئے جنگ کراتے تھے۔ دیوبندی معتبر کتاب کا حوالہ ملاحظہ ہو لکھا ہے کہ

ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی (رشید احمد گنگوہی) اپنے رفیق جانی مولانا قاسم نانوتوی اور طبیب روحانی اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب و نیز حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے۔ کہ بندوقچیوں (مجاہدین آزادی) سے مقابلہ ہوگیا۔ یہ نبرد آزما جتھہ (اہل قوم) بھاگنے یا ہٹ جانے والا نہ تھا۔ اس لئے اٹل پہاڑ کی طرح پرا جما کر ڈٹ گیا اور سرکار (انگریزی) پر جاں نثاری کے لئے تیار ہوگیا۔ اللہ رے شجاعت و جواں مردی کہ جس ہولناک منظر سے شیر کا پتہ پانی اور بہادر سے بہادر کا زہرہ آب ہو جائے وہاں (انگریز) کے چند فقیر ہاتھوں میں تلوار لئے جم غفیر (اہل اسلام) بندوقچیوں کے سامنے ایسے جمے گویا زمین نے پاؤں پکڑ لیے۔ (انگریز کے نمک حلال جو تھے)

(تذکرۃ الرشید ج ۱ ص۷۴، ۷۵)

کیوں حضرات! یہ جان نثاری کیا کم جہاد تھا۔ یہ ہے مجاہدین دیوبند کا مقصد جہاد کہ جو انگریزوں کا مخالف ہو، وہ بدعتی ہے، مشرک ہے، کافر ہے، سب کو قتل کر دو، مگر سفید آقا کے رو

رنگ پر غبار تک نہ آنے دو۔

انگریزوں کے وفادار دیوبندی مولویوں کی تعریفیں اور مدرسہ دیوبند کو انگریزی رقوم کے تحفے

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ دیوبندیوں کے بانی علماء انگریزوں کے خاص پٹھو تھے چنانچہ ۱۸۵۷ء میں سلطان بہادر شاہ ظفر جنرل بخت خاں شاہ احمد اللہ شہید مولانا مفتی عنایت احمد کاکوری مولا رضا علی خاں بریلوی مولانا فضل حق خیرآبادی و دیگر مجاہدین نے جو جنگ آزادی انگریزوں کے خلاف لڑی تھی اس جنگ میں دیوبندیوں کے سب سے بڑے مولوی محمد قاسم نانوتوی و رشید احمد گنگوہی نے انگریزی نمک حلالی میں مجاہدین اسلام سے جنگ کی اور انگریزی اقتدار بحال کر کے ہندوستان سے اسلام اور مسلمانوں کا نام و نشان ختم کرنے کے لیے پوری جدوجہد کی تھی مدرسہ دیوبند کا قیام اور اس کی بلند و بالا عمارتیں بھی انگریزی روپیہ سے بنیں چنانچہ خود دیوبندیوں نے کئی دفعہ اپنے آقا انگریزوں کو اپنے مدرسہ دیوبند میں دعوتیں دیں ان کے خطبے پڑھے تعریفیں کیں اور انگریزوں سے روپے وصول کیے مدرسہ بنایا چنانچہ ہندوستان کا مشہور گورنر سر جیمس دیوبندی مولویوں کی دعوت پر ۱۹۱۵ء میں مدرسہ دیوبند میں وارد ہوا تو مہتمم مدرسہ مولوی محمد احمد نے اس کو اپنا مربی، کرم فرما، بندہ نواز، آقا و مولا کے الفاظ سے آؤ بھگت کی، مدرسہ کے دارالحدیث میں اس دشمن اسلام انگریز کو مع جوتے بٹھایا گیا، اس نے اپنے قدیمی غلام دیوبندی مولویوں اور مدرسہ دیوبند کے بارے جن خیالات کا اظہار کیا اس کی طویل تقریر کے چند حصے ملاحظہ ہوں چنانچہ گورنر سر جیمس نے کہا کہ۔

میں اوسکی تہ دل سے قدر و منزلت کرتا ہوں کہ آپ ثابت قدمی سے محض مذہبی درس و تدریس میں مشغول رہتے ہیں، اور انتظامی مباحثات اور ان امور سے محترز رہتے ہیں۔ جن سے اس ملک کے حکام کو کوئی دشواری پیش آئے۔

پھر آگے چل کر جیمس نے کہا کہ۔

آج کل دنیا دی لوگوں کا میلان تین امور ناقص کی طرف ہے اول یہ کہ لوگ بلا لحاظ عقبی اور راحت دائمی کے رات دن حصول دولت دنیا میں مصروف رہتے ہیں اور تمام عقل اسی کام میں صرف کر دیتے ہیں، دوسرا امر یہ کہ لوگ ظاہری زیب و نام نمود کی طرف مائل رہتے ہیں، اور روحانی آداب سے لئے

کوئی حصہ اپنے وقت کا باقی نہیں رکھتے۔

تیسرے یہ کہ بعض لوگ مذہب کے پردہ میں تعصب کا برتاؤ کرتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ پند و نصائح سے لوگوں کے ذہن نشین کریں کہ خداوند عالم کی نظر میں سب بندے یکساں ہیں۔ وہ نفاق پھیلاتے ہیں۔

راہ آشتی را نگیرند پیش

آپ نے اپنے سپاسنامہ میں یہ فقرہ سب سے زیادہ موثر تحریر کیا ہے کہ آپ اون تین امور سے اجتناب کلی رکھتے۔

پھر آگے چل کر گورنر جیمس کہتا ہے کہ:

آج میں آپ سب سے ملا اور مجھے یہ یقین دلانے کا موقع ملا کہ گورنمنٹ آپ کی اور اس مدرسہ کی نہایت وقعت اور منزلت کرتی ہے۔

پھر اس نے مدرسہ دیوبند کو خصوصی روپیہ دینے کا اعلان کیا کہ

میں یہ نہیں کہتا کہ دنیاوی طریقہ سے آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں مگر آپ خوب یقین کیجئے کہ جس وقت آپ خواہش کریں گے تو میں مدد دینے کی کوشش کروں گا۔

(ہفت روزہ "المشیر" مراد آباد ۸ مارچ ۱۹۱۵ء ص ۲ کالم ۱)

پھر اس کے بعد انگریزوں نے ایک لاکھ چار ہزار روپیہ بوساطت نواب عبد الصمد دے کر اپنے نمک حلال دیوبندی مولویوں کو خوب نوازا۔ چنانچہ المشیر میں یہ خبر شائع ہوئی کہ:

تمام ہوا خواہان دار العلوم اس خبر مسرت اثر کو کمال طمانیت قلب سے سنیں گے کہ حضور نواب لفٹنٹ گورنر صوبہ متحدہ کی تشریف آوری دار العلوم کی خوشی میں عالیجناب نواب عبد الصمد خان صاحب رئیس چھتاری نے اپنی انتہائی دریا دلی اور فیاضی کو کام فرما کر مبلغ چار ہزار روپیہ نقد دار العلوم کو عطا فرمائے اور مبلغ ایک لاکھ روپیہ خود اپنی ذات و نیز تعلقہ داران بلند شہر و علی گڑھ سے فراہم کر کے دار العلوم کو دینے کا وعدہ فرمایا

(اخبار المشیر مراد آباد۔ ۲۵ مارچ ۱۹۱۵ء ص ۹ کالم ۲)

انگریزوں کی دیوبند نوازی پر دیوبندیوں نے خوب شادیانے بجائے۔ چنانچہ اخبار المشیر لکھتا ہے کہ:

ہز آنر سر جیمس مسٹن بالقابہ کی شریفانہ برتاؤ اور رعیت پروری کو معاملہ مسجد کانپور کے ایام میں بالکل غلط تخیلات کی بنا پر بہت کچھ مشتبہ نظروں سے دیکھا گیا اور عام مسلمانوں کے خیالات میں

بہت کچھ تذبذب پیدا کیا گیا مگر ہز آنر نے اپنی کوہ وقاری اور تدبیر کی بدولت کمال استقلال کے ساتھ اون حالات پر جو پیش آئے تھے غالب آنے کی کوششیں کی اور وہ ہمیشہ نیک نیتی سے مناسب مواقع پر مناسب فیاضیوں کے اظہار سے رعایا میں ہر دلعزیزی حاصل کرتے رہے چنانچہ اکثر تقریریں اون کی دلی ہمدردانہ خیالات کی ترجمانی کرتی رہی ہیں گذشتہ ایام میں جناب ممدوح نے دارالعلوم دیوبند میں قدم رنجہ فرما کر جن حوصلہ افزا خیالات کا اظہار کیا وہ ہم مسلمانوں کے واسطے بہت کچھ طمانیت قلب کا باعث تھا۔

("المشیر" مراد آباد ۲۵ مئی ۱۹۱۵ء صفحہ ۴ کالم نمبر ۲)

نوٹ :۔ یہ اخبار "المشیر" مدرسہ دیوبند کا خصوصی پروپیگنڈا اخبار تھا اور اس کا ایڈیٹر ابوالافضال مولوی محمد فضل حسین مراد آبادی دیوبندیوں کا خصوصی مبلغ تھا۔ اخبار المشیر کے ان بیانات سے بخوبی واضح ہے کہ دیوبندیوں کا یہ محض جھوٹ ہے کہ دیوبندی انگریزوں کے مخالف رہے بلکہ پہلے سب دیوبندی انگریزوں کے چمچے تھے بعد کے ایک دو دیوبندیوں مولوی محمود الحسن اور حسین احمد اور عطاء اللہ شاہ نے بھی انگریزوں کی مخالفت ہندوستان میں کانگرس و ہندو راج قائم کرنے اور مسلمانوں کو مٹانے کے لئے کی تھی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ انگریز مدرسہ دیوبند کی خصوصی قدر کرتے تھے کیونکہ یہیں سے اسلام کے نام پر عیسائی یہودی وقار و اقتدار کی تبلیغ ہوتی تھی اور مسلمانوں کو بدعتی مشرک کہہ کر کافر بنا کر ہندوؤں سکھوں کی غلامی کا حق ادا کیا جاتا اور پتہ چلا کہ مدرسہ دیوبند کی بلند و بالا عمارتوں میں انگریزی روپیہ خصوصی کارگر تھا۔

مدرسہ دیوبند پر انگریزوں کی خاص نظر کرم مہتمم مدرسہ مولوی محمد احمد کو شمس العلماء کے خطاب سے نوازا گیا

یکم جون کو جو فہرست اعزازات منجانب گورنمنٹ شائع ہوئی ہے اوس میں حضرت مولانا المولوی حافظ محمد احمد صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کو خطاب شمس العلماء کے ساتھ ممتاز کیا گیا ہے گورنمنٹ کی جانب سے جو کچھ عزت افزائی سارے ہندوستان کے واحد اسلامی اور مذہبی مرکز کے روح رواں کی گئی ہے اس پر اظہار تشکر و سپاس گذاری ہمارا فرض ہے"۔

(ہفت روزہ "المشیر" مراد آباد ۲۵ جون ۱۹۱۵ء صفحہ ۶ کالم ۱)

لارڈ چیمسفورڈ و لارڈ ریڈنگ کے نمک خوار ایجنٹ

دیوبندیوں کا مولوی اشرف علی تھانوی انگریزوں کا پکا تنخواہ خوار ایجنٹ تھا۔

ہم ابھی ذکر کر آئے ہیں، کہ تمام کے تمام دیوبندی تبلیغی جماعت والا مولوی الیاس وہابی اور حسین احمد دیوبندی و کفایت اللہ وغیرہ سب انگریز کے تنخواہ خوار ایجنٹ تھے، دیوبندی مایہ ناز مولوی اشرف علی کے انگریزی تنخواہ خوار ایجنٹ ہونے کے متعلق دیوبندیہ کے شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد عثمانی کا واضح بیان خود دیوبندیوں کی معتبر کتاب سے پھر ملاحظہ کیجئے۔ مولوی شبیر احمد کہتا ہے کہ

دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اور آپ کے مسلّم بزرگ پیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ ان (تھانوی جی) کو چھ سو روپے ماہوار حکومت (برطانیہ) کی جانب سے دیئے جاتے تھے، اس کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے تھے، کہ مولانا تھانوی کو اس کا علم نہیں تھا کہ روپیہ حکومت دیتی ہے، مگر حکومت ان کو ایسے عنوان سے دیتی تھی، کہ ان کو اس کا شبہ بھی نہ گذرتا تھا، اب اسی طرح اگر حکومت مجھے یا کسی شخص کو استعمال کرے، مگر اس کو یہ علم نہ ہو کہ اسے استعمال کیا جا رہا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ شرعًا اس میں ماخوذ نہیں ہو سکتا۔

(مکالمۃ الصدرین شبیر احمد مطبوعہ دہلی، ص۱۰)

اس عبارت میں مولوی شبیر احمد صاحب نے صاف اقرار کیا ہے کہ انگریز مولوی اشرف علی کو ایجنٹی میں استعمال کرتا تھا، اس کی تاویلیں مولوی شبیر احمد صاحب جو دل چاہے بنائیں، مگر معاملہ صاف ظاہر ہے کہ دیوبندیوں کا سب آوے کا آوا ہی انگریز کا قائم کردہ ایک انگریزی ادارہ تھا اور یہ لوگ مسلمانوں کو بدعتی مشرک بھی انگریزوں کے اشارے پر کہتے آئے ہیں اور دیوبندیوں کی کفر ساز فیکٹری کا اصل مؤسس لارڈ ہیسٹنگ اور مسلمانوں کا دشمن ماؤنٹ بیٹن تھا، جنہوں نے تقسیم ملک میں بھی مسلمانوں کی قسمت ایک آباد حصہ دیوبندیوں کے بزرگ گاندھی کی نذر کر دیا اور وہ عنوان مسٹر اکبر علی برادر خورد تھانوی ملازم ا.ج.ه ہو گا۔

پاکستان کی بنیادی دشمن دیوبندی جماعت "جمعیۃ العلماء ہند" کی پاکستان میں خفیہ

سرگرمیاں، دیوبندیوں کی مروجہ "جمعیۃ العلماء اسلام" پاکستان کی دشمن جماعت ہے

لارڈ ویول کے وظیفہ خوار	اور	لارڈ ویول کے زرخرید غلام

دیوبندیوں کی جمعیۃ العلماء ہند پاکستان کی بدترین دشمن اور پاکستان کو معرض وجود میں لانے والے دو قومی نظریہ کی شدید ترین مخالف جماعت ہے، پاکستان کے دیوبندی ابھی تک اسی نظریہ کے مطابق پاکستان میں رہ کر بھی جمعیۃ العلماء ہند کی سرگرمیوں میں مصروف ہیں، چنانچہ انہوں نے بدنامی سے بچنے کے لئے اسی جمعیۃ العلماء ہند کی یہاں شاخ قائم کر کے اس کا نام جمعیۃ العلمائے اسلام رکھ کر پاکستان کی بیخ کنی کا کاروبار شروع کر رکھا ہے، اس معاملہ کی تصدیق کے لئے ہم مفتی محمد شفیع دیوبندی کے ایک واقف اسرار دیوبندی کا بیان جو "اظہار حقیقت" کے عنوان سے روزنامہ نوائے وقت لاہور میں شائع ہوا تھا۔ بلفظہٖ درج ذیل کرتے ہیں۔

اظہارِ حقیقت

مکرمی! نوائے وقت (۱۰ اپریل) میں مفتی محمود صاحب ممبر قومی اسمبلی کا ایک انٹرویو شائع ہوا تھا۔ جس میں موصوف نے اپنی "جمعیۃ العلماء" کانگرسی علماء کو جمعیۃ العلماء ہند کی پاکستانی شاخ کہا ہے کچھ عرصہ ہوا اس شاخ میں ایک مسئلہ پر شدید اختلاف پیدا ہو گیا تھا، تو بھارت سے دارالعلوم دیوبند کے قاری محمد طیبؒ نے پاکستان تشریف لا کر اس شاخ میں مصالحت کرائی تھی۔ اگر اس جمعیۃ کا اصل جمعیۃ العلماء اسلام سے کوئی تعلق ہوتا تو اس اخلاقی مسئلہ کو سلجھانے کے لئے مولانا مفتی محمد شفیع سے رجوع کیا جاتا مارشل لاء اٹھنے کے بعد جب سیاسی پارٹیاں بحال ہوئیں تو اس بارہ میں مولانا مفتی محمد شفیع سے ملتان کے منشی عبدالرحمان گوڑگانوی نے مشورہ طلب کیا تھا، اس کے جواب میں مفتی صاحب نے جو جواب لکھا تھا، وہ ہفت روزہ سیر و سفر ملتان مورخہ ۲۰ / اکتوبر ۱۹۶۲ء میں شائع ہوا تھا۔ میں اس مکتوب گرامی کا متعلقہ حصہ من و عن نقل کر رہا ہوں۔ قارئین حق و انصاف سے سوچیں کہ موجودہ جمعیۃ العلماء کا اصل جمعیۃ العلماء اسلام سے کیا تعلق ہے مولانا مفتی محمد شفیع نے لکھا تھا، کہ "موجودہ جمعیۃ العلماء، وہ ہے جو اصل مرکزی، جمعیۃ العلماء اسلام سے علیحدہ ہو کر ایک نئے انداز سے کھڑی ہوئی تھی، اس کے شرکاء عموماً

وہ لوگ ہیں جو پاکستان کے نظریہ سے ہمیشہ مختلف رہے اور ہمیشہ جمعیۃ العلماء اسلام کے خلاف .... جمعیۃ العلماء ہند سے وابستہ رہے۔ مارشل لاء اٹھنے کے بعد ہم نے مرکزی جمعیۃ العلماء اسلام کو اپنے خاص انداز کی وجہ سے دوبارہ منظم نہیں کیا نئی جمعیۃ العلماء کی طرف سے ایک نئی تنظیم ہو رہی ہے، میرا یا، رفقاء جمعیۃ العلماء اسلام کا اس سے کوئی تعلق نہیں، میرا اس نئی تنظیم سے اس وقت تک واسطہ نہیں ہو سکتا جب تک وہ اس کو از سر نو تشکیل کر کے صحیح مقاصد کے لئے استعمال نہ کریں اس وقت تک اس میں میری شرکت کا بھی کوئی امکان نہیں، محمد شفیع عفی عنہ کراچی نمبر۵ خیر المدارس نزد گیان تھلہ، ملتان ۲۷/ ۱۲ اظہار الحق۔

دیوبندیوں کی نام نہاد جماعت اسلامی کا امیر مولوی مودودی صاحب امریکہ کا ایجنٹ ہے

مطالبہ دستور اسلامی تمام جماعتوں کا مطالبہ ہے مگر نظام اسلامی کی آڑ لے کر مسلمانوں کے محبوب ملک پاکستان کو جو کہ ہزاروں قربانیوں سے حاصل کیا گیا ہے۔ اس کی جڑیں کھوکھلی کرنا اور ابھی تک اس کو سیاسی چال ہی بتانا مودودیوں کی اصل غرض یہی ہے چنانچہ مودودی ابھی تک صاف لکھ رہے ہیں کہ:۔

جو لوگ پاکستان کے مخالف تھے .... وہ پاکستان زندہ باد کے دل فریب نعروں کے متعلق عیب یہ کہتے تھے کہ یہ فریب ہے، سیاسی چال ہے، تو کیا وہ غلط کہتے تھے؟ (یعنی سچ کہتے تھے) (ترجمان القرآن، جمادی الآخر، ۱۳۷۴ھ)

پاکستان کے وجود میں آنے سے قبل تو دیوبندیوں مودودیوں کی پاکستان دشمنی ظاہر ہی ہے مگر اب پورے نو سال گذرنے کے بعد بھی پاکستان کی دشمنی کرنا اور اسے سیاسی چال بتانا یہ دیوبندی مودودیوں کا ہی کارنامہ ہے، یہ کیوں ہو رہا ہے اس کے متعلق اگر ہم اپنی ہی طرف سے کسی امر کا اظہار کریں، تو دیوبندی مودودی صاحبان ہم پر بدعتی اور مشرک ہونے کا فتویٰ صادر فرما دیں گے۔ اس لئے تحقیقاتی عدالت لاہور میں وکیل نذیر احمد کی زبانی سن لیجئے، چنانچہ مودودیت کے مبلغ ایک ہندوستانی اخبار کا عنوان اور آواز

مولانا مودودی کو امریکہ سے مالی امداد پہنچتی رہی ہے؟

یہ عنوان قائم کرنے کے بعد مدیر اخبار لکھتے ہیں۔

لاہور ۲ نومبر ۱۹۵۳ء۔ پنجاب میں قادیانی دشمن کے ہنگامہ کے متعلق تحقیقات کرنے والی

عدالت کے سامنے بیان دیتے ہوئے جرح کے جواب میں خواجہ نذیر احمد نے کہا کہ میرے پاس یہ کہنے کے لئے کافی وجوہ ہیں۔ کہ جماعت اسلامی کے لیڈر مولانا (ابوالاعلیٰ) مودودی کو امریکہ سے مالی امداد ملتی تھی۔ جب عدالت نے گواہ سے پوچھا کہ وہ امریکی ذرائع کون سے ہیں جو مولانا مودودی کو امداد دیتے ہیں۔ خواجہ نذیر احمد نے کہا کہ اگر میں اس کی تفصیل میں جاؤں تو پیچیدگی پیدا ہو جائے گی۔

(اخبار قومی آواز لکھنؤ مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۵۳ء جلد ۸ پرچہ نمبر ۲۴۳ ص ۲ کالم ۶)

یہ اس وکیل کی شہادت ہے۔ جس کی یہ کاروائی لاہور میں موجود ہے ناظرین کرام اس کو بار بار پڑھیں اسلام کے غدار اور انگریزوں کے ایجنٹوں دیوبندیوں مودودیوں کے پس پردہ معاملات کا خود اندازہ فرمالیں

نتیجہ ظاہر ہے

کہ دیوبندی مذہب کے یہ سب مولوی انگریزی ایجنٹ تھے، اور اپنے برطانوی داتا سے فیسیں وصول کر کے ہی دنیائے اسلام کو بدعتی و مشرک کہہ کر اپنے سفید آقا کو خوش کرتے تھے مذکورۃ الصدر حوالہ جات سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ دیوبندی فتنہ صرف انگریزوں اور ہندؤوں کی ہی ایجاد کردہ ایک لعنت تھی، اوران دیوبندیوں نے محض فریب کاری سے اپنے کو انگریزوں کا مخالف ظاہر کر کے اس پروپگنڈہ سے عوام کے سامنے اپنی جھوٹی شخصیت بحال رکھنے کے لئے یہ ایک سٹنٹ بنایا ہوا تھا۔ کیونکہ اگر وہ کھلم کھلا انگریزوں کو سجدہ کر کے یہ فریب نہ دیتے تو ہندوستان میں ان کا مشن شائع ہونا مشکل تھا، جہاں انگریزوں نے قادیانی کذاب کو اپنا ایجنٹ مقرر کیا ہوا تھا، وہاں مسلمانوں کو بدعتی کافر کہنے کے لئے انہوں نے دیوبندیوں کو تنخواہیں دے کر مختلف قسم کی سیاسی و مذہبی جماعتیں تشکیل دے کر کام کرنے کی ہدایت کی تھی، اور دیوبندی مذہب کے مولوی انگریزوں و ہندؤوں کے پکے نمک خوار تھے یہی وجہ تھی کہ جب پاکستان بن رہا تھا۔ تو ملک ہند سے انگریزوں کو بستر بوریا باندھتا دیکھ کر انگریز کی مخالفت کرنے والے ہر مسلمان پر دیوبندیوں نے بدعت و کفر کی مشین گرم کی ہوئی تھی اور آج بھی گرم ہے اور دیوبندیوں کا اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنا یہ بھی انگریزوں کی سنہری آنکھ کی نمک حلالی کا مظاہرہ تھا۔

سُنّی بریلوی علماء پر انگریزوں کی غضبناک نظر

انگریزوں نے سرزمین ہند میں قدم رکھتے ہی دیوبندیوں کو اہل اسلام پر بدعت و شرک کی فتوٹی بازی کے لئے خریدا، علمائے اہل سنت وجماعت نے دیوبندیت کی اس ناپاک ذہنیت کو چیلنج کیا اور مدرسہ دیوبند کے خطرناک خارجی مشن کی تباہ کاریاں عوام وخواص کے سامنے ظاہر کیں، تو انگریز و دیوبندیوں نے مل کر سنی بریلوی علماء کو کچلنے کی ناکام مساعی شروع کردیں کیونکہ بریلوی علماء دیوبندی انگریزی مولویوں کو نفرت کی نظر سے دیکھتے اور مسلمانوں کو انگریزی اقتدار کے خلاف ابھارتے تھے۔

انگریز سے سُنّی بریلوی علماء کی ٹکر۔

انگریز کی اسلام دشمنی کسی سے مخفی نہیں کہ اس نے اپنی پوری قوتوں سے مسلمانوں کے دل و دماغ پر اپنی قوت کا سکہ بٹھانے کی مکمل چالیں چلیں۔ مگر اہل اسلام و سنی بریلوی علماء کے لئے سرزمین ہند میں انگریزوں کا وجود مسلمان کی موت سے کچھ کم نہ تھا وہ علمائے ربّانیین اٹھے اور دیوار آہنی کی طرح دیوبندیوں و انگریزوں کے مقابلہ میں ڈٹ گئے علم جہاد بلند کیا۔ اور انگریزی حکومت کے پرخچے اڑا ڈالے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں اعلیحضرت بریلوی کے دادا مولانا رضا علی خاں جنرل بخت خاں کے خصوصی معاون تھے پھر کیا تھا۔ بعض حرام خوروں نے بریلوی علماء کو اسی جرم میں ہی انگریزوں و ہندوؤں کے اشارے پر بدعتی کہا، مشرک کہا، سب کچھ کہا، مگر ان بندگان خدا کی روحوں پر ہزار ہزار رحمت کہ ان کی ناقابل فراموش خدمت سے دیوبندیوں کا سفید آقا آخر کار یتیمان دیوبند کے مظلوم سر پر الوداعی ہاتھ پھیرتا ہوا اپنا بستر باندھ کر لندن جا بسا۔ دیوبندیوں نے انگریزوں کے مخالفوں کو بہتیرا چیخ چیخ کر بدعتی مشرک کہا۔ مگر بیچاروں کی کسی نے نہ سُنی، اور آخر دیوبندی اپنے سفید آقا کے ہجر میں کہتے رہ گئے۔

آندھیاں غم کی یوں چلیں کہ باغ اجڑ کے رہ گیا
سمجھے تھے آسرا جسے وہ بھی بچھڑ کے رہ گیا

سرزمین ہند سے اسلامی اقتدار کی بیخ کنی اور انگریزی معاونت میں وہابیوں کی ناپاک مساعی

آخری مسلمان تاجدار بادشاہ بہادر شاہ کو بدنام کرنے میں وہابی مولویوں کی سرگرمیاں

انگریز کے اشارہ سے بہادر شاہ ظفر پر وہابیوں کا خارجیانہ ناپاک فتوائے بدعت

دلّی میں وہابیوں مولویوں کا گروہ بہادر شاہ ظفر کو بڑا بدعتی جانتا تھا اوران مسجدوں میں نماز پڑھنا جائز نہیں سمجھتا تھا۔ کہ جن میں بادشاہ کی طرف سے امام مقرر ہوتا تھا۔ الخ (بہادر شاہ ظفر ص ۹۶)

انگریزوں کی مدد

عین بغاوت ۱۸۵۷ء کے عام فتنہ کے وقت بجائے بغاوت اور فساد کے وہابیوں نے انگریزوں کی میم اور بچوں کو باغیوں کے ہاتھ سے بچا کر اپنے گھروں میں چھپا رکھا تھا۔ (بہادر شاہ ظفر بحوالہ تاریخ عجیب ص ۱۰۸)

تحریک آزادی کے بانی بریلوی اکابرین

اسیر فرنگ بانی تحریک آزادیٔ ہند

امام اہل سنت حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی شہید رحمۃ اللہ علیہ

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن

اسیر جزیرۂ انڈمین شہید ملت حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ممتاز شخصیت سے سرزمین ہند کا کوئی مسلمان بے خبر نہیں، علم وفضل میں آپ ایک ممتاز شخصیت تھے علم معقول کی مایۂ ناز کتابوں قاضی مبارک وغیرہ پر آپ کے حواشی سے ہر موافق ومخالف مستفیض ہے۔ اور آپ ہدیہ سعیدیہ وغیرہ معتبر تصانیف کے مصنف ہیں۔ دیوبندیوں کے امام اسماعیل نے جب لکھنؤ وغیرہ میں انگریزی حکومت سے وفاداری کے وعظ کئے، اور ہندوؤں اور انگریزوں کے اشارے پر بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں کتاب تقویۃ الایمان وغیرہ لکھیں، تو حضرت اسیر جزیرۂ انڈمین رحمۃ اللہ علیہ نے امتناع نظیر، تصنیف فرما کر اسماعیلی فرقہ کی پوری سرکوبی فرمائی۔

سرزمین ہند میں انگریزوں کے خلاف علم جہاد بلند کرنے والی سب سے پہلی شخصیت حضرۃ

مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے، آپ نے ہی انگریزوں کے خلاف مسلمانوں کو منظم کر کے برطانوی حکومت کے قلعوں کی بنیادیں متزلزل کی تھیں۔ اور آپ کے بعد جس قدر بھی جماعتیں و تنظیمیں انگریزوں سے برسرپیکار ہوئیں ان سب کے روحانی قائد آزادی حضرت مولانا فضل حق شہید مرحوم ہی تھے۔ حضرت مولانا شہید مرحوم اور آپ کے ساتھی سنی بریلوی علماء نے جب انگریزوں کے خلاف علم جہاد بلند فرمایا تو بعض پیٹ کے کتوں کے اشارے پر ان مجاہدین اسلام کو جیل کی کالی کوٹھڑیوں میں بند کر دیا جاتا مگر جب جیل کی تاریک دنیا بھی ان خاصانِ حق کے عزائم میں کچھ رکاوٹ پیدا نہ کر سکی تو بالآخر حضرت مولانا مرحوم کو ان کے بڑے بڑے علم و فضل کے شاہسوار رفیقوں کی معیت میں جلا وطن کر کے جزیرۂ انڈومین میں محبوس کر دیا گیا، اور آخر کار وہ مرد مؤمن اسی جزیرۂ انڈومین کی تاریک کوٹھڑیوں میں جام شہادت نوش کرتا ہوا داخل جنت الفردوس ہوا۔ انگریزی اقتدار کی بیخ کنی میں مولانا مرحوم نے جو مصائب برداشت فرمائے، تواریخ اس کی شاہد ہیں مولانا نے خود اپنے چشم دید حالات اور اپنے مصائب کا تذکرہ اپنی گراں قدر تصنیف رسالہ غدریہ جسے ابوالکلام آزاد نے الثورۃ الہندیہ کے نام سے طبع کرایا تھا میں فرمایا ہے یہ رسالہ اصل نہایت فصیح بلیغ مسجع مقفی عربی میں ہے جو کہ راقم الحروف کی تازہ عربی تصنیف الیواقیت المہریہ فی شرح الثورۃ الہندیہ میں چھپ چکا ہے یہاں ہم صرف اس کے ترجمہ کا اندراج مناسب سمجھتے ہوئے اہل ذوق کو مطالعہ کا موقعہ فراہم کرتے ہیں۔ یہ ترجمہ بہادر شاہ ظفر" میں شامل ہے۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ترجمہ سے اوّل رئیس احمد صاحب نے جو تعارفی نوٹ دیئے ہیں، پہلے مختصراً انہیں پڑھیئے پھر الثورۃ الہندیہ کا مطالعہ فرمایئے اور قائدین تحریک آزادی سنی بریلوی علماء کا شکریہ ادا کیجیے۔ جن کے صدقے آج آپ پاکستان کی پیاری زمین میں آزادی سے زندگی کی مسرتوں سے مالامال ہیں۔

مولانا فضل حق خیر آبادی

مولانا فضل حق خیر آبادی، ایک یگانۂ روزگار عالم تھے، عربی زبان کے مانے ہوئے ادیب اور شاعر تھے، علوم عقلی کے امام اور مجتہد تھے، اور ان سب خصائص سے بالا ان کی یہ خصوصیت تھی کہ وہ بہت بڑے سیاستدان مفکر اور مدبر بھی تھے، مسند درس پر بیٹھ کر وہ علوم و فنون کی تعلیم دیتے تھے اور ایوان حکومت میں پہونچ کر وہ دور رس فیصلے کرتے تھے، وہ بہادر اور شجاع بھی تھے غدر کے بعد نہ جانے کتنے سورما اور رزم آرا ایسے تھے، جو گوشۂ عافیت کی تلاش میں مارے مارے

پھر رہے تھے۔ لیکن مولانا فضل حق، ان لوگوں میں سے تھے جو اپنے کئے پر نادم اور پشیمان نہیں تھے۔ انہوں نے سوچ سمجھ کر میدان میں قدم رکھا تھا اور اپنے اقدام و عمل کے نتائج بھگتنے کے لئے وہ حوصلہ مندی اور دلیری کے ساتھ تیار تھے۔ سراسیمگی، دہشت اور خوف وہ چیزیں تھیں جن سے مولانا بالکل ناواقف تھے۔

مولانا کی شخصیت، سیرت، کردار، اور علم و فضل پر ضرورت تھی۔ کہ ایک مفصل کتاب لکھی جاتی لیکن وہ ایک زود فراموش قوم کے فرد تھے۔ فراموش کر دیئے گئے۔ اور کچھ دنوں کے بعد لوگ حیرت سے دریافت کریں گے۔ کہ یہ کون بزرگ تھے؟

مولانا کے حالات و سائل کی کمی کے باوجود جو کچھ بھی مستند طور دستیاب ہو سکے وہ مختصر طور پر درج کئے جاتے ہیں۔

آزادی میں علماء کا حصہ

اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ۱۸۵۷ء کی تحریک میں علماء نے نمایاں حصہ لیا۔ بقول ایک اہل قلم اور محقق کے ۔

مولانا فضل امام خیر آبادی صدر الصدور دہلی مفتی صدر الدین خاں آزردہ مفتی عنایت احمد کاکوروی منصف صدر امین کول و بریلی، مولانا فضل رسول بدایونی سر رشتہ دار کلکٹری صدر دفتر سہسوان، مفتی انعام اللہ گوپاموئی قاضی دہلی و سرکاری وکیل الہ آباد و مولانا مفتی لطف اللہ علیگڑھی سر رشتہ دار امین بریلی، علامہ فضل حق خیر آبادی سر رشتہ دار ریزیڈنسی دہلی و صدر الصدور لکھنؤ مہتمم حضور تحصیل اودھ، مولوی غلام قادر گوپاموئی ناظر سر رشتہ دار عدالت دیوانی و تحصیلدار گوڑگاؤں مولوی قاضی فیض اللہ کشمیری سر رشتہ دار صدر الصدور دہلی وغیرہ یہ سب اپنے وقت کے بے نظیر و عدیم المثال اکابر علماء تھے۔ حکومت کی باگ ڈور انہی کے ہاتھ میں تھی۔ مسلمانوں کی سلطنت کی بربادی ان کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ موقعہ کا انتظار تھا ۱۸۵۷ء کا وقت آیا تو سب میں پیش پیش یہی حضرات تھے۔ والیان ریاست اور ارکین دولت میں ناقوس حریت پھونکنے والے یہی تھے۔ عوام کو ابھارنا اور فتویٰ جہاد جاری کرنا انہیں کا کام تھا۔ اور انقلاب ۱۸۵۷ء میں سب سے زیادہ مصائب اٹھاتے اور آتش حریت میں جلنے والے یہی شمع شبستان آزادی کے پروانے تھے۔

سرسید احمد کا خراج عقیدت

سر سید احمد مولانا فضل حق کے بارے میں لکھتے ہیں جناب مولانا مولوی فضل حق یہ حضرت خلف الرشید ہیں جناب مولانا فضل امام کے زبان قلم نے ان کے کمالات پر نظر کر کے فخر خاندان لکھا ہے۔ اور فکر دقیق نے حسب ہنر کار کو دریافت کیا، فخر جہاں پایا، جمیع علوم و فنون میں یکتائے روزگار ہیں اور منطق

وحکمت کی تو گویا انہیں کی فکر عالی نے بنا ڈالی ہے۔ علمائے عصر بل فضلائے دہر کو کیا طاقت ہے کہ اس سرگروہ اہل کمال کے حضور میں بساط مناظرہ آراستہ کر سکیں بارہا دیکھا گیا کہ جو لوگ اپنے آپ کو یگانۂ فن سمجھتے تھے، جب ان کی زبان سے ایک حرف سنا دعوئ کمال کو فراموش کر کے نسبت شاگردی کو اپنا فخر سمجھتے۔

(تذکرہ اہل دہلی سرسید)

تحصیل علوم وتصانیف اور پایۂ علم

علامہ فضل حق خیرآبادی ۱۷۹۷ء میں اپنے آبائی وطن خیر البلاد خیرآباد میں پیدا ہوئے۔ (دیباچہ ہدیہ سعیدیہ)

آپ کے والد ماجد مولانا فضل امام خیرآبادی علمائے عصر میں ممتاز اور علوم عقلیہ کے درجہ پر سرفراز تھے دارالسلطنت دہلی میں صدر الصدور کے عہدۂ جلیلہ پر فائز اور دنیوی نعمتوں سے مالا مال تھے (باغی ہندوستان) نسبتاً آپ شیخ فاروقی تھے۔ علوم عقلی کی تحصیل اپنے والد بزرگوار سے کی۔ اور حدیث کو شاہ عبدالقادر سے سنا، قرآن مجید کو چار مہینے میں حفظ کیا۔ تیرہ سال کی عمر میں تمام علوم کی تحصیل سے فراغت پائی دور دور سے لوگ آپ کے درس میں آتے تھے۔ چنانچہ آپ دہلی وغیرہ میں مناصب جلیلہ پر مقرر رہے عربی و فارسی میں نظم رائق ونثر فائق لکھتے ہیں۔ چار ہزار اشعار آپ کے شمار کئے گئے ہیں۔ اور اکثر قصائد آپ کے مدح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ہجو کفار میں ہیں۔ آپ کے اور استاذی مفتی صدرالدین خان صدر الصدور دہلوی کے درمیان بڑی دوستی تھی آپ کی تصانیف سے (۱) رسالہ الجنس العالی فی شرح الجوہر العالی۔ (۲) حاشیہ شرح سلم قاضی مبارک (۳) حاشیہ افق المبین (۴) حاشیہ تلخیص الشفاء (۵) ہدیہ سعیدیہ در حکمت طبیعہ (۶) تحقیق العلم والعلوم (۷) رسالہ روض المجود فی تحقیق حقیقۃ الوجود (۸) رسالہ تحقیق الاجسام (۹) رسالہ تحقیق الکلی الطبعی (۱۰) التشکیک (۱۱) رسالہ الٰہیات، تاریخ فتنہ ہندوستان وغیرہ ہیں۔ وفات آپ کی جزیرہ زنگون میں بحالت قید سرکار انگریزی ۱۲ ماہ صفر ۱۲۷۸ سنہ ہجری میں واقع ہوئی (حدائق الحنفیہ)

مولانا فضل حق کے ادوار حیات

مولوی فضل امام خیرآبادی کی تصنیف مرقات علم منطق میں آج تک شامل درسیات ہے بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں ریاست پٹیالہ میں ملازمت کی پھر دہلی میں صدر الصدور رہے ۱۸۴۳ سنہ مطابق ۱۲۱۲ سنہ ہجری میں وفات پائی۔ ان کے فرزند مولانا فضل حق خیرآبادی تھے جو ۱۷۹۷ سنہ مطابق ۱۲۱۲ سنہ ہجری میں پیدا ہوئے۔ مرزا غالب کے بالکل ہمعصر تھے۔ اور بڑے مخلص اور بے تکلف دوست دہلی میں بہادر شاہ کے مقرب رہے پھر جھجر الور اور ٹونک کی ریاستوں میں ممتاز عہدوں پر رہے۔ لکھنؤ میں بھی صدر الصدور نواب واجد علی شاہ کے ہاں۔

رہے۔ ریاست رامپور میں نواب یوسف علی خاں نے بلایا اور تلمذ اختیار کیا۔ نواب کلب علی خان نے بھی کچھ پڑھا بڑے عالم متبحر تھے۔ اور عربی کے اعلیٰ پایہ کے شاعر۔

سر سید احمد خان نے آثار الصنادید میں اور منشی امیر احمد مینائی نے انتخاب یادگار میں مولانا فضل الحق کے عربی قصائد کا انتخاب درج کیا ہے۔ (داستان تاریخ اردو حامد حسن قادری)

ایک علمی لطیفہ

مولانا غوث علی شاہ قلندر واقعہ بیان کرتے تھے کہ علامہ نے ایک قصیدہ عربی میں امرألقیس کے ایک قصیدہ کی طرز پر لکھا اور مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کو سنانے کے لئے گئے۔ شاہ صاحب نے ایک مقام پر اعتراض کیا اس کے جواب میں انہوں نے بیس شعر متقدمین کے پڑھ دیئے۔ مولانا فضل امام بھی اس وقت وہاں موجود تھے۔ وہ فرمانے لگے کہ بس حد ادب علامہ نے جواب دیا کہ حضرت یہ کوئی علم تفسیر تو ہے نہیں، فن شاعری ہے اس میں بے ادبی کی کیا بات ہے۔ شاہ صاحب نے فرمایا برخوردار تم سچ کہتے ہو مجھ کو سہو ہوا ہے (تذکرہ غوثیہ)

علامہ عربی کے سوا فارسی میں بھی فکر سخن کرتے تھے۔ فرقتی تخلص تھا یہ شعر نقل ہے۔

فرقتی در کعبہ رفتی بارہا ٭ نامسلمان نامسلمانی ہنوز

اکابرین دہلی اور مولانا فضل حق

ابو ظفر ولی عہد سے مولانا کے دوستانہ مراسم تھے، قلعہ میں آتے جاتے دِلّی وہ دلی تھی، کہ ایک طرف حدیث و فقہ کا دور دورہ تھا۔ دوسری طرف منطق و فلسفہ کی گرم بازاری، شعر و سخن کے گلی کوچہ میں چرچے بڑے بڑے کہنہ مشق شاعر موجود ان کے ہم سبق مفتی صدر الدین خان آزردہ دوستوں میں مولوی امام بخش صہبائی، علامہ عبد اللہ خان علوی، حکیم مومن خان مومن، نواب مرزا اسد اللہ خاں غالب و نواب مینار الدین خاں نیر، شاہ نصیر الدین شیخ محمد ابراہیم ذوق و حکیم آغا جان عیش حافظ عبد الرحمان احسان میر حسن تسکین سے باکمال لوگ تھے۔ شام کو مولانا کے یہاں نشست رہا کرتی۔ (گل رعنا)

تجارت اور کاروبار

مولانا کو تجارت اور کاروبار سے دلچسپی تھی اللہ کے دیئے ہوئے ہاتھی اور اونٹ اور عمدہ قسم کے گھوڑے اور امر و نواہی میں اطاعت خداوندی سے نہ روکتے تھے۔ آپ ان میں سے تھے کہ تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر میں حارج نہ ہو سکتی تھی، ہر ہفتے ختم قرآن پاک فرماتے تہجد کی نماز پابندی سے ادا کرتے جو نوافل پر اس درجہ مواظبت کرتا ہو، اس کے فرائض کا حال خود سمجھ میں آتا ہے طلبہ پر شفیق اور ذہین تلامذہ کو پڑھانے پر حریص تھے۔ آسان اور سہل الفاظ میں سمجھاتے کسی کے سمجھانے سے

بات نہ سمجھتے، بلکہ خود تہہ تک پہونچتے، تعلیم و تدریس میں اپنے جگر گوشہ (خطبہ ہدیہ سعیدیہ) اور عام طالب علم میں ذرہ برابر فرق نہ کرتے۔ (باغی ہندوستان)

بہادر شاہ کی عقیدت

مولانا فضل حق نے بوجہ تسلط انگریزی حکومت ملازمت ترک کر دی عرصہ کے بعد سلطان بہادر شاہ ظفر کے کہنے پر ریذیڈنٹی میں اپنے آپ کو تبدیل کرا لیا مگر یہاں بھی رنگ بے رنگ تھا۔ یہ نازک مزاج واقع ہوئے تھے۔ حکام تھے تنگ مزاج حفظ مراتب کہاں، ارباب علم اور بے علم سب ایک آنکھ سے دیکھے جاتے۔ علامہ نے استعفیٰ دے دیا۔ نواب فیض محمد خان رئیس جھجر نے پانچ صد روپیہ ماہوار مصارف کے لئے پیش کیا اور قدر دانی کے ساتھ اپنے پاس بلایا، روانگی کے وقت ولی عہد سلطنت صاحب علم ابوظفر بہادر نے اپنا ملبوس دوشالہ علامہ کو اوڑھا دیا۔ اور بوقت رخصت آبدیدہ ہو گئے۔ کہا کیونکہ آپ جانے کے لئے تیار ہیں میرے لئے بجز اس کے اور کوئی چارہ کار نہیں کہ میں بھی اس کو منظور کر لوں مگر خدا علیم ہے، لفظ وداع زبان پر لانا دشوار ہے ایک عرصہ تک جھجر رہے۔ پھر مہاراجہ الور نے بلوا لیا۔ کچھ دنوں سہارن پور قیام رہا پھر نواب یوسف علی خان نے رام پور بلا لیا۔ خود تلمذ اختیار کیا اور محکمہ نظامت اور مرافعہ عدالتوں میں منسلک کر دیئے گئے۔ نواب کلب علی خاں نے بھی کچھ آپ سے پڑھا، آٹھ دس برس رہنے کے بعد لکھنؤ چلے گئے، وہاں صدر الصدور ہو گئے۔ (انتخاب یادگار مینائی)

اولاد

مولانا فضل حق کی اولاد نرینہ میں مولانا عبد الحق تھے، جو ہر اعتبار سے ان کے صحیح جانشین تھے علامہ کی صاحبزادی بی بی سعید النساء (والدہ حضرت مضطر خیر آبادی بھی بڑی شاعرہ تھیں۔ حرمان تخلص فرماتی تھیں۔ یہ مشہور زبان زدہ شعر موصوفہ ہی کا ہے ۔

خانہ یار کا کیا تم کو پتا بتلاؤں
جیسا مشتاق ہوں نزدیک بھی ہے دور بھی ہے

آزادی کا آغاز

واجد علی شاہ کی معزولی کے کچھ عرصہ بعد ہندوستان گیر تحریک شروع ہوئی۔ مولانا فضل حق کو اپنا وطن عزیز تھا۔ وہ اس کی غلامی پر کڑھتے تھے۔ وہ اس سے واقف تھے کہ مسلمانوں نے جاہ و جلال کے ساتھ اس ملک پر کم و بیش ایک ہزار سال تک حکومت کی اور یہ حکومت اب مائل بزوال و انحطاط ہے اور اس زوال و انحطاط کا سبب انگریز ہیں۔ وہ انگریزوں سے نفرت کرتے تھے اور انگریزوں کو نکالنے کے لئے ہر منظم اور باقاعدہ تحریک میں حصہ لینے پر دل و جان سے آمادہ رہتے تھے۔ چنانچہ غدر جب شروع ہوا تو مولانا بے تامل شریک ہو گئے۔ وہ بہادر شاہ کے معتمد مقرب اور مشیر تھے۔ ان کے دربار میں شریک ہوا کرتے تھے، انہیں اہم معاملات و مسائل پر مشورہ دیتے تھے اور اس بات کے ساعی تھے کہ آزادی کی یہ تحریک کامیاب ہو اور انگریز اس دیس سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جائیں۔ مولانا نے غدر میں دلیری اور جرأت کے ساتھ علانیہ حصہ لیا۔ انہوں نے متعدد والیان ریاست اور امرائے ہند کو اس تحریک میں شامل

کرنے کی کوشش کی جس والئی ریاست سے ان کے ذاتی تعلقات و مراسم تھے۔ خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان خود اس کے پاس پہنچے اور اُسے آزادی وطن کا واسطہ دیکر جدوجہد میں شریک کرنے کی کوشش کی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس تحریک کو مولانا کی شرکت سے بڑی قوت پہنچی۔ (بہادر شاہ ظفر ص ۸۶۲)

استقلال پختگی اور مولانا فضل حق

مولانا فضل حق جذباتی آدمی نہیں تھے وہ واقعات اور حقائق کو تسلیم کرتے تھے۔ پھر اس سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کرتے تھے۔ وہ اپنے مسلک اور عقیدے میں ہمت اور حوصلہ کے ساتھ قائم رہتے تھے۔ خواہ اس راستے میں انہیں کفر کے فتووں سے سابقہ پڑے یا طنز و تشنیع اور ملامت سے۔ لکھنؤ اور دلّی میں واقعات ایسے پیش آئے جنہوں نے مولانا کی ہر دلعزیزی وقار و رسوخ پر بہت بُرا اثر ڈالا، وہ بدنام کئے گئے۔

فضل حق اور بہادر شاہ

بہادر شاہ ظفر کی نظر میں مولانا فضل حق کی کیا حیثیت تھی اور اُمہات امور میں کس طرح حصہ لیتے تھے، اس کا ہلکا سا اندازہ اس روزنامچہ سے ہوتا ہے۔

میرٹھ سے دہلی پر (آزاد) فوج نے ۱۱ر مئی ۱۸۵۷ء کو حملہ کر دیا قتل و غارت گری کا بازار گرم ہوا بادشاہ دہلی سرگرمیوں کا مرکز بنے، علامہ بھی شریک مشورہ رہے۔ منشی جیون لال اپنے روزنامچہ میں لکھتے ہیں ۱۶ر اگست ۱۸۵۷ء مولوی فضل حق شریک دربار ہوئے۔ انہوں نے اشرفی نذر میں پیش کی اور صورت حالات کے متعلق بادشاہ سے گفتگو کی۔

۲ر ستمبر ۱۸۵۷ء بادشاہ دربار عام میں تشریف فرما ہوئے، مرزا الٰہی بخش مولوی فضل حق میر سعید علی خاں اور حکیم عبدالحق آداب بجا لائے۔

۶ر ستمبر ۱۸۵۷ء مولوی فضل حق نے اطلاع دی کہ متھرا کی فوج آگرہ چلی گئی ہے اور انگریزوں کو شکست دینے کے بعد شہر پر حملہ کر رہی ہے۔

۷ر ستمبر ۱۸۵۷ء بادشاہ دربار میں آئے حکیم عبدالحق میر سعید علی خاں مولوی فضل حق بدر الدین خاں اور دیگر تمام امرا اور رؤسا شریکِ دربار ہوئے۔ (غدر کی صبح و شام روزنامچہ جیون لال)

غدر کے بعد مولانا کے مصائب

علامہ نے رسالہ الثورۃ الہندیہ میں لکھا ہے کہ وہ انگریزوں کے قبضے کے بعد پانچ یوم تک بھوکے پیاسے مکان کے اندر بند رہے۔ پانچویں روز اہل و عیال اور ضروری سامان لے کر شب میں چھپ کر نکلے، دریا عبور کئے، میدان قطع کئے۔ نواب صفدر یار جنگ بہادر کا بیان ہے کہ علامہ مع متعلقین بھیکن پور ضلع علی گڑھ آکر اٹھارہ روز رہے۔ صاحبزادے مولانا عبدالحق بھی ساتھ تھے۔ نواب صفدر یار جنگ

بہادر نے مجھے وہ کمرہ بھی بتایا جس میں علامہ فروکش ہوئے تھے جو بھیکن پور کی گڑھی میں برج پر جانب مشرق واقع ہے، اب مسٹر عبدالصبور خاں شیروانی بی اے (علیگ) کے تصرف میں ہے نواب صفدر یار جنگ ۱۸۶۶ء میں پیدا ہوئے، علامہ کے ورود اور ہنگامہ ۵۷ء کے نو سال بعد بچپن میں والد ماجد اور عم محترم سے یہ واقعات سنے اور فطرت خداداد کی بنا پر انہیں یاد رکھا موصوف نے یہ بھی بیان کیا کہ والد ماجد محمد تقی خان اور مولانا عبدالحق میں کافی تعلقات بھی ہو گئے جو بعد میں خط و کتابت کی شکل میں جاری رہے۔ (باغی ہندوستان)

گرفتاری اور سزایابی

اگرچہ ملکہ وکٹوریہ کا اعلان شائع ہو چکا تھا اور عفو عمومی کا اعلان کیا جا چکا تھا، پھر بھی مولانا گرفتار کر لیے گئے اور انہیں حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی گئی۔

ضبطی املاک و جائداد

مصائب کا خاتمہ علامہ کی ذات پر ہی نہیں ہو جاتا، اولاد و احفاد کو بھی پریشانیوں کا سامنا رہا سب سے بڑی مصیبت ضبطی جائداد و املاک کی تھی، علامہ بڑے امیر کبیر تھے، دولت دنیا و دین دونوں سے بہرہ ور صاحب عز و وقار تھے، حکام وقت شہزادگان عالی تبار امرا، رؤسا اور علما، صلحا سبھی عزت کرتے تھے، شاہانہ زندگی گذاری، ہاتھی گھوڑے پالکی فینس اور دوسری شان و شوکت کی سواریاں ہر وقت دروازے پر موجود رہتیں جب مولانا عبدالحق پیدا ہوئے تو دہلی کے خواص و عوام اور برادران وطن نے بھی بطور اظہار خوشی نذرانے اور تحفے لاکھوں روپیہ کے پیش کیے۔

جرم بغاوت ثابت ہو جانے پر خیرآباد کا سنگین و عالی شان دیوان خانہ اور محل سرا ضبط کر کے بصلہ خیر خواہی سردار محمد ہاشم سیتاپوری (مورث اعلیٰ آغا فتح شاہ مشہور بلیڈر سیتاپور) کو دے دیئے گئے، انہوں نے رئیس کمال پور ضلع سیتاپور جواہر سنگھ کے ہاتھ پانچ سات ہزار کوڑیوں کے مول فروخت کر ڈالے عرصہ دراز تک راجہ جواہر سنگھ اور ان کے بعد ان کے بیٹے راجہ سورج بخش سنگھ نے اپنی جگہ پر قائم رکھے، مولوی حکیم ظفر الحق بن مولانا عبدالحق فرماتے ہیں کہ خود راجہ مذکور نے مجھ سے کہا کہ صرف علامہ کی یادگار میں میں نے اسے محفوظ رکھا ہے جب بارش کی کثرت اور خیرآباد خالت بڑے رہنے سے شکست و ریخت کے آثار نمودار ہونے لگے تو ایک انجینئر کو درستی کے لئے بھیجا۔ تخمینہ درستی تیس پینتیس ہزار روپیہ بتایا گیا تو راجہ نے مجبوراً پتھر کھدوا کر کمال پور منگوا لئے اور کچھ سامان حکیم سید انوار حسین خیرآبادی مشہور طبیب معالج خاص تعلقہ داران اودھ

کو دے دیا، دروازہ بطور یادگار باقی رہنے دیا جو آج بھی صاحب مکان کی عظمت و جلالت کا مرثیہ زبان حال سے پڑھ رہا ہے، اور دیکھنے والوں کے لئے عبرت و موعظت کا سامان مہیا کر رہا ہے۔

(باغی ہندوستان)

انڈومان کی زندگی

علامہ اور ان کے ساتھیوں کو کیا کیا تکالیف اٹھانا پڑیں اور انڈومان میں کیسے ذلت آمیز برتاؤ سے سابقہ رہا۔ رسالہ و قصائد میں اس کا مفصل ذکر موجود ہے سپرنٹنڈنٹ ایک شریف انگریز تھا، مشرقی علوم سے واقفیت رکھتا تھا اور فن ہیئت کا بڑا ماہر تھا۔ اس کی پیشی میں ایک سزا یافتہ مولوی بھی تھے انہیں ایک فارسی کی کتاب ہیئت کی دی کہ اس کی عبارت صحیح و درست کر دیں مولوی صاحب سے تو کام چلا نہیں علامہ نئے نئے گئے تھے ایک ہی سال گذرا تھا ان کی خدمت میں وہ کتاب پیش کر کے تصحیح کی گذارش کی، علامہ نے نہ صرف عبارت درست کی، بلکہ مباحث میں بہت کچھ اضافہ کر کے حاشیہ پر بہت سی کتب کے حوالے لکھ دیئے جب یہ کتاب مولوی صاحب سپرنٹنڈنٹ کے پاس لے گئے تو وہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا کہنے لگا مولوی صاحب تم بڑا لائق آدمی ہے، مگر جن کتابوں کے حوالہ ہیں اور ان کی جو عبارتیں نقل کی ہیں یہاں کہاں ہیں؟

مولوی صاحب مسکرائے اور اصل واقعہ علامہ کا کہہ سنایا، وہ اسی وقت مولوی صاحب کو لے کر بارک میں آیا، علامہ موجود نہ تھے، کچھ دیر انتظار کے بعد دیکھا کہ ٹوکرا بغل میں دبائے چلے آرہے ہیں وہ یہ ہیئت دیکھ کر آنکھوں میں آنسو بھر لایا، معذرت کے بعد کلرکی میں لے لیا گورنمنٹ میں سفارش بھی کی۔

فضل حق اور غالب

آزادی کے مصائب کا ایک خونچکاں باب اکابر علم و جاہ کی مصیبتیں ہیں، غالب کے مکاتیب میں اس موضوع پر بھی کافی مواد موجود ہے۔

دہلی سے روانگی کا وقت آیا تو بہادر شاہ نے جو اس وقت ولی عہد تھے، مولانا کو بلا کر دوشالہ ملبوس خاص ان کے کندھوں پر رکھ دیا آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا۔

"شما مے گوئید کہ من رخصت مے شوم مرا جز اینکہ بپذیرم گزیر نیست اما ایزد دانا ر داند کہ لفظ وداع از دل بہ زبان نمی رسد الا بہ ہزار جر ثقیل"

غدر کے بعد مولانا بھی مجاہدین کی اعانت میں گرفتار ہوئے اور حبس دوام کی سزا دے کر انڈمان بھیج دیا گیا غالب یوسف مرزا کو لکھتے ہیں۔

مولانا کا حال کچھ تم سے مجھ کو معلوم ہوا کچھ مجھ سے تم معلوم کرو۔ مرافعہ میں حکم دوام حبس بحال رہا بلکہ تاکید کی گئی کہ جلد دریائے شور کی طرف روانہ کرو چنانچہ تم کو معلوم ہو جائے گا۔

ان کا بیٹا ولایت میں اپیل کیا چاہتا ہے۔ کیا ہوتا ہے جو ہونا تھا، سو ہولیا، انا للہ وانا الیہ راجعون، میاں داد خان سیاح سیر کرتے ہوئے کلکتہ پہنچے تو غالب انہیں ۱۴ اکتوبر ۱۸۶۱ء کو لکھتے ہیں۔

"ہاں خاں صاحب آپ جو کلکتہ پہونچے ہو اور سب صاحبوں سے ملے ہو تو مولوی فضل حق کا حال اچھی طرح دریافت کر کے مجھے لکھو کہ اس نے رہائی کیوں نہ پائی؟ وہاں جزیرہ میں اس کا کیا حال ہے، گذارہ کس طرح ہوتا ہے"۔

مولانا فضل حق نے انڈیمان میں ۱۲ صفر ۱۲۷۸ھ ہجری کو وفات پائی، نامہ غالب میں ایک موقعہ پر مولانا کے ایک رسالہ سے اقتباس دیتے ہوئے لکھا ہے۔ فخر الفضلاء ختم العلماء امیر الدولہ مولوی فضل حق رحمۃ اللہ علیہ۔

(غالب از غلام رسول مہر)

عید ہوئی ذوق والے شام کو

مولانا کا حکم رہائی صادر ہوا لیکن کب؟ جب وہ اس دنیا سے رخصت ہو چکے تھے ۱۸۵۹ء میں مولانا فضل حق پر جرم بغاوت عائد کیا گیا، اور حبس دوام بعبور دریائے شور کا حکم صادر ہوا۔ لیکن مولانا کے فرزند ارجمند منشی غلام غوث بینجر نے مقدمہ کی پیروی جاری رکھی اور آخر رہائی کا حکم حاصل کر لیا۔ لیکن تا تریاق از عراق والا مضمون صادق آیا، جس وقت پروانہ آزادی پہنچا اس وقت مولانا کا جنازہ نکل رہا تھا ۱۲۷۸ھ ہجری مطابق ۱۸۶۱ء میں وفات پائی، اور انڈیمان میں سپرد خاک ہوئے۔

ابوالکلام کی روایت

مسٹر ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں والد صاحب نے معقولات کی تکمیل مولوی فضل حق سے کی تھی، اثناء درس میں کبھی ان کا ذکر آ جاتا تھا تو فرماتے تھے میں نے ایسا خوش تقریر انسان عمر بھر نہیں دیکھا، مجلس کی تقریر اور درس کی تقریر دونوں میں بے مثل تھے۔ ان کی ایک تقریر وحدت الوجود پر اس قدر مشہور ہوئی کہ دور سے اہل علم اس کے سننے کے لئے آتے تھے۔

(غالب از غلام رسول مہر)

رفیق مجلس کی یاد

مشہور شاعر منیر شکوہ آبادی مولانا کے ساتھ انڈیمان میں جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہے تھے کس حسرت سے کہتے ہیں ؎

مولوی بے نظیر فضل حق اسم شریف ٭ دہلی سے تا لکھنؤ مشہور و مؤتمن

قید میں ہیں اور وہ رہتے تھے ایک ہی جگہ ÷ عین سمندر میں تھے غرقہ بحر محن!
نصف قصیدہ کیا سامنے ان کے رقم ÷ ختم ہوا جب تھے وہ ہمدم گور و کفن!

(غدر کے چند علماء)

غالب کی تاریخ وفات

مرزا غالب نے حسب ذیل تاریخ وفات لکھی ا۔

اے دریغا قدوۂ ارباب فضل ÷ کرد سوئے جنت الماوی خرام
چوں ارادت از پئے کسب شرف ÷ جست سال فوت آں عالی مقام
چہرہ ہستی خراشیدم نخست ÷ تا بنائے تخرجہ گردد تمام
گفتم اندر سایۂ لطف نبی
باد آرامشگہ فضل امام ۱۲۷۰

(سبط چمن)

مشاہدات غدر

مولانا فضل حق خیر آبادی، نہ صرف منطق و فلسفہ کے امام تھے بلکہ وہ عربی کے بلند پایہ ادیب اور شاعر بھی تھے وہ عربی زبان پر اہل زبان کی سی قدرت رکھتے تھے "ہدیہ سعیدیہ" محض ایک فنی کتاب ہے لیکن اس کی ایک ایک سطر مولانا کے ذوق ادب کی تصویر ہے، فقرے سانچے میں ڈھلے ہوئے نکلتے ہیں، الفاظ موتی کی کی طرح اپنی چمک دمک دکھاتے ہیں، انداز بیان کی فصاحت و بلاغت یہ محسوس بھی نہیں ہونے دیتی کہ ہم فلسفہ کے خارستان میں بادیہ پیمائی کر رہے ہیں، بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ چمنستان ادب اور حدیقہ معنی کے گلگشت میں مصروف ہیں، جس دوام بعبور دریائے شور کے عہد پر محن میں جب نہ عافیت میسر تھی، نہ سکون خاطر، نہ قلم پاس تھا، نہ صفحۂ قرطاس، مصائب کے ہجوم و تکلیف کی یورش اور آلام ہجوم کے غلبہ نے دل و دماغ کی کائنات درہم برہم کر رکھی تھی۔ عیش و نشاط کی بساط الٹ چکی تھی، فارغ البالی اور امارت کا دور ختم ہو چکا تھا، تنعم اور کامرانی کا عہد دور ماضی بن چکا تھا یہ عالم بے بدل اور باعمل، کنج قفس میں بیٹھا کوئلہ کو قلم بنا کر پھٹے پرانے کاغذات کا سہارا لے کر اپنے مشاہدات اور واردات قلم بند کر رہا تھا۔

نثر میں بھی اور نظم میں بھی۔

"الثورۃ الہندیہ" یعنی تحریک آزادی ہند کی داستان، وہ داستان ہے جس کا وہ ایکٹر تھا ایک تماشائی بھی اپنے قلم حقیقت رقم سے صفحۂ قرطاس پر ثبت کر رہا تھا۔

اس داستان کا یہ ترجمہ صاف ہے، واضح ہے، دل نشین ہے اور گو کہ بعض مقامات میں مترجم مولانا کے واردات سے بیگانہ رہے ہیں۔ تاہم تفہیم مطلب کے لئے خلاصہ ضرور ہے۔ اور پھر اس میں وہ عذوبت وہ لطافت وہ وضاحت وہ بلاغت وہ روانی اور جوش وہ مٹھاس اور کیفیت کہاں جو اصل عربی میں ہے جو فضل حق کی کلک گوہر سلک سے ٹپکی اور حیات جاوید پاکر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے صفحۂ تاریخ پر ثبت ہو گئی، بہر حال اب وہ داستان پڑھیئے۔ پیراگرافنگ ہماری ہے اور ضمنی سرخیاں بھی ہم نے قائم کی ہیں۔ (بہادر شاہ)

اُردو ترجمہ

اَلثَّوْرَۃُ الْہِنْدِیَہ

رسالہ غدریہ

جسے قائدِ تحریک آزادی ہند امام العلم والعلماء شمس المفسرین بدر المحدثین استاذ المعقول والمنقول حضرت علامہ مولانا فضلِ حق شہید رحمۃ اللہ علیہ خیرآبادی نے جزیرہ انڈومان میں جیل کی کال کوٹھڑیوں میں بھٹی کے کوئلوں کی سیاہی اور خونِ جگر کے پانی اور قیدیوں کے پھینکے ہوئے کپڑوں کے ٹکڑوں پر ثبت فرماتے ہوئے ان الفاظ سے شروع فرمایا:

الحمد للہ عظیم الرجا للانجاء من دون الارجاء من البلوی والبلی والبلاء الخ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام ثنائیں اس خدا بزرگ کے لیے ہیں، جس سے بغیر کسی ناامیدی کے محنت و آزمائش کہنگی و بوسیدگی اور غم و تکلیف سے نجات دینے کی بہت بڑی امید وابستہ ہے اور جو اسے اس کے اعلیٰ نام سے پکارے اسے بہترین عطایا اور بے شمار نعمتیں عطا فرمانے والا ہے۔ بالخصوص **مظلوم و مضطر** کی اس کی مصیبتوں اور بیماریوں میں سننے والا ہے۔

دافع البلاء نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سلام ہو اس خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے پر جس کی تمام نبی نوید مسرت آمد سناتے آئے، بلاؤں و وبا کے دور کرنے دشمنوں کے ظلم کے پردے چاک کرنے بڑی بدبختی اور **سخت بیماری سے نجات** دلانے کی گنہگاروں اور بیچاروں کو اس کی شفاعت سے بڑی امید ہے۔ سلام ہو اس کی شریف و نجیب کریم اولاد پر اور اس کے عظیم المرتبت شدید و رحیم اصحاب پر خصوصاً پاک باز صاف باطن خلفاء پر اللہ کی رحمتیں و برکتیں سب پر نازل ہوں جب تک فرشتے آسمان پر تسبیح و تہلیل کرتے رہیں اور کشتیاں سمندر میں تیرتی رہیں۔

داستان حسرت کشیدہ

میری یہ کتاب ایک دل شکستہ نقصان رسیدہ، حسرت کشیدہ اور مصیبت زدہ انسان کی کتاب ہے۔ جو اب تھوڑی سی تکلیف کی بھی طاقت نہیں رکھتا اپنے رب سے جس پر سب کچھ آسان ہے مصیبت سے نجات کا امیدوار ہے، جو ابتدائی عمر سے عیش و فراغت کی زندگی بسر کرنے کے باوجود اب محبوس دام ظلم اور تباہ شدہ ہے اور مقبول دعاؤں کے ذریعہ خدا سے ازالہ کرب کا طالب ہے۔ اور بڑی مشکلات میں مبتلا اور شریر و ظالموں کے ہاتھوں میں گرفتار ہے۔ ان ظالموں نے اچھے لباس سے معرا کر کے غم و حزن کی وادیوں اور ایسے تنگ و تاریک قید خانوں میں ڈال دیا ہے۔ جو سیاہ فتنوں کے مرکز ہیں، وہ محبوس و حزیں سخت دل اُچکے اور ظالم افراد پر نظر کرتے ہوئے اپنی رہائی سے مایوس ہے۔ مگر اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہے۔ وہ ایک سیدھا سادہ نرم خو اور مریض و کمزور ہوتے ہوئے شریر و بدفطرت کی قید میں ہے اور ظالم و جابر بدخلق و بدکردار کے مظالم سے حیران و پریشان ہے۔ وہ آفت رسیدہ ایسے مصائب میں مبتلا ہے جن کی سختیوں تک قیاس کرنے والے کا قیاس نہیں پہنچ سکتا اور ایسے مضطر و محتاج ہے جو سخت عذاب و احتباس میں گرفتار ہو چکا ہے۔

سیاہ دل انگریز

وہ سفید و سیاہ دل متلون مزاج ترش رو کنجی آنکھ گندم گون بال والوں کی قید میں آچکا ہے جس کو اپنا عمدہ لباس اتار کر موٹا اور سخت لبادہ پہنا دیا گیا ہے۔ جو اس وقت مجبور و عاجز ہے اور اپنے رب سے لو لگائے ہوئے ہے۔ اپنے تمام اعزا و اقربا سے دور، اور بہت دور ہے۔ مدعی اور متنازع کے بغیر اس پر فیصلہ صادر کر دیا گیا ہے۔ وہ اپنے ہم نشینوں اور خادموں کے سامنے شرمندہ

شرمندہ ہے۔ اس کے بازوؤں کو سخت تصادم سے کمزور کر دیا گیا ہے۔ وہ غمزدہ تنہا اور دور افتادہ ہے۔ اُسے اپنی زمین و شہر سے جلاوطن اور اپنے اہل وعیال سے دور کر دیا ہے۔

اہل وعیال کے مصائب

یہ سارا ظلم وستم ظالم بدکیش نے روا رکھا اسے اور اس کے اہل وعیال کو مصیبت کی جھاڑی میں چھوڑ دیا ہے، اسے قید کر کے ہر ممکن مصیبت پہنچائی گئی ہے اس کا قصور صرف ایمان اور اسلام پر مضبوطی سے قائم رہنا اور علماء اسلام میں شمار ہونا ہے، اس سے ان ظالموں کا مقصد نشان درس وتدریس کو مٹانا اور علم کے جھنڈے کو نیچے گرانا ہے۔ وہ صفحات قرطاس سے بھی نام ونشان مٹانا چاہتے ہیں۔

حادثہ فاجعہ

یہ سب کچھ اس حادثہ فاجعہ (انقلاب ۱۸۵۷ء) کی وجہ سے ہوا ہے، جس نے گھروں کو بیابان اور مصائب نازلہ کا مرکز بنا دیا ہے۔ جس سے غموں کے بادلوں سے کڑکتی ہوئی بجلیاں مصیبت زدگان وطن پر گریں۔ اور ان پر بادشاہوں کو غلام، قیدی اور امراء کو محتاج وفقیر بنانے والی محتاجی و وفاداری مسلط کر دی گئی۔ داستان الم اس طرح ہے کہ وہ برطانوی نصاریٰ جن کے دل ممالک ہند کے دیہات و بلاد پر قبضہ اور اس کے اطراف واکناف و سرحدات پر تسلط کے بعد عداوت وکینہ سے بھر گئے تھے اور تمام ذی عزت اعیان کو ذلیل وخوار کر کے ان میں سے ایک کو بھی اس قابل نہ چھوڑا تھا کہ سر نافرمانی کو جنبش دے سکے۔

مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی ناپاک انگریزی سکیم

انہوں نے تمام باشندگان ہند کو کیا امیر کیا غریب چھوٹے بڑے مقیم و مسافر شہری و دیہاتی سب کو نصرانی بنانے کی اسکیم بنائی ان کا خیال تھا کہ ان کو نہ تو کوئی مددگار ومعاون نصیب ہو سکے گا اور نہ انقیاد واطاعت کے سوا سرتابی کی جرأت ہو سکے گی۔ یہ سب کچھ اس لیے تھا کہ سب لوگ انہی کی طرح ملحد وبے دین ہو کر ایک ہی دین پر جمع ہو جائیں اور کوئی بھی ایک دوسرے سے ممتاز فرقہ نہ رہ سکے، انہوں نے اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ مذہبی بنیاد پر حکمرانوں سے باشندوں کا اختلاف تسلط وقبضہ کی راہ میں سنگ گراں ثابت ہوگا اور سلطنت میں انقلاب پیدا کر دے گا۔ اس لیے پوری جانفشانی اور تن دہی کے ساتھ مذہب وملت کے مٹانے کے لیے طرح طرح کے مکر وحیلہ سے کام لینا شروع کیا۔ انہوں نے بچوں اور نافہموں کی تعلیم اور اپنی زبان ودین کی تلقین کے لیے شہروں اور دیہات میں مدرسے قائم کیے۔

علوم عربیہ کی بیخ کنی

پچھلے زمانے کے علوم ومعارف اور مدارس مکاتب کے مٹانے کی پوری کوشش کی دوسری ترکیب یہ سوچی کہ مختلف طبقوں پر قابو اس طرح حاصل کیا جائے

کر زمین ہند کے غلہ کی پیداوار کاشتکاروں سے کم نقد دام ادا کیے جائیں اور ان غریبوں کو خرید و فروخت کا کوئی حق نہ
چھوڑا جائے اس طرح بھاؤ کو گھٹانے بڑھانے اور منڈیوں تک اجناس پہنچانے اور نہ پہنچانے کے خود ہی ذمہ دار
بن بیٹھیں، اس کا مقصد اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ خدا کی مخلوق مجبور و معذور ہو کر ان کے قدموں پر آ پڑے اور خوراک نہ ملنے
پر ان نصاریٰ اور ان کے اعوان و انصار کے ہر حکم کی تعمیل اور ہر مقصد کی تکمیل کرے ان ترکیبوں کے علاوہ
ان کے دل میں اور بہت سے مقاصد چھپے ہوئے تھے۔

مثلاً مسلمانوں کو ختنہ کرانے سے روکنا شریف اور پردہ نشین خواتین کا پردہ ختم کرنا نیز دوسرے احکام
دین متین کو مٹانا وغیرہ ذالک ایسے مکر کی ابتدا اس طرح کی کہ سب سے پہلے اپنے ہندو مسلم لشکریوں کو ان کے
رسوم و اصول سے ہٹانے اور مذہب و عقائد سے گمراہ کرنے کے درپے ہوئے ان کا گمان تھا کہ جب بہادر
لشکری اپنے دین کو بدلنے اور احکام نصرانیت بجالانے پر آمادہ ہو جائیں گے تو پھر دوسرے باشندوں کو سزا و عتاب
کے ڈر سے خود ہی مجال انکار نہ ہو سکے گی۔

مسلمانوں کو سور کی چربی چکھانے کا ناپاک اقدام

انہوں نے ہندو لشکریوں کو جو تعداد میں بہت زیادہ تھے، گائے کی چربی مسلمان سپاہیوں کو جو تھوڑی تعداد
میں تھے، سور کی چربی چکھانے پر زور ڈالا یہ شرمناک روش دیکھ کر دونوں فرقوں میں اضطراب پیدا ہو گیا اور
اپنے اپنے مذہب اور اعتقاد کی حفاظت کی خاطر ان کی اطاعت و انقیاد سے منہ موڑ لیا ان کے اس
اضطراب نے خرمن امن پر چنگاری کا کام کیا، گروہ نصاریٰ کا قتل ڈاکہ زنی ان کے سرداروں اور سپہ
سالاروں پر حملہ شروع کر دیا، بعض لشکری حد سے تجاوز کر گئے۔

شقاوت قلبی اور شوریدہ سری

انہوں نے قساوت قلبی اور شوریدہ سری کا انتہائی مظاہرہ کیا، بچوں اور عورتوں کے قتل سے بھی
دریغ نہ کیا، چھوٹے چھوٹے بچوں اور بے گناہ عورتوں کی قتل و غارت گری سے رسوائی ذلت کے مستحق بن بیٹھے
پھر تمام باغی گروہ لشکریان اپنی چھاؤنیوں سے اپنے افسروں سے نپٹنے کے بعد چل کھڑے ہوئے، عاملوں
اور حاکموں کے نظام درہم برہم ہو گئے۔ راستوں کے امن میں خلل و فتور مخلوق خدا میں فتنہ و فساد اور
دیہات و بلاد میں شور و شغب پھیل گیا۔

طوفان حوادث طوفانِ حوادث جوش میں آگیا۔ بہت سے لشکر شہر مشہور بلدۂ معمور مسکن

آلِ تیمور دارالسلطنت دہلی جا پہنچے۔ وہاں پہنچ کر ان سب نے ایسے شخص کو سردار پیشوا بنالیا جو اس سے پہلے بھی ان کا امیر[۱] و حاکم تھا جس کے پاس اس کے ارکانِ دولت اور وزیر بھی تھے لیکن وہ خود ضعیف عمر زدہ اور نا تجربہ کار تھا۔ عمر کی کافی منزلیں طے کر کے بڑھاپے کی وادی میں قدم رکھ چکا تھا اور سچ پوچھئے تو امیر و حاکم ہونے کے بجائے اپنی شریک[۲] حیات اور وزیر[۳] کا مامور و محکوم تھا۔ اس کا یہ وزیر جو حقیقت میں نصاریٰ کا کارپرداز اور ان کی محبت میں خالی تھا۔ صحیح معنوں میں حاکم ووالی اور نصاریٰ کے دشمنوں کا شدید ترین مخالف تھا۔ یہی اس امیر و حاکم کے اہل خاندان کا حال تھا۔ ان میں سے بعض مقرب بارگاہ اور رازدار بھی تھے یہ سب کے سب جو جی چاہتا کرتے تھے۔ اپنی آرا پر عمل پیرا ہوتے تھے لیکن اس کی اطاعت کا دم بھرتے تھے۔ وہ ایسا ضعیف و ناتجربہ کار تھا کہ کچھ جانتا ہی نہ تھا۔ اس سے عجیب و غریب حرکتیں سرزد ہوتی تھیں۔ کوئی کام اپنی مرضی سے نہ کر سکتا تھا۔ نہ اچھا برا سمجھنے کی صلاحیت رکھتا تھا نہ کسی کو خفیہ یا علی الاعلان کوئی حکم دے سکتا تھا نہ کسی کو نفع و ضرر پہنچانے کی طاقت رکھتا تھا۔

سُنّی علماء جہاد کے لیے کھڑے ہو گئے۔ فتوائے جہاد۔ جدال و قتال

یہ تو سب کچھ ہو ہی رہا تھا کہ بعض شہر در بہ سے بہادر مسلمانوں کی ایک جماعت علماء جہاد اور ائمہ اجتہاد سے جہاد کا فتویٰ لے کر جدال و قتال کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی ادھر اس ناتجربہ کار سردار نے اپنی بعض ناعاقبت اندیش خائن اور بزدل اولاد[۴] کو امیر لشکر بنادیا۔ یہ لوگ دیانت دار عقلمندوں سے متنفر تھے۔ انہیں نہ تو میدان کارزار ہی سے کبھی واسطہ پڑا تھا اور نہ کبھی شمشیر زنی اور نیزہ بازی کا ہی موقعہ ہوا تھا۔ انہوں نے بازاری لوگوں کو ہم نشین و جلیس بنالیا۔ اس طرح یہ ناآزمودہ کار آرام طلبی اسراف بے جا اور فسق و فجور میں مبتلا ہو گئے وہ تنگ دست ہو چکے تھے۔ پھر مالدار ہو گئے۔ جب مالدار ہو گئے تو عیش پرستیوں میں پڑ گئے۔ لوگوں سے کافی مقدار میں مال جمع کرتے تھے اور اس میں سے ایک حبہ بھی کسی لشکری پر خرچ نہ کرتے تھے۔ جو کچھ وصول کرتے، خود کھا جاتے تھے۔ یہاں تک بھی غنیمت تھا۔ لیکن ان کو تو زنان فاحشہ و تباہ کار افسروں کی قیادت اور کنیزوں کی شب باشی نے لشکروں کے ساتھ رات کو چلنے سے روک دیا اور آلات عیش و طرب نے آرام طلبی میں ڈال کر مقدمۃ الجیش سے بھی پیچھے کر دیا۔ ان کے دلوں میں نامردی اور ذلیل اندیشہ بیٹھ گیا۔ اسی نے وسط لشکر میں ثابت قدمی سے روکا۔ شومئ قسمت نے میمنہ سے اور خارو تونگری نے میسرہ سے باز رکھا۔ ان کے خوشامدی اور بازاری ہم صحبتوں نے ساقہ (پچھلا دستہ) سے بھی علیحدہ رکھا۔ ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ جب کسی نااہل کو کوئی بڑا کام سپرد کیا جاتا ہے اور کمزور پر بھاری بوجھ لدوا دیا جاتا ہے۔ وہ رات سو کر اور دن بدمست ہو کر گزارتے، جب بیدار و ہشیار ہوتے تو غافل و حیران پھرتے۔

مجاہدین پر انگریز کی چڑھائی

نوبت بہ اینجا رسید کہ نصاریٰ کا لشکر ان پر آکر ٹوٹ پڑا۔ ایک بلند پہاڑی پر چڑھ کر شہر کا رخ کیا۔ شہر کا محاصرہ کر کے خندقیں

[۱] سراج الدین بہادر شاہ ظفر [۲] ملکہ زینت محل [۳] حکیم احسن اللہ خاں [۴] مغل شہزادے [۵] مولانا فضل حق شہید مفتی ابو سعید وغیرہ [۶] مرزا مغل و خضر سلطان و ابو بکر [illegible]

کھود ڈالیں، پہاڑی پر توپیں اور منجنیقیں نصب کر کے شہر پناہ اور مکانات پر گولہ باری شروع کر دی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بجلیاں اور تارے ٹوٹ ٹوٹ کر عمارتوں پر گر رہے ہیں۔ ہندوستان کا برسرِ پیکار اور باغی لشکر مختلف ٹولیوں میں تقسیم تھا۔ بعض گروہ کا کوئی جنرل ہی نہ تھا۔ بعض کو جائے پناہ بھی میسر نہ تھی۔ بعض کی طاقت فکر و فاقہ نے سلب کر کے ہاتھ پاؤں توڑ کر بٹھا دیا کچھ تھوڑا سا مالِ غنیمت ہاتھ لگنے سے بے نیاز ہو گئے تھے کچھ ترسان و لرزاں قلب کے ساتھ بھاگ چھوٹے تھے۔ بعض طغیانیوں اور سرکشی سے بدکار عورتوں پر قبضہ جما بیٹھے۔ بعض نے باریک کپڑے پہن کر صفوفِ جنگ میں داخل ہونے کو برا جانا۔ صرف ایک گروہ نصاریٰ کا جواب دیتے ہوئے بہادری سے لڑتا رہا۔ نصاریٰ جب لڑتے لڑتے تھک گئے اور پسپا ہو گئے تو غزنی ہندوؤں سے مدد و معاونت کے طالب ہوئے۔ ہندوؤں نے کثیر لشکر اور سازوسامانِ حرب سے تھوڑی سی مدت میں پے در پے مدد کی تب تو نصاریٰ نے سخت لڑائی ٹھان لی اور اس پہاڑی پر بہت سا لشکر اور مددگار معاون جمع کر لیے ان کے لشکریوں میں گورے منہ کے گروہ بھی تھے اور ذلیل ترین ہندو اجیر بھی اور بدبخت و بدکیش بھی جو ایمان کے بعد نصاریٰ کی محبت میں مرتد ہو کر اپنے دین کو چند سکوں کے عوض بیچ چکے تھے۔ ہزاروں شہری بھی نصاریٰ کی محبت کا دم بھرنے لگے اور تمام ہندو ان کے ساتھی ہو گئے۔ مسلمانوں میں دو گروہ بن گئے۔ ایک گروہ تو ان غیر ملکیوں کا جانی دشمن تھا۔ دوسرا گروہ ان کی محبت میں اس درجہ غلو رکھتا تھا کہ اس نے ہندوستانی لشکر کی بربادی، مجاہدین کی شوکت و وقار کی خواری اور ان کے قلع و قمع کرنے میں مکر و حیلہ سے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ ان کے اندر افتراق و انشقاق پھیلانا ان کا دلچسپ مشغلہ تھا پھر تو نصاریٰ شہر اور اس کے پھاٹکوں دربانوں اور محافظوں پر حملہ کرنے لگے۔ ادھر جماعت مجاہدین اور لشکریوں کے ایک[۱] بہادر گروہ نے ان کے حملوں کو روکنا اور ان کے مقاصد میں حائل ہونا اپنے لیے اہم ترین فرض قرار دیا، دن رات پیدل اور سوار دادِ شجاعت دینے لگے۔ چار[۲] مہینے تک متواتر جنگ ہوتی رہی۔

دشمن اس مدت میں کثیر تعداد لشکر اور سازوسامان کے باوجود شہر میں داخل نہ ہو سکا۔ جب بھی حملہ کرتے تھے روکے جاتے تھے، جس وقت اقدام کرتے تھے، لوٹائے جاتے تھے، بہادر اور نگہبان غازی بڑے زور شور سے یلغار کو روک رہے تھے۔ مدافعت و مبارزت میں خوب خوب جوہر دکھاتے تھے۔ مقابلے میں ثابت قدم تھے اور ہر پیش قدمی کرنے والے آگے بڑھ کر حملہ آور تھے۔ ان میں سے بہتوں نے جامِ شہادت پی کر سعادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے، نیکوکاروں کے لیے بہشت، حوریں اور اس سے بڑھ چڑھ کر بھی نعمتیں ہیں۔

بھوک کے پیاسے جانباز مجاہد

اب مجاہدین کی ایک مختصر جماعت باقی رہ گئی، جو بھوک پیاس برداشت کر کے رات گزارتی اور صبح ہوتے ہی دشمن کے

[۱] جنرل بخت خاں روہیلہ اور شہزادہ فیروز شاہ وغیرہ۔ ۱۲
[۲] ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء تا ستمبر ۱۸۵۷ء۔

مقابلے پر ڈٹ کر نبرد آزما ہوتی۔ لشکریوں کی ایک جماعت کے ساتھ مل کر ہی شہر پناہ کی حفاظت اور شہری سرحدات کی نگاہ داشت کرتی، بدقسمتی سے ایک شب کو پہاڑی کے محاذی کمین گاہ پر ایک عیش پرست بزدل اور کسلمند جماعت مقرر کردی گئی وہ اپنے ہتھیار اتار کر آرام کی نیند سو گئی، دشمن نے موقعہ غنیمت جان کر شبخون مارا اور ہتھیاروں پر قبضہ کر کے اسے قیامت تک کے لیے سُلا دیا، جب نصاریٰ نے اس کمین گاہ پر قبضہ کر لیا تو بہت سی توپیں اور منجنیقیں نزدیک ترین شہر پناہ اور قریب ترین برج پر اُن کے گرانے اور محاذی پھاٹک کھولنے کے لیے لگادیں۔ دن رات گولوں اور بندوقوں سے گولیوں کا مینہ برسانا شروع کر دیا، جس سے شہر پناہ کی دیوار اور برجوں میں شگاف پڑ گئے، پھاٹک گر پڑا اور امیدوں کے رشتے ہاتھ سے چھوٹ گئے، حائل پردہ درمیان سے اُٹھ گیا، کوئی لشکری اُٹھنے بیٹھنے کی وہاں قدرت نہیں رکھتا تھا۔ نہ دیوار پر چڑھ کر جھانک سکتا تھا، جو جھانک سکتا تھا، گولی کا نشانہ بن کر خندق میں جا پڑتا تھا۔

اب نصاریٰ نے یہ چال چلی کہ ایک لشکر دوسرے دروازے کی طرف روانہ کیا تھا کہ دوسری طرف سے حملہ محسوس کیا جائے، یہ دیکھ کر مجاہدین اور لشکریوں کا گروہ ادھر متوجہ ہو گیا اور دشمن کا مکر نہ سمجھتے ہوئے وہاں مدافعت میں مشغول ہو گیا۔ یہ موقعہ پا کر نصاریٰ اور ان کا لشکر اسی گرے ہوئے پھاٹک اور ٹوٹی ہوئی دیوار اور منہدم برج سے داخل شہر ہو گئے، وہاں انہیں کوئی مزاحم اور مدافع نہیں ملا، پس وہ تلاش کر کے ان لوگوں کے گھروں میں پہنچ گئے جو پہلے ہی سے ان کے معاون اور مددگار بن چکے تھے، انہوں نے فوراً ان کی حفاظت کا گھروں میں انتظام کیا اور جلد جلد پہلے سے تیار شدہ ضیافت سے نوازا، انہیں خوب پیٹ بھر کر گوشت اور دودھ کھلایا پلایا اور تمام ضرورت کی چیزیں مہیا کیں، مکانوں کے دروازے بند کر کے دیواروں میں روزن کر دیئے تاکہ جو باغی ادھر آ نکلے اس پر گولی چلا کر مار ڈالتے اور مقابل کا ان پر کوئی قابو نہ چلتا تھا۔ وہ فرصت کے منتظر رہتے تھے کہ موقع پا کر اپنے دوستوں کے گھروں کی طرح دوسرے گھروں میں بھی پہنچ کر انہیں شب و روز کی آرام گاہ بنائیں لیکن وہ لعنتی جب بھی نکلتے پکڑ کر قتل کر دیئے جاتے۔ اس لیے جہاں انہیں مقابلہ کا اندیشہ ہوتا وہاں بہت کم نکلتے اس کے باوجود انہیں پہاڑی سلسلے سے مسلسل مدد پہنچ رہی تھی اور ہر عیسائی دوست ہندو ان کی مدد میں پیش پیش تھا۔

انگریزوں کی لوٹ مار اور مسلمانوں کا قتلِ عام

بڑی مصیبت یہ آپڑی تھی کہ شہر میں کوئی جائے پناہ نہ رہی تھی اور نہ حاکم ہی رہا تھا۔ کیونکہ حاکم (بادشاہ) اپنے اہل و عیال کو لے کر شہر سے تین میل دور مقبرہ[1] میں جا چکا تھا۔ وہ دراصل اپنی بیگم اور خائن وزیر کا مطیع تھا، جس نے کذب و بہتان سے کام لے کر دھوکے میں ڈال رکھا تھا، اس نے یہ کہہ کر بادشاہ کو پھسلا دیا تھا، کہ نصاریٰ قابض

[1] مقبرہ ہمایوں۔

ہونے کے بعد اس کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے۔ اور اسی کو بزرگی اور سرداری بخش دیں گے۔

وہ فریب خوردہ ان شیطانی وعدوں اور ابلیسی آرزوؤں پر خوش تھا، بادشاہ کے ساتھ اس کے تمام امرا و متعلقین بھی اپنے اہل و عیال کو لے کر گھروں میں مال و متاع چھوڑ کر چلے گئے تھے، ان سب کے شہر چھوڑ جانے سے شہریوں پر سراسیمگی و رعب طاری ہوجانا قدرتی امر تھا مرعوب و متاثر لوگ بھی مکان چھوڑ بھاگے، جب شہر کے مکان مکینوں سے خالی ہوگئے تو نصاریٰ اور ان کا لشکر ان میں داخل ہوگیا، انہوں نے مال و متاع لوٹنا، باقی ماندہ ضعیفوں، بچوں اور عورتوں کو قتل کرنا شروع کر دیا، بہادران شہر میں سے ایک بھی ایسا نہ بچا تھا، جو ان کا کسی اعتبار سے مقابلہ کرسکتا، باغی لشکر ان میں سے بعض تو نصاریٰ کے قبضہ سے پہلے ہی بھاگ گئے، بعض قبضہ کے بعد ثابت قدم نہ رہ سکے بعض کئی بار شہر میں مصروف کارزار رہ کر بے دم ہوچکے تھے۔ اب بنیوں اور دوسرے ہندوؤں جو نصاریٰ کے دوست تھے، بعض بادشاہ کے ان کارپردازوں[1] نے جو مجاہد گروہ کے دشمن تھے ایسی تدبیر سوچی جس سے شہریوں اور لشکریوں کو ہلاک کرسکیں انہوں نے وہ سب غلہ جو بنیوں کے پاس تھا چھپا دیا اور دیہات اور قصبات سے جو ان کے پاس اناج آتا رہتا تھا، وہ روک دیا۔

یہ تدبیر کارگر ہوئی، لشکری اور شہری بھوک پیاس سوزش اور بے چینی سے دن رات گزرنے لگے۔ بالآخر مجبور و پریشان ہوکر بھاگ چھوٹے پھر تو نصاریٰ نے شہر کے پھاٹک شہر پناہ قلعہ بازار اور مکانوں پر مکمل قبضہ جمالیا۔ اس وقت دہلی میں میرے اکثر اہل و عیال موجود تھے۔ اور مجھے بلایا بھی گیا تھا ساتھ ہی فلاح و کامیابی کشائش شادمانی کی بھی امید تھی۔ جو کچھ ہونا تھا ہونے والا تھا۔ میں نے دہلی کا رُخ کر دیا۔ وہاں پہنچ کر اہل و عیال[2] سے ملا۔ اپنی عقل اور فہم کے مطابق لوگوں کو اپنی رائے اور مشورہ سے آگاہ کیا لیکن نہ انہوں نے میرا مشورہ قبول کیا اور نہ میری بات مانی۔ جب نصاریٰ کا شہر پر اچھی طرح قبضہ ہوگیا اور کوئی لشکری و شہری باقی نہ رہا، غلہ اور پانی دشمنوں کے ظلم و استبداد کی وجہ سے ناپید ہوگیا تو پانچ شبانہ روز اسی حالت میں گزار کر اپنی عزیز ترین متاع کتابیں مال و اسباب چھوڑ کر بار برداری کا انتظام نہ ہوسکنے کی وجہ سے خدا پر بھروسہ کرکے اہل و عیال کو ساتھ لے کر نکل کھڑا ہوا۔

شہر اور اس کے مال و دولت پر سفید رو لشکریوں کے ذریعہ قابض ہوکر نصاریٰ کی تمام تر توجہ بادشاہ اور اس کے بیٹوں اور پوتوں کے پکڑنے کی طرف مبذول ہوئی۔ ان سب نے اب تک اپنا مستقر (مقبرہ) نہ چھوڑا تھا۔ تقدیر الٰہی نے وہیں برقرار رکھا تھا۔ انہیں اپنے جھوٹے اور مکار وزیر[3] کی کذب بیانی پر اعتماد تھا۔ وہ اس مقبرہ میں بڑے خوش اور مگن تھے۔ مخدوم بنے ہوئے دن گزار رہے تھے۔

فریب خوردہ بادشاہ دشمن کے پنجۂ استبداد میں

اس فریب خوردگی کا نتیجہ یہ ہوا کہ حسرت کشیدہ دل تپیدہ بیٹوں اور پوتوں کے ساتھ پابزنجیر شہر کی

[1] مرزا الٰہی بخش وغیرہ [2] مولوی شمس الحق اور ان کی والدہ وغیرہا [3] حکیم حسن اللہ خاں۔

طرف لے جایا گیا۔ راستہ میں بیٹوں اور پوتوں کو کسی سردار[1] نے بندوق کا نشانہ بنا دیا۔ دھڑ وہیں پھینک کر سروں کو خوان میں لگا کر بادشاہ کے سامنے "تحفۃً" پیش کیا۔ پھر ان سروں کو بھی کچل کر پھینک دیا۔ بادشاہ کو گورے منہ سیاہ دل گندمی بال اور کچی آنکھ والوں کی حراست میں سوئی کے سوراخ سے بھی تنگ کوٹھڑی میں مقید کر دیا۔ پھر اس وسیع ملک سے نکال کر دور دراز جزیرہ[2] میں پہنچا دیا۔ بادشاہ کے ساتھ اس بیگم کو بھی روانہ کیا گیا۔ جو نصاریٰ کی اس وقت بھی مطیع و دوست تھی جب کہ وہ حقیقت میں ملکہ تھی وہ اپنی آرزو والے بیٹے کو جانشین بنانے میں ناکام رہی۔ اس کا جمع کردہ مال بھی چھین لیا گیا۔ وہ زینت بننے کے بعد بدصورت اور حفاظت کے بعد بدہیئت بنی۔ بادشاہ کی قوم میں سے جو بھی ملتا، اس کی گردن مار دی جاتی یا پھانسی دی جاتی جیسا کہ دوسرے لوگوں کے ساتھ بھی عمل کیا گیا۔ ان کمزوروں میں سے وہی بچ سکا جو رات میں چھپ کر یا دن میں نظریں بچا کر تیزی سے بھاگ گیا اور ایسے خوش نصیب بہت کم تھے۔ پھر نصاریٰ نے شہر کے گرد و نواح کے رئیسوں اور سرداروں کو قتل کرنا ان کی جائیداد، عمارتیں، مویشی، مال و متاع، ہاتھی گھوڑے، اونٹ اور ہتھیاروں وغیرہ کو لوٹنا شروع کیا۔ اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ ان کے اہل و عیال کو بھی قتل کر ڈالا۔ حالانکہ یہ سب رعایا بن چکے تھے۔ ڈر یا لالچ سے فرمانبردار بن ہی جاتے، انہوں نے تمام راستوں پر چوکیاں بٹھا دیں تاکہ بھاگنے والوں کو پکڑ پکڑ کر لایا جائے۔ ہزاروں بھاگنے والوں میں تھوڑے ہی بچ پائے۔ باقی سب پکڑے گئے، ان لوگوں کے پاس جو کچھ چاندی سونا نکلتا پہلے تو وہ چھین لیتے پھر چادر، تہبند، قمیص پاجامہ جو کچھ ہاتھ لگتا نہ چھوڑتے، اس کے بعد افسروں کے پاس پہنچا دیتے وہ ان کے لیے قتل یا پھانسی کی سزا کا فیصلہ کرتے۔ جوان، بوڑھا، شریف اور ذلیل سب کے ساتھ یہی سلوک ہوتا، اس طرح پھانسی پانے والوں اور قتل ہونے والوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی، ظالموں کے ظلم کا شکار اکثر و بیشتر مسلمان تھے۔

ہندوؤں میں صرف وہ مارے گئے جن کے متعلق دشمن و معاند ہونے کا خدشہ تھا۔ اور مسلمانوں میں سے فقط وہ بچ سکے جو کسی نہ کسی طرح وہاں سے ہجرت کر گئے تھے یا وہ نصاریٰ کے ناصر اور اپنے دین و مذہب میں قاصر تھے یا وہ جو ان کے جاسوس اور اللہ کی رحمت سے مایوس تھے۔ انہیں میں سے بادشاہ کا وہ عامل[3] بھی تھا۔ جس نے نصاریٰ کو مسلط کر کے حاکم بنایا تھا۔ لیکن اسے امیدوں کی محرومی اور ناکامی کی حسرت کا غم اٹھانا پڑا اس کا حال تغیر ہو گیا زمانہ میں ذلیل و خوار ہو کر جیا۔ دنیا و آخرت دونوں جگہ نقصان میں رہا اور یہی کھلا ہوا نقصان ہے۔ ادھر نصاریٰ نے ماتحت ہندو رؤسا کے پاس پیغام بھیجا کہ جو شخص تمہارے علاقہ میں سے گزرے اسے پکڑ لیا جائے۔ ان بداطواروں نے کافی تعداد میں مسافروں اور مہاجروں کو پکڑ کر نصرانی سرداروں کے پاس پہنچا دیا۔ ان ظالموں نے سب کو مار ڈالا۔ نہ کوئی عالی خاندان کا فرد بچ سکا اور نہ کسی ادنیٰ انسان کو چھٹکارا نصیب ہوا۔

[1] مسٹر ہڈسن نے مرزا مغل اور خضر وغیرہما کو گولی کا نشانہ بنایا تھا۔ [2] رنگون [3] حکیم احسن اللہ خان۔

غارت گری کی انتہا پھر اطراف واکناف ملک میں لشکر بھیجے، جنہوں نے قتل وغارت گری کی انتہا کردی۔ اس ابتلائے عظیم میں پردہ نشین خواتین پیدل نکل کھڑی ہوئیں۔ ان میں بہت بوڑھی اور عمر رسیدہ بھی تھیں جو تھک کر عاجز ہوگئیں بہت سی خوف کی وجہ سے جان دے بیٹھیں۔

لکھنؤ اور اودھ اس کے بعد نصاریٰ کی توجہ مشرقی شہروں اور دیہات کی طرف مبذول ہوئی۔ وہاں بھی بڑا فساد مچایا، قتل وغارت گری اور پھانسی کا بازار گرم کردیا۔ بے شمار مرد اور پردہ نشین مستورات موت کے گھاٹ اتر گئے اور سینکڑوں ہزاروں رعایا کے آدمی مار ڈالے گئے۔ میرا کیا پوچھنا میں اپنے وطن مالوف خیرآباد کی طرف چلا جارہا تھا۔ راستہ خوفناک اور رہگزر اندوہناک تھا، میرے اور وطن کے درمیان کئی خوف وخطرہ سے بھری ہوئی منزلیں تھیں اور نصاریٰ اور ان کا لشکر دن رات تلاش وتجسس میں سرگرداں رہتا۔

جالوں کو مسافروں کے مار ڈالنے کی کھلی چھٹی دے دی گئی تھی۔ انہوں نے سارے ناکے بند کر رکھے تھے کسی گھاٹ پر کوئی کشتی یا ڈونگا نہ چھوڑی تھی، کشتیوں کو پھاڑ ڈالتے بلکہ خراب کرکے غرق کردیتے یا جلا ڈالتے۔ مدتوں کو روک دیا تھا۔ کوئی سیاح یا مسافر کسی وقت بھی ادھر سے نہ گزر سکے۔ خدائے مالک الملک نے مجھے اور میرے متعلقین کو نصیبت وہلاکت سے محفوظ رکھ کر پل اور کشتی کی مدد کے بغیر دریاؤں اور نہروں کو عبور کرا کے نجات دی اور ہم سب کو آفات مسافت مہالک حوادث راہ اور مصائب گزرگاہ سے مصون ومامون رکھا اور اپنی پوری حفاظت کاملہ حمایت مکمل نعمت اور بے شمار رحمت کے ساتھ ہمیں اپنے جوار دیار اور احباب ورشتہ دار تک پہنچایا۔ ہم خدا کی اس بے پناہ عنایت اور تمام آفات سے حفاظت پر اس کا شکر بجالائے۔

گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے نصاریٰ کے مخالف گروہ اور ہمارے نواح کے متعدد لوگوں نے اپنے سابق والی[۱] کی ایک بیگم[۲] اور اس کے ایک ناتجربہ کار اور ناسمجھ لڑکے[۳] کو امیر وحاکم بناڈالا۔ نصاریٰ نے اس والی سے اس کا ملک چھین لیا تھا۔ وہ بڑا ہی لاابالی تھا، عیش وطرب میں منہمک انتظام ملکی سے غافل، عقل وخرد سے بیگانہ اور نقض عہد ومیثاق میں یگانہ تھا اور نصاریٰ کی عملداری ختم ہونے پر وہ ملکہ بن گئی۔ اس کا چھوٹا لڑکا ناتجربہ کار ناز پروردہ ہمسنوں کے ساتھ کھیلنے والا اور لاپرواہ تھا، تدبیر امور مملکت اجراء احکام اور قیادت فوج کی صلاحیت نہ رکھتا تھا۔ اس کے اعیان[۴] سلطنت اور ارکان دولت سب کے سب نااہل سست بزدل احمق خائن اور غیر دیانت دار تھے۔ اکثر ذلیل اور بعض بندگان زر تھے۔ ان میں

[۱] واجد علی بادشاہ اودھ [۲] حضرت محل ملکہ واجد علی شاہ [۳] برجیس قدر واجد علی شاہ کا نوعمر لڑکا [۴] ممو خاں وغیرہ۔

سفیہ، عیش پرست، نادان، بلند آواز، سست منافق، چرب زبان، ذلیل، غلام زادہ حیران و پریشان، ظالم و جابر، حیلہ ساز، متکبر، خائن و مکار، بندہ زر، عیب جو بھی قسم کے لوگ تھے، بعض ایسے بھاگنے والے مدبر تھے کہ ان کی تدبیر تباہی و بربادی و ادبار کی طرف لے جاتی تھی اور صاحب نظر افراد کو عبرت کے عجیب عجیب مناظر دکھاتی تھی۔ ان میں سے اکثر نصاریٰ کے معاون و مددگار اور محب و فا شعار تھے اور یہ سب کے سب دشمن کی ہلاکت خیز تدبیروں سے ناواقف اور اس کی مصلحت اندیشی سے بے خبر تھے۔

دہلی پر قبضہ کی انگریز اسکیمیں

نصاریٰ اپنے بچوں اور عورتوں کے ساتھ شہر[۱] میں محصور مگر مخالف گروہ کی ناقص تدبیروں کی وجہ سے اپنے مکانوں[۲] میں محفوظ تھے۔ نصاریٰ نے خندقیں کھود کر اور حصار بنا کر ان مکانوں کو قلعہ کی شکل دے لی تھی، مقابل لشکر ان پر حملہ آور ہو کر پسپا ہو جاتا تھا۔ جو کچھ کہتا وہ کر نہ پاتا تھا۔ اسی حالت میں محصورین کی امداد کے لیے سفید رو گروہ آ گیا۔ شہر میں داخل ہونے لگا تو بہادر غازیوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ بہت سے گورے مارے گئے۔ باقی ماندہ دل شکستہ اور حسرت زدہ ہو کر محصورین تک پہنچ گئے۔ پھر تازہ دم ہو کر یہ مکانوں سے نکلے تو بزدلی اور کوتاہی کی وجہ سے کوئی مقابلہ پر نہ آیا۔ نصاریٰ نے شہر سے دو میل دور باغ پر قبضہ جما لیا اور قوت و بہادری سے اسی کو اپنا گڑھ بنا لیا۔ وہاں مدد پر مدد اور سامان پر سامان جمع کر لیا وہ لشکر جو پہلے ہی سے شہر میں موجود تھے۔ اور وہ[۳] جو دہلی سے بھاگ کر بیگم کی پناہ میں آ گئے تھے۔ جن کو ملکہ نے قدر و منزلت کے ساتھ جود و بخشش سے نوازا تھا اور تنخواہ دار سپاہیوں کا وہ جم غفیر جو حرب و ضرب سے نابلد اسلحہ بندی سے ناواقف اور مصلحت و معرکہ سے ناآشنا تھا۔ یہ سب اس اس باغ پر خندقیں کھود کر اور کمین گاہ بنا کر جا ڈٹے۔ دونوں فریقوں میں ایک مدت تک مقابلہ اور مقاتلہ اور نیزہ بازی اور تیر اندازی ہوتی رہی۔

تنگ آکر نصاریٰ نے پہاڑوں کے والی سے مدد مانگی۔ اس نے اس کی آواز کے مطابق ۳۰ ہزار سے زیادہ پہاڑی لشکر بھیج کر مدد کی۔ اب تو نصاریٰ، ان کی گوری فوجوں، کرایہ کے سپاہیوں اور لالچی معاونین نے ایک ساتھ حملہ کر دیا۔ یہ حملے بڑے سخت اور متواتر اور مسلسل تھے، جنہوں نے متقاتلین کو ان کی جگہ سے ہلا دیا۔ اور ان کے پاؤں اکھیڑ دیے اور کمین گاہوں سے ایسی بری طرح بھاگے کہ شہر کی سرحدوں پر بھی نہ ٹھہر سکے ملکہ اور اس کے لڑکے کو تنہا محل میں چھوڑ بھاگے۔ ان دونوں سے وقت پر بہت سے ارکان دولت اور اعیان سلطنت نے دغا کیا اور وہ دیہاتی جوان کے علاقہ سے ان کی مدد کی اعانت عزت و آبرو مال و دولت کے لیے

---

[۱] لکھنؤ۔ [۲] بیلی گارڈن انگریزوں کا سب سے محفوظ اور مضبوط قلعہ۔ [۳] جنرل بخت خاں و شہزادہ فیروز شاہ وغیرہ۔

آئے تھے۔ عہد شکنی کرکے اور کفر کو ایمان سے بدل کر منافق بن گئے۔ نصاریٰ کی موافقت و رفاقت کرنے لگے

بیگم حضرت محل کے بے وفا مددگار

نصاریٰ مع معاونین شہر میں داخل ہو گئے، شہر کے رہنے والے گھروں کو خالی کر کے نکل گئے۔ نصاریٰ اور ان کی گوری فوج اور مددگاروں نے اس شاہی محل کا جس میں ملکہ تھی محاصرہ کر لیا۔ بیگم اپنے ولی عہد اور دو سہیلیوں کو لے کر محصور محل کی پشت سے نکل کر دوسرے محلہ میں تیزی سے پیدل پہنچ گئیں۔ تین دن شہر میں رہ کر بھاگے ہوئے لشکر کو واپس کرنے اور اس سے مدد حاصل کرنے کی کوشش کرتی رہی۔ وہ لشکر ایسا دہشت زدہ ہو چکا تھا کہ کسی صورت سے اس نازک موقعہ پر دستگیری کو تیار نہ ہوا۔ نہ ان میں سے کوئی متنفس لوٹا اور نہ شہر بھر میں کہیں جائے پناہ ہی رہی۔

بیگم حضرت محل بے خانماں ہو گئیں

آخر کار بیگم اپنے اعوان و انصار سے مایوس ہو کر ولی عہد اور چند ساتھیوں کو ساتھ لے کر چٹیل میدان اور بے آب و گیاہ جنگل کی طرف چل کھڑی ہوئی۔ اب اس کے گرد کم ور سواروں کی کچھ جماعتیں پیدل مردوں کا انبوہ کثیر شہریوں اور عزت دار عورتوں کی کافی تعداد آکر جمع ہو گئی۔ وہ شہری ننگے بدن اور ننگے پاؤں تھے حالانکہ سرداروں میں سے تھے اور عورتیں ننگے پاؤں اور بے پردہ تھیں۔ حالانکہ گرامی قدر پردہ نشین اور محل سراؤں کی رہنے والی تھیں۔ وہ سرسبز و شاداب خطوں سے چٹیل میدانوں کی طرف پھینک دی گئیں، وہ پیوندوں کے کپڑے پہن کر ستر پوشی کرتی تھیں اور برقعے نہ ہونے سے اسی پر اکتفا کرتیں۔ ایک میدان سے دوسرے میدان میں پہنچیں بے پردگی میں روز بروز اضافہ ہوتا رہتا۔ عیش و عشرت میں زندگی بسر کرتی تھیں پھر دور دراز جنگل اور پُر خطر میدان میں ڈال دی گئیں۔ ان لوگوں کو محلات پائے گاہیں، اور ریاستیں چھوڑنا پڑیں۔ حالانکہ وہ ان سے ذرا بھی ہٹنا نہیں چاہتی تھیں۔ یہاں تک کہ حال متغیر و بال نازل اور ہلاکت عام ہو گئی۔

مہلک مصیبت

یہ ایسی مہلک مصیبت نازل ہوئی جس نے شہروں کو میدان، آزادوں کو غلام، مالداروں کو فقیر و مسکین اور شریفوں کو خوار و ذلیل بنا دیا۔ جو اپنے اہل و عیال میں آرام و آسائش کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ خوشحال اور فارغ البال تھے کہ مجبور ہو کر نکلنا پڑا۔ فقیری و تنگ دستی نے ہم نشینوں کی مجالست اور اضطراب و اضطرار نے برابر والوں کی رفاقت سے دور کر دیا۔ رونے والی آہ و زاری بیمار فریاد و شکوہ کرتے، آرزو مند چلاتے اور حسرت کشیدہ انا للہ پڑھتے۔ بچے اپنی ماؤں کے سینوں سے قبل از وقت جدا کر دیئے گئے تھے، بوڑھے اور جوان حاجتوں کے پورا کرنے سے ناامید تھے، نہ ان کا کوئی ٹھکانہ تھا، نہ بیماری کی دوا تھی، ان کے دل خالی تھے۔ ان میں نہ کوئی خواہش تھی، نہ انہیں کوئی بات بھاتی تھی۔ زندگی اور موت ان کے لیے دونوں برابر تھے

وہ مسرت شادمانی، تخت شاہی دیباج وحریر، خوشی طبعی عیش وعشرت، لطافت ونزاہت ونعمت، نغمہ و سرور مال و دولت خیرسگالی ومروت میں پلے تھے۔ آج ان کی راہ میں کانٹے ہیں۔ سامان وزادراہ کا پتہ نہیں کپڑے بوسیدہ ہیں۔ عیش وراحت میں کوئی حصہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے انہیں معاف کرے۔ اور ظالموں کو سخت گرفت میں لے۔

پھر والیہ یعنی حضرت عالیہ اس لشکر کو جو بھاگ کر اس کی پناہ میں آگیا تھا اور دوسرے ساتھیوں کو لے کر ایسے دریاؤں اور نہروں سے گزری جس سے بغیر کشتی کے عبور مشکل و دشوار تھا۔ وہ شمالی ملک میں دریا کے کنارے ایک گاؤں میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ اقامت گزیں ہوگئی اور دریاؤں کے گھاٹوں پر سوار پیادے بٹھا دیے کہ تمام کشتیوں پر قبضہ کرلیں اور دشمنوں کو دریا عبور نہ کرنے دیں۔

بیگم کی دوبارہ چڑھائی

اس نے انتظام رعایا اور حصول خراج کے لیے شہروں اور قصبات اور دیہات میں عامل بھیج دیے لشکروں کو آراستہ کر کے اپنے اس دارالسلطنت کے قریبی موریچوں پر جس پر اب نصاریٰ کا قبضہ ہوچکا تھا، بھیج دیا تاکہ اگر دشمن ادھر کا قصد کرے تو اس سے ڈٹ کر مقابلہ ومقاتلہ مزاحمت ومجادلہ کیا جائے۔ لیکن یہ تمام امور مہمہ اور ان کا اہتمام وانصرام ایسے ذلیل غافل اور متحیر عامل کو سونپا گیا تھا۔ جو کسی طرح اس کا اہل نہ تھا، وہ کسی عقل مند سے مشورہ ہی نہ لیتا۔ آسان بات کو سخت اور دشوار کو آسان سمجھتا۔ وہ ذلیل احمق اور بزدل تھا۔ اس نے مکالمت اور مشاورت مجالست اور منادمت کے لیے احمق جاہل اور ذلیل طبقہ کو چن رکھا تھا۔ نخوت وغرور کی بنا پر شریف سرداروں اور عقل مند رہنماؤں سے بچتا اور اپنے ہی اہل خاندان اور اعزہ میں سے جاہلوں اور احمقوں کو مصاحب وحاکم بنایا۔

بیگم کے بددیانت ملازمین

چنانچہ اس ناتجربہ کار نے ان لشکروں پر کمین ذلیل، بزدل اور رذیل لوگوں کو سردار بنایا، وہ بڑے ہی لالچی تھے۔ جو کچھ لشکریوں کو خوراک وغیرہ دی جاتی کھا جاتے۔

وہ بددیانت تھے۔ اپنی کینہ پروری کی وجہ سے ان کے غلہ اور جنس میں خیانت کرتے اور گراں فروشی کے مرتکب ہوتے، ہر آواز کو دشمن کی آواز سمجھتے۔ ہمیشہ اضطراب کے ساتھ خوف کی وجہ سے لرزتے رہتے کسی وقت بھی ان کو راحت وسکون میسر نہ تھا۔ بزدلی سے ہر آواز کو موت کا پیش خیمہ اور ہر صدا کو موت کی پکار سمجھتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کمینے دشمنوں کے سامنے محبت وحاجت کے ساتھ پیش کیے جارہے ہیں۔ نصاریٰ دارالسلطنت پر قبضہ کرنے کے بعد وہیں ڈٹے رہے۔ اطراف وجوانب کی طرف نہ نکلے۔ انہوں نے گردونواح کے کافروں دیہاتوں اور کاشتکاروں کی تالیف قلب شروع کردی۔ ان کی

خطاؤں کو درگزر کر کے خراج میں تخفیف اور تاوان میں کمی کی اس مہربانی پر وہ مطیع وفرمانبردار اور معاون ومددگار بن گئے۔

انگریزوں کی مزید ملک گیری

ادھر سے مطمئن ہو کر اطراف ملک میں شہر ودیہات پر قبضہ کرنے کے لیے نصارٰی نکل کھڑے ہوئے۔

جب نصارٰی اس مرصد کی طرف متوجہ ہوئے جو دار السلطنت سے جانب شمال آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع تھا اور جس میں سوار، پیادے اور وہ رذیل و ذلیل قائد عظیم بھی تھا۔ وہ کمین قائد ان کے آمد کی خبر سن کر ہی اپنے ذلیل سرداروں کے ساتھ بھاگ گیا۔ بہادر ہندوؤں کی تھوڑی سی تعداد اپنے گاؤں کے بہادر مکھیا کے ساتھ مقابلہ پر ڈٹ گئی۔ یہ سو سے زیادہ نہ تھے۔ دشمنوں کو فنا کے گھاٹ اتار کر خود بھی کٹ گئے۔ وہ فرار کی عار برداشت نہیں کر سکتے تھے بھگوڑے قائد کی طرف سے کافی لشکر اور ساز وسامان کے ہوتے ہوئے بھی انہیں کوئی مدد نہ پہنچ سکی تھی۔ نصارٰی نے جب اس گاؤں کو جس میں وہ نامرد خائن عامل نگہداشت کے لیے موجود تھا خالی اور ویران پایا تو اس پر قبضہ جما کر اپنا مضبوط ومحفوظ قلعہ بنا لیا۔ وہیں فوج جمع کر لی گئی۔ اور مدت تک وہیں مقیم رہے۔ وہ ایک میل بھی نکل کر نہ گئے۔ وہ سرداران لشکر کی امیدوں کی تکمیل اور ان خائنوں کے ایفائے عہد کے منتظر تھے۔ اس لیے اپنے ایفاء عہد میں بھی تاخیر کر رہے تھے۔

ادھر سے فارغ ہو کر انہوں نے اس مغربی گوشے کا رخ کیا جہاں کے عام باشندے ان کے مطیع ہو چکے تھے اور دشمنوں پران کے معاون تھے۔ وہاں بھی ملکہ کی طرف سے ناعاقبت اندیش بغیر مدبر ناتجربہ کار اور ذلیل عامل تھے۔ وہ بھی پیٹھ پھیر کر مقابلہ کیے بغیر بری طرح بھاگا کہ سیدھے منہ بھاگ گیا۔ اس کے پاس سوار اور پیادے بھی کم تھے۔ اس پر ستم یہ ہوا کہ کفار اور دیہاتیوں نے معاہدہ وقسم کے باوجود وقت پر دغا کی غدر ومکر کی انتہا کر دی ناز ونعمت اور پر عیش ومسرت زندگی کا کفران کیا۔ معاہدوں سے انکار کر کے کفر میں اضافہ اور ارتداد میں زیادتی کر لی۔

مجاہدین کا حیرت انگیز حملہ

اس موقع پر مسلط نصارٰی سے قتال کے لیے دوسری طرف کا ایک نیک عامل اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے خیرات ومبرات سعادت وحسنات کا کافی ذخیرہ اپنے اندر جمع کر لیا تھا۔ وہ بڑا ہی پاک طینت صاف باطن متقی پرہیزگار بہادر اور رسول ملاحم اور رنبی مراحم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمنام تھا۔ اس لیے نصارٰی کے لشکر پر حملہ کر کے پہلے ہی حملہ میں شکست دے دی اپنی ساری کوششیں ختم کر کے وہ بھاگے اور قصبے کے ایک ہندو کے مضبوط اور محفوظ مکان میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے اور اس شہر میں مقیم غداروں کے پاس خفیہ پیغام بھیج کر مدد مانگی۔ انہوں نے ایک لشکر اور منافقین و دہاقین کا جم غفیر جنہوں نے عہد شکنی کی تھی ان محصورین کی مدد کو بھیج دیا ادھر اس نیک سرشت بہادر عامل سے ایک

لہ شاہ احمد اللہ مراد شاہ

دیہاتی کافر زمیندار نے بڑا داؤ کھیلا۔ اس نے قسمیں کھا کر اطمینان دلایا کہ جب دونوں جماعتیں مقابلہ پر آجائیں گی تو چار ہزار بہادروں کا گروہ لے کر مدد کو پہنچوں گا۔ جب مقابلہ کی نوبت آئی تو اس زمیندار کی قسموں پر بھروسہ کر کے اس امانت دار نیک عامل نے اپنے تھوڑے سے بہادروں کے ساتھ دشمن پر حملہ کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سامنے سے تو بندوقوں اور توپوں سے چہروں اور سینوں پر نصاریٰ نے گولیاں برسانی شروع کر دیں اور پیچھے سے اس غدار مکار زمیندار کی جماعت نے پشت سرین کو پھوڑنا شروع کیا وہ دراصل نصاریٰ کے انصار و اعوان اور شیاطین کے اتباع و اخوان تھے۔

جام شہادت

وہ خدا پرست عامل معرکہ میں گر کر شہید ہوا۔ اور اس کی ساری جماعت نے بھی اس کے نقش قدم پر چل کر فوراً جام شہادت نوش کیا۔ ان سب اکابر و اخیار کی شہادت کے بعد بزدل لوگ ایسے بھاگے کہ نامردی اور اضطرار سے پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

نصاریٰ نے تعاقب کر کے ان سب کو پکڑ کر قتل کر ڈالا۔ تھوڑے سے وہ بچ رہے جنہوں نے بھاگنے میں تیزی اور عجلت سے کام لیا۔ اس نواح کے سارے باشندے دہقانی کاشتکار مکھیا اور مقدم وغیرہم سب مطیع و فرمانبردار بن گئے۔ البتہ دو بہادر غیرت مند اور غارت گر جواں مردوں نے خوب جم کر مقابلہ کیا۔ اپنی بے پناہ شجاعت و بسالت سے قلت اسباب و جماعت کے باوجود دشمن کے ہزاروں سوار پیادے ٹھکانے لگا دیے۔ آخر کار مجبور ہو کر اپنی بہادری سے جان بچا کر نکل گئے۔ ادھر دشمن ان کا تعاقب نہ کر سکا۔ اب وہ نواح بھی صاف ہو گیا۔ ان دونوں سرداروں کی شکست کے بعد مفتوں کے دل میں دشمن کا رعب قائم ہو گیا۔ یہ واقعہ رنجدہ واقعات میں سے سب سے اہم اور آخری واقعہ اور اس جنگ کا خاتمہ تھا۔

انگریزوں کے عام حکم نامے

نصاریٰ یہاں غالب ہونے کے بعد دوسرے اطراف میں پھیلنا شروع ہوئے وہ جب کسی طرف کا قصد کرتے تو وہاں کے رہنے والے غم و فکر میں مبتلا ہو جاتے اور بڑے بڑے بغیر شکست مان لیتے۔ ان تمام فتح مندیوں کے بعد بھی ملکہ نصاریٰ (وکٹوریہ) مکر سے باز نہ رہی اس فکر کی وجہ سے انہیں بڑی قوت و طاقت حاصل ہو گئی۔

اس نے تمام دیہات شہروں اور قصبوں میں مطبوعہ حکم نامے جاری کیے جن میں عام معافی کا اعلان کیا کہ تمام "باغی"، "لشکر" اور سرکش و نافرمان رعایا کو ان لوگوں کو چھوڑ کر معاف کیا جاتا ہے، جنہوں نے عورتوں، بچوں اور ان نصاریٰ کو جنہوں نے مجبور ہو کر پناہ لی تھی، ظلم و عداوت سے قتل کر ڈالا یا وہ جنہوں نے سلطنت و ریاست قائم کی یا وہ جنہوں نے سرکشی و عدوان پر لوگوں کو ابھارا اور وہ "باغی" "لشکر" اور دوسرے بیگم کے ساتھی روزی کے نہ ہونے اور تنخواہ و ضروریات زندگی میسر نہ آنے سے پریشان ہو چکے تھے۔ نصاریٰ کے مسلط ہو جانے کی وجہ سے

بیگم کے پاس خراج اور محاصل کا آنا بند ہوگیا، زمین کشادگی کے باوجود ان پر تنگ ہو چکی تھی۔ وہ بڑی سخت مصیبت و تنگی میں پڑ گئے تھے۔ وہ سب تنگ دست اور عیش و راحت سے دور تھے۔ ان کے دل اہل و عیال کی جدائی سے پارہ پارہ تھے۔ ایسے حالات میں مجبور و مضطر ہو کر بہت سے لشکری وغیرہ نصاریٰ کے اطاعت گزار بن گئے۔ ان کے پاس ہتھیار گھوڑے جو کچھ تھا چھین لیا گیا اور پروانہ امان دے دیا گیا۔ اب وہ اہل وطن کی طرف خائب و خاسر ہو کر لوٹے۔ پھر نصاریٰ سارے ملک پر بلا مزاحمت قابض ہو گئے۔ میدان کارزار اور لڑائیوں سے نجات پا گئے۔ بیگم اس تباہی و بربادی کے بعد بچے کھچے تھوڑے ساتھیوں کے ساتھ پہاڑوں پر چلی گئی۔

میں مسافرت و غربت اضطراب مصیبت کی زندگی گزار رہا تھا اور میرا اشتیاق و رغبت اپنے گھر اہل و عیال پڑوسی احباب تک پہنچنے کے لیے بڑھ رہا تھا کہ امن و امان کا وہی پروانہ جسے قسموں سے موکد کیا گیا تھا، نظر پڑی اس پر بھروسہ کر کے اپنے اہل و وطن میں پہنچ گیا۔ مجھے اس کا بالکل خیال نہ رہا کہ بے ایمان کے عہد و پیمان پر بھروسہ اور بے دین کی قسم و یمین پر اعتماد کسی حالت میں درست نہیں، خصوصاً جب کہ وہ بے دین جزا و سزا و آخرت کا قائل بھی نہ ہو۔

مولانا فضل حق قید و بند میں

تھوڑے دن کے بعد ایک حاکم نصرانی نے مجھے مکان سے بلا کر قید کر دیا اور رنج و غم میں مقید کر کے دارالسلطنت (لکھنؤ) جو در اصل خانہ ہلاکت تھا، بھیج دیا، میرا معاملہ ایسے ظالم حاکم کے سپرد کر دیا جو مظلوم پر رحم کرنا ہی نہیں جانتا تھا۔ اور میری چغلی ایسے دو مرتد جھگڑالو، تند خو افراد نے کھائی جو مجھ سے قرآن کی محکم آیت میں مجادلہ کرتے تھے۔ جس کا حکم یہ تھا کہ نصاریٰ کا دوست بھی نصرانی ہے وہ دونوں نصاریٰ کی مودت و محبت پر مصر تھے۔ انہوں نے مرتد ہو کر کفر کو ایمان سے بدل لیا تھا۔

اس ظالم حاکم نے میری جلاوطنی اور عمر قید کا فیصلہ صادر کر دیا اور میری کتابیں اور میری جائداد مال و متاع اور اہل و عیال کے رہنے کا مکان غرض ہر چیز پر غاصبانہ قبضہ کر لیا۔

پھانسی قتل جلاوطنی

اس شرمناک رویہ کا تنہا میں ہی شکار نہ تھا بلکہ بہت سی مخلوق سے اس سے بڑھ چڑھ کر ناروا سلوک روا رکھا گیا۔ انہوں نے عہد و پیمان توڑ کر ہزاروں مخلوق خدا کو پھانسی قتل جلاوطنی اور قید و حبس میں بلا تاخیر مبتلا کر دیا۔ وعدہ خلافی کر کے بے شمار نفسوں کو لاتعداد نفیس چیزوں کو تباہ کر ڈالا۔ اسی طرح خون ناحق شمار سے آگے بڑھ گیا۔ سینکڑوں اور ہزاروں سے گنتی نہیں ہو سکتی اسی طرح شریف و غیر شریف قیدیوں کی تعداد حد سے متجاوز ہے خصوصاً دہلی اور ہمارے دیار کے مابین کے

وسیع علاقے جہاں شریف

و عظیم خاندانوں کے شہر کے شہر، گاؤں کے گاؤں اور قصبے کے قصبے آباد تھے۔ ان شرفاء وعظماء کے پاس ایک رئیس نے جو اسلام وایمان کا مدعی بھی تھا۔ دارالریاست میں طلبی کے ساتھ امن وامان کا پیغام بھیجا۔ وہاں پہنچنے پر اپنے وعدہ سے پھر کر نصاریٰ کی خوشنودی کی خاطر غداری کر کے ان سب کو گرفتار کرا۔ بدعہدی سارے مذاہب میں مذموم وممنوع ہے۔ اس کا بھی لحاظ نہ کیا، یہ بدبخت نصاریٰ کی رضا جوئی میں خدائے عزیز منتقم کے غضب سے بھی نہ ڈرا۔

نصاریٰ نے ان سب کو ہتھکڑی اور بیڑی پہنا کر محبوس کر دیا۔ اکثر شرفاء کو قتل اور باقی کو قید، جلاوطنی اور طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کیا۔ اس طرح وہ بدنصیب رئیس بھی نصاریٰ کے ساتھ اللہ کی مخلوق کو سخت عذاب میں مبتلا کرنے کی وجہ سے اجر وانعام کا مستحق بن گیا۔ یہ المناک کہانی یوں ختم ہوئی۔

ماجرائے قید

اب میرا ماجرا سنیے مکر وتلبیس سے نصاریٰ نے مجھے سیتا پور سے قید کر لیا۔ تو ایک قید خانے سے دوسرے قید خانے ایک سخت زمین سے دوسری سخت زمین میں منتقل کرنا شروع کر دیا۔ مصیبت پر مصیبت غم پر غم پہنچایا۔ میرا جوتا اور لباس تک اتار کر موٹے اور سخت کپڑے پہنا دیے۔ نرم اور بہتر بستر چھین کر خراب سخت اور تکلیف دہ بچھونا حوالہ کر دیا گویا کانٹے بچھا دیے گئے تھے۔ یا دہکتی ہوئی چنگاریاں ڈال دی گئی تھیں۔ میرے پاس لوٹا پیالہ اور کوئی برتن نہ چھوڑا۔ اکل سے ماش کی دال کھلائی اور گرم پانی پلایا۔ محبان مخلص کے آب محبت کے بجائے گرم پانی اور ناتوانی وکبرسنی کے باوجود ذلت ورسوائی کا ہر وقت سامنا رہا۔

عبور دریائے شور

پھر ترش رو دشمن کے ظلم نے مجھے دریائے شور کے کنارے ایک بلند و مضبوط ناموافق آب وہوا والے پہاڑ پر پہنچا دیا۔ جہاں سورج ہمیشہ سر پر ہی رہتا تھا۔ اس میں دشوار گزار گھاٹیاں، دراہیں تھیں، جنہیں دریائے شور کی لہریں ڈھانپ لیتی تھیں۔ اس کی نسیم صبح بھی گرم وتیز ہوا سے زیادہ سخت الغاس کی نعمت زہر ہلاہل سے زیادہ مضر تھی۔ اس کی غذا حنظل سے زیادہ کڑوی اس کا پانی سانپوں کے زہر سے بڑھ کر ضرر رساں تھا۔ اس کا آسمان غموں کی بارش کرنے والا، اس کی زمین آبلہ دار اس کے سنگ ریزے بدن کی پھنسیاں اور اس کی ہوا ذلت وخواری کی وجہ سے ٹیڑھی چلنے والی تھی۔ ہر کوٹھڑی پر پھر تھا جس میں رنج ومرض بھرا ہوا تھا۔

میری آنکھوں کی طرح ان کی چھتیں ٹپکتی رہتی تھیں۔ ہوا بدبودار اور مرض کا مخزن تھا۔ مرض ذلیل اور دردناک بیماریاں بے شمار۔ خارش وتو باز دہ مرض جس سے بدن کی کھال پھٹنے اور چھلنے لگتی ہے۔ عام تھی، بیمار کے علاج

تندرست کے بقاو صحت اور زخم کے اندمال کی کوئی صورت نہ تھی۔ معالج مرض میں اضافہ کرنے والا معالج ہلاک ہونے والا طبیب تکلیف و رنج بڑھانے والا تیمار رنجیدہ کی نہ غم خواہی ہی کی جاتی نہ اس پر رنج و افسوس کا ہی اظہار ہوتا۔ دنیا کی ہر مصیبت سے یہاں کی معمولی بیماری بھی خطرناک ہے۔ بخار موت کا پیغام، مرض سرسام اور برسام (دماغ کے پردوں کا ورم) ہلاکت کی علت تام ہے۔ بہت مرض ایسے ہیں جس کا کتب طب میں نام و نشان نہیں۔ نصرانی ماہر طبیب مریضوں کی آنتوں کو تنور کی طرح جلاتا اور مریض کی حفاظت نہ کرتے ہوئے آگ کا قبہ اس کے اوپر بناتا ہے۔ مرض نہ پہچانتے ہوئے دوا پلا کر موت کے منہ کے قریب پہنچا دیتا ہے۔

کالے پانی میں محبوسین سے بعد از مرگ بدسلوکی

جب کوئی ان میں سے مرجاتا ہے تو نجس و ناپاک خاکروب جو درحقیقت شیطان خناس یا دیو ہوتا ہے اس کی ٹانگ پکڑ کر کھینچتا ہوا غسل و کفن کے بغیر اس کے کپڑے اتار کر ریگ کے تودے میں دبا دیتا ہے نہ اس کی قبر کھودی جاتی ہے نہ نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ یہ کیسی عبرتناک اور الم انگیز کہانی ہے۔

یہ واقعہ ہے کہ اگر میت کے ساتھ یہ برتاؤ نہ ہوتا تو اس جزیرہ میں مرجانا سب سے بڑی آرزو ہوتی اور اچانک موت سب سے زیادہ تسلی بخش تھی اور اگر مسلمان کو خودکشی مذہب میں ممنوع اور قیامت کے دن عذاب و عقاب کا باعث نہ ہوتی تو کوئی بھی یہاں مقید و مجبور بنا کر تکلیف مالایطاق نہ دیا جاسکتا اور مصیبت سے نجات پالینا بڑا آسان ہوتا۔

یہ ناقابل برداشت حالات تھے کہ میں متعدد سخت امراض میں مبتلا ہوگیا جس کی وجہ سے میرا صبر مغلوب، میرا سینہ تنگ، میرا چاند دھندلا اور میری عزت ذلت سے بدل گئی، میں نہیں جانتا کہ اس دشوار و سخت رنج و غم سے کیونکر چھٹکارا ہوسکے گا، خارش و قوبا میں ابتلا اس پر مستزاد ہے۔ صبح و شام اس طرح بسر ہوتی ہے کہ تمام بدن زخموں سے چھلنی بن چکا ہے۔ روح کو تحلیل کر دینے والے درد تکلیف کے ساتھ زخموں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

وہ وقت دور نہیں جب یہ پھنسیاں مجھے ہلاکت کے قریب پہنچادیں ایک زمانہ وہ بھی تھا جب محمود خلائق غنی اور صحیح و سالم تھا۔ اب اپاہج اور زخمی ہوں۔ بڑی سخت مصیبت میں اور بیسیوں صعوبتیں جھیلنا پڑ رہی ہیں۔ جس طرح ٹوٹی ہوئی ہڈی، لکڑی اور پٹی کا بوجھ اٹھاتی ہے۔ اس طرح ہم بھی ناقابل برداشت مصیبتیں اٹھا رہے ہیں۔

انگریزوں کے سینے عداوت کے دفینے ہیں

ان تمام مصائب کے باوجود اللہ کے فضل و کرم کا شکر گزار ہوں، کیونکہ اپنی آنکھوں سے دوسرے

قیدیوں کو بیمار ہوتے بھی بیڑیاں پہنے ہوئے زنجیروں میں کھینچے جاتے دیکھتا ہوں، انہیں لوہے کی بیڑیوں اور زنجیروں میں ایک سخت تیز اور غلیظ انسان کھینچتا ہے رعونت و مہنیت کینہ و عداوت کا پورا مظاہرہ کرتا ہے۔ تکلیفوں پر تکلیفیں پہنچانا اور بھوکے اور پیاسے پر بھی رحم نہیں کھاتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ان آفات و تکالیف سے محفوظ رکھا، میرے دشمن میری ایذارسانی میں کوشاں اور میری ہلاکت کے درپے رہتے ہیں میرے دوست میرے مرض کی امداد سے لاچار ہیں۔ دشمنوں کے دل میں میری طرف سے بغض و کینہ مذہبی عقائد کی طرح راسخ ہو گیا ہے۔ ان کے پلید سینے کینہ و عداوت کے دفینے بن گئے ہیں

لا تقنطوا من رحمۃ اللہ

ان ظاہر اسباب پر نظر کرتے ہوئے میں اپنی نجات سے مایوس اور اپنی امیدوں کو منقطع پاتا ہوں لیکن اپنے رب عزیز و رحیم رؤف و کریم کی رحمت سے ناامید نہیں ہوں۔ وہی تو جابر فرعون سے عاجز ضعیفوں کو نجات دلاتا ہے اور وہی تو زخمی مظلوموں کے زخم کو اپنے رحم و کرم کے مرہم سے بھرتا ہے۔ وہ ہر سرکش کے لیے جبار و قہار ہے۔ ہر ٹوٹے ہوئے دل کا جوڑنے والا ہر نقصان رسیدہ متحیر کا کامیاب بنانے والا اور ہر دشوار کو آسان کرنے والا ہے اسی نے نوح علیہ السلام کو غرق اور ابراہیم علیہ السلام کو طپش و حرق، ایوب علیہ السلام کو مرض و مصائب یونس علیہ السلام کو شکم ماہی اور بنی اسرائیل کو بربادی و تباہی سے نجات دی۔ اسی نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو ہامان و فرعون و قارون اور عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو مکر ماکرین اور اپنے حبیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دجل و فریب کفار پر غالب کیا پھر اگر مجھے منفقوں مصیبتوں اور حوادث و معاصی نے گھیر لیا ہے تو اس کی رحمت و فضل سے کیوں مایوس ہوں۔ وہی میرا رب ہے شافی و کافی اور خطا پوشی و امرزگار ہے۔ بہت بیمار جو موت کے کنارے پہنچ کر بھی اسے یاد کرتے ہیں شفا پاتے ہیں۔ بہت خطا کار جب استغفار و استغفار کرتے ہیں مقبول بارگاہ ہوتے ہیں۔ بہت دردمند جب اُسے پکارتے ہیں مصیبت سے نجات پاتے ہیں۔ بہت مسافر جب اپنی حاجتیں پیش کرتے ہیں مراد کو پہنچتے ہیں۔ بہت قیدی جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ خلاق مطلق انہیں بیڑیوں اور قیدیوں سے بلا فدیہ و احسان چھٹکارا دلاتا ہے۔

بالآخر ہمارا وسیلہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں

میں بھی مظلوم و دل شکستہ و مضطر اور مسکین و ذلیل و محتاج بن کر اسی خدائے برتر کو پکارتا ہوں۔ اسی کے حبیب کو وسیلہ بنا کر اور امیدوار رحمت ہو کر اس کی بارگاہ میں بصد تضرع التجا کرتا ہوں وہ وعدہ خلاف نہیں۔ اس نے مظلوم و مضطر کے یاد کرنے پر اجابت دعوت اور کشف مصیبت کا وعدہ کیا ہے۔ وہی مجھے تکلیف سے

نجات دے گا۔ وہی قلق واضطراب سے آزاد کرے گا۔ وہی پکڑنے والے سے چھڑائے گا۔ وہی میرے گریہ وبکا پر رحم کرے گا۔ وہی میری بدبختی وشامت کو ہٹائے گا۔ وہ دعا کا سننے والا ہے۔ بہت دینے والا اور بلاؤں کا دفع کرنے والا ہے۔ اسی سے جلاوطنی کے غم کو دور اور بہترین نعمتوں کے عطا کرنے کی امیدیں ہیں اے میرے رب مصیبتوں سے مجھے نجات دے اے امید واروں کے امیدگاہ اور اے التجا کرنے والوں کی پناہ گاہ اپنے حبیب امین اس کی آل طاہرین ومبارکین اور اس کے صحابہ محافظین دین کے صدقے میں ہماری سن لے!! اے ارحم الراحمین اور احکم الحاکمین! تو ہی ظالموں سے مظلوموں کا انتقام لینے والا ہے۔ بے شک ساری تعریفیں سارے جہان کے پالنے والے کے لیے ہے یہ پُر درد والم انگیز کہانی ختم ہوئی۔

افسوس کہ قصائد نامکمل رہ گئے میں نے اپنی مصیبت وپریشانی کا کچھ حال دونوں قصیدوں میں بھی لکھا ہے ایک قصیدہ ہمزیہ ہے جس میں شیطانی وساوس کا ذکر ہے۔ اور دوسرا دالیہ ہے جس میں اس غمگین ومعذور کی تکلیف ورنج کا ذکر ہے۔ ان دونوں قصیدوں کو سرورِ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کی مدح پر ختم کیا ہے۔ ان دونوں سے پہلے "نون" کے قوافی میں بھی قصیدہ لکھا تھا جو دریتیم کی طرح فرید وبیگانہ ہے۔ اس کا ہر شعر مضبوط ومرتفع قصر کی طرح ہے۔ اس کے اتمام کی نوبت نہیں آئی مصائب وآلام کے ہجوم نے تکمیل کا موقع نہیں دیا۔ اس کا مطلع یہ ہے۔

ماناح فی اوراق اشجان
الا وھیج اشجانی واشجانی

اگر اللہ نے مجھ پر رہائی سے احسان فرمایا تو اس ذات کی مدح اس میں شامل کر کے ختم کروں گا جسے مکارم اخلاق سے پورا پورا حصہ ملا ہے اس پر اور اس کی آل پر قیامت تک صلوٰۃ وسلام۔ واللہ سبحانہٗ ولی التوفیق والاکرام) ختم شد۔ الثورۃ الہندیہ۔

مجاہد اعظم مولانا سید کفایت علی کافی مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا سید کفایت علی سنی بریلوی اعاظم علما میں سے فرنگی سامراج سے ٹکرا جانے والی وہ شخصیت تھی کہ مرادآباد کی سرزمین جن کے مقدس خون کو آج تک داد وفا دے رہی ہے۔ آپ مرادآباد کے معزز ترین سادات کرام کے خاندان میں پیدا ہوئے۔ علوم عقلیہ ونقلیہ کے جلیل فاضل ہو کر شاعری میں یگانہ مقام حاصل کیا۔

علم حدیث، فقہ اصول، منطق، فلسفہ میں یگانہ روزگار تھے آپ کا نعتیہ کلام غزل کے پیرائے میں ہے۔ آپ نے قصائد سے گریز کیا کہ ان میں مبالغہ کی آمیزش ہوتی ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد الملت مولانا احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مولانا کافی اور حسن میاں کا کلام اول سے آخر تک شریعت مطہرہ کے دائرہ میں ہے۔ بلکہ مولانا کافی کو اعلیٰ حضرت سلطان نعت فرمایا کرتے تھے۔ جب تحریک آزادی ہند شروع ہوئی تو گویا مولانا کافی رحمۃ اللہ علیہ کا ہاشمی خون پہلے سے ہی جذبہ شہادت سے سرشار تھا۔ مولانا نے حوالی مراد آباد میں فرنگی سامراج کے خلاف علم جہاد بلند فرمایا اور جدھر آپ کا رخ ہوا برطانوی استبداد کے پرچھے اڑتے گئے۔ سلطان بہادر شاہ ظفر نے آپ کو بلایا اور جہاد کے مشورے کئے مولانا نے جنرل بخت خان شیخ افضل صدیقی، شیخ بشارت علی خان، مولانا سبحان علی، نواب مجدد الدین، مولانا شاہ احمد اللہ مدراسی کی معیت میں مختلف محاذوں پر انگریزوں کو شکستیں دیں، رام پور اور مراد آباد کے اکثر معرکے سر کیے۔ بالآخر انگریزوں کے پٹھو کلال فخر الدین اور بعض خائنوں کی سازش سے ۳۰ اپریل ۱۸۵۸ء مطابق ۶ رمضان المبارک ۱۲۷۴ھ مولانا گرفتار کر لیے گئے اور مراد آباد جیل سے متصل بر سر عام آپ کو انگریزوں نے تختہ دار پر لٹکا دیا۔ پھانسی کے وقت مولانا نے مندرجہ ذیل اشعار بڑے ترنم و ذوق سے پڑھ رہے تھے۔

کوئی گل باقی رہے گا نے چمن رہ جائے گا	پر رسول اللہ کا دین حسن رہ جائے گا
ہمصفیرو باغ میں ہے کوئی دم کا چہچہا!	بلبلیں اڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائے گا
اطلس و کمخواب کی پوشاک پر نازاں نہ ہو	اس تن بے جان پر خاکی کفن رہ جائے گا
سب فنا ہو جائیں گے کافی ولیکن حشر تک	نعت حضرت کا زبانوں پر سخن رہ جائے گا

ہمارے دیگر مجاہد اکابرین علماء و شہدائے تحریک آزادی ہند

مولانا عبد الجلیل شہید علی گڑھی علی گڑھ میں پیدا ہوئے۔ یگانہ روزگار عالم تھے بے شمار افاضل نے آپ سے پڑھا متقی عارف باللہ رہنما تھے، تحریک آزادی ۱۸۵۷ء میں مجاہدین نے انگریزوں کو علی گڑھ سے نکال دیا تو زمام قیادت آپ کے حوالے کی گئی۔ دوبارہ انگریزوں نے چڑھائی کی تو دشمن سے مقابلہ میں بہت سے مجاہدین شہید ہوئے۔ مولانا عبد الجلیل بھی ان شہداء میں حیات ابدی پا گئے۔ اور ان بہتر شہداء کے ساتھ جامع مسجد علی گڑھ میں دفن ہوئے۔

(۲) مولانا امام بخش صہبائی دہلوی شہید رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳) مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۴) مولانا ڈاکٹر وزیر خاں بہاری رحمۃ اللہ علیہ۔

(۵) مولانا مظفر حسین کاندھلوی۔

(۶) مولانا رضی الدین بدایونی۔

ان کے مفصل حالات کے لیے تواریخ انقلاب آزادی ۱۸۵۷ء پڑھیے۔

دوسرے سرفروشان ملک و ملت سُنّی بریلوی قائدین تحریک آزادیٔ ہند

مفتی صدر الدین صاحب دہلوی، مفتی عنایت احمد کاکوروی، منشی رسول بخش کاکوروی، سید احمد اللہ شاہ، جنرل بخت خاں مولانا لیاقت علی الہ آبادی، جنرل عظیم اللہ خاں، مفتی صدر الدین خاں دہلوی، مولوی اعتقاد علی، مولوی امام بخش صہبائی، باقر علی صاحب ناظم محکمہ دیوانی، مولوی نور الحسن صاحب، سید مراتب علی صاحب، مولوی خواجہ تراب علی صاحب، سید حسن علی صاحب، مولوی رحمت علی صاحب، مفتی ریاض الدین صاحب، مولوی غلام جیلانی صاحب، مولوی غلام مرتضےٰ صاحب، مفتی رسول بخش صاحب، مفتی انعام اللہ خاں، شیخ محمد شفیع صاحب، مومن علی صاحب، باسط علی صاحب، محمد عظیم الدین حسن صاحب، محمد قاسم صاحب داناپوری، معین الدین، مولانا کریم اللہ صاحب، صدر الصدور قاضی محمد کاظم علی صاحب، تاج الدین صاحب، طفیل احمد خیرآبادی، مولانا غلام امام شہید، مفتی عبد الوہاب صاحب گوپاموی، ڈاکٹر وزیر خاں صاحب مولوی فیض احمد صاحب بدایونی، حضرت سید تراب الحق صاحب سجادہ نشین تکیہ شریف کاکوروی، مولانا وہاج الدین مراد آبادی، مولانا کفایت علی صاحب کافی مراد آبادی، نواب مجد الدین، حافظ محمد عبد اللہ وغیرہ۔ یہ اکثر حضرات جنہوں نے شمع حریت روشن کی، سنی بریلوی صوفی اعتقاد درویش مسلک ہی تھے۔ مولانا فضل حق شہید رحمۃ اللہ علیہ کو اس کارزار جہاد میں مرکزی اور قائدانہ حیثیت حاصل ہے وہ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ مذکور الصدر قائدین تحریک آزادی میں سے چند ایک کے متعلق مختصراً کچھ حالات بطور نمونہ پیش خدمت ہیں ملاحظہ ہوں۔

مجاہد اعظم مولانا سید احمد اللہ شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ

ع بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن

تحریک آزادی ۱۸۵۷ء کے تمام مجاہدین علماء و مشائخ اکابرین علماء سنی بریلوی تھے۔ اور جب کہ سید احمد

بریلوی اور مولوی اسماعیل مدفون بالاکوٹ نے اپنی پیٹ پوجا کو مقدم رکھکر انگریزی اقتدار قائم کرنے کے لیے ایک تحریک بمعاونت برطانیہ چلائی تو برطانوی اقتدار کے پرخچے اڑانے والے سنی بریلوی علماء کے الوالعزم اکابر علماء دین و قائدین آزادی رہنما ہی تھے۔ جن میں سے سر فہرست شہید ملت شمع حریت مولانا شاہ احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ مدراسی کا اسم گرامی آتا ہے۔ جنہوں نے تن من دھن، سب کچھ ملک و ملت پر نثار کیا۔ بالآخر جام شہادت نوش فرما کر داخل جنت ہوئے۔

آپ ۱۲۰۴ھ میں بمقام چینا پٹن تعلقہ، پونا ملی، ساحل دریائے شور متعلقات مدراس میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد نواب سید محمد علی سلطان ٹیپو شہید کے عظیم مقرب و مصاحب اور چیناپٹن کے مختار نواب تھے مولانا احمد اللہ شاہ نے قابل افاضل اور اساتذہ عصر سے تمام علوم و فنون عربیہ اسلامیہ کی تکمیل کی۔ اور متبحر عالم و یگانہ روزگار متقی پرہیزگار رہبر ہوئے۔ حیدرآباد و یورپ کی سیاحت کی۔ پھر حج سے مشرف ہوئے۔ پھر جے پور میں حضرت پیر قربان علی شاہ کے دست اقدس پر بیعت کی اور سلسلہ عالیہ چشتیہ میں سلوک طے کیا۔ پھر ٹونک پہنچ کر جہاد کے جذبات بیدار کیے۔ گوالیار میں پہنچ کر مشہور عارف پیر محراب شاہ قلندر سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ انگریزوں نے غدر کیا۔ علم جہاد بلند کرتے ہوئے حریت کے پروانے اور اور تحریک کے قائد اعظم کی حیثیت سے بخت خاں کے دست راست بن کر دہلی پہنچے۔ انگریزوں کو ناکوں چنے چبا دیے۔ پھر آگرہ میں انگریزی استبداد سے ٹکرائے پھر کانپور میں برطانوی پرخچے اڑائے پھر لکھنؤ میں محاذ فتح کیے۔ پھر فیض آباد اور شاہجہان پور میں فرنگی سامراج کا ستیاناس کیا اور بالآخر یہ باکمال عالم بے مثال مجاہد، یگانہ روزگار پیر فاتح اعظم بطل جلیل میدان کارزار میں ۱۳ ذی قعدہ ۱۲۷۵ھ کو جام شہادت نوش فرما گئے۔

تحریک آزادی کی تمام تاریخیں اس بطل جلیل کے مفصل کارناموں سے مزین ہیں اور ان نامراد مؤرخین پر سخت افسوس ہے جنہوں نے مولانا شاہ احمد اللہ کو ننگ دین، ننگ وطن سید احمد بریلوی و مولوی اسماعیل کے عزائم کا تکمیل کنندہ لکھ کر یا ان سے تعلق دار بنانے کے لیے خواہ مخواہ ان غداروں کو مولانا شاہ احمد اللہ کے حالات میں گھسیٹ کر ان کے مقدس عقیدہ و کردار کو داغ دار کرنے کی کوشش کی ہے۔ مولانا شاہ احمد اللہ خالص سنی حنفی صوفی عالم اور ممتاز مجاہد تھے۔ سید احمد و اسماعیل جیسے بدعقیدہ نام نہاد مجاہدوں سے شہید موصوف کا دور کا بھی تعلق نہ تھا۔ مولانا کے مجاہدانہ کارنامے آزادی وطن کے لیے جوش و خروش، مختلف محاذوں پر انگریزوں سے مقابلے اور بالآخر اللہ کی راہ میں شہادت تحریک آزادی کی مفصل تواریخ میں دیکھئے اور سنی بریلوی علماء کی دینی و ملکی خدمات کو بالتفصیل پڑھیے۔

استاذ الہند حضرت مولانا مفتی صدر الدین خان آزردہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبِ عشق کا دستور نرالا دیکھا
اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

تحریکِ آزادیٔ ہند، ۱۸۵۷ء میں جو خدمات حضرت مولانا مفتی صدر الدین علیہ الرحمۃ نے پیش کی ہیں کسی سے پوشیدہ نہیں۔ بلکہ اس تحریک کا مدار المہام اسی ذاتِ گرامی کو ہی کہنا زیبا ہے۔ قلم کو کیا طاقت کہ ان کے علم و فضل کے بحرِ بے کنار سے ایک موتی باہر لا سکے۔ اور دفتر کے دفتر ان کے مکارم و محاسن کے لیے ناکافی۔ ۱۲۰۴ھ میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ اکثر علوم مولانا امام الہند فضل امام خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ والد ماجد مولانا فضل حق خیر آبادی شہید تحریک حریت سے حاصل کیے۔ حدیث شریف حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی سے پڑھی اور یگانۂ روزگار عالم بنے۔ چار دانگ عالم میں ان کے علم و فضل کا چرچا ہوا۔ دہلی میں صدر الصدور رہے۔ انگریزوں کا اقتدار بڑھتا دیکھا تو تحریک آزادی کا جھنڈا اٹھایا۔ فتوائے جہاد نشر کیا۔ مجاہدین و اکابرین تحریک آزادی کی قیادت کی۔ تمام جائدادیں تحریک پر خرچ کر دیں۔ ملک کے گوشہ گوشہ میں ان کے تلامذہ موجود ہیں۔ شعر گوئی میں کمال رکھتے تھے۔ معقول، فلسفہ، ریاضی کے عدیم المثل استاذ تھے۔ فقہ کے ممتاز ماہر و مفتی تھے۔ خالص سنی حنفی صوفی عالم و یگانۂ روزگار امام العلوم تھے۔

وہابیت کی بیخ کنی میں ان کی مساعی مشکورہ اور آزادیٔ ہند میں ان کی جد و جہد محتاجِ تعارف نہیں۔ آج تک وہابیوں دیوبندیوں میں نہ ایسا عالم پیدا ہوا نہ مجاہد۔ پنج شنبہ ۲۴ ربیع الاول ۱۲۸۵ھ بستی نظام الدین اولیاء دہلی میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

آسماں تیری لحد پہ نور افشانی کرے

علمائے بریلی ـــــ مجاہدین اسلام

شاد باش اے سرزمین بریلی شاد باش ۔ شاد باش اے موطن شاہ احمد رضا شاد باش
شاد باش اے مرکز جہاد شاد باش ۔ شاد باش اے میدان غزا شاد باش

انگریز سب سے پہلے ہندوستان میں تجارت کے لیے وارد ہوئے۔ ہند کی چیزیں یورپ میں ادھر

وہاں کی چیزیں ہند میں بیچتے۔ پھر انہوں نے کلکتہ کے قریب کچھ کارخانے لگائے اور ان کی حفاظت کے نام پر مسلح فوج رکھ لی۔ اور جب تخت دہلی کمزور ہوا اور ماتحت راجوں نے بغاوتیں شروع کیں تو انگریزوں نے مزید فوج یورپ سے منگا کر بعض علاقوں پر قبضہ کر کے اپنی قلمرو بنالی۔ پھر دہلی پر ڈورے ڈالنے لگے تو دہلی کے آخری تاجدار سلطان بہادر شاہ ظفر نے انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی لڑی جو کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے نام سے مشہور ہے۔

اس جنگ آزادی کے تمام قائدین وقت کے اعاظم محدث مفسر فقہا، جامع معقول و منقول علماء و فضلاء کی وہ قدسی النفس جماعت تھی جو پیکر علم و تقویٰ اور شہسواران میدان کارزار تھے۔ یہ سب سنی صوفی اور اعاظمین علمائے بریلی تھے۔

امام اہلسنت حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی شہید جنہیں انگریزوں نے انڈومان کی جیل میں مختلف اذیتوں سے شہید کیا اور جنہوں نے وہابیوں اور دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان وغیرہ کے بے شمار رد لکھ کر وہابیوں کی بیخ کنی کی اور دوسرے سنی بریلوی راہنما مولانا مفتی عنایت احمد کاکوروی مولانا مفتی صدر الدین آزردہ، مولانا فیض احمد عثمانی بدایونی، مولانا وہاج الدین، مولانا سرفراز علی خاں، مولانا شاہ احمد اللہ شہید، مولانا رضا علی خاں بریلوی، قاضی عصمت اللہ، مولانا کفایت علی کافی شہید، مولوی امام بخش صہبائی، وغیرہم سب مجاہد جلیل جنرل بخت خاں کی جہاد کمیٹی کے جرنیل اور بہادر شاہ ظفر کے دست راست تھے۔

حضرت مولانا رضا علی خان بریلوی

امام اہلسنت اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے وقت آپ کی عمر صرف ایک سال تھی اور آپ کے والد ماجد امام العلماء حضرت مولانا نقی علی خان وقت کے مرکز علم و فضل اور اعلیحضرت شاہ احمد رضا کے جد امجد مولانا رضا علی خان بریلی کی عظیم شخصیت تھے۔ انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی شروع ہوئی تو بریلی اور اس کے گرد و نواح سے فرنگی انخلاء پر مامور مجاہدین اسلامی عساکر کی قیادت آپ کے سپرد تھی۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے شجرۂ طیبہ کو مولانا رضا علی خاں کی مساعی سے حیات جاوداں ملی

جنگ آزادی کے عظیم راہنما و جلیل قائد مولانا رضا علی خاں نے اس تحریک آزادی میں شب و روز بریلی کے گرد و نواح میں مجاہدین کی تربیت و ترغیب میں بسر کئے۔ باوجود ضعیف العمری کے کئی معرکوں میں خود شمشیر بکف

ہوکر انگریزوں کے لیے پیغام اجل ثابت ہوئے۔

مجاہد اعظم حضرت مولانا رضا علی خاں بریلوی

بریلی کی یہ عظیم شخصیت جن کے والد حافظ محمد کاظم علی خاں سلطنت مغلیہ کی طرف سے شہر بدایوں میں تحصیل دار یعنی کلکٹر کے درجہ پر فائز تھے۔ دو سو سوار فوج خدمت پر متعین رہتی تھی اور حافظ صاحب کے دادا محمد سعادت یار خاں جو مغلیہ فوج کے سپہ سالار تھے اور سلطنت وقت کے حکم سے انہوں نے اہل ہنود سے بریلی کا علاقہ فتح کر کے مسخر کیا تھا اور شاہان مغلیہ کی طرف سے آپ کو بریلی میں آٹھ گاؤں کی جاگیر ملی ہوئی تھی راس سب جاگیر کے مالک حضرت مولانا رضا علیخاں تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۲۴ھ میں ہوئی باوجود رئیس اعظم ہونے کے والد نے علوم عربیہ میں لگا دیا۔ مولانا خلیل الرحمن ٹونکی سے تمام علوم عقلیہ و نقلیہ میں اعلیٰ درجہ کا مقام حاصل کیا۔ وہ خود اپنے محلہ میں خود اپنی جامع مسجد میں جماعت کراتے اور ایسی پرتاثیر تقریر فرماتے کہ سینکڑوں لوگ گناہوں سے تائب ہوتے۔ زہد و تقویٰ و فقر کا غلبہ ہوا تو تجرید و تفرید کی طرف مائل ہوئے۔ شب و روز عبادت الٰہیہ میں بسر ہونے۔ یہ خاندان ہی اسلام کا شیدائی اور شاہانِ اسلام کا معتمد علیہ قبیلہ تھا۔ دہلی کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر پر انگریز غالب ہونے لگے اور انگریزوں سے مقابلے کے لیے جنرل بخت خاں اور شاہ احمد اللہ شاہ نے جہاد کمیٹی بنائی تو دہلی سے مولانا فضل حق خیرآبادی اور کاکوری سے مولانا مفتی عنایت احمد کاکوری مصنف علم الصیغہ اور بریلی سے مولانا رضا علی خاں کو منتخب کیا گیا۔

رئیس المجاہدین مفتی عنایت احمد مولانا شاہ رضا علی خاں کی خدمت میں

جب روہیلکھنڈ بریلی کے اکناف میں انگریزی اقتدار بڑھنے لگا تو جنرل بخت خاں نے مجاہد جلیل مفتی عنایت احمد کو مجاہدین کی تربیت کے لیے بریلی بھیجا اور انہیں ہدایت کی گئی کہ مولانا رضا علی خاں کی ہدایات سے مکمل استفادہ کیا جائے۔ مولانا نے اپنا مال و منال تمام مجاہدین پر صرف کر دیا۔ مفتی صاحب نے آپ کے پاس ہی رہ کر میدان کارزار کے منصوبے بنا کر انگریزوں کو شکستوں پر شکستیں دیں۔ مولانا رضا علی خاں کے فرزند ارجمند حضرت مولانا نقی علی خاں کی ڈیوٹی مجاہدین کو ہر قسم کا رسد پہنچانے پر لگی ہوئی تھی۔ آپ کی جامع مسجد میں ہر وقت دیگیں چولہوں پر رہتیں اور مجاہدین کے لیے لنگر عام جاری رہتا تھا۔

کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ مولانا نقی علی خان کے ایک ہاتھ پر امام اہل سنت اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی

قدس سرہ ہوتے اور ایک ہاتھ سے گوشت و شوربا کی بالٹیاں مجاہدین میں تقسیم فرماتے

ننھا مجاہد

جیساکہ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے زمانہ میں امام اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کی عمر صرف ایک سال تھی۔

ایک دن ایسا بھی اتفاق ہوا کہ کسی مجاہد نے مولانا نقی علی خاں سے امام اہل سنت کو لے کر گود میں بٹھالیا اور آپ کی تلوار آپ کے گلے میں ٹکا کر کندھے پر اٹھا لیا اور پکار پکار کر کہنے لگا کہ یہ ننھا پٹھان مجاہد بھی اسلام پر قربان ہونے کے لیے تیار ہے۔ آپ کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ فرمانے لگے کاش کہ اس ناچیز کی یہ کمائی آج اسلام کے کام آجاتی۔ آپ کے دادا مولانا رضا علی خاں جو مجاہدین کو ضروری ہدایات دے رہے تھے نے یہ بات سن لی۔ فرمانے لگے بیٹا غم مت کرو! تمہارا یہ بیٹا مرتدین اسلام، گستاخان انبیاء و اولیاء کے لیے تلوار بے نیام ہوگا اور اس سے رب العزت وہ کار عظیم لے گا جو اس صدی میں بڑے بڑے غازیوں سے نہیں ہو سکے گا۔ اس فرزند جلیل کی ساری زندگی خدمت اسلام کے لیے وقف اور ناموس اسلام کے لیے نثار ہوگی۔ جس دن اس کی ولادت ہوئی حضور سرکار غوث اعظم نے خود ہمیں مبارک باد سے نوازا اور ارواح اولیاء نے خوشی منائی۔

مولانا رضا علی خاں کی گرفتاری کے احکام

بدقسمتی سے بعض غدار مسلمانوں اور ہندوؤں کی سازشوں سے یہ تحریک جنگ آزادی کامیاب نہ ہو سکی۔ انگریزوں نے ملک پر قابض ہو کر اکابر علماء و فضلاء مجاہدین پر بے پناہ مظالم کیے کئی تو شہید ہو چکے تھے۔ بچے کھچے گرفتار کر کے جزیرہ انڈمان کی کال کوٹھڑیوں میں محبوس کر دیے گئے۔ حضرت مولانا فضل حق شہید خیرآبادی نے اسی جیل میں شہادت پائی۔ سلطان بہادر شاہ ظفر کے بچے گولیوں کا نشانہ بنے اور خود بمع بیگم رنگون میں قید کر دیے گئے۔ انہیں مصائب پر اپنی بصیرت پر مطلع ہو کر سلطان بہادر شاہ ظفر نے بہت پہلے کہہ دیا تھا۔

بس مرگ قبر پر اے ظفر کوئی فاتحہ بھی کہاں پڑھے
وہ جو ٹوٹی قبر کا تھا نشاں اسے ٹھوکروں سے اڑا دیا

چنانچہ اپنی مجاہدانہ سرگرمیوں کی بنا پر مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمۃ کو فرنگی مظالم کا نشانہ بننا تھا۔ چنانچہ آپ کی گرفتاری کے وارنٹ جاری ہو گئے اور ایک انگریز سارجنٹ سپاہی لے کر بریلی پہنچا۔ جس وقت وہ آپ کی مسجد میں گیا۔ آپ تلاوت قرآن مجید میں مشغول تھے۔ سارجنٹ نے مسجد میں ادھر اُدھر دیکھا اسے کچھ نظر نہیں آیا باوجود تلاش وہ خائب و خاسر واپس چلا آیا۔ انہیں ایام میں ملکہ برطانیہ نے عام معافی کا اعلان کر دیا اس طرح آپ کو خدا تعالیٰ نے فرنگی استبداد سے محفوظ فرمایا۔ مصنف حیات اعلیٰحضرت نے اس واقعہ کو مختصراً آپ کی کرامات میں ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس ہوش ربا زمانہ میں جب کہ انگریزی انتقام کے ڈر سے اکثر مسلمان شہروں سے جنگلوں میں بھاگ گئے تھے مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمۃ کی شجاعت کا یہ بے نظیر مظاہرہ تھا کہ آپ اطمینان سے مسجد شہر میں قیام فرما رہے اور در اصل یہ آپ کے مقام توکل علی اللہ اور استقامت کاملہ کا آئینہ دار ہے۔

من از سرِ نو جلوہ دہم دار و رسن را

عالم با عمل مفتی عنایت احمد صاحب کاکوروی

اسیر انڈومین۔ (علمائے اہل سنت زندہ باد)

دلِ گرمے، نگاہِ پاک بینے سینہ بتیابے

مولانا مفتی عنایت احمد، کاکوروی نہایت متقی و متبحر عالم فاضل تھے، علمائے ربانیین میں شمار کیے جاتے تھے۔ مفتی صاحب بمقام دیوہ ۹ شوال ۱۲۲۸ھ مطابق ۵ اکتوبر ۱۸۱۳ء کو پیدا ہوئے۔ کاکوروی کے ممتاز خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ جد امجد کا نام منشی لطف اللہ تھا ان کے صاحبزادے منشی غلام محمد اور ان کے فرزند منشی محمد بخش، مفتی عنایت احمد کے والد بزرگوار تھے، عنایت احمد صاحب سن شعور کو پہنچے تو تحصیل علوم کی غرض سے رام پور بھیجے گئے۔ وہاں مولانا حیدر علی صاحب اور سید محمد صاحب کے زیر تعلیم رہے اور علوم مروجہ کی تکمیل کی بعد ازاں دہلی گئے اور شاہ محمد اسحاق محدث سے حدیث شریف کے فارغ التحصیل ہوئے۔ پھر علی گڑھ جا کر علم معقول و منقول میں سند حاصل کی۔ مولانا بزرگ علی صاحب سے بھی تحصیل علم کی اور انہیں کے مدرسہ میں مدرس مقرر ہو گئے۔

کچھ عرصہ بعد آپ بریلی چلے گئے۔ اسی دوران ہند میں انگریزی اقتدار بڑھا تو اکابر علماء و رہنما اصحاب کی سرکردگی میں تحریک انقلاب کی سلسلہ جنبانی جاری تھی۔ مفتی صاحب بھی شب و روز بریلی کے انقلابی

گروہ کی مشاورتی مجالس میں شرکت کرنے لگے اور نواب بہادر خاں کی قیادت میں جہاد حریت کی تنظیم کے لیے سرگرم عمل ہوئے روہیلکھنڈ بریلی مجاہدین آزادی کا عظیم مرکز تھا اور اس علاقہ میں انٹی برٹش تحریک کے قائد جلیل امام اہلسنت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے جد امجد مولانا رضا علی خاں صاحب تھے ان کے مکان اور ان کے صاحبزادے مولانا نقی علی خاں کی مسجد مجاہدین کے مرکز تھے۔ مفتی صاحب بھی مولانا رضا علی خاں کے حلقۂ جہاد میں داخل ہو گئے اور مجاہدین کے لشکر میں شریک ہو کر محاربات میں عملی حصہ لینے لگے، جگہ جگہ خان بہادر خاں کے دست راست اپنے کمال جرأت و ہمت سے لڑتے رہے۔ جنرل بخت خاں بریلی پہنچے اور دار السلطنت دہلی کے مرکزی محاذ پر شرکت کے لیے (رام پور مراد آباد ہوتے ہوئے) روانہ ہوئے تو ان کی معیت میں مفتی عنایت احمد صاحب بھی لشکر آزاد کے ساتھ رام پور گئے اور جنرل بخت خاں مولوی سرفراز علی صاحب کے ساتھ نواب یوسف علی خاں والئی رام پور سے محاربۂ آزادی میں شرکت کے لیے گفت و شنید کرتے رہے۔ ان کے ہمراہ مفتی عنایت احمد بھی اس مشاورت میں برابر شریک رہے اور جب نواب رام پور جنگ آزادی میں مجاہدین کی اعانت سے انکار کیا تو جنرل بخت خاں نے فوج کشی کر دی۔ اس جنگ میں بھی مفتی صاحب نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

رئیس الاحرار مولانا محمد علی کے چچا زاد بھائی حافظ احمد حسن صاحب شوق نے اپنے تذکرہ کاملان رام پور میں اس معرکہ کا حال اس طرح بیان کیا ہے:۔

۹ جون ۱۸۵۷ء کو بخت خاں کئی ہزار فوج کے ساتھ رام پور آیا۔ مولوی سرفراز علی اس کی طرف سے سفیر تھے تمام شہر کو مورچہ بند کیا، شہر کے مفسد خود جا کر بخت خاں کو بھڑکاتے تھے۔ ان کا منشا تھا کہ روپیہ دیا جائے اور ولی عہد بہادر ریاست (نواب کلب علی خاں) مع فوج دہلی کو ساتھ چلیں۔ یہ مرحلہ سب سے زیادہ سخت تھا۔ علی بخش خاں نے اس مرحلہ کو بعد لطائف الحیل طے کیا اور ۱۳ جون کو بخت خاں رام پور سے چلا گیا۔ نواب نے ازراہ چاپلوسی جان بچانے کی خاطر جنرل بخت خاں کو خوب رسد بھجوائی اور مبالغہ کی حد تک مولوی سرفراز علی کی عزت افزائی کی اور اس طرح اپنے آپ کو بچایا۔

جنرل بخت خاں نے رام پور کے نواب سے صلح کر لی۔ اور مراد آباد کو کوچ کر گئے۔ اس وقت مفتی عنایت احمد صاحب، مولوی سرفراز علی صاحب کے مشورے سے پھر بریلی واپس چلے گئے۔ وہاں ابھی تک ہنگامہ کارزار گرم تھا۔ مفتی صاحب میدان شجاعت میں تیغ آزمائی بھی کرتے رہے اور خان بہادر خاں کی مجلس مشاورت میں خاص طور پر شریک رہے۔

خان بہادر کے لشکر مجاہدین میں ایک دستہ غازیوں کی فوج کا بھی تھا۔ یہ سب کے سب مفتی صاحب

چوں بفضل خالقِ ارض وسما :: اوستادم شد زقیدِ غم رہا
بہر تاریخ خلاص آں جناب :: برنوشتم اِنَّ اُستاذی نجا

مفتی صاحب کچھ عرصہ بعد کاکوری سے کانپور چلے گئے اور وہاں مدرسہ فیض عام قائم کر کے مستقل قیام فرمایا بالقول واقرار حبیب الرحمان خان شیروانی اسی مدرسہ کا فیض بالآخر سارے ہندوستان کو پہنچا۔ دو سال بعد مفتی صاحب نے حج بیت اللہ کا قصد کیا اور مدرسہ کا انتظام مولوی سید حسین شاہ صاحب بخاری کے سپرد انہیں مدرس اوّل مقرر کر کے کیا۔ اور مولوی لطف اللہ مدرس ثانی مقرر ہوئے اس زمانہ میں بادبانی جہاز چلتے تھے، جدہ کے قریب پہنچ کر ان کا جہاز پہاڑ سے ٹکرا گیا اور حضرت مفتی صاحب نماز ادا کرتے ہوئے احرام اندھے جہاز کے ساتھ غرق ہو کر واصل بحق ہوئے

یہ حادثہ ۲ شوال سنہ ۱۲۷۹ھ مطابق ۱۱ اپریل سنہ ۱۸۶۳ء کو رونما ہوا، اس وقت مفتی صاحب کی عمر ۵۲ سال کی تھی آپ کی کل تصانیف کی تعداد بیس ہے جن میں تواریخ حبیب الٰہ (سیرت نبوی) " لوامع العلوم" "اسرار العلوم" "الحق المبین" "علم الصیغہ" "تجمۂ بہار" "احادیث الحبیب المتبرکہ" اور ترجمہ تقویم البلدان" زیادہ مشہور اور خاص تواریخ حبیب الٰہ ہیں حضرت مفتی صاحب حقیقت میں ایک "بحر العلوم" تھے انہیں ریاضی میں خاص امتیاز حاصل تھا۔ ان کی ذات ستودہ صفات ان علماء کاملین میں سے تھی جو ایک طرف دین اور دوسری طرف وطن کے تحفظ کے لئے عمر بھر سینہ سپر رہے، وہ پیشۂ علم کے مرد یگانہ تھے اور میدان شجاعت کے سرفروش مجاہد تھے

دل گرمے، نگاہِ پاک بینے جان بیتابے

سنی بریلوی علماء کے مجاہد اعظم

مبلغ دین و مجاہد ملت حضرت مولانا فیض احمد عثمانی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

وہ عالم باعمل جس کی رہنمائی نے دین و ملت کو روحِ عمل بخشی

غداریوں نے پھونک دیا آشیاں میرا

انقلاب ۱۸۵۷ء کی رہنمائی اور جہاد حریت میں برسر میدان شرکت کرنے والوں میں بیشمار علماء و فضلاء کے اسمائے گرامی شامل نہیں، جنہیں تاریخ نے بھی محو کرڈالا۔ آج اکابرین میں مولانا فیض احمد عثمانی بدایونی کا نام نامی بھی خاص طور پر قابل ذکر ہے لیکن حیرت ہے کہ ان کے تفصیلی حالات کسی قدیم تاریخ میں یکجا طور پر محفوظ نہیں مختلف دستاویزات اور بزرگوں کی روایات سے جو حالات مرتب ہوتے ہیں، ان میں سے اکثر ایسے ہیں جو قدیم تذکروں میں پائے نہیں جاتے۔ مفتی انتظام اللہ شہابی کے تذکرہ ایسٹ انڈیا کمپنی اور باغی علماء تک میں ان کا ذکر صرف دو سطروں میں نہایت سرسری طور پر کیا گیا ہے مفتی صاحب فرماتے ہیں "مولوی فیض احمد عثمانی صدر بورڈ میں پیش کار تھے۔ دلی گئے وہاں مجسٹریٹ کئے گئے پھر جنرل بخت خاں کے ساتھ رہے۔

مولانا فیض احمد کے والد بزرگوار بدایوں کے مشہور و مختار خاندان کے فرد حکیم غلام احمد صاحب تھے جو مولوی واڑہ میں رہتے تھے، فیض احمد صاحب کی ولادت ۱۸۰۸ء مطابق ۱۲۲۳ھ میں بدایوں میں ہی ہوئی، ان کی عمر صرف تین سال کی تھی، کہ والد صاحب نے وفات پائی ان کی والدہ ماجدہ نے یتیم کمسن بیٹے کی پرورش و تعلیم و تربیت کی، وہ خود بدایون کے عالم خاندان شیوخ کی تعلیم یافتہ خاتون تھیں۔ ان کے ایک ہم وطن جناب محمد ایوب قادری بی اے نے مولانا کے ذکر خیر میں بیان کیا ہے کہ "مولانا کو قدرت نے شروع ہی سے وہ دل و دماغ بخشا تھا کہ جس پر آپ کے ہم درس طلباء کو رشک آتا تھا جو چیز ایک بار پڑھ لی یاد ہوگئی۔ اور ایک دفعہ نظر سے گذر گئی دل پر نقش ہو گئی تحقیق و تدقیق آپ کا حصہ تھا اہل خاندان خیال کرتے تھے کہ مستقبل قریب یہ بچہ فخر خاندان ہوگا۔ والدہ نے اس ہونہار بچہ کو اپنے بھائی مولانا فضل رسول کے سپرد کر دیا۔ آپ نے نہایت محبت اور ناز و نعم سے پرورش فرمائی مولانا فیض احمد نے تمام علوم منقول و معقول صرف چودہ سال میں حاصل کر لئے۔ اور پندرہویں سالگرہ سے قبل اجازت درس مل گئی۔ دوسرے فنون مروجہ خطاطی و شعر و شاعری وغیرہ میں بھی آپ نے کمال حاصل کیا ایک قلیل عرصہ میں مولانا کا شہرا ہوگیا۔ اور تشنگان علم نے اس مبلغ علم و فضل کی طرف رخ کیا۔

مولانا نے علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد علوم باطنی کی طرف توجہ کی، اس وقت

حضرت اچھے میاں صاحب مارہروی کے خلیفۂ اعظم آپ کے نانا حضرت مولانا شاہ عبدالحمید صاحب کی بارگاہِ رشد و ہدایت مرجع خلائق ہو چکی تھی مولانا نے سلسلہ قادریہ میں اپنے نانا صاحب قبلہ سے بیعت کر کے علوم طریقت کی تحصیل سے بھی فراغت کی مولانا فیض احمد صاحب کی درسگاہ طلبار کے لئے حصول تعلیم ہی کا مرکز نہ تھی۔ بلکہ ہر طالب علم کی آپ جملہ ضروریات کے کفیل و معاون ہوا کرتے۔ یہی سبب تھا کہ مولانا کے شاگردوں کا شمار دشوار تھا آپ طلبار کی امداد کے لئے دوسروں سے ادھار لیتے مگر کسی کو حاجت مند نہ دیکھ سکتے۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق

مولانا تحریک آزادی میں

آپ بے حد متواضع اور مخلص انسان تھے مصنف اکمل التواریخ آپ کی مزاجی کیفیت کے سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ باوجود ثروتِ وقار کے دل فقیرانہ مزاج شاہانہ تھا۔ فقرار سے محبت اور غربار سے الفت طلبہ کے شائق اور علم کے شیدائی تھے شاگردوں کی تمام ضروریات کے خود کفیل ہوتے تھے، سلسلہ درس و تدریس آگرہ کے قیام کے دوران بھی برابر جاری رہا"

جب ہندوستان میں انگریزوں نے اپنے اقتدار کی بنیادیں مضبوط کرنے کے سلسلہ تبلیغ عیسائیت کا فتنہ برپا کیا۔ جگہ جگہ اسکول کالج کھول کر مسیحی تعلیم عام کی جانے لگی۔ اسوقت آگرے میں علمائے عصر نے ایک مشاورتی مجلس میں اس فتنہ کے رد کے لئے عملی تدابیر سوچیں، چنانچہ مولانا فیض احمد ان علمائے کرام کے ساتھ شریک تبلیغ دین کی خدمات انجام دینے لگے۔ باوجود سرکاری ملازمت کے انہوں نے جا بجا مسیحی تبلیغ کے مقابلہ کے لئے عیسائی پادریوں سے مناظرے کئے اور مضافات میں دورے کر کے تبلیغ اسلام میں مشغول رہے ۱۸۵۴ء میں جب پادری سی جی ڈی فنڈر ہندوستان وارد ہوئے اور انہوں نے فتنۂ ارتداد کا ہنگامہ بپا کیا تو مولانا سید احمد اللہ شاہ، ڈاکٹر وزیر خان صاحب وغیرہ حضرات نے اس کے رد کے لئے انتظامات شروع کئے۔

چنانچہ پادری فنڈر اور علمائے اسلام کے مابین ۱۸۵۴ء میں بمقام آگرہ جو مناظرہ ہوا اس میں ڈاکٹر وزیر خاں صاحب اور مولانا رحمت اللہ صاحب کے معاون خصوصی کی حیثیت سے مولانا فیض صاحب بھی موجود تھے اور انہیں تین حضرات نے فنڈر اور ان کے رفقار کے ساتھ وہ معرکۃ الآرا رمناظرہ کیا اور اسے ایسی شکست فاش دی کہ وہ فوراً ملک بدر ہونے پر مجبور ہوا اس مناظرہ کی پوری کیفیت "البحث الشریف فی اثبات النسخ والتحریف" کے نام سے وزیرالدین نے مرتب کرکے باہتمام حافظ محمد عبداللہ فخر للطابع شاہجہان پور سے ۱۲۷۰ھ میں طبع و شائع کرائی تھی۔ اس کی طباعت واشاعت کے جملہ مصارف حضرت بہادر شاہ ظفر کے ولی عہد مرزا فخرو مرحوم نے ادا کئے تھے اور تمام ملک میں مفت تقسیم کرایا گیا تھا۔

آگرہ کی جامع مسجد اس زمانہ میں نہایت خستہ و بوسیدہ حالت میں تھی۔ مسجد کی اس شکستگی کے سبب نمازی بھی برائے نام نظر آتے تھے۔ مولانا فیض احمد نے اس کی مرمت و تعمیر کرائی اور وہ مرکز دین و علوم بن گئی۔

مولانا احمد اللہ شاہ صاحب کے آگرے کے قیام کے دوران مولانا فیض احمد صاحب بھی اس حلقہ مجاہدین کے سرگرم رکن بن گئے جو آگرہ میں جہاد حریت کی تنظیم و اقدام کی غرض سے قائم ہوا اور ہر اجتماع میں جوش و خلوص سے شریک ہوتے رہے، اور ضروری مشورے دیتے رہے۔ آگرہ اور اس کے گرد و نواح میں مولانا نے دورے کرکے جہاد حریت کی تبلیغ کی۔ اسی سلسلہ میں سرکاری ملازمت سے بھی سبکدوشی حاصل کرلی اور میدان عمل میں تیغ بکف اتر آئے، دہلی کے معرکوں میں جنرل محمد بخت خاں کی قیادت میں نبرد آزمائے مجاہدین نے جب دہلی میں انگریزوں کو شکست دے کر سلطنت مغلیہ کے احیار کا اعلان کیا اس وقت مولانا فیض احمد مرزا مغل کے پیش کار کے فرائض بھی انجام دیتے اور لشکری انتظامات کے سلسلہ میں جملہ امور کی نگرانی کرتے شکست دہلی کے بعد آپ جنرل بخت خاں اور مولانا سید احمد اللہ شاہ صاحب کی معیت میں لکھنؤ گئے اور ہر محاذ پر ان کے شریک کار رہے سکندر باغ کے محاذ پر خصوصیت سے مولانا فیض احمد نے اپنی عملی تدابیر سے لشکر مجاہدین کی اعانت کی اور معرکہ آزما نظر آئے، لکھنؤ کے بعد آپ مولانا سید احمد اللہ شاہ کے ساتھ شاہجہان پور بھی گئے اس علاقہ کے

محاربات میں جن رہنما مجاہدین کے نام آتے ہیں۔ ان میں مولانا فیض احمد بھی پیش پیش تھے۔ بعد ازاں جب قصبہ محمدی میں مولانا احمد اللہ شاہ صاحب کی حکومت قائم ہوئی ان کی کونسل کے رکن رکین بنے جب محمدی پر انگریزوں نے حملہ کیا تو مولانا لشکر مجاہدین کے دست بازو بنے ہوئے تھے۔

مولانا سید احمد اللہ شاہ کے قیام شاہ جہان پور کے دوران مولانا فیض احمد کی تجویز پر مجاہدین کے چند دستے بدایوں بھیجے گئے جن کی رہنمائی ڈاکٹر وزیر خاں شہزادہ فیروز بخت اور مولانا فیض احمد کے سپرد تھی، بدایون کے معرکوں میں داد شجاعت دینے کے بعد نگرانہ کے محاذ پر بھی معروف کارزار رہے، اور سرفروشانہ کارنامے انجام دیتے نظر آئے، یہاں سے ہی محمدی حکومت قائم ہونے پر کابینہ میں شامل کئے جانے کی غرض سے دوسرے اکابرین کے ساتھ طلب کئے گئے تھے۔ سازش وغداری کے سبب حضرت احمد اللہ شاہ کی شہادت کے بعد دوسرے رہنما اور بقیہ جمعیت مجاہدین کے منتشر ہونے پر مولانا بھی روپوش ہو گئے پہلے خفیہ طور پر مختلف مضافات میں انقلابی تنظیم میں مصروف رہے، بعد ازاں لاپتہ ہو گئے بعض اصحاب کا خیال تھا۔ کہ خلافت ترکیہ کے دارالسلطنت قسطنطنیہ میں قیام پذیر ہیں۔ اس کے لئے آپ کے ماموں کبرسنی کے باوجود تلاش میں سرگرداں قسطنطنیہ پہنچے لیکن آپ کا کوئی پتہ نہ چلا کچھ لوگوں کا قیاس ہے۔ کہ جنرل بخت خاں کے ساتھ نیپال چلے گئے اور وہاں روپوش رہ کر ان کی معیت میں گوریلا جنگ میں مصروف رہے۔ بہرحال آپ کا صحیح پتہ معلوم نہ ہو سکا اور سن ومقام وفات کا بھی کسی کو علم نہیں ؎

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

شہید حریت منشی رسول بخش کاکوروی

تحریک انقلاب کے ایک سربرآوردہ رکن جو وطن فروشی کا نشانہ بنے

تحریک انقلاب ۱۸۵۷ء اسلامیان ہند کی صد سالہ عظیم جدوجہد اور سرفروشیوں کا ایک عظیم سلسلہ تھا جو ۱۸۵۷ء میں غازی نواب سراج الدولہ کی شکست وشہادت کے

بعد برطانوی سازشوں کے پرفریب جال کو توڑ پھینکنے اور سرزمین وطن کو آزاد کرنے کے لئے مصروف جہاد رہے۔ اس انقلابی تنظیم میں نوابین امراء اور سب سے زیادہ علماء وصوفیائے کرام جماعتیں پیش پیش تھیں ۱۸۵۷ء کے محرکات کی تفصیل تو کتب تاریخ میں ہی ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

ویسے سرگزشت مجاہدین کے سلسلہ میں یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ گذشتہ تنظیم میں ۱۸۵۷ء کے محاربۂ عظیم سے پانچ چھ سال پہلے روح عمل دوڑتی نظر آنے لگی تھی۔ جن علماء فضلاء نے اس تحریک میں جان ڈالی ان میں مولانا سید احمد اللہ شاہ مولانا سرفراز علی شاہجہانپوری، مولانا لیاقت علی الہ آبادی، علمائے بدایوں کے علاوہ دہلی آگرہ کاکوروی وغیرہ کے علماء کا بڑا حصہ تھا۔ ان حضرات میں منشی رسول بخش کاکوروی کا نام بھی سرفہرست ہے، جنہوں نے ابتداء سے عوام میں بیداری پیدا کرنے اور علم جہاد بلند کرنے میں بسوں "دامے درمے سخنے قدمے" جدوجہد جاری رکھی۔ منشی رسول بخش صاحب، مولانا سرفراز علی صاحب اور مولانا احمد اللہ شاہ صاحب وجنرل عظیم اللہ خان کی معیت میں مدتوں تنظیم انقلاب کے لئے ملک کے گرد و نواح میں دورے کرتے رہے اور شہر شہر قصبہ قصبہ میں گھومتے پھرتے عوام کو معرکۂ آزادی میں شریک ہونے کی دعوت حق دیتے، مفتی صاحب نے بھی دیگر رہنما مجاہدین کی طرح دیسی افواج میں جہاد حریت کی تبلیغ کر کے سپاہیوں میں جوش عمل پیدا کیا۔ اور چپاتیوں وغیرہ کی تقسیم وتنظیم کے پروگرام میں نہایت سرگرمی سے شریک تھے۔

منشی صاحب کے جد امجد ملا ابوبکر حاجی علوی تھے، جن کے صاحبزادے ملک بہاؤ الدین سلطان دہلی کی جانب سے کاکوری فتح کرتے تشریف لائے تھے فتحیابی کے بعد وہیں سکونت پذیر ہو گئے۔ منشی صاحب کے والد فیض بخش بہادر نواب شجاع الدولہ کی فوج میں صوبیدار تھے، وہ صاحب علم وہنر اور شجیع ودلیر بزرگ تھے ان کی تصنیف "چشمۂ فیض" مشہور ہے۔ منشی رسول بخش کی ولادت کاکوری میں ہوئی اور وہیں ابتدائی تعلیم ہوئی تحصیل علم کے بعد سلطان واجد علی شاہ کی فوج میں عہدے دار مقرر ہوئے اسی وقت سے ان کے دل میں جذبات حریت موجزن تھے۔ سلطان کے فوجی معتمد بن کر لشکر سلطانی کی اعلیٰ تربیت میں مصروف رہے اور اسی دوران مسلمان سپاہ کو غیر ملکی تسلط کے خلاف آمادہ پیکار رہے کیونکہ سلطان نے فوجی تربیت کا اہتمام بھی آزادئ وطن کی جدوجہد کے لئے کیا تھا یہی سبب تھا کہ چند غدار

امرائے دولت ساز باز کر کے ان منصوبوں کی اطلاع انگریز حکام کو دیتے اور انعام واکرام کے لالچ میں جاسوسی کرتے رہے جس کے نتیجہ میں انگریزوں نے سلطانی لشکر کو یہ کہہ کر برطرف کرادیا تھا۔ کہ آپ کو اس قدر لشکر کے ملازم رکھنے اور مصارف کا بار اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ ہماری فوجیں آپ کی حفاظت کے لئے موجود ہیں، جب کوئی ضرورت ہو آپ انہیں طلب کر سکتے ہیں چنانچہ اسی معاہدے کے بموجب ہنومان گڑھی کے ہنگامہ کے دوران امیر المجاہدین اور ان کی جمعیت کو گورہ پلٹن نے توپ دم کیا تھا۔ سلطانی فوج کی برطرفی کے بعد ہی رسول بخش صاحب لکھنؤ سے کاکوری چلے گئے اور مستقل طور پر وہاں مقیم ہو کر جہاد حریت کی تبلیغ میں مصروف رہے۔ مختلف مقامات میں تبلیغی دورے کرنے کے بعد آخر میں انہوں نے کاکوری کے عوام کو منظم کیا اور خفیہ طور پر فوجی تربیت دینے میں مصروف ہو گئے چنانچہ کاکوری میں مجاہدین کی وہ جمعیت تیار ہو گئی، جو منشی صاحب کی قیادت میں آزادئ وطن کے لئے لڑنے مرنے کو ہر وقت آمادہ تھی، اور اس کا ہر جانباز مجاہد دشمن کے مقابلہ میں جان دینے اور جان لینے کو عین ایمان سمجھتا تھا۔ جنگ آزادی کے چند ماہ پیشتر اطراف و جوانب کے علماء جو جہاد حریت کی رہنمائی میں مصروف تھے، آگرے میں جمع ہو گئے کیونکہ دہلی کے بعد اس زمانہ میں آگرہ کو اس لئے اہمیت حاصل ہو گئی کہ وہ برطانوی صوبہ کا صدر مقام بنا دیا گیا تھا۔ حضرت مولانا احمد اللہ شاہ نے جب آگرہ پہنچ کر تحریک انقلاب کے اقدام کے لئے مشاورتی مجالس منعقد کیں اور وہ شہر ارباب علم و فضل کا مرکز بن گیا، مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی حالات انقلاب میں لکھتے ہیں کہ:۔

''مفتی انعام اللہ خاں بہادر جو محکمہ شریعت کے مفتی رہ چکے تھے، اب بہت بڑے وکیل تھے، حضرت آزردہ (مفتی صدر الدین صاحب) کے خط کے ذریعہ شاہ صاحب (مولانا احمد اللہ شاہ صاحب) ان کے یہاں آکر مقیم ہوئے ان کا گھر علماء کا مرکز بنا ہوا تھا۔ مفتی صاحب کے صاحبزادے مولوی اکرام اللہ صاحب ''تصویر الشعراء'' مرید ہوئے''

علماء و فضلاء کرام کا یہ گلدستہ جس کی شیرازہ بندی اب تک علمی ادبی ذوق نے کر رکھی تھی، مولانا احمد اللہ شاہ صاحب کے پہنچنے پر اس میں سیاسی رنگ پیدا ہونا شروع ہو گیا اور مجلس کی شکل میں اس اجتماع کی تشکیل کی گئی اس کے ارکان کی مختصر فہرست

ملاحظہ ہو۔

مولوی شیخ اعتقاد علی بیگ صاحب مولوی امام بخش صہبائی، سید باقر علی صاحب ناظم محکمہ دیوانی، مولوی نور الحسن صاحب، سید مراتب علی صاحب، مولوی خواجہ تراب علی صاحب سید حسن علی صاحب، رحمت علی صاحب مفتی ریاض الدین صاحب، مولوی غلام جیلانی، غلام مرتضےٰ صاحب، مفتی رسول بخش صاحب، شیخ محمد شفیع صاحب، مومن علی صاحب باسط علی صاحب، محمد عظیم الدین، حسن صاحب، محمد قاسم صاحب داناپوری معین الدین صاحب مولوی کریم اللہ خاں صاحب صدر الصدور قاضی محمد کاظم علی صاحب، تاج الدین صاحب، طفیل احمد صاحب خیرآبادی، مولانا غلام امام شہید، مفتی عبدالوہاب صاحب گوپامئوی۔ ڈاکٹر وزیر خاں صاحب، مولوی فیض احمد صاحب بدایونی مفتی انعام اللہ صاحب

یہ حضرات صدارت نظامت وغیرہ کے مختلف عہدوں پر فائز تھے یا وکلاء تھے جنہوں نے اس مجلس کی رکنیت منظور کی اور دامے درمے قدمے شاہ صاحب کی تائید و اعانت شروع کردی۔

بالآخر اس اجتماع میں انقلابی اقدام کا پروگرام منضبط ہوگیا۔ اور جو حضرات بیرونی مقامات سے اپنے علاقوں کی نمائندگی کرنے آئے تھے، عملی اقدامات کی رہنمائی کے لئے ان مقامات پر واپس چلے گئے اور اپنے اپنے محاذ پر جنگ آزادی کے اعلان کا انتظار کرنے لگے۔ جس کی ابتداء اچانک وقت موعودہ سے پہلے ہوگئی، چنانچہ مجاہد ملت رسول بخش صاحب مقررہ پروگرام کے مطابق کاکوری کے لئے روانہ ہوئے اور کانپور میں جنرل عظیم اللہ خان مل کر جہاد آزادی کے سلسلہ میں طے شدہ لائحہ عمل کے سلسلہ میں صلاح مشورے کرتے راستہ میں چند دیگر رؤسا اور جاگیر داروں کو انگریزوں کے مظالم اور جبر و استبداد کے خلاف نفرت دلاکر بغاوت پر آمادہ کرلیا اور وہ مجاہدین کی ہر ممکن اعانت کے لئے تیار ہوگئے۔

رہنمایان جہاد نے طے کیا تھا۔ کہ اودھ کے تمام اطراف و جوانب کے علاقوں میں منظم معرکہ آرائی کے بعد پرچم آزادی بلند کرکے دار السلطنت لکھنؤ میں جمع ہونا چاہیئے جہاں سلطنت اسلامیہ کے احیاء و استحکام اور انگریزوں کی حکومت کا قلع قمع کرنے کا اہتمام مکمل کیا جائے گا۔

منشی صاحب کاکوری پہنچ کر اپنے علاقہ کی تنظیم وتربیت میں منہمک ہو گئے ان کی جمعیت مجاہدین میں لکھنؤ کی اودھ شاہی فوج کے برخاست شدہ سپاہیوں کی ایک جماعت بھی تھی۔ اس کے سب جوان مرد ان کے اشارے پر سرفروشی کے لئے حاضر تھے، منشی صاحب نے انقلابی تنظیم کے استحکام کی خاطر کئی پولیس افسروں کو بھی اپنے ساتھ ملالیا تھا اور ان سے گہرے تعلقات پیدا کر کے اپنا رازدار بنالیا تھا تاکہ آڑے وقت میں مجاہدین کی اعانت کرسکیں۔

۱۰ مئی ۱۸۵۷ء کو میرٹھ چھاؤنی سے قبل از وقت اعلان بغاوت کی خبر سنتے ہی انہوں نے فوراً طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق لشکر مجاہدین کو آراستہ کیا کہ حکام وقت کے خلاف نبرد آزمائی شروع کر دیں۔ اور فتحیاب ہو کر مرکز جہاد لکھنؤ کی جانب کوچ کریں۔ لیکن ایک رازدار پولیس افسر غداری پر ہو گیا اور اس نے گورہ پلٹن کے انگریز افسر سے مجاہدانہ عزائم کی مخبری کر دی۔ بمصداق گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے انگریز افسر نے اسی وقت اپنی فوج کو حرکت دی اور لشکر جرار لے کر عین اس موقعہ مجاہد رہنماؤں کا محاصرہ کر لیا۔ جب کہ رسول بخش صاحب اپنے رفقاء کے ساتھ ایک مسجد میں بیٹھے تھے، اور مشاورتی مجلس میں معروف تھے، اور مجاہدین کو اقدام کے لئے آخری ہدایات دینے کے بعد حملہ کی تیاری پر بحث کر رہے تھے، منشی صاحب کے ساتھ اس وقت ان کے دست راست منشی عبد الصمد اور دوسرے رفقاء کار موجود تھے، جن کی مجموعی تعداد اٹھارہ تھی، انگریزی فوج نے ان نہتے رہنماؤں کو گرفتار کر لیا، اور بلا تفتیش و مقدمہ ان سب حضرات کو شاہ پیر محمد کے ٹیلے پر پھانسی دے دی مفتی رسول بخش صاحب ان شہدائے حریت میں سب سے آگے تھے، ان کے دو صاحبزادے منشی عبد الحی اور منشی عبد العزیز اس وقت اپنے مکان میں تھے، جب ان کو اس سانحہ کی اطلاع ملی، با چشم نم صبر وشکر کرتے خاندان کے عورتوں بچوں کو لے کر نکلے کہ کسی طرف نکل جائیں اور اعزار کی عزت بچائیں۔

حضرت شاہ تراب علی شاہ سجادہ نشین تکیہ شریف کاظمیہ کاکوری نے اپنے صاحبزادگان کو بھیج کر اپنے پاس بلالیا، اور بحفاظت تمام روپوش کر دیا، مجاہدین کی جماعت میں یہ خبر آگ کی طرح پھیل گئی اور انہوں نے کسی کو سردار لشکر مقرر کر کے انگریزی فوج اور پولیس اسٹیشن پر حملہ کر دیا، خون ریز معرکہ آرائی ہوتی رہی، کشتوں کے پشتے لگ گئے مگر مجاہدین ہار نہ مانی، انگریز افسر تنگ آگئے، آخر کسی نے حکام کو مشورہ دیا کہ منشی رسول صاحب کے صاحبزادگان اور اہل خاندان کی تلاش بند کر کے ان کے معافی کا اعلان کر دیں، تو یہ لڑائی بند ہو جائے گی، چنانچہ مجبوراً ایسی کیا گیا عارضی طور پر امن بحال ہو گیا، اور منشی صاحب کا خاندان اپنے گھر آباد ہوا لیکن کچھ عرصہ بعد وہ سب

لوگ اطمینان سے گھر خالی کر گئے، اور کسی محفوظ جگہ چلے گئے، اب مجاہدین نے از سر نو جدال و قتال کا بازار گرم کر دیا، اور مدتوں مردانہ وار مقابلہ کرتے رہے بالآخر بیرونی کمک حاصل کر کے انگریزوں نے انہیں شکست دے دی۔ افسوس کہ غداروں نے ابتدا سے اس محاذ کو ناکام بنا دیا۔ لطف یہ ہے کہ کسی تاریخی کتاب میں مفتی رسول بخش کا حال درج نہیں کیا گیا۔ اور مورخین نے اس شہید وطن کی مجاہدانہ سرگرمیوں کا ذکر تک نہیں کیا۔ صرف ایک دو جگہ ان کا نام ضرور لیا ہے حالانکہ تحصیل کا کوری کی سرکاری دستاویزات اور خفیہ رپورٹس میں تفصیلی تذکرہ موجود ہے جن کی بنا پر یہ حالات مرتبہ نقل کئے گئے۔

شہید حریت مولانا وہاج الدین کے اولوالعزم کارنامے

۱۸۵۷ء کے زمانہ میں ضلع مرادآباد کے مجسٹریٹ سی بی سانڈرس جے جے کیمبل جوائنٹ مجسٹریٹ اور جے کرافٹ ولسن سیشن جج تھے، کرافٹ ولسن کو مرادآباد میں سترہ برس گذر چکے تھے اور وہ یہاں کے تمام عمائدین سے بخوبی واقف تھا شہری مزاج سے بھی اسے پوری واقفیت حاصل تھی یہی سبب تھا کہ جب حکام ضلع کو مرادآباد اور اس کے اطراف و جوانب میں جنگ حریت کے شعلے بھڑکتے نظر آئے تو ضلع کی نظامت انہیں کے سپرد کر دی گئی۔

جو اصحاب شہر میں جہاد حریت کی رہنمائی کر رہے تھے ان میں مولانا وہاج الدین پیش پیش تھے ان کے ساتھ دوسرے سربرآوردہ علماء اور مجاہدین میں سے خصوصاً قاضی عصمت اللہ فاروقی نواب عباس علی خاں اسد خاں نواب مجدالدین خاں عرف مجو خاں نواب شبیر علی خاں اور مولانا کفائت علی کافی تھے۔

ان رہنماؤں کی قیادت اور مولانا وہاج الدین کے عملی اقدام نے مرادآباد میں انگریزوں کی شکست دے کر قومی حکومت قائم کر دی نواب مجو خاں حاکم ضلع مقرر کئے گئے لشکر مجاہدین کا سپہ سالار نواب شبیر علی خاں کو بنایا گیا مولانا کفائت علی صدر شریعت مقرر ہوئے۔

مولانا وہاج الدین نے اپنے لئے کوئی عہدہ منتخب نہیں کیا۔ بلکہ تمام ضلع میں تبلیغ جہاد اور تنظیم انقلاب کے فرائض اپنے ذمے لئے اسد علی خاں توپ خانہ کے افسر اعلیٰ مقرر کئے گئے مولانا وہاج الدین ہر ہفتہ بعد نماز جمعہ عوام سے خطاب کرتے اور انہیں غیر ملکی تسلط کے خلاف ہر ممکن جدوجہد اور عزم استقلال سے سینہ سپر رہنے کی تلقین کرتے جس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ ضلع بھر کے مسلمان ان کے پرچم تلے مجتمع ہو گئے تھے۔ حتیٰ کہ رامپور کے پٹھانوں نے جب دیکھا کہ نواب یوسف علی خاں (والی ریاست) کسی طرح انگریزوں کی طرف داری سے باز نہیں آتے تو چپکے

چھپکے حصوں کی صورت میں مراد آباد آنے لگے، اور لشکر مجاہدین میں شریک ہو گئے۔

ڈسٹرکٹ گزیٹ مراد آباد میں بیان کیا گیا ہے، کہ مسلمانوں نے من حیث القوم ضلع بھر میں برطانوی حکومت سے اپنی مخالفت کو نہایت صاف اور واضح طور پر ظاہر کیا۔ روہیل کھنڈ کے دوسرے اضلاع کی طرح مراد آباد کے ضلع میں بھی غیرت دینی اور انگریزوں کی ہر بات سے نفرت کے جذبات نے مسلمانوں کو عام بغاوت پر آمادہ کر دیا تھا، مولوی وہاج الدین صاحب نے قیام حکومت کے بعد جو دورے کئے اور دوسرے مجاہد رہنماؤں سے رابطہ اتحاد کی کوشش کی اس سلسلہ میں بریلی بھی پہنچے اور نواب خاں بہادر خاں سے مشورے کئے اس دورے میں مولانا کافی بھی ان کے ہمراہ تھے۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ تمام انگریز حکام راہِ فرار اختیار کر کے نینی تال میں پناہ گزیں ہو چکے تھے اور ان کی حمایت اور رسد رسانی نواب رام پور نے اپنے ذمہ لی تھی۔ اور ساتھ ہی یہ تجویز کی کہ سارا روہیل کھنڈ بریلی اور مراد آباد (بدایوں وغیرہ) اپنی فوج بھیج کر فتح کرلیں لیکن انگریز مرتے مرتے بھی یہ گوارا نہ کر سکتے تھے، کہ ان کی بجائے کوئی اور ملک کے کسی حصہ پر قبضہ کرلے چنانچہ نواب نے مجبوراً دوسری تجویز یہ پیش کر دی کہ صرف مراد آباد پر حملہ کرنے اور اسے فتح کرنے کی اجازت دی جائے اور فوراً اپنے چچا عبد العلی خان کو مراد آباد روانہ کر کے جہاد حریت کے رہنماؤں سے گفت وشنید شروع کر دی۔ نواب مجو خان اور مولوی متو صاحب نے انہیں صاف جواب دے دیا کہ آپ شوق سے تشریف لائیں۔ انگریزوں کے خلاف پہلے جہاد کا اعلان کریں، اور مجاہدین کی سرکردگی اختیار کرلیں ورنہ اگر آپ کا خیال یہ ہے کہ انگریزوں کے طرف دار بن کر ہمیں دبائیں اور فتح یاب ہو کر دشمنوں کے حوالہ کر دیں تو ہم ہر طرح معرکہ آرائی کے لئے تیار ہیں "ہمیں گوئے وہمیں میدان" نواب رام پور نے مجاہدین کے تیور دیکھ کر اور مراد آباد کے جوش وخروش کا حال معلوم کر کے نواب مجو خاں کو پیام دیا کہ ہم تم کو اپنا ناظم تسلیم کرتے ہیں تمہاری حکومت رام پور کے ماتحت رہے گی، جب بریلی میں نواب خان بہادر خان کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے فوراً جنرل بخت خاں کو ان کے لشکر مجاہدین کے ساتھ روانہ کیا کہ وہاں کا جائزہ لیں اور نواب رام پور کو مراد آباد کے مجاہدین کے ساتھ ساز باز نہ کرنے دینا۔ شہزادہ فیروز شاہ پہلے ہی وہاں پہنچ چکے تھے جنرل بخت خاں رام پور رہوتے ہوئے (جس کی تفصیلی کیفیت گذشتہ مضامین میں بیان ہو چکی ہے) مراد آباد وارد ہوئے، اور مجاہد رہنماؤں سے ملاقات کر کے صورت حال معلوم کی۔

مجاہدین کی سرگرمیوں کا یہ عالم دیکھ کر نواب رام پور نے اپنے نمائندوں کو مع فوج کے واپس بلالیا جنرل بخت خاں کو اطمینان ہوگیا کہ وہاں کی حالت تشویشناک نہیں ہے اور نواب مجو خاں و مولانا وہاج الدین نے ان کو پوری طرح یقین دلایا کہ ہم کسی قیمت پر بھی انگریزی حکومت کے ہوا خواہوں سے تعاون کرنے کو تیار نہیں ہیں، شہزادہ فروز شاہ کی موجودگی کے سبب بھی مجاہدین کو بڑی تقویت پہنچی ہوئی تھی، اس لئے جنرل بخت خاں مراد آباد سے ۱۷ جون کو دہلی روانہ ہوگئے، لیکن نواب رام پور کی مداخلت نہ ہوئی، وہ انگریزوں کی شہ پر برابر مراد آباد والوں کے سلسلۂ جنبانی کرتے رہے اس کی پوری تفصیل تحریک انقلاب کے حالات میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے، آخر نواب رام پور کی فوجوں کے ساتھ مل کر مراد آباد کی فتح کی تیاریاں کرتے رہے، لیکن عرصہ دراز تک مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی اور انگریزوں کی حکمت عملی غداریوں کے جال بچھانے میں کامیاب ہوگئی شہزادہ فروز شاہ اپنی فوج کو لے کر اطراف وجوانب میں معرکہ آرائی کے لئے چلے گئے تھے تقریباً ایک سال بعد دوبارہ مراد آباد آگئے کیونکہ لکھنؤ دہلی اور بریلی وغیرہ سے مقامات پر انگریز قابض ہوگئے تھے۔ ۲۲ راپریل ۱۸۵۸ء کو رام پور کی فوج کے ساتھ کاظم علی خاں اور گورا پلٹن اور گورکھوں وغیرہ کے لشکر کثیر کے ساتھ جنرل جانسن نے مراد آباد پر حملہ کیا، مولوی وہاج الدین اور دوسرے رہنماؤں کی معیت اور شہزادے فروز شاہ کی قیادت میں مجاہدین نے ان فوجوں کا جی توڑ کر مقابلہ کیا۔

روایت ہے کہ خواتین مراد آباد مردانہ لباس زیب تن کر کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر مجاہدین کے گروہ میں شریک ہوگئیں اور مردانہ عزائم و دلیری کے ساتھ اپنے مردوں کے دوش بدوش لڑتی رہیں اندرونی سازشوں اور مخبروں کی ذلت کے سبب مجاہدین کے پاس سامان حرب کی کمی ہونے لگی، اس کے باوجود انہوں نے ہتھیار نہ ڈالے اور میدان کارزار میں ڈٹے ہوئے دشمنوں کے دانت کھٹے کرتے رہے مگر تابکے انگریز زبردست اعانت اور قوت کے سبب غالب آئے اور شہر پر قبضہ کر لیا، شاہزادہ فروز شاہ سنبھل والی سڑک روانہ ہو کر کندرکی ہوتے ہوئے آنولہ اور وہاں سے بریلی پہنچے۔

انگریزوں نے بقیۃ السلف جانبازان حریت کی گرفتاریاں شروع کیں اور شہر میں لوٹ مار مچانے لگے جگہ جگہ پھانسی کے پھندے لگائے گئے، جس کو جاسوسوں اور کمینے مخبروں نے مجاہد بتایا اسے پکڑ کر پھانسی پر لٹکا دیا، کوئی پرسش اور چارہ جوئی نہ تھی، ان شہدائے حریت کی یاد میں (جو پھانسی پاکر سرزمین وطن پر قربان ہوئے اور وہیں دفن کر دیئے گئے) محلہ دگلی شہید

آباد مشہور ہوگیا جو اب تک اسی نام سے مشہور ہے۔
مولانا وہاج الدین صاحب روپوش ہوگئے، اور در پردہ دوبارہ موقعہ کی تلاش میں رہے کہ ایک بار پھر قسمت آزمائی کرسکیں وہ اپنے مکان ہی میں مسکن گزین تھے، مگر کسی حاکم کی یہ جرأت نہ ہوتی تھی کہ تلاشی کا حکم دے چنانچہ مخبروں کو ان کے پیچھے لگا دیا گیا، مولوی صاحب کے ملنے جلنے والے مخلصین اب بھی خفیہ طور پر ان سے ملاقات کے لئے جاتے رہتے، اور وہ حسب عادت ہر ادنی و اعلیٰ سے ملتے، گو کسی حد تک محتاط رہتے، ایک نمک حرام غدار جو مولوی صاحب ہی کے ٹکڑوں کا پلا ہوا تھا، ایک روز موقعہ پاکر اپنے ساتھ ایک خفیہ سرکاری جماعت کو مسلح لے کر ان کے دروازہ پر جا پہنچا، تمام لوگ ادھر ادھر چھپے رہے اور اس نے دروازہ پر آواز دی، مولوی صاحب نے اس کی آواز پہچان کر نوکر کو دروازہ کھولنے کو کہہ دیا، کہ آناً فاناً ایک مسلح گروہ چاروں طرف ہلہ کر کے فوجی رسالہ کے ساتھ اندر داخل ہوگیا، مولوی صاحب کے ایک وفادار ملازم نے مداخلت کی جو فوراً شہید کر دیا گیا، مولوی صاحب نے "اللہ اللہ" کہہ کر پاس رکھی ہوئی بندوق اٹھائی، لیکن اس سے پہلے کہ گولی چلائیں ہر طرف سے گولیوں کی بچھاڑ ہونے لگی، اور حضرت مولانا کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے واصل بحق ہوئے آپ کی اور ملازم کی نعشیں فوجی رسالہ نے اٹھا لیں اور اپنے ساتھ لے گیا اور آقا و ملازم دونوں کو برابر دفن کر دیا بعد میں دونوں کی قبریں پختہ تعمیر کی گئیں جو محلہ گنج سرائے میں کچہری روڈ پر نعل بندوں کی مسجد سے متصل ایک احاطہ میں موجود ہیں، اور ان پر نیم کے درخت کا سایہ ہے، مولانا علیہ الرحمۃ اور ان کے اہل خاندان کی تمام جائیداد و املاک ضبط کر لی گئی ؎

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق

شمس العلماء حضرت مولانا معین الدین اجمیری

حضرت مولانا معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ بھی انگریزوں کی مخالفت اور برطانوی استبداد سے مسلمانوں کی آزادی میں مولانا فضل حق مرحوم کی تحریک آزادی کے ممتاز رہنما تھے مولانا مرحوم کا جو عزم جہاد انگریزوں کے خلاف تھا، وہ آپ کی گراں قدر کتاب "ہنگامۂ اجمیر" سے ظاہر ہے یہ کتاب بھی انگریزوں نے ضبط کر لی تھی، چند نسخے جو بچ رہے وہ آج بھی کہیں کہیں علمائے اہل سنت کے پاس پائے جاتے ہیں۔

محمد علی شوکت علی

یہ دونوں صاحبان گو علماء کے طبقہ میں شامل نہیں، اور سیاسی ماحول میں ان سے از روئے شرع کچھ خامیاں بھی ہوئیں، مگر آزادئ ہند اور انگریزوں کی مخالفت میں جو انہوں نے مساعی کی ہیں وہ محتاج تعارف نہیں یہ دونوں صاحبان اعتقاداً سنی تھے اسی وجہ سے دیوبندیوں نے انہیں بھی بدعتی اور مشرک کہا، ان کے علاوہ طبقہ علماء میں حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب مجددی رامپوری و مولنا ہدایت الرسول وغیرہما سنی بریلوی علماء کی مقتدر ہستیاں صرف اس وجہ سے جیل کی کال کوٹھڑیوں میں محبوس ہوتی رہیں کہ یہ لوگ انگریزوں سے جہاد کرنے میں سرگرم عمل تھے، ایسے تمام حضرات کے کارناموں کے لئے ایک وسیع کتاب کی ضرورت ہے، جس کے لئے اس کتاب میں گنجائش نہیں۔

سرزمین ہند میں حکومت الٰہیہ قائم کرنے کے عظیم ترین پیشوا مجدد مائۃ حاضرہ

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولنٰا احمد رضا خاں صاحب بریلوی

آپ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں آپ کے علم وفضل کے سامنے سرزمین ہند کے بڑے بڑے فضلاء، صدر الافاضل حضرت مولانا محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تفسیر خزائن العرفان، والکلمۃ العلیا، وغیرہ صدر الشریعت مولانا امجد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحب بہار شریعت وغیرہ علمائے ربانیین زانوئے ادب ٹیکتے تھے، آپ کے حالات کے متعلق "حیات اعلیٰ حضرت" ملاحظہ کی جاسکتی ہے، اعلیحضرت کے جدامجد مولانا رضا علی خاں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے عظیم راہنما اور مجاہدین کے قائد تھے، اعلیحضرت مرحوم اہل سنت وجماعت کے ایک ممتاز پیشوا تھے، جنہیں اس زمانہ کے نام نہاد مولویوں اور لیڈروں کی اعتقادی وعملی بے اعتدالیوں سے چومکھیا لڑائی لڑنی پڑی ہے، کیونکہ مجدد وقت کے لئے اپنے ماحول کے تمام غیر محتاط افراد کی ہر افراط وتفریط کو راہ اعتدال پر لانے کے لئے ہر ممکن اقدام کرنا پڑتا ہے اعلیحضرت نے سیاسی لیڈروں کو بھی سچی اسلامی سیاست کا پیغام دیا اور مذہبی مولویوں کو بھی بداعتقادی پھیلانے خدائے جل شانہ اور اس کے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین وتنقیص کرنے اور خاصان حق حضرات اولیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بدعت وشرک

کی فتوٰی بازی سے روکا، خارجی سازش کا شکار ہو کر وہابی مذہب قبول کرنے والے مولویوں کو ہر ممکن باز رہنے کی ہدایت کی اعلیحضرت رضی اللہ تعالٰی عنہ ہندوستانی مسلمانوں کے اسلامی رہنما ہونے کے ساتھ ساتھ سچی اسلامی سیاست کے بھی داعی تھے اور انگریزوں و ہندوؤں ہر دو دشمنان اسلام کو ختم کر کے حکومت الہیہ قائم کرنے کے داعی تھے اور جب کہ حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدا کردہ تحریک آزادی ایک عالمگیر صورت اختیار کر چکی تھی اور دیوبندیوں کو یقین ہو گیا تھا، کہ یہ بریلوی علماء ہمارے سفید آقا کا بستر ا بوریا اٹھوا کر ہی رہیں گے۔ تو دیوبندی زراندوزی کا انگریزی دروازہ بند ہوتا دیکھ کر گاندھی وغیرہ ہندوؤں کی گود میں گھس رہے تھے۔ اور حفاظت وطنیت کی آڑ میں مذہب کو مٹانے کے لئے ہندوؤں کی کانگرس جماعت کا جھنڈا اٹھاتے ہوئے "بندے ماترم" کے گیت گا کر اکھنڈ بھارت اور ہندو مسلم محفوظ حکومت کے راگ الاپ رہے تھے، تو ان کی گندی ذہنیت کو چیلنج کر کے ہندو مسلم اتحاد کے پرخچے اڑانے والے اعلیحضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی مرحوم ہی تھے انگریز و ہندو اقتدار ختم کرنے کا نظریہ جسے بعد میں بعض سیاسی لیڈروں نے بھی حقیقت سمجھ کر اپنا لیا تھا، یہ مولانا احمد رضا خاں صاحب مرحوم کی ہی رکھی ہوئی خشت اول کا ہی نتیجہ تھی، اعلیحضرت ہندوؤں و انگریز ہر دو اسلام دشمن جماعتوں کے میل جول سے منع فرماتے ہندو نواز دیوبندی، کانگرسی و احراری ملاؤں کے حق میں آپ لکھتے ہیں کہ:

ان کی ابھی ایک آنکھ کھلی ہے مگر دوسری ابھی تک بند ہے۔" (الحجۃ)

یعنی انگریزوں سے مخالفت والی تو کھلی ہے، مگر ہندوؤں سے دلی محبت رکھنے والوں کی یہ دوسری آنکھ ابھی بند ہے حالانکہ دونوں آنکھیں کھلنا ضروری ہیں، اعلیحضرت کو انگریزی اقتدار سے اس قدر مخالفت تھی کہ ندوی دیوبندیوں نے اپنے پٹنہ کے جلسہ میں ایک دفعہ انگریز کی تعریف میں یہ الفاظ کہے کہ گورنمنٹ انگریزی کا معاملہ خدا کے معاملوں کا پورا نمونہ ہے اعلی حضرت کو معلوم ہوا تو آپ اہل سنت کے جلسہ پٹنہ عظیم آباد میں خود تشریف لے گئے دیوبندیوں کا رد کرتے ہوئے فرمایا، تدوہ تمام بدینوں گمراہوں سے اتحاد فرض کرتی ہے کہ گورنمنٹ انگریزی کا معاملہ خدا کے معاملوں کا پورا نمونہ ہے یہ کلمات خرافات صریح و شدید نکال عظیم موجب غضب ذوالجلال ہیں۔

دیکھو (حیات اعلیحضرت ج ا ص ۱۲۷) اعلیحضرت سارے ملک کو اسلامی ملک بنانے کے داعی تھے۔ (نور اللہ قبرہ)

دیوبندیوں وہابیوں میں ایک بھی سرفروش مجاہد پیدا نہیں ہوا سب کے سب بندۂ زر، سنگدل، اور فریب کار ہیں

علمائے اہل سنت بریلوی کے مجاہدین علماء و شہداء کی طویل فہرست میں سے چند علماء اور محب ملت و دین شہداء، کی قربانیاں آپ نے ملاحظہ فرمالیں، جنہوں نے ملک اور آزادی وطن کے لئے جانیں جائدادیں وطن مال اولاد سب کچھ قربان کر دیا، مگر دوسری طرف دیوبندیوں کو دیکھئے کہ اس دغاباز فرقہ میں آج تک ایک بھی مجاہد اور شہید پیدا نہیں ہوا، ان کی فہرست میں مولوی اسماعیل اور سید احمد بریلوی بڑے مجاہد ہیں، مگر یہ دونوں صاحبان انگریزوں کی حکومت قائم کرنے کے لئے فرنگی اشارے سے لڑے اور بالاکوٹ میں مارے گئے تو گویا اسلام دشمنی اور فی سبیل الانگریز مرے نہ کہ جہاد فی سبیل اللہ میں مولوی محمود الحسن اور حسین احمد اور عطاء اللہ شاہ جیلوں میں گئے تو کانگرس اور ہندوؤں کی امداد کے لئے نہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے ان کے ہر جہاد میں پیٹ اور دنیا کا معاملہ مخفی رہا، ملک کی آزادی اور تحفظ اسلام کے لئے قربانیاں دینے والے صوفی سنی بریلوی حنفی علماء، اور رہبران ملت ہی تھے، باقی رہے دیوبندی اور وہابی مولوی تو تمام باخبر لوگ جانتے ہیں کہ پاکستان کے سب سے بڑے دشمن دیوبندی ہی تھے کیونکہ تمام دیوبندی دو ہی سیاسی جماعتوں "کانگرس اور احرار" میں بٹے ہوئے تھے اور یہ دونوں جماعتیں بیک زبان پکار رہی تھیں۔

کانگرسی دیوبندی مولویوں کی پاکستان دشمنی !

(۱) مسلم لیگ والے سب کے سب ارباب غرض اور رجعت پسند ہیں، لہذا ووٹ کانگرسیوں کو دو۔ (خلاصہ چمنستان ظفر علی خاں ص ۱۵۱)

(۲) دس ہزار محمد علی جناح نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کر دیئے جا سکتے (چمنستان ص ۱۶۵)

(۳) مسلم لیگ کو ووٹ دینے والے سب سور ہیں اور سور کھانے والے ہیں (چمنستان ص ۱۶۵)

احراری دیوبندی مولویوں کی پاکستان دشمنی !

احراری پاکستان کو پلیدستان سمجھتے ہیں۔ (خطبات احرار ص۴۳ و پوسٹر)

احرار ہوں کہ کانگرسی ہوں سب ایک ہیں۔ دونوں کے دونوں لیکے چلے رام کا ٹکٹ۔

مطالبہ پاکستان میں تمام سنی بریلوی کا متحدہ اقدام

مگرایسے نازک وقت میں پاکستان کو ایک سچا مطالبہ کرنے والے صرف سنی مشائخ و علماء ہی تھے، ہندوستان کے تمام سنی بریلوی و ممتاز مشائخ و علماء مثلاً حضرت قبلہ پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت قبلہ خواجہ سدید الدین صاحب تونسوی مدظلہ العالی، حضرت شیخ الاسلام خواجہ قمرالدین سیالوی، مدظلہ العالی، حضرت قبلہ مرشد عصر سید خواجہ پیر سید غلام محی الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی گولڑوی۔ حضرت قبلہ پیر صاحب مانکی شریف حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب کانپوری، حضرت مولانا غلام جہانیاں ڈیرہ غازی خان، حضرت مولانا نثار احمد صاحب کانپوری سیاح یورپ، فاتح مرزائیت و عیسائیت حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی، علیہ[1] مولانا مفتی مسعود علی صاحب میرٹھی، مولانا سید محمود زیدی الوری مفتی ریاست مانادور، مولانا احسان الحق صاحب نعیمی مرادآبادی، فاتح آریت، مولانا سید قطب الدین برہم چاری، مولانا عبدالباری فرنگی محلی لکھنوی سہوانی، مولانا عبدالولی فرنگی محلی لکھنوی، مولانا ظفرالدین بہاری، مولانا غلام بھیک نیرنگ انبالوی، مولانا اختر حسین مفتون مفتی کاکور، مولانا شبیر حسین صاحب اخترالوری، مولانا تاجر الہ آبادی، مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا عشرت موہانی، مولانا برہان میاں جبل پوری، مولانا عبدالرشید صاحب نعیمی وغیرہ مقتدر شخصیتیں یہ سب سنی بریلوی علماء پاکستان کے حصول میں ملک کے ہر حصے میں سرگرم رہبر تھے، اور پنجاب میں ہی حضرت قبلہ مولانا ابوالحسنات صاحب فی الحال صدر جمعیتہ العلماء پاکستان، وشمس العلماء، غزالی دوران حضرت قبلہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی و مولانا محمد عبدالغفور صاحب ہزاروی مولانا غلام محمد صاحب ترنم، مولانا محمد بشیر صاحب مدیر ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں، مولانا محمد یوسف صاحب سیالکوٹی، مولانا محمد بخش صاحب مسلم بی اے و قاری احمد حسین صاحب مرحوم کی خدمات کسی سے بھی پوشیدہ نہیں اور جب کہ دیوبندیت اپنے پورے زور سے پاکستان کو پلیدستان کہنے پر تلی ہوئی تھی تو لاہور کے سب سے پہلے تاریخی جلسہ میں جب کہ مسٹر محمد علی جناح نے پنجابیوں کے سامنے مطالبہ پاکستان رکھا اور نواب صاحب ممدوٹ کی کوٹھی پر پاکستان کے معرض وجود میں آنے پر گفتگو ہوئی تو سر فضل حسین چیئرمین نے مسٹر محمد علی جناح سے ازراہ تعجب دریافت کیا کہ پاکستان کیسے بنے گا تو اس

[1] مولانا پیر زادہ منظور حسن شاہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی مولانا احمد مختار صدیقی میرٹھی

وقت سر فضل حسین کو تسلی دے کر پاکستان کی حمایت کرنے والے حضرت مولانا ابوالحسنات قبلہ ہی تھے، مسٹر محمد علی نے جوسب سے پہلا دورہ پنجاب و سرحد کا کیا جس میں پاکستان کی خشت اول رکھی گئی، اس دورہ میں علمائے پنجاب میں سے صاحب موصوف کے ساتھ حضرت مولانا ابوالحسنات قبلہ ہی تھے اور جبکہ تمام دیوبندی کانگرسی و احراری انگریز و ہندؤں کے اشارے سے پاکستان کو پلیدستان کہہ رہے تھے ہندؤں سے نوٹوں کی تھیلیاں وصول کرکے دیوبندی کانگرسی اور احراری پوری سرگرمی سے کانگرس کا پروپیگنڈہ کر رہے تھے "مجلس احرار پوری سرگرمی سے کانگرس کا پروپیگنڈہ کرتی رہی"۔ (چمنستان ص۱۵۹)

تو اسوقت سرزمین ہند کے تمام اکابر و ممتاز دو ہزار سنی بریلوی مشائخ و علمائے کرام ایک سٹیج پر کھڑے ہو کر آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس منعقدہ ۲۷ اپریل ۱۹۴۶ء میں علی رغم انف الدیوبندیہ پاکستان کے تمام دشمنوں کو چیلنج کر کے یہ اعلان فرما رہے تھے۔

(۱) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پر زور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء مشائخ اہل سنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کیلئے ہر امکانی قربانی کے لئے تیار ہیں اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں، کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں، جو قرآن اور حدیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔

(۲) یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کے لئے مکمل لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے حسب ذیل کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے ا۔

(۱) حضرت مولانا شاہ سید ابوالمحامد سید محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھوی (۲) صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی، (۳) حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفٰے رضا خاں بریلوی خلف اعلیحضرت مجدد مائۃ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی مرحوم (۴) حضرت صدر الشریعۃ مولانا محمد امجد علی صاحب (۵) حضرت مبلغ اعظم مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی (۶) حضرت مولانا عبدالحامد قادری بدایونی (۷) حضرت مولانا سید شاہ دیوان رسول خاں صاحب سجادہ نشین اجمیر شریف (۸) حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب شیخ الحدیث حزب الاحناف لاہور (۹) حضرت مولانا قمر الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف (۱۰) حضرت پیر سید عبدالرحمان صاحب بھرچونڈی شریف، سندھ (۱۱) حضرت مولانا شاہ سید زین الحسنات صاحب مانکی شریف (۱۲) خان بہادر حاجی بخش مصطفٰے صاحب (مدراس) حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب لاہور (سابق صدر جمعیۃ العلماء پاکستان)

(۳) یہ اجلاس کمیٹی کو اختیار دیتا ہے کہ مزید نمائندوں کا حسب ضرورت و مصلحت اضافہ کرے یہ لازم ہوگا کہ اضافہ میں تمام صوبہ جات کے نمائندے شامل کئے جائیں (خطبہ صدارت جمہوریت عالیہ اسلامیہ آل انڈیا سنی کانفرنس

ناظرین کرام ذرا غور فرمادیں کہ یہ علماء کون تھے، یہ سنی بریلوی ہی تھے یہی اکابرین ملت تھے کہ جن میں اعلیحضرت عظیم البرکت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی و شیخ الفضلا حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب لاہوری نے انگریزوں کے خلاف ایک غیر فانی بجلی دی تھی۔ انہی بریلوی علماء کا ہی کام تھا کہ جنہوں نے انگریز اور انگریزی پٹھو دیوبندی مولویوں و ہندوؤں کی تمام پاکستان دشمنی کو خس و خاشاک میں ملا کر آخر پاکستان حاصل کر لیا، پاکستانی دنیا ہمیشہ علمائے بریلوی کی احسان مند رہے گی اور پاکستان میں پناہ لینے والے دیوبندی بھی اگر بریلوی علماء کی ہمنوائی نہ کریں تو وہ بھی ان اللہ کے بندوں کا شکریہ ادا کئے بغیر چارہ نہ سمجھیں گے، والحمد للہ علی ذلک۔

نظریہ پاکستان میں مسلم لیگ کے پکے دشمن دیوبندی مولوی تھے۔

دیوبندی اپنی پاکستان دشمنی پر پردہ ڈالنے کے لئے جن اکاذیب و بہتانات کا مظاہرہ کر رہے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں کہتے ہیں کہ بریلویوں نے فلاں پر کفر کا فتویٰ دیا فلاں کو گمراہ لکھا، مگر یہ سب کچھ اپنے اکابرین کے کفریات پر پردہ ڈالنے کیلئے کہا جا رہا ہے مگر دیوبندیوں کے ایسے تکلفات اب ہرگز مفید نہیں ہو سکتے، کیونکہ سمجھدار طبقہ حصول پاکستان میں دیوبندیوں کی انگریز ایجنٹی و پاکستان دشمنی کو خوب جانتا ہے مسلم لیگ ایک سیاسی جماعت تھی، اس کا اصل مقصد مطالبۂ پاکستان تھا، تو علماء کے جس طبقہ نے پاکستان کی حمائت کی وہی مسلم لیگ کا حامی تھا، یہ وہی سنی بریلوی دو ہزار علماء تھے جو کہ آل انڈیا سنی کانفرنس میں اعلان کر رہے تھے کہ

آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پرزور حمائت کرتا ہے، الخ (خطبہ آل انڈیا سنی کانفرنس ص۱۹)

اب تمام مسلمان جانتے ہیں کہ علمائے اہلسنت پاکستان کے حصول میں نظریہ مسلم لیگ کو عروج کمال پر پہنچا رہے تھے۔ یہی پاکستان کے حامی تھے اور پاکستان کے پکے دشمن دیوبندی مولوی تھے جو کہ ہر جگہ یہ اعلان کر رہے تھے کہ ہم احراری پاکستان کو پلیدستان سمجھتے ہیں۔ (حوالہ مذکور خطبات احرار ص۹۹)

اور دیوبندی مسلم لیگ کے پکے دشمن تھے جو کہ اعلان کر رہے تھے کہ:

مسلم لیگ کو ووٹ دینے والے سور ہیں اور سور کھانے والے ہیں۔ (چمنستان ظفر علی خاں ص۱۵۶)

دیوبندیوں کی پاکستان دشمنی

کانگریس جمعیۃ العلماء کے اجلاس دہلی میں مولوی حبیب الرحمٰن اور مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری نے مسلم

لیگ کو جو گالیاں سنائیں، اُن کا ذکر اخباروں میں آچکا ہے۔ ان لوگوں نے مسٹر محمد علی جناح کو یزید اور مسلم لیگ کے کارکنوں کو یزیدیوں سے تشبیہ دی۔ خدا کا شکر ہے کہ کہیں گاندھی کو امام حسین سے مشابہ قرار نہیں دیا۔

(اخبار انقلاب لاہور ۱۵ مارچ ۱۹۳۹ء)

مگر یہ خدا تعالیٰ کا فضل و کرم اسی سچی جماعت اہل سنت پر ہی رہا ہے کہ انہوں نے ان اللّٰہ فرض علی العالم ان یقول الحق کے مطابق دیوبندیوں کی طرح کبھی بھی دین اسلام کو رکابی کی نظر نہیں کیا۔ کیونکہ دیوبندی تو حکومت کے روپیہ کے اشارے خوب جانتے ہیں۔ انہیں دین سے کیا غرض، ظفر علی خاں دیوبندی نے اپنے دیوبندی مولویوں کے حق میں خوب کہا ہے ؎

میری نظر میں ہیں مسجد کے منبر و محراب — جمی ہوئی نظر احرار کی ہے لابی پر
ہے اس زمانہ میں اچھا اگر کوئی مذہب — تو ہے وہی جسے قربان کریں رکابی پر

(چمنستان صا)

یہ تو دیوبندیوں کا ہی مذہب ہے کہ روپیہ دو تو جیسا دل چاہے فتویٰ لکھوالو، سنی بریلوی علماء نے کبھی دین میں مداہنت نہیں کی۔ سنی علماء مسلم لیگ کے مطالبہ پاکستان کے حامی تھے۔ مگر انہوں نے قائدین مسلم لیگ کو نبی اور رسول نہیں مان لیا تھا۔ اور جب بعض مسلم لیگ لیڈروں نے مسٹر محمد علی جناح کے متعلق غیر شرعی الفاظ کا اظہار کیا اور یہ لکھ مارا کہ

اے محمد اور علی کی چلتی پھرتی یادگار — تیرے رُخ سے پرتو شبیر و شبر آشکار
تیرا پیکر خالد و طارق کا زندہ شاہکار — تو سیاست کا نبی قانون کا پروردگار
جادۂ آزادی اسلام کا خضر عظیم — تیرے ہاتھوں میں ہے قندیل صراطِ مستقیم

(نظم امیر الٰہ آبادی مندرجہ مسلم لیگی اخبار "انقلاب" بمبئی ۲۶ دسمبر ۱۹۴۵ء)

اور حیرت مالے صاحب نے یہ لکھ دیا کہ ؎

جگایا ہے مسلمانانِ ہندی کو بھلا کس نے
بنایا ہے مسلماں کو سیاست کا خدا کس نے

(تاریخ ایمان دہا بیہ مسلم لیگی اخبار "ہندوستان" ۴ جنوری ۱۹۴۶ء)

تو اُن کی ایسی بے اعتدالیوں پر علمائے حق نے تنبیہ کی کہ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو نبی کہنا اور کسی غیر نبی کو نبی ماننا اور خضر عظیم کہنا اور یا خدا کہنا یہ کلمات شرعی لحاظ سے ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ اس

لیے ان سے توبہ کرنا چاہیے

اب مسلمان خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ شرعی و اسلامی ہدایت کرنے والے عالم وفادار تھے یا ایسے غیر اسلامی اقدام پر رکابی کا طمع کرنے والے دیوبندی مُلّاں؟ ظاہر ہے کہ دیوبندی تو روپیہ کے طمع میں ہر شخص کو نبی بنانے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ مگر سنی علماء دنیاوی لالچ میں کبھی نہیں پھنسے اور اسلام کا وہی وفادار عالم ہے۔ جو شریعت اسلامی میں بغیر لحاظ اپنے اور بیگانے کلمۂ حق کہتا ہو تو ظاہر ہے کہ مسلم لیگ کے پکے دشمن صرف دیوبندی ملاں تھے۔ جو کہ پاکستان کو پلیدستان کہتے تھے۔ اور چندہ اندوزی کے طمع میں سیاسی لیڈروں کو نبی اور خدا کہنے پر راضی تھے نظریہ اسلامی ملک کے حامی سنی بریلوی علماء ہی تھے۔ جو کہ مسٹر محمد علی کو نبی اور خدا نہیں کہتے تھے، بلکہ اسے سیاسی لیڈر تصور کرتے اور پاکستان کے حصول میں دھڑ کی بازی لگا چکے تھے،

یہاں تک کہ دیوبند سے مسلم لیگیوں کو سُور کہا گیا اور پاکستان کو پلیدستان کہا گیا۔ مگر سنی علماء و عوام خواص نے دیوبند کے خود ساختہ فتوے بدعت و شرک و کفر پر تھوک کر اپنا محبوب پاکستان حاصل کر ہی لیا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک و ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ ونور عرشہ سیدنا ومولٰینا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

ہندو مذہب و دیوبندی مذہب کا مذہبی و سیاسی اتحاد

دیوبندی مذہب کے اماموں دیوبندیوں کا ہندوؤں سے مذہبی و سیاسی تعلق

(ہندومت دیوبندیت کے روپ میں)

اسلام و اہلِ اسلام سے دشمنی اور ہندوؤں کی محبت

میرے ساتھ میرے اہلِ وطن کو نہ مخالفت ہے نہ تعظیم ہے ہاں محبت سب کو ہے حتیٰ کہ ہندو کو بھی، بھنگی چماروں تک کو محبت ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۳ ص ۲۸۴، سطر ۵)

ہندوؤں کی مذہبی جماعت کانگرس میں دیوبندی

سوال نمبر ۱:- حضرت مولانا حسین احمد و مولانا کفایت اللہ صاحب (مدظلہٗ) کو حضرت والا کیا سمجھتے ہیں اور کیا اپنے مخصوص و معلوم سیاسی معتقدات کے باوجود یہ حضرات لائق احترام ہیں؟

سوال نمبر ۲:- جو افراد اور اخبارات ان حضرات کی شان میں مشرکانہ کلمات استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً شیخ الاصنام، شیخ الہنود، اجودھیا باشی اور لالہ اور مہاشہ وغیرہ۔ ان کو حضرت کیسا سمجھتے ہیں الخ۔ (محمد منظور نعمانی)

الجواب:- معصیت ہر حال میں معصیت ہے۔ حسن نیت دافع معصیت نہیں ہوتی۔ الخ حامیان کانگریس میں سے بعض حضرات اس اشتراک کو استاذی حضرت مولانا (محمود حسن) دیوبندی کا اتباع سمجھتے ہیں۔ الی قولہ۔ بخلاف اس وقت کی حالت کے کہ اب کانگرس کی قوت سے شرک و کفر کا حکم غالب ہے۔ اس کی ہر تجویز سے موافقت و مداہنت کی جاتی۔

(بوادر النوادر، اشرف علی ص ۸۱۵ تا ص ۸۱۶، سطر ۵ تا ۱۱ وغیرہ)

نوٹ:- محمود حسن کے وقت کیا مداہنت نہ ہوتی تھی۔

ملاحظہ ہو "تہذیب دیوبندیت"

محمود حسن کی جے

جس وقت حضرت مولانا (محمود حسن) کا موٹر چلا تو ایک دم اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا۔ اس کے بعد گاندھی کی جے، مولوی محمود حسن کی جے کے نعرے بلند ہوئے۔

(افاضات الیومیہ ج ۶، ص ۲۵۵، سطر ۱۳)

دیوبندیوں کی پیشانیوں پر تلک

دیکھ لیجئے مشاہدات اور واقعات اس کے شاہد ہیں، جے کے نعرے لگائے، قشقے پیشانی پر لگائے، ہندوؤں کی ارتھی کو کندھا دیا۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۲۰۷، سطر ۲۰)

ہندوؤں کے مذہبی تہواروں سے دیوبندیوں کی والہانہ محبت

ہندوؤں کی ارتھی کو کندھا دیا۔ ان کے مذہبی تہواروں کا انتظام مسلمان والنٹیروں نے کیا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۲۰۷، سطر ۱)

ہولی دیوالی سے محبت ہندوؤں کی پوڑیاں حلال

مسئلہ:- ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوڑی یا کچھ اور کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں، ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟

الجواب:- درست ہے۔ فقط۔ (فتاویٰ رشیدیہ مصنفہ رشید احمد گنگوہی ج ۲ ص ۱۲۳، سطر ۷)

نوٹ:- من اھدی بیضۃ الی المجوس یوم النوروز کفر۔

(شرح فقہ اکبر ملا علی قاری مطبوعہ مجتبائی ص ۲۲۹)

جب نوروز کا ہدیہ کفر ہے تو دیوالی کا کیسے حلال ہوا۔ (دیکھو تفصیل کے لیے شرح فقہ اکبر)

چوہڑے کی روٹی حلال

چوہڑے کے گھر کی روٹی میں حرج نہیں۔ اگر پاک ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
(بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ)

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۳۰، سطر ۱)

خاتون جنت و امام حسین علیہ السلام کی نیاز حرام و بدعت

سوال:۔ یہ تعینات جیسے ربیع الاول میں کونڈا اور عشرہ محرم میں کھچڑا اور صحنک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اور گیارھویں ۔۔۔۔ حرام ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ ایسے عقائد موجب کفر کے ہیں۔

(فتاوےٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۸۸، سطر ۳ وغیرہ)

گیارھویں غوث پاک حرام

گیارھویں اور نیاز وغیرہ ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا اغراض کے لیے دیتے ہیں۔ اگرچہ اس کا نام ایصال ثواب رکھیں لہٰذا اس کا دینا، لینا اور کھانا حرام ہے۔

(ختم مرسوم الہند مصدقہ خیر محمد جالندھری ملتانی ص ۲۱، سطر ۹)

ہندوؤں کے ہدیے

ایک مرتبہ ایک ہندو نوجوان جو جھنجھانہ کا رئیس تھا، اپنے گروہ کے ساتھ یہاں آیا، پھر اس نے مجھے اپنے باغ کے وہ ہدیے دیئے جو پہلے سے چھپائے ہوئے تھا میں نے اس کے اخلاص کی وجہ سے بخوشی قبول کر لیا۔

(الفظ لف من اللطائف، مصنفہ تھانوی ص ۲۲، سطر ۶، ۲۰)

نوٹ:۔ ہندوؤں کا اخلاص و دیوالی کے تعینات کا کھانا سب منظور اور غوث پاک کی نیاز حرام؟

دیوبندیوں کی کوا خوری

سوال:۔ کوا کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا۔ یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب۔

الجواب:۔ ثواب ہوگا۔ فقط۔ رشید احمد۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۳۰، سطر ۴)

ہندوؤں کی محبت کوا

(۱) اے کوے! میں تجھے سچ کہتا ہوں، پاک سیوک مجھے پران کی طرح پیارا ہے ۔۔۔۔ کاگ بھشنڈی کے خوبصورت وچن سن کر گرڑ کے پر خوشی سے پھول گئے۔

(رامائن مصنفہ تلسی داس، ص ۷۶، سطر ۸ وغیرہ)

(۲) تب میں فوراً ہی کوا بن گیا اور منیشور کے چرنوں میں سر جھکا کر رگھو بنش تلک رام چندر جی کا سمرن کر کے خوشی سے اڑ چلا۔ (رامائن ص ۱۱۱، سطر ۱۶)

کوے سے بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی نفرت

عن ابن عمر قال من یاکل الغراب وقد سماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسقاً واللہ ما ھو من الطیبات۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ کوے کو کون کھا سکتا ہے، حالانکہ اس کوے کا نام حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بدکار فرمایا ہے۔ خدا کی قسم یہ کوا پاک چیز نہیں ہے۔ (ابن ماجہ ص ۲۴۱)

نوٹ:- بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے کوے کو بدکار فرمایا مگر چونکہ ہندوؤں کو کوا مرغوب ہے۔ اس لیے دیوبندیوں کو بھی از حد محبوب ہے۔

ہندوؤں کی سبیل جائز سودی روپے سے لگی ہوئی

سوال:- ہندو جو پیاؤ پانی کی لگاتے ہیں سودی روپیہ صرف کر کے مسلمانوں کو اس کا پانی درست ہے یا نہیں؟

الجواب:- اس پیاؤ سے پینا مضائقہ نہیں، فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ رشید احمد گنگوہی۔
(فتاوی رشیدیہ ج ۲ ص ۱۱۴)

امام حسین کی سبیل حرام

محرم میں سبیل لگانا، شربت پلانا، چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبیہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں۔ فقط رشید احمد گنگوہی۔ (فتاوی رشیدیہ ج ۲ ص ۱۱۳)

چمار کے ہاتھوں سے نکالا ہوا پانی استعمال کرنا جائز

کولہو جو یہاں چلتے ہیں ان میں سارا کاروبار چمار اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں، یعنی رس کا نکالنا اور رس میں ہاتھ ڈالنا اور رس کا اپنے برتن میں فروخت کرنا۔ مسلمانوں کو اُن کے ہاتھ سے چھوئے ہوئے رس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟ یا وہ رس نجس ہے اور ناپاک ہے۔ علیٰ ہذا پانی اُن کے ہاتھ کا پاک ہے یا نجس ہے۔ ایسے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ فقط۔

الجواب:- جب تک یقین اس امر کا نہ ہو کہ چمار کے ہاتھ نجس ہیں، حکم نجاست رس وغیرہ اور پانی پر نہ ہوگا۔ پس صورت موجودہ میں خریدنا رس کا مسلمانوں کو اور استعمال کرنا اس کا درست ہے اور حلال ہے علیٰ ہذا پانی بھی پاک ہے اور نماز وغیرہ درست ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

کتبہ:- عزیز الرحمن عفی عنہ، دیوبندی مدرسہ عالیہ دیوبند۔

الجواب صحیح

بندہ محمود عفی عنہ، مدرس اول، مدرسہ عالیہ دیوبند۔

(فتاوی رشیدیہ ج ۲ ص ۱۰۱، سطر ۱)

جس کھانے پر قرآن پڑھا جائے وہ حرام

مسئلہ:- فاتحہ کا پڑھنا کھانے پر یا شیرینی پر بروز جمعرات کے درست ہے یا نہیں؟

الجواب:- فاتحہ کھانے یا شیرینی پر پڑھنا بدعت ضلالت ہے۔ ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ فقط رشید احمد۔

(فتاویٰ رشیدیہ، ج ۲، ص ۱۵۰، سطر ۱)

ہندوؤں کافروں کو دیوار کے پیچھے کا علم ہے

ایک کشف ہے کہ اس کو لوگ بڑی چیز سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اس کی مثال تو ایسی ہے کہ جیسے کسی کی نظر بہت قوی ہو جائے کہ اس کی شعاعیں دیوار کے پار چلی جائیں اور اس وجہ سے اس کو وہ چیز دیوار کے پرلی طرف سے یہاں بیٹھے ہوئے نظر آئے اور دیوار حجاب نہ رہے تو کیا یہ کوئی کمال اور بزرگی ہے کہ جو چیز سب لوگ دیوار کے پرلی طرف جا کر دیکھ سکتے تھے۔ وہ اس نے یہاں بیٹھے دیکھ لی ہے یہ بات تو کافر تک بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ چنانچہ ایک امریکن عیسائی کا واقعہ اخبار میں لکھا تھا۔ کہ اس کا یہ حال تھا کہ رات کے وقت اندھیرے میں بجائے روشنی کے وہ اپنے ہاتھ کو عبارت کے سامنے کر کے پڑھ لیتی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے ہاتھ میں ایک قسم کی شمع تھی۔

(افاضات الیومیہ، تھانوی ج ۷، ص ۱۴۱، سطر ۷)

پیارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا علم حاصل نہیں

اور شیخ عبد الحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا علم حاصل نہیں۔

(براہین قاطعہ مصنفہ خلیل احمد امام چہارم دیوبندی مذہب، مطبوعہ دیوبند ص ۵۱، سطر ۷)

نوٹ:- دیوبندیوں کے امام نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم مبارک ہندوؤں اور کافروں سے کم ثابت کرنے کی کوشش اور شیخ عبد الحق پر اتہام لگانے اور جھوٹ بولنے میں کس قدر جرأت کی، حالانکہ اس روایت کا اتہام شیخ صاحب پر سراسر جھوٹ ہے۔ کیا کوئی دیوبندی شیخ صاحب سے یہ روایت ثابت کر سکتا ہے۔ ہاں اس کے برعکس ہم شیخ صاحب سے اس حدیث کے بے اصل ہونے کا ثبوت دے سکتے ہیں۔ دیکھو بحث "دیوبندیوں کے عقائد"۔

کرشن و رامچندر کی نبوت اور ہندو مذہب و کفر کی سچائی

بانی دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی نے پنڈت دیانند سے مناظرہ کے درمیان ہندو مذہب کے خدائی

دین ہونے اور کرشن ورام چندر کے امکان نبوت کا بایں الفاظ اقرار کیا کہ:

ہمارا یہ دعوے ہے کہ اور مذاہب اور دین بالکل ساختہ اور پرداختہ بنی آدم ہیں بطور جعل سازی ایک دین بنا کر خدا کے نام لگا دیا۔ انہیں دو مذہبوں کو تو ہم یقیناً دین آسمانی سمجھتے ہیں ایک دین یہود اور دین نصاریٰ (الیٰ قولہ) باقی رہا دین ہنود اس کی نسبت اگرچہ ہم یقیناً نہیں کہہ سکتے کہ اصل سے یہ دین بھی آسمانی ہے مگر یقیناً یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ یہ دین اصل سے جعلی ہے۔ خدا کی طرف سے نہیں آیا (الیٰ قولہ) کیا عجب ہے کہ جن کو ہندو اوتار کہتے ہیں اپنے زمانے کے نبی یا ولی یا نائب نبی ہوں (الیٰ قولہ) رہی یہ بات کہ اگر ہندوؤں کے اوتار انبیاء یا اولیاء ہوتے تو دعوے خدائی نہ کرتے اور افعال ناشائستہ، زنا، چوری ان سے سرزد نہ ہوتے (الیٰ قولہ) سو اس شبہ کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ ---- کیا عجب ہے کہ سری کرشن اور سری رامچندر بھی عیوب مذکورہ سے مبرا ہوں۔ الخ۔

(تقریر مولوی محمد قاسم نانوتوی در مباحثہ شاہجہان پور منعقدہ ۱۲۹۵ھ مطبوعہ سہارنپور تصحیح مولوی محمد یحییٰ مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور ص ۳۱)

دھرم سالہ کے پنڈت

دیوبند کے علماء وطلباء ہندو دھرم سالہ میں

مولانا عبدالماجد دریابادی مدیر "صدق" کا حقیقت افروز بیان

دریاباد ۲۳ر فروری۔ آج چار دن سے اس قصبہ پر کانگریسی خیال کے مسلمانوں کا دھاوا ہے۔ دیوبند کے طلباء کا ایک دستہ آیا ہوا ہے اور اپنے مسلک کی تبلیغ یا کوشش تبلیغ میں مصروف ہے۔ اس میں مضائقہ نہیں ظاہر ہے کہ ہر فریق یہی کرتا ہے یا کرنا چاہتا ہے۔ لیکن ایک عجیب وغریب بات یہ ہے کہ کام مسلمانوں کے اندر کرتا ہے لیکن تعلقات یہ تمام مسلمانوں سے توڑے ہوئے ہے اور قصبہ کی غیر مسلم آبادی سے جوڑے ہوئے ہیں۔ قیام ان کا دھرم سالہ میں۔ حالانکہ قصبہ میں ایک نہیں دو دو سرائیں مسلمانوں کی موجود ہیں اور ان کا رہنا سہنا چلنا پھرنا تمام تر ہندوؤں کے ساتھ انہیں کے درمیان اور انہیں کا ساتھ۔ حد یہ ہے کہ ان سطور کے راقم کو جب بھی انہوں نے سرفراز کیا تو ہمیشہ ہندوؤں ہی کے حلقہ میں۔ یہاں تک کہ ایک دن مسلمان صاحب تو ایک تھے اور ان کے ہندو رفقاء تین

مولوی حسین احمد صدر دیوبند کی اسلام دشمنی

ہماری معلومات کے مطابق ان لوگوں میں بھی مدارج ہیں۔ ان سب کے پیش رو مولانا حسین احمد ہیں، جن سے بڑھ کر مسلمانوں کے مقاصد و تحفظ کے ساتھ دشمنی اور عداوت کا اظہار غالباً کسی نے نہیں کیا۔ ان کی حالت بڑی ہی عجیب ہے۔ انہیں زیر بحث سیاسیات کے مبادی سے بھی آشنائی حاصل نہیں اور نہ وہ اتنی صلاحیت رکھتے ہیں کہ دستور اساسی کی پیچیدگیوں یا ان کے ضمن میں کسی تجویز کے نتائج و عواقب کا صحیح اندازہ کر سکیں اس لیئے کہ وہ اس کوچہ سے بالکل نابلد ہیں۔

(تحریک پاکستان اور نیشلسٹ علماء مصنفہ چوہدری حبیب احمد ص۸۴)

بدبختانِ ملت

رسول اللہ کے گھر میں یہ کیسا انقلاب آیا ۔ کہ گاندھی جی کی کٹیا عالمانِ دین کا ڈیرا ہے
خدا ہی جانتا ہے حشر اس ٹولی کا کیا ہو گا ۔ حرم سے جس کی بدبختی نے رخ ملت کا پھیرا ہے
یہ کہہ دو شب پرستوں سے کہ بستر تہہ کریں اپنا ۔ چھٹی ہے پو ہوا جاتا کوئی دم میں سویرا ہے

(تحریک پاکستان اور نیشلسٹ علماء چوہدری حبیب احمد ص۸۸)

ہندو دیوبندی آمیزش — دیوبندی لادینیت کے سیاہ کارنامے

دیوبندیوں کی جماعت جمعیۃ العلمائے ہند کا ہندوؤں سے اتحاد۔ ایک جلسہ کا اشتہار ملاحظہ ہو۔

چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است

اسلامی کلچر کے محافظ

جون پور کے اجلاس جون ۱۹۴۰ء کے جلسہ کا اشتہار حسب ذیل ہے

آپ کو جان کر بڑی خوشی ہو گی کہ شہر میں جمعیت العلماء ہند کا بارہواں سالانہ جلسہ اور پر لکھت تاریخوں میں مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی کی صدارت میں ہو گا۔ جس میں دیش کے سب ہی بڑے بڑے

مسلم نیتا آویں گے۔ یہ آپ کو بھلی بھانتی گیات ہے کہ جمعیت العلماء ہند ایک ایسی سنستھا ہے جس نے سرو دار؟ کانگریس کی آزادی کی لڑائی میں ساتھ دیا ہے اور اب بھی دیش کی آزادی کے لیے مسلم جاتی کو نیتر تو کر رہی ہے۔ اتہ آپ سے سن رودھ پرارتھنا ہے کہ اس میں سمیلن کو سپھل کیجیے۔ پروگرام نیم لکھت ہے۔

۷، جون کو چار بجے جونپور اسٹیشن سے سبھاپتی کا جلوس نکلے گا۔

۷، جون سیانکال آٹھ بجے اٹالہ مسجد میں کھلا ادھویشن ہوگا۔

۸، جون صبح آٹھ بجے احرار سوان سیوک سمیلن ہوگا۔

۸، جون چار بجے رات کھلا ادھویشن ہوگا۔

۸، جون رات آٹھ بجے جمعیت العلماء کا کھلا ادھویشن ہوگا۔

۹، جون ۳ بجے کھلا ادھویشن ہوگا۔

۹، جون رات آٹھ بجے جمعیت العلماء کا کھلا ادھویشن ہوگا۔

(تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء چوہدری حبیب احمد ص۸۸۹)

دیوبندیوں کے راہنما مولوی حسین احمد صاحب دیوبندی وغیرہ ہندوؤں کے باوفا اور تنخواہ دار مبلغ ہیں

اس کے بعد علامہ عثمانی نے (حسین احمد دیوبندی و مفتی کفایت اللہ وغیرہ کو) فرمایا کہ آپ حضرات کے متعلق بھی عام طور پر مشہور کیا جاتا ہے کہ آپ ہندوؤں سے روپیہ لے کر کھا رہے ہیں۔

(مکالمۃ الصدرین شبیر احمد عثمانی ص۱۰)

دیوبندی رام رام کرتے رہے

بہت سے خیر خواہ ہندو مسلم اتفاق کے عواقب اور عوام الناس اور بعض لیڈروں کی ان غلط کاریوں پر متنبہ فرما رہے ہیں۔ جو اس اتفاق کے جوش سے پیدا ہوئیں۔ مثلاً قربانی گاؤ میں بعض جگہ تشدد و مزاحمت کیا جانا۔ یا قربانی کے جانور کو سجا کر رضا کاران خلافت کا گئوشالہ میں پہنچانا یا قشقہ لگانا یا ہندوؤں کی ارتھی (جنازہ) کے ساتھ خصوصاً رام رام ست کہتے ہوئے جانا۔ یا یہ کہتے کہنا کہ امام مہدی کی جگہ امام گاندھی تشریف لائے ہیں یا یہ کہ اگر نبوت ختم نہ ہوگئی ہوتی تو مہاتما گاندھی نبی ہوتے۔ یا قرآن اور حدیث میں بسر کی ہوئی عمر نثار بت پرستی کرنا، یا یہ دعا کرنا اگر ہیں مذہب تبدیل کرو، تو سکھوں کے مذہب میں داخل ہوں وغیرہ وغیرہ۔ بلاشبہ ہیں بھی جب اپنی (دیوبندی) قوم کے بڑے سرآوردہ (علماء) کو سنتا ہوں کہ وہ اس قسم کے محرمات یا کفریات کے مرتکب ہوتے ہیں الیٰ قولہ میری درخواست یہ ہے کہ علماء افراط و تفریط سے خالی ہو کر الخ

(ترک موالات پر زبردست تقریر۔ مولوی شبیر احمد دیوبندی ص۲۳، سطر ۳)

نوٹ :۔ ہندوؤں کے ساتھ یک جان ہو کر جو جو کار خیر دیوبندی علماء نے کئے اور کرائے وہ ملاحظہ فرمالیجئے۔ چونکہ علمائے اہلسنت نے ایسے کام کریں نہ کرنے دیں۔ اسی لیے دیوبندی فتوے لگ جاتا ہے کہ یہ بریلوی تو سیاست سے بے بہرہ ہیں اور سیاسی جمود کا شکار ہیں۔ ایسی ملحدانہ سیاست دیوبندیوں کو ہی نصیب ہو، اور اسی دیوبندی و ہندو اتحاد کی بنا پر ہی ان دیوبندیوں نے خانۂ خدا مسجد شہید گنج کو ہندوؤں اور سکھوں کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا

اس آرزو میں کہ نہرو کسی طرح ہو خوش — نگاہ خشم سکندر حیات خاں پر ہے
خدا کے گھر کی تباہی میں حصہ دار ہوئے — یہ ظلم انہوں نے کیا اپنی جان پر ہے

(چمنستان ظفر علی خان صہ ۱۶۹)

اور مسجد فتح پوری دہلی بھی دیوبندی مذہب کے رہنماؤں مولوی حسین احمد صدر دیوبند و مولوی کفایت اللہ دہلوی مفتی دیوبندی مذہب نے اپنے ان داتاؤں سے تبادلہ زر کر کے فروخت کرنے میں ذرہ خوف خدا نہ کیا ہے

جنہیں تھا دعا کل تک مساجد کی حفاظت کا — کہاں ہے آج کنز ان کی کدھر ان کی قدوری ہے
مدینہ چھوڑ کر وہ رشتہ کیوں جوڑیں نہ وردھا سے — کہ ان کی تربیت ناقص ہے اور تعلیم ادھوری ہے
پلایا کانگرس نے ہو جنہیں دینار کا شربت — پسند انہیں کب لیگ کا شربت بزوری ہے

حسین احمد سے کہتے ہیں خزف ریزے مدینہ کے — کہ لٹو آپ بھی کیا ہو گئے سنگم کے موتی پر
مسلماں کا پھٹا تہبند نہ کچھ بھی اس کے کام آیا — نچھاور ہو گئی سر شرع نبی زرتار دھوتی پر

(چمنستان ظفر علی خاں صہ ۱۸۶ و ۲۰۵)

نوٹ :۔ مولوی لطف اللہ دیوبندی فرماتے ہیں کہ ہمارے علمائے دیوبند نے دین کی بڑی خدمت کی۔ کنز کا حاشیہ لکھا، قدوری کا حاشیہ لکھا الخ۔ یہ کنز قدوری کی خدمت بھی مندرجہ بالا شعر میں ملاحظہ فرمالیجئے اور واضح رہے کہ چمنستان کے مصنف وہ ظفر علی خان صاحب دیوبندی ہیں جنہیں یہی لطف اللہ دیوبندی منٹگمری بابائے صحافت رئیس التحریر مولانا ظفر علی خاں صاحب کے معتقدانہ خطابات سے یاد کرتے ہیں۔ دیکھو

(اعلائے حق مصنفہ لطف اللہ صہ ۱۹)

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

باب دہم

دیوبندیوں کی اپنی پیر پرستی

تمام مسلمان جانتے ہیں کہ دیوبندیہ کے تکفیری فتنہ نے عالم اسلام کو تباہی کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ اور مسلمانوں کو ہی بدعتی، مشرک اور کافر کہہ کر تفریق بین المسلمین کرنا فرقہ دیوبندیہ کا سب سے بڑا مقصد رہا ہے۔ اور اگر مسلمان حضرات انبیائے کرام علیہم السلام و اولیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق اپنے سچے اسلامی عقائد کا اظہار بھی کریں تو دیوبندی سکوزین اپنے آپ کو موحد ظاہر کر کے مسلمانوں پر کفر و شرک و بدعت کی کفر بازی شروع کر دیا کرتے ہیں۔ مگر آپ کو یہ دیکھ کر تعجب ہو گا۔ کہ دیوبندیوں کا یہ فریب محض چندے بحال رکھنے کے لیے اور اپنا پلیٹ فارم الگ بنانے کے لیے محض چالبازی ہے۔ ورنہ خود دیوبندی اپنے نام نہاد مولویوں اور بزرگوں کے متعلق ایسے ایسے عقائد رکھتے ہیں کہ اپنے ہی فتووں کے مطابق وہ شرک اور کفر سے بھی کہیں آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

دیوبندیوں کا پیر مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب وغیرہ ہر جگہ حاضر ناظر ہیں

دہم مرید یقین داند، کہ روح شیخ مقید بیک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد، قریب یا بعید اگرچہ از شخص شیخ دور است اما از روحانیت او دور نیست، چوں ایں امر محکم داند و ہر وقت شیخ را بیاد دارد، و ربط قلب پیدا آید و ہر دم مستفید بود و چوں مرید ہر دم در حل واقعہ محتاج شیخ بود، شیخ را بقلب حاضر آوردہ بلسان حال سوال کند، البتہ روح شیخ باذن اللہ تعالیٰ القا خواہد کرد۔

(امداد السلوک مصنفہ رشید احمد گنگوہی صاحب امام سوم دیوبندی مذہب صہ ۹، سطرا)

نوٹ:۔ مولوی گنگوہی صاحب اپنے دیوبندی مریدوں کو ہدایت کر رہے ہیں کہ اے میرے مریدو تم مصیبت کے وقت مجھے ضرور پکارا کرو۔ کیونکہ میرا جسم اگرچہ تم سے دور ہے، مگر میری روح ہر دیوبندی کے پاس خواہ وہ دیوبندی مرید مشرق میں ہو یا مغرب میں ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور تمام دیوبندی ہر واقعہ میں میرے محتاج ہیں۔ جب ہی مجھے یاد کرو گے باذن اللہ میں فوری مدد کروں گا۔

دیوبندیوں کو مافی الارحام و مافی الغد کا علم ہے

(۱) عبد الرحمٰن خان صاحب بے تکلف فرماتے جا تیرے لڑکا ہوگا یا لڑکی ہوگی۔

(ارواح ثلثہ صفحہ ۲۷۱، سطر ۱)

(۲) مولانا گنگوہی نے جو ۱۲۹۹ھ میں حج کیا ہے، معلوم ہوا کہ جہاز کو (جدہ سے) قرنطینہ سے کامران واپس کیا جائے گا، یہ خبر مولانا تک پہنچی فرمایا۔ ہم یہیں اتریں گے لیکن آج نہیں کل اتریں گے۔

(ملخصاً ارواح ثلثہ صفحہ ۳۰)

دیوبندیوں کے پیر حاجی صاحب رحمۃ للعالمین ہیں

(۱) لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں۔

(۲) حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ نے ایک محبت پیدا کی تھی۔۔۔۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت کی نسبت بار بار رحمۃ للعالمین فرماتے تھے۔

(۳) آج نماز جمعہ پر یہ جانکاہ خبر سن کر دل حزیں پر بے حد چوٹ لگی کہ رحمۃ للعالمین (مفتی محمد حسن لاہوری خلیفہ تھانوی) دنیا سے سفر آخرت فرما گئے ہیں۔

(تذکرہ حسن بحوالہ ماہنامہ تجلی دیوبند و نوری کرن بریلی ماہ فروری ۱۹۶۳ء)

نوٹ:۔ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ مگر دیوبندیوں نے اس کا انکار کر کے اپنے پیر کو رحمۃ للعالمین بنا کر مقام رسالت پر پہنچا دیا اور پھر یہ فتوے کسی معمولی آدمی کا نہیں، گنگوہی صاحب کا ہے جسے دیوبندی اپنا رب مانتے ہیں اور ایبٹ آباد کے مہتمم مدرسہ دیوبندیہ نے تذکرہ حسن میں محمد حسن کو بھی رحمۃ للعالمین بنا ڈالا۔

مولوی گنگوہی صاحب تمام مخلوق کے رب ہیں

خدا اُن کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے
میرے مولا میرے ہادی تھے بےشک شیخ ربانی

(مرثیہ مولوی محمود حسن صدر دیوبند صفحہ ۱۲، سطر ۱)

نوٹ:۔ حق تعالیٰ کے ارشاد الحمد للہ رب العالمین سے صاف عیاں ہے کہ خلائق کا مربی صرف اللہ وحدہٗ لاشریک ہے، مگر دیوبندیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا رب العالمین نہیں، خدا تو صرف گنگوہی صاحب کا رب ہے اور باقی تمام مخلوق الٰہی زمین و آسمان ملائکہ و انبیائے کرام علیہم السلام سب کا رب مربی مولوی رشید احمد صاحب ہیں۔ معاذ اللہ۔ (کیوں جناب دیوبندی صاحبان پکے موحد ہوئے نا۔)

دیوبندیوں کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب ربُّ المشرقین وربُّ المغربین ہیں

ایک شخص نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خط میں القاب کی جگہ یہ لکھا تھا کہ رب المشرقین ورب المغربین حضرت نے وہ خط حاضرین کو پڑھنے کے لیے دیا۔۔۔۔ یہ فرما کر اس شخص کی معذوری ظاہر کر دی، کہ بوجہ بے علمی کے ایسا ہوا۔ (افاضات الیومیہ تھانوی ج ا صفحہ ۱۳۱، سطر ۳ تا ۷)

نوٹ: معلوم ہوا کہ وہ دیوبندی صاحب حاجی صاحب کو رب المشرقین ورب المغربین سمجھتے تھے۔ تب ہی تو خط میں اظہار کیا گیا اور پھر حاجی صاحب نے اُسے مشرک کہا نہ بدعتی نہ کافر بلکہ معذوری ظاہر کر دی۔

بتلائیے صاحب! کہ مسلمان پر تو جائز بات پر شرک و بدعت کی ڈگری ہو جائے مگر دیوبندی صاحبان خدا کے ارشاد رب المشرقین ورب المغربین (سورۃ الرحمٰن) کا انکار کر کے خدا کی خاصہ صفت کو اپنے پیروں کے لیے ثابت کریں، تب بھی وہ پکے موحد اور معذور تصوّر کر لیے جائیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

مولوی اشرف علی صاحب نبیوں کے برابر ہیں

ان صاحب نے پرچہ پیش کیا اس میں لکھا تھا کہ میں سلام سے محروم رہا اور یہ بھی لکھا تھا، کہ آپ کو نبیوں اور صحابہ کے برابر سمجھتا ہوں۔

(مزید المجید تھانوی صفحہ ۱۸، سطر ۱۹ اشرف المعمولات صفحہ ۵، سطر ۱۶)

تمام دیوبندی اپنے بزرگوں کے بندے ہیں

بندۂ پیر خراباتم کہ لطفش دائم است

(افاضات الیومیہ ج ۵ صفحہ ۵۳، سطر ۱۱)

نوٹ: خرابات بُت خانہ اور قمار خانہ کو کہتے ہیں۔ دیکھو کتب لغت میں ہے:

خرابات: بُت خانہ، قمار خانہ از برہان و سراج۔ (غیاث اللغات مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۰۱، سطر ۱۱)

اور پیرِ خرابات، بت پرستوں اور جوا بازوں کے سب سے بڑے بت پرست و جوا باز کو کہتے ہیں اور تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ میں اس سب سے بڑے بت پرست و جوا باز (پیر خرابات) کا بندہ ہوں دیوبندی حضرات فرمائیں کہ کیا جناب تھانوی صاحب بھی پیر خرابات کے بندے تھے یا اس عقیدہ کا کچھ اور مطلب ہے ورنہ مسلمانوں پر ہی بدعتی ہونے کی ڈگری کیوں؟

تھانوی صاحب بندۂ رسول کہنے کو تو شرک بتائیں دیکھو (بہشتی زیور ج ا صفحہ ۴۳، سطر ۱۰)

اور خود کو بندۂ پیر خرابات فرمائیں۔ نیز ملاحظہ ہو:۔

بمے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید

(امداد الفتاوی ج۵ ص۳۴۳ سطر ۱۱)

نوٹ:۔ کیا یہ شعر خلاف شریعت تو نہیں، اگر ہے تو تھانوی صاحب کا کیا حال؟ اگر نہیں تو مسلمانوں پر فتوے کیوں؟

تمام دیوبندی گنگوہی صاحب کے عبید ہیں

عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

(مرثیہ مصنفہ محمود الحسن صدر دیوبند ص۱۱ سطر ۹)

نوٹ:۔ عبد النبی و عبد الرسول کہلانا تو دیوبندی دھرم میں شرک، مگر عبد رشید احمد اور عبید گنگوہی کہلانا عین ایمان۔ (انصاف باید)

دیوبندی اپنے پیروں کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دیتے ہیں

تھوڑے دن وہ آیا اور میرا بہت اعزاز و اکرام کرنے لگا کبھی دست بوسی کرتا اور کبھی پاؤں بوسی۔

(امداد المشتاق تھانوی ص۱۲۴ سطر ۱)

(۲) پیر استاذ کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دے تو شرک نہیں تعظیم ہے۔

(بلغۃ الحیران مصنفہ مولوی حسین علی، استاذ غلام خان ص۴)

نوٹ:۔ اگر کوئی مسلمان اپنے شیخ و اولیاء اللہ کی دست بوسی کرے تو بفتوائے دیوبند وہ لعنتی ہو جاتا ہے۔

چنانچہ مبلغ اعظم مذہب دیوبند یہ لکھتا ہے۔

"زندہ پیر کے ہاتھ کو بوسہ دے .... یہ سب افعال اس پیر کی عبادت ہوں گے اور اللہ کے نزدیک موجب لعنت"۔

(جواہر القرآن مصنفہ مولوی غلام خان، مناظرو دیوبندیہ ص۱۶ سطر ۱۹)

تو جناب تھانوی و حاجی صاحب پر بھی یہ کفر بازی چلی یا نہ؟ فرمائیے کون کون لعنتی ہوئے!

دیوبندیوں کے بزرگوں کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضرورت نہیں

فرمودند کہ امروز حق جل و علی بمحض عنایت خود بلا توسط احدی اختتام نسبت چشتیہ بما ارزانی داشت۔

(صراط مستقیم امام ربانی اول مذہب دیوبندیہ ص۱۶۶ سطر ۱)

نوٹ:۔ جمیع اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ ہر شخص ہر کمال حاصل کرنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ کا محتاج ہے۔ مگر دیوبندی اس کے منکر اور واسطہ نبوت کی ضرورت نہیں سمجھتے

جو شخص دیوبندی مولوی کا مرید ہو جائے وہ قطعی جنتی ہو گیا

ازاں طرف حکم شد کہ ہر کہ بر دست تو بیعت خواہد کرد، گو لکھو کہا باشند ہر یک را کفایت خواہم کرد۔

(صراط مستقیم، ص ۶۵، سطر ۷)

دیوبندی مولوی سب پاک ہیں

حضرت مولانا دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی حالت اور جذبات کو اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں۔ چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۶ ص ۲۵ سطر ۲)

دیوبندی پیر سب مریدوں کو بخشوا لے گا

گر پیر مرحوم ہو گا تو مرید کو جنت میں لے جائے گا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ا ص ۶۸۵ سطر ۹ و ج ۲ ص ۲۶ سطر ۷)

پیغمبرانہ صحبت

کاش ہم حرماں نصیب حضرت قطب الاقطاب (مولوی احمد علی لاہوری) کی پیغمبرانہ صحبت سے مستفید ہوتے۔

(رسالہ خدام الدین لاہور ۲۰ اپریل ۱۹۶۳ء ص ۱)

نبوت کے سراج

رخ علامہ احمد علی کی ہر تجلی میں
نبوۃ کے سراج علم کی تنویر دیکھی تھی

(رسالہ خدام الدین لاہور ۴ مئی ۱۹۶۳ء)

دیوبندی مولوی بعد از موت بھی تصرف کرتے ہیں

ہم کو حق تعالیٰ نے مرنے کے بعد خلافت دے دی۔ میں نے اس کی تعبیر یہ سمجھی کہ حق تعالیٰ نے افاضہ کا تصرف عطا فرمایا ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۳۱۱ سطر ۱ و ج ۲ ص ۴۳ سطر ۳)

دیوبندی جو چاہیں ہو جاتا ہے

جو ان حضرات نے چاہا وہ ہو گیا۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۶۰ سطر)

دل کے حالات کا علم

مولوی محمد یعقوب صاحب دل کے اندر جو چور ہوتے ہیں ان سے خوب سمجھتے۔

(ارواح ثلاثہ ص ۱۳۳)

دیوبندی بزرگ لوگوں کے دلوں کے حالات جانتے ہیں

ایک مرتبہ کیرانہ میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک صاحب حاضر ہوئے، پاس بیٹھے تھے، دل میں خیال کرنے لگے کہ معلوم نہیں کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا

مرتبہ بڑا ہے یا حافظ ضامن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا، حضرت اس خطرہ پر مطلع ہوئے، فرمایا کہ ایسا خیال بہت بری بات ہے۔ (افاضات الیومیہ ج ۶ صـ۱۴۳، سطر ۶)

ہر وقت مریدین کے حالات کی نگرانی

توجہ مطلوب صرف یہی ہے کہ شیخ طالب کے حالات کی نگرانی اور ان کے حالات کے اقتضا سے تعلیم کرتا رہا ہے اسو ایسی توجہ ہمارے بزرگوں کی دائمی طور پر رہتی ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۶ صـ۴۳، سطر ۱۲)

نوٹ :۔ کیوں صاحب اگر مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خداداد علم مبارک کا اعتقاد کریں، تو مشرک قرار دیے جائیں، اب تھانوی صاحب تو پکے موحد رہے نا!

دیوبندی مولوی کے ساتھ غلطی جمع ہو ہی نہیں سکتی

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یا دوسرے عارفین کے ذہن میں مقاصد پہلے آتے ہیں اور مقدمات کی غلطی کا اثر مقاصد میں نہیں آتا۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ صـ۳۲۲، سطر ۱۹)

نبیوں کے ساتھ غلطی جمع ہو سکتی ہے

ایک واقعہ کی تحقیق کی غلطی ہے، جو علم و فضل یا ولایت بلکہ نبوت کے ساتھ بھی جمع ہو سکتی ہے۔ (معاذ اللہ)

(بوادر النوادر تھانوی صـ۱۶۷، سطر ۱۹)

دیوبندیہ کے پیر نے جہاز اٹھالیا اور مافوق الاسباب غائبانہ امداد کر کے دیوبندیوں کو بچالیا؟

ایک بار میرے بھتیجے حج کو آتے تھے، اگنبوٹ تباہی میں آگیا، حالت مایوسی میں انہوں نے خواب دیکھا کہ ایک طرف حاجی صاحب اور دوسری طرف حافظ جیو (حافظ ضامن) صاحب اگنبوٹ کو شانہ دیے ہوئے تباہی سے نکال رہے ہیں۔ صبح کو معلوم ہوا کہ اگنبوٹ دو دن کا راستہ طے کر کے صحیح و سالم کنارے پر لگ گیا۔

(امداد المشتاق صـ۱۴۱، سطر ۵)

(۱) حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے کہ وہ جہاز کا اٹھالینا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ظاہر ہے کہ آپ کی کرامات عظیمہ کو ثابتا اقرب الی الشرک ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۶ صـ۲۷۲، سطر ۹ و امداد المشتاق صـ۱۴۱)

نوٹ :۔ اگر کوئی مسلمان حضور غوث پاک کی یہ کرامت بیان کرے کہ آپ نے بوڑھی کا بیڑا نکال دیا۔ تو دیوبندیوں کی طرف سے شرک کے فتوے شروع ہو جاتے ہیں مگر یہاں اعتقاد غائبانہ مدد کا بھی جائز اور پھر حاجی

صاحب کی کرامت کا منکر مشرک قرار دے دیا گیا۔ یعنی مسلمانوں کے بزرگوں کی کرامت کا اقرار شرک اور دیوبندیوں کی کرامت کا انکار شرک۔ (سبحان اللہ)

جھک کر سلام کرنا

بعض لوگ انہی اہلِ وطن میں سے ایسے بھی ہیں، جو تحریکات کے زمانہ سے اختلاف رکھتے ہیں۔ مگر ہمیشہ سے جب ملتے ہیں جُھک کر سلام کرتے ہیں۔ میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں۔
(افاضات الیومیہ ج ۳، ص۲۴۳، سطر ۶)

نوٹ:۔ اگر کوئی مسلمان کسی ولی اللہ کو جھک کر سلام کرے تو دیوبندی اس پر شرک کا فتوےٰ جڑ دیتے ہیں۔ تو یہ دیوبندی اور اس پر شکر کرنے والے سب برادری مشرک ہوئی یا نہ؟

دیوبندی بزرگوں کی جگہ بابرکت اور نور ہے

جب حاجی صاحب صبح کو تشریف لے گئے تو میں نے اس جگہ بیٹھ کر ذکر کیا۔ جس جگہ حضرت ذکر کیا کرتے تھے تو انوار معلوم ہوتے تھے۔
(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۵ ص ۱۱، سطر ۸)

دیوبندی مولویوں کے انوار

مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نرالی شان تھی، چہرے سے انوار برستے تھے۔ (افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۱، سطر ۱۱)

دیوبندی مولوی خاکی نہیں بلکہ نوری فرشتے ہیں

میں نے انسانیت سے بالا درجہ ان حضرت نانوتوی صاحب کا دیکھا وہ ایک مقرب فرشتہ تھا جو انسانوں میں ظاہر کیا گیا تھا۔
(ارواح ثلاثہ ص ۲۵۸، سطر ۱۷، ماہنامہ الصدیق ملتان، محرم ۱۳۷۵ھ)

نوٹ:۔ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نور کہے تو وہ مشرک و کافر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ریاست بہاولپور کے تمام دیوبندی مولویوں کی تصدیق سے شائع شدہ رسالہ "چودھویں صدی دا دگار" کے یہ شعر ملاحظہ ہوں:۔

وگڑے نے لوگ جہان دے پئے نورا دا نبی بناوندے
جد نور دا نبی بندا نہ اتوں بشری کھول چڑھاوندے
سن کے عرب دیا کافراں نے طعنہ نبی نوں ماریا سی
سچ نبی نور دا ہووے تاں منئے اسیں بندے نظر ہن آوندے

تو تھانوی صاحب وغیرہ مولوی خلیل احمد و محمد قاسم کو انوار و فرشتہ کہنے سے کیا مراد ہے؟ اور اگر کوئی مسلمان یہ کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نوری سید البشر ہیں تو دیوبندی کہتے ہیں کہ بشریت اور نور کیسے جمع ہو سکتے ہیں تو معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک مولوی خلیل احمد صاحب و نانوتوی صاحب بشر نہیں تھے، بلکہ نوری تھے۔ اور

جہاں حاجی صاحب بیٹھتے وہ جگہ تو مکمل نور بن چکی تھی۔ مگر نورِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور ماننا دیوبندی دھرم میں شرک ہی رہا۔ دیوبندی بتائیں کہ محمد قاسم میں نور و بشریت کیسے جمع تھیں۔ اور اس فرشتہ کی اولاد کیسے پیدا ہوئی۔

نابینا کو بینا کر دیا

ایک عورت ان کی خدمت میں اپنے ایک بچے کو ساتھ لائی۔ اس کے منہ پر ہاتھ پھیر دیا۔ اور آنکھیں اچھی ہو گئیں۔

(ارواح ثلاثہ ملخصاً ص۲۲۵ و ص۲۲۶)

دیوبندی قبروں میں زندہ ہیں نمازیں پڑھتے ہیں

فرمایا کہ بھائی ہم تو قبر میں بس نماز پڑھا کریں گے۔

(ارواح ثلاثہ ص۲۳۵، سطر ۷)

نوٹ:۔ حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ لوگ مر کر مٹی میں مل گئے ہوئے لکھتے ہیں۔ (تقویۃ الایمان)

سب نور

جامع تھے کمالات کے ← مردِ حقانی کی پیشانی کا نور
کب چھپا رہتا ہے پیشِ ذی شعور

(افاضات ج ۵ ص۲۸۷، سطر ۴، ۱۴)

لطافت ہی لطافت

حضرت اقدس (تھانوی) گویا بس سراپا لطافت ہی لطافت ہو گئے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ، ص۱۰۱، سطر ۱۹)

دیوبندی پیروں کو سجدہ کرنا ضروری ہے

یہ سب موقوف ہے۔ صحبت کامل پر کسی کی جوتیاں سیدھی کرو، ڈنڈے کھاؤ، اس کے سامنے ناک رگڑو۔ اس سے حقیقت تک رسائی ہوتی ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص۴۹، سطر ۱۶)

غیر اللہ کے سامنے ناک رگڑنے والے شیطان ہیں

اہلِ بدعت وجملہ غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں کی ایسی مثال ہے، جیسے شیطان کی..... مقابر پر جا کر ناک رگڑتے ہیں۔ الخ

(مزید المجید تھانوی، ص۴۳، سطر ۲۱)

نوٹ:۔ ان کے اپنے اس فتوے سے معلوم ہوا کہ سب دیوبندی خود بھی شیطان ہیں، کیونکہ لوگ تو قبروں پر ناک رگڑنے کی وجہ سے شیطان بنے اور دیوبندی اپنے کاملوں کے سامنے ناک رگڑنے کی وجہ سے شیطان بنے۔

غیر اللہ کو تعظیمی سجدہ کرنے والے کو کچھ نہ کہو

(۱) نعم لا یلام علیہم لعدم اشتغالہم بالتحقیقات العلمیۃ (بوادر النوادر ص۱۳۷، سطر ۱۱)

(۲) سجدہ کرنے والے پر بھی بوجہ لغزش کے ملامت نہ کریں گے۔ (بوادر النوادر، صفحہ ۱۳۷، سطر ۱۷)

نوٹ:- کیوں جناب! مسلمان تو کسی قبر کی صرف عزت کریں، تب بھی مشرک اور یہاں دیوبندی تھانہ کے آرڈر سے سجدۂ تعظیمی غیر اللہ پر عدم ملامت اور ناک رگڑنے کا بھی فرمان صادر ہو رہا ہے حالانکہ علمائے اہل سنت وجماعت کے نزدیک سجدۂ تعظیمی غیر اللہ کو حرام ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی مولانا احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں: سجدۂ تحیہ حرام اور گناہ کبیرہ بالیقین۔ (زبدۃ الزکیہ صفحہ ۹، سطر ۱۳)

دیوبندیوں کا ناجائز بھی جائز

کسی خاص صورت میں کوئی ایسا فعل جو عام طور سے ناجائز سمجھا جاتا ہو، وہ جائز بھی ہوتا ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۱، صفحہ ۲۱۶، سطر ۱۵)

نوٹ:- شریعت جو دیوبند کی ہوئی۔

دیوبندیوں کے عصا سے مُردے زندہ ہو جاتے ہیں

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب طالبعلموں کو مارتے وقت بڑی ظرافت سے کام لیتے تھے فرمایا کرتے تھے کہ اس عصا میں یہ خاصیت ہے کہ اس سے مُردے زندہ ہو سکتے ہیں۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۱، صفحہ ۳۱۲، سطر ۵)

دیوبندیوں کو خدا اپنے ہاتھ سے مصافحہ کرتا ہے

روزے حضرت جل وعلیٰ دست راست ایشاں را بدست قدرت خاص خود گرفتہ و چیزے را از امور قدسیہ کہ بس رفیع بود پیش روئے حضرت ایشاں کردہ فرمود کہ ترا ایں چنیں دادہ ام و چیز ہائے دیگر خواہم داد الخ

(صراط مستقیم مصنفہ مولوی اسماعیل صفحہ ۱۶۶، سطر ۱۱)

نوٹ:- مولوی اسماعیل صاحب کہتے ہیں کہ خدا نے ہمارے سید صاحب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر سید صاحب سے دوستانہ باتیں کیں۔ اب ایسا دعوے کرنے والے کے متعلق ائمہ اسلام کا فیصلہ سن لیجئے۔ حضرت قاضی عیاض فرماتے ہیں:-

من اعترف بالٰهية الله تعالیٰ ووحدانيته ولكنه ادعی له ولدا او صاحبة فذالك كفر باجماع المسلمين وكذالك من ادعی مجالسة الله تعالیٰ والعروج اليه ومكالمته الخ (ملخصاً)

یعنی جو اللہ تعالیٰ کی الوہیت و توحید کا تو قائل ہو مگر اس کے لیے جورو یا بچہ ٹھہرائے وہ باجماع کافر ہے۔ اسی طرح جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم نشینی، اس تک صعود، اس سے باتیں کرنے کا مدعی ہو۔ پھر فرماتے ہیں:-

وکذالک من ادعی منهم (الی قوله) ویعانق الحور العین وهؤلاء کلهم کفرون مکذبون للنبی صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم الخ

(الشفا ص۳۶۲ مصری)

یعنی جو شخص حور سے ملاقات کا دعویٰ کرے یہ سب لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے اور کافر ہیں۔ اب دیوبندی خود فیصلہ فرمالیں کہ ائمۂ اسلام تو حور عین سے معانقہ کے دعوے کو ہی کفر بناتے ہیں۔ مگر دیوبندیوں کے پیشوا خدا سے مصافحہ کے مدعی تو ان کا کیا حشر ہوا۔؟

دیوبندی اپنے پیروں سے غائبانہ امدادیں مانگتے ہیں

تم ہو اے نور محمد خاص محبوب خدا
ہند میں ہو نائب حضرت محمد مصطفیٰ
تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا
عشق کی پرسن کے باتیں کانپتے ہیں دست و پا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

(شمائم امدادیہ ص۱۶۵، سطر۱۳)

دیوبند کے امام ابوحنیفہ بھی گنگوہی صاحب ہی ہیں

حضرت نانوتوی قدس سرہٗ حضرت گنگوہی کو ابوحنیفۂ عصر فرمایا کرتے تھے۔

(فتاویٰ دیوبند ج ۱۱ ص۵ سطر۱۴)

صدیق اکبر و عمر فاروق۔ مولوی رشید احمد صاحب ہی ہیں

وہ تھے صدیق اور فاروق پھر کہیے عجب کیا ہے
شہادت نے تہجد میں قدم بوسی کی گر ٹھانی

(مرثیہ مصنفہ مولوی محمود الحسن، صدر دیوبند، ص۱۶، سطر۱)

بانیٔ اسلام بنی بھی مولوی رشید احمد صاحب ہی ہیں

زباں پر اہل ہوا کی ہے کیوں اعل ہبل شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانیٔ اسلام کا ثانی

(مرثیہ ص۶ سطر۳)

خود خدا ہی دیوبندی بزرگوں کے لباس میں ہے

فرمایا مجھ کو کیا معلوم فاعل حقیقی خداوند کریم ہے کیا عجب کہ صحیح ہو۔ دوسروں کے لباس میں آکر خود مشکل آسان کر دیتا ہے۔ اور نام ہمارا تمہارا ہوتا ہے۔

(امداد المشتاق تھانوی ص۱۳۱، سطر۸)

شریعت دیوبندی مولویوں کے گھر کی ہے کہ جسے چاہیں بدعتی و کافر بنا دیں اور جسے چاہیں مسلمان رہنے دیں

دیوبندیوں کا ناجائز کام بھی جائز ہو جاتا ہے

(۱) ایسا فعل جو عام طور سے ناجائز سمجھا جاتا ہو، وہ جائز بھی ہوتا ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۷، ص ۳۱۶، سطر ۱۶)

(۲) میں ایک مرتبہ میرٹھ میں نوچندی دیکھنے گیا ۔۔۔۔۔ شیخ غلام محی الدین نے مجھ سے دریافت کیا، کہ مولوی صاحب نوچندی میں جانا کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ مقتدا بننے والا ہو اس کو جانا جائز ہے ۔۔۔۔

یہ سن کر وہ بہت ہنسے، کہ بھائی مولوی لوگ اگر گناہ بھی کریں تو اس کو دین بنا لیتے ہیں۔

(افاضات الیومیہ ج ۵ ص ۲۴۰، سطر ۷، وغیرہ)

نوٹ :۔ دیوبندیوں کے نزدیک کسی ولی کے عرس میں سودا خریدنے کے لیے بھی داخل ہونا حرام ہے۔ چنانچہ گنگوہی صاحب فرماتے ہیں:۔

سوال :۔ پیران کلیر (شریف) وغیرہ میں واسطے سوداگری یا خریداری کے جانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب :۔ درست نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۲۳، سطر ۱۲)

مگر نوچندی میں جانا تھانوی صاحب کے لیے جائز ہے، یہ ہے شریعت دیوبندی، کہ مقتدا بننے والوں کے لیے بطور تجربہ سب حرام کاری چوری شراب جائز۔

بدعات دیوبندیہ

مسلمان اگر کوئی ایسا کام کریں جو قرون اولیٰ میں نہ تھا وہ بدعت ہوتا ہے

یہ مجلس (میلاد) بدعت ضلالہ ہے ۔۔۔۔ عدم جواز کے لیے یہ دلیل بس ہے کہ کسی نے قرون اولیٰ میں اس کو نہیں کیا۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۴۵، سطر ۹)

دیوبندی اگر کوئی ایسا کام کریں جو قرنِ اولیٰ میں نہ تھا وہ بدعت نہیں ہوتا

ایک صاحب نے جو یہاں نقشہ نظام الاوقات کا دیکھ کر گئے تھے، لکھا کہ تمہارا انضباطِ اوقات بدعت ہے۔ اس لیے کہ خیر القرون میں نہیں پایا جاتا۔ جواب یہ ہے کہ خیر القرون میں ہونے کی ضرورت اس وقت ہے، جبکہ اس فعل کو من حیث الوجوہ کیا جاوے اور اگر من حیث الانتظام کیا جاوے تو وہ بدعت نہیں۔

نوٹ :- اب غور فرمائیے کہ گنگوہی صاحب نے محفل میلاد شریف کو صرف اس لیے حرام فرما دیا کہ اس کی ہیئات زمانہ خیر القرون میں نہ تھا۔ مگر تھانوی صاحب کی بدعت کے لیے خیر القرون میں اس کا ہونا ضروری نہیں۔ اب گیارہویں شریف کے دن کا تقرر وغیرہ سب من حیث الانتظام ہیں۔ اس کو کوئی بھی عبادت نہیں سمجھتا تو وہ کیسے بدعت ہوئے (دیدہ باید)

دیوبندیوں کی بدعت بھی سنت ہے

(۱) بدعت کی حقیقت تو یہ ہے کہ اس کو دین سمجھ کر اختیار کرے اگر معالجہ سمجھ کر اختیار کرے تو بدعت کیسے ہو سکتا ہے پس ایک احداث للدین ہے اور ایک احداث فی الدین ہے۔ احداث للدین معنًی سنت ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ا ص ۲۰۵ سطر ۱۹)

(۲) چنانچہ لفظ بنیۃ الصلوٰۃ کو سنت کہا گیا ہے۔۔۔۔ اور بدعت بھی کہا گیا ہے۔

(بوادر النوادر ص ۷۷۰ سطر ۱۴)

نوٹ :- میلاد شریف، قیام وسلام، گیارہویں شریف وغیرہ امور حسنہ بھی تو احداث للدین ہیں پھر ان پر گولہ باری کیوں ؟ -

دیوبندیوں کو بدعت کرنا واجب ہے

فقد تکون واجبۃ کنصب الادلۃ علیٰ اھل الفرق وتعلم النحو المفھم للکتاب والسنۃ ومندوبۃ کاحداث نحو رباط ومدرسۃ وکل احسان لم یکن فی الصدر الاول۔

یعنی بدعت کبھی واجب ہوتی ہے، جیسے ادلہ کا قیام اور نحو وغیرہ کی تعلیم اور کبھی بدعت مستحب بھی ہوتی ہے جیسے رباط و مدرسہ وغیرہ بنانا اور تمام نیک کام جو پہلے زمانہ میں نہ تھے۔

(بوادر النوادر تھانوی ص ۷۷۱ سطر ۱۶)

نوٹ :- کیوں جناب ؟ میلاد شریف اور گیارھویں شریف ہی کیا برا کام ہے جسے ہر حال کفر کہا جاتا

ہے۔ مسلمانو! غور کرو، کہ دیوبندی اپنے لیے سب بدعتیں جائز بھی اور واجب بھی بنا رہے ہیں مگر مسلمانوں کو بات بات پر بدعتی و مشرک اور کافر کہہ رہے ہیں۔ گویا اسلام ان کے گھر کا ہی ساختہ ہے، جسے چاہیں جائز کریں اور جسے چاہیں حرام بنا دیا۔

میں نے قائم مقام کر دیا

جیسے سفر میں قصر کی اصل علت مشقت ہے، لیکن اس کی پہچان اور اس کا معیار معلوم ہونا مشکل تھا، میں نے خصوصیت کی جان پہچان کو اس کا قائم مقام کر دیا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۶ صفحہ ۔ سطر ۱۸)

نوٹ: کیوں "حضرات" کیا شارع علیہ السلام نے ہدیہ کے بارے میں خصوصیت کی جان پہچان کو قبولِ ہدیہ کے لیے معیار مقرر فرمایا تھا؟ اگر نہیں تو کیا یہ مداخلت فی الدین نہیں ہے؟

دیوبندیوں کا کلمہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اشرف علی رسول اللہ

(رسالہ الامداد تھانوی، بابت ماہ صفر ۱۳۳۶ھ صفحہ ۳۵)

دیوبندیوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تھانوی کا زیادہ اشتیاق ہے

احقر کو بفضلہ تعالیٰ کا خیال لگا رہتا ہے اور ادھر کشش بھی رہتی ہے، اسی طرح جناب والا تھانوی صاحب کا لیکن نبی کریم علیہ التحیۃ والثناء کا تو اکثر اوقات خیال نہیں رہتا اور نہ ادھر کشش ہی رہتی ہے۔

(بوادر النوادر تھانوی صفحہ ۶۶، سطر ۷)

نوٹ: صاف معلوم ہوتا ہے کہ دیوبندی مولوی اہل اسلام کے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی نہیں مانتے، بلکہ ان کا نبی اور رسول مولوی اشرف علی ہے۔

دیوبندیوں کا درود

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا وَمَوْلَانَا اشرف علی

(رسالہ الامداد۔ بابت ماہ صفر ۱۳۳۶ھ صفحہ ۳۵)

دیوبندیوں کا مدینہ تھانہ بھون

جیسا مدینہ شریف میں رہ کر میل کچیل والا نہیں رہ سکتا، اللہ کا شکر ہے کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے ایسا ویسا یہاں بھی نہیں رہ سکتا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ صفحہ ۲۷، سطر ۱)

باب یازدهم

باب یازدہم

دیوبندی مذہب کے اماموں و مولویوں کے دعوے

ظل علوم — بعض حقیقت شناسوں نے مولانا محمد قاسم صاحب کے علوم کو حضرت حاجی صاحب کے علوم کا ظل بتایا ہے۔
(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۳۲۲ سطر ۲)

من کل الوجوہ کمال — جتنی خوبیاں کسی کلام میں ظاہری و باطنی ہو سکتی ہیں من کل الوجوہ حضور (اشرف علی) کے مواعظ میں ہوتی ہیں۔
(اشرف المعمولات ص ۱ سطر ۱۷)

قبلہ وکعبہ — حضرت مولانا محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی میرے استاد ہیں قبلہ ہیں کعبہ ہیں۔
(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۳ ص ۲۵۲ سطر ۲۲)

بیعت کی برکت — میں نے ایک (مرید کو) ڈانٹا کہ بیعت کے بعد تمہاری یہ حالت تو انہوں نے صاف کہا کہ مجھے تم سے کبھی مناسبت نہیں ہوئی اور بیعت تو اس امید پر کرلی تھی۔ کہ اس کی برکت سے تندرست ہو جاؤں گا۔
(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۲۶۹ سطر ۲۰)

جامع کمالات و بے نظیر — (۱) حضرت مولانا گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تمام کمالات کے جامع تھے۔
(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۴۸۸ سطر ۴)

(۲) اپنے بزرگ بحمد اللہ بے نظیر جامع کمالات تھے۔
(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۱۳۴ سطر ۱۴)

لٹھ پیر — اس چودھویں صدی میں ایسے پیر کی ضرورت تھی، جیسا کہ میں (اشرف علی) ہوں، لٹھ۔
(افاضات الیومیہ ص ۵۵۲ سطر ۸ و ص ۲ سطر ۱)

مدد ہی تو کر رہا ہوں — میں نے لکھ دیا ہے کہ دیر جو کر رہا ہوں مدد ہی تو کر رہا ہوں۔
(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۵۶ سطر ۶)

اشرف علی کو پیٹھ نہ کرو — بعض لوگ مل کر جاتے وقت پچھلے پاؤں چلتے ہیں۔ یہ گراں گزرتا ہے۔ کسی قدر ترچھا ہو جانا مضائقہ نہیں
(اشرف المعمولات ص ۲۰ سطر ۷)

علم غیب

میں نے ذوقیات اور کشفیات کو حسیات بنادیا ہے۔ ان وجدانیات میں لوگ جن چیزوں پر ایمان بالغیب لاتے تھے اب وہ چیزیں کھلی آنکھوں نظر آتی ہیں۔

(افاضات الیومیہ ج۴ ص۳ سطر ۱۱)

ندامت ضروری

میرے یہاں کا معیار صرف یہ ہے کہ مجھ کو معلوم ہو جائے کہ اپنی غلطی پر دل سے نادم ہے اور یہ بات اس شخص کے اعلان کر دینے سے خوب معلوم ہو جاتی ہے۔

(افاضات الیومیہ ج۴ ص۴ سطر ۱۲)

ناک رگڑو

یہ سب موقوف ہے صحبت کامل پر، کسی کی جوتیاں سیدھی کرو، جوتے کھاؤ، اس کے سامنے ناک رگڑو اس سے حقیقت تک رسائی ہوتی ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۔ ص۴۹ سطر ۱۶)

انوار

مولانا خلیل احمد صاحب کی نرالی شان تھی چہرے سے انوار برستے تھے۔

(افاضات الیومیہ ج۴ ص۶۱ سطر ۱۱)

علوم انبیار

صحبت کامل کے بعد یہ شان ہو جاتی ہے۔

بینی اندر خود علوم انبیار
بے کتاب وبے معاد واوستا

(افاضات الیومیہ تھانوی ج۴، ص۸۰ سطر ۱۳)

تصرف بعد از موت!

حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی طریقت بھی عجیب ایسی تھی ...... میرے ایک دوست نے ایک مرتبہ حضرت کو بعد وفات خواب میں دیکھا۔ دو باتیں فرمادیں ایک یہ کہ ہم کو تو حق تعالیٰ نے مرنے کے بعد خلافت دے دی میں نے اس کی تعبیر یہ سمجھی کہ حق تعالیٰ نے افاضہ کا تصرف عنایت فرمایا ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج۴ ص۱۱۳ سطر ۱)

انسان بننا ہو تو یہاں آجاؤ

میرے یہاں آدمیت، انسانیت سکھائی جاتی ہے۔ اگر ولی بننا، بزرگ بننا قطب بننا غوث بننا ہو تو اور جگہ جاؤ۔ انسان بننا ہو تو یہاں پر آؤ۔

(افاضات الیومیہ۔ تھانوی ج۴ ص۱۵۸ سطر ۵)

میں نے طریق زندہ کر دیا

اللہ کا لاکھ شکر ہے کہ سلف کا طریق میرے ہاتھوں زندہ ہو گیا۔

(افاضات الیومیہ ج ۲ ص۳۱۲ سطر ۲۲)

ایک ہی مجلس میں ولی و قدم بوسی

میں ایک ہی مجلس میں طالب کو خدا تک پہنچا دیتا ہوں
(افاضات الیومیہ حصہ ۱ ص ۱۴۰)

۲۔ مولوی محمد قاسم کے قدم چوم لئے (ارواح ثلثہ ص ۲۸۱، سطر ۱۸)

مجھ سے دعا کرالو میں اللہ والا ہوں

میرے دو کام ہیں ایک دعا کرالو جا ہے وہ دنیا ہی کے لئے سہی وہ بھی عبادت ہے۔ دوسرا اللہ کا نام پوچھ لو فرمایا کہ اتنا تو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ان کو تجربہ نہیں مگر پھر ایسی بات پوچھنے کی کیا وجہ ہے یوں سمجھتے ہیں کہ اللہ والوں سے اس لئے پوچھ کر کرنا چاہیئے۔ الخ۔ (افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۱۳۲، سطر ۲۱)

ہم سے تبرک بنوالو

ایک مولوی صاحب نے اپنی تسبیح حضرت والا کے سامنے پیش کر کے عرض کیا کہ حضرت اس پر پڑھ دیجئے گا۔ برکت کے لئے اور ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کیا کہ یہ بہت ہی سہل طریق ہے تبرک بنانے کا۔ فرمایا کہ واقعی بہت اچھی تدبیر ہے ...... عرب کا طریق نہایت ہی پسندیدہ ہے کہ اپنی چیز کو تبرک بنوالیا جاوے۔ (افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۶۹ سطر ۱۷)

یہاں مردے بھی منتظم ہیں

آج معلوم ہوا کہ یہاں زندہ ہی منتظم نہیں مردے بھی منتظم ہیں۔
(افاضات الیومیہ ج ۲ ص ۲۰۶ سطر ۱۶)

فراست سے علم غیب

ایک شخص حضرت گنگوہی کے پاس آیا بیعت کی درخواست کی حضرت نے انکار فرمایا بے حد اصرار کیا، رو یا پیٹا، مگر حضرت انکار ہی فرماتے رہے بعد میں معلوم ہوا کہ خفیہ پولیس کا افسر تھا۔ یہ حضرت کی فراست تھی اور فراست صادقہ یہ کشف سے بڑھی ہوئی ہوتی ہے ...... دو شخص آدھی رات کے قریب آپ کی خدمت میں آئے۔ کہ یہ روپیہ ہے اس کو مجاہدین سرحد کے پاس پہنچا دیجئے حضرت نے فرمایا کہ نکالو ان بیہودوں کو، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ دو افسر انگریز تھے، امتحان کرنے آئے تھے۔ کہ ان کا کچھ تعلق —— ان مجاہدین سے ہے یا نہیں، حضرت کی ہر بات میں ایک عجیب نور ہوتا تھا۔
(افاضات الیومیہ ج ۵ ص ۳۷۴ سطر ۱۸)

زندگی بعد از موت و خاکِ شفا

رفیع الدین صاحب نے فرمایا کہ مولانا نانوتوی بعد از موت جسد عنصری کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے۔
(ملخصاً ارواح ثلثہ ص ۲۶۱ سطر ۳)

(۲) جو مولانا (محمد یعقوب) کی قبر سے مٹی لے جا کر باندھ لیتا اسے ہی (بخار سے) آرام ہو جاتا۔
(ارواح ثلثہ ملخصاً ص ۳۳۸)

صدیوں سے مجھ جیسا کوئی عالم ہوا ہی نہیں

میں کبھی وعظ میں لطائف اور نکات بیان کرتا ہوں تو صاف کہہ دیتا ہوں کہ یہ نکتہ ہے اور بعض علوم بھی اللہ تعالیٰ نے ایسے عطا کئے ہیں کہ شاید صدیوں سے کسی کو عنایت نہ ہوئے ہوں۔

(افاضات الیومیہ ج ۱ صفحہ ۵۵ سطر ۳)

زنا و بیعت

ایک صاحب کا خط آیا ہے اپنے ایک دوست کے متعلق لکھا ہے کہ باوجودیکہ ان کو زنا سے نفرت ہے۔ اور ہر ممکن ذریعہ سے بچنے کا طریق اختیار کر چکے مگر اس وقت تک نہیں رک سکے اب ان کو اس کی فکر ہے کہ پہلی بیعت باقی رہی یا تجدید بیعت کی ضرورت ہے اب اگر لکھتا ہوں کہ بیعت باقی ہے۔ تو جرأت بڑھتی ہے۔ اگر لکھتا ہوں کہ باقی نہیں رہی تو غلط ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۶ صفحہ ۳۰۶ سطر ۸)

خدا کا یاد کرنا بھی ہماری رضا پر موقوف ہے

ایک ذاکر نے حضرت سے عرض کیا کہ میں نے وظائف میں چلہ کیا اور سوالاکھ اسم ذات روزانہ پڑھا، مگر نفع نہیں ہوا، معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ناراض ہیں. فرمایا اگر میں ناراض ہوتا تو تم کو سوالاکھ اسم ذات روزانہ کی توفیق ہی نہ ہوتی۔ (افاضات الیومیہ ج ۳ صفحہ ۱۷۵ سطر ۱۷)

مربی کا نور بصیرت

مربی قرائن سے یا نور بصیرت سے معلوم کر لیتا ہے کہ اس نے اہتمام کیا تھا پھر بھی غلطی ہو گئی۔ (افاضات الیومیہ ج ۲ صفحہ ۷۹ سطر ۲۱)

بیعت کرنے کی حرص

بعض لوگ میرے پاس ایسے آتے ہیں کہ ان کو دیکھ کر انشراح ہو جاتا ہے اور یہ جی چاہتا ہے کہ یہ مجھ سے بیعت کی درخواست کریں۔

(مزید المجید ملفوظات تھانوی صفحہ ۵۰ سطر ۱۸)

میرے قلم سے نکل گیا وہ ہو کر رہا

ایک صاحب کے خط کے جواب میں جن پر فوجداری مقدمہ تھا محض توکل پر میرے قلم سے نکل گیا کہ انشاء اللہ کچھ نہ ہو گا۔ وہ اتفاقاً اس مقدمے سے بری ہو گئے۔ (افاضات الیومیہ ج ۱ صفحہ ۱۸۱ سطر ۲)

جو کہتے ہیں وہی ہو جاتا ہے

بعض حضرات جن کا مجھ سے بے تکلفی کا تعلق ہے ان سے معلوم ہوا کہ عوام کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ (تھانوی صاحب) جو کہتے ہیں وہی ہو جاتا ہے۔ ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت یہی عقیدہ ہمارا بھی ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۱ صفحہ ۱۶۳ سطر ۴)

سارے حالات نظر آتے ہیں

جمشید تو وہ تھے اور جام جمشید میرے پاس تھا جس میں سارے حالات نظر آجاتے تھے۔
(افاضات الیومیہ ج ، ص۵ سطر ۱۲)

خطرات قلب پر اطلاع

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک صاحب حاضر ہوئے پاس بیٹھے ہوئے تھے دل میں خیال کرنے لگے کہ معلوم نہیں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ بڑا ہے۔ یا حافظ ضامن صاحب کا حضرت اس خطرہ پر مطلع ہوئے فرمایا کہ ایسا خیال بری بات ہے تمہیں اس سے کیا مطلب کہ کون بڑا ہے اور کون چھوٹا۔

(افاضات الیومیہ ج ۶ ص۱۵۴ سطر ۷)

دل کی بات پہچان لی

مولانا فخرالحسن صاحب فرماتے تھے کہ میں مکہ معظمہ میں ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا کوئی معتقدان کی تعریف کر رہا تھا اور وہ خوش ہو رہے تھے میرے دل میں اعتراض پیدا ہوا کہ اپنی مدح سے اتنے خوش ہو رہے ہیں۔ بس اس خیال کا آنا تھا کہ میری طرف متوجہ ہو کر کہا کہ میں مدح سے خوش نہیں ہو رہا ہوں، بلکہ اپنے صانع کی مدح سے خوش ہو رہا ہوں کہ اسی نے تو مجھے ایسا بنایا۔
(افاضات الیومیہ ج ۶ ص۱۵۷ سطر ۱۰)

ہمارے مولوی عالم پاک ہیں

حضرت مولانا دیوبندی کی حالت اور جذبات کو اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ اسی کو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ کار پاکاں را قیاس از خود مگیر۔
(افاضات الیومیہ ج ۶ ص۲۵ سطر ۲۱)

تصرف بعد از موت

انہوں نے مولانا گنگوہی کو بعد انتقال کے دیکھا کہ فرما رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں تو وفات کے بعد خلافت دے دی ہے۔ اس کے معنی میں یہ سمجھا ہوں کہ چونکہ خلافت کی روح تصرف ہے۔ اس لئے یوں معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کی روح کو اللہ تعالیٰ نے تصرف کی قوت عطا فرمادی کہ طالبین کی تربیت اور اصلاح میں معین ہو۔ (امدادی ہو)

(افاضات الیومیہ ج ۷، ص۳۰۸ سطر ۱)

ہماری کرامتیں انعام کے طور سوانح عمری میں درج کرلینا

جب میری سوانح عمری لکھی جا رہی تھی .... بعض اصحاب نے کہا کہ اگر ہم ان واقعات کو کرامت کے باب میں درج کر دیں تو کیا حرج ہے میں نے کہا کہ چونکہ ایسے واقعات کے اندر مجھ کو دوسرا بھی احتمال ہوتا ہے ایسے واقعات کو بھی کرامت کے عنوان سے درج کرانا نہیں چاہتا البتہ تمہارا دل چاہے تو واقعات کو سوانح میں انعامات الہیہ کے عنوان

کے تحت درج کر سکتے ہیں۔ (افاضات الیومیہ ج، ص۳۴۳ سطر ۱۹)

دائمی توجہ

توجہ مطلوب صرف یہی ہے کہ شیخ طالب کے حالات کی نگرانی اور ان حالات کے اقتضا سے تعلیم کرتا رہے۔ سو ایسی توجہ ہمارے بزرگوں کو دائمی طور پر رہتی ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ص۳۳ سطر ۱۲)

یہاں کے بچے دوسرے مشائخ سے بھی افضل ہیں

الحمد للہ یہاں کے جو اطفال ہیں یعنی محض مبتدی ان میں جو دولت سمجھ کی اور نیک نیتی کی ہے وہ اور جگہ کے بعض مشائخ کو بھی حاصل نہیں (تو نتیجہ یہ نکلا کہ دوسرے مشائخ بدنیت ہیں۔ اور دیوبندی سب نیک نیت ہیں یہ ہے دیوبندیوں کا تکبر)

(افاضات الیومیہ ج ۷ ص۷ سطر ۳)

شیخ کے سامنے اپنی غلطی کی تاویل مت کرو

اگر مرید کو شیخ سے سچی محبت ہو تو کبھی اس کے سامنے اپنی غلطی کی تاویلیں نہیں کر سکتا۔

(افاضات الیومیہ ج ۳ ص۲۲۹ سطر ۲۱)

فیض تمام عالم کو محیط ہے

شیخ تو وہ ہے جس کا فیض سارے عالم کو محیط ہو۔

(افاضات الیومیہ ج ۳ ص۳۰۸ سطر ۹)

تھانوی کی موت کے وقت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم

عرض کیا، کہ حضور حضرت تھانوی کی اور کس قدر حیات ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ ابھی ان سے ایک اور خاص کام لینا ہے اس وقت تک حیات ہے

(افاضات الیومیہ ج ص۱۵۵ سطر ۱)

لوگ مجھے جھک کر سلام کرتے ہیں تو میں شکرادا کرتا ہوں

بعض لوگ انہیں اہل وطن سے ایسے بھی ہیں جو تحریکات کے زمانہ سے اختلاف رکھتے ہیں۔ مگر ہمیشہ سے جب ملتے ہیں جھک کر سلام کرتے ہیں۔ میں خدا کا شکرادا کرتا ہوں۔ (کیا نہ جبیں نیاز کو اشرف علی کے سامنے جھکانا جائز ہے پھر اس پر شکر کے کیا معنی ؟ (مؤلف)

(افاضات الیومیہ، ج ۳ ص۲۸۴ سطر ۶)

بس اپنے ہی بزرگوں سے محبت رکھنے کا اہتمام

اپنے بزرگوں کا محبت رکھنا خوش رہنا خدا کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اس

کا ہر شخص کو اہتمام کرنا چاہیئے۔ (افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۵۴۴ سطر ۲۱)

آیت یریدون لیطفئوا نور اللہ سے مراد اشرف علی ہے

اب بحمداللہ ذرا آنکھیں کھلی ہیں۔ گو اب بھی بہت لوگ آنکھ کھول کر پھر بند کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں مگر انشاء اللہ اب کھل ہی کر رہیں گے۔ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون ۰ یہ نور تمام ہی ہو کر رہے۔ (افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۶۵۲ سطر ۱۱)

نور علی نور

ایسے لوگوں کے لئے جی چاہتا ہے کہ کچھ ذوق طریق کا بھی ہو جائے تو نور علی نور ہو جائے۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۲۹۹ سطر ۳)

لوح محفوظ پر نظر

واطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کند الخ (صراط مستقیم، مجتبائی، ص ۱۱۱ سطر ۸)

(حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلی علم پر چراغ پا ہونے والے بتائیں کہ لوح محفوظ میں کلی علم ہے یا نہیں؟ تو کیا یہاں شرک نہیں؟)

کشف غیب

اب تو سب مسلمانوں سے حسن ظن ہے، اور اس وقت دوسروں کا غیب بھی منکشف ہوتا۔

(افاضات الیومیہ ج ۳، ص ۳۶۵ سطر ۲۰)

دستگیری

حضرت خدا کے واسطے میری دستگیری کیجئے۔ الخ۔

(افاضات الیومیہ ج ۷، ص ۲۶۹ سطر ۱۵)

اقرار حصول نبوت و رسالت کے لئے دیوبندیہ کے امام کے تاریخی اقدامات

ہم امام غزالی سے اکمل ہیں

میرے پاس اس کی سند متصل ہے کہ مولانا مظفر حسین صاحب ہمارے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت فرمایا کرتے تھے کہ حاجی صاحب اس وقت کے بزرگوں میں سے نہیں ہیں بلکہ پہلے بزرگوں میں سے ہیں ..... اور اس وقت کے بعض محققین کی بھی تحقیقات دیکھ لی جاویں، معلوم ہو جائے گا کہ اب بھی رازی اور غزالی بلکہ ان سے اکمل موجود ہیں۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۴۱۵ سطر ۹)

غزالی سے بڑھ کر

یہ واقع ہے۔ چنانچہ ہمارے حضرات رازی و غزالی سے کسی طرح کم نہ تھے۔ بلکہ بعض امور میں ان سے بھی بڑھے ہوئے تھے (افاضات الیومیہ ج ۷، ص ۴۴ سطر ۱۷)

مجدد ہونے کا احتمال

(۱) ایک شخص نے لکھا تھا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ مجدد ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے۔ اب اگر کوئی اور ہوتا تو لکھتا کہ ہوں، یا نہیں، مگر میں نے لکھا کہ عزم کی تو کوئی دلیل نہیں اور احتمال مجھے بھی ہے۔ (افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۱۷۸ سطر ۱۲)

کارِ تجدید

طریق بالکل مردہ ہو چکا تھا۔ لوگ بے حد غلطیوں میں مبتلا تھے۔ بحمد اللہ اب سو برس تک تو تجدید کی ضرورت نہیں رہی، اگر غلط ہو جائے گا تو پھر کوئی اللہ کا بندہ پیدا ہو جائے گا۔ ہر صدی پر ضرورت ہوتی ہے تجدید کی۔ (افاضات الیومیہ ج ۲ ص ۲۱۶ سطر ۱۶)

دیوبندیوں پر علوم نبوت و وحی۔

مولانا محمد قاسم صاحب نے حضرت حاجی صاحب سے شکایت کی کہ ذکر پورا نہیں ہوتا شروع کرتے ہی قلب پر ثقل ہو جاتا ہے۔ زبان بند ہو جاتی ہے، فرمایا کہ یہ ثقل وہ ثقل ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے وقت ہوتا تھا۔ آپ پر علوم نبوت فائض ہوتے ہیں کیا عجیب ...... اور غامض تحقیق ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۱۹۸ سطر ۱)

نبیوں سے مشترک

ایک شخص نے مولانا محمد یعقوب صاحب سے اپنا کشف بیان کیا تھا کہ مجھ کو بھی مکشوف ہوا کہ میں اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مساوی درجہ میں ہیں حالانکہ یہ ممتنع شرعی ہے کہ غیر نبی درجہ میں نبی کے برابر ہو جائے اس لئے اس نے اپنا یہ کشف مولانا محمد یعقوب صاحب (مدرسہ دیوبند) سے عرض کیا۔ تو مولانا نے ارشاد فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض صفات میں ہم، و حضور صلی اللہ علیہ وسلم مشترک ہیں۔ (افاضات الیومیہ ج ۲، ص ۲۶۴ سطر ۱)

نبیوں کے برابر

ان صاحب نے پرچہ پیش کیا۔ اس میں لکھا تھا۔ کہ میں سلام سے محروم رہا اور یہ بھی لکھا تھا کہ میں آپ کو نبیوں اور صحابہ کے برابر سمجھتا ہوں۔

(مزید المجید تھانوی ص ۱۸ سطر ۱۹، و اشرف المعمولات ص ۵۵ سطر ۱۶)

نبیوں سے افضل

انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔

(تحذیر الناس مصنفہ محمد قاسم نانوتوی بانی دیوبند ص ۵ سطر ۱۴ مطبوعہ دیوبند)

درود و سلام

ایک صاحب نمودار ہوئے کہ دونوں ساقیں نصف نصف کے قریب کھلی ہوئی ہیں مگر نمودار ہونے کے بعد میرے دل میں از خود یہ خیال آیا کہ یہ حضور اقدس رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ کے قدمین شریفین کو بوسہ دو، اور پھر ایسا موقعہ میسر نہ ہوگا۔ میں نے اسی وقت ہاتھ سے جھاڑو، کو نذر آپ کے قدمین شریفین کو بوسہ دیا اور صلوۃ وسلام آپ پر اس طرح سے الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ والصلوۃ والسلام علیک یا نبی اللہ .... اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دو زانوں (اکڑو) بیٹھے ہوئے معلوم ہوئے اور یہ معلوم ہوا کہ یہ تو حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ہیں۔
(اصدق الرؤیا ص ۱۵ سطر ۱۲ وغیرہ)

اشرف علی کا اپنے لیئے اقرار رسول نبوت و رسالت

دیوبندیوں کا کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اشرف علی رسول اللّٰہ پڑھنا متبع سنت ہونے کی نشانی ہے

سوال مرید میں نے رسالہ حسن العزیز کو اٹھا کر اپنے سر کی جانب رکھ لیا۔ اور سو گیا، کچھ عرصے کے بعد خواب دیکھتا ہوں۔ کہ کلمہ شریف لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں، اتنے میں دل میں خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی۔ کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیے۔ اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل میں تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جائے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے حالانکہ مجھے اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار یہی کلمہ نکلتا تھا۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی، تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں، اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے اتنے میں میری یہ حالت ہوگئی کہ کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہوگئی زمین پر گر گیا۔ اور نہایت زور کے ساتھ چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا۔ کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی۔ اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہوگیا۔ لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی۔ وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا۔ لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور ہی کا خیال تھا۔ لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا۔ تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے۔ اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جائے۔ بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن میں پھر بھی یہ کہتا ہوں اللھم صل علی سیدنا ونبینا و مولنا اشرف علی حالانکہ اب بیدار

ہوں۔ جو [illegible] بے اختیار ہوں، مجبور ہوں، زبان اپنی قابو میں نہیں۔ اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی، خوب رویا اور بھی بہت سے وجوہات ہیں، جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں، کہاں تک عرض کروں۔

جواب اشرف علی اس واقعہ میں تسلی تھی، کہ جس کی طرف رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔ ۲۴ شوال سنہ تیرہ سو پینتیس ہجری (۱۳۳۵ھ)

(مندرجہ رسالہ الامداد اشرف علی تھانوی بابت ماہ صفر ۱۳۳۶ھ ص ۳۵ سطرا وغیرہ)

نوٹ :۔ کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ اور درود اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی کے جواب میں اشرف علی کا اپنے مرید کو یہ تسلی دینا کہ جس کا تم کلمہ پڑھتے ہو وہ اللہ کے فضل سے سنت کا تابعدار ہے۔ اس سے اس کلمہ کفریہ پر اشرف علی کا راضی ہونا واضح ہے پھر اس کا دن بھر یہی حال رہا یعنی دن بھر یہی کلمہ کفریہ بکتا رہا اور عذر یہ کرتا ہے کہ اس کی زبان اس کے قابو میں نہ تھی وہ تو چاہتا تھا کہ صحیح کلمہ درود پڑھے مگر زبان اس کا کہنا نہیں مانتی تھی گویا زبان اس کے منہ میں ایک [illegible] ہی بے لگام جانور تھی جو دن بھر اس کے قبضہ میں نہیں آئی اگر کسی مسلمان پیر کے متعلق یہ واقعہ ہوتا تو وہ اس کا جواب یہی دیتا کہ تجھ پر شیطان مسلط ہے کہ تو دن بھر مجھ کو نبی رسول کہتا رہا اور زبان کی اختیاری کا عذر جھوٹا ہے زبان کا دن بھر قابو میں نہ آنا دیکھا نہ سنا۔ تو کافر مرتد ہو گیا تو یہ کر کے نئے سرے سے کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان بن۔ بیوی رکھتا ہو تو اس سے دوبارہ نکاح کر۔ بلکہ اگر یہی واقعہ یوں ہوتا کہ کوئی شخص تھانوی جی کو خواب میں کتے کا پلا اور سور کا بچہ کہتا۔ پھر بیداری میں ہوش کے ساتھ دن بھر اسی طرح بکتا اور یہی عذر کرتا کہ میں تو چاہتا تھا کہ آپ کو حکیم الامۃ اور مجدد الملۃ کہوں مگر کیا کروں کہ میری زبان میرے اختیار میں نہ تھی۔ وہ میرا کہنا نہیں مانتی تھی وہ حکیم الامۃ مجدد الملۃ کے بدلے کتے کا پلا اور سور کا بچہ ہی کہتی رہی تو کبھی تھانوی جی اس کا یہ عذر نہ سنتے۔ مگر وہاں تو ان کی نبوت جیسی جاری تھی مدینہ طیبہ کی رسالت منتقل ہو کر تھانہ بھون کو آ رہی تھی لہذا یہ جواب لکھا کہ اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے یہ ہے تھانوی جی کا در پردہ دعویٰ رسالت کہ اس واقعہ کو چھاپ کر شائع کیا جاتا ہے یعنی میرے جس مرید کو میرے متبع سنت ہونے کی طرف سے تسلی کرنا ہو وہ اسی طرح میرے نام کا کلمہ درود پڑھا کرے مجھ کو نبی و رسول کہا کرے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا بھی یہی مذہب ہے کہ سنت کی پیروی سے ہر شخص نبی بن سکتا ہے۔ واضح رہے کہ رسالہ الامداد کا اصلی نسخہ راولپنڈی میں حضرت مولانا سید عارف اللہ شاہ صاحب میرٹھی خطیب

جامع مسجد کے پاس موجود ہے۔ اور بندہ نے یہ ساری عبارت خود اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اس رسالہ سے نقل کی ہے۔ اور یہ حوالہ دیوبندیوں کی دوسری کتابوں مثلاً سیف یمانی وغیرہ میں بھی موجود ہے اور یہ رسالہ الامداد خود اشرف علی صاحب کا لکھا ہوا ہے۔ اور طبع کرایا ہوا ہے۔

مولوی اشرف علی صاحب کے اقرار نبوت سے خود دیوبندیوں کی پریشانی۔

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے مرید کی زبانی جب اپنی نبوت اور رسالت کا معاملہ کر اس کی صحت کی تصدیق کی اور اپنی نبوت کے کلمے پر رضامندی ظاہر کی، تو تمام عالم اسلام میں اشرف علی کے متعلق نفرت اور تردید کی آواز بلند ہوئی۔ اور عرب وعجم، ترک ومصر کے تمام مسلمانوں نے اشرف علی کے اس کردار کو از حد معیوب دیکھا اور مسلمانوں کو اشرف علی کے خطرناک نظریات سے بچنے کا اعلان کیا تو یہ احساس صرف عالم اسلام کو ہی نہیں، بلکہ دیوبندیوں کے بعض سرکردہ رہبروں کو بھی اشرف علی کے اس ناز یبا کردار سے سخت تشویش لاحق ہو گئی تھی چنانچہ دیوبندیوں کے امام خلیل احمد سہارنپوری نے اشرف علی سے مطالبہ بھی کیا کہ آپ اس اقرار نبوت کے الفاظ واپس لے لیں، مگر اشرف علی صاحب کو چونکہ اپنے وقار کا خطرہ تھا اور وہ اپنے آپ کو نبوت کا حامل سمجھتا تھا۔ اس لئے اس کی تردید سے انکار کر دیا اشرف علی کے معمولات میں یہ معاملہ بایں الفاظ درج ہے۔

اس سال حضرت اقدس سیدی حکیم الامت دامت برکاتہم پر ایک شخص کے خواب کی وجہ سے عوام کالانعام نے زبان طعن بہت کچھ دراز کر رکھی تھی۔ اخبارات میں بھی اس کا بہت کچھ شور وغوغا رہا...... بہر حال جب جلسہ مذکورہ میں حضرت حکیم الامت تشریف لے گئے اور آپ کا بیان ہونا قرار پایا تو بیان سے پہلے سیدی ومرشدی حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم نے مولانا سے فرمایا کہ اس وقت بہت بڑا مجمع موجود ہے۔ اگر اس واقعہ خواب کے متعلق کچھ بیان کر دیا جائے تو اچھا ہے تاکہ عوام کے شکوک رفع ہو جائیں۔ حضرت حکیم الامت نے فرمایا۔ کہ مجھے تو اس کے متعلق بیان کرنے سے شرم دعار آتی ہے کیونکہ اس کا تو مطلب یہ ہوا کہ میں اپنا تبریہ کر دوں...... حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب نے فرمایا کہ اچھا اگر آپ اپنی زبان سے تبریہ نہیں کرتے تو ہم میں سے کوئی اس کے متعلق کچھ بیان کر دے حضرت حکیم الامت نے فرمایا۔ کہ اگر ایسا ہوا تو میں جلسہ سے اٹھ کر چلا جاؤں گا

(اشرف المعمولات ملفوظات تھانوی مطبوعہ تھانہ بھون ص۔ سطر ۴)

ناظرین انصاف فرمادیں۔ کہ مولوی خلیل احمد صاحب کو یہ امر انتہائی محسوس ہو رہا ہے کہ عوام دیوبندیوں

میں مولوی اشرف علی صاحب کی نبوت کے شکوک پیدا ہو رہے ہیں یعنی دیوبندی مولوی اشرف علی صاحب کو نبی ماننے والے ہیں۔ اس خطرہ کو دور کیا جاوے۔ مگر تھانوی صاحب کو نبوت کا ایسا چسکا ہے کہ اس نے اپنے اقرار رسالت و نبوت کی تردید سے بالکل انکار کر دیا۔

دیوبندی عذر دیوبندی کہتے ہیں۔ کہ تھانوی صاحب نے "دعوائے نبوت" کا کئی دفعہ انکار کر دیا ہے تو پھر آپ پر کیا جرم ہے کیونکہ جب کوئی شخص دعوائے نبوت کی تردید کر دیتا ہے تو پھر وہ اپنی نبوت کا کیسے معتقد ہو سکتا ہے۔

اسلامی جواب ہم کہتے ہیں۔ کہ مولوی اشرف علی صاحب کا دعوائے نبوت کی تردید کرنا اس کی صفائی کی کوئی دلیل نہیں ہو سکتی۔ دیکھو چودھویں صدی کا دجال کذاب غلام احمد قادیانی بھی باوجود مدعی نبوت ہونے کے محض مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے دعوائے نبوت سے انکار کرتا رہا تو کیا آپ مرزا کی اس فریب کاری کو مان کر مرزا غلام احمد کو بھی بری الذمہ قرار دے دو گے دیکھو غلام احمد لکھتا ہے :-

"میں سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب و کافر جانتا ہوں۔ (اشتہار اکتوبر ۱۸۹۱ء) پھر وہ لکھتا ہے :-

"میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔"

(آسمانی فیصلہ ص ۳)

حالانکہ یہ مرزا کی صرف دھوکہ دہی اور نری مکاری ہے۔ کہ وہ جان بچانے کے لئے دورنگی چال چلتا ہے ورنہ وہ یقیناً مدعی نبوت کذاب ہے اور پھر تھانوی صاحب کے واقعہ کے جواب میں تھانوی صاحب کے یہ الفاظ :-

جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو (یعنی جس اشرف علی کو تم رسول اللہ سمجھتے ہو) وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے یعنی مرزا صاحب کے اس نظریے سے ملتے جلتے ہیں۔ کہ

"محدثیت کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے تو کیا اس سے دعوائے نبوت لازم آگیا۔"

(ازالہ اوہام ص ۴۲۲)

یعنی جس طرح تھانوی صاحب اتباع سنت کے پردے میں کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح مرزا صاحب بھی اتباع سنت سے نبوت کو چادر پہنائے جانے اور محدثیت کے پردے میں اپنی نبوت کو جائز قرار دیتے ہیں۔ تو صاف معلوم ہوا کہ اس نظریہ میں مرزا

صاحب اور تھانوی صاحب بالکل ایک دوسرے کے دوش بدوش ہیں۔ حالانکہ اہل اسلام کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ گو کوئی غیر نبی دعوائے نبوت کا انکار بھی کرے مگر وہ اپنے لیے رسول اللہ کے الفاظ کو جائز سمجھے تو وہ یقیناً گمراہ ہے۔

کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ کے کفر یا اسلام ہونے کے متعلق

(دیوبندیوں کی سخت الجھن)

متقدمین دیوبندیوں کی تین پارٹیاں

تھانوی صاحب کے مرید نے خواب میں بھی اور جاگتے بھی تھانوی صاحب کو رسول اللہ اور نبی اللہ کہا اور جب اس مرید نے اس معاملہ کی تحریری خبر تھانوی صاحب کو دی۔ تو تھانوی صاحب نے اسے خوشی سے قبول کیا اور قائل کو ہرگز نہ غلط کار بتایا۔ اور نہ اسے تنبیہ کی کہ وہ اس کفر سے توبہ کرے۔ بلکہ اس کلمہ کفر یہ کو اپنے متبع سنت ہونے کی نشانی بتایا اور اس کو تسلی دے دی کہ یہ تو آپ پر اور مجھ پر خدا کا بڑا فضل ہے کہ تم مجھے رسول اللہ اور نبی اللہ کہتے ہو۔ اور پھر عالم اسلام سے بار بار اس اقرار نبوت سے رجوع کرنے کے مطالبات ہوئے مگر پھر بھی تھانوی صاحب اس کفر کی سخت پر اڑے رہے اور اسی حالت میں چل بسے، مگر تھانوی صاحب اپنے متقدمین دیوبندیوں کو سخت مصیبت میں مبتلا کر گئے۔ اور جب عالم اسلام نے دیوبندیوں کو اس کلمہ سے بیزاری ظاہر کرنے کے مطالبات ظاہر کیے تو جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوائے نبوت کے بعد مرزائیوں کی تین پارٹیاں بن گئی تھیں۔ ایک وہابی دوسری لاہوری تیسری قادیانی۔

مرزا غلام احمد کے دعوائے نبوت کے بعد مرزائیوں کی تین پارٹیاں:

۱۔ وہابی مرزائی یہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی وغیرہ مقلد وہابیوں کی جماعت تھی جو تھوڑی مدت تک مرزائی رہے اور محمد حسین صاحب بٹالوی کا ابتدائی مرزائی رہنا اس کے ان الفاظ سے مکمل ظاہر ہے۔

مؤلف براہین احمدیہ (مرزا غلام احمد قادیانی) کے حالات و خیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں۔ ہمارے معاصرین سے ایسے کم نکلیں گے مؤلف صاحب ہمارے ہم وطن

ہی نہیں بلکہ اوائل عمر میں ہمارے ہم مکتب بھی رہے ہیں۔

(اشاعت السنۃ مصنفہ مولوی محمد حسین بٹالوی وہابی جلد ۶ و ۷)

اور مولوی محمد حسین صاحب لکھتے ہیں۔

اب ہم اس براہین احمدیہ پر اپنی رائے نہایت مختصر اور بے مبالغہ الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں۔ ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں موجودہ حالات کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی۔ اور آئندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا۔ اور اس (براہین احمدیہ) کا مؤلف مرزا غلام احمد قادیانی بھی اسلام کی مالی جانی قلمی ولسانی، حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں کم پائی گئی ہے۔

(اشاعۃ السنۃ، ج ۷، ع ۶)

اور ظرفہ یہ ہے کہ دیوبندیوں وہابیوں کو بھی یہ تسلیم ہے کہ مولوی ثناء اللہ و محمد حسین وہابی ابتداءً مرزا غلام احمد کے مشن کے مکمل حامی تھے۔ چنانچہ مولوی محمد میاں صاحب دیوبندی ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء ہند مودودی دیوبندی پارٹی کا رد کرتا ہوا لکھتا ہے۔

ہماری آنکھوں نے دیکھا ہے کہ مرزا غلام احمد آنجہانی نے مذاہب باطلہ کی تردید کے نام پر کتابیں تصنیف کرنی اور تجارتی فوائد حاصل کرنے شروع کیے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب مرحوم امرتسری اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مرحوم ان کے لیے دہنا اور بایاں بازو تھے۔

(دو ضروری مسئلے مصنفہ محمد میاں دیوبندی مطبوعہ دیوبند ص ۳ سطر ۱۲)

تو معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو مرزا صاحب کی طرف مائل کرنے والی اور ابتداءً مرزائیت کا سنگ بنیاد رکھنے والی یہی ثناء اللہ و محمد حسین کی وہابی پارٹی تھی۔ اور جب غلام احمد نے نبوت کے دعوے شروع کر دیئے تو گو ثناء اللہ و محمد حسین تو مرزا صاحب سے کنارہ کش ہو گئے اس پر کفر کا فتویٰ دیا۔ مگر بہت سے وہابی مرزائیت سے واپس نہ ہوئے اور انہوں نے کہا کہ یہی ہمارے پیشوا ثناء اللہ صاحب وغیرہ تو کل تک مرزا صاحب کے ثناخواں اور اس کا دہنا اور بایاں بازو تھے۔ اور آج اس کو ہی کافر کہہ رہے۔ یہ محض اپنے حلوے مانڈے بحال رکھنے کے لئے دکانداری ہے یہ مولوی لوگ ویسے ہی لوگوں کو کافر بناتے پھرتے ہیں جس طرح کہ سب سے اول دیوبندی ہی مودودی صاحب کی جماعت اسلامی میں شامل ہوئے اور اس کا سنگ بنیاد رکھا مگر وہی دیوبندی آج مودودی صاحب کی جماعت اسلامی کو مرزائیت سے بھی بدتر بتا

رہے ہیں۔ اور مودودی پر کفر کے فتوے لگا رہے ہیں۔ مگر بہت سے دیوبندی یہ کہہ کر کہ یہ مولوی لوگ دیسے ہی کافر بناتے پھرتے ہیں۔ کل تک یہی ہمارے پیشوا دیوبندی مولوی حسین احمد منظور سنبھلی وغیرہ صاحبان مودودی صاحب کے ثنا خواں تھے۔ یہ صرف ان کی دوکانداری ہے۔ اس لئے بہت سے دیوبندی مودودی ہوجانے کے بعد اب مودودیت سے واپس ہونا ہرگز گوارہ نہیں کر رہے۔ کیونکہ خود کردہ را چہ علاج، اور اسی طرح ہی جب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والے دیوبندی مولویوں کو کوئی شخص کافر کہتا ہے تو فوراً اپنی عادت کے مطابق دیوبندی وہابی کہہ دیتے ہیں۔ کہ یہ مولوی لوگ دیسے ہی اپنے حلوے بحال رکھنے کے لئے لوگوں کو کافر بناتے پھرتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ یہ سبق کوئی نیا نہیں بلکہ وہابیوں کی یہ پرانی عادت ہے۔ کہ جس شخص کے ساتھ ان دیوبندیوں کا ایک دفعہ اعتقادی رشتہ مضبوط ہو جائے پھر وہ کچھ بھی کہ گذرے، اور خواہ اسے خود ان دیوبندیوں وہابیوں کے پیشوا ہی کافر کیوں نہ کہیں۔ مگر یہ لوگ اپنے مقتدار کے کفر پر قسم قسم کے پردے ڈال کر اور کافر کو کافر کہنے والے حق گو علماء کو پیٹ پرست اور حلوہ خور بتا کر قطعاً اپنے پیشوا سے بیزار ہونے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ یہ تو مرزائی وہابی وہ جماعت تھی کہ جن کے بعض افراد نے انصاف سے کام لے کر مرزا غلام احمد پر کفر کا فتویٰ لگانے سے گریز نہیں کیا۔

(۲) لاہوری۔ مولوی محمد علی کی پارٹی ہے۔ یہ لوگ مرزا صاحب کے معتقد تو رہے مگر انہوں نے اسے محدث اور مجدد تسلیم کیا ہے۔ اور مرزا صاحب کے کفریات اور دعوائے نبوت وغیرہ پر قسم قسم کے پردے ڈال کر اور اس کے کفریات و دعوائے نبوت کی تاویلیں بنا کر لوگوں کو گمراہ کرتے رہے۔

(۳) قادیانی:۔ یہ مرزا بشیر الدین و نور الدین وغیرہ کی پارٹی ہے۔ یہ لوگ صراحتاً مرزا کو نبی مانتے ہیں۔ اور اس کے دعوائے نبوت کو ہرگز کفر نہیں سمجھتے اسی طرح اشرف علی تھانوی کے اقرار نبوت و رسالت کے بعد اس کے معتقدین دیوبندیوں کی تین پارٹیاں ہو گئی تھیں۔

۱۔ ایک وہ جنہوں نے کفر کا فتویٰ لگا دیا تھا۔

۲۔ دوسری وہ کہ جنہوں نے قسم قسم کی تاویلیں کر کے اشرف علی رسول اللہ ہونے کی حمایت کی۔

۳۔ تیسری وہ کہ جو بین بین رہے۔

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے اقرار رسالت ونبوت کے بعد

(دیوبندیوں کی تین پارٹیاں)

۱ کفر کا فتویٰ لگانے والی دیوبندی پارٹی

بعض دیوبندی اماموں نے مولوی اشرف علی صاحب اور اس کے مرید کے لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ اور اللھم صل علی نبینا اشرف علی کے غیر اسلامی نظریہ سے جب جان چھڑانے کا کوئی چارہ نہ دیکھا تو دیوبندیوں کے امام مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی وغیرہ کو مجبوراً یہ لکھنا پڑا کہ:

البتہ بیداری کے بعد جو یہ کہتا ہے اللھم صل علی سیدنا و مولنا زید (اشرف علی) جو امر دوم ہے، یہ کلمہ کفر کا ایسی حالت میں کہتا ہے، جو حالت معذوری نہیں لیکن وہ یہ کہتا ہے کہ میں بے اختیار ہوں۔ مجبور ہوں، زبان اپنے قابو میں نہیں .... لیکن باعتبار ظاہر جب اس کے عذر میں بغور نظر کی جاتی ہے تو اس کا یہ عذر اعذار شرعیہ میں سے نہیں معلوم ہوتا، جن کو فقہائے کرام رحمھم اللہ تعالیٰ نے عذر معتبر فرمایا ہے..... وہ جب یہ جانتا تھا کہ میں بے اختیار ہوں۔ اور مجبور ہوں اور صحیح تکلم نہیں کر سکتا تو تکلم بکلمتہ الکفر سے سکوت کرتا، لہٰذا ایسی حالت میں اس کلمہ کے تکلم کا یہ حکم ہو گا کہ اس کو اس میں شرعاً معذور نہ سمجھا جائے گا۔ الی قولہ دوسری جہت ظاہراً اطلاق کلمہ الکفر کی ہے جس پر اس کو مامور بتجدید الایمان النکاح کیا جاتا ہے۔ الخ کتبہ خلیل احمد سہارنپوری۔ (ترجیح الراجح اشرف علی ص۲۵ وغیرہ)

۲ بین بین چلنے والی دیوبندی پارٹی

اس پارٹی نے اشرف علی سے اعتقاد تو نہ توڑا مگر پورے حامی بھی نہ ہوئے اور تھانوی صاحب اور اس کے کلمۂ رسالت پڑھنے والے مرید کو اسلام اور کفر کے درمیان پھنسا کر انہوں نے یہ فیصلہ لکھا۔

پھر اس خواب کے واقعہ کی حکایت ایک ایسے واقعہ کی حکایت ہے کہ وہ کفر نہیں تھا۔ اگرچہ الفاظ کفریہ ہیں (معاذ اللہ) (ترجیح الراجح تھانوی ص۳۴ سطر ۱۷)

۳۔ تھانوی صاحب کے کلمہ پر ایمان لا کر اس کی حمایت کرنے والے متقدمین دیوبندی

ان لوگوں نے کلمہ لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ اور درود اللھم صل علی نبینا اشرف علی پڑھنے والے اور اس کو بخوشی تسلیم کرنے والے تھانوی صاحب کی حمایت میں پورا پورا زور لگایا اور عجیب و غریب چالیں اختیار کیں۔ اس پارٹی کے نظریات کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں جو کہ تھانوی صاحب کی کتاب ترجیح الراجح میں بصورت سوال و جواب بایں الفاظ تحریر ہیں ا۔

سوال:۔ علمائے دین متین و مفتیان شرع مبین اس صورت میں کیا ارقام فرماتے ہیں:۔

کہ زید نے بحالت خواب کلمہ طیبہ میں بجائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مولوی (اشرف علی) صاحب کا نام لیا اور بحالت بیداری اسی طرح درود شریف میں جس کے الفاظ میں اللھم صل علی سیدنا و نبینا تک شامل ہیں انہی الفاظ (مولوی اشرف علی) صاحب کا نام پڑھا اور پھر مولوی صاحب کو یہ واقعہ لکھ بھیجا، ان مولوی صاحب (اشرف علی) نے اس پر زید کو کوئی تنبیہ نہیں کی اور نہ اس خیال کے بدلنے کی کوئی صورت بتائی الخ۔ تو کیا زید اور مولوی (اشرف علی) جب تک ان کلمات سے گریز نہ کریں ان کو مسلمان سمجھنا یا ان کے پیچھے نماز پڑھنا یا ان مولوی اشرف علی صاحب کو پیر بنانا جائز ہے یا نہیں ہے الخ (ترجیح ص ۳۸)

الجواب:۔ اس حالت میں موافق کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و روایات کتب معتبرہ اس شخص پر حکم کفر کا نہیں ہے الخ۔ (ترجیح ص ۳۹)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر فرط محبت کی وجہ سے بے اختیار طور پر کوئی امر صادر ہو جائے وہ قابل مواخذہ نہیں الخ (ترجیح ص ۴۴)

اس کے کسی لفظ سے بھی یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اس کے عقیدہ میں کوئی خلل ہے بلکہ اس کے بیان سے اس کا کمال خوش عقیدہ ہونا اور اپنی غلطی غیر اختیاری

پر بھی سخت توحش اور نادم ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ الخ (ترجیح صـ۲۸)
ان مولوی (اشرف علی) صاحب نے بوجہ معذور ہونے کے اس کو ملامت اور تنبیہ نہ کی تو موجب ملامت و اعتراض نہیں (ترجیح صـ۳۶)

نوٹ :- آپ کے نزدیک آخر نبوت کا چسکہ بھی تو کوئی معمولی معذوری نہ تھی۔ حالانکہ بیداری کی حالت کا اعتبار تو خود دیوبندیوں کو بھی تسلیم ہے۔ خود اشرف علی لکھتا ہے :-

اعتبار بیداری کی حالت کا ہے۔ الخ (افاضات الیومیہ تھانوی ج ۲، صـ۱۳۲) (مؤلف)
مولانا اشرف علی) نے اس واقعہ (اقرار نبوت و رسالت) میں مداہنت سے کام نہیں لیا۔ بلکہ وہ صاحب واقعہ کو معذور سمجھتے تھے اور اسی بنا پر انہوں نے اس واقعہ پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ لہذا وہ معذور ہیں، ان پر ملامت نہیں کی جا سکتی الخ
(ترجیح صـ۵۶ ملحقہ امداد الفتاوی ج ۶)

نوٹ :- دیوبندیوں نے اپنے پیر کے کفر پر پردہ ڈال کر اس کی رسالت و نبوت کو بحال رکھنے کے لئے معذوری اور بے اختیاری کو ایک کامیاب بہانہ بتایا ہے اور یہی دیوبندی مولوی صاحبان اگر کسی مسلمان کو کسی بزرگ کی عزت کرتے ہوئے دیکھ لیں تو بلا دریغ بدعت و شرک اور کفر کے فتوے جڑ دیتے ہیں۔ مگر اپنے معاملہ میں دیکھ لیجئے کہ باوجود مولوی اشرف علی کو رسول اللہ و نبی اللہ کہنے کے اس کو خوش عقیدہ اور محبت کا پرستار بنا کر اس کی تعریف کی جا رہی ہے واضح رہے ان دیوبندیوں نے اس کلمہ پڑھنے والے کو بچانے کے لئے اصول بزدوی کی عبارت کا کہ ان السکران اذا تکلم بکلمة الکفر لم یبن منه امراته استحسانا، الخ۔ کو کافی استعمال کیا ہے۔ اور اسی طرح فقہاء کی وہ عبارتیں جن میں مخطی اور مکرہ کو معذور سمجھا گیا ہے۔ ان عبارتوں سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی از حد کوشش کی ہے۔ مگر کیا دیوبندی بنا سکتے ہیں۔ کہ بقول دیوبندیہ وہ کلمہ پڑھنے والا تو معذور تھا مگر تھانوی صاحب کو کون سی معذوری و مجبوری تھی۔ اور تھانوی صاحب نے کون سا نشہ پیا ہوا تھا۔ کہ سکر میں اس کے کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ پر اس کو تسلی دے کر اس کلمہ کو اپنے متبع سنت ہونے کی نشانی بتایا، کیا دیوبندیوں کے پاس اس کا کوئی جواب ہے اور پھر لطف یہ کہ اس کلمہ کے جواز پر زور دینے والے یہی دیوبندی صاحبان اقرار کر گئے

کہ ا۔

یہ خواب اس کا بیشک شیطانی اثر اور خیال تھا اور بیداری میں بھی جو کچھ اس کی زبان سے نکلا وہ بھی شیطانی اثر تھا۔ لیکن چونکہ بلا اختیار ہوا اس لئے اس پر مؤاخذہ نہیں اور نہ ان مولوی (اشرف علی) پر ترک ملامت معذوری کی وجہ سے کچھ مؤاخذہ ہے۔

(کتبہ عزیز الرحمان مفتی مدرسہ دیوبند ترجیح الراجح ص۲)

اب دیوبندی حضرات بتائیں کہ جب اس مرید پر شیطانی اثر تھا اس نے اشرف علی رسول اللہ پڑھا تو کیا تھانوی صاحب پر شیطانی اثر نہ تھا۔ کہ اس کو تسلی دے دی؟ اور دیوبندیہ کا یہ دھوکہ کہ تھانوی نے اس کو ملامت بوجہ اس کے معذور ہونے کے نہیں کی۔ یہ تو تب قبول ہوتا کہ تھانوی اس کلمہ کی صحت کی تصدیق نہ کرتا۔ جب وہ اس کو متبع سنت ہونے کی نشانی بتا رہا ہے تو اب معذوری کی کیا صورت؟ مسلمان غور فرمادیں کہ دیوبندیوں کے فتوے اور ایمانداری کا ایسا حال ہے کہ ان کفر بازوں نے دنیائے اسلام کو معمولی معمولی باتوں پر بدعتی اور مشرک بتایا۔ مگر اپنے کلمہ پڑھانے سے بھی گریز نہ کیا، مسلمان جو جائز کام بھی کریں وہ کفر شرک و بدعت ٹھہرے اور دیوبندی اشرف علی رسول اللہ پڑھیں تو نہ بدعت نہ شرک نہ کفر بلکہ معذوری ہی معذوری۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

اس زمانے کے متأخرین دیوبندیوں کا کلمہ اشرف علی رسول اللہ کے صحیح ہونے پر مکمل ایمان

سب دیوبندیوں کے مشرک ساز فرقہ دیوبندیہ کے معتبر مولوی دیوبندی وہابی پارٹی کے بنا پتی مفسر القرآن مولوی غلام خان دیوبندی راولپنڈی کا وضاحتی اقرار

کسی شخص نے مولوی غلام خاں سے اسی کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ کے بارے میں سوال کیا۔ اور اس کا مولوی غلام خاں نے جواب دیا ہے وہ سوال اور جواب ناظرین کرام کی خدمت میں بلفظہ نقل کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

سوال (کریم بخش جالندھری کا سوال)

۴۸۶

بحضور گرامی حضرت مولانا .... زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! مزاج عالی! خیریت موجود مطلوب، ایک سخت الجھن درپیش ہے اور ایسی مشکل کے وقت آپ جیسے علمائے ربانی ہی ہماری امداد نہ فرمائیں تو پھر ہماری فریاد رسی کون کرسکتا ہے۔ عرض ہے کہ پرسوں ایک شخص رحیم یار خاں کے رہنے والے میرے پاس آئے وہ بریلوی تھے انہوں نے حضرات علمائے دیوبند پر طعن و تشنیع کیا اور ان کے پاس ایک رسالہ بہت ہی پرانا تھا۔ جو کہ ۱۳۳۶ھ کا طبع شدہ تھا انہوں نے اس کے صفحہ ۳۵ سے مجھے یہ عبارت دکھائی۔ کہ حضرت مولانا تھانوی صاحب قبلہ کا ایک مرید اپنا ایک خواب بیان کرتا ہے اور مولانا تھانوی صاحب اسکی مندرجہ ذیل تعبیر فرماتے ہیں اس طویل قصہ کا ضروری حصہ یہ ہے:

مرید از رسالہ حسن العزیز کو اٹھا کر اپنے سر کی جانب رکھ لیا اور سو گیا

سوال کچھ عرصے کے بعد خواب دیکھتا ہوں۔ کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور (کا) (تھانوی صاحب) کا نام لیتا ہوں، اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا۔ کہ تجھ سے غلطی ہوئی، کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں۔ دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جا دے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اشرف علی نکل جاتا ہے حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے۔ کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی نکلتا ہے۔ اور تین بار یہی صورت ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند اشخاص حضور کے پاس ہیں، لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہوگئی کہ کھڑا کھڑا باوجود اس کے کہ رقت طاری ہوگئی زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہے کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا۔ لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی۔ اور وہ اثر ناطاقتی بدستور رہا۔ لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور ہی کا خیال تھا۔ لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا۔ کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے اس واسطے کہ کوئی

ایسی غلطی نہ ہو جائے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا۔ اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر یہ کہتا ہوں اللّٰھم صل علیٰ سیدنا و نبینا و مولٰنا اشرف علی۔ حالانکہ بیداری ہے۔ خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں، مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا۔ اور بھی بہت سے وجوہات ہیں۔ جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں۔

جواب تھانوی صاحب

اس واقعہ میں تسلی تھی۔ کہ جس طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ سنت ہے۔

(۲۴ شوال ۱۳۳۵ ھ ہجری)

اب یہ گذارش ہے کہ یہ جواب واقعی تھانوی صاحب نے دیا تھا یا کہ نہیں اگر انہوں نے یہ جواب نہیں دیا تھا اور یہ رسالہ الامداد، حضرت تھانوی صاحب کا ہے ہی نہیں، تو پھر ہمیں اس کی صفائی کی ضرورت ہی نہیں۔ بلکہ کہہ سکتے کہ رسالہ اور یہ عبارت کسی مردود آدمی کی ہے۔ ہمارے حضرت تھانوی صاحب کی نہیں۔ اور اگر یہ رسالہ تھانوی صاحب کا ہے تو پھر اس کا کوئی نہ کوئی جواب تجویز کر لیا جاوے کیونکہ بندہ تھانوی صاحب کے سلسلے میں مرید ہے اور لوگوں کو تھانوی صاحب پر اعتراض کرتے دیکھ کر کوئی نہ کوئی جواب ضرور دینا پڑتا ہے۔ آپ تجربہ کار ہیں، اگر یہ عبارت فی الواقع ہے تو کئی دفعہ آپ کو اس سے واسطہ پڑا ہو گا۔ بہر حال مطلع فرما دیں۔ کہ یہ عبارت تھانوی صاحب کی ہے یا نہیں۔

(حضور کا غلام کریم بخش عفا عنہ، جالندھری، یکم جون ۱۹۵۰ء)

دیوبندیوں کے شیخ التکفیر مولوی غلام خاں صاحب دیوبندی کا جوابی بیان

الجواب :- صورت مسئولہ عنہا میں اس کا عقیدہ درست ہے اور اس کا خود بھی بار بار اقرار کرتا ہے لیکن بلا ارادہ زبان سے کلمہ میں حضرت مولانا تھانوی مرحوم کا نام بوجہ تعلق کے نکل رہا ہے۔ اس کے بعد حضرت تھانوی صاحب نے خود فرمایا کہ اس سے مراد صرف یہ کہ تیرے مرشد متبع پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جب تعبیر

ہی صحیح ہے اور قائل کا عقیدہ بھی درست ہے اور اعلان کر رہا ہے تو اس پر کوئی حکم عائد نہیں ہو سکتا۔ (لاشئ غلام اللہ خاں، راولپنڈی ۲۰ جون ۱۹۵۵ء)

(اصل فتوٰے بندہ کے پاس محفوظ ہے)

نوٹ:- مولوی غلام خان صاحب کی اس تحریر سے مندرجہ ذیل امور بخوبی واضح ہو گئے۔

(۱) یہ واقعی مولوی اشرف علی صاحب کے مرید نے خواب اور پھر بیداری میں لاالہ الااللہ اشرف علی رسول اللہ اور پھر بیداری میں۔ اللھم صل علیٰ سیدنا ونبینا اشرف علی پڑھا تھا۔

(۲) یہ کہ واقعی مولوی اشرف صاحب نے اس کلمہ اور اس درود میں اپنی رسالت ونبوت کا اقرار سن کر اس نے اپنے مرید کو تسلی دی تھی اور یہ تعبیر کی تھی کہ تیرے مرشد متبع پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(۳) یہ کہ اگر کسی شخص کا عقیدہ درست ہو تو گرچہ وہ دیوبندی آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کسی اپنے دیوبندی پیر کو رسول اللہ ونبی اللہ کہے تو بوجہ تعلق کے اس فعل کو درست تصور کر کے اس قائل پر کوئی حکم نہیں لگایا جائے گا۔

(۴) یہ کہ مولوی اشرف صاحب نے جو تعبیر کی تھی وہ بالکل درست ہے کہ چونکہ میں اشرف علی پورا متبع سنت ہوں اسلئے مجھے رسول اللہ و نبی اللہ کہنے میں کوئی حرج نہیں۔

اب ناظرین انصاف فرما دیں کہ یہی مولوی غلام خاں صاحب وہ دیوبندیوں کے مفتی ہیں، کہ جن کی کتاب جواہر القرآن میں صاف حکم لگا دیا گیا۔ کہ کوئی مسلمان کسی ولی کی نذر دے تو گرچہ اس کا عقیدہ درست ہو۔ پھر بھی وہ پکا مشرک ہے اور جو کوئی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عطائی علم غیب مانے اور آپ کو حاظر و ناظر جانے اور کسی مخلوق کے لئے کوئی خدا کا دیا ہوا تصرف مانے وغیرہ تو اگرچہ اس کا عقیدہ درست بھی ہو مگر پھر بھی وہ پکا مشرک کافر ہو جاتا ہے ادھر تو غیر دیوبندیوں یعنی مسلمانوں پر غلام خاں صاحب وغیرہ دیوبندیوں کی یہ کفر بازیاں اور ادھر لاالہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ پڑھنے والے کا عقیدہ بھی درست ہے اور اس پر کوئی حکم بھی نہیں، اور تھانوی صاحب کا اس کو تسلی دینا بھی عین ایمان ہے اور اپنے رسالت کا اقرار

بھی ہر طرح درست ہے، دیوبندی مولویوں کے تقویٰ و دیانت اور مقتیانہ عدل و انصاف کا یہ ایک مشتے از خروارے نمونہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین دیوبندیوں کے گھر کا ہے۔ جیسے چاہیں کافر و بدعتی مشرک بنائیں اور جسے چاہیں باوجود کفر کے صحیح مسلمان اور پیر و مرشد بتائیں۔

نہ پہنچا ہے نہ پہنچے گا تمہاری ستم کیشی کو۔
اگر ہو چکے ہیں تم سے پہلے فتنہ گر لاکھوں۔

دیوبندیوں کے زندہ مولوی احمد علی لاہوری کی تصدیق کہ واقعی لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ وغیرہ کا واقعہ سچا تھا اور اس کلمہ میں کوئی حرج نہیں ہے

وہی سائل کریم بخش جالندھری وہ سوال جو اس نے غلام خان کو ارسال کیا تھا حرف بحرف اس کی نقل مولوی احمد علی لاہوری کو بھیج کر اس سے بھی اس واقعہ سے سچے یا جھوٹے ہونے کے متعلق پوچھتا ہے اور مولوی احمد علی لاہوری آف شیرانوالہ سے دریافت کرتا ہے کہ واقعی تھانوی صاحب کے مرید نے لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ پڑھا تھا؟ اور تھانوی صاحب نے اس کلمہ پر راضی ہو کر اس کو تسلی دی تھی تو اس کے جواب میں مولوی احمد علی صاحب لکھتے ہیں:۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! عرض یہ ہے کہ کسی کا خواب حجت نہیں ہوتا میں نے بھی یہ بات سنی ہوئی ہے عرض یہ ہے کہ مولانا نے یہ اچھی تعبیر کی ہے کہ تم جس شخص کے متبع ہو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع ہے۔ اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، مولانا نے یہ تھوڑا ہی فرمایا کہ میں نبی ہوں۔ (احمد علی عفی عنہ ۲۲/۵/۵۵)

نوٹ:۔ سوال مرسلہ بجانب مولوی احمد علی صاحب حرف بحرف وہی ہے جو کہ غلام خان کی طرف بھیجا گیا ہے لہٰذا یہاں دوبارہ نقل کرنے کی ضرورت نہ سمجھی گئی (بندہ کے پاس اصل تحریر محفوظ ہے)

مولوی احمد علی صاحب کے ان الفاظ نے کہ "اس میں کوئی حرج نہیں"، نے تو اور بھی صاف فیصلہ کر دیا۔ کہ دیوبندی واقعی مولوی اشرف علی صاحب کو رسول اللہ سمجھتے ہیں اور اور یہ راز بھی فاش ہو گیا کہ دیوبندی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی نہیں مانتے بلکہ ان کا رسول مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ہے اور وہ اسی کو رسول اللہ سمجھتے ہیں۔ اور جس طرح مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت پر مرزائیوں کا ایمان ہے اسی طرح تھانوی کی جھوٹی رسالت پر دیوبندیوں کا مکمل ایمان ہے۔

مولوی احمد علی نے یہ کہہ کر کہ خواب حجت نہیں ہوتا۔ تھانوی سے اعتراض اٹھانے کی کوشش تو کر لی۔ مگر واقعہ بیداری میں جو اس کے مرید نے اللہم صل علی سیدنا ونبینا اشرف علی پڑھا ہے اس پردہ کوئی پرواہ نہ ڈال سکے اور مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ اشرف علی نے یہ تھوڑا ہی کہا تھا کہ میں نبی ہوں اس سے خوب معلوم ہو گیا۔ کہ جو شخص اپنے آپ کو نبی نہ کہے اگر دیوبندی اس کو رسول اللہ کہہ کر اس کا کلمہ پڑھیں اور اس کو نبی کہہ کر اس کے درود پڑھیں، تو دیوبندیوں کا یہ فعل ہر طرح جائز ہے، پھر مرزائیوں اور دیوبندیوں میں کیا فرق ہوا؟ بہر حال اس سے واقعی یہ تصدیق ہو گئی کہ یہ معاملہ فی الواقع ہوا ہے۔ اور اس میں بحکم مولوی احمد علی صاحب کوئی حرج نہیں ہے۔ العیاذ باللہ!

کلمہ طیبہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

کلمہ خبیثہ

لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ

دیوبندیوں کا ایک اور نبی

مولوی احمد علی لاہوری کا دعوائے نبوت

دیوبندیوں کا شیخ التفسیر مولوی احمد علی آف شیرانوالہ دروازہ لاہور کہتا ہے کہ

مرزا غلام احمد قادیانی اصل میں تو نبی ہی تھے لیکن میں نے ان کی نبوت کشید کر لی اور یہ نبوت اب مجھے وحی کی منفعتوں سے نواز رہی ہے۔

(ماہنامہ تجلی دیوبند جنوری ۱۹۵۷ء)

نوٹ:۔ ناظرین غور فرمائیں کہ یہ حوالہ خود مولوی شبیر احمد عثمانی کے خلف الرشید مولوی عامر عثمانی نے اپنے رسالہ تجلی دیوبند میں دیا ہے۔ جس میں ایک تو مولوی احمد علی نے مرزا کو سچا نبی مانا اور خود بھی نبوت کا دعویٰ کیا۔ (اللہ کی پناہ)

باب دوازدهم
۱۲

۱۲

بابِ دوازدہم

دیوبندی اپنے کو مسلمانوں سے ایک الگ فرقہ سمجھتے ہیں

کیونکہ وہ

دیوبندیہ عورتوں کا نکاح غیر دیوبندی مسلمانوں سے ناجائز کہتے ہیں

۱ دیوبندی مذہب کے امام رشید احمد گنگوہی کا وضاحتی بیان

سوال :- اگر کوئی شخص . . . . . . قبروں پر چادریں چڑھاتا ہو۔ اور بزرگوں سے مانگتا ہو۔ یا بدعتی مثال جواز عرس و سوئم وغیرہ ہو۔ اور یہ جانتا ہو کہ یہ افعال اچھے ہیں تو ایسے شخص سے عقد نکاح جائز ہے۔ یا نہیں؟ کیونکہ یہود و نصاریٰ سے جائز ہے تو ان سے کیوں ناجائز؟ الخ

الجواب :- جو شخص ایسے افعال کرتا ہے وہ قطعاً فاسق ہے اور احتمال کفر کا ہے۔ ایسے سے نکاح کرنا دختر مسلمہ کا اس واسطے ناجائز ہے کہ فساق سے ربط ضبط کرنا حرام ہے۔ الخ

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۴۲ سطر ۱۴ تا ۲۰)

۲ دیوبندی فرقہ کے ایک زندہ مولوی جالندھری ملتانی کا تازہ فتوےٰ

سوال :- ہمارے رشتہ داروں میں ایک شخص نے میری لڑکی کا اپنے لڑکے کے لیے رشتہ طلب کیا ہے مگر اس کا لڑکا دیوبندی عقائد کو نہیں مانتا اور عرسوں پر جاتا ہے اور صبح سویرے یارسول اللہ بلند آواز سے پڑھتا ہے اور ہمارے روکنے پر بھی نہیں رکتا۔ اور غیر دیوبندیوں کا گرویدہ ہے میری تو مرضی اس کو رشتہ دینے کو نہیں ہے۔ مگر والد صاحب کہتے ہیں کہ شرعاً کوئی حرج نہیں نکاح ہو سکتا ہے۔ میں نے والد صاحب قبلہ کو فتاوی رشیدیہ بھی دکھایا جس کی جلد دوم ص ۱۴۲ پر صاف لکھا ہے کہ غیر دیوبندی سے نکاح و ربط حرام ہے۔ والد صاحب کو کچھ اطمینان تو ہو گیا۔ مگر مزید اطمینان کے لیے انہوں نے آپ سے فتوےٰ لینے کے لیے کہا ہے۔ زیادہ گذارش ہے کہ رشتہ کا مسئلہ نازک ہوتا ہے اور پھر لڑکی کی جان چھڑانی مشکل ہو جاتی ہے حضور ارشاد فرمادیں۔ کیا آیا صحیح دیوبندی عقیدہ کے

باب سیزدهم
۱۳

باب ۱۳ سیزدہم

دیوبندیت مرزائیت کے نقش قدم پر

(یعنی)

مرزائیت دیوبندیت کے روپ میں

نبوت کے لیے دیوبندیوں اور مرزائیوں میں رسہ کشی

دیوبندی فرقہ کا مشہور شیخ التفسیر مولوی احمد علی لاہوری کہتا ہے کہ:

مرزا غلام احمد قادیانی اصل میں تو نبی ہی تھے لیکن میں نے ان کی نبوت کشید کر لی اور یہ نبوت اب مجھے وحی کی منقولوں سے نواز رہی ہے۔
(ماہنامہ تجلی دیوبند مولوی عامر عثمانی ماہ جنوری ۱۹۵۷ء)

نوٹ: ناظرین غور کریں کہ مولوی احمد علی نے ایک تو مرزا کو سچا نبی مانا اور دوسرا خود نبوت و نزول وحی کا دعوے کیا۔ خدا کی پناہ۔

مرزا قادیانی نے جو حضرت عیسٰے علیہ السلام اور اہلبیت نبوت کی توہین کی ہے اس کی تاویل کر لو مگر مرزا صاحب کو برا نہ کہو

(اشرف علی تھانوی کا فیصلہ)

سوال: اور ایک امر یہ ہے کہ مرزا نے حضرت مسیح اور حضرت حسین اور حضرت علی کے اوپر طعن و تشنیع بہت کی ہے اور آخر میں یہ فقرہ لکھ دیا ہے کہ میں نے تو اپنے عیسٰے کو جو نبی تھے یا حضرت حسین و علی کو جو ہمارے میں نہیں کہا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ کہاں تک صحیح ہے؟

جواب: گو مناظرین کی ایسی عادت ہے، مگر قرآن مجید کی ایک آیت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے

کہ یہ امر قبیح ہے وہ آیت یہ ہے:

لقد سمع اللہ قول الذین قالوا ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اگر کسی نے ایسا کہا ہے اس کی تاویل کریں گے کہ مقصود الزام ہے ۔ الخ

(بوادر النوادر تھانوی ص۳۳۴ سطر ۵ وغیرہ)

نوٹ: ۔ اس سے معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک کسی کو الزام دینے کے لیے نبیوں اور اہلبیت کو گالی نکال لینا اور ان کی ہر طرح توہین کر لینا بھی جائز ہے ۔ (معاذ اللہ)

مرزائی مبلّغ کے سامنے مرزا کے رد کرنے سے تھانوی کا گریز

ایک قادیانی چند مرتبہ تو میرے پاس اپنے مذہب کی کتابیں دکھانے کو لاچکا، اور مجھ سے زبانی گفتگو کرنا چاہتا تھا ۔ میں نے کہہ دیا کہ میں عالم نہیں ہوں، اپنے مذہب سے پورا واقف نہیں ہوں۔

(افاضات الیومیہ، تھانوی حصہ ۵ ص ۴۶۴، سطر ۴)

نوٹ: ۔ یوں تو تھانوی صاحب کا مجدد الملت اور حکیم الامت ہونے کا دعوی اور مرزا کے رد کرنے کا موقعہ آئے تو بالکل بے علم ہو گئے ۔ کیا بات ہے، نذرانے گھٹنے کا خطرہ تو نہیں تھا ۔ پھر لطف یہ کہ اپنے مذہب سے واقفیت کا انکار، اس سے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ ختم نبوت محمدی یعنی یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں ۔ اس کے متعلق بھی تھانوی کو یقین نہیں۔

مرزا قادیانی کے کفر پر واقف ہو کر بھی اُس کو سچا سمجھنے والے دیانۃً مُسلمان ہی ہیں

ایک مولوی صاحب نے قادیانی فرقہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت والا (تھانوی صاحب) سے عرض کیا کہ بعض مسلمان بھی قادیانی کو کافر نہیں سمجھتے، اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟ فرمایا کہ نہ سمجھنے کی دو صورتیں ہیں ۔ ایک تو یہ کہ وہ یہ کہیں کہ اُن کے یہ عقاید ہی نہیں جن کی بنا پر ان کو کافر کہا جاتا ہے اور ایک یہ کہ یہ عقاید ہیں مگر پھر بھی وہ کافر نہیں تو اب ایسا سمجھنے والا شخص بھی کافر ہے، جو کفر کو کفر نہ کہے مگر احکام قضا میں کافر ہے ۔ باقی احکام دیانت میں خدا

کو معلوم ہے۔ شاید اس کے ذہن میں کوئی وجہ بعید ہو۔

(افاضات الیومیہ تھانوی حصہ ۶، صفحہ ۳۱۸، سطر ۱۳)

نوٹ جو لوگ مرزا قادیانی کے کفر بات کو کفر ہی نہیں سمجھتے۔ بلکہ اس کی تاویلیں کرتے ہیں اور وہ جو مرزا سے خوش اعتقاد ہونے کی وجہ سے اس سے ایسی باتیں سرزد ہونا تسلیم ہی نہیں کرتے جیسے کہ بے دین مرتد مرزائی تو ایسے لوگ تو تھانوی کے نزدیک پکے مسلمان ہیں اور جو اس کے کفر کو کفر ہی سمجھیں مگر پھر اس کو کافر نہ کہیں، تھانوی صاحب کے نزدیک وہ بھی دیانۃً کافر نہیں۔ اب دیوبندی مذہب کے ایک اور مفتی صاحب چاندپوری کا فتویٰ ملاحظہ کیجئے۔

اب علمائے اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر و مرتد کہنا فرض ہو گیا۔ اگر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں، چاہے وہ لاہوری ہو یا قادنی وغیرہ وغیرہ تو خود کافر ہو جائیں گے، کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

(اشد العذاب۔ مرتضیٰ حسن چاندپوری ص۱۴، سطر۱)

تو اب تھانوی صاحب کا کیا حشر ہوا، کیونکہ وہ بھی مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہنے والے ایک طبقہ کے بارے میں تو بالکل ہی مطمئن ہیں اور دوسرے طبقہ کو بھی دیانۃً کافر نہیں کہتے اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

کوئی شخص اگر مرزا صاحب کے کفر پر مطلع ہو کر بھی تاویل کرے اور مرزا کو کافر نہ کہے تو کوئی حرج نہیں

سوال:۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعوائے مسیحیت اور مہدیت سے واقف ہو کر بھی اگر کوئی شخص مرزا کو مسلمان سمجھتا ہے تو کیا وہ شخص مسلمان کہلا سکتا ہے؟

الجواب:۔ مرزا قادیانی کے عقاید و خیالات باطلہ اس حد تک پہنچے ہوئے ہیں کہ ان سے واقف ہو کر کوئی شخص مرزا کو مسلمان نہیں کہہ سکتا، البتہ جس کو علم اس کے عقاید باطلہ کا نہ ہو یا تاویل کرے وہ کافر نہ کہے تو ممکن ہے۔ بہرحال بعد علم عقاید باطلہ کے مرزا مذکور کو کافر کہنا اس کا ضروری ہے اس کو اور اس کے اتباع کو جن کا عقیدہ مثل اس کے ہو مسلمان نہ کہا جاوے وہ مسلمان نہ تھا جیسا کہ اس کی کتب سے ظاہر ہے۔ باقی یہ جو شخص بسبب کسی شبہ اور تاویل کے کافر نہ کہے اس کو بھی کافر نہ کہا جائے کہ موقع تاویل میں احتیاط عدم تکفیر میں ہے۔ فقط۔ (بندہ عزیز الرحمن)

مفتی دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند حصہ اول صہ سطر ا وغیرہ)

نوٹ :۔ ہم نے مکمل فتوے بمعہ سوال و جواب لفظ بلفظ نقل کر دیا ہے۔ ناظرین کرام خط کشیدہ الفاظ کو بغور پڑھیں، دیوبندیوں نے فیصلہ کر دیا ہے کہ جو شخص مرزا کے دعوائے نبوت و انکار ختم نبوت و توہین انبیاء وغیرہ کفریات میں تاویل کرتا ہو جیسے لاہوری، مرزائی محمد علی وغیرہ تو وہ سب کے سب دیوبندیوں کے نزدیک پکے مومن ہیں اور بقول چاندپوری صاحب جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے تو گیا دیوبند کے سب کے سب مفتی صاحبان بوجہ ان مرزائیوں کی تکفیر نہ کرنے کے خود کافر نہ ہوگئے اور کیا یہ فتوے سراسر مرزائیت کی حمایت نہیں تو کیا پھر ختم نبوت کی تحریکیں یہ سب دوکانداری ٹھہرے گی۔ ختم نبوت کے نام پر مسلمانوں سے ہزاروں روپے کے چندے جمع کر لیے جاویں اور خود دیوبند کے مفتی مرزائیوں جیسے کھلے کافروں کو کافر کہنے میں بھی تاویلوں کی گنجائش نکال کر ان کے کفر پر احتیاط کے پردے ڈالیں۔ فیا للعجب معلوم ہوتا ہے کہ دیوبندی اور مرزائی سب ایک ہیں اور ایک دوسرے کے کفر پر پردے ڈالنے میں مکمل معاون ہیں۔

ختم نبوت کے متعلق مرزائیوں کا عقیدہ

(۱) خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔ اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں، مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی۔ کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ کوئی شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے، پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوت میں خلل انداز نہیں۔ (کشتی نوح مصنفہ غلام احمد قادیانی، مطبوعہ قادیان صہ ۲۳ سطر ۵)

(۲) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ آپ کی قوت قدسیہ کبھی باطل نہیں ہو سکتی۔ آپ خاتم النبیین ہیں آپ کا فیضان کبھی رک نہیں سکتا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایسے نبی بھی آسکتے ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بطور ظل کے ہوں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس قسم کے نبی کی آمد سے آپ کے آخر الانبیاء ہونے میں اس طرح فرق نہیں آتا۔ (دعوت الامیر مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود مطبوعہ قادیان صہ ۵ سطر ۱ وصہ ۳ سطر ا وغیرہ)

ختم نبوت کے متعلق دیوبندیوں کا عقیدہ

(۱) عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

(تحذیر الناس مصنفہ امام ربانی مدرسہ دیوبند محمد قاسم نانوتوی مطبوعہ دیوبند صہ ۲ سطر آخر)

(۲) بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو، تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔

(تحذیر الناس مصنفہ بانی مذہب دیوبندیہ، ص۲۴، سطر ۱۵)

دیوبندیوں کا اقرار کہ مرزا قادیانی سچا نبی تھا

دیوبندی فرقہ کا مسلم پیشوا مولوی احمد علی لاہوری کہتا ہے کہ:۔

مرزا غلام احمد قادیانی اصل میں تو نبی ہی تھے لیکن میں نے ان کی نبوت کشید کرلی اور یہ نبوت ۱۲ مجھے وحی کی منفعتوں سے نوازہی ہے۔

(ماہنامہ تجلی دیوبند ماہ جنوری ۱۹۵۷ء)

علم غیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مرزائیوں کا فیصلہ

لا الٰہ الا اللہ کے علمبردار کسی وقت قبروں پر سجدہ کریں گے۔ اپنے بزرگوں کے مقامات کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں گے، انسانوں کو عالم الغیب قرار دیں گے اور ان کو حاضر ناظر جانیں گے ۔۔۔۔۔ یقیناً اگر آج رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاکر دیکھتے تو ان لوگوں کو مسلمان نہ خیال فرماتے، بلکہ کسی اور مشرکانہ دین کے پیرو خیال کرتے۔

(دعوۃ الامیر مصنفہ مرزا بشیر محمود، مطبوعہ قادیان، ص۱۳۲، سطر ۷ وغیرہ)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کے متعلق دیوبندیوں کا فیصلہ

کسی ولی نبی کو، جن و فرشتے کو پیر و شہید کو، امام و امام زادے کو بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کرلیں اور جو کوئی کسی نبی یا ولی کو جن و فرشتے کو امام و امام زادے کو، پیر و شہید کو یا نجومی و رمال کو یا جفار اور فال دیکھنے والے کو یا برہمن رشی کو یا بھوت اور پری کو ایسا جانے اور اس کے حق میں یہ عقیدہ رکھے، سو وہ مشرک ہوجاتا ہے۔

(تقویۃ الایمان ص۲۴، سطر ۱۷)

مرزائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد ہزاروں نبی پیدا ہو سکتے ہیں

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک ہزار نبی پیدا ہو سکتا ہے۔

(ایک غلطی کا ازالہ مرزا غلام احمد ص۳)

نیز خود کہتا ہے۔ ع

آدم نیز احمد مختار

(در ثمین مرزا قادیانی ج ا ص۱۰)

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کروڑوں نبی پیدا ہو سکتے ہیں

(۱) اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ اُن میں ایک حکم کُن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتہ جبریل اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔ (تقویۃ الایمان ص۳۵)

(۲) وجود مثل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ممکن ہے۔

(الجرح علی ابی حنیفہ مصنفہ اسماعیل دہلوی ص۱۵ سطر ۶)

مرزائیوں کا عقیدہ ہے کہ عیسےٰ علیہ السلام اب دوبارہ آسمان سے نازل نہیں ہوں گے

یہ امر ثابت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔

(دعوت الامیر مصنفہ مرزا بشیر الدین ص۲۳، سطر ا)

دیوبندیوں کا فیصلہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ نازل ہونے کا عقیدہ غلط ہے

علامہ سید جمال الدین افغانی، علامہ اقبال اور بہت سے دوسرے مفکرین کا مذہب تو یہ ہے کہ اب آسمان سے کوئی مہدی یا مسیح نازل نہ ہوگا۔ کیونکہ اسلامی معاشرہ کی بنیاد مجوسیوں اور اسرائیلیوں کی طرح تسلسل نبوت پر قائم نہیں ہے۔ اس نظریہ کے برعکس جو روایات اسلامی کتب میں داخل ہو گئی ہیں۔ وہ عجمیت اور مجوسیت کے زیر اثر بعض سیاسی اغراض کی بنیاد پر بعد میں وضع کر لی گئی ہیں۔

(بیان مولوی اختر علی دیوبندی احراری ایڈیٹر اخبار زمیندار درج شدہ اخبار زمیندار ختم نبوت نمبر ۲۰ جولائی ۱۹۵۲ء ص۳)

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے حاضر ناظر ہونے کے متعلق مرزائیوں کا عقیدہ

کوئی کہتا ہے کہ مجلس مولود میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بذات خود تشریف لاتے ہیں۔ غرض عجیب عجیب قسم کے خرافات اپنے ذہنوں میں ڈال رکھے ہیں۔

(تفسیر القرآن درس حکیم نور الدین مرزائی مطبوعہ قادیان ج ۱ صہ ۱۲۷ سطر ۲۳)

میلاد شریف و حاضر ناظر کے متعلق دیوبندیوں کا عقیدہ

مجلس مولود مروّج خود بدعت ہے اور اس میں قیام کو سنت مؤکدہ جاننا بھی بدعت ضلالہ ہے۔ اور فخر عالم علیہ السلام کو مجلس مولود میں حاضر جاننا بھی غیر ثابت ہے۔

(فتاوٰی رشیدیہ ج ۱ صہ ۸۴، مطبوعہ دہلی سطر ۱۴)

بزرگوں کی نیاز کے بکرے کے متعلق مرزائیوں کا فتوٰی

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دیوی یا شیخ سدو اور ایسے ہی ناموں پر جو بکرے اور اشیاء دی جاتی ہیں وہ بالکل حرام ہیں۔ (تفسیر القرآن درس حکیم نور الدین مرزائی مطبوعہ قادیان ج ۲ صہ ۱۲ سطر آخر)

بزرگوں کی نیاز کے متعلق دیوبندیوں کا فتوٰے

کسی مخلوق کے نام پر کوئی جانور مشہور کیا گیا کہ یہ گائے سیّد احمد کبیر کی ہے، یا یہ بکرا شیخ سدو کا ہے سو وہ حرام ہو جاتا ہے۔ (تقویۃ الایمان صہ ۴۶، سطر ۵، فتاوٰی رشیدیہ)

وظیفہ یا شیخ عبد القادر جیلانی کے بارے میں مرزائیوں کا فتوٰے

کیا حضرت نبی کریم یا قرآن شریف میں ان نمازوں کا دبدعات کا کہیں پتہ لگتا ہے۔ اسی طرح یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کہنا۔ کیا اس کا ثبوت کہیں قرآن میں ملتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پھر یہ وظیفہ کس نے بتایا؟

(پیغام صلح" لاہور بابت ۱۱ فروری ۱۹۵۲ء)

وظیفہ یا شیخ عبد القادر جیلانی کے بارے میں دیوبندیوں کا فتوٰے

(۱) یا شیخ عبد القادر، اور یا علی پڑھنے والے کافر ہیں۔ (ملخصاً تقویۃ الایمان صہ ۲۹، سطر ۲ وغیرہ)

(۲) ورد وکرنا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ وغیرہ حرام ہے۔
(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۳۹، سطر ۱)

اہل بیت نبوت کے بارے میں مرزائیوں کی بداعتقادی

کربلائے است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم
(درثمین غلام احمد قادیانی ج ا ص ۱۷۱، سطر)

اہل بیت نبوت کے بارے میں دیوبندیوں کی بداعتقادی

محرم میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا صحیح صحیح بیان کرنا حرام ہے اور سبیلیں لگانا، شربت پلانا بھی حرام ہے۔ (ملخصاً فتاویٰ رشیدیہ ج ۳ ص ۱۱۳)

یاجوج ماجوج انگریز ہی ہیں

یاجوج کی پوری تفصیل آگے ذکر کی جاوے گی اور معلوم ہوتا ہے کہ کافر اور انگریز مراد ہیں۔ (بلغۃ الحیران ص ۲۰۵، سطر ۴)

دیوبندیوں کا توہین آلِ نبی علیہ السلام کے متعلق خطرناک اقدام

مرزائیوں کی گستاخی

ایک دن میں جب عشاء کی نماز سے فارغ ہوا تو اس وقت نہ تو مجھ پر نیند طاری تھی اور نہ ہی کوئی بے ہوشی کے آثار تھے بلکہ بیداری کے عالم میں تھا۔ اچانک سامنے سے آواز آئی، آواز کے ساتھ دروازہ کھٹکھٹانے لگا۔ تھوڑی دیر میں دیکھتا ہوں کہ دروازہ کھٹکھٹانے والے جلدی جلدی میرے قریب آرہے ہیں۔ بیشک یہ پنجتن پاک تھے۔ یعنی علی ساتھ اپنے بیٹوں کے اور دیکھتا ہوں کہ فاطمۃ الزہراء نے میرا سر اپنی ران میں رکھ لیا اور میری طرف گھور گھور کر دیکھنا شروع کیا (معاذ اللہ)
(آئینہ کمالات اسلام مرزا قادیانی ص ۴۷۳)

دیوبندیوں کی گستاخی

ان حضرات (اکابرین دیوبند) کی تو ہر بات میں کشش ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ ہم ایک دفعہ بیمار ہو گئے ہم کو مرنے سے بہت ڈر لگتا ہے۔ ہم نے خواب میں حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو دیکھا۔ انہوں نے ہم کو اپنے سینے سے چمٹا لیا۔ ہم

اچھے ہو گئے (معاذ اللہ) (افاضات الیومیہ تھانوی ج ۶ ص ۳۷، سطر ۸)

نوٹ:۔ مسلمانو! ان ہر دو دشمنانِ اسلام کی ناپاک جرأتیں تو دیکھو کہ قادیانی نے حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی کس قدر توہین کی اور تھانوی تو اس جگر گوشہ رسول کے مبارک سینہ تک کی توہین کرنے کی جرأت کر گیا۔ (اعاذنا اللہ تعالیٰ من خرافاتہم) یہ دیوبندی تو توہین اہل بیت کرام میں اپنے اسلاف مرزائیوں سے بھی نمبر لے گئے۔

دیوبندیوں کا عقیدہ امداد از اولیاء اللہ کے متعلق

امداد مانگنا شرک ہے۔
(تقویۃ الایمان وجواہر القرآن ص ۶۷)

مرزائی نظریہ

بے وقوف کہا کرتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نبی ولی جسم سے الگ ہو کر بعد از وفات بطریق اولیٰ ہماری مدد کر سکتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان، ۱۲ راگست ۱۹۰۹ء)

اوراد و وظائف پڑھنے والے اولیاء اللہ مشائخ کرام کے بارے مرزائیوں کا بیان

وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ پس وہ لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑتے ہیں اور اپنے قیاسی خیالات اور اختراعات سے بطریق عبادت وضع کرتے ہیں، وہ یقیناً اس گمراہی کے نیچے ہیں۔ اس زمانہ میں یہ فتنہ تو کچھ تو مختلف سجادہ نشینوں اور سلسلوں نے اوراد و وظائف کے رنگ میں پھیلایا ہے۔ (تفسیر القرآن درس حکیم نورالدین پارہ سیقول، ص ۱۲۲ مطبوعہ قادیان)

مشائخ کے سلسلوں اور وظائف کے بارے دیوبندیوں وہابیوں کا بیان

یہ راہبانہ جاہلیت انسانی جماعت کے نیک اور پاک باز افراد کو دنیا کے کاروبار سے ہٹا کر گوشہ عزلت میں لے جاتی ہے۔ اس ذہنیت نے انبیاء کی امتوں میں سے ایک گروہ کو مراقبہ و مکاشفہ، چلہ کشی و ریاضت اور اوراد و وظائف احزاب اعمال سیر مقامات اور حقیقت کی فلسفیانہ تعبیروں کے چکر میں ڈال دیا۔

(تجدید واحیائے دین مودودی ص ۱۶، سطر ۱، مطبوعہ پٹھان کوٹ)

غیر نبی نبیوں سے بڑھ سکتا ہے، دیوبندی عقیدہ

انبیاء اگر اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل، اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ (تحذیر الناس مصنفہ بانی دیوبند ص ۵، سطر ۱)

مرزائی عقیدہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے حتیٰ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ سکتا ہے۔ (الفضل قادیان ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

مرزائی خدا تعالیٰ غلطی و بیوقوفی کرسکتا ہے۔

(حقیقۃ الوحی ص ۱۰۳)

دیوبندی خدا تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے، بیوقوفی کرسکتا ہے۔

(جہد المقل صدر دیوبند محمود حسن ص ۸۳ وغیرہ)

مرزائی غلام احمد قادیانی عیسیٰ علیہ السلام سے زیادہ قوت والا ہے۔

(ازالہ اوہام ص ۳)

دیوبندی رشید احمد گنگوہی ابن مریم علیہ السلام سے زیادہ قوت والا ہے۔

(مرثیہ محمود حسن صدر دیوبند ص ۳۳)

مرزائی سو حسین علیہ السلام غلام احمد کے گریبان میں۔

(درثمین قادیانی ج ۱ ص ۱۷)

دیوبندی امام حسین کا ذکر کرنا اور سبیل لگانا حرام ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۳ ص ۱۱۳)

مرزائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرچکے ہیں، اب نہیں آئیں گے۔

(ازالہ اوہام)

دیوبندی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب ہرگز نہیں آئیں گے

(بیان مولوی اختر علی اخبار زمیندار لاہور ۲۴ ذی قعدہ ۱۳۱۷ھ)

مرزائی عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی معجزہ نہیں۔

(ازالہ اوہام ص ۱۲۸)

دیوبندی جادوگروں کے کمالات نبیوں سے بڑھ سکتے ہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۳ ص ۳۵)

نوٹ:۔ دیوبندی و مرزائی اتحاد کا محض اجمالی خاکہ ہے۔ تفصیل کے لیے دفتر بھی ناکافی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسے خطرناک عقاید سے محفوظ رکھے۔ اگر دیوبندی حضرات ضد نہ کریں تو:

شاید وہ آج میری اک مان جائیں گے ایمان کی کہوں گا تو ایمان لائیں گے

مرزائی اور دیوبندی دونوں جماعتیں حضور ﷺ کے حاضر ناظر ہونے کی منکر ہیں مگر

۱۹۶۵ء میں پاکستان و ہندوستان کی جنگ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصرف و امداد و حاضر ناظر ہونے کا دیوبندیوں کو بھی قائل ہونا پڑا۔

دیوبندی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکتا لہٰذا جو نبیوں، ولیوں کی امداد کا قائل ہو اور ان کی ارواح کو حاضر ناظر مانے وہ مشرک کافر ہے مگر خدا تعالیٰ کی شان دیکھو کہ اس نے اپنے محبوبوں کے خداداد تصرفات و روحانی امداد کا خود انہیں منکرین سے اعلان کرا کر ان کے اپنے ہاتھوں سے ان کی ناک کٹوائی چنانچہ ۵ ستمبر ۱۹۶۵ء سے پاکستان و ہندوستان کی مشہور جنگ شروع ہوئی جس میں بفضل خدا و رسول جل شانہ وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالآخر پاکستان کو کامیابی اور فتح ہوئی اسی جنگ کے دوران مدینہ طیبہ کے لوگوں نے حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بمصداق عزیز علیہ ما عنتم محاذ جنگ میں خود تشریف لا کر اور حاضر ناظر ہو کر اپنی پیاری امت کی امداد فرمانا اور کافر دشمن کی کثیر فوج کے مقابلہ میں مٹھی بھر مسلمانوں کو فتح و کامرانی سے نوازنے کے جو مشاہدے کئے گئے مولوی محمود الحسن دیوبندی کے بھانجے مولوی انعام کریم نے جو کہ مدینہ شریف میں مدرسۃ العلوم الشرعیہ میں نجدیوں کی طرف سے لائبریری کا نگران ہے اس نے اپنے ایک خط میں جو اس نے اپنے ایک دوست نور محمد بٹ ساکن کراچی کو لکھا اور اخبار حریت کراچی نے اس کا فوٹو اپنی اشاعت ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۵ء مطابق ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ بروز اتوار میں چھاپا۔ اور دیوبندیوں کے مشہور مولوی مفتی محمد شفیع ساکن کراچی نے بھی اپنے مدرسہ دار العلوم کی شہرت کے لیے مدرسہ کی طرف سے اس کے فوٹو شائع کئے جو کہ ہمارے پاس موجود ہیں وہ خط ہم بعینہٖ بصورتہٖ و بلفظہٖ نقل کر رہے ہیں اس کی مندرجہ ذیل صورت مع الفاظ مولوی محمد شفیع دیوبندی مندرجہ ذیل ہے۔ یہ بلاک کراچی میں دیوبندیوں کی طرف سے پوسٹ کارڈ سائز پر سبز رنگ میں چھاپا گیا ہے اور سارے پاکستان میں مفت شائع کیا گیا ہے۔ مکمل الفاظ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہوں:۔

۷۸۶
مدرسۃ العلوم الشرعیۃ
مدینۃ المنورۃ

۷۸۶

۲۳ ستمبر ۶۵ء یوم پنجشنبہ
۲۸ جمادی الاول ۸۵ھ

محترم المقام جناب قبلہ الحاج حضرت المکرم بٹ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بندہ الحمدللہ بخیریت تمام دوشنبہ کو مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ حاضر ہوگیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے اور جس قدر بھی زیادہ سے زیادہ
اسکی جناب میں شکر کیا جائے کم ہے اس مالک حقیقی نے اپنی گنہگار نابکار کو اپنی نعمتوں سے نوازا۔ پہنچنے کی اطلاع بذریعہ تار جمعہ کو دی تھی
جو کہ غالباً سنیچر کو صبح مل گیا ہوگا ایک خط بھی لکھ دیا تھا خدا کرے آپ حضرات مع الخیر ہوں۔ کرم فرما کر خیریت مزاج اور دیگر احباب کی
خیریت سے مطلع فرمائیں تاکہ اطمینان ہو۔ خبریں سننے کا کوئی خاص اہتمام نہیں رہا ادھر ادھر سے سن لیتا ہوں آج صبح غالباً صلح کی گفتگو ہو رہی تھی
اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو پوری پوری فتح و نصرت عطا فرمادے آمین۔ مکہ مکرمہ میں بھی اور یہاں مدینہ منورہ میں بھی بعد نماز عشاء بہت اہتمام سے
دعائیں ہوتی ہیں ایک ایک گھنٹہ دعاؤں میں لگ جاتا ہے لیکن الحمدللہ ثم الحمدللہ جملہ حضرات عرب و عجم سب ہی لوگ دل سے گڑگڑا کر
دعا کر رہے ہیں طبیعت نہیں اکتاتی انشاء اللہ بہتری اور نصرت کی امید قوی ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمالیں۔ آمین ثم آمین

یہاں پر جس روز لاہور پر حملہ ہوا اسی شب میں ایک دو حضرات نے خواب میں دیکھا کہ حرم شریف میں مجمع کثیر ہے اور
روضہ اقدس سے جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بہت عجلت میں تشریف فرما ہوئے اور ایک بہت خوبصورت تیز رفتار
گھوڑے پر سوار ہو کر باب السلام سے تشریف لیجانے لگے بعض حضرات نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسقدر جلدی
اس گھوڑے پر کہاں تشریف لیجا رہے ہیں فرمایا پاکستان میں جہاد کیلئے اور ایکدم برق کی مانند بلکہ اس سے بھی کہیں تیز رفتار
روانہ ہوگئے پیچھے پیچھے مواجہہ شریف سے ہی پانچ حضرات اور اسی راستہ سے ایک موٹر میں سوار ہو کر ہوائی جہاز کی طرح پرواز کر گئے
اور بھی بہت سے خواب اسی اثنا میں اللہ کے نیک بندوں نے دیکھے ہیں دعا فرمائیے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ثابت قدم رکھے اور بطفیل
جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فتح اور عزت عطا فرمائے آمین

۱۴
باب چہاردہم

باب چہاردہم

رفض دیوبندیت کے بھیس میں

دیوبندیت شیعیت و رافضیت کے نقش قدم پر

صحابۂ کرام کو کافر کہنے کے متعلق شیعوں کا عقیدہ

ابو بکر اور عمر نے غدیر کے روز مصافحہ کیا پھر علی کو سلام کیا، پھر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا سے چلے گئے تو وہ کافر ہو گئے۔

(صافی شرح اصول کافی ج ۳، ج ۲ ص ۹۸ مطبوعہ نول کشور)

صحابۂ کرام کو کافر کہنے والے کے متعلق دیوبندیوں کا عقیدہ

سوال:- صحابۂ کرام کو مردود و ملعون کہنے والا ۔ ۔ ۔ ۔ اپنے اس کبیرہ کے سبب سے سنت وجماعت سے خارج ہو جاوے گا یا نہیں

جواب:- وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت وجماعت سے خارج نہ ہوگا۔

(رشید محمود گنگوہی ملخص فتاوے رشیدیہ ج ۲ ص ۱۴۱، ص ۱۴۱)

شیعوں کا محرم میں تعزیہ نکالنا

شیعوں کا یہ مشہور فعل ہے، حوالہ دینے کی ضرورت نہیں۔

(مؤلف)

دیوبندیوں کا تعزیہ نکالنے کا فتوے

(۱) میں ایک مجمع کے ساتھ ان کی تبلیغ کے لئے وہاں گیا تھا۔ ادھار سنگھ سے بھی اس کا ذکر آیا تو اس نے جواب میں کہا کہ ہم آریہ کس طرح ہو سکتے ہیں ہمارے یہاں تو تعزیہ بنتا ہے۔ میں نے کہا تعزیہ بنانا مت چھوڑنا۔

(افاضات الیومیہ اشرف علی تھانوی ج ۲ ص ۵ سطر ۹)

(۲) اس نے کہا کہ میرے یہاں تعزیہ بنتا ہے۔ پھر ہم ہندو کاہے کو ہونے لگے میں نے اس کو تعزیہ بنانے کی اجازت دے دی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور میری اس اجازت کا ماخذ ایک دوسرے واقعہ ہے کہ اجمیر میں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اہل تعزیہ کی نصرت کا فتوے دے دیا تھا۔

(افاضات الیومیہ اشرف علی تھانوی ج ۲ ص ۱۸۴ سطر ۱)

بعد سنیت کی ڈگری کردی جائے سنی علماء پر۔ اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔

رسالہ "چراغ سنّت" دیوبندی قصور کی دھوکہ منڈی کا دیوالہ

رسالہ "چراغ سنت" کی کذب بیانیوں اور افتراء پردازیوں کا اگر مکمل تعاقب کیا جائے تو اس کے سینکڑوں جھوٹ اور دروغ گوئی کے مجموعے کو تار تار کیا جا سکتا ہے۔ مگر اس کے لیے ایک مستقل دفتر درکار ہے یہاں چند نمونے ملاحظہ کر لیجئے اور کہ

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

ارشاد ہوتا ہے کہ:-

"مولوی محمد عمر صاحب نے ایک رسالہ بنام مقیاس حنفیت شائع کیا جس میں غیر مشہور بلکہ گم نام اور نایاب کتابوں کے حوالے دیے گئے۔ (چراغ سنت ص۳)

مؤلف چراغ سنت نے اپنا نام تحریر نہیں فرمایا۔ ورنہ ہم ضرور سمجھ جاتے کہ یہ صاحب کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیا آپ یہ تو نہیں؟ مقیاس حنفیت کو ناظرین ملاحظہ فرمالیں۔ اس میں کس کے حوالے ہیں۔ قرآن مجید، حدیث شریف، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابوداؤد، بیہقی، دارقطنی وغیرہا۔ کیا دیوبندیوں کے ہاں یہ سب کچھ گمنام بلکہ نایاب ہے، ضرور ہوگا۔ کیونکہ کتاب وسنت تو مسلمانوں کے ہاں ہی موجود ہیں۔ اُمت دیوبندیہ کے پاس تو "تقویۃ الایمان"، "حفظ الایمان"، "براہین قاطعہ" اور "تحذیر الناس" کے سوا کچھ بھی نہیں۔ ارے ظالم کیا کتاب کھول کر بھی دیکھی تھی؟ نظر بداندیش کے سامنے سے کیا وہ "المؤمنون" "نساء" "آل عمران" کے موٹے موٹے لفظ بھی گم ہوگئے ؎

زمین کیا آسماں بھی تیری کج بینی پہ روتا ہے
غضب ہے سطر قرآں کو چلیپا کر دیا تو نے

پھر ارشاد ہوتا ہے کہ بریلوی اولیاء اللہ کو خدا سے ملا کر کافر مشرک ہو رہے ہیں۔ چنانچہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ غیب دانی ان کے اختیار میں دے رکھی گئی ہے۔ جب چاہیں غیب کی بات معلوم کر سکتے ہیں۔"

(چراغ سنت ص۱۱)

یعنی ایسا اعتقاد رکھنا کہ اولیاء اللہ غیب کی بات دریافت کر لیتے ہیں یہ بریلویت ہے، کفر ہے، شرک ہے۔ چراغ سنت دیوبند کی ظلمت میں بھٹک کر دنیا کو کافر بدعتی کہنے والے مولوی صاحب ادھر بھی نظر

کرم کریں کہ امت دیوبند کے مرشد اعظم کیا بن رہے ہیں؟

حاجی امداد اللہ صاحب پر تو رحم کیجئے وہ فرما رہے ہیں:۔

لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء اولیاء کو نہیں ہوتا، میں کہتا ہوں اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں، دریافت و ادراک غیبات کا ان کو ہوتا ہے۔ الخ

(شمائم امدادیہ ص۱۱۵، سطر۸ مطبوعہ قومی پریس لکھنؤ)

کیوں حضرات! کیا یہ کتاب بھی نایاب ہے۔ اگر بار خاطر نہ ہو تو، ہمارے پاس موجود ہے، ہاں تو فرمائیے کہ کیا حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی بریلوی تھے، مشرک تھے، کافر تھے۔

مولوی صاحب! تھوڑی دیر کے لیے اپنی ہی ستم کاری کا جائزہ لے لیجئے۔ آپ کی ایسی ناپاک حرکت کہ اپنے مرشد کو بھی کافر بنا دیا، اپنے منہ میاں مٹھو بننے والے ؎

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا

اور کیا حاجی امداد اللہ صاحب کی روح یہ نہ پکار رہی ہوگی ؎

نہیں منت کش تاب شنیدن داستاں میری
خموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری

ہاں تو پھر ارشاد ہوتا ہے کہ:۔

"شیعہ اور بریلوی کا ایسا سمجھوتہ ہے کہ من تو شدم تو من شدی الخ۔

(چراغ سنت ص۲۰۷)

نذر بدور مولوی صاحب نے چار ورق اس مضمون گھڑنے کی مشقت میں تیار فرمائے کہ شیعہ بریلوی متحد ہیں۔ مگر خدا کی شان دیکھئے۔ حقیقت آخر حقیقت ہے اور اندر کی چیز باہر آکر ہی رہتی ہے مؤلف چراغ سنت خود تو بریلویوں کو شیعت کا حامی بنانے کی تکلیف فرما رہے تھے۔ مگر خود ہی لکھ گئے کہ:

حال ہی میں ایک قرارداد جو اہل سنت کے مختلف فرقوں کے پیشواؤں نے اہل شیعہ کی شمولیت پاس کی ہے۔۔۔۔۔۔ اکابر کا یہ جذبہ قابل قدر ہے۔ (چراغ سنت ص۸)

کیوں حضرت! آپ نے تو بڑی مکاری کی تھی، مگر دیکھا، کہ ؎

تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں ؎

جو ہے پردوں میں چشم بینا دیکھ لیتی ہے
زمانے کی طبیعت کا تقاضا دیکھ لیتی ہے

شیعہ کی شمولیت و آمیزش اور اتحاد کو بہت ہی قابل قدر جذبہ تو آپ فرما رہے ہیں۔ اور شیعیت کی ڈگری سنی علماء پر یہ چوری اور سینہ زوری کیا آپ نے یہ الفاظ اپنے دیوتاؤں کو راضی کرنے کے لیے تو تحریر نہیں فرمائے اور کیا حضرت والا کو معلوم نہیں کہ جب حکیم الامت دیوبندیہ انگریزی تنخواہ کے اشارے پر اور روافض کی نمک حلالی میں رافضیوں سے سنیہ عورت کے نکاح کا فتوےٰ جواز دے کر سنیت کو "رکابی" کی نذر کر چکے تھے ؎

ہے اس زمانہ میں اچھا اگر کوئی مذہب
تو ہے وہ جسے قرباں کریں "رکابی" پر

تو اس وقت آپ کی "روزی و چندہ" میں بھنگ ڈالنے والے اہلسنت کے پیشوا فرما رہے ہیں:

بالجملہ ان رافضیوں تبرائیوں کے باب میں حکم قطعی اجماعی یہ ہے کہ وہ علی العموم کفار و مرتدین ہیں ان کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے۔" (رد الرفضہ اعلیٰ حضرت بریلوی ص۱)

تو فرمائیے کہ شیعہ و رافضیوں کے حامی دیوبندی ہوئے یا سنی علماء، میرے خیال میں اگر ذرہ برابر بھی آپ میں حیا ہے تو ایسا افتراء گھڑتے میں آپ خود ہی اپنے آپ کو جھوٹا تصور فرماتے ہوں گے۔

حضرت بتائیے تو سہی کہ کیا علمائے اہلسنت نے بھی کبھی رافضیوں کے ساتھ عقد کے فتوے دیے تھے۔ بلکہ اس کے برعکس شیعہ دیوبندیت کا بالکل اتحاد ثابت ہوا ؎

ہم نے تو سمجھا تھا کہ خلوت میں وہ تنہا ہوں گے
جھک کے پردہ جو اٹھایا تو قیامت دیکھی

دیوبندیوں کی سینہ کوبی

حال ہی ۱۹۶۸ء میں کچھ لوگ صدر پاکستان محمد ایوب خان کے خلاف جلسے و جلوس و نعرے لگانے میں مصروف ہیں۔ ہر ایک کو کوئی نہ کوئی غرض درپیش ہے مگر دیوبندی ملاؤں کو یہ تکلیف ہے کہ محمد ایوب خاں کے دور میں دیوبندیت و وہابیت کو فروغ نہیں ملا۔ اور مذہبی کمیٹیوں میں دیوبندی کو نمائندگی نہیں ملی وغیرہ وغیرہ۔ بنابریں ان جلوسوں میں دیوبندیوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ بے پردہ نوجوان دوشیزاؤں کے بدوش صلحائے دیوبند نے جلوس نکالے اور نکلوائے اور روافض کی سنت پر عمل کر کے سینہ کوبی بھی فرمائی۔ فرق یہ ہے کہ روافض اماموں کا ماتم کر کے سینہ کوبی کرتے ہیں دیوبندیوں نے مسٹر محمد ایوب کا ماتم کر کے سینہ کوبی کی۔ روزنامہ

کوہستان ملتان کی خبر ملاحظہ ہو:۔

لاہور میں نیشنل عوامی پارٹی پیپلز پارٹی اور جمعیۃ علمائے اسلام کے کارکنوں کا جلوس (مظاہرین نے سینہ کوبی کی)

سب سے بڑے جلوس کی قیادت مسٹر جے۔ اے رحیم قائم مقام چیرمین پیپلز پارٹی میاں محمود علی قصوری صدر مغربی پاکستان، نیشنل عوامی پارٹی اور مولانا محمد اجمل جمعیۃ علمائے اسلام نے کی۔ یہ جلوس چوک رنگ محل سے شروع ہوا اور سنہری مسجد بازار کشمیری بازار مسجد وزیر خاں بازار دہلی گیٹ اور سرکلر روڈ پر سینہ کوبی کرتا ہوا گزرا۔

(کوہستان ملتان۔ جمعۃ المبارک ۲۹ نومبر ۱۹۶۸ء
۸ رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ)

۱۵
باب پانزدهم

باب ۱۵ پانزدہم

کافرساز ملا۔ دیوبند کفر کی مشین

بات کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو

تمام عالم اسلام پر دیوبندی علماء کی کفربازی اور ان کے ناپاک فتوے

دیوبند کے تکفیری فتنہ نے عالم اسلام کو جس تباہی اور بربادی کے گھاٹ اتارا ہے۔ اس کی نظیر کسی بھی اسلام کا دعوے کرنے والے فرقہ میں ملنا مشکل ہے۔ دیوبند کے کارخانہ کفربازی کے بڑے بڑے شیخ المحدثین اور علماء گنگوہی و تھانوی وغیرہ کے اذناب شیخ التکفیر مولویوں کے پاس مسلمانوں کو بدعتی، مشرک اور کافر کہنے کے سوا کوئی شئے نہیں ہے اور جب کبھی بھی سُنّی عالم نے دیوبندی شیخ الحدیثوں کے شر انگیز فتوؤں کا نوٹس لیا تو دیوبندیوں نے الٹا اس عالم کو فسادی، شرارتی، بدعتی، مشرک اور کافر کہہ کر اپنے نازیبا کردار پر قسم قسم کے نقاب ڈالنے کی کوشش کی، حالانکہ کفربازی کے علم بردار صرف علمائے دیوبند ہیں اور جس قدر بھی مذہبی فتنے ملک ہندوستان میں رونما ہوئے۔ یہ سب دارالعلوم دیوبند کے کارخانہ تکفیر کی تیار شدہ مشینری ہے حتیٰ کہ بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک زمانے سے لے کر آج تک کوئی مسلمان بھی دیوبندیوں کے کفر کے نشانہ سے نہیں بچ سکا۔ دیوبندیوں کے عقیدہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین، ائمہ اربعہ اہل سنت وجماعت اولیائے کرام بزرگان دین سب کے سب مشرک وکافر تھے اور ان کے نزدیک گنگوہی و تھانوی صاحبان اور ان کے دو چار ہم مشربوں کے سوا دنیا بھر میں کوئی مسلمان نہیں ہے۔ دیوبندیہ کے اس ناپاک کردار کے چند فیصلہ کن فتوے ملاحظہ ہوں۔

دیوبندیوں کے نزدیک آنحضرت کا علم کلی، آپ کو

حاضر ناظر ماننے والے اور نبیوں سے مدد مانگنے والے سب مسلمان تمام صلحا و اولیاء معاذ اللہ کافر ہیں

دیوبندی فرقہ کے سب سے بڑے آنجہانی پیشوا مولوی رشید احمد گنگوھی کا فتوے

جب انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں تو یا رسول اللہ بھی کہنا ناجائز ہوگا۔ اگر یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے۔

(فتاوی رشیدیہ ج ۳، ص ۹)

دیوبندی فرقہ کے ایک مولوی جالندھری ثم ملتانی کا وضاحتی بیان

استفتاء:۔ ہمارے رشتہ داروں میں ایک شخص نے میری لڑکی کا اپنے لڑکے کے لیے رشتہ طلب کیا ہے۔ اس کا لڑکا دیوبندی عقاید کو نہیں مانتا اور عرسوں پر جاتا ہے اور صبح سویرے یا رسول اللہ بلند آواز سے پڑھتا ہے ..... حضور ارشاد فرماویں کہ آیا صحیح العقیدہ دیوبندی عقیدہ کی لڑکی کا نکاح غیر دیوبندی شخص سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ مخدومی سلمہٗ! بعد سلام مسنون آنکہ جس لڑکے کے رشتہ کے متعلق دریافت کیا گیا ہے، وہ بریلوی عقاید کا معلوم ہوتا ہے۔ اکثر بریلویوں کے عقیدے آج کل ایمان کی حدود سے نکل چکے ہیں۔ جیسے علم غیب فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قائل ہونا۔ حضور صلعم کو ہر جگہ حاضر ناظر اعتقاد کرنا، غیر اللہ سے مدد مانگنا وغیرہ وغیرہ ایسے عقاید رکھنے والے شخص سے صحیح العقیدہ لڑکی صالحہ کا نکاح جائز نہیں، الخ۔

(احقر خیر محمد عفا اللہ عنہ، مہتمم مدرسہ عربی خیر المدارس ملتان ۷ شوال ۱۳۷۳ھ)

(یہ فتوے قلمی بندہ کے پاس محفوظ ہے)

نوٹ:۔ گنگوہی فتوے سے واضح ہے کہ نعوذ باللہ جو شخص یا رسول اللہ پڑھے اور مصیبت کے وقت حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یا رسول اللہ یا محمد عرض کر کے یاد کرے وہ کافر ہے اور ملاں خیر محمد نے سنیوں پر محض اس علت کی بنا پر دائر کیا ہے کہ سنی مشائخ و علماء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے

بعطائے الٰہی علم غیب کلی ماننے ہیں اور دوسری علت ان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر اعتقاد کرنا اور تیسری علت غیر اللہ انبیاء اور اولیاء اللہ سے امداد مانگنا ہے اور یہ قانون ہے کہ حکم علت پر دائر رہتا ہے جہاں وہ علت پائی جائے گی وہاں حکم عائد ہو جائے گا یعنی جس شخص نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیب کلی اعتقاد رکھا اور جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر سمجھا اور جس نے غیر اللہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمہم اللہ کو پکارا تو دیوبندی مذہب کی رو سے وہ بے ایمان اور کافر ہوگا۔ اب چونکہ یہ عقائد علم غیب کلی، حاضر و ناظر اور انبیاء اور اولیاء سے مدد کے عقیدے اہلسنت نے تو کوئی ایجاد کئے ہی نہیں۔ بلکہ سنی علماء تو سلف صالحین خاصان حق کے تابع ہیں۔ یہ عقائد تمام اہل اسلام کے عقائد ہیں تو جب اہل سنت ان عقائد کی وجہ سے کافر ٹھہرے تو سنیوں کے پیشوا حضرات انبیاء علیہم السلام و صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور تمام اولیائے کرام ائمہ اسلام اور جمیع امت محمدیہ کے لوگ دیوبندیہ کے نزدیک کافر ہوں گے۔ اب دیکھیے کہ دیوبندی کفر بازوں کا یہ ناپاک فتوے کہاں تک پہنچتا ہے اور دیوبندی علماء کن کن پاک ہستیوں کی تکفیر کرتے ہیں بلکہ ان نام نہاد علماء نے تو اپنی تکفیر سے اللہ تعالیٰ کو بھی نہیں چھوڑا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب کلی و حاضر و ناظر ماننے والے اور غیر اللہ سے مدد مانگنے والے محبوبان بارگاہ الٰہی کے ارشادات اور دیوبندیوں کی کفر بازی خدا تعالیٰ جل شانہٗ دیوبندی فتوائے کفر کی زد میں

بقول اشرف علی تھانوی خود خدا تعالیٰ نے غیر اللہ سے مدد طلب فرمائی

خدا تعالیٰ فرماتا ہے یا ایہا الذین اٰمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم (پ ۲۶ سورۃ محمد رکوع ۱) ترجمہ:۔ اے ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔
(ترجمہ مولوی اشرف علی دیوبندی)

اس آیت پاک کا صحیح ترجمہ کیا ہے۔ یہاں اس سے ہمیں بحث نہیں۔ ہم تو یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ دیوبندیوں کے نزدیک کسی بھی غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے، تو معاذ اللہ رب العزت بھی بوجہ بندوں سے نصرت مانگنے کے دیوبندیوں کے نزدیک اس فتوے سے نہ بچا، کیونکہ غیر اللہ سے طلب مدد تو یہاں پائی گئی۔ نعوذ باللہ کیا خدا لوگوں کو شرک کی تعلیم دیتا ہے اور جب غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے تو تھانوی صاحب کا ترجمہ مشرکانہ ہوا یا نہ ؟

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی زد میں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے صحابی سے مقدس ارشاد

آپ نے اپنے خادم صحابی حضرت ربیعہ ابن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: فاعنی علی نفسك بكثرة السجود (رواہ مسلم) مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب السجود وفضلہ، فصل اول، ص۸۴، سطر ۱۰)

ترجمہ:۔ گفت آں حضرت چوں سجدے تو در حصول ایں مطلب یاری دہ مراد مدد کن بر نفس خود در حصول مطلب خود را بہ لبسیار کردن سجدہ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شیخ عبد الحق محدث دہلوی ج ا ص۳۹۶، سطر ۶)

نوٹ:۔ دیوبندیوں کا فیصلہ ہے کہ جو بھی کسی غیر اللہ سے مدد مانگے وہ کافر ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی سے یاری طلب فرمائی تو دیوبندی مذہب کے ناپاک فتوے سے تو معاذ اللہ آنحضرت (فداہ روحی) صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہ بچے، کیونکہ غیر اللہ سے طلب مدد تو یہاں بھی پائی گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مدد طلب فرمانا محتاجی کے سبب نہ تھا بلکہ اپنے صحابی کو نجات دینے کے لیے تھا۔

خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے حاضر و ناظر ہونے کا اعلان فرمایا

خزاعہ اور بنی بکر عرب کے دو مشہور قبیلے تھے جن کی اکثر و بیشتر باہمی جنگیں ہوتی رہتی تھیں۔ جب اسلام کا ظہور ہوا اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہجرت فرما کر مدینہ پاک تشریف لائے اور قریش مکہ اور آپ کے درمیان مقابلے شروع ہوئے تو صلح حدیبیہ کے بعد قبیلہ خزاعہ نے حضور کے ساتھ اور بنی بکر نے قریش کے ساتھ معاہدے کر لیے کہ مصیبت کے وقت ایک دوسرے کی مدد کریں گے اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور قریش مکہ کا معاہدہ صلح ان دونوں قبیلوں کو بھی شامل تھا مگر بنی بکر کے نوفل نامی آدمی نے ایک رات حملہ کر کے خزاعہ کے ایک آدمی کو قتل کر دیا اور خزاعہ اور بنی بکر میں جنگ چھڑی تو قریش مکہ نے عہد شکنی کرتے ہوئے بنی بکر کی بھرپور مدد کی اور خزاعہ کا قتل عام شروع کر دیا تو خزاعہ کا عمرو بن سالم اپنے چالیس آدمیوں کو ساتھ لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے مدینہ پاک کو روانہ ہوا تاکہ بنی بکر اور قریش کی عہد شکنی اور جنگ کے متعلق حضور سے امداد حاصل کرے اور ابھی وہ مدینہ پاک سے تین دن کی منزل دور تھا کہ حضور نے فرمایا لبیک لبیک

میں حاضر ہوں ۳ دفعہ۔ حدیث مندرجہ ذیل ہے:۔

حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاضر ہونے کی صریح حدیث

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضو فرماتے ہوئے فرمایا لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ نُصِرْتَ نُصِرْتَ نُصِرْتَ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں تو مدد کیا گیا، تو مدد کیا گیا، تو مدد کیا گیا حضرت میمونہ فرماتی ہیں کہ جب حضور وضو فرما کر باہر تشریف لائے میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کس آدمی سے کلام فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ بنی کعب یعنی خزاعہ کا یہ راجز (امداد کے لیے شعر کہنے والا) مجھ سے فریاد کر رہا ہے اس کے بعد حضور جنگ کی تیاری میں مشغول ہو گئے اور ابھی آپ مدینہ پاک میں ہی تشریف فرما تھے کہ اس لبیک لبیک فرمانے کے بعد تیسرے روز عمرو بن سالمہ جو چالیس آدمی لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے گھر سے نکلا تھا اور حضور نے اس کے گھر سے نکلتے ہی فرمایا تھا کہ فکر نہ کر میں تیرے پاس حاضر ہوں۔ آ پہنچا اور اس عمرو بن سالم نے بارگاہ نبوت میں یہ استغاثہ کے چند شعر بھی پڑھے جن میں سے یہ شعر بھی ہیں ؎

فانصر ھداک اللہ نصراً ابدا
وادع عباد اللہ یاتو مددا

پھر اس کے بعد ۲ رمضان المبارک کو حضور جنگ کے لیے نکلے اور مکہ معظمہ فتح فرما کر واپس تشریف لائے۔ یعنی فتح مکہ کا عظیم مسرت افزا معاملہ اسی عمرو بن سالم کی فریاد سے ظہور پذیر ہوا۔ یہ حدیث شریف امام طبرانی نے اپنی دونوں کتابوں معجم کبیر اور معجم صغیر میں مستقل الگ الگ سندوں سے تخریج فرمائی

(دیکھو معجم صغیر مطبوعہ انصاری دہلی ص۲۰۱ اور مواہب اللدنیہ قسطلانی ذکر فتح مکہ۔ امام زرقانی اپنی کتاب زرقانی شرح مواہب اللدنیہ ج۲ ص۳۹۱ تا ص۳۹۲ میں فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ کلی یا جزوی طور پر اکثر محدثین نے اپنی سندوں کے ساتھ روایت کیا جن میں سے طبرانی کبیر، طبرانی صغیر، تاریخ امام واقدی، سیرۃ محمد ابن اسحاق صاحب المغازی، مسند بزار، مصنف ابن ابی شیبہ، مسند ابن مندہ خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔

اس حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن سالم کی فریاد پر جب کہ وہ ابھی تین دن کی مسافت مدینہ شریف سے دور تھا جو کہ ساٹھ میل کے قریب ہوتی ہے۔ ۳ دفعہ فرمایا لبیک اس کا معنی ہے میں حاضر ہوں۔ غیر مقلدوں کے معتمد مولوی عبداللہ روپڑی نے بھی لبیک کا معنے کیا ہے میں حاضر ہوں۔ دیکھو فتاویٰ ثنائیہ حصہ اول ص۹۸۳، ص۵۰ اور بہشتی زیور تھانوی۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود دعوے فرما رہے ہیں کہ میں دور مقامات پر بھی

حاضر ہوں اتنی دور مسافت پر فرمانا کہ لبیک یعنی اے پکارنے والے گو میں جسمانی طور پر مدینہ شریف میں ہوں مگر فکر نہ کر میں روحانی تصرف کے لحاظ سے تیرے پاس بھی حاضر ہوں مسئلہ حاضر پر بین دلیل ہے اور ناظر ہونے کا کھلا ثبوت ہے۔ وہابی ویسے تو اہلحدیث کہلاتے ہیں مگر جو حدیث ان کے باطل عقیدے کے موافق نہ ہو اسے پوری کوشش سے ضعیف بناتے ہیں کہ اب دیکھیے کہ ان سب کتب حدیث پر کیا حملہ چلاتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناظر ہونے کی صریح حدیث

محدث قسطلانی نے اپنی کتاب مواہب اللدنیہ میں یہ حدیث نقل فرمائی:

اخرج الطبرانی عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ (زرقانی شرح مواہب اللدنیہ ج ۷، ص ۲۰۴)

یعنی محدث طبرانی نے (دلائل النبوت) میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا میرے سامنے ظاہر کر دی اور کھول دی ہے۔ پس میں اس تمام دنیا کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے کو اس طرح دیکھ رہا ہوں، جس طرح کہ میں اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں حضرت امام زرقانی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اشارۃ الی انہ نظر حقیقۃ دفع بہ احتمال انہ ارید بالنظر العلم الخ۔ اس حدیث پاک سے صاف واضح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری کائنات کے ناظر ہیں۔ اب دیکھیے ناظر کا خود دعوے فرمانے پر دیوبندی ملاں خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیا فتوے لگاتے ہیں۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام بھی دیوبندی مولویوں کے فتوائے کفر کی زد میں

حضرت عیسٰی علیہ السلام نے بھی غیر اللہ سے مدد مانگی

فلما احس عیسٰی منھم الکفر قال من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ (پ ۳، سورہ آل عمران، رکوع ۵)

ترجمہ:۔ پس جب دیکھا عیسٰی نے ان سے کفر، کہا کون ہیں مدد دینے والے مجھ کو طرف اللہ کے کہا حواریوں نے کہ ہم ہیں مدد دینے والے اللہ تعالیٰ کے۔

(ترجمہ شاہ رفیع الدین و ترجمہ قرآن مترجم اہلحدیث کراچی)

نوٹ :۔ یہاں حضرت عیسٰی علیہ السلام نے حواریوں سے مدد طلب فرمائی اور حواریوں نے بھی مدد کا اقرار کیا اور دیوبندی مذہب کی رو سے جو غیر اللہ سے مدد مانگے وہ بے ایمان ہے تو دیوبندی مشن میں معاذ اللہ حضرت عیسٰی علیہ السلام اور سب حواری بھی اس ناپاک فتوے سے نہ بچے۔

حضرت ذوالقرنین علیہ السلام بھی دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی زد میں

حضرت ذوالقرنین نے بھی غیر اللہ سے مدد طلب کی | قال ما مکنی فیہ ربی خیر فاعینونی بقوۃ اجعل بینکم وبینھم ردما (سورہ کہف، رکوع ۱۱)

ترجمہ :۔ کہا جو کچھ قدرت دی ہے مجھ کو بیچ اس کے رب میرے نے بہتر ہے۔ پس مدد کرو میری ساتھ قوت کے۔ کر دوں میں درمیان تمہارے اور درمیان اُن کے دیوار موٹی۔

(ترجمہ شاہ رفیع الدین و ترجمہ قرآن مترجم اہلحدیث کراچی)

نوٹ :۔ حضرت ذوالقرنین نے ان لوگوں سے مدد طلب فرمائی تو معاذ اللہ دیوبندیوں کے فتوے سے آپ بھی نہ بچے۔

امیر المؤمنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی زد میں

حضرت صدیق اکبر بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر جگہ حاضر ناظر سمجھتے تھے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں تمام صحابہ کرام نے صدقات حاضر کیے اور حضرت صدیق اکبر نے اپنا سب مال حاضر کر دیا تو حضور نے فرمایا کہ اے ابوبکر اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی

ابقیت لھم اللہ ورسولہ (مشکوٰۃ باب مناقب ابوبکر ص ۵۵۶، سطر ۳)

یعنی یا رسول اللہ میں گھر والوں کے لیے خدا اور رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔

نوٹ :۔ معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر جگہ حاضر و ناظر اعتقاد رکھتے تھے اور پھر حضور نے بھی حضرت ابوبکر کے عقیدہ کی تصدیق فرما دی اور یہ نہیں فرمایا کہ اے ابوبکر میں تمہارے سامنے موجود ہوں۔ مجھے گھر والوں کے لیے کس طرح چھوڑ آئے ہو تو دیوبندے

فتوے سے تو معاذ اللہ خلیفۃ المسلمین بھی نہ بچے

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق و حضرت ساریہ بھی دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی زد میں

حضرت عمر نے غیر اللہ کو پکارا اور حضرت ساریہ غیر اللہ کی پکار سے مستفیض ہوئے

بینما عمر یخطب یجعل یصیح یا ساریۃ الجبل۔

(مشکوٰۃ باب الکرامات، فصل ثالث صفحہ ۵۴۶، سطر ۱)

ترجمہ :۔ خطبے کے دوران میں حضرت عمر نے پکارا یا ساریۃ الجبل اے ساریہ پہاڑ کا خیال کرو۔

نوٹ :۔ حضرت عمر فاروق نے حضرت ساریہ کو غائبانہ مدد فرمائی۔ حضرت ساریہ نے مدد لی تو کیا یہ سب دیوبندی فتوے سے معاذ اللہ مسلمان نہیں تھے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دیوبندیوں کے فتوائے لعنت کی زد میں

حضرت فاروق اعظم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھے

ثم اکثر ان یقول سلونی فبرک عمر علی رکبتیہ الخ

(بخاری باب العلم باب من برک علی رکبتیہ عند الامام او المحدث)

یعنی جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے عطائی علم غیب کا اظہار فرمایا کہ سلونی تو حضرت عمر دو زانو ہو کر بیٹھ گئے۔

نوٹ :۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ہر امام محدث کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھنے کا یہ باب باندھا ہے اور حضرت عمر کے اس فعل سے دلیل لائے ہیں معلوم ہوا کہ ہر بزرگ اور پیر کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھنا سنت سے ثابت ہے۔ اب دیوبند کا فیصلہ سنئے:

جو کسی پیر کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھے وہ لعنتی ہے | زندہ پیر کے ہاتھوں کو بوسہ دے دیا۔ اس کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھے تو یہ سب افعال اس پیر کی عبادت ہوں گے اور اللہ کے نزدیک موجب لعنت (معاذ اللہ) (جواہر القرآن، مولوی غلام خان صفحہ ۱۵۱ آخری سطر)

پھر تو دوزانو بیٹھ کر دیوبندی بھی لعنتی ہوئے

بیچارے مہذب آدمی تھے۔ دوزانو ہوکر بیٹھ گئے۔
(اضافات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۵۶۱)

حضرت کعب بن ضمرہ دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی زد میں

حضرت کعب نے مصیبت میں غیر اللہ کو پکارا

وکعب بن ضمرة فلق علی المسلمین فجاهد عنهم وهو یجول بالرایة وینادی یا محمد یا محمد۔

یعنی اس معرکۃ الآراجنگ میں حضرت کعب جھنڈا اٹھائے ہوئے پکار رہے تھے۔ یا محمد یا محمد۔
(فتوح الشام امام واقدی ج ۱ ص ۱۹۶، سطر ۲، مطبعہ مصر)

نوٹ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے روضہ انور میں جلوہ فرما ہیں اور صحابی شام میں آپ کو پکار کر آپ سے مدد مانگ رہے ہیں۔ دیوبندی فتوے لگائیں کیونکہ حضرت کعب بھی حضور کو حاضر ناظر سمجھتے ہیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی زد میں

حضرت عبداللہ نے بھی مصیبت میں غیر اللہ کو پکارا

عن عبدالرحمن بن سعد قال خدرت رجل ابن عمر فقال له رجل اذكر احب الناس اليك فقال يا محمد

(ادب المفرد امام بخاری ص ۱۴۲، سطر ۱۶ و عمل الیوم واللیلۃ ص ۴۷ محدث ابن سنی ونورالایمان فی زیارۃ آثار حبیب الرحمٰن ص مصنف عبدالعلیم فرنگی محلی والد معظم مولوی عبدالحی لکھنوی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ کا پاؤں بیکار ہوگیا، تو کسی آدمی نے آپ سے کہا کہ آپ کسی پیارے کو پکاریے تو آپ نے پکارا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

نوٹ: معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ ابن عمر نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر سمجھ کر پکارا اور دیوبندی فتوے کی رو سے غیر اللہ سے مدد مانگی تو معاذ اللہ آپ بھی دیوبندیوں کے نزدیک مسلمان نہیں تھے۔ (یہ حدیث ان دونوں مذکورہ کتابوں میں بہ سند صحیح موجود ہے۔)

تمام صحابۂ کرام و تابعین دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی زد میں

تمام صحابہ و تابعین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر سمجھتے اور آپ کو مشکل میں پکارتے تھے

خلافت فاروقی کا زمانہ ہے۔ حضرات صحابہ کرام و تابعین ملک شام میں لڑ رہے ہیں تو غزوہ مرج القبائل کی معرکۃ الآراء جنگ میں وہ کس کو پکار رہے ہیں

وشعار السودان یا محمد یا محمد اور سودانی

مسلمانوں کی پکار اور ان کا شعار یہ تھا کہ یا محمد یا محمد (سبحان اللہ)

(فتوح الشام حافظ الحدیث واقدی ج ۲ ص۵ سطر۸)

نوٹ:۔ معلوم ہوا کہ مشکل کے وقت یا رسول اللہ اور یا محمد پکار کر حضور سے امداد طلب کرنا حضرات صحابہ و تابعین کے مقدس زمانہ میں اسلامی شعار سمجھا جاتا تھا اور دیوبندی اس اسلامی شعار کو کفر بتاتے ہیں یعنی جو اسلام کا شعار ہے وہ کفر بنا دیا گیا ہے اور جو کفر تھا وہ دیوبند کا اسلام بن گیا۔ معلوم ہوا کہ دیوبندی مولوی تو شعائر اسلامیہ کو مٹانے پر تلے ہوئے ہیں۔ کیونکہ تمام اہل اسلام حضرات انبیائے کرام و اولیائے عظام سے امدادیں مانگا کرتے تھے تو دیوبندیوں کے فتوے سے تمام صحابہ تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سب سلف صالحین معاذ اللہ کافر ٹھہرے اور آج کل کے خودساختہ اسلام کے حاملین دو چار ملاں دیوبندیوں کے سوا کوئی بھی مسلمان نہ رہا۔

واضح رہے کہ امام واقدی ائمہ احناف و اکابرین اسلام کے امام الحدیث اور ثقہ محدث ہیں۔ احناف کے مقتدر امام ابن ہمام فرماتے ہیں و ھذا تقوم بہ الحجۃ اذ وثقنا الواقدی (فتح القدیر شرح ہدایہ ج ا ص۵۳) امام اہل سنت ابن سید الناس فرماتے ہیں الواقدی امیر المومنین فی الحدیث (عیون الاثر لابن سید الناس، مطبوعہ مصر ص۱) اس لیے بعض متعصبین و غیر حنفیوں کا امام واقدی پر تنقید کرنا احناف کے نزدیک معتبر نہیں۔

قرونِ اولیٰ کے جمیع مجاہدین اسلام بھی دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی زد میں

تمام غازیانِ اسلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر سمجھتے اور آپ کو مشکل کے وقت غائبانہ پکارتے تھے

تین بھائی شہسوار بہادر غازی شامی ملک روم میں لڑ رہے تھے۔ انہیں رومیوں نے قید کر لیا اور روم کے بادشاہ نے کہا کہ تم اسلام کو چھوڑ کر نصرانی ہو جاؤ تو میں تمہیں ملک اور اپنی بیٹیوں کا رشتہ بھی دے دوں گا تو غازیوں نے انکار کیا اور قالوا یا محمداہ اور پکارا یا محمد

(شرح الصدور مصنفہ امام سیوطی، مطبوعہ لاہور ص ۱۲۴، سطر ۲۰)

نوٹ:۔ معلوم ہوا کہ قرون اولیٰ کے تمام اہل اسلام صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین حضور سے مدد مانگا کرتے تھے۔ مگر آج کل کے کفرباز دیوبندی مولوی تمام انبیائے کرام و اولیائے عظام سے امداد مانگنے والوں کو کافر کہتے ہیں تو کیا وہ سب پیشوایان ملت اور مجاہدین ملت دیوبندیوں کے نزدیک معاذ اللہ کافر تھے۔

تمام غازیان اسلام جب مفتوحہ شہروں میں داخل ہوتے تھے تو حضور علیہ السلام کو پکارتے تھے

غزوۂ ترک کا واقعہ بعد ازاں میسب باکساں کہ با وجود گفت کہ من حرکت کنندہ ام بسوئے دشمناں کہ قصر را محاصرہ نمودہ اند ..... گفت باید خصلت شما ایں باشد کہ یا محمد بگوید الخ

(فتوحات اسلامیہ دحلان، مطبوعہ ہرات ج ا ص ۲۲۴، سطر ۵)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ بھی دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی زد میں

حضرت امام اعظم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارا

یا مالکی کن شافعی فی فاقتی

انی فقیر فی الوریٰ لغناک

اے میرے مالک گناہوں میں میری شفاعت کیجئے میں آپ کی شفاعت کا محتاج ہوں۔

یا اکرم الثقلین یا کنز الوریٰ جدلی بجودک وارضنی برضاک
انا طامع بالجود منک لم یکن لابی حنیفۃ فی الانام سواک

اے تمام موجودات سے اکرم، اے خزانہ نعمائے الٰہی جو کچھ آپ کو اللہ نے بخشا ہے مجھے بھی بخشئے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو راضی کیا ہے۔ مجھے بھی راضی کیجئے۔ میں دل سے آپ کے جود و عطا کا امیدوار ہوں اور آپ کے سوا مجھ بے چارے ابوحنیفہ کا جہاں میں کوئی مددگار نہیں۔

(قصیدۃ النعمان مع شرح رحمۃ الرحمٰن مطبوعہ مجتبائی، دہلی ص۳ سطر ۱۵ وغیرہ)

نوٹ:۔ دیوبندی علماء کا انگریز ساختہ مذہب یہ ہے کہ جو شخص یا رسول اللہ یا ہے غیر اللہ کو پکارے اور غیر اللہ سے مدمانگے اور انبیائے کرام علیہم السلام و اولیائے عظام رحمہم اللہ تعالیٰ سے محتاجی ظاہر کرے وہ مشرک اور کافر ہوتا ہے اور اسی وجہ سے بیچارے سنیوں پر کفربازی ہوتی ہے۔ تو دیوبندیوں کے نزدیک معاذاللہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی مشرک ہی تھے، کیونکہ دیوبندی تعزیرات کی دفعہ نمبر ا شرک دفعہ نمبر ۲ کفر دفعہ نمبر ۳ بدعت کے تو امام اعظم بریلویوں سے بھی زیادہ مجرم ٹھہرے، کیونکہ دیوبندی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی بھی چیز کا مالک نہیں مانتے اور آپ کو مالک و مختار کہنے والوں کو کافر کہتے ہیں۔ دیکھو دیوبندیوں کی تقویۃ الایمان میں ہے:۔

جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ الخ۔ جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تو اس پر بھی شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۲۷ سطر ۲ وغیرہ)

اور امام صاحب تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی جان و مال ہر چیز کا مالک کہہ رہے ہیں اور غیر اللہ کو بھی پکار رہے ہیں اور شفاعت کے لیے غیر اللہ سے امداد بھی مانگ رہے ہیں تو دیوبندی فتوے سے آپ پر کئی شرک و کفر کے فتوے لگے۔

مسلمانو! انصاف کرو۔ کہ کیا دیوبندی حنفی ہیں۔ یا امام صاحب کو کافر کہنے والے ہیں اور حنفیوں کے پکے دشمن ہیں۔

امام احناف ملا علی قاری شارح فقہ اکبر بھی دیوبندی مولویوں کے فتوائے کفر کی زد میں

ملا علی قاری بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر جگہ حاضر ناظر یقین کرتے تھے

فان لم یکن فی البیت احد فلیقل السلام علی النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ ای لان

روحہ علیہ السلام حاضرۃ فی بیوت اھل الاسلام۔

(شرح الشفاء مصنفہ ملا علی قاری بر حاشیہ نسیم الریاض مطبوعہ مصر ج ۳ ص ۴۶۴، سطر ۲۸)

یعنی جب آپ کسی گھر میں داخل ہوں اور گھر میں کوئی آدمی نہ ہو تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام عرض کرو کیونکہ تمام مسلمانوں کے گھروں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک حاضر ناظر ہے۔

جناب مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی محشی ہدایہ و صاحب تصانیف کثیرہ بھی دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی زد میں

مولوی عبدالحی صاحب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر یقین کرتے تھے

مولوی صاحب التحیات کے سلام کے متعلق فیصلہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:-

قال والدی العلام واستاذی القمقام ادخلہ اللہ فی دار السلام فی رسالتہ نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمٰن السر فی خطاب التشھد ان الحقیقۃ المحمدیۃ کانھا ساریۃ فی کل موجود وحاضرۃ فی باطن کل عبد وانکشاف ھذہ الحالۃ علی الوجہ الاتم فی حالۃ الصلوٰۃ فحصل محل الخطاب وقال بعض اھل المعرفۃ ان العبد لما تشرف بثناء اللہ فکانہ اذن فی الدخول فی الحریم الالٰھی ونور بصیرتہ ووجد الحبیب حاضراً فی حرم الحبیب فاقبل وقال السلام علیک ایھا النبی، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(السعایہ شرح الوقایہ مولوی عبدالحی ج ۲ ص ۲۲۸ ونور الایمان ص ۹ مولانا عبدالعلیم)

یعنی التحیات کے خطاب وسلام السلام علیک ایھا النبی میں راز یہ ہے کہ حقیقت محمدیہ ہر موجود میں ساری ہے اور ہر بندہ کے باطن میں حاضر ناظر ہے اور نماز میں یہ حالت مکمل ہو جاتی ہے تو حضوری خطاب حاصل ہو جاتا ہے اور بعض اولیائے کرام نے فرمایا کہ جب بندہ حریم الٰہی میں داخل ہو جاتا ہے تو ہر جگہ حرم حبیب میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر پاتا ہے تو متوجہ ہو کر عرض کرتا ہے السلام علیک ایھا النبی۔

(دیوبندیت فنا۔ مولوی عبدالحی صاحب نے تو دیوبندیوں وہابیوں کا بیڑا ہی غرق کر دیا۔)

امام اہل معرفت حضرت امام غزالی بھی دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی زد میں

امام غزالی بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر جانتے تھے

احضر فی قلبک النبی صلی اللہ علیہ وسلم وشخصہ الکریم وقل
السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یعنی دل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر جان اور عرض کر السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(احیاء العلوم امام غزالی ج اول فصل سوم باب چہارم)

پیشوائے اعظم اولیائے کرام سلسلہ سہروردیہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہم اللہ بھی

دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی زد میں

حضرت شیخ شہاب الدین بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر جانتے تھے

پس باید کہ بندہ ہمچناں کہ حق سبحانہٗ را پیوستہ بر جمیع احوال خود ظاہراً و باطناً واقف و مطلع بیند، رسول علیہ السلام را نیز ظاہر و باطن حاضر داند۔

(مصباح الھدایت ترجمہ عوارف المعارف ص ۱۲۵)

پیشوائے اعظم سلسلہ نقشبندیہ قطب ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری بھی

دیوبندی مولویوں کے فتوائے کفر کی زد میں

حضرت قبلہ میاں صاحب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر یقین کرتے تھے

ایک مرتبہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی نے حضرت قبلہ میاں صاحب سے دریافت کیا کہ ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ یا رسول اللہ کہنا جائز ہے تو حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر

ناظر ہیں اور یا رسول اللہ کہنا جائز ہے۔ (المھنا شیر ربانی ص۲۷)

نوٹ :- معلوم ہوا کہ حضرت میاں صاحب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر جگہ حاضر ناظر مانتے تھے، مگر دیوبندی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف بشر کہہ کر حضور کے حاضر ناظر ہونے کا انکار کرتے ہیں۔

پیشوائے سلسلہ عالیہ چشتیہ حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی بھی دیوبندی مولویوں کے فتوائے کفر کی زد میں

حضرت اعلیٰ تونسوی علیہ الرحمۃ اپنے پیر و مرشد حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاروی کو ہر جگہ حاضر ناظر اعتقاد رکھتے تھے

دانستم کہ قبلہ عالم رضی اللہ عنہ ظاہر و باطن مشاہد احوال با است

(انتخاب مناقب سلیمانیہ ص۴۶ سطر ۲)

پیر مریداں را چہ جائے نزدیک است بلکہ بمشرق و مغرب ہر جائیکہ باشند در نظر باطن ملحوظہ داشتہ باشند و مدد مے فرمایند گویا جہان در ضمیر روشن او از عرش تا تحت الثریٰ مثل دانہ خردل نمودار آمدہ باشند، چونکہ ضمیر آفتاب نظیر قبلۂ عالم (خواجہ نور محمد) رضی اللہ عنہ بہر حال مشاہدہ احوال مابدامن گرفتگاں مدد فرمائے اولی اعلیٰ خلائق درماندگی است۔

(انتخاب مناقب سلیمانیہ ص۵، سطر ۴ وغیرہ)

نوٹ :- یہ ہے خاصان حق کا عقیدہ کہ محبوبان خدا نظر باطن سے ہر جگہ موجود ہوتے ہیں اور اپنے غلاموں کی مدد فرماتے ہیں۔ حضرت شاہ اعلیٰ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ تو حضور کو حاضر ناظر بھی فرما رہے ہیں اور اپنے شیخ سے مدد بھی طلب فرما رہے ہیں اور دیوبند کے تمام علماء کا فتویٰ یہ ہے کہ جو شخص بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر مانے یا آپ سے مدد چاہے تو وہ کافر ہو جاتا ہے تو معاذ اللہ دیوبندیوں نے حضرت اعلیٰ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی کافر قرار دے دیا۔ ہمارے بعض بھولے بھالے حضرات دیوبندیوں کی فریب کاری سے واقف نہیں ہیں اور جب کوئی دیوبندی مولوی تقیہ کر کے صرف عوام میں اپنا وقار بنانے اور اپنے دیوبندی مشن کو چالو کرنے کے لیے ان حضرات کی چاپلوسی کر دیتا ہے تو بس اسے پورا صوفی خیال کر کے اس کے گرویدہ ہو جاتے ہیں مگر یاد رہے کہ دشمن ہمیشہ شکر کھلا کر مارتا ہے یہ دیوبندی ہمارے بزرگان کے پاس تو صوفی بن کر اپنا وقار بنا لیتے ہیں اور پھر عوام میں جا کر اپنے کو صوفیہ کا معتقد ظاہر کر کے صوفیائے کرام کے ہی عقائد کو کفر و شرک و بدعت کہہ کر لوگوں کو دیوبندی بنانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان ناپاک لوگوں سے سنی حنفی حضرات کو دور رکھے۔

محدث اعظم ہند حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھی دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی زد میں

حضرت شیخ صاحب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر اعتقاد رکھتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تحقیقت حیات بے شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی است و بر اعمال امت حاضر ناظر و مرطالبان حقیقت را و متوجہان آنحضرت را مفیض و مربی است۔

(المکاتیب والرسائل برحاشیہ اخبار الاخیار ہر دو تصنیف حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی مطبوعہ مجتبائی ص۵۵ سطر)

نوٹ :- کیوں جناب دیوبندی صاحبان ؟ کیا حضرت شیخ صاحب بھی معاذ اللہ کافر تھے۔ یا حاضر ناظر کا عقیدہ رکھنے والوں کو کافر کہنے والے ہی خود کافر ہیں۔

تمام اُمت محمدیہ دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی زد میں

تمام اُمت محمدیہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر اعتقاد رکھتی ہے

با چندیں اختلافات وکثرت مذاہب کہ در علمائے امت است ایک کس را دریں مسئلہ خلافی نیست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی است و بر اعمال امت حاضر و ناظر الخ۔ (المکاتیب والرسائل مذکورہ ص۵۵ سطر ۱)

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے آج تک اُمت محمدیہ کے کسی بھی مسلمان کو اس عقیدہ سے اختلاف نہیں کہ حضور علیہ السلام ہر جگہ حاضر ناظر ہیں۔ معلوم ہوا کہ دیوبندی مولوی اُمت محمدیہ اور مسلمانوں میں شامل نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ تو اس عقیدہ کے سخت خلاف ہیں۔ بلکہ اس کو کفر کہتے ہیں۔ تو دیوبندی ہی منکر ثابت ہوئے۔ ایسے بے شمار حوالہ جات پیش کیے جاسکتے ہیں مگر چند نمونے حاضر کر کے اہل اسلام کی خدمت میں عرض ہے کہ دیوبندی مولویوں کا فتوے آپ پہلے ملاحظہ کر چکے ہیں جس کی رُو سے یہ حضرات کافر ٹھہرتے ہیں (معاذ اللہ)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر ماننے والے اور انبیائے کرام (علیہ السلام) و اولیائے عظام (رحمہم اللہ) سے امداد مانگنے والے ان تمام مذکورہ بالا محبوبین بارگاہ الٰہی پر دیوبندیوں کا کھلا فتویٰ کفر۔

نعوذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر سمجھنے والے یہ تمام اولیائے کافر تھے۔ (دیوبندیوں کے شیخ القرآن مولوی غلام خان دیوبندی کا واضح فتوٰے)

۱: کسی پیر کو غائبانہ حاجات میں پکارا گیا۔ (الیٰ قولہ) اللہ کے نزدیک موجب لعنت ہوں گے۔

(جواہر القرآن مصنفہ غلام خاں صفحہ ۶، سطر ۱)

۲: نبی کو جو حاضر ناظر کہے۔ بلاشک شرع اس کو کافر کہے۔

(جواہر القرآن شیخ دیوبندیہ غلام خان صفحہ ۶، سطر ۱)

۳: جو انہیں کافر مشرک نہ کہے وہ بھی ایسا ہی کافر ہے۔

(جواہر القرآن صفحہ ۷، سطر ۲۰)

۴: ایسے عقائد والے لوگ پکے کافر ہیں اور ان کا کوئی نکاح نہیں۔

(جواہر القرآن صفحہ ۸، سطر ۳)

نوٹ:۔ تو معلوم ہوا کہ تمام امت محمدیہ اور جمیع مشائخ اولیاء اللہ و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین و تابعین و تبع تابعین جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غائبانہ حاجات میں پکارتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر جانتے تھے وہ تمام دیوبندی علماء کے نزدیک کافر ہیں اور جو ان کو کافر نہ کہے وہ بھی ایسا ہی کافر ہے تو چونکہ تمام مسلمان مشائخ اہل اللہ کو اپنا پیشوا سمجھتے ہیں۔ اس لیے دنیا بھر میں سوائے چند دیوبندی مکفرین کے کوئی بھی مسلمان نہ رہا اور تمام بزرگان اسلام کو دیوبندیوں نے کافر و مشرک قرار دیا۔ (نعوذ باللہ العلی العظیم)

مختلف مقامات میں مختلف لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جاگتے ہوئے زیارت کی

بخاری و مسلم کی صحیح حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ من رآنی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ جس نے خواب میں میری زیارت کی وہ قریب ہی جاگتے ہوئے میری زیارت کرے گا۔ یہ بشارت ہر خوش بخت زائر کے لیے خواہ وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں علی الاعلان ثبوت دے رہی ہے کہ

حضور ساری کائنات میں حاضر ناظر ہیں ورنہ یا حدیث کا انکار کرنا پڑے گا یا جس وقت حضور تشریف سے جا کر دوسرے شہروں میں زیارت کرائیں گے تو روضہ پاک کو حضور سے خالی ماننا پڑے گا۔ حالانکہ دونوں باتیں صحیح نہیں تو ضرور ہی ماننا پڑے گا کہ ایک ہی ذات پاک بیک وقت روضۂ انور میں بھی موجود ہے اور دنیا کے مختلف علاقوں پر بھی موجود ہے۔ بعض لوگوں نے اسے مشکل سمجھ کر اس حدیث پاک کی کمزور روے اصل تاویلیں کی تھیں۔ مواہب لدنیہ میں امام قسطلانی ان سب کو ذکر کر کے فرماتے ہیں:۔

والصواب ما قدمناه فی رؤیته علیه الصلوة والسلام التعمیم علی ای حالة کان الخ

پھر فرماتے ہیں کہ:۔

فقد ذکر عن السلف والخلف الی هلم جرا عن جماعة کانوا یصدقون بهذ الحدیث یعنی من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظة۔ انهم راوه صلی الله علیه وسلم فی النوم فراوه بعد ذالك فی الیقظة وسالوه عن اشیاء الخ۔

یعنی بہت سے بزرگوں نے حضور کی زیارت خواب میں کی۔ پھر جاگتے ہوئے زیارت سے مشرف ہوئے اس کے بعد امام قسطلانی نے اولیائے کرام کے اقوال ذکر فرمائے جنہیں ہر وقت یا گاہے گاہے سرور دو عالم علیہ الصلوۃ والسلام کی جاگتے ہوئے زیارات ہوئیں۔ دیکھو مواہب لدنیہ وزرقانی ج ۵ ص۲۹۶ اور امام جلال الدین سیوطی نے اس مسئلہ حاضر ناظر اور زیارت در بیداری اور مختلف مقامات میں بیک وقت جلوہ فرما ہونے کے مسئلہ پر مستقل رسالہ تنویر الحلک فی زیارۃ النبی والملک تالیف فرمایا ہے ص۳۶ میں فرماتے ہیں:۔

ولقد احسن من سئل کیف یرد النبی صلی الله علیه وسلم من یسلم علیه فی مشارق الارض ومغاربها فی آن واحد فانشد قول ابی الطیب

کالشمس فی وسط السماء ونورها

یغشی البلاد مشارقا ومغاربا

یعنی حضور ساری کائنات میں اس طرح جلوہ گر ہیں جس طرح سورج آسمان میں جلوہ گر ہے اور سب دنیا میں اس کی شعاعیں موجود ہیں۔

خود دیوبندیوں نے حضور کا حاضر ناظر ہونا تسلیم کر لیا

دیوبندیوں کے مسلم مولوی احمد علی لاہوری آنجہانی اپنے بزرگ مولوی حسین احمد گاندھوی صدر دیوبند کے خصائص کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

خصوصیت ۳:۔ **بیداری میں حضور پاک کی زیارت**:۔ آخری رمضان جو بانس کنڈی میں گزرا اور

جس میں تقریباً پانچ علماء وصلحاء شرف رفاقت سے بہرہ ور ہوئے اس مبارک اجتماع کے خوش نصیب شرکاء کے متعلق اخبارات میں شائع ہو چکا ہے کہ متعدد حضرات نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھا اور شرف زیارت سے مشرف ہوئے۔ کلا

هنيئا لارباب النعيم نعيمها

واضح رہے کہ محققین کے نزدیک وصال کے بعد بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ممکن اور واقع ہے۔ فیض الباری ج ا ص۲۰۴ میں الشیخ الانور رحمۃ اللہ علیہ الاکبر نے تصریح فرمائی ہے کہ رؤیتہ صلی اللہ علیہ وسلم ممکن عندی یقظۃ الی قولہ فالرؤیۃ یقظۃ محققۃ وانکارہا جہل ورآہ الشعرانی وقرء علیہ البخاری فی ثمانیۃ رفقۃ اور علامہ سیوطی کے متعلق ج ۴ ص۳۶۶ میں لکھا ہے کہ انہ رأی النبی اثنی وعشرین مرۃ فی الیقظۃ

(رسالہ خدام الدین لاہور ص۱۶ کالم نمبر ۱ ۲۲ دسمبر ۱۹۵۸ء)

نوٹ:۔ یہ عبارت خود دیوبندیوں کی ہے جس میں خوب ثابت کیا گیا ہے کہ مولوی حسین احمد کے ساتھیوں نے ہندوستان کے شہر بانس کنڈی میں حضور کی جاگتے ہوئے زیارت کی اور انور شاہ نے کہا کہ امام شعرانی نے جاگتے ہوئے زیارت کی اور اپنے دوسرے آٹھ ساتھیوں کے ساتھ مل کر حضور سے کتاب بخاری شریف پڑھی اور امام سیوطی نے بائیس مرتبہ جاگتے ہوئے حضور کی زیارت کی اور لکھا کہ جو جاگتے ہوئے حضور کی زیارت کا منکر ہو وہ جاہل ہے۔ اب ہم تمام دیوبندیوں کو چیلنج کر کے پوچھتے ہیں کہ جس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بانس کنڈی میں تشریف فرما نظر آئے اس وقت آپ سے آپ کا روضہ شریف خالی ہو گیا تھا یا وہاں بھی موجود اور یہاں بھی موجود۔ اگر روضہ خالی ہو گیا تو فرشتے اور زائرین کس کو سلام عرض کرتے رہے اور اگر بیک وقت آپ ہر جگہ موجود تو بتاؤ کہ پھر حاضر ناظر کے اور کون سے معنی ہیں۔ یہی تو اہل سنت وجماعت ہمیشہ اعلان کرتے رہے اور تم منکر رہے۔ اب کیوں مان لیا گیا یا کیا کہو گے کہ انور شاہ اور احمد علی لاہوری سب مشرک کافر بدعتی ہو گئے تھے۔ اگر حاضر ناظر کے لفظ سے چڑ ہے تو تم ہر جگہ موجود کہہ دو اور اگر ہر صورت یہ ماننا کفر ہے جس طرح تمہارے اکابر کہہ چکے ہیں تو انور شاہ اور احمد علی کے کافر بلکہ دیوبند کا سارے کا سارا ہی کافر۔ کیونکہ مولوی رشید احمد گنگوہی تو پیر کی روح کو بھی حاضر مان چکا ہے۔ دیکھو اس کی امداد السلوک ص۹ اور تھانوی جی نے تو محمد قاسم نانوتوی کے متعلق بھی لکھ دیا ہے کہ وہ بعد از موت ایک شخص کو جسد عنصری کے ساتھ ملے (ارواح ثلثہ ص۲۶۱) اور کہا ہے کہ ان کی روح نے جسد عنصری حاصل کر لیا تھا۔ طلب دریافت یہ ہے کہ روح ہر جگہ موجود تھی یا قبر یا برزخ سے بھاگ کر یہاں آگئی تھی ہر حال انہیں اس کی روح حاضر ماننے بغیر چارہ نہیں ہو گا۔

خود دیوبندی فتوے سے سب دیوبندی کافر ہوتے ہیں

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حاضر ناظر ہونے کا اعلان فرما رہے ہیں اور دیوبندی فتوے ہے کہ

بنی کو جو حاضر ناظر کہے
بلاشک شرع اس کو کافر کہے

(جواہر القرآن مصنفہ مولوی غلام خاں صفحہ ۶)

تو دیوبندیوں کے نزدیک معاذ اللہ شیخ عبدالحق صاحب معاذ اللہ کافر ٹھہرے اور مولوی اشرف علی تھانوی نے حضرت شیخ صاحب کو صاحب حضوری و لی اللہ مانا ہے دیکھو تھانوی کہتا ہے۔

روزمرہ ان کو دربار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوئی تھی ایسے حضرات صاحب حضوری کہلاتے ہیں انہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں۔ الخ

(افاضات الیومیہ ج ۶، ص ۶ وج ۳ ص ۲۳)

اور جو کافر کو مومن یا ولی اللہ کہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے لہذا تھانوی جی بھی کافر ہو گئے اور چونکہ دیوبندی تھانوی جی کو بزرگ مانتے ہیں لہذا اس کافر کو بزرگ ماننے کی وجہ سے سب دیوبندی کافر ہوں گے یہ ہے غلط فتووں کا نتیجہ کہ غلام خاں نے ساری امت دیوبندیہ کا بیڑا غرق کر کے رکھ دیا۔

ڈاکٹر اقبال بھی دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی زد میں

ڈاکٹر صاحب بھی حضور کو حاضر ناظر اعتقاد رکھتے تھے ! !

با خدا در پردہ گویم با تو گویم آشکار
یا رسول اللہ او پنہاں و تو پیدائے من

عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرہ ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب

ہو نہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو

یہ نہ ہو ساقی پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی دنیا بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو

خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

دشت میں دامن کہسار میں میدان میں ہے
بحر میں موج کی آغوش میں طوفان میں ہے
چین کے شہر مراقش کے بیابان میں ہے
اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے
چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعت شان ورفعنا لک ذکرک دیکھے

تیرہ تار ہے جہاں گردش آفتاب سے
طبع زمانہ تازہ کر جلوہ بے حجاب سے

(اقبال اور عشق رسول)

حضرات انبیائے کرام و اولیائے عظام کے علم غیب کے متعلق ڈاکٹر اقبال کا فرمان

اندکے اندر جہان دل نگر
تا شوی از نور دل روشن ضمیر
چشم تو بیدار باشد یا بخواب
دل بہ بیند بے شعاع آفتاب
ہرچہ در غیب است آید رو برو
پیش زاں کز دل بروید آرزو

(جاوید نامہ)

مزید دیوبندیوں کی طرف سے علامہ اقبال پر بولہب و بوجہل ہونے کا فتوے

تقسیم ملک سے پہلے گاندھی کے کرایے پر دیوبندی مولوی فروخت ہو چکے تھے اور پاکستان کے خلاف دھواں دار تقریریں ہو رہی تھیں۔ چنانچہ انہیں ایام میں مولوی حسین احمد دیوبندی گاندھوی نے ایک تقریر میں کہا کہ:۔

"موجودہ زمانہ میں قومیں مذہب اور رنگت سے نہیں بنتیں بلکہ اوطان سے بنتی ہیں"

حسین احمد کی یہ تقریر اخباروں میں اس طرح چھپی:۔

"آج قومیں مذہب اور رنگت سے نہیں بنتیں بلکہ دیش اور ملک سے بنتی ہیں"

(روزنامہ تیج دہلی ۱۰ جنوری ۱۹۳۸ء)

ظاہر ہے کہ پاکستان کا مطالبہ مذہب کے لحاظ سے مسلم قومیت کا مطالبہ تھا۔ گو ان ایام میں ڈاکٹر اقبال صاحب علالت میں تھے مگر انہوں نے فوراً حسین احمد کے غلط نظریہ کی تردید کی اور پاکستان کے سچے مطالبہ میں ایک واضح بیان شائع کرایا اور ایک رباعی لکھی جس کے تین شعر یہ ہیں۔

عجم ہنوز نہ داند رموز دیں ورنہ — ز دیوبند حسین احمد ایں بوالعجبی است
سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است — چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است
بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست — اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است

ڈاکٹر صاحب کا بیان شائع ہوتے ہی دیوبندی بڑے اچھلے کودے "متحدہ قومیت اور اسلام" نامی کتاب حسین احمد نے لکھ ماری اور ڈاکٹر صاحب پر ابوجہل اور ابولہب ہونے کا فتوے شروع ہوئے۔ چنانچہ دیوبندیوں نے شعروں میں ڈاکٹر صاحب پر جو دشنام طرازی اور سب وشتم کیا۔ اس کے نمونے ملاحظہ ہوں۔

مولوی حسین احمد کے حواری اصلح الحسینی انصاری نے لکھا کہ:۔

حکیم مشرقی و در دام سوقیاں افتاد — بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است
حدیث دامن یزداں و چاک را چہ لقب — چو امتثال محمد عیار بولہبی است
مقام خویش نہ داند و طعنہا بہ خطیب — ادب نگاہ نہ دارد ایں چہ بے خردی است
بہرزہ کے زند بال فکر قوالے — از گذاشتہ ہائے مہاجر مدنی است

(علی گڑھ میگزین اقبال نمبر اپریل ۱۹۳۸ء ص ۱۷۳)

دیکھیے: دیوبندیوں نے ڈاکٹر صاحب کو "در دام سوقیاں" کہہ کر برطانیہ پرست بنا دیا اور حسین احمد کو "امتثال محمد" اور علامہ صاحب کو "عیار بولہبی است" سے تشبیہ دی اور "ایں چہ بے خردی" کہہ کر ڈاکٹر صاحب کو بے عقل و احمق ثابت کیا۔ بلکہ آپ کو صرف ایک قوال کہہ کر گاندھی کی نمک حلالی کی۔

مولوی حسین احمد کے ایک اور دیوبندی چیلے شوکت سبزواری ڈاکٹر صاحب پر یوں برسے:۔

چوں با خبر نہ از اسرار ملت بیضا — ترا رسد کہ شناسی محمد عربی
شگفت نیست گر شاعرے نہ داند — مقام مطلبی از مقام بولہبی
ہر آنکہ نقش گر لفظ و غافل از معنی — زبان طعن کشاید چرا بہ بے ادبی

(علی گڑھ میگزین اقبال نمبر اپریل ۱۹۳۸ء ص ۱۷۳)

دیکھیے اس شوکت نے تو ڈاکٹر صاحب کو بے ادب کہہ ڈالا۔ اب دیوبندیوں کے فرقہ کے ایک اور ظالم اقبال سہیل دیوبندی کا ڈاکٹر صاحب پر حملہ ملاحظہ ہو۔

نظر نہ بودن و با دیدہ در اُفتادن — دو گونہ شیوہ بوجہلی است و بولہبی است
رموز حکمت ایمان ز فلسفی جستن — تلاش لذت عرفان نہ بادہ عنبی است
خموشی از سخن ناسزا گزیدہ تر است — کہ ہرزہ لاف زدن خیرگی و بے ادبی است

بہ دیوبند گر آگر نجات بے طلبی
کہ دیو نفس سلطنشور و دانش تو صبی است
بگیر راہ حسین احمد از خدا خواہی
کہ نائب است نبی را وہم ز آل نبی است

(علی گڑھ میگزین اقبال نمبر اپریل ۱۹۳۸ء، ص۱۴۳)

دیکھا آپ نے اقبال سہیل دیوبندی نے ڈاکٹر صاحب کو نعیوذ بوجہلی و بولہبی رکھنے والا اور بیہودہ بکواس کرنے والا بے ادب بنایا۔ غور کیجئے کہ ان خارجیوں نے ہندوؤں کے اشارے پر کن کن شخصیتوں کو کافر بنایا ہے۔

حضرات مشائخ کرام کی اولاد اور سجادہ نشیناں کی خدمت عالی میں مؤدبانہ التماس

آج کل زمانہ بڑا نازک ہے اور جب کہ اہل اسلام دیوبندی مولویوں سے متنفر ہو رہے ہیں اور عامۃ مسلمین دیوبند کے جھوٹے مذہب سے خبردار ہو کر بیزار ہو رہے ہیں تو اب دیوبندی مولویوں نے اپنے مذہب کی تبلیغ کا رُخ ہمارے بزرگان کے نیک دل اور سلیم الطبع بھولے بھالے سجادہ نشین حضرات کی طرف پھیر دیا ہے اور اپنی انتہائی منافقانہ تقیہ بازی استعمال کر کے ہمارے مخلص حضرات کو دیوبندیوں کا گرویدہ کرنے کی کوشش جاری کر دی ہوئی ہے۔ مگر ہمارے حضرات کو دیوبندیوں کے مذکورہ بالا فتوے ملاحظہ فرما کر خدا کے واسطے غور کرنا چاہیے کہ یہ دیوبندی تو آپ کے اور ہمارے اکابرین مشائخ کرام کے اعتقادات کو کفریہ بتائیں اور انہیں مشرک بدعتی کافر کہیں اور ہم ان زہریلے سانپوں کو گود میں پالیں۔ ہمارے حضرات کو اپنے اکابرین کے معتقدات کی حفاظت کرنا چاہیے اور دیوبندی تقیہ سے خبردار رہنا چاہیے۔

دیوبندی مولویوں کا ایک کامیاب دھوکہ

جہاں کہیں دیوبندیت کا پول کھل جاتا ہے اور ہمارے سنی حضرات کسی دیوبندی کے سامنے اُن کے ایسے گندے عقائد اور اہل اسلام پر دیوبندیوں کے فتوے ظاہر کر دیتے ہیں۔ تو دیوبندی مولوی اپنے جان بچانے کے لیے فوراً کہہ دیتے ہیں کہ میں تو ایسا عقیدہ نہیں رکھتا اور اس کے اتنے سے تقیہ پر ہمارے بعض حضرات مطمئن ہو جاتے ہیں اور دیوبندیوں کو سینوں میں رہ کر ان کی اولاد اور بھولے بھالے لوگوں کو بدعقیدہ بنانے کا موقع مل جاتا ہے مگر خیال فرمانا چاہیے کہ یہ سراسر فریب ہے۔ کیونکہ تمام دیوبندیوں کا عقیدہ

ایک ہے اور یہ لوگ ایک ہی لڑی میں منسلک ہیں۔ یہ کبھی بھی نہیں ہوا کہ ایک ہی مذہب کے ہر مولوی کا عقیدہ علیحدہ ہو۔ آج کل کے تمام دیوبندی سابقہ مولویوں کے مذہب پر ہیں اور اُن کے ہر فتوے پر ان کا مکمل ایمان ہے۔ اور یہ دھوکہ دے کر اپنی جان بچاتے ہیں۔ اگر آپ کو امتحان مقصود ہے تو آپ کسی دیوبندی مولوی سے کہیے۔ کہ مولوی رشید احمد گنگوہی اور خیر محمد جالندھری اور غلام خان نے جو حاضر ناظر سمجھنے والوں کو کافر و مشرک کہا ہے حالانکہ یہ فتوے انہوں نے تمام اہل اسلام پر لگایا ہے تو تم ان دیوبندیوں کو گمراہ سمجھتے ہو۔ جنہوں نے صحابۂ کرام اور اولیائے عظام کو مشرک کافر بنایا ہے تو دیوبندی مولوی اپنے مولویوں کو کبھی گمراہ نہ کہے گا۔ بس یہی اس کی بہت بڑی دلیل ہے کہ یہ سب کچھ نفاق و تقیہ بازی ہے۔

مسلمانو! انصاف کرو اور ان بدعقیدہ مولویوں سے بچو!

وغیرہ وغیرہ
(شغلِ تکفیر)

مولوی خیر محمد صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خداداد علم غیب ماکان وما یکون اور آپ کو حاضر ناظر ماننے والوں اور حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام سے مدد مانگنے والوں کو مطلقاً کافر و بے ایمان بتاتے ہوئے ساتھ ہی وغیرہ وغیرہ کی طرف بھی ایک پراسرار اشارہ کیا ہے۔ یعنی صرف انہیں عقائد والے کافر نہیں بلکہ اور بھی بہتیرے کام ہیں جن کے کرنے والوں کو تمام دیوبندی مولوی کافر بتاتے ہیں۔ اب وغیرہ وغیرہ کیا ہے۔ لیجیے دیوبندیوں کی معتبر کتابوں سے اس کی وضاحت بھی سن لیجیے کہ دیوبندیوں کے نزدیک کون کون محبوبانِ بارگاہِ الٰہی کافر و مشرک ہیں۔

سلطان العارفین امام العاشقین خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ نظام الدین

محبوب اولیا بھی دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی زد میں

معاذاللہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا بھی ایک بدعتی پیر تھے	(حضرت) سلطان جی (خواجہ نظام الدین اولیاء) قوالی میں سہ بار کھڑے ہوئے۔ قاضی ضیاء الدین سنامی صاحب

بھگانا چاہتے تھے، مگر خود ہی ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوگئے ۔۔۔۔۔ بعضوں نے قاضی صاحب سے اس کا راز پوچھا فرمایا انوار و جلال دیکھ کر میں تو ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوگیا۔ ان بدعتی کے سامنے تھوڑا ہی کھڑا ہوا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۳ صفحہ ۸۴ سطر ۶ وغیرہ)

نوٹ:۔ یہ جھوٹا قصہ صرف دیوبندیوں کا گھڑا ہوا اور دارالعلوم دیوبند کی موضوعات کا مفسدانہ فیض ہے اور دیوبندی مولوی خصوصاً تھانوی صاحب جھوٹ بولنے میں لائسنس یافتہ ہیں۔ دیکھو اسی کتاب کی بحث (دیوبندیوں کا تصوف) اور اسی خود ساختہ قصے کو ہمیشہ دیوبندی مولوی اپنی تقریروں میں نہایت خوش ہو کر صرف اس لیے دہراتے ہیں تاکہ دیوبندیوں کے نزدیک یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء ایک بدعتی پیر تھے اور تھانوی صاحب نے آپ کو بدعتی صرف اس لئے کہا کہ یہ جھوٹ قاضی صاحب کے ذمے لگا کر اپنی بداعتقادی کا مظاہرہ کر لیا جائے۔ بہرحال اتنا ضرور معلوم ہوا کہ دیوبندی حضرت خواجہ صاحب کو بھی بدعتی کہتے ہیں۔ اب دوسرا فیصلہ ملاحظہ ہو۔

اور دیوبندیوں کے نزدیک تمام بدعتی شیطان ہیں

اہل بدعت اور جملہ غیراللہ کی عبادت کرنے والوں کی مثال ایسی ہے جیسے شیطان کی ۔۔۔۔۔ مقابر پر جا کر ناک رگڑتے ہیں اور قبروں کی خاک اپنے منہ کو ملتے ہیں۔ الخ۔

(مزید المجید تھانوی صفحہ ۴۳ سطر ۱ وغیرہ)

نوٹ:۔ جب کسی غیراللہ کے سامنے ناک رگڑنا شیطان کا کام ہے تو پھر سب دیوبندی بھی شیطان ہیں۔ کیونکہ سب دیوبندیوں کو تھانوی صاحب نے دیوبندی بزرگوں کے سامنے ناک رگڑنے کا حکم دیا ہے۔ دیکھو اسی کتاب کی بحث۔ (دیوبندیوں کی اپنی پیر پرستی)

بدعتی کافروں سے بھی بُرے ہیں

مدارات تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں تک کی فرمائی ہے وہ تو بدعتی ہی تھے ۔۔۔۔ کافروں کی مدارات میں فتنہ ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ صفحہ ۲۷۸ سطر ۱۷، ۱۸ وغیرہ)

نوٹ:۔ اب مسلمان اندازہ فرمالیں، کہ دیوبندیوں نے حضرت خواجہ صاحب کو بدعتی کہا اور بدعتی شیطان اور کافر بتانے۔ تو ان تمام دیوبندیوں کے نزدیک حضرت خواجہ صاحب کیا ہوئے۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ و سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ہر دو مقتدر پیشوا حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی و حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہما اللہ تعالٰی بھی

دیوبندی مولویوں کے فتوائے کفر کی زد میں

حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی پیروں سے مدد مانگتے تھے

"واحد اعتقاد آن است، کہ ہر چہ از خدا طلبید نے باشد اول از پیر خود طلبد بعدہٗ از خدا تا مطلوب ثابت حاصل شود چنانکہ یک مرتبہ ما یاں برائے زیارت قبلہ عالم (خواجہ نور محمد رضی اللہ عنہ از ورگ (ایک جگہ کا نام ہے) روانہ مہار شریف گردیدم، چوں بر کنارہ دریا رسیدم کشتی موجود نہ بود۔ حیران شدیم و از حضرت قبلۂ عالم رضی اللہ عنہ امداد طلبیدم، ناگاہ یک طفل بر کنارہ دریا ظاہر شد۔ نزد من آمد و مصحف ما را بر سر خود نہاد و گفت کہ دست خود بر کتف من بنہ، کہ ترا از دریا عابر کنم۔ ہمچناں کردم در نصف دریا از ایشاں پرسیدم کہ اسم مبارک شما چیست؟ فرمود کہ اسم من بہل است، (یہ نام اول حضرت خواجہ نور محمد رضی اللہ عنہ کا ہے)"

(انتخاب مناقب سلیمانیہ ص۴۳ از سطر ۹ ملفوظ حضرت شاہ سلیمان تونسوی)

حضرت قبلہ میاں شیر محمد صاحب شرقپوری یا معین الدین چشتی پکارا کرتے تھے

"حضرت قبلہ (میاں صاحب) یا خواجہ معین الدین الدین چشتی بطور ورد پڑھتے تھے۔ نیز (حضرت قبلہ کرمانوالا) نے فرمایا کہ حضرت قبلہ (میاں صاحب) یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ، یا معین الدین چشتی، یا بہاؤ الدین نقشبند اور یا شاہ مدار کا صبح و شام عموماً ورد فرماتے تھے۔" (شیر ربانی ص۲۹۷، سطر ۵)

دیوبندیوں کے نزدیک پیر سے مدد مانگنے اور یا معین الدین چشتی پڑھنے والا کافر اور مشرک ہے

"مشرکین مکہ بھی ان مصائب کے وقت صرف اللہ تعالٰی ہی کو پکارتے تھے اور آج کل کے مشرک تو ان سے بڑھے ہوئے ہیں، ایسی ایسی مصیبت کے وقت بھی اپنے ہی معبودوں کو پکارتے ہیں۔ چنانچہ کوئی کہتا ہے:-

بگرداب بلا افتاد کشتی
مدد کن یا معین الدین چشتی

اور کوئی بہار الحق بیڑا دھک کھتا ہے۔

(جواہر القرآن مصنفہ غلام خان دیوبندی مذہب ص۵۹، سطر۱۵)

(۲) مثلاً کسی پیر کو غائبانہ حاجات میں پکارا گیا (جواہر القرآن ص۶۱، سطر۱۰) تو یہ سب افعال اس پیر کی عبادت ہوں گے اور اللہ کے نزدیک موجب لعنت ہوں گے (جواہر القرآن ص۶۱ سطر آخر) غیر اللہ کو غائبانہ حاجات میں پکارنا شرک ہے۔ (جواہر القرآن ص۶۰، سطر۱۶)

(۳) غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک وغیرہ ایسے غلط عقائد رکھنے والے شخص سے صحیح العقیدہ لڑکی صالح کا نکاح جائز نہیں۔ (فتوائے قلمی مولوی خیر محمد جالندھری، مہتمم مدرسہ خیر المدارس ملتان) یہ فتوئے قلمی بندہ کے پاس موجود ہے)

(۴) یہ کفر شرک تو چھوٹی باتیں ہیں اور ان سے بڑی کون سی ہوں گی (یعنی شرک کی ہر بات بڑی ہے)۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج۴ ص۱۴۲، سطر۱۳)

(۴) (کفر و شرک) کی چھوٹی چھوٹی باتوں سے ایسے والوں کا نکاح ٹوٹ جاتا ہو گا۔

(جواہر مذکور)

(۵) جو انہیں کافر مشرک نہ کہے وہ بھی ایسا ہی کافر ہے۔

(جواہر القرآن ص۷۷، سطر آخر وغیرہ)

نوٹ:۔ اب ناظرین کرام فیصلہ فرمالیں کہ دیوبندیوں کے نزدیک ان تمام خاصان حق کا نکاح بھی ناجائز ہوا۔ اور معاذ اللہ ان کی اولادیں بھی حلال کی نہ ہوئیں اور معاذ اللہ تمام اولیاء اللہ مکہ کے مشرکوں سے بھی بڑھ کر مشرک ٹھہرے اور جو انہیں کافر نہ کہے، وہ بھی کافر ہوا۔

مسلمانو! کیا ہماری غیرت کچھ بھی نہ رہی کہ دیوبندی مولوی ہمارے پیشواؤں کو تمام کفار سے بدتر کافر کہیں اور ہم ان کو گود میں پالیں۔ (فالی اللہ المشتکی)

خود دیوبندی بھی اپنے پیروں سے غائبانہ مدد یں مانگتے ہیں وہ خود بھی کافر ہوئے

(۱) ایک دن امداد پیر کا ذکر مذکور تھا، حضرت نے فرمایا رام پور میں ایک شخص نے اِدھر اُدھر سے چندہ کے طور پر جمع کر کے مسجد بنائی تھی، مسجد تو بن گئی لیکن کنواں سار پر نہ بیٹھتا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس شخص کو بڑا فکر تھا۔

ایک روز غنودگی سی آگئی تو دیکھا حضرت حاجی صاحب تشریف رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تسلی رکھو، ایک شخص آکر تیرا کام کردے گا۔ الخ۔

(امداد المشتاق تھانوی، صفحہ ۱۲۳ سطر ۲ وغیرہ)

(۲) اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا — آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا
تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجا — بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا
آپ کا دامن پکڑ کر یوں کہوں گا برملا — اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

(شمائم امدادیہ حاجی امداد اللہ صاحب صفحہ ۱۶ سطر ۱)

نوٹ :۔ حاجی امداد اللہ صاحب اپنے پیر نور محمد صاحب سے امداد مانگ رہے ہیں۔ دنیا اور آخرت میں صرف ان کی ہی مدد کا سہارا لیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ غیر اللہ سے مدد مانگی اور غیر اللہ کو غائبانہ حرف ندا (اے) سے پکارا گیا تو دیوبند کے فتوے سے حاجی صاحب مسلمان رہے یا کافر ہوئے۔ یہ ہے دیوبندیوں کے سستے فتووں کا نتیجہ۔ بریلویوں کو بدعتی کافر، مشرک کہنے والو اپنے مرشد کو اپنے ناپاک فتووں سے بچاؤ۔

(معاذ اللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مختارِ کُل سمجھنے والے سب مسلمان کافر ہیں

بزرگوں کو مختارِ کل سمجھتے ہیں، جو عقیدے ہندوؤں کے تھے وہ مسلمانوں کے بھی ہوگئے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ صفحہ ۵۸ سطر ۱۶)

دیوبندیوں کے نزدیک معاذ اللہ حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ ہلکے کتے تھے

مثنوی رومی دے وچہ جامی شارح چک چلایا — ہلکیاں کتیاں والے چکوں رکھیں شرم خدایا

(شہباز شریعت مصنفہ نور محمد وہابی دیوبندی صفحہ ۱۳۴ سطر ۹)

تمام پیرانِ عظام و جمہور اہل سنت و جماعت دیوبندیوں کی کفر بازی کی زد میں

معاذ اللہ مولانا روم و مولانا جامی کے ماننے والے سب کافر ہیں

۵۔ ایہہ ملاں جامی کہیا اندر رکھے کفراں والے
جو جامی رومی دے تے چھک او کافر تن منہ کالے

(شہباز صفحہ ۱۳۳ سطر ۱۷)

معاذ اللہ پنجاب کے تمام پیر پیر ہیں

بڑا چوغہ پہنے ہوگا، بڑا عمامہ سر پر ہوگا اور ایک بہت بڑی تسبیح ہاتھ میں ہوگی۔ جیسا کہ پنجاب کے پیر ہوتے ہیں۔ مزاح کے طور پر فرمایا کہ وہ پیر تو کیا پیر بھی نہیں ہوتے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۳ ص ۱۵ سطر ۲۲)

نوٹ:۔ تو معاذ اللہ پنجاب کے تمام مشائخ دیوبندیوں کے حکیم الامت اور ان کے مذہب کی رُو سے جوتے سے بھی ذلیل ہوئے۔

مسلمانو! خدارا ان کے ملعون نظریہ پر غور کرو۔ کہ تسبیح اور دستار سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ توہین اور مشائخ کرام پنجاب کے بارے دیوبندیوں کا یہ ناپاک نظریہ۔! (استغفر اللہ)

معاذ اللہ تسبیح پڑھنے والے مشائخ کرام بھنگڑ ہیں

عمامہ باندھے ہو، چوغہ پہنے ہو، تسبیح ہاتھ میں ہو ۔۔۔۔۔ تمام بھنگڑ پنا بزرگی کے سر تھوپا گیا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۶ ص ۲۳۷ سطر ۵ تا ۸)

نوٹ:۔ یعنی تسبیح پڑھنے والے مشائخ کرام بھنگڑ ہیں تو دیوبندیوں کے نزدیک بزرگ کون ہے جو نفل تک کے قریب نہ آوے۔ تسبیح بالکل ہی نہ پڑھتا ہو۔ مسلمانوں کو بدعتی کہتا ہو۔ ہندوؤں کے ساتھ ایک جان رہتا ہو۔ چندہ جات کے ہیر پھیر کرنے میں ماہر وغیرہ کیوں نہ ہو ؎

وزیر چنیں شہریار ے چنیں

(دیکھو ہماری اسی کتاب کی بحث (دیوبندیوں کا تصوف)

آج کل کے تمام مشائخ کرام و حضرات سجادہ نشین گمراہ اور گمراہ گر ہیں

آج کل کے سجادہ نشین اور شیخ المشائخ کہ خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۱۲۱ سطر ۹)

معاذ اللہ سجادہ نشین و گدی نشین گدھی نشین ہیں

محض گدی نشین ہونا ان کے یہاں مقصود طریق ہے حالانکہ گدھی نشین ہیں۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ا ص ۲۰۶ سطر ا)

نوٹ:۔ بزرگان دین کا تو یہ شیوہ ہے کہ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن دہلی میں کنا دیکھا۔ تو اس کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ کسی نے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا۔ کہ میرے

کے دربار میں اس رنگ کا کستار ہا کرتا تھا۔ میں اس رنگ کی وجہ سے اس کا ادب کر رہا ہوں۔ ان کم بختوں۔۔۔۔ کی بدباطنی دیکھو، کہ بزرگان دین کی گدی کو کھوتی اور مشائخ کرام کی اولاد کو گدھی نشین کہہ کر اپنی بے ادبانہ حکمت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ کیا نیک لوگوں کا یہ طریقہ ہے۔؟

معاذاللہ مشائخ کے عرس کرنے والے اور عرسوں کو جائز سمجھنے والے مزاروں پر غلاف ڈالنے والے سب کافر ہیں

سوال:۔ یا قبروں پر چادریں چڑھاتا ہو اور مدد بزرگوں سے مانگتا ہو۔ یا بدعتی مثل جواز عرس و سوئم وغیرہ ہو۔ اور یہ جانتا ہو کہ یہ افعال اچھے ہیں تو ایسے شخص سے عقد نکاح جائز ہے یا نہیں؟ الخ۔

الجواب:۔ جو شخص ایسے افعال کرتا ہے وہ قطعاً فاسق ہے اور احتمال کفر کا ہے۔ الخ۔

(فتاویٰ رشیدیہ گنگوہی ج ۲ صفحہ ۱۴۲، سطر ۵ تا ۱۸)

اونچی قبریں بنانے والے یہودی ہیں

قبروں پر مسجدیں اور مقبرے اور قبریں اونچی اونچی بنانا الی قولہ نصاریٰ کی طرح یہودیوں کی طرح۔

(تقویۃ الایمان ص ۸۳، سطر ۲۱)

چشتی و قادری و نقشبندی و سہروردی کہلانے والے یہودی ہیں

ان میں کوئی قادری کوئی سہروردی، کوئی نقشبندی کوئی چشتی بنے الی قولہ، مسلمان رہو اور یہود و نصاریٰ کی طرح کئی فرقے مت بنو۔۔۔۔۔ روز قیامت کو روسیاہ اٹھے گا۔ پھر اس پر عذاب ہوگا الخ۔

(تقویۃ الایمان ص ۹، سطر ۱۶)

نقشبندی مشائخ کرام بدعتی ہیں

آج کل نقشبندیوں میں کثرت سے بدعات ہوتی ہیں۔

(افاضات الیومیہ ج ۳ ص ۱۷ سطر ۱۶)

نوٹ:۔ گویا تمام مشائخ کرام کے سلسلوں کو بدنام کرنا اشرف علی کی ٹھیکیداری ہے۔

یا شیخ عبدالقادر جیلانی پڑھنے والے کافر

کوئی یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کہتا ہے۔ کوئی یا علی، یا علی، یا حسین، یا حسین یا خواجہ جی یا بہت تقرب اور عجز و نیاز سے ان وظیفوں کا اہتمام کرتے ہیں، (الی قولہ) جاہل مسلمانوں کو شرک و بدعت میں وہی حال ہو گیا ہے جیسے پہلے زمانے کے کافروں کا تھا۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۹۹، سطر ۲ تا ۱)

نوٹ:۔ تمام اولیائے کرام یہ وظیفہ پڑھتے ہیں۔ جناب محمد امین صاحب شرقپوری تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت

قبلہ (میاں صاحب شرقپوری) یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا صبح و شام عموماً ورد فرماتے تھے۔

(شیر ربانی ص ۲۹۷، سطر ۶)

تو معاذ اللہ دیوبندیوں کے نزدیک جمیع خاصانِ حق اور حضرت قبلہ میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ ایسے ہی تھے۔

قبروں پر مراقبہ کرنے والے یہودی

وظیفہ اور فال لے اور گنڈے تعویذ اور اُتارے اور حاضراتیں اور عرسوں اور قبروں پر مراقبہ الی قولہ سابق میں بھی یہود اور نصاریٰ نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا۔

(تقویۃ الایمان ص ۸ سطر ۱۷)

معاذ اللہ مشائخ کے ہاتھ چومنے والے اور دوزانوں بیٹھنے والے سب مشائخ کرام اور سب مسلمان لعنتی کافر

زندہ پیر کے ہاتھوں کو بوسہ دے دیا اس کے سامنے دوزانوں ہو کر بیٹھے تو یہ سب افعال اس پیر کی عبادت ہوں گے اور اللہ کے نزدیک موجب لعنت ہوں گے۔

(جواہر القرآن مصنف شیخ القرآن فرقہ دیوبندیہ ص ۱۱ سطر ۱۹)

جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ایسا ہی کافر ہے۔

(جواہر القرآن، ص ۷، سطر ۲۰)

نوٹ :- حضرت جبریل علیہ السلام بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے توفاسند رکبتیہ الی رکبتیہ یعنی جبریل نے حضور کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے اور دوزانو ہو کر بیٹھے اور امام بخاری فرماتے ہیں:-

حدثنا عبد اللہ بن محمد قال حدثنا ابن عیینۃ عن ابن جدعان قال ثابت لانس امسست النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدک قال نعم فقبلہا۔ (ادب المفرد، ص ۱۴۴ سطر ۳)

یعنی حضرت ثابت نے حضرت انس سے دریافت کیا کہ آپ نے اپنے ہاتھ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مس کیا تھا، حضرت انس نے فرمایا کہ ہاں، تو حضرت ثابت نے حضرت انس کا ہاتھ چوم لیا۔
مسلمانو! غور کرو کہ دیوبند کے فتوے سے یہ دونوں حضرات کیا ٹھہرے نیز حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہ امام ان کے داد افرماتے ہیں؟

ان جدھا الوازع بن عامر قال قدمنا فقیل ذالک رسول اللہ فاخذنا بیدیہ و رجلیہ نقبلہما (ادب المفرد، صفحہ ، سطر ۷)

یعنی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس اور پاؤں مبارک کو بوسہ دیا۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بزرگان اسلام کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دینا حضرات صحابہ کرام کا معمول تھا۔ تو بفتوائے دیوبند گیا حضرت جبریل علیہ السلام اور یہ سب حضرات ایسے ہی تھے۔؟

بدعتی پیروں سے لوگوں کو روکو! اور ان سے بیعت توڑ کر تھانوی سے بیعت کراؤ (دیوبندی کوششیں)

سو کوئی ایسا بات کرنا چاہیے جس سے وہ بدک جائے اور حکمت یہ بتلاتے ہیں کہ کبھی بدعتیوں کے ہاتھ نہ جا پھنسے۔ الخ۔ (افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۳۲ ، سطر ۵)

میلاد شریف منانے والے بدعتی

(۱) میں نے اس بیان میں مولود مروجہ کا بدعت ہونا قولاً و فعلاً ثابت کیا ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ، سطر ۵)

(۲) یہ مجلس بدعت ضلالہ ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ، ص ۱۴۵ ، سطر ۷)

(۳) انعقاد مجلس میلاد ہر حال ناجائز ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ، ص ۱۲۵ ، سطر ۲)

(۴) **سوال**:۔ محفل میلاد میں جس میں روایات صحیح پڑھی جاویں اور لاف و گزاف اور روایات موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے؟

الجواب:۔ ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے۔ فقط، رشید احمد (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۴۵ سطر ۲)

نوٹ:۔ دشمنان میلاد شریف دیوبندیوں کا یہ فتوے دشمنان اسلام انگریزوں اور ہندوؤں کی حکومت میں تو خوب چلتا تھا۔ مگر اب پاکستان میں دیوبندیت کا بیڑا غرق ہو گیا ہے۔ یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں دیوبندی ملاں مکھی مارتے پھرتے ہیں تو کیا دیوبندی بھی بدعتی ہوئے یا نہیں؟۔

گیارہویں شریف منانے والے بدعتی

مجھ سے گیارھویں کے متعلق دریافت کیا۔ میں نے کہا بدعت ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ، سطر ۱)

گیارھویں شریف منانے والے کافر

ربیع الثانی کو گیارھویں کرنا، الیٰ قولہ وہ شخص اس آیت کے موجب مسلمان نہیں۔

(تقویۃ الایمان ص۸۶ ۱۱۰ سطر۳ وغیرہ)

نوٹ:۔ گیارھویں شریف تمام خاصانِ حق اور سرکارِ غوثیت سے مستفیض حضرات کا معمول ہے۔ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی کا گیارھویں شریف کے متعلق ارشاد ملاحظہ ہو:۔

گیارھویں شریف کے متعلق حضرت شاہ علی تونسوی کا ارشاد

شخصی از علماء از یازدہم کہ بنام پیر صاحب علیہ الرحمۃ مقرر است پرسید کہ آں چگونہ است در جواب فرمودند کہ در کتاب سخاوۃ الانبیاء اجرائے آں خود از رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آوردہ نیز از پیر صاحب علیہ الرحمۃ آوردہ کہ اکثر یازدہم ہر ماہ مے کردند، و بعضے آں را از رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نوشتہ کہ جناب پیر صاحب یازدہم ہر ماہ می کردند اگرچہ عرس در ماہ ربیع الاول مقرر است، اما اوشاں بہ نیت عرس در ہر ماہ چیزے موجود از طعام و شیرینی و ختم خواندہ صرف می فرمودند، پس بدیں صورت جائز است۔

(انتخاب مناقب سلیمانیہ، ص۱۳۰، سطر، وغیرہ)

گیارھویں شریف کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا ارشاد

روضہ حضرت غوث الاعظم راکہ کافی گویند تا ۱۱ یازدہم بادشاہ وغیرہ، اکابرین شہر جمع گشتہ بعد نماز عصر کلام اللہ و قصائد مدحیہ وآنچہ حضرت غوث در وقت منبہ حالات فرمودند و شوق انگیز اشعار بے مزامیر مے خوانند (الیٰ قولہ) بادہٗ چیزے از قبیل سابق خواندہ آنچہ تیار مے باشد از مثل طعام و شیرینی نیاز کردہ تقسیم نمودہ نماز عشا خواندہ رخصت مے شوند۔

(ملفوظات شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی مطبوعہ مجتبائی، میرٹھ ص۶۲)

تو دیوبندیوں کے حکیم الامت تھانوی و ذریت دیوبندیہ کے فتوے سے معاذ اللہ تمام اولیائے کرام ایسے ہی تھے۔ (استغفر اللہ)

معاذ اللہ طعام پر فاتحہ پڑھنے والے بیوقوف

قیام فی المیلاد اور فاتحہ میں کیا فرق ہے؟

(افاضات الیومیہ ج۴ ص۵۶۳، سطر۴)

یہ توساری باتیں بے وقوفی ہی کی ہیں۔ (افاضات الیومیہ ج ۳ ص ۱۲۴، سطر ۹)

طعام یا مٹھائی پر ختم پڑھنے والے مسلمان ہندو ہیں

(۱) وآنکہ طعام رو برو نہادہ چیزے می خوانند، ایں طریقہ ہنود است ۔ ۔ ۔ ۔ ایں چنیں طعام نخوردہ شود۔ (امداد الفتاویٰ مصنفہ اشرف علی ج ۳ ص ۵۵، سطر آخر)

(۲) کھانے پر ختم پڑھنا اہل ہنود سے مشابہت ہے۔

(ختم مرسومۃ الہند، مسدرۃ مولوی خیر محمد و محمد علی جالندھری ص ۸، سطر ۱۷)

طعام پر فاتحہ پڑھنے والے بدعتی و دوزخی ہیں

تمام کتب و سیر میں اس کا ایک واقعہ بھی پیش نہیں کیا جا سکتا کہ بطرز مروج کھانے پر فاتحہ کسی نے پڑھی ہو اس لیے بدعت وضلالۃ (گمراہی) ہے کما فی الحدیث۔ کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار۔ فقط۔

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند ج ۲ ص ۱۱، سطر ۹)

نوٹ:۔ معلوم ہوا کہ جو طعام و شیرینی پر فاتحہ پڑھے وہ گمراہی کی بدعت کا مرتکب ہے اور واقعی دوزخی ہے تو پھر:۔

منڈی چشتیاں شریف کے دیوبندی مولوی بھی اپنا ایمان سنبھالیں

منڈی چشتیاں شریف کا علاقہ ایک ہزار سال سے بھی زائد مدت سے اہل سنت وجماعت کی آماجگاہ ہے۔ مگر چند سالوں سے یہاں دیوبندیوں نے بھولے بھالے سنیوں کی سادگی سے فائدہ اٹھا کر اپنا مشن چالو کیا ہوا ہے۔ چند سال تو ان کا راز فاش ہی نہ ہوا۔ مگر جب سنی علماء نے گیدڑ سے شیر کی کھال کھینچ ماری، تو دیوبندیت کے لیے اب سخت الجھن پیدا ہو گئی۔ چونکہ یہ خواجگان چشت اہل بہشت کا روحانی مرکز ہے۔ اور آٹھ صد سال کے قریب سے تیار شدہ پیشوائے عارفین سلطان التارکین حضرت تاج الدین سرور رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ مبارک اور دو سو سال کے قریب سے خواجہ خواجگان چشت اہل بہشت مرشدنا و مولانا حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ متعنا اللہ بفیوضاتہ وبکرمہ ومنہ کا مزار مقدس رونق وہ ایمان خاص وعام ہے۔ اس لیے دیوبندی مولویوں کی یہاں دال نہیں گلتی۔ اب اگر وہ اپنا مذہب بحال رکھتے ہیں تو چندہ بند ہوتا ہے اور سنیوں پر دیوبندیوں کا راز فاش ہوتا ہے اور اگر مذہب چھوڑتے ہیں، تو دیوبندیت جاتی ہے، اس لیے یہاں انہوں نے دورنگی چال

شروع کی ہے کہ اگر کسی منکر کے پاس پہنچے تو وہاں میلاد و فاتحہ کو بدعت قرار دے کر دیوبندیت کو سنبھال لیا اور اگر کسی مال دار سنی کے ہاں پہنچے، کچھ طمع و لالچ ہوا، تو وہاں دیوبندیت پر تفرین کر کے سب کچھ کر گزرے۔ چنانچہ میلاد شریف منانے والوں اور طعام پر ختم پڑھنے والوں کو بدعتی اور دوزخی ہندو ہونے کے دیوبندی فیصلہ کے مطابق تو خود ہم نے اپنی آنکھوں سے کئی دیوبندی مولویوں کو بدعتی و دوزخی بنتے دیکھا۔ میلادوں میں شرکت ہوتی ہے اور ۲۹ رمضان ۱۳۷۲ھ کو جھگیاں والی مسجد میں تو سنہرے لڈو اور ریشمی دستار دیکھ کر ایک دیوبندی "قاری" صاحب کو وجد ہو گیا تھا اور خوب جھوم جھوم کر لڈوؤں پر ختم پڑھ کر بے چارے بدعتی بن رہے تھے۔ اور اس سے دوسری شب چک ۱۲ میں جب اسی مولوی صاحب کو کچھ ملتا نظر نہ آیا تو ختم کے بدعت ہونے کی ڈگری کر دی گئی اور مورخہ ۲۹ صفر ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۹۵۵ء بروز پیر تو جناب مولوی صاحب پھر اپنی ہی مسجد میں ایک لڑکی کے قل خوانی کے سلسلے میں تو دیوبندیت کو صرف جلیبی کے ایک لفافہ اور دو روپے کی نذر کر گزرے اور ۲۹ رمضان ۱۳۷۳ھ کو اسی جھگیاں والی مسجد میں ہمارے سامنے ایک دوسرے دیوبندی مولوی صاحب "ظہور" بدعت سے مشرف ہو کر کل ضلالۃ فی النار ہوئے یا نہ؟

انصاف کیجئے جب یہ کام بفتوائے دیوبند دوزخ میں پہنچاتے ہیں تو یہ حضرات کہاں پہنچے۔ اور اگر واقعی دیوبند کا یہ فتویٰ جھوٹا ہے۔ تو پھر محض اپنی چندہ اندوزی کی خاطر جمہور مسلمانوں کو بدعتی قرار دے کر علیحدہ پارٹی بنانا خدا تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے اور جس طرح دیوبند کے اس فتوے پر لعنت بھیج چکے ہیں۔ دیوبند کے جھوٹے مذہب کو چھوڑ کر اہل سنت و جماعت اولیائے کرام و ائمہ احناف کے سچے مذہب میں شامل ہو جائیں۔ ورنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صریح گالیاں دینے والے ان کے اکابرین روز محشر انہیں خدا کے عذاب سے نہ بچا سکیں گے۔

مسلمانو! غور کرو، کہ جب مسلمان ختم پڑھتے ہیں تو بدعتی و دوزخی ہندو بنائے جاتے ہیں اور خود ہی دیکھ لو کہ مرکز دیوبند کے فیصلہ کے مطابق یہ مولوی صاحبان والاشان بھی ہندو و دوزخی بنے یا نہ؟ دوسروں کی باری بل کھڑی اور اپنی باری منڈا منڈا۔ سنی مولوی پیٹ پرست ہوئے یا دیوبندی؟ حرام سمجھنا اور پھر بعد پردوں کے ہڑپ کر جانا یہ ہے پیٹ پرستی اور یہ ہے دارالعلوم دیوبند کا فیضان۔ کہ جس نے دیوبندیوں کو ہندو اور دوزخی بنا کر چھوڑا۔ دیکھئے:

ع مذہب بدل رہا ہے ضرورت کے ساتھ ساتھ

عید کے دن سیویاں پکانے وکھانے والے کافر

شوال میں عید کے روز سیویاں پکانا اور بعد نماز عیدین کے بغلگیر ہو کر ملنا یا مصافحہ کرنا الی قولہ، وہ شخص اس آیت کے مطابق مسلمان نہیں۔

(تقویۃ الایمان صفحہ ۸۷، سطر ۶، صفحہ ۸۸، سطر ۲۲)

قرآن مجید کے ختم کے وقت لوگوں کو بلانا ناجائز

مولانا احمد حسن صاحب امروہی نے ایک مرتبہ اپنے لڑکے کے ختم قرآن کا نشرہ کیا، سب کو بلایا، مگر مجھ کو نہ بلایا۔ میں اس لیے خوش ہوا کہ شائد رسم کے شبہ سے مجھ کو عذر کرنا پڑتا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۔ سطر)

نوٹ:۔ آج کل کے دیوبندی مولوی تو ختم قرآن مجید کے دن سب سے پیش پیش نظر آیا کرتے ہیں اور جھوم جھوم کر لڈوں پر فاتحہ پڑھ کر بدعتی بھی بنتے ہیں۔ اگر جناب کو یقین نہ ہو تو منڈی چشتیاں شریف میں جھگیاں والی مسجد مؤرخہ ۲۹ رمضان ۱۳۷۲ھ اور پھر اسی مسجد میں ۱۳۷۳ھ کو ختم شریف کا واقعہ منڈی چشتیاں شریف کے عوام و خواص سے دریافت کر لیجئے کہ کیا وہاں دیوبندیوں کے بڑے دو مولویوں نے ختم شریف میں شرکت نہیں کی اور کیا انہوں نے طعام پر خود مست ہو کر خود ختم نہیں پڑھا۔؟ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

قبروں پر حافظوں کو بٹھانے والے اور قل خوانی و تیجہ دسواں عرس وغیرہ کرنے والے دنیا کے سب مسلمان کافر ہیں

(۱) قل کے ڈھیلے اور شجرہ رکھنا اور تیجہ، دسواں چالیسواں اور چھ ماہی اور برسی اور عرس مُردوں کے کرنا اور اسقاط مروجہ کرنا، حافظوں کو قبروں پر بٹھلانا، قبروں پر چادریں ڈالنا، مقبرے بنانا۔ قبروں پر تاریخ لکھنا جیسا کہ منڈی چشتیاں شریف کے دیوبندیوں کے مردہ مولوی کی قبر متصل عیدگاہ پر لکھی ہوئی ہے۔ الی قولہ تو صاف جان لینا چاہیے کہ وہ شخص اس آیت کے بموجب مسلمان نہیں۔

(تقویۃ الایمان ص ۱۰۶ مطبوعہ مرکنٹائل دہلی)

عید کے دن ایک دوسرے سے ملاقات کرنے والے سب بدعتی

عید کے دن معانقہ کرنا بدعت ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۵۱ سطر ۱۲)

تیجہ دسواں کرنے والے سب بدعتی

تیجہ دسواں وغیرہ سب بدعت ضلالۃ ہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۵۱ سطر ۱۳)

شیرینی پر ختم پڑھنے والے بدعتی

فاتحہ کھانے یا شیرینی پر پڑھنا بدعت ضلالۃ ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۵۰ سطر ۲)

بعد نماز مصافحہ کرنے والے بدعتی

یہ نماز کے بعد کا مصافحہ بدعت ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۱ ص ۲۹۱ سطر ۲)

جلسے کرنے والے اور جھنڈیاں لگانے والے بدعتی

جلسہ وجلوس کا منعقد کرنا، مثلاً جھنڈے اور جھنڈیوں کا ہونا بازاروں میں آواز ملا کر نعرہ لگانا۔۔۔ ایسے امورات جائز ہیں یا ناجائز ؟۔

الجواب:۔ حاجت مشاطہ نیست روئے دل آرام را۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۵ ص ۳۶۶، سطر ۱۶)

میلاد شریف منانا کرشن کے سانگ سے بھی بدتر ہے

ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔

(براہین قاطعہ امام دیوبند ص ۱۴۸، سطر ۱۴)

میلاد منانے والے کافروں سے بھی برے ہیں

بلکہ یہ لوگ اس قوم (کفار) سے بھی بڑھ کر ہوئے۔

(براہین قاطعہ امام دیوبند ص ۱۴۹، سطر ۶)

یوم عید میلاد شریف منانے والے بدعتی

(۱) دریافت کیا تھا کہ یوم عید میلاد النبی کرنا کیسا ہے۔ میں نے جواب میں لکھ دیا کہ خیر القرون میں اس کی کوئی نظیر پائی جاتی ہے۔ یہ اس لیے لکھا کہ اگر بدعت لکھ دیتا تو بدعت کے لفظ سے لوگ گھبراتے ہیں۔ اب اس سے جواب بھی ہو گیا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی، ج ۴ ص ۵۳۹، سطر ۱۴)

(۲) انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے۔ (فتاوی رشیدیہ ج ۲ ص ۱۵۱، سطر ۴)

(۳) یہ مجلس بدعت ضلالۃ گمراہی ہے۔ (فتاوی رشیدیہ ج ۲ ص ۱۴۵، سطر ۷)

کسی چیز کو بدعت یا سنت بنانا دیوبندیوں وہابیوں کی مرضی پر موقوف ہے

جسے چاہا بدعت کہہ دیا۔ جسے چاہا سنت کہہ دیا کوئی معیار ہی نہیں۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۳۲۴، سطر ۸)

نوٹ:۔ یہ تو ہے دیوبندی مذہب، اب آج کل کے چندہ پرست دیوبندی مولویوں کا نفاق تو دیکھو کہ اپنی گندگی پر پردہ ڈالنے کے لیے خود بھی بدعتی بن رہے ہیں اور لوگوں کو بھی بدعتی کہہ رہے ہیں۔ جب مجلس میلاد ہر حال ناجائز ہے تو پھر دیوبندیوں کو پاکستان سے کوچ کر جانا چاہیے کیونکہ یہ تو میلادیوں کا ملک ہے۔

خود وہابی اور دیوبندی بھی بدعتی ہیں

آپ کو یہ دیکھ کر تعجب ہوگا کہ دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے پاس مسلمانوں کو بدنام کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ لفظ بدعت ہے۔ مگر لطف یہ ہے کہ دیوبندی وہابی خود بھی از حد بدعتیں کرتے ہیں اور وہ بفتوائے خود مسلمانوں سے بھی زیادہ بدعتی ہیں مگر فرق صرف اتنا ہے کہ اپنی باری منڈا منڈا اور مسلمانوں کی باری بل کھڑی۔ خود وہابیوں اور دیوبندیوں کی زبان ان کے بدعتی ہونے کے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

تھانوی صاحب بدعتی

ایک صاحب نے جو یہاں نقشہ نظام الاوقات کا دیکھ کر گئے تھے۔ لکھ کر تھا یا انضباط اوقات بدعت ہے۔ اس لیے کہ خیر القرون میں نہیں پایا جاتا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۲ ص ۵ سطر ۱)

تھانوی صاحب کے ماموں صاحب بدعتی

ماموں صاحب میں یہ بات خاص تھی کہ تارک الدنیا سے ان کو عشق کا درجہ ہوتا تھا۔ یہ اس وقت کے بدعتیوں کی حالت تھی۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۲ ص ۷ سطر ۲)

ختنہ کی رسموں میں شرکت

قصبہ رام پور میں ایک رئیس مولوی صاحب کے لڑکے کی ختنہ تھی۔ اور اس تقریب میں مولانا محمود الحسن صاحب اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ میں قاضی انعام الحق صاحب کے مکان پر ٹھہرا۔۔۔۔ خیال ہوا کہ تو اصلاح الرسوم لکھ چکا ہے اگر شرکت کی تو کتاب کا خاک اثر نہ رہے گا۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سے کسی نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے تو اس تقریب میں شرکت کی اور فلاں شخص (یعنی میں نے) شرکت نہیں کی۔ یہ کیا بات ہے؟ جواب میں فرمایا کہ بھائی ہمارے فتوے پر عمل کیا اس نے تقوے پر۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۲ ص ۲۰۹ سطر ۱۵)

نوٹ:۔ تو خلیل احمد محمود الحسن بدعتی ہوئے یا نہیں۔ جب ختنہ کے وقت دعوت دینا ہی بدعت ہے (دار العلوم دیوبند ص ۲۱ ج ۲) اور تھانوی صاحب بھی دعوت پر گئے تو کیا بدعتی نہ بنے۔

قبروں کی زیارت کو تاریخ مقرر کرکے جانا بدعت و گناہ ہے

عرس کا التزام کرے یا نہ کرے بدعت اور نادرست ہے۔ تعین تاریخ سے قبروں پر اجتماع کرنا گناہ ہے۔

(فتاوی رشیدیہ ج ۲ ص ۱۴۱ سطر ۶)

تھانوی صاحب اور ان کے ماموں وغیرہ نے یہ بدعت کی

ایک بار جب کہ ماموں صاحب کا حیدر آباد دکن میں قیام تھا۔ نواب محبوب علی خاں صاحب نے ایک تاریخ مقرر کی۔ کہ آج ہم سب مزارات کی زیارت کریں گے۔ چنانچہ مزار پر گئے۔ وہاں کے خدام نے پرجوش استقبال کیا۔ الخ۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۳ صفحہ ۲۴ سطر ۱)

تھانوی صاحب عرس پر جا کر بدعتی بنے

میں ایک بار اپنے صاحب سماع بزرگ کو تلاش کرنے کے لیے سلطان جی کے عرس میں قبل وقت عرس میں حاضر ہوا۔ میں اس وقت کانپور میں تھا۔ ان سے ملنے دہلی آیا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ وہ عرس میں ملیں گے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی، ج ۱، صفحہ ۱۴۲، سطر ۱۷)

نوٹ:۔ زمانہ کانپور میں تھانوی صاحب میلاد اور قیام بھی کرتے رہے اور عرس میں بھی گئے۔ مگر جب تھانہ بھون آکر گنگوہی صاحب کے بجدیانہ رنگ میں رنگے گئے تو پھر قیام، میلاد، عرس سب کو بدعت و کفر بتانے لگے۔ تو پھر کیا تھانوی صاحب بھی پہلے بدعتی نہ رہے ؟

میلاد شریف کا جلسہ و جلوس بنانا بدعت و کفر ہے

جاہل قومیں بھی اپنی تاریخ کے بڑے بڑے واقعات کی یاد میلوں ٹھیلوں اور جلوسوں سے مناتی ہیں۔ اگر تم نے بھی (عید میلاد میں) ان میلوں اور تہواروں کی نقل اتاری تو جیسے وہ ہیں ویسے ہی تم بن کر رہ جاؤ گے

(اخبار ایشیا مودودی مذہب، سیرت نمبر مجریہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۵۵، صفحہ ۲۹ کالم نمبر ۱ سطر ۱ عنوان عید میلاد ...)

عید میلاد کے جلسے و جلوسوں کے اعلان کر کے مودودی جماعت بھی بدعتی بنی

لاہور ۲۹ اکتوبر آج ملک کے طول و عرض میں مسلمانوں نے اللہ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم میلاد بڑی سنجیدگی، متانت اور تزک و احتشام سے منایا گیا۔ جگہ جگہ جلسے منعقد ہوئے جلوس نکالے گئے اور رات کے وقت چراغاں کیا گیا۔ ایک ایک شہر میں کئی کئی مقامات پر نعت خوانی کی مجلسیں منعقد کی گئیں اور اہم بازاروں کو جھنڈیوں سے آراستہ کیا گیا۔ الخ۔ (اخبار تسنیم مودودی مذہب مراکش نمبر ۳۱ اکتوبر ۱۹۵۵ کالم نمبر ۳ سطر ۲ عنوان عید میلاد) مودودی نے جلسہ و جلوس میلاد کو جاہلیت لکھا ہے اور مودودی اصطلاح میں جہالت کا معنی کفر اور جاہل کا معنی کافر ہے دیکھو تجدید و احیاء دین مودودی کی

نوٹ:۔ کیوں جناب اب وہ آپ کے گنگوہی و تھانوی صاحب کا فتوے کہ عید میلاد بدعت ہے اور مجلس ہر حال ناجائز ہے۔ (دیکھو افاضات الیومیہ ج ۵ صفحہ ۳۵۔ فتاوی رشیدیہ ج ۲ صفحہ ۱۵) اب وہ فتوے کہاں گئے اور بدعت کی خبریں شائع کر کے کیا تم بھی بدعت کے حصہ دار نہ بنے یا چندہ کے طمع میں سب کچھ درست

تمام غیر مقلد بھی بدعتی ہیں

یہ غیر مقلدین ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ فرقہ بھی بدعتی ہوا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۹، صفحہ ۹، سطر ۱۵)

تمام دیوبندی مولوی بدعتی ہیں

آپ نے خود طریقہ بدعت سے کتابیں ختم کی ہیں کیونکہ مدرسہ میں اسباق کے گھنٹے مقرر تھے اور خیر القرون میں نہ تھے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۳ صفحہ ۲۴۳، سطر ۱۹)

بدعت کی ایک بات سے بھی بدعتی ہوجائے گا

کسی میں بدعت ہونے کے لیے یہ ضروری تھوڑا ہی ہے کہ اس میں ساری ہی باتیں بدعت کی ہوں جیسے کفر کی لیے ایک بات بھی کافی ہے۔ کیا کفر کی ایک بات بھی کرنے سے کافر نہ ہوگا۔ اسی طرح ایک بات بھی بدعت کی کرنے سے بدعتی ہوگا۔

(افاضات الیومیہ ج ۶ صفحہ ۱۴۳، سطر ۴)

نوٹ :۔ معلوم ہوا کہ جو شخص صرف ایک بدعت بھی کرلیتے۔ دیوبندی علماء کے نزدیک وہ بدعتی ہو جاتا ہے اور مذکورہ بالا واقعات سے ثابت ہے کہ دیوبندیوں کے پیشواؤں نے بھی بدعتیں کی۔ لہٰذا دیوبندی بھی رجسٹرڈ بدعتی ہوئے۔ اب دیوبندیہ کی بدعت بازی کے اس کھیل کا رزلٹ (نتیجہ) بھی سن لیجیے۔

بدعت نہایت ہی بُری چیز ہے

بدعت نہایت ہی مذموم چیز ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ صفحہ ۲۴۳، سطر ۳)

تمام بدعتی گدھے ہیں

میں نے کانپور کے بدعتیوں کا ذکر کیا ہے۔ وہ (میلاد شریف منانے کی وجہ سے) ایسے بدعتی تھے، جیسے ایک شخص کا گدھا۔ الخ۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ صفحہ ۲۱۳، سطر ۴)

نوٹ :۔ کبھی تو کچھ زمانہ تھانوی صاحب بھی ان کے ساتھ شریک ہو کر ان گدھوں کے ہمجنس بنے ہے۔

بدعتی و ہندو

ہر قسم کے لوگ آتے ہیں۔ ہندو و بدعتی۔

(افاضات الیومیہ ج ۶ صفحہ ۲۰۶، سطر ۴)

تمام بدعتی شیطان

اہل بدعت کی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایسی مثال ہے۔ جیسے شیطان کی۔

(مزید المجید تھانوی صفحہ ۴۳، سطر ۱)

نوٹ :۔ تو یہ تمام دیوبندی علماء اور مودودی وغیر مقلد سب پکے شیطان ہوئے کیونکہ انہوں نے بھی بدعت کی۔

تمام بدعتی سناتن دھرمی آریہ ہیں

بدعتی تو ایسے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ مگر غلط تعلق کا ایسا ہی فرق ہے جیسے آریہ اور سناتن دھرمی ہیں۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص۱۰۶، سطر ۱)

تمام بدعتی کافر ہیں

(۱) سوال :۔ قبروں پر چادریں چڑھاتا ہو اور مدد بزرگوں سے مانگتا ہو۔ یا بدعتی مثلاً جواز عرس وسوئم وغیرہ ہو اور یہ جانتا ہو کہ یہ افعال اچھے ہیں، تو ایسے شخص سے عقد نکاح جائز ہے یا نہیں؟۔

الجواب :۔ جو شخص ایسے افعال کرتا ہے وہ قطعاً فاسق ہے اور احتمال کفر کا ہے الخ

(فتاوی رشیدیہ ج ۲ ص۱۴۳، سطر ۱۸)

(۲) جو انہیں کافر ومشرک نہ کہے وہ بھی ایسا ہی کافر ہے۔ ۔ ۔ ۔ ایسے عقائد والے لوگ بالکل پکے کافر ہیں۔ اور ان کا کوئی نکاح نہیں۔ (جواہر القرآن ص۱۴۷، سطر ۳)

معاذاللہ بریلی میں رہنے والے تمام مسلمان کافر ہیں

اگر بریلی میں ایک بھی حقیقی مسلمان ہوتا تو آج تمام بریلی مسلمان ہوتی۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص۱۹۵، سطر ۱)

نوٹ :۔ معلوم ہوتا ہے کہ بقول نور تھانوی صاحب بھی مسلمان نہیں تھے کیونکہ خود تھانہ بھون میں بھی ہندو موجود تھے۔

تمام بدعتی بے ایمان ہیں

بدعتی کے معنی ہیں، بادب، بے ایمان۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص۱۶۶، سطر ۱۱)

تمام بدعتی کافر سے بھی بُرے ہیں

کافر کی مدارات میں تو فتنہ نہیں، بدعتی کی مدارات میں فتنہ ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص۴۰۶، سطر ۱)

نوٹ :۔ مگر آج کل تو سب دیوبند کے بڑے بڑے علماء وقاری وشیخ الحدیث کہلانے والے مولوی صاحبان عرس کرنے والوں اور میلاد کرنے والوں اور فاتحہ پڑھنے والے عوام کی بھی چاپلوسی کرتے پھرتے ہیں۔ کیا چندہ کی خاطر بدعتیوں کی مدارات اب جائز ہو گئی ہے؟

تمام دنیا کے مسلمان کافر ہو گئے ہیں

سو حضرت نے فرمایا کہ اس کا روز تو مقرر ہو گا جب تک اللہ چاہے گا

پھر اللہ آپ ایسی باد بھیجے گا کہ سب اچھے بندے کہ جن کے دل میں تھوڑا سا ایمان ہو گا وہ مرجائیں گے اور وہی لوگ

وہ ہوا ایسے کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں یعنی اللہ کو ماننے والا کوئی نہ ہو گا۔ سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔

(تقویۃ الایمان صفحہ ۵ سطر ۱۰ وغیرہ)

نوٹ: یہ فتویٰ مولوی اسماعیل صاحب شہید دیوبند کا ہے۔ قیامت سے پہلے جس کفر کی ہوا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہوا چلے گی اور ایک دفعہ تمام دنیا میں کافر رہ جائیں گے اور کوئی روئے زمین پر مسلمان نہ رہے گا۔ مولوی اسماعیل صاحب فرماتے ہیں کہ پیغمبر خدا کے فرمانے کے مطابق ہو گیا یعنی وہ ہوا چل گئی اور سب دنیا کافر ہو گئی اس سے تو معلوم ہوا کہ مولوی اسماعیل اور سب دیوبندی وہابی بھی کافر ہیں کیونکہ وہ بھی دنیا میں ہی ہیں اور وہ کفر کی ہوا دنیا پر چل چکی، تو دیوبندی بھی مسلمان نہ رہے یہ ہے دیوبندیوں کی کفر بازی کا عالم کہ ہر مسلمان کو کافر کافر اور بدعتی اور مشرک کہنے کے شوق میں خود بھی کافر بن بیٹھے اور پھر شہید دیوبند کی جہالت کا عالم یہ ہے کہ جس حدیث کا ترجمہ کر کے یہ حکم لگا رہے ہیں کہ وہ ہوا چل گئی یہ حدیث اختتام دنیا کے متعلق ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ یہ ہوا کفر کی خروج دجال اور نزول حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد چلے گی۔ چنانچہ خود یہی اسماعیل اس حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

نکلے گا دجال سو بھیجے گا اللہ عیسیٰ بیٹے مریم کو سو وہ ڈھونڈے گا۔ اس کو اور تباہ کر دے گا۔ پھر بھیجے گا اللہ ایک باد ٹھنڈی ہوا۔

(تقویۃ الایمان صفحہ ۱۲ سطر ۱۷)

اب دیکھئے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صاف فرمایا تھا کہ: دجال لعین و مسیح علیہ السلام کے بعد وہ ہوا چلے گی کہ جس سے سارے مسلمان مر جائیں گے اور صرف کافر ہی کافر رہ جائیں گے۔ مگر مولوی اسماعیل صاحب نے سب دنیا کو کافر بنانے کے لیے حکم جڑ دیا۔ کہ سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے مطابق ہوا۔ یعنی مولوی اسماعیل صاحب کے زمانے میں وہ ہوا چل چکی۔ نہ دجال کی آمد نہ مسیح علیہ السلام کی ضرورت (مرزائی بھی یہی کہتے ہیں) اور لطف یہ کہ دنیا کو کافر بنانے کی لگن میں مولوی اسماعیل صاحب کو یہ نہ سوجھی کہ جب وہ ہوا چل چکی ہے اور مسلمان سب ختم ہو چکے ہیں۔ اس سے تو آپ کے تمام وہابی دیوبندی بھی کافر ثابت ہوئے۔ یہ دیوبندیت کے کرشمے ہیں

اہل دیوبند کا تمام دنیا کے مسلمانوں سے اعلان جنگ

فلاں مقام پر بدعتی لوگ اس حق کے مدرسہ کو نابود کرنا چاہتے ہیں اور آئے دن چندہ دہندگان کو زبانی و استفتاء اور اشتہار کے ذریعے سے بہکاتے رہتے ہیں ...... اب ضرورت محسوس ہوئی اس لیے اب

اجازت ہے، اپنی قوت اور وسعت کے موافق مقابلہ کیجئے۔ بلکہ اب تو اس کو جہاد سمجھئے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۹ صفحہ ۲۱ سطر ۱۲)

نوٹ:- اب تو ہر مسلمان کو دیوبندیوں کی تحریکوں اور مجاہدین دیوبند کے جہاد اکبر کا راز پورا معلوم ہوگیا کہ ان "حضرات" کے نزدیک جہاد کا سب سے بڑا سبب چندہ ہے۔ جو ان کو چندہ دے وہ پکا مسلمان رہتا ہے اور جو ان کو چندہ نہ دے وہ پکا کافر ہو جاتا ہے اور اس سے جہاد کر کے اس بدبخت مشرک کافر کو قتل کر دینا حکیم الامت کی ڈگری اور دیوبندی لاء (قانون) سے فرض ہو جاتا ہے۔ میرے معزز احباب انصاف فرمادیں کہ ہر مسلمان کو کافر کہنا دیوبندی علماء کی فطرت ثابت ہوئی یا سُنی علماء کی۔

ع خود بخود ہوگیا فیصلہ دل کا

سلطان المشائخ حضرت قبلہ عالم گولڑوی کے متعلق

دیوبندیت کے امیر شریعت کا ناپاک فتویٰ

جناب حافظ محمد عبد اللہ صاحب ساکن محلہ قصاباں سیالکوٹ قریب ریلوے اسٹیشن متصل مارکیٹ گوشت نے بندہ سے خود بیان کیا، کہ تحریک خلافت کے ایام میں ایک جلسہ بمقام ڈنگہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات منعقد ہوا۔ میں خود اس میں موجود تھا، تو دیوبندی دین کے امیر شریعت مولوی عطاء اللہ شاہ نے حضرت قبلہ عالم خواجۂ خواجگان چشت اہل بہشت مرشدنا ومولانا حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں یہ ناپاک کلمات کہے کہ:۔

"میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کا غلام تھا مگر چونکہ آپ ہمارے ساتھ نہیں ملے اور تحریک خلافت میں نہ ملنا کفر ہے۔ اس لیے میں نے بیعت توڑ لی ہے۔"

چنانچہ حضرت قبلہ عالم کو اس ناپاک جرأت کا علم ہوا تو آپ کو از حد صدمہ و رنج ہوا۔ فرمایا کہ اس کا خاتمہ خراب ہوگا۔ (اس مضمون کی ذمہ داری حافظ صاحب نے لی ہے)

(نعوذ باللہ) اجمیر شریف جانے کا گناہ زنا سے بھی زیادہ ہے

جو لوگ حاجتیں طلب کرنے کے لیے اجمیر یا سالار مسعود کی قبر پر یا ایسے ہی دوسرے مقامات پر جاتے ہیں، وہ اتنا بڑا گناہ کرتے ہیں کہ قتل اور زنا کا اس سے کم ہے۔

(تجدید و احیائے دین صفحہ ۹۳ مطبوعہ پٹھان کوٹ)

بزرگانِ دین کے وجد سماع کو لذت زنا سے تشبیہ

سوال ۔۔۔۔۔۔۔۔ مولانا محمد حسین صاحب مرحوم کو بغیر سماع چین نہ تھا۔ اس میں کیا اسرار تھا اور غالباً وجہ انتقال جناب مولانا محمد حسین صاحب مرحوم حضور نے بھی سماعت فرمائی ہوگی۔ اس واقعہ سے مجوزان سماع کے واسطے ایک بہت بڑا موقع اس کے جواز کا مل ہوگیا۔ الخ۔

الجواب :۔۔۔۔۔۔۔ بعض لوگوں کو عین معصیت میں موت آگئی ہے۔ چنانچہ پانچ چھ سال ہوئے کہ سہارن پور میں ایک بوڑھا آدمی ایک بازاری عورت سے عین مشغولی کی حالت میں مرگیا۔ الخ۔

(بوادر النوادر، تھانوی، صفحہ ۱۹)

نوٹ :۔ ناظرین مولوی اشرف علی صاحب کی شستہ کلامی وشیریں بیانی ملاحظہ فرمالیں کہ جن کے بارے یہ ارشاد ہورہا ہے۔ یہ مولانا محمد حسین مرحوم حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے۔

تحریکِ ختمِ نبوت میں حصہ لینے والوں پر بھی دیوبندی فتوائے کفر

تقسیم ملک کے بعد جب مرزائی پاکستان میں فتنہ ارتداد پھیلانے میں مصروف ہوئے اور مسٹر ظفر اللہ وزیر خارجہ پاکستان نے اپنے عہدہ سے ناجائز فائدہ اٹھا کر غیر ممالک میں مرزائیت کی تبلیغ کا جال پھیلایا تو لاہور میں مختلف مکاتیب فکر کے علماء کی میٹنگ ہوئی۔ اہل سنت وجماعت کی طرف سے حضرت مولانا ابو الحسنات سید محمد احمد صدر جمعیتہ العلماء پاکستان لاہور اور رئیس الملۃ حضرت مولانا صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحب سجادہ نشین آلو مہار شریف حال مقیم گوجرانوالہ اور دیوبندی وہابیوں کی طرف سے مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولوی محمد علی جالندھری و مولوی داؤد غزنوی غیر مقلد و قاضی احسان احمد شجاع آبادی اور روافض کی طرف سے مظفر علی شمسی شریک ہوئے۔ طے یہ پایا کہ گورنر حکومت پاکستان ملک غلام محمد اور وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین اور صوبائی وزیر محمد ممتاز خان دولتانہ سے مطالبہ کیا جائے کہ

نمبر ۱ :۔ مرزائیوں کو پاکستان میں قانوناً غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

نمبر ۲ :۔ مسٹر ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ کے عہدہ سے برطرف کیا جائے وغیرہ مطالبات پیش ہوئے مگر منظور نہ ہوئے دوبارہ میٹنگ ہوکر طے پایا کہ ایجی ٹیشن کے ذریعہ مختلف مقامات سے رضا کاروں کے قافلے کراچی پہنچیں اور گورنر ہاؤس کے سامنے مظاہرے کریں اور مطالبات منوائیں۔ اس کے سب

ایک مجلس عمل بنی۔ صدر مولانا ابوالحسنات مرحوم اور صدر رضا کاران حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب اور سیکرٹری مجلس عمل داؤد غزنوی منتخب ہوئے۔ دیوبندی چندہ خوری کے لیے از خود منتخب ہو گئے۔ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ اور مطالبات مذکورہ سے تمام فرقوں کے علماء کو اتفاق تھا۔ مگر ایجی ٹیشن یعنی سول نافرمانی کر کے جیلوں میں جانے کے مسئلہ میں دیوبندی اور نجفی اور غیر مقلد فرقہ کے اکثر علماء کو اس کے شرعی جواز میں اختلاف تھا اور وہ کافر کی بیخ کنی کے لیے اپنے آپ کو محبوس کرانے کو ولا تلقو بایدیکم الی التھلکہ کا مصداق قرار دیتے تھے۔ جیسا کہ افاضات الیومیہ میں مولوی اشرف علی تھانوی بھی اسے حرام قرار دے چکے تھے۔ اس لیے رضا کار تحریک میں اُمید سے بہت کم لوگ شریک ہوئے مگر مارچ ۱۹۵۳ء کو تحریک شروع ہوگئی۔ سب سے اوّل رئیس اہل سنت حضرت مولانا صاحبزادہ صاحب رضا کارلے کر کراچی روانہ ہوئے اور گرفتار کر لیے گئے۔ بعدہٗ اکثر شہروں سے رضا کار مظاہرے کرتے اور روانہ ہوتے رہے اور راستوں میں گرفتار کر لیے جاتے رہے۔ پھر یکے بعد دیگرے مولانا ابوالحسنات، مولوی عطاء اللہ شاہ، مولوی محمد علی جالندھری کو گرفتار کر کے بمعہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ سب کو سکھر جیل میں محبوس کر دیا گیا۔ قاضی احسان احمد شجاع آبادی گرفتاری سے بچنے کے لیے پہلے شجاع آباد سے بھاگ کر کہیں روپوش ہو گئے۔ رمبینہ طور پر سب سے پہلے مولوی محمد علی جالندھری جیل میں بدل گئے اور حکومت سے عرض معروض کر کے پیرول میں بالفاظ دیگر تحریک سے معافی ہو کر جیل سے نکل گئے۔ تحریک کمزور پڑ گئی، نئے رضا کاروں کا سلسلہ بند ہو گیا۔ اور محبوس رضا کاروں نے حکومت سے مایوس ہو کر مختلف ذرائع سے جیلوں سے باہر آنا شروع کر دیا مگر رضا کاروں کے اس انفرادی تقدم وتاخر سے مطالبات کی قائمی پر کوئی اثر نہ پڑا۔ اور عوام کی نظریں مرکز کے قائدین پر مرکوز حوصلے بچتہ اور مولانا ابوالحسنات مرحوم وصاحبزادہ صاحب ابھی سکھر جیل میں عزم صمیم لیے مطالبات پر قائم تھے کہ دیوبندی مولویوں عطاء اللہ شاہ بخاری، محمد علی جالندھری، داؤد غزنوی نے ۸ مئی ۱۹۵۳ء مطابق ۵ شعبان ۱۳۷۲ھ کو تحریک سے مکمل استعفار کا اعلان کر کے تمام تحریک اور مطالبات کا خاتمہ کر دیا۔ ان کا یہ عجیب اور بے سروپا بیان جنگ کراچی میں شائع ہوا۔ مولوی داؤد کے بیان کے چند الفاظ یہ ہیں:

"ہم سب بشمول عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا محمد علی جالندھری اس بات پر متفق ہیں کہ مرکز اور صوبہ میں وزراتی تبدیلی کے بعد ہم کو ہر قسم کی سول نافرمانی بند کر دینی چاہیے۔"

(روزنامہ جنگ کراچی ۸ مئی ۱۹۵۳ء)

دیوبندی مولویوں کا یہ بیان فہمیدہ لوگوں کی سمجھ میں نہیں آیا اور اس سے ان کے کسی مخفی دنیاوی پروگرام کے خدشات پیدا ہو گئے۔ کیونکہ مطالبات مذکورہ واجبی اور دائمی تھے۔ صرف وزرات کی تبدیلی پر مقصد برآری

کا اظہار اور مطالبات سے دست برداری بعید از فہم تھی۔ کیا تحریک کا مقصد وزرات کی تبدیلی تھی اور بس، بہرحال مطالبات پورے نہ ہونا مسلم قوم کی بدقسمتی تھی اور شاید یہ تحریک میں بدعقیدہ لوگوں کی شرکت اور ان کے عدم اخلاص کا نتیجہ تھا۔ اگر مطالبات پورے ہوجاتے تو قادیانی دشمن مزید فتنہ ارتداد کے دامن نہ پھیلا سکتا۔ خیر جو کچھ ہوا، ہوگیا۔ اور ہمیں یقین ہے کہ جس مسلمان نے جتنا بھی کام کیا اس کا ضرور اجر پائے گا، مگر قابل تعجب بات یہ ہے کہ حکومت نے تو مرزائیوں کو کافر قرار نہ دیا۔ البتہ دیوبندیوں نے الٹا تحریک ختم نبوت کے رضاکاروں کو کافر بنا دیا۔ چنانچہ مؤرخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۶۲ء مطابق ۲۲ جمادی الاول ۱۳۸۲ھ کو دیوبندیوں کی مسجد مدینہ چک نمبر ۱۰۳ منڈی چشتیاں شریف کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے انہیں مولوی محمد علی صاحب نے ایک جاہل نابکار کے اشارے پر یا اجرت و خط کے اضافہ کے لالچ میں یہ الفاظ کہہ ڈالے کہ جن لوگوں نے تحریک میں معافیاں مانگی تھیں وہ مسلمان نہیں رہتے، ان کے پیچھے نماز نہ جائز ہے، الخ۔

مولوی صاحب کو شاید یہ الفاظ کہتے خیال نہیں آیا کہ وہ خود اور ان کی ساری برادری اس کفر کی زد میں آگئی کہ وہ خود بیرول (معافی) پر جیل سے نکلے اور اکثر دیوبندی بھی مختلف طریقوں سے قبل از میعاد سزا یا فیصد تحریک جیلوں سے بھاگ نکلے۔ چنانچہ مولوی صاحب کے اس معاندانہ فتوے کے بعد بعض لوگوں نے دیوبندی فرقہ کے معتمد مفتیوں سے جو فتوے طلب کئے اور انہوں نے اصل جواب دے کر جالندھری صاحب اور دیوبندیوں کی مکاری کا بھانڈا پھوڑا۔ وہ مختصر بالفاظہ ملاحظہ ہو۔

سوال:- کیا فرماتے ہیں کہ علمائے دین دریں مسئلہ کہ ہمارے چک کے امام مسجد صاحب جو کہ عالم فاضل ہیں وہ تحریک خلاف مرزائیت ۱۹۵۳ء میں رضاکاروں کے ساتھ جیل میں گئے تھے۔ پھر وہ معافی مانگ کر باہر آگئے تھے (الی قولہ) دریافت طلب امر یہ ہے کہ جن لوگوں نے معافیاں مانگی تھیں وہ مسلمان رہے یا نہیں اور ان کی امامت نماز شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ (مختصراً)

الجواب:- $\frac{۴۳۷}{۲۸}$ ملا امام موصوف کی اقتدا میں نماز درست ہے۔ (بندہ عبدالستار عفی عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان۔ ملا اس تحریک کے اختتام پر کافی حضرات نے معافی مانگ کر رہائی حاصل کی۔ لہٰذا اس وجہ سے ان پر ملامت نہیں کی جاسکتی۔ فقط والجواب صحیح۔

مہر مدرسہ خیر المدارس ملتان

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان۔ $\frac{۶}{۱۲}$ ۱۵

سوال:- (مذکور)

الجواب:- اگر امام مذکور میں اور کوئی خلاف شرع باتیں نہ ہوں تو اس کی اقتدا میں نماز پڑھنا درست ہے۔ فقط والسلام۔ بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان۔

مہر مدرسہ

ان دونوں فتووں کو پڑھ لیجئے اور مولوی عبداللہ صاحب کے الفاظ "کافی حضرات" بھی بغور پڑھ لیجئے۔ یہ کافی حضرات کون تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ اسی فرقہ کے ہی تھے، ہم ان کی طویل فہرست یہاں دینا فضول سمجھتے ہیں کیونکہ وقت گزر گیا اور دفن شدہ مردے اکھیڑنا بے فائدہ کام ہے اور پھر یہ ذاتیات پر اتر آنے کا معاملہ ویسے بھی اخلاقیات سے باہر ہے۔ یہ تو دیوبندیوں کا ہی شیوہ ہے کہ جب وہ علمائے اہل سنت پر کوئی اعتقادی گرفت نہیں کر سکتے تو ذاتیات کو موضوع بحث بنا کر اپنی امت کو خوش کیا کرتے ہیں۔ غرض صرف یہ کرنا ہے کہ مسلمان کو کافر کہنا خود کفر ہے۔ اب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے مفتی آپس میں نپٹ لیں کہ ان میں کون مسلمان ہے اور کون نہیں اور انہیں سنیوں پر نکتہ چینی کرنے سے پہلے اپنے گھر کی پڑتال بھی کر لینا چاہیے ؎

اتنی نہ بڑھا پاکئ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

دیوبندیوں کی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اغراض ومقاصد

حصول مربعہ جات زمین ○ آڑھت کی دکانیں

دیوبندی کہتے ہیں کہ ہم ہی تحفظ ختم نبوت کے ٹھیکیدار ہیں۔ واقعی سنی بریلویوں نے اس کو پیٹ پرستی کا کاروبار بنا کر ختم نبوت کے روپیہ سے کاروبار بھی نہیں چلایا۔ البتہ سنی علماء کی مخلصانہ تبلیغی سرگرمیاں محتاج تعارف نہیں اور اعاظم اہل سنت کی تالیفات مثلاً امام العلماء الربانیین قدوۃ المحققین حضور قبلہ عالم سیدنا خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آرام فرمائے گولڑہ شریف کی تصنیفات "سیف چشتیائی" "حیات مسیح" وغیرہا۔ اور مجدد ملت امام اہلسنت اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ کی تصنیف "السوء العقاب علی المسیح الکذاب" ودیگر کتب مثلاً افادۃ الافہام وغیرہ اس باب میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ورنہ جانیے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں ہی عطاء اللہ شاہ بخاری۔ محمد علی جالندھری اہلسنت کے مقتدر علماء حضرت مجاہد اعظم مولانا ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ خطیب مسجد وزیر خان لاہور صدر مجلس عمل اور شہزادہ خطابت حضرت مولانا صاحبزادہ فیض الحسن شاہ صاحب مدظلہ کی جوتیاں چاٹا کرتے تھے اور انہیں کے نام پر دیوبندی دس لاکھ روپیہ لوگوں سے بٹور کر ثواب دارین سے مشرف ہوئے۔

خود دُزد خود پاسباں

اہل فہم کو یہ دیکھ کر واقعی حیرانی ہوگی کہ تحفظ ختم نبوت کے نام پر زمینوں کی ملکیت اور آڑھت کی دکانوں کے اجر جمیل سے مشرف ہونے والے اس دیوبندی گروہ نے ہی پورے ۱۳ سو سال بعد سب سے اوّل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کو جس قدر نقصان پہنچا کر جھوٹے نبیوں کی مدد کی ہے کسی بد ترین سے بدترین فرقہ کو یہ جرأت نہیں ہوسکی حضور رسالت مآب خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں ارشاد ربانی ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کے لفظ خاتم النبیین کے متعلق پورے ۱۳ سو سال تک تمام علمائے امت کا قطعی وحتمی اجماع رہا کہ لفظ خاتم النبیین صرف آخری نبی کے معنی میں محصور اور بند ہے اس کا ہرگز کوئی اور معنی نہیں اور اس معنی کے علاوہ کوئی اور تاویل کرے یا معنی کرے وہ منکر اجماع کافر ومرتد ہے۔

انگریزوں کی شرارت

مگر چونکہ انگریز ہندوستان میں فتنہ پیدا کرنے کے لیے حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں ایک جھوٹا نبی بنانا چاہتے تھے اس لیے فرنگی دشمن کسی عبد البطن مولوی سے خاتم النبیین کے معنی میں اجماع امت کے خلاف ترمیم کرانا چاہتا تھا اور سارے ہندوستان میں مسلمانوں کے دشمن اور انگریزوں کے زرخرید غلام صرف دیوبندی مولوی تھے۔ چنانچہ ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی میں بانی دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی اور مولوی رشید گنگوہی اور ان کا ٹولہ ہی انگریزوں کی حمایت میں مجاہدین اسلام سے جنگ کرتا رہا بلکہ کئی دیوبندی مولوی تو اپنے سفید آقا کے ناموس پر "شہید" بھی ہوگئے۔ دیکھو کتاب دیوبندیوں کی تذکرۃ الرشید حصہ اول ص۷۵ اور ہماری اس کتاب دیوبندی مذہب کے ص۱۰ پر ہم حوالہ دے چکے ہیں۔ اس لیے اس موقعہ پر بھی بانی دیوبند نے ہی انگریزی نبی کے لیے راستہ صاف کرنے کے لیے اجماع امت کا منکر ہو کر خاتم النبیین کا معنی نکالا "ذاتی" اور مرتبی خاتم اور اجماعی معنی "آخر الزمان نبی" اور "خاتم زمانی" کو بے فضیلت بتا کر اس کے ساتھ یہ معنی گھڑ کر انگریزی نبی کے لیے گنجائش نکال دی۔ پھر سب کی پانچوں گھی میں ہوگئیں۔ بانی دیوبند پر اس کا گورا آقا راضی ہوا مرزا غلام احمد کے لیے خاتم النبیین کے ذاتی عارضی اصلی ظلی معنے گھڑنے کا میدان صاف ہوگیا اور بانی دیوبند کے صالح متبعین کے لیے تحفظ ختم نبوت کے لیے قربانی کی کھالیں اور چندہ اندوزی کا مستند دھندا کھل گیا۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کی اسلامی خدمات

دیوبندیوں کے ہر کام میں زر اندوزی کا ہی مقصد درپیش ہوتا ہے۔ چنانچہ تحفظ ختم نبوت کا صدر مشہور قصہ خوانی مولوی محمد علی جالندھری جس نے دو تین کاروباری حصہ دار مبلغ بھی اپنے ساتھ نتھی کر رکھے ہیں۔ لاکھوں روپیہ نبی کی ناموس کے نام پر جمع کر کے زمین کے مربعے اور آڑھت کی دوکانوں سے مشرف ہو کر نعیم دارین و اجر جمیل سے ثواب عظیم حاصل فرما چکے ہیں۔ چنانچہ دیوبندی فرقہ کے مرشد اعظم جناب منشی عبدالکریم شورش کشمیری اپنے رسالہ چٹان میں اپنے ہی اس مرید مخلص مولوی محمد علی جالندھری کے متعلق لکھتا ہے۔

وہ (مولوی محمد علی جالندھری) ہمارے ۔۔ اب بھی اسی طرح محترم ہے جس طرح پہلے تھے، لیکن ایک چیز ہے مولانا محمد علی کی ذات ۔۔ دوسری چیز ہے مجلس تحفظ ختم نبوت تیسری چیز ہے۔ اس مجلس کے نام پر جمع کردہ روپیہ الخ۔ (اس کے چند سطور بعد پر شورش صاحب لکھتے ہیں) مولانا محمد علی جالندھری بہر حال اس مجلس اور اس روپیہ کے امین بنے ہوئے ہیں۔ اب اگر وہ اس مجلس کو اپنی ذات تک محدود کر لیں اور جس مقصد کے لیے یہ روپیہ جمع ہوا ہے یا ہو رہا ہے اس مقصد پر صرف نہ ہو بلکہ اس کے برعکس ان کے مشاہرہ میں صرف ہو یا اس سے اراضی خرید لی جائے یا اس سے آڑھت کی جائے اور جس عظیم مقصد کا روپیہ ہے وہ عظیم مقصد روز بروز مجروح ہو رہے تو ہمارے کرم فرما ہی ہمیں بتائیں کہ اصلاح احوال اور احتساب جماعت کا کون سا طریقہ ان کے نزدیک مستحسن و موزون ہے۔ مقصد روپیہ جمع کرنا، تنخواہیں بانٹنا اور آڑھت چلانا ہے یا تحفظ ختم نبوت الخ

(ہفت روزہ رسالہ چٹان لاہور اشاعت ۲۳ مارچ ۱۹۶۶ء)

ناظرین غور فرمائیں کہ یہ سب رونا ان کے گھر سے رویا جا رہا ہے اور اس سے واضح ہے کہ تحفظ ختم نبوت کا دیوبندی مقصد کیا ہے اور روپیہ ان کے تقویٰ کا کس طرح دیوالہ نکال رہا ہے۔

ختم نبوت کے نام پر دو لاکھ روپیہ کی بندر بانٹ

حکومت سے مرزائیوں کو پاکستان میں غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لیے مارچ ۱۹۵۳ء میں عظیم عالم اہلسنت حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد شاہ صاحب خطیب جامع مسجد وزیر خاں لاہور کی صدارت

میں ایک تحریک چلی۔ دیوبندی مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری و محمد علی جالندھری نے بھی تحریک میں شمولیت حاصل کرکے اسی تحریک کے نام پر ملک کے مختلف شہروں سے دو لاکھ روپیہ جمع کرلیا کہ یہ روپیہ رضاکاروں اور تحریک کے ضروری مصارف پر خرچ کیا جائے گا۔ حکومت پاکستان اس تحریک کے خلاف تھی اس لیے اس نے اس تحریک کے مشہور افراد حضرت مولانا ابوالحسنات مرحوم و حضرت مولانا صاحبزادہ فیض الحسن شاہ صاحب مدظلہ اور مولوی عطاء اللہ شاہ و محمد علی کو گرفتار کرکے سکھر جیل بھیج دیا۔ مبینہ طور پر مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری گرفتاری کے وقت یہ دو لاکھ روپیہ اپنے بیٹے کے سپرد کر گئے کہ اس ثواب دارین کی پوری نگرانی کرنا۔ تمہاری پشتوں کے لیے کافی ہوگا۔ مگر جب جیل میں محمد علی جالندھری کو پتہ چلا کہ اس روپیہ پر عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب ؒ کہنے لگے کہ تحریک کو گرم کرنے کے لیے میرا جیل سے باہر جانا ضروری ہے۔ بخاری صاحب بھی معاملہ سمجھ گئے کہ یہ جرأت محض اس روپیہ سے پیٹ گرم کرنے کے لیے کی جارہی ہے۔ انہوں نے بہتیرا سمجھایا مگر جالندھری صاحب بالآخر (پیرول) ضمانت و معافی پر جیل سے نکل آئے۔ عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب نے اپنے فرزند ارجمند کو پیغام بھیجا کہ محمد علی روپیہ پر ہاتھ صاف کرنے کے لیے سکھر جیل سے باہر آچکا ہے۔ خبردار ہوجاؤ۔ محمد علی روپیہ پر ہاتھ صاف کرنے کے لیے سکھر جیل سے معافی لے کر آرہا ہے۔ بخاری کا بیٹا یہ جانکاہ خبر سن کر روپیہ لے کر مظفر گڑھ بھاگ گیا۔ ادھر جالندھری صاحب کو دست پر دست آئے جارہے تھے کہ تحریک ختم ہوگئی اور بخاری صاحب نے آئندہ خطرات سے بچنے کے لیے جالندھری کو برابر کا حصہ دے کر باہمی بندر بانٹ کرکے یہ تمام روپیہ ہضم کر گئے۔ صدر مجلس عمل مولانا ابوالحسنات نے بار بار اس روپیہ کا حساب مانگا۔ چنانچہ جمعیۃ العلمائے پاکستان کے داعی رسالہ "السواد الاعظم" لاہور جو کہ مولانا ابوالحسنات کی سرپرستی میں چھپتا تھا کے ایڈیٹر مولانا معین الدین نے بذریعہ رسالہ ہذا بارہا اس دو لاکھ روپیہ کے حساب کا مطالبہ کیا چنانچہ اسی مطالبہ کو سواد اعظم مجریہ ۷ نومبر مطابق ۸ جمادی الآخر ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء میں دہرایا گیا۔ مگر دیوبندیوں کو ایسا سانپ سونگھ گیا کہ آج تک صدائے بازگشت نہ اٹھی اور بقول شورش کشمیری زمینیں اور آڑھت کی دکانیں بنالی گئیں۔

دو وجہ لاکھ تحریک قابض ہو رہا ہے تو جالندھری صاحب کا ہارٹ فیل ہونے لگا اور جالندھری صاحب

کیا دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک پاکستان کے تمام مسلمان مشرک ہیں حضرات انبیائے کرام علیہم السلام و اولیائے عظام کی روحانی امدادیں اور ۱۹۶۵ء کی جنگ میں نعرہ یارسول اللہ و نعرہ یا علی کی جلالت و کرامت کا ظہور

دیوبندی کہتے ہیں کہ یارسول اللہ و یا علی کا نعرہ شرک و کفر ہے اور کوئی مسلمان یارسول اللہ و یا علی کا نعرہ

لگائے تو دیوبندیوں کے قہر وغضب کا درجہ حرارت ۱۲۵ ڈگری سے بھی بڑھ جاتا ہے۔ چہرے کا رنگ ولیدانہ اور قلب ونظر کے اطوار نیر بدانہ اور روسیاہی کی حالت قابل دید ہوتی ہے مگر اس نعرہ مبارک کی عظمت وجلالت اور تصرفات وکرامات پاک وہند کی ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ میں غازیان اسلام نے جو میدان کارزار میں مشاہدہ کیے اور علی رغم انف المنکرین تمام پاکستانی اخبارات نے شائع کیے۔ روزنامہ جنگ کراچی اشاعت منگل ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۵ء ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ کی سب سے اوپر کی موٹی سرخیاں اور عبارت بلفظہ ملاحظہ ہوں۔ الفاظ یہ ہیں:-

پاکستانی افواج نے یارسول اللہ کا نعرہ لگا کر بھارت کی ٹڈی دل فوج کا صفایا کر دیا

بمباری سے پہلے ایک بزرگ سیالکوٹ شہر خالی کرنے کی ہدایات کرتے رہے

سرگودھا کے ہوائی اڈہ پر ایک درویش کو جھولی میں بم لیے دیکھا گیا۔

راولپنڈی ۱۱ اکتوبر (نمائندہ جنگ) پاکستانی افواج نے یارسول اللہ اور یاعلی مدد کے نعرے لگاتے ہوئے بھارتی ٹڈی دل فوج کو بری طرح شکست دی ہے اس معرکہ میں نبی آخرالزمان اور شیر خدا اپنے مجاہدین کے سروں پر موجود تھے۔ ۱۲ سو میل لمبے محاذ پر سبز کپڑوں والے مجاہد سفید لباس میں ایک بزرگ اور گھوڑے پر سوار ایک جری دیکھے گئے چونڈہ کے نزدیک ایک نورانی خاندان کو مہاجرین کی امداد کرتے ہوئے مجاہدین کے ساتھ یارسول اللہ مدد کے نعرے لگاتے ہوئے دیکھا گیا۔ سرگودھا کے ہوائی اڈے پر ایک بزرگ اپنی جھولی میں بم لیتے ہوئے دیکھے گئے۔ لاہور، ظفروال چونڈہ اور سیالکوٹ میں اکثر غازیوں کو شاباش دی گئی اور بعض مقامات پر یارسول اللہ اور یاعلی کے نعرے سنے گئے سیالکوٹ شہر میں گولہ باری سے پیشتر ایک بزرگ شہر کو خالی کرنے کی ہدایت کرتے رہے اور بآواز بلند کلام پاک پڑھتے رہے۔ مختلف محاذوں سے ان محیرالعقول اور ایمان افروز کرامات کی اطلاعات ملتی رہی ہیں۔ ان کرامات اور غیبی امداد کے واقعات کو ایک پمفلٹ کی صورت میں شائع کرنے کے لیے ایک مذہبی انجمن محاذ کے جوانوں اور گردونواح کے علاقوں سے ایسے افراد کے ذریعے عنقریب کام شروع کر رہی ہے۔ ان کرامات اور محیرالعقول واقعات کا اعتراف مسلمان جوانوں، مجاہدین اور شہریوں کے علاوہ بھارت کے جنگی قیدیوں نے بھی کیا۔

(اخبار جنگ کراچی منگل ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۵ء ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ)

نوٹ:- پاکستانی افواج نے یارسول اللہ ویاعلی کا نعرہ لگا کر میدان جیتا۔ اخباروں نے یہ خبریں شائع کیں پاکستان کے تمام مسلمان پڑھ کر خوش ہوں۔ دیوبندی بتائیں کہ کیا یہ ساری دنیا مشرک ہو گئی۔

باب شانزدهم
۱۶

باب ۱۶ شانزدہم

چاہ کن را چاہ در پیش

دیوبندیوں کے کفریات

اُن کے طواغیتِ اربعہ کا کھلا کفر

کافر ہوئے جو آپ تو میرا قصور کیا
جو کچھ کیا وہ تم نے کیا بے خطا ہوں میں

اصول ۱ :۔ جس مسلمان کا بنیادی عقیدہ خراب ہو جائے، وہ کافر ہو جاتا ہے۔
تائید :۔ اشارۃ الیٰ تکفیرہ بفساد اعتقادہ
یعنی عقیدہ خراب ہو جانے کی وجہ سے تکفیر کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔
(اکفار الملحدین مصنفہ مولوی انور شاہ صدر دیوبند، صـ۱، سطر ۱۶)

اصول ۲ :۔ جو مسلمان دین کی ضروری بات (جیسے عزت خدا اور رسول) کا انکار کرے وہ کافر ہو جاتا ہے۔
تائید :۔ جو کسی ضروری دین کا انکار کرے چاہے تاویل کرے یا نہ کرے، بہر صورت کافر ہے مرتد ہے، پھر جو اُسے کافر و مرتد نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔
(اشد العذاب مصنفہ مولوی مرتضےٰ حسن دربھنگی ناظم دیوبند صـ۱۶، سطر ۷)

تمہید

خدا تعالیٰ جل شانہ کا یہ اٹل قانون ہے کہ جو شخص کسی انسان کو بلا وجہ کسی گناہ سے ملوث کرتا ہے، تو خدا تعالےٰ خود اسی شخص کو اسی گناہ کے اندر مبتلا کر دیتا ہے، دیوبندی مذہب کے اکابرین وہابی مولویوں نے جب تمام عالم اسلام، مشائخ کرام و اولیاء اللہ پر بدعتی مشرک اور کافر ہونے کے فتوے چلائے و جمہور اُمت مسلمہ کی تکفیر کی۔ یہاں تک کہ سوائے چند ایک دیوبندی ملاؤں کے کسی کو بھی مسلمان نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے مقبولوں کے گستاخ دیوبندی وہابی مولویوں پر غضب فرمایا اور ان کے بڑے بڑے شیخ الحدیث اور

حکیم الامت کہلانے والے چار مولوی ضروریات دین کا انکار کر کے خدا تعالیٰ جل شانہٗ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی توہین کر کے خود کفر و ارتداد کا شکار ہو گئے۔ خدا تعالیٰ کو جھوٹ سے متصف کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کو پاگلوں، حیوانوں ایسا بتایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ابلیس لعین سے بھی کم بتایا۔ تو دیوبندیوں کے جن چار پیشواؤں، محمد قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد سہارنپوری، اشرف علی تھانوی نے خدا تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر ناپاک حملے کر کے اسلام کی ضروری بات ختم نبوت و ایمان باللہ و ایمان بالرسول کے ضروریات کا انکار کیا ہے۔ وہ یقیناً مرتکب کفر ہیں اور تمام امت محمدیہ و جمہور علمائے اسلام عرب و عجم اس بات پر متفق ہیں اور ان کے اذناب دیوبندی ذریت میں جو شخص ان کے کفر پر مطلع ہو کر رضا بالکفر ظاہر کر کے اُن کے کفر میں شک کرے اور خدا تعالیٰ جل شانہٗ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پر راضی ہو کر اپنے پیشوا کے کفر پر پردہ ڈالے وہ بھی کافر و مرتد ہے۔ یہ مسئلہ تمام اُمتِ محمدیہ کا متفقہ ہے۔

دیوبندیوں کے طواغیتِ اربعہ کے کھلے کفریات

کفریہ عبارت نمبر ا

بانی دیوبند محمد قاسم نانوتوی کا کھلا کفر، ختم نبوت کے معنٰے پر اجماع سے مکمل انکار

خاتم النبیین کے معنٰے اجماعی منقول بنقل متواتر کا انکار

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ سابق انبیاء کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہلِ فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

(تحذیر الناس مصنفہ محمد قاسم نانوتوی صہ۳ سطر ۱۶)

نوٹ: ۔جس طرح قرآن مجید کے الفاظ منقول بنقلِ تواتر کا انکار کفر ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کے معنی اجماعی و منقول بنقلِ تواتر کا انکار بھی کفر ہے اور قرآن مجید کے ارشاد خاتم النبیین کا معنی لا نبی بعدی منقول بنقلِ تواتر ہے اور خاتم النبیین کے اسی معنی فرمودہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جمیع اُمت محمدیہ کا اجماع ہے کہ حضور کا زمانہ سابق انبیاء کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں زمانہ آخری نبی ہیں۔ اور بعد اسی ہی معنی کا حامل ہے۔ اور محمد قاسم نے اسی معنی اجماعی منقول بنقلِ متواتر کو جاہلانہ و عامیانہ خیال بتا کر

فرمان نبوی لا نبی بعدی اور خاتم النبیین کے معنی اجماعی منقول بنقل متواتر کا صاف انکار کر دیا ہے جو کھلا کفر ہے اور پھر منکر اجماع کا کافر ہونا سب کے نزدیک مسلم ہے، خود صدر دیوبند بھی لکھتا ہے۔

"فکل مسئالة یقطع فیها بالاجماع الی قوله ومخالف هذا الاجماع یکفر کما یکفر مخالف النص البین۔

(اکفار الملحدین مصنفہ مولوی انور شاہ صفحہ ۶ سطر ۱)

۲۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اجرائے نبوت کا صاف اقرار

(۱) سو اسی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمایئے۔ یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض۔ اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے۔ پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں، آپ پر سلسلۂ نبوت ختم ہو جاتا ہے

(تحذیر الناس صفحہ ۱۱)

(۲) ایک مراد ہو تو شایان شان آپ کے خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی۔ (تحذیر الناس صفحہ ۸)

(۳) اگر اختتام بایں معنی تجویز کیا جائے۔ جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم النبیین ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص ہو گا، بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو۔ جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔

(تحذیر الناس صفحہ ۱۳)

(۴) اگر خاتمیت بمعنی اوصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے۔ جیسے اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے۔ تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے، بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہو گی۔ افراد مقدرہ بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا، چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔ الخ۔

(تحذیر الناس صفحہ ۲۴)

نوٹ :۔ مولوی نانوتوی نے خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کو جاہلانہ خیال بتا کر ختم نبوت کے خود یہ معنی گھڑے ہیں کہ حضور خاتم النبیین بایں معنی ہیں کہ آپ میں وصف نبوت بالذات ہے اور دیگر انبیائے کرام میں بالعرض جیسا کہ مرزا قادیانی بھی یہی کہتا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہیں بلکہ ذاتی اور اصلی نبی کے ہیں۔ دیکھو ازالہ اوہام، تو نانوتوی کے تراشیدہ معنی کے لحاظ سے حضور کے بعد ہمیشہ کے لیے نبوت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور افراد مقدرہ کے لفظ سے واضح ہے کہ اس کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی افراد نبوت تقدیر الٰہی

میں موجود ہے۔ وھذا کفر بالاجماع مؤلف "چراغ سنت" فرماویں کہ کیا ہم نے بھی ایک ہی لفظ نقل کیا ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ اگر دیو بندیوں کی یہی تحقیق و "حکمت" جاری رہی تو چند دنوں کے بعد ساری "تحذیر الناس" ایک حرف بھی نہ بن سکے گی بوئے محمد قاسم کا نبوت کے افراد مقدر ماننا صاف بتا رہا ہے کہ اس کے نزدیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد بھی نبوت کے کچھ افراد تقدیر میں موجود ہیں اور یہاں مقدرہ کا معنی مفروضہ لینا باطل ہے کیونکہ وہ خود اس سے آگے بلکہ بالفرض کہہ رہا ہے۔ بل اضراب کے لیے ہے اور اضراب الشئی عن نفسہ قطعاً باطل ہے یعنی یوں کہنا کہ افراد مفروضہ بلکہ بالفرض یہ تو کلام ہی باطل ہے یا کوئی یوں کہے کہ آپ آئیں بلکہ آپ آئیں۔ یہ تو کلام ہی باطل ہے۔ ہاں کلام تب درست ہوگا کوئی شخص کسی شخص سے یوں کہے کہ آپ خط لکھیں بلکہ آپ آجائیں۔ تو معلوم ہوا کہ بل کے ماقبل اور مابعد کا مغائر ہونا ضروری ہے۔ ورنہ کلام باطل ہوتا ہے تو لازماً ماننا پڑے گا کہ اس کے نزدیک مقدرہ سے مراد مفروضہ نہیں بلکہ تقدیر الٰہی میں مقدرہ افراد مراد ہیں اور حضور کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبیوں کے مقدر ماننا دیوبندیت کا ہی کرشمہ ہے۔

کفریہ عبارت نمبر ۲

رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھوی کا کھلا کفر

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلم الخلق ہونے کا انکار ! ! !

۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابلیس سے بھی کم علم ہونے کا صاف اقرار

الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے الخ۔

(براہین قاطعہ مصنفہ خلیل احمد مطبوعہ دیوبند ص ۵۱ سطر ۱۱)

۲۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرشتہ ملک الموت سے کم علم ہونے کا صاف اقرار

ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔ (براہین قاطعہ مذکور، ص ۵۲، سطر)

نوٹ: حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام مخلوق الٰہی سے وسیع العلم ماننا ضروریات دین سے ہے اور ملک الموت اور دیوبندیوں کا صاحب نسبت ابلیس بھی حضرت آدم علیہ السلام کے علمی مقابلہ میں ہی خدا تعالیٰ سے لاعلم لنا الا ما علمتنا عرض کر چکے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کس طرح بڑھ سکیں۔ اور مولوی خلیل احمد و رشید احمد نے شیطان اور ملک الموت کو صاف لفظوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اعلم اور وسیع العلم لکھا ہے اور یہ صاف کفر ہے۔ کیوں کہ یہ متفقہ مسئلہ ہے کہ جو شخص کسی بھی مخلوق کو حضور سے زیادہ عالم کہے، وہ کافر ہو جاتا ہے۔ دیکھو خود دیوبندیوں نے لکھا ہے:

"جو شخص یہ کہے، کہ فلاں مخلوق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ علم رکھتی ہے، وہ کافر ہے"۔

(ترجمہ عبارت عربی المہند، مصنفہ ومصدقہ جمیع مولویان دیوبند، صہ ۲۵، سطر ۱۲)

کفریہ عبارت نمبر ۳

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو پاگلوں، حیوانوں سے تشبیہ

اشرف علی تھانوی کا کھلا کفر

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب مبارک کا پاگلوں حیوانوں کے برابر ہونے کا صاف اقرار

آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے الخ۔

(حفظ الایمان مصنفہ اشرف علی مطبوعہ دیوبند صہ ۶ سطر ۶)

نوٹ: خاصہ اور عدم خاصہ کا معنی ہر شخص جانتا ہے، خاصۃ الشئ ما لا یوجد فی غیرہ اور عدم خاصہ اس کو کہتے ہیں کہ وہی صفت جو ایک فرد میں پائی جائے وہی صفت دوسرے فرد میں بھی پائی جائے۔ مثلاً اگر کوئی یہ کہے کہ وحدہ لا شریک ہونے میں خدا تعالیٰ ہی کی کیا تخصیص ہے تو اس کے اس مردود قول سے معلوم ہوگا کہ وہ خدا تعالیٰ کی صفت خاصہ کا منکر ہے اور اسی صفت کو اسی حیثیت سے وہ غیر کے لیے بھی مانتا ہے۔ لہٰذا وہ کافر ہے اب دیکھئے جا سب مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی

اپنی ہر صفت میں مختص و ممتاز ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر صفت حضور کا ہی خاصہ ہے کسی غیر میں نہیں پائی جا سکتی مگر مولوی اشرف علی صاحب کہتا ہے اسکے لفظ سے وہ حضور کے ہی خاصہ علم کو پاگلوں حیوانوں کے لیے ثابت کرتا ہے اور حضور ہی کی کیا تخصیص ہے کے بعد تھانوی کا یہ کہنا کہ ایسا علم تو پاگلوں، حیوانوں کے لیئے بھی حاصل ہے صاف بتا رہا ہے کہ وہ پاگلوں اور جمیع حیوانات گیدڑ، کتے وغیرہ کے علم غیب کو حضور کے بالکل برابر کہہ رہا ہے اس میں صاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے اور یہ کھلا کفر ہے۔ دیکھو خود دیوبندیوں نے بھی لکھ دیا ہے کہ

"جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و بہائم و مجانین کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے"۔

(المہند ص۳۰، سطر ۱۳)

خود دیوبندیوں کا اقرار کہ واقعی

یہ عبارات کفریہ ہیں

مولوی محمد ادریس دیوبندی کاندھلوی لاہوری کا اقرار کہ ان عبارات میں توہینِ رسول ہے

میں صراط مستقیم، براہین قاطعہ، حفظ الایمان، رسالہ الامداد اور مرثیہ محمود الحسن نامی کتابوں کے مصنفین اور علمائے دیوبند کا عقیدت مند ہوں۔ لیکن ان کی عبارت میرے دل کو نہیں لگ سکی ہیں۔

(بیان مولوی ادریس مندرجہ ماہنامہ تجلی دیوبند اگست و ستمبر ۱۹۵۷ء)

نوٹ: دیکھئے مولوی ادریس صاحب اقرار کر رہا ہے کہ دیوبندیوں کی متنازعہ فیہ کفریہ عبارات گستاخانہ ہیں۔ اسی لیئے تو اس کے دل کو نہیں لگتیں مگر برا ہو شخصیت پرستی کا اور اندھی عقیدت کا دل تو ان گستاخانہ عبارات پر مطمئن نہیں مگر ان کا عقیدت مند ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کے ساتھ عقیدت گویا علمائے دیوبند اور عوام دیوبندیوں کے لیے قابل فخر چیز ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مولوی ماہر القادری دیوبندی کا اقرار کہ ان عبارات میں حضور کے لیے غلط الفاظ استعمال ہوئے ہیں

ہاں یہ ضرور ہے کہ بعض موحدین (دیوبندی وہابی) علماء سے لفظوں میں بے احتیاطی ضرور ہو گئی ہے۔ بات قرینہ اور خوبصورتی کے ساتھ محتاط انداز میں کہنی چاہیے تھی۔ ہمیں اعتراف ہے کہ لفظوں کی بے احتیاطی اور

اور بدسلیقگی کے باعث خود ان کے مشن کو نقصان پہنچا ہے۔

(ماہنامہ فاران کراچی بابت جون ۱۹۵۷ء ص ۱۹)

مولوی عامر عثمانی دیوبندی کا اقرار کہ ان کفریہ عبارات میں حضور کے شان کے متعلق بے احتیاطی کی گئی ہے

(۱) ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ نہ صرف الشہاب الثاقب (مصنفہ حسین احمد دیوبندی) کا انداز تحریر واقعی غیر محمود لائق اجتناب ہے۔ بلکہ ہم وہابیوں کے، اور بھی بزرگوں سے کہیں کہیں از راہ بشریت الفاظ و انداز کی ایسی لغزشیں ہوگئی ہیں کہ انہیں قابل اصلاح کہنا چاہیے۔ (تجلی دیوبند فروری مارچ ۱۹۵۹ء ص ۸۴)

(۲) میں صاف کہتا ہوں کہ ان علمائے (دیوبند) کی بظاہر قابل اعتراض غلو آمیز اور وحشت انگیز تحریروں میں بھی نہ صرف یہ کہ الفاظ و اسلوب کے لحاظ سے ہی بہت سے ایسے ٹکڑے ہیں جنہیں فرق مراتب کے ساتھ قابل اصلاح اور قابل ترمیم اور لائق حذف کہا جاسکتا ہے۔ بلکہ معنوی اعتبار سے بھی کتنے ہی ٹکڑے لائق نظر ہیں۔

(تجلی دیوبند اگست دسمبر ۱۹۵۷ء، ص ۴۲)

(۳) حضرت مولانا ہی ارشاد فرمائیں کہ انہوں نے بڑے بڑے ائمہ حق کی پیروی میں کہاں تک اہل حق کا فریضہ سرانجام دیا ہے؟ اور اکابر دیوبند (اشرف علی تھانوی و قاسم نانوتوی و خلیل احمد و رشید احمد گنگوہی) کی غلطیوں سے رجوع کرنے میں کہاں تک خلوص وللہیت سے کام لیا ہے۔

(تجلی دیوبند فروری، مارچ ۱۹۵۷ء ص ۷۵)

مولوی غلام نبی دیوبندی فورٹ عباس کا اقرار کہ عبارات گمراہ کن ہیں۔

پہلی فرصت میں یہ مسائل ان کتابوں سے کھرچ دیجئے تاکہ مسلمان گمراہ نہ ہوں (الی قولہ) دنیا والوں کو تاویلوں اور تحریفوں سے دھوکہ دیا جاسکتا ہے۔ کیا خبیر و دانا کو بھی فریب دیا جاسکتا ہے۔

(روزنامہ تسنیم لاہور ۱۸ اگست ۱۹۵۸ء) مفصل عبارات باب سوم میں ملاحظہ کریجیے)

مولوی محمد قاسم نانوتوی بانیٔ دیوبند پر اس کی کفریہ عبارت کی وجہ سے خود علمائے دیوبند کا فتوائے کفر

مولوی نانوتوی نے اپنی کتاب تصفیۃ العقائد میں لکھا کہ نبی ہر قسم کے گناہ جھوٹ سے معصوم نہیں ہو

اس کی عبارات ہماری اس کتاب میں بحث "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دیوبندیوں کے ناپاک عقائد" میں ملاحظہ کرلیں۔ کسی شخص نے نانوتوی کی یہ کفریہ عبارات لکھ کر علمائے دیوبند سے فتویٰ مانگا تو عامر عثمانی صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

ایک شخص نے مولانا نانوتوی کی کتاب تصفیۃ العقائد میں سے دو عبارتیں دو مختلف صفحوں سے بغیر کسی تغیر و تبدل کے لیں اور مفتیانِ دار العلوم کی خدمت میں بغیر مصنف کا نام لکھے بھیج دیں۔ مفتیانِ دار العلوم نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ کھٹ سے فتویٰ جڑ دیا کہ ان عبارتوں کا مصنف گمراہ کافر ہے اور اس کا نکاح فاسد ہوا۔ دوبارہ نکاح کرے۔ گویا دوبارہ نکاح نہ کیا تو آگے سے سلسلہ نسب فاسد الخ۔

(تجلی دیوبند مئی ۱۹۵۶ء ص)

مولوی اشرف علی کی کفریہ عبارت دیوبندیوں کی دھینگا مشتی

ہر ایک نے دوسرے کو کافر بنا دیا

تھانوی نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے متعلق جب یہ گستاخانہ عبارت لکھی کہ:

اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان تھانوی ص۸)

علمائے اہلسنت نے اعتراض کیا کہ اس عبارت میں لفظ "ایسا" سے معلوم ہوتا ہے کہ تھانوی کے نزدیک پاگلوں حیوانوں کا علم حضور کے برابر اور حضور کا علم معاذ اللہ حیوانوں پاگلوں ایسا ہے۔ ایسا کہنا یقیناً کفر ہے یہ عبارت شانِ رسول میں از حد گستاخی اور کفر ہے۔ تھانوی کو چاہیے کہ یہ عبارت واپس لے کر توبہ کرے۔ مگر تھانوی کفر پر اڑا رہا۔ دوسرے علمائے دیوبند اعتراض کی معقولیت کو پا گئے۔ ان کو یقین ہوگیا۔ کہ تھانوی خواہ مخواہ ضد کر رہا ہے حقیقت میں یہ عبارت یقیناً کفریہ ہے۔ کیونکہ اس میں لفظ "ایسا" کا جو معنی بھی کریں کفر سے عبارت نہیں نکل سکتی۔ انہوں نے بھی احتجاج کیا مگر تھانوی پھر بھی عبارت واپس لینے کو تیار نہ ہوا۔ ع

الٰہی کیوں نہیں اٹھتی قیامت ماجرا کیا ہے

بالآخر اس گندی ایمان سوز عبارت کو واپس لینے کے بجائے گنگوہ، تھانہ بھون، دیوبند، سہارن پور کے سب اصاغر و اکابر دیوبند جمع ہوئے اور اس عبارت کو حفظ الایمان سے خارج کرنے یا اس میں مناسب ترمیم کرنے کے لیے چار آدمیوں کی ایک سب کمیٹی مقرر ہوئی۔ جس کے ارکان مولوی حسین احمد دیوبندی مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی

مولوی عبدالشکور لکھنوی۔ مولوی منظور احمد سنبھلی۔ مقرر ہوئے۔ ان ارکان نے اس کفریہ عبارت پر جو حاشیہ آرائی کی اس کا مختصر نقشہ ملاحظہ ہو۔

مولوی مرتضیٰ در بھنگی نے یوں ہیر پھیر کیا کہ لفظ "ایسا" کبھی تشبیہ کے لیے آتا ہے جس کے معنی مانند اور مثل کے ہوتے ہیں اور کبھی اندازہ بیان کرنے کے لیے آتا ہے جس کے معنی "اس قدر" اور "اتنے" کے ہوتے ہیں۔ تھانوی صاحب کی عبارت میں اگر ایسا تشبیہ کے لیے ہوتا تو واقعی یہ عبارت کفریہ تھی، کیوں کہ حضور کے علم کو پاگلوں حیوانوں کے علم سے تشبیہ کفر ہے۔ مگر یہاں ایسا اندازہ کے لیئے ہے۔ یعنی "اتنے اور اس قدر" کے معنی میں ہے۔ چنانچہ مرتضےٰ حسن لکھتا ہے:۔

(۱) واضح ہو کہ ایسا کا لفظ مانند اور مثل ہی کے معنی میں ہی مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنی "اس قدر" اور "اتنے" کے بھی آتے ہیں۔ جو اس جگہ متعین ہیں۔

(توضیح البیان فی حفظ الایمان مصنفہ مرتضےٰ حسن صـ۸)

(۲) عبارت متنازعہ فیہا میں لفظ ایسا بمعنے "اس قدر" "اتنا" ہے پھر تشبیہ کیسی ہو۔ (توضیح البیان صـ۱۱)

مولوی حسین احمد دیوبندی نے اس عبارت کے لیے یہ فیصلہ کیا کہ لفظ ایسا اگر یہاں "اتنا" کے معنی میں ہوتا تو یہ عبارت یقیناً کفریہ تھی۔ مگر یہاں تو ایسا تشبیہ کے لیے ہے اس کی عبارات ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت مولانا (تھانوی) عبارت میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں لفظ اتنا تو نہیں فرما رہے۔ اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے برابر کر دیا۔

(الشہاب الثاقب حسین احمد صـ۱۱۱)

(۲) اس سے بھی اگر قطع نظر کریں تو لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے۔ (الشہاب الثاقب صـ۱۱۱)

(۳) نفس بعضیت میں تشبیہ دی جا رہی ہے۔ (الشہاب الثاقب صـ۱۱۱)

اب ناظرین غور فرمائیں مرتضیٰ حسن نے کہا کہ لفظ "ایسا" اس عبارت میں اتنا کے معنی میں ہے نہ تشبیہ کے لئے اگر تشبیہ کے لیے ہو تو واقعی تھانوی پر کفر عائد ہوتا، مگر حسین احمد کہتا ہے کہ لفظ ایسا اس عبارت میں تشبیہ کے لیے ہے اگر اتنا کے معنی میں ہوتا تو واقعی تھانوی پر کفر لازم آتا۔ اب بتائیے کہ ان دونوں میں سے کون صحیح اور کون غلط کہہ رہا ہے۔ مرتضےٰ حسن کی تاویل پر تھانوی اور حسین احمد پر کفر لازم اور حسین احمد کی تاویل پر تھانوی اور مرتضیٰ حسن پر کفر لازم ہے

سمجھتے تھے رہے گی جنگ محدود گل و بلبل
مگر تخریب نظم گلستاں تک بات جا پہنچی!

غرضیکہ ایسا کا جو معنی بھی کیا جاوے اس عبارت میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھانوی نے سخت توہین کی ہے۔

خود مولوی مرتضٰی حسن ناظم دیوبند کا فیصلہ کہ واقعی مذکورہ بالا عبارتیں لکھنے والے چاروں اشخاص کافر ہو چکے ہیں

ان دیوبندیوں کو کافر کہنا فرض ہو گیا کیونکہ وہ یقینی کافر ہیں، جو انہیں کافر نہ کہے وہ خود کافر ہو جائے گا

ان چار علمائے دیوبند کو کافر کہنا فرض ہے، مرزائیوں کی طرح

اگر خان صاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند (محمد قاسم و رشید احمد و خلیل احمد و اشرف علی) واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں (سنی علماء) نے انہیں سمجھا تو خان صاحب پر ان علمائے کرام دیوبند کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے۔ جیسے علمائے اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لیے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے، تو اب علمائے اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر اور مرتد کہنا فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں۔ چاہے وہ لاہوری ہوں یا قدیانی وغیرہ وغیرہ، تو وہ خود کافر ہو جائیں گے۔ کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

(اشد العذاب مصنفہ مرتضٰی حسن دیوبندی، ص۱۳، سطر ۱)

نوٹ:۔ اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ جس طرح مرزائیوں کو کافر کہنا فرض ہے اسی طرح ان دیوبندی پیشواؤں کو بھی کافر کہنا فرض ہے جو انہیں کافر نہ کہے گا وہ خود کافر ہو جائے گا۔ اسی وجہ سے تو تمام اہل اسلام ان دیوبندیوں کو کافر سمجھتے ہیں تاکہ کہیں خود کافر نہ ہو جائیں۔ ؎

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

دیوبندی اماموں کی کفریہ عبارتوں کی عام فہم تشریح

بعض عربی الفاظ کی وضاحت کیساتھ

(۱) مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان کے صفحہ ۸ پر حضور پیغمبر اسلام علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے کل علم غیب کا انکار کرتے ہوئے صرف بعض علم غیب کو حضور کے لیے ثابت کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی لکھ دیا کہ:

اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان صفحہ ۸ مطبوعہ دیوبند)

شریعت اسلامیہ میں علم غیب اُن باتوں کے جاننے کو کہتے ہیں۔ جن کو بندے عادی طور پر اپنی عقل اور اپنے خواص سے معلوم نہ کر سکیں۔ زید و عمرو فرضی نام ہیں۔ جیسے ہندوستانی زبان میں کلّو، بدّھو، نتھّو کہا کرتے ہیں صبی کے معنی بچہ، مجنون کے معنی پاگل، جمیع کے معنی سب حیوان کے معنی جانور، حیوان کی جمع حیوانات، بہیمہ کے معنی چارپایہ۔ بہیمہ کی جمع بہائم، یہ فقرہ کہ کیا تخصیص ہے، لفظ میں سوال ہے، لیکن انکار کے معنی میں ہے۔ یعنی کچھ خصوصیت نہیں۔ ایسے سوال کو استفہام انکاری کہتے ہیں۔ تو اس بات کا صاف و صریح و اصح مطلب صرف یہی ہوا کہ بعض علم غیب جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ اس میں حضور کی کچھ خصوصیت نہیں۔ ایسا علم غیب تو کلّو، بدّھو، نتھّو کو بھی بلکہ ہر ایک بچے، ہر ایک پاگل، ہر ایک جانور، ہر ایک چارپائے کو بھی حاصل ہے۔ مولوی تھانوی صاحب نے اپنے ان کلمات میں حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک و مقدس علم غیب کو ہر شخص خاص و عام بلکہ ہر ایک بچے ہر ایک پاگل بلکہ ہر ایک جانور ہر ایک چارپائے کے علم غیب کے ساتھ تشبیہ دیکر سخت توہین کی ہے۔ مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۱ پر لکھا:

(۲) شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے۔ کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

(براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ مطبوعہ دیوبند)

اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سب سے زیادہ ناپاک، سب سے زیادہ بُری شئے کا نام شیطان ہے، ملک الموت کے معنی موت کا فرشتہ، وسعت کے معنی وسیع اور زیادہ ہونا۔ وسعت علم کے معنی علم کا زیادہ

ہونا۔ نص کے معنی قرآن عظیم کی آیت یا رسول پاک صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث، جس کے معنی واضح و روشن ہوں اور وہ آیت یا حدیث اسی معنی کے لیے ارشاد فرمائی گئی ہو۔ قطعی کے معنی وہ قول جس کے معنی میں شک و شبہ نہ ہو۔ فخر عالم کے معنی وہ ہستی جس کی وجہ سے سارے جہانوں کو فخر حاصل ہوا ہو۔ حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لقب فخر دو عالم بھی ہے۔ نص کی جمع نصوص، شرک کے معنی اللہ تعالیٰ کی ذات یا کسی صفت یا عبادت میں کسی دوسرے کو شریک کرنا، جو شخص اللہ تعالیٰ کی ذات یا کسی صفت یا عبادت میں کسی اور کو شریک کرے۔ وہ شریعت اسلامیہ میں مشرک ہے۔

اسلامی شریعت کے حکم سے مشرک بھی کافر ہے۔ یعنی مسلمان نہیں۔ کافر کے معنی غیر مسلم ہیں تو اس بات کا صاف اور صریح واضح مطلب صرف یہی ہوا کہ شیطان کے لئے اور موت کے فرشتے کے لئے علم کا زیادہ ہونا قرآن و حدیث کے کھلے ہوئے ارشادوں سے ثابت ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کا زیادہ نہ ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ موت کے فرشتے کے لیے اور شیطان کے لیے جو شخص وسیع اور زائد علم مانے وہ تو مومن مسلمان ہے۔ لیکن رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم کو وسیع اور زائد ماننے والا مشرک اور بے ایمان ہے۔ مولوی انبیٹھوی صاحب نے اپنے ان الفاظ میں حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاک اور مبارک علم کو موت کے فرشتے اور شیطان کے علم سے بھی کم بتا کر سخت شدید گستاخی کی ہے۔

مولوی قاسم صاحب نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس کے صفحہ ۳ پر لکھا ہے:

(۴) "عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمایا، اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔"

(تحذیر الناس مطبوعہ دیوبند ص۳)

عوام کے معنی عام لوگ، اہل فہم کے معنی سمجھدار لوگ، جس وقت اہل فہم کے مقابلے میں عوام کا لفظ بولا جائے گا۔ اس وقت عوام کے معنی بے سمجھ لوگ ہوں گے۔ تقدم کے معنی پہلے اور آگے ہونا، تاخر کے معنی بعد کو اور پیچھے ہونا۔ زمانی کے معنی زمانے کے اعتبار سے بالذات کے معنی اپنی ذات کے اندر۔ فضیلت کے معنی خوبی اور بزرگی۔ مدح کے معنی تعریف۔

واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم

النبیین وکان اللہ بکل شیٔ علیما

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ لیکن وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں سے پچھلے نبی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

اور ساڑھے تیرہ سو برس سو سے بھی زیادہ پیشتر سے اب تک اگلے پچھلے اولیاء و عوام وعلماء اہل اسلام کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے۔ کہ اس آیت کریمہ میں خاتم النبیین کے صرف معنی یہی ہیں کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں اور جو شخص اس ضروری دینی معنی کے خلاف کوئی اور معنی نکالے گا وہ ہرگز مسلمان نہیں بلکہ شریعت اسلامیہ کے حکم سے کافر، مرتد اور بے دین ہے۔ لیکن مولوی نانوتوی صاحب کی اس عبارت کا صاف اور صریح مطلب یہی ہوا کہ آیت کریمہ میں خاتم النبیین کے یہ معنی سمجھنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں۔ یہ تو ناسمجھ لوگوں کا خیال ہے سمجھدار لوگوں کے نزدیک یہ معنی غلط ہیں۔ کیونکہ زمانے کے لحاظ سے سب سے پہلے یا سب سے پیچھے ہونا اپنی ذات کے اندر کوئی خوبی اور بزرگی نہیں بلکہ آیت کریمہ میں اگر وصف خاتم النبیین کے معنی سب سے پچھلا نبی مراد ہوں۔ تو چونکہ یہ آیت مبارکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں ہے۔ لہٰذا اس تعریف کے مقام میں خاتم النبیین فرمانا سرے سے غلط ہو جائے گا۔ یہی مولوی نانوتوی صاحب اپنی کتاب تحذیر الناس کے صفحہ ۴ پر ایک مثال دیتے ہیں کہ دیکھو زمین پہاڑ، در و دیوار، چاند، آئینہ، آفتاب ہیں۔ سب میں نور کی صفت موجود ہے۔ جب ہم تلاش کرتے ہیں کہ زمین پہاڑ کو دروازے کو دیوار کو نور کی صفت کہاں سے حاصل ہوئی۔ تو پتہ چلتا ہے کہ آئینہ ان چیزوں کے مقابل رکھا ہوا ہے۔ اس آئینہ کے واسطے ان چیزوں کو نور کی صفت حاصل ہوئی۔ پھر ہم دریافت کرتے ہیں کہ آئینے کو نور کی صفت کس چیز سے حاصل ہوئی تو معلوم ہوتا ہے کہ آئینے کے مقابلے میں چاند ہے۔ چاند کا نور آئینے کو بھی نور کی صفت دے رہا ہے۔ پھر ہم تجسس کرتے ہیں کہ چاند کو نور کی صفت کس سے ملی تو یہ ہیئت فلکی و نظام شمسی سے ثابت ہوتا ہے کہ چاند کو بھی نور کی صفت خود اپنی ذات سے نہیں بلکہ چاند کے مقابلے میں آفتاب ہے۔ آفتاب کا ہی نور چاند کو صفت سے موصوف کر رہا ہے۔ آفتاب تک پہنچ کر یہ تجسس و جستجو کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ آفتاب صفت نور کے ساتھ بغیر کسی واسطے کے خود بخود اپنی ذات سے موصوف ہے اور آفتاب کے سوا چاند، آئینہ، دیوار، دروازہ، پہاڑ، زمین سبکے سب اپنی ذات سے نہیں۔ بلکہ اسی آفتاب ہی کے واسطے سے نور کی صفت کے موصوف ہیں۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۴ پر لکھتے ہیں:۔

"سو اسی طور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمائیے یعنی آپ موصوف بوصف نبوت

بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی بوصف نبوت بالعرض اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے۔ پر آپ کی نبوت اور کسی کا فیض نہیں۔ آپ پر سلسلۂ نبوت مختتم ہو جاتا ہے۔

وصف کے معنیٰ صفت، نبوت کے معنیٰ پیغمبری، خاتمیت کے معنیٰ خاتم ہونا، موصوف بالذات وہ ہستی ہے جس کو کوئی صفت خود اپنی ذات سے بغیر کسی واسطے کے حاصل ہوئی ہو۔ موصوف بالعرض وہ ہستی ہے۔ جس کو خود اپنی ذات سے نہیں بلکہ کسی دوسرے کے واسطے سے کوئی صفت حاصل ہوئی ہو۔ مختتم کے معنیٰ ختم ہو جانے والا۔

تو مولوی نانوتوی صاحب کی اس عبارت کا صاف صریح واضح مطلب یہی ہوا کہ آیت کریمہ میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے۔ اس کے صرف یہ معنیٰ تصور کرنا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی واسطے کے خود بخود اپنی ذات سے نبوت حاصل ہے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور ہر ایک نبی کو اپنی ذات سے نہیں۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے واسطے سے نبوت حاصل ہوئی یعنی نبیوں کو رسولوں سے نبوت حاصل ہوئی اور رسولوں کو مرسلین اولوالعزم سے نبوت حاصل ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بغیر کسی اور کے واسطے کے خود اپنی ذات سے نبوت حاصل ہوئی ہے تو جیسے آفتاب پر تفحص وجستجو کا سلسلہ ختم ہو گیا تھا۔ اسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر تجسس وتلاش کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔

مولوی نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین کے اس معنیٰ کا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں۔ جو تمام اگلے پچھلے مسلمانوں کی ضروریات ایمانیہ میں داخل ہے، ختم زمانی اور خاتمیت زمانی نام رکھا ہے اور مولوی نانوتوی صاحب نے خود اپنی طبیعت سے خاتم النبیین کے جو معنیٰ گھڑے کہ حضور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور کے واسطے خود اپنی ذات سے نبی ہیں۔ کتب تفسیر وحدیث وکلام اور اصول وفقہ ولغت کی کسی کتاب سے ہرگز ہرگز یہ ثابت نہیں کہ خاتم کے معنیٰ موصوف بالذات ہیں۔ مولوی نانوتوی صاحب نے اپنے اس تراشیدہ وخراشیدہ معنیٰ کا نام ختم ذاتی اور خاتمیت مرتبی رکھا ہے اور اپنی اسی کتاب تحذیر الناس کے صہ ۱۲ پر لکھتے ہیں کہ :۔

"شایان شان محمدی خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی"

اس عبارت کا صاف صریح مطلب یہی ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک کے لائق خاتم النبیین کے صرف یہی معنیٰ ہیں کہ حضور بغیر کسی دوسرے واسطے کے خود اپنی ذات سے نبی ہیں۔ لیکن خاتم بمعنیٰ آخر الزمان آپ کے شان کے لائق نہیں۔ مولوی نانوتوی صاحب اپنی اسی کتاب تحذیر الناس صہ ۱۲ پر لکھتے ہیں :۔

"اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا، تو آپ کا خاتم ہونا انبیائے گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔"

اس عبارت کا صاف صریح واضح مطلب یہی ہوا کہ خاتم النبیین کے اگر یہ معنی لیے جائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں تو یہ خرابی ہوگی کہ حضور اس صورت میں صرف انہیں انبیاء علیہم السلام کے خاتم ہوں گے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دنیا میں تشریف لاچکے۔ لیکن اگر خاتم النبیین کے وہ معنی لیے جائیں جو میں نے بیان کیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کسی دوسرے کے واسطے کے اپنی ذات سے خود بخود نبی ہیں تو اس میں یہ خوبی ہے کہ اگر حضور کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو تو پھر بھی حضور ویسے ہی خاتم النبیین رہیں گے۔ یعنی حضور کے زمانے میں جو اور نبی ہوں گے وہ سب اپنی ذات سے نہیں بلکہ حضور ہی کے واسطے سے نبی ہوں گے۔ لیکن حضور بغیر کسی اور نبی کے واسطے کے خود اپنی ہی ذات سے نبی رہیں گے۔ مولوی نانوتوی صاحب اپنی اس کتاب تحذیر الناس کے صـ۲۴ پر لکھتے ہیں کہ:۔

"اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے۔ تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصودہ بالخلق میں سے مماثل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہوجائے گی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہوا تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"

اتصاف ذاتی بوصف نبوت کے کسی اپنی ذات سے خود بخود نبی ہونا، مماثل نبوی کے معنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ کا مثل، افراد مقصودہ بالخلق کے معنی وہ لوگ، جن کا پیدا فرمانا اللہ تعالیٰ کو منظور ہے۔ انبیاء کے افراد خارجی سے مراد وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جو دنیا میں تشریف لاچکے، انبیاء کے افراد مقدرہ سے مراد وہ نبی جو دنیا میں تو پیدا تو نہیں ہوئے لیکن ان کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونا تقدیر الٰہی میں لکھا ہوا ہے۔

اس عبارت کا صاف صریح واضح مطلب یہی ہوا کہ اگر خاتم النبیین کے یہ معنی مراد ہوں جو خود میں نے بیان کیے کہ حضور بغیر کسی دوسرے نبی کے واسطے کے اپنی ذات سے خود بخود نبی ہیں۔ تو اس میں یہ خوبی ہے کہ جو نبی دنیا میں پیدا نہیں ہوئے بلکہ تقدیر الٰہی میں ان کا پیدا ہونا مقدر ہے۔ ان سے بھی حضور کا افضل ہونا ثابت ہوجائے گا اور جو دنیا میں پیدا ہوچکے اور جو نبی پیدا نہیں ہوئے ان سب میں سے کسی کا بھی حضور کے مثل نہ

ہونا ثابت ہوگا۔ بلکہ اگر یہ مان لیا جائے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک کے بعد بھی اور نبی پیدا ہوں گے تو بھی حضور کے خاتم الانبیاء ہونے میں کچھ فرق نہ پڑے گا۔ کیونکہ حضور کے زمانے کے بعد جو نبی پیدا ہوں گے وہ سب کے سب اپنی ذات سے نہیں، بلکہ حضور ہی کے واسطے سے نبی ہوں گے۔ اور حضور اسی طرح بغیر کسی دوسرے نبی کے واسطے کے خود اپنی ذات سے نبی رہیں گے۔ مولوی نانوتوی صاحب نے ا بنی عبارتوں میں حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پچھلے نبی ہونے کی جو عقائد ضروریہ دینیہ سے ہے۔ سخت شدید تکذیب کی اور خود اپنے جی سے ختم نبوت کے ایسے معنیٰ گھڑے جن سے قیامت تک ہزاروں لاکھوں جدید نبیوں، نئے پیغمبروں کے لیے نبوت کا دروازہ کھول دیا۔ مولوی نانوتوی صاحب سے سیکھ کر ہر شخص معاذاللہ کہہ سکتا ہے کہ میں نبی و پیغمبر ہوں۔ لیکن میں خود اپنی ذات سے نہیں، بلکہ حضور ہی کے واسطے سے نبی و پیغمبر ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے رسالے "ایک غلطی کا ازالہ" وغیرہ میں بالکل بعینہٖ اسی طرح اپنے نبی و رسول و پیغمبر ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ جن کی عبارات اس کی تمام کتب میں صاف موجود ہے۔ دیکھو دعوت الامیر ص۲۱ مرزا قادیانی نے بھی خاتم النبیین کے یہی معنیٰ لکھے ہیں کہ کسی شخص کے لیے مرتبہ نبوت حاصل کرنے تک پہنچنے کا بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کوئی راستہ نہیں۔ ایک یہ بات بھی گذارش کرنی ہے۔ کہ آیت مبارکہ میں خاتم النبیین کے صرف یہی معنیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں، ساڑھے تیرہ سو برس سے بھی پیشتر سے اب تک عوام و خواص تمام اہل اسلام مانتے چلے آئے ہیں۔ یعنی یہی معنیٰ تمام علمائے کرام و صوفیائے عظام و متکلمین فخام و مفسرین عالی مقام نے بتائے۔ یہی معنیٰ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تابعین کو، تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ عنہم نے تبع تابعین کو، تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنے بعد والوں کو سمجھائے، بلکہ یہی معنیٰ خود پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سینکڑوں حدیثوں میں ارشاد فرمائے بلکہ خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے بیسیوں آیات مبارکہ میں متعدد طریقوں سے خاتم النبیین کے صرف یہی معنیٰ سکھائے ہیں اور اس امر کا اقرار قادیانی مرزائیوں کے مقابلہ میں خود دیوبندی مولویوں کو بھی بار بار کرنا ہی پڑا۔ چنانچہ مولوی محمد شفیع صاحب مفتی دیوبندی کی کتاب ختم النبوۃ فی القرآن وختم النبوۃ فی الحدیث وختم النبوۃ فی الآثار سے اسی مضمون کے متعدد حوالے ہم اپنی اس کتاب کی بحث "دیوبندیوں کی فریب کاریوں" کے عنوان میں لا رہے ہیں۔ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی اپنی اسی کتاب تحذیر الناس کے ص۲۹ پر لکھتے ہیں:۔

"باقی رہی یہ بات کہ بڑوں کی تاویل کو نہ مانیے تو ان کی تحقیر نعوذ باللہ لازم آئے گی۔ یہ انہیں لوگوں کے خیال میں آسکتی ہے جو بڑوں کی بات فقط ازراہ بے ادبی نہیں مانا کرتے۔ ایسے لوگ

اگر ایسا سمجھیں تو بجا ہے۔ المرء لیقیس علی نفسہ اپنا یہ وطیرہ نہیں، نقصان شان اور چیز ہے اور خطاء و نسیان اور چیز۔ اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا، تو ان کی شان میں کیا نقص آ گیا۔ اور کسی طفل نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا ہے

گاہ باشد کہ کودک ناداں
بہ غلط برہدف زند تیرے"

اس عبارت کا صاف صریح مطلب یہی ہوا کہ ساڑھے تیرہ سو برس سے بھی پیشتر سے آج تک کسی مولوی، کسی عالم، کسی متکلم، کسی مفسر، کسی صوفی، کسی ولی، کسی تابعی تابعین کے کسی تابعی، کسی صحابی نے حتی کہ خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ میں خاتم النبیین کے وہ معنی ہرگز ہرگز نہیں بتائے جو مولوی نانوتوی صاحب نے تصنیف کئے ہیں کہ حضور بغیر کسی اور کے واسطے کے خود اپنی ذات سے نبی ہیں اور خاتم النبیین کے یہ معنی گھڑنے کی یہ منقبتیں تو صرف مولوی نانوتوی صاحب نے فرمائیں اور نانوتوی صاحب نے ہی سب حضرات کے بتائے ہوئے سکھلائے ہوئے، ارشاد فرمائے ہوئے، معنی میں خرابیاں، خامیاں غلطیاں بتائیں تو مولوی نانوتوی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ ساڑھے تیرہ سو برس پیشتر سے اب تک کے تمام اکابر پیشوایان اسلام کے بتائے ہوئے معنی کو غلط جاننے اور ان کے مقابلہ میں میرے تصنیف کئے ہوئے معنی کو صحیح ماننے سے ان اکابر اسلام کی کوئی توہین نہیں ہوتی۔ خاتم النبیین کے معنی سمجھنے میں ان حضرات کا اکابر اسلام سے بھول چوک تو ضرور ہو گئی۔ لیکن اس بھول چوک سے ان کی شان میں کچھ کمی نہیں آ گئی۔ ان تمام حضرات اکابر اسلام اولین و آخرین میں سے کسی نے اس مسئلہ ضروریہ دینیہ کی طرف زیادہ توجہ نہیں کی۔ اس لیے ان میں سے کوئی بھی خاتم النبیین کے صحیح معنی نہیں سمجھ سکا۔ اس سے ان کا مرتبہ کچھ گھٹ نہیں گیا اور میں نے باوجود ایک نادان بچہ ہونے کے ٹھکانے کی بات کہہ دی۔ خاتم النبیین کے صحیح معنی بتا دیے اس سے میرا مرتبہ کچھ بڑھ نہیں گیا۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک ناسمجھ لڑکا غلطی سے صحیح نشانے پر تیر مار لیتا ہے۔ مولوی نانوتوی صاحب نے ان عبارتوں میں تمام اکابر اسلام اولین و آخرین کو بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عوام یعنی بے سمجھ لوگوں میں شامل کر کے سخت شدید اہانت کی ہے۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا ایک مہری دستخطی فتویٰ ہے جس کے فوٹو اکثر حضرات مناظرین اہلسنت کے پاس ہیں اور اس کا عکس اسی "دیوبندی مذہب" میں بھی ہم پیش کر رہے ہیں اس کے سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

"دو شخص کذب باری میں گفتگو کر رہے تھے۔ ایک کی طرف داری کے واسطے تیسرے

شخص نے کہا کہ میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوعِ کذب کا قائل نہیں ہوں، یہ قائل مسلمان ہے یا کافر؟ اور مسلمان ہے تو بدعتی ضال یا اہلسنت وجماعت با وجود قبول کرنے کے وقوع کذب باری تعالیٰ کے"۔

مولوی گنگوہی صاحب نے جو اس سوال کا جواب دیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

اس کو کافر کہنا یا بدعتی ضال کہنا نہیں چاہیے کیونکہ وقوع خلف وعید کو جماعت کثیرہ علمائے سلف کی قبول کرتی ہے۔ خلف وعید خاص ہے اور کذب عام ہے کیونکہ کذب بولتے ہیں قول خلاف واقع کو سو وہ گاہ وعید ہوتا ہے، گاہ وعدہ، گاہ خبر اور سب کذب کے انواع ہیں اور وجود نوع کا وجود جنس کو متلزم ہے۔ انسان اگر ہوگا تو حیوان بالضرور موجود ہووے گا۔ لہٰذا وقوع کذب کے معنی درست ہوگئے۔ اگرچہ بعض کسی فرد کے ہو۔ پس بناءً علیہ اس ثالث کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیے کہ اس میں تکفیر علمائے سلف کی لازم آتی ہے۔ ہر چند یہ قول ضعیف ہی ہے، مگر تاہم صاحب دلیل قوی کو تضلیل صاحب دلیل ضعیف کی درست نہیں۔ حنفی شافعی پر اور بعکس بوجہ قوت دلیل اپنی کے طعن وتسہیل نہیں کر سکتا، اس ثالث کو تضلیل وتفسیق سے مامون کرنا چاہیے۔ البتہ بہ نرمی اگر فہمائش ہو تو بہتر ہے"۔

اس عبارت کا صاف صریح واضح مطلب یہی ہے کہ جس شخص نے یہ کہا کہ میں نے کب کہا ہے۔ کہ میں وقوع کذب باری کا قائل نہیں ہوں یعنی وہ اس بات کا قائل ہے کہ معاذاللہ خدا جھوٹ بول چکا۔ خدا جھوٹا ہے۔ ایسا کہنے والا بھی نہ کافر ہے نہ گمراہ، نہ گنہگار، بلکہ سُنّی صالح مسلمان ہے، اس کو کوئی سخت کلمہ بھی نہ کہنا چاہیے۔ خدا کے سچے جھوٹے ہونے کا مسئلہ بھی ایسا ہی ہلکے درجے کا اختلافی ہے جیسے حنفی شافعی کے اختلافی مسائل حنفی نے کہا نماز میں ہاتھ ناف سے نیچے باندھو، شافعی نے کہا کہ ہاتھ ناف سے اوپر باندھو۔ اسی طرح کسی امام نے کہا خدا سچا ہے، کسی امام نے کہا خدا جھوٹا ہے۔ خدا کو جھوٹا کہنے والے کے کافر کہنے سے اگلے زمانے کے علمائے اسلام کو کافر کہنا لازم آجاتا ہے۔ ان کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ خدا جھوٹا ہے۔ پھر مولوی گنگوہی صاحب نے اپنے نزدیک ایک دلیل سے ثابت بھی کر دیا کہ وقوع کذب باری تعالیٰ کے معنی درست ہوگئے۔ یعنی یہ بات ٹھیک ہے کہ خدا جھوٹا ہے۔

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولوی گنگوہی صاحب نے جس دلیل سے معاذاللہ خدا کو جھوٹا ثابت کیا ہے۔ اس دلیل کی حقیقت بھی مختصر الفاظ سے واضح کر دی جائے۔ جس کلام کے کہنے والے کو سچا اور جھوٹا کہا جا سکے۔ اس کو خبر کہتے ہیں۔ جس کلام کے کہنے والے کو سچا جھوٹا نہ کہا جا سکے، اس کو انشاء کہتے ہیں۔ خبر کا واقع کے مطابق ہونا صدق اور سچائی ہے جو خبر واقع کے مطابق ہو۔ وہ سچی خبر اور خبر صادق ہے۔ خبر کا واقع کے مطابق نہ ہونا کذب اور جھوٹ ہے۔ جو خبر واقع کے مطابق

نہ ہو وہ جھوٹی خبر اور خبر کاذب ہے۔ کلام انشائیہ نہ سچا ہو سکتا ہے نہ جھوٹا ہو سکتا ہے۔ سچا یا جھوٹا ہونا صرف خبر ہی کے ساتھ خاص ہے۔ کسی جرم پر کسی سزا کا مقرر کرنا وعید ہے، کسی اطاعت گذاری، فرمانبرداری، و فاشعاری پر کسی انعام کا اعلان کرنا وعدہ ہے۔ وعدے اور وعید سے کبھی کسی واقع کی خبر دینا مقصود نہیں ہوتا۔ بلکہ وعید کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ جرم کرنا چاہتے ہیں ان کو ڈرایا جائے، دھمکایا جائے۔ جرم کرنے سے باز رکھا جائے۔ وعدے کا مقصد صرف اس قدر ہوتا ہے کہ اطاعت و فرمانبرداری کا لوگوں کو شوق دلایا جائے۔ ان کو خدمت گذاری و اطاعت شعاری کی طرف متوجہ کیا جائے، ان کے دلوں میں خدمت واطاعت کا جذبہ پیدا کیا جائے جس کار خدمت پر کوئی انعام مقرر کیا جائے، اس کے بجالانے والے کو انعام نہ دینا عیب ہے۔ وناءت و خست کمینگی و رذالت ہے۔ لہذا خلف وعدہ یا وعدہ خلافی عیب و نقصان ہے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ اس عیب و نقصان سے وجوباً پاک و منزہ ہے۔ لیکن کسی جرم کرنے والے کو کسی وجہ سے اس جرم پر مقرر کردہ سزا نہ دینا، معاف کر دینا، چھوڑ دینا ہرگز عیب نہیں بلکہ اس کو جود و کرم، بخشش و رحم کہتے ہیں، ایک بادشاہ اگر میدان جنگ کی کسی خاص جانبازی پر کوئی انعام مقرر کر دے اور ایک سپاہی اس جان بازی کو پورے طور پر ادا کر دے پھر بھی بادشاہ اس کو انعام نہ دے تو اس کو وعدہ خلاف کہا جائے گا۔ اس کو بدنام کیا جائے گا۔ اگر کچھ لوگ زبان سے ڈر کے مارے نہیں کہیں گے تو کم از کم دلوں میں تو ضرور ہی سمجھیں گے کہ بادشاہ نے بہت برا کیا۔ وعدہ خلافی کر کے دغابازی اور فریب کاری سے کام لیا۔ لیکن اگر وہی بادشاہ اعلان کر دے کہ میدان جنگ میں دشمن کے مقابلہ میں جان بچا کر بھاگ آنے والے کی سزا یہ ہے کہ اُسے گولی سے اُڑا یا جائے گا۔ پھر اسی کی رعایا میں سے کچھ ایسے سپاہی اس کے سامنے پیش ہوں گے جو دشمن کے مقابلہ کی تاب نہ لا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوں اور وہ بادشاہ ان کو چھوڑ دے، معاف کر دے تو کوئی عقل مند ہرگز یہ نہیں کہے گا کہ بادشاہ نے اپنے قانون کو اپنے اعلان کو جھوٹا کر دیا۔ بلکہ یہی کہا جائے کہ بادشاہ نے بے چارے سپاہیوں پر اور ان کے بال بچوں پر رحم فرما کر ترس کھا کر معاف فرما دیا، بخش دیا، لہذا یہ خلف وعید مجرم کو بخش دینا، معاف کر دینا ہرگز عیب نہیں، نقصان نہیں، بلکہ خوبی و کمال ہے۔ اس کو رحم و کرم کہتے ہیں۔ اس کو ہرگز جھوٹ اور کذب نہیں کہہ سکتے۔

اس مضمون کو علامہ ابن عابدین شامی شامی اپنی کتاب رد المحتار کی اس عبارت میں جس کو مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ کے ص۲ پر نقل کیا ہے۔ یوں لکھتے ہیں:۔

هل یجوز الخلف فی الوعید فظاهر ما فی المواقف والمقاصد ان الاشاعرة قائلون بجوازه لانه لا یعد نقصا بل جودا وکرما،

یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے گنہگار بندوں کے لئے جن سزاؤں کا اعلان فرمایا ہے۔ ان کے خلاف ہوسکتا ہے یا نہیں۔ ان گنہگاروں کو بخشا جا سکتا ہے یا نہیں، تو کتاب مواقف وکتاب مقاصد کی عبارتوں سے ظاہر ہے۔ کہ اشاعرہ اس بات کے قائل ہیں کہ وعید کے خلاف ہوسکتا ہے۔ گنہگاروں کے لیے جو وعیدیں فرمائی گئی ہیں۔ ان کو ان سے معافی دی جاسکتی ہے کیونکہ ایسا کرنا عیب نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ اس کو بخشش اور مہربانی کہا جاتا ہے اس تقریر سے ظاہر ہوگیا۔ کہ خلف وعید ہرگز کذب نہیں، عیب نہیں، نقصان نہیں، خلفِ وعید کو کذب یعنی جھوٹ سے قطعاً کوئی علاقہ نہیں۔ لیکن مولوی انبیٹھی صاحب نے براہین قاطعہ کے صہ ۲، ۳ پر کذب کو اصل اور خلف وعید کو اس کی فرع بنا کر یہ لکھ دیا کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ اور مولوی گنگوہی صاحب نے اپنے مہری دستخطی فتوے میں کذب کو جنس اور عام اور خلف وعید کو اس کی نوع اور خاص بتا کر لکھ دیا کہ:

"وقوع کذب کے معنی درست ہوگئے"

یعنی یہ بات ٹھیک ہوگئی کہ خدا جھوٹ بول چکا، خدا جھوٹ بولتا ہے، خدا جھوٹ بولے گا، خدا جھوٹا ہے کیونکہ وقوع تینوں زمانوں کو شامل ہے۔ کسی چیز کا زمانہ گذشتہ میں یا زمانہ موجود میں یا زمانہ آئندہ میں واقع ہونا سب وقوع میں داخل ہے۔ مولوی گنگوہی صاحب نے اپنے اس مہری دستخطی فتوے میں اللہ عزوجل کی سخت شدید تکذیب کی، اور مُنہ بھر کر اللہ تبارک و تعالیٰ کو جھٹلایا بنابریں یہ چاروں اشخاص تکذیب باری تعالیٰ و توہین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم وانکار ختم نبوت کرنے کی وجہ سے مبتلائے کفر ہوئے۔ اور دیوبندیہ کے مایہ ناز امام کو بھی اقرار کرنا پڑا کہ

(سنی علماء (مولانا احمد رضا خان صاحب) پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہوجاتے۔ الخ۔

(اشد العذاب مصنفہ مولوی مرتضیٰ حسن چاندپوری صہ ۱۳)

اور آج سے چوالیس سال پیشتر عرب وعجم کے جمیع رؤسائے ملت واکابرین علماء اور تمام ممالک اسلامیہ کے مفتیان شریعت محمدیہ مطہرہ نے ان چاروں مولویوں کو صاف لفظوں میں مرتکب کفر، بے دین فرمایا۔ جن کے صرف دستخطوں کے نمونے عربی زبان سے اردو میں منتقل کر کے آئندہ صفحات میں آرہے ہیں اور ہم نے ازحد خرچ کر کے گنگوہی صاحب کے فتوے کا اصل فوٹو حاصل کر کے اس کا عکس اتروایا ہے۔ ناظرین ملاحظہ فرما دیں، اور خود فیصلہ کریں کہ گنگوہی کے اس فیصلہ کے بعد کہ وقوع کے معنی درست ہوگئے یا ابلیس لعین سے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک علم کو کم بتانے تصریح مندرجہ براہین قاطعہ پر تصدیق کے بعد کیا کوئی مسلمان ایسے شخص کو مسلمان تصور کرسکتے۔

اب گنگوہی کے اپنے قلم سے لکھا ہوا فتوے ملاحظہ کر لیجئے جس میں وہ خدا تعالیٰ کو فی الواقع جھوٹا کہتا ہے، چونکہ اس اصل فتوے کو کافی عرصہ گزر چکا ہے، اس لیے اس کے فوٹو سے (بلاک) اتروانے میں پریس سے گو بعض

حروف اور مہر کے حروف ضائع ہوگئے ہیں تاہم سوال وجواب اور گنگوہی کے یہ ناپاک الفاظ کہ وقوع کذب کے معنی درست ہوگئے۔ بخوبی پڑھے جاسکتے ہیں۔ اگر تمام حروف والفاظ وصحیح مہر والا عکس وفتوے ملاحظہ کرنا ہو، تو ہندوستانی حضرات، حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی خان صاحب دامت برکاتہم پیلی بھیت و پاکستانی حضرات دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں تشریف لے جاکر اطمینان کرسکتے ہیں ؎

خدا پہ یہ جو دھبہ جھوٹ کا تھوپا
یہ کس لعین کی غلامی کا داغ لے کے چلے

دیوبندیہ کے امام مولوی رشید احمد گنگوہی کے قلمی دستخطی ومہری فتوے کی عبارت جس میں اس نے خدا تعالیٰ کو جھوٹا کہا جس کے اصل کا عکس سامنے والے صفحہ پر موجود ہے۔

اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو

سوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما قولکم رحمکم اللہ دو شخص کذب باری میں گفتگو کرتے تھے۔ ایک کی طرف داری کے واسطے تیسرے شخص نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذالک الخ۔ لفظ ما عام ہے شامل ہے معصیت قتل مومن کو۔ پس آیت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ پروردگار مغفرت مومن قاتل بالعمد بھی فرماوے گا۔ اور دوسری آیت میں ہے و من یقتل مؤمنا متعمدا فجزاءہ جھنم خالدا الخ۔ لفظ من عام ہے شامل مومن قاتل بالعمد کو اس سے معلوم ہوا کہ قاتل مومن بالعمد کی مغفرت نہ ہوگی۔ اس قائل کے خصم نے کہا کہ آپ کے استدلال سے وقوع کذب باری ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ آیت میں و یغفر ہے نہ ویمکن ان یغفر۔ یہ سن کر اس قائل نے جواب دیا۔ میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوع کذب کا قائل نہیں ہوں۔ اور دوسرا قول اسی قائل کا یہ ہے کہ کذب علی العموم قبیح بمعنی منافر للطبع نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے بعض مواضع میں جائز رکھا ہے اور توریہ و عین کذب بعضے مواضع میں دونوں اولیٰ ہیں۔ نہ فقط توریہ، آیا یہ قائل مسلمان ہے یا کافر؟ اور مسلمان ہے تو بدعتی ضال یا اہل سنت و جماعت باوجود قبول کرنے کے کذب باری تعالیٰ کے، بینوا و توجروا۔ **الجواب**:۔ اگرچہ شخص ثالث نے تاویل آیات میں خطا کی مگر تاہم اس کو کافر کہنا یا بدعتی ضال نہیں کہنا چاہیے۔ کیونکہ وقوع خلف وعید کو جماعت کثیرہ علماء سلف کی قبول کرتی ہے۔ چنانچہ مولوی احمد حسن صاحب رسالہ تنزیہ الرحمٰن اپنے رسالہ میں تصریح کرتے ہیں۔ بقول علاوہ اس کے مجوزین خلف وعید وقوع خلف کے بھی قائل ہیں۔ چنانچہ ان کے دلائل سے ظاہر ہے حیث قالوا لانہ لیس بنقص بل ھو کمال۔ الخ۔ اس سے ظاہر ہوا کہ بعض علماء خلف وعید کے قائل ہیں۔ اور یہ بھی واضح ہے کہ خلف وعید خاص ہے اور کذب عام ہے۔ کیونکہ کذب بولتے ہیں قول خلاف واقع کو۔ سو وہ گاہ وعید ہوتا ہے۔ گاہ وعدہ گاہ خبر۔ اور سب کذب کے انواع ہیں اور وجود نوع کا وجود جنس کو مستلزم ہے۔ انسان اگر ہوگا تو حیوان بالضرور موجود ہووے گا۔ لہذا وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے۔ اگرچہ بضمن کسی فرد کے ہو۔ پس بنائً علیہ اس ثالث کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیے کہ اس میں تکفیر علماء سلف کی لازم آتی ہے۔ ہر چند یہ قول ضعیف ہے۔ مگر تاہم متقدمین کے مذاہب پر صاحب دلیل قوی کو تضلیل صاحب دلیل ضعیف ہے۔ مگر تاہم متقدمین کے مذاہب پر صاحب دلیل قوی کو تضلیل صاحب دلیل ضعیف کی درست نہیں۔ دیکھو کہ حنفی شافعی پر اور بعکس بوجہ قوۃ دلیل اپنی کے طعن و تضلیل نہیں کر سکتا انا مؤمن ان شاء اللہ کا مسئلہ کتب عقائد میں خود دیکھتے ہیں۔ لہذا اس ثالث کو تضلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہیے۔ البتہ بنرمی اگر فہمائش ہو بہتر ہے۔ البتہ قدرۃ علی الکذب مع امتناع الوقوع مسئلہ اتفاقیہ ہے اس میں کسی کا خلاف نہیں۔ اگرچہ اس زمانے میں لوگوں کو اعتقاد بیجا ہو گیا ہے۔ قال اللہ ولو شئنا کل نفس ھداھا ولکن حق القول منی لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین۔ الآیہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

نشان مہر | رشید احمد

دیوبندیوں کا مشہور اعتراض

تمام علمائے دیوبند کہتے ہیں کہ یہ فتوے ہمارا نہیں ہے بلکہ افتراء ہے۔ اس لیے اس کو گنگوہی صاحب کی طرف سے منسوب کرنا درست نہیں۔

فیصلہ کن جواب

دیوبندی ایک مشہور مقدمہ باز فرقہ ہے فیض آباد میں حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی خان صاحب اور لائلپور میں حضرت شیخ الحدیث پاکستان مولانا سردار احمد صاحب دامت برکاتہما پر دیوبندیوں کی جھوٹی مقدمہ بازی اور پھر دیوبندیوں ہی کی شکستیں و ذلتیں، کسی سے مخفی نہیں، یہ فتویٰ گنگوہی کی زندگی میں ہی تردید ہو کر کئی بار چھپا۔ گنگوہی صاحب انگریزی آدمی تھے۔ دیکھو اسی کتاب کی تحت دیوبندیوں انگریزوں کا گٹھ جوڑ۔ اگر یہ فتوے افتراء ہوتا تو وہ اپنے اُن داتا انگریز سے سنی علماء پر سینکڑوں جرم عائد کروا دیتے۔ نیز فتوے دے دینے کے بعد اس سے منکر ہو جانا یہ دیوبندی مولویوں کی پرانی عادت ہے۔ اس کے ثبوت میں ہم صرف دو نظیریں پیش کرتے ہیں۔

۱۔ نانوتوی پر دیوبندی مفتیوں نے حال ہی میں بوجہ بے خبری کے کفر کا فتویٰ دیا اور جب شورش ہوئی تو پھر اس فتویٰ کفر میں قسم قسم کے ہیر پھیر کیے گئے۔ خود دیوبندیوں کو ہی اس بد دیانتی پر یہ لکھنا پڑا کہ:

"اگر بعد میں یہ ثابت نہ ہو جاتا کہ یہ عبارتیں اور یہ عقیدہ خود اپنے ہی گھر کا ہے تو ہزار برس بھی اس فتویٰ کو غلط نہیں کہا جاتا۔" دیکھو تفصیل کے لیے تجلی دیوبند مئی ۱۹۵۶ء۔

۲۔ دیوبند کے حالیہ مہتمم محمد طیب نے ایک خط میں کسی شخص کو لکھا کہ:

"حضرات صحابہ کرام معیار حق نہیں ہو سکتے۔"

مودودی پارٹی نے اس پر شورش برپا کر کے اخبار "دعوت" دہلی میں مہتمم صاحب کی خوب خبر لی۔ مہتمم صاحب کو سیٹو پڑ گئے اور کذب بیانی پر اتر کر یہ شائع کر دیا کہ:

"اخبار دعوت ۹ فروری ۱۹۵۶ء میں میری طرف منسوب کر کے ایک خط شائع کیا گیا ہے یہ مضمون میرے مسلک کے بالکل خلاف اور منافی ہے۔" (الجمعیت ۲۵ فروری ۱۹۵۶ء)

مودودی پارٹی نے جب مہتمم صاحب کی یہ دیانت دیکھی تو انہوں نے اس کے خط کا فوٹو شائع کرنے کا اعلان کر دیا۔ اب مہتمم صاحب کو اپنا کذب واپس لینے کے سوا کوئی چارہ کار نظر نہ آیا تو مودودیوں کے سامنے سر

جھکا کر مان گئے کہ:-

"یہ خط میرا ہی ہے جو آپ نے شائع فرمایا ہے" (دعوت دہلی ۲۵ ر مارچ ۱۹۵۹ء)

ناظرین کرام کے سامنے ہم نے دیوبندیوں کی کذب بیانی اور اپنے غلط فتووں سے منکر ہوجانے کی یہ ایسی دو مثالیں پیش کر دی ہیں جن کی تفصیل مولوی شبیر احمد عثمانی کے اخلاف مسلم دیوبندی مولویوں کے رسالہ "تجلی دیوبند" ماہ مئی ۱۹۵۶ء میں موجود ہے۔ جس سے یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ گنگوہی کے فتوے سے دیوبندیوں کا منکر ہوجانا یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ ایسے پاپڑ بیلنے کے یہ پرانے عادی ہیں۔ نیز خود دیوبندیوں نے بھی گنگوہی کی دستی تحریر کا فوٹو اپنی کتاب مکاتیب رشیدیہ کے ص۱۰۲ پر دیا ہے۔ دنیا کے کسی بھی سپیشلسٹ کے سامنے پیش کر کے انصاف کا دروازہ کھٹکھٹایا جا سکتا ہے۔ معلوم ہوجائے گا کہ یہ دونوں تحریریں ایک ہی ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں۔ کچھ فرق نہیں ہے۔

دیوبندیوں کی ان کفریہ عبارات کے متعلق دیوبندیوں کی مکاریوں کا صفایا

فتاویٰ حسام الحرمین وغیرہ کے متعلق ملاں سنبھلی کے معرکۃ القلم فیصلہ کن مناظرہ کی خصوصی فریب کاریوں کا دفعیہ

(عبارت تحذیر الناس کے متعلق)

فریب: مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اس جگہ تحذیر الناس کی عبارت نقل کرنے میں نہایت افسوسناک تحریف سے کام لیا ہے۔ الخ۔ یہ عبارت تحذیر الناس کے تین مختلف صفحات کے متفرق فقروں سے جوڑ کر بنائی گئی ہے۔ الخ۔ خان صاحب موصوف نے فقروں کی ترتیب بھی بدل دی ہے۔ اسطرح کہ پہلے ص۱۴ کا فقرہ لکھا ہے۔ اس کے بعد ص۲۸ کا پھر ص۳ کا الخ۔ (فیصلہ کن مناظرہ ص۳۵، چراغ سنت وغیرہ)

الجواب:- مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحذیر الناس کی عبارت کا مفہوم عربی عبارت میں بیان فرمایا ہے۔ عبارت میں تحریف کا سوال تو تب پیدا ہوتا کہ اعلیٰ حضرت مرحوم تحذیر الناس کی اردو عبارت نقل فرماتے اور پھر اس کے الفاظ ترک کر دیتے یا علماء عرب کے سامنے پیش کرنے کے لئے اردو عبارت

؎ یہ فتویٰ بانی دیوبند کی ان عبارتوں پر دیا گیا ہے جن میں اس نے نبیوں کو جھوٹ سے غیر معصوم مانا ہے دیکھو اس کی تصفیۃ العقائد ص۲۳، ۲۵ اور دیکھو ہماری اسی کتاب کی بحث دیوبندیوں کے حضور کے متعلق ناپاک عقائد (مولف)

کا ع.ی میں مفہوم پیش کرنے میں تغیر و تبدل معنوی کرتے، حالانکہ اعلیٰ حضرت نے لفظ بہ لفظ پوری دیانت سے پیش فرمایا ہے لہٰذا یہ تحریف کا دھوکہ سنبھلی صاحب کی عقل و فہم کی کوتاہی یا محض حسد و تعصب کا مظاہرہ ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ کسی اردو کتاب کی اردو عبارات کو بحروف کسی طرح بھی دوسری زبان میں نقل نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں اس کا معنیٰ بیان کیا جا سکتا ہے جو کہ مکمل طور پر دیانتداری سے اعلیحضرت نے بیان فرمایا ہے۔ ترتیب بدل دینے کا دھوکہ بھی بے معنی ہے کیونکہ سوال میں ساری کتاب کا پیش کرنا ہی ناممکن تھا۔ اب ضروری تھا کہ اس کے مختلف مقامات کی قابل اعتراض عبارات کو پیش کیا جاتا۔ اعلیحضرت نے غیر تام فقرے نہیں نقل فرمائے بلکہ تحذیر الناس کی مختلف مقامات کی کفریہ عبارات کا مفہوم بیان فرمایا ہے۔ مسلمان جب قادیانی عبارات پیش کرتے ہیں تو کیا قادیانیوں کو بھی یہ کہنے کا حق ہے کہ تم مختلف فقرے نقل کرتے ہو۔ حالانکہ مولانا احمد رضا خاں صاحب مرحوم نے جن فقروں کا مفہوم نقل فرمایا ہے۔ وہ مستقل فقرے ہیں اور کلام تام ہے جن کے مستقل مفاہیم ہیں۔ لہٰذا ان کے نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ دیوبندی ملاں صاحب کس قدر چالاکی سے مستقل عبارتوں کو غیر تام فقرہ کا نام دے کر عوام کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ اعلیحضرت نے ترتیب ہرگز نہیں بدلی۔ بلکہ پہلے ص۱۴ پھر ص۲۸ کی عبارت کا بالترتیب مفہوم بیان فرما کر پھر جب ص۳ کی عبارت کا مفہوم بیان فرمایا ہے۔ تو عبارت کی علیحدگی کا یہ (-) دے دیا ہے جو کہ وانما یتخیل کے لفظ پر اب بھی موجود ہے۔ دن دہاڑے ایسا دھوکہ دیتے ہوئے دیوبندیوں کو کچھ تو خوف خدا بھی کرنا چاہیے اور پھر ترتیب کوئی فرض بھی نہیں ہے۔ یہ تو آپ کے مولوی کا ہی کلام ہے۔ خود کلام الٰہی کی ترتیب بحالت نماز بھی بدل دینے کے متعلق آپ کے تھانوی صاحب سجدہ سہو بھی لازم نہیں ہونے دیتے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ درمختار میں ہے:۔

ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ وان یقرء منکوسًا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز ہوگئی اور سجدۂ سہو لازم نہیں (امداد الفتاویٰ حصہ اول ص۴۲ سطر ۲۰) اب فرمائیے کہ آپ کے امام کے کلام مقدس کے بدلنے میں کون سی تعزیرات لگتی ہیں؟۔

فریب:۔ تحذیر الناس کی عبارت میں بالذات کا لفظ تھا اور اس عبارت میں صرف بالذات فضیلت کی نفی کی گئی ہے جو بطور مفہوم مخالف فضیلت بالعرض کے ثبوت کو مستلزم ہے۔ الخ

(خلاصہ اعتراض فیصلہ کن مناظرہ ص۳۸)

الجواب: اولاً تو دیوبندیہ کا یہ کہنا ہی غلط ہے کہ مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم نے لفظ بالذات اڑا دیا ہے۔ کیونکہ آپ نے نانوتوی کی جس عبارت کا ترجمہ فرمایا ہے۔ اس میں جملہ **لافصل فیہ اصلاً** صاف موجود ہے اور یہ لفظ اصلاً ہی لفظ بالذات کا ترجمہ ہے۔ لفظ اصل ذات کے معنی میں آتا ہے یا نہیں۔ اس کے متعلق بے شمار لغوی استشہادات پیش کیے جا سکتے ہیں۔ یہاں ہم اتنا عرض کر دینا کافی سمجھتے ہیں کہ خصوصاً اسی کتاب تحذیر الناس میں تو لفظ ذات اور لفظ اصل ہر جگہ ایک ہی معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ یہ عبارت ملاحظہ ہو۔ نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"یہ بات اس بات کو مستلزم ہے کہ وصف ایمانی آپ میں بالذات ہو اور مؤمنین میں بالعرض آپ اس امر میں مؤمنین کے حق میں والد معنوی ہیں۔ یعنی اوروں کا ایمان آپ کے ایمان سے پیدا ہوا ہے اور آپ کا ایمان اوروں کے ایمان کی اصل ہے۔" الخ۔

(تحذیر الناس ص ۱۲)

تو یہاں ذات کا بدل اصل اور اصل کا بدل ذات موجود ہے۔ افسوس کہ اگر سنبھلی صاحب ہمارے سامنے ہوتے تو ہم ضرور عرض کرتے کہ یا تو دیوبندی علمیت کا ہی دیوالیہ ہے اور یا پھر ایمان داری کا تو نام ہی نہیں۔ خیر یہ تو دیوبندیوں کے جاہلانہ اعتراض کا اصل جواب تھا اب ہم عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ملاں صاحب کا لفظ بالذات سے مفاد اٹھانا ہی بے کار ہے۔ کیونکہ اگر اسے قید احترازی تصور کر کے بقول سنبھلی صاحب یہاں بطور مفہوم مخالف بالعرض بھی ملحوظ ہوتی تو تحذیر الناس کی اس عبارت کا یہ حصہ کہ:۔

"پھر مقام مدح میں **ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین** فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔"

یہ عبارت بالکل بے کار ہو جاتی ہے کیونکہ ختم زمانی کی فضیلت بالعرض کی صورت میں بھی **ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین** کا مقام مدح میں فرمانا تو پھر بھی صحیح ہو جائے گا۔ چونکہ نانوتوی بالکل ہی ختم زمانی کی صورت میں آیت مذکورہ کو مقام مدح میں صحیح نہیں سمجھتا۔ اس لیے واضح ہے کہ اس کے نزدیک نہ بالذات نہ بالعرض کوئی بھی فضیلت ملحوظ نہیں اور نہ اس کے ثبوت کے لیے اس کی دوسری بے شمار عبارتوں میں سے بطور نمونہ یہ عبارت ملاحظہ ہو۔ لکھتا ہے کہ:

"بر تقدیر خاتمیت زمانی انکار اثر مذکور میں قدر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ افزائش نہیں"۔ الخ۔

(تحذیر الناس ص ۲۴)

یہاں نہ بالذات نہ بالعرض ہر قسم کی افزائش (فضیلت) سے انکار ہے۔ ویسے تو منظور صاحب جو دل

چاہے بنائیں مگر بقول :

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

رسالہ چراغ سنت کا فریب گڑھ

صاحب "چراغ سنت" نے کوئی نئی بات نہیں کہی۔ بلکہ اپنے کذاب پیشوا سنبھلی کی دروغ گوئیوں کی نقالی کی ہے۔ فرماتے ہیں :۔

"یہ عبارت جو بریلویوں کے بزرگ نے یہاں لکھی ہے۔ یہ عبارت اس کتاب میں سرے سے موجود ہی نہیں۔ البتہ یہ لفظ موجود ہیں" الخ (چراغ سنت ص۱۴۶)

پھر فرماتے ہیں :۔

ایک لفظ یہاں سے اٹھاؤ دوسرا وہاں سے۔ الخ۔ (ص۱۴۷)

ہمیں مؤلف "چراغ سنت" کی بدھو ذہنیت پر بایں وجہ ضرور تعجب ہے کہ جس شخص کو عبارت اور لفظ کے معنیٰ کا ہی پتہ نہیں، وہ امت دیوبندیہ کا مصنف سنت ہے۔

اعوذ باللہ ان اکون من الجاھلین۔ کیوں حضرت؟ لفظ تو تحذیر الناس میں اسی طرح موجود ہیں۔ تو پھر عبارت کیا مسجد شہید گنج کے بدلے وصول شدہ سبز نوٹوں کا نام ہے یا پاکستان کی مخالفت میں انگریزوں اور ہندوؤں کے چندوں کا نام ہے۔ ہاں تو فرمائیے کہ یہ عبارت "عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور سب میں آخری نبی ہیں" الخ (تحذیر الناس ص۳) کیا دیوبندی حساب سے ابھی تک ایک لفظ ہوا ہے۔ کیا دیوبندی سب کے سب ایسے جاہل ہیں کہ آپ ایسے جھوٹ بول کر بھی ان کو مطمئن کر لیتے ہیں۔ کفر کی حمایت میں اتنے پاپڑ بیلتے وقت کچھ بھی خوف خدا نہ آیا۔ زندگی چار روز ہے۔ آخر کار با خدا۔

فریب :۔ جو فقرے خان صاحب نے اس موقعہ پر نقل کئے ہیں۔ ان کا ماسبق و مالحق حذف کر دیا ہے" (فیصلہ کن مناظرہ ص۳۸)

الجواب :۔ اگر دس سیر دودھ کسی کھلے منہ والے دیگچے میں ڈال دیا جائے اور اس دیگچے کے منہ پر لکڑی رکھ کر ایک تاگہ میں خنزیر کی ایک بوٹی ایک تولہ کی اس لکڑی میں باندھ کر دودھ میں لٹکا دی جائے پھر کسی مسلمان کو اس دودھ میں سے پلایا جائے وہ کہے گا کہ میں اس دودھ سے ہرگز نہیں پیوں گا۔ کیونکہ سب

حرام ہوگیا۔ پلانے والا کہے کہ بھائی دس سیر دودھ کے آٹھ سو تولے ہوتے ہیں۔ آپ فقط اس بوٹی کو کیوں دیکھتے ہو۔ دیکھو اس بوٹی کے آگے پیچھے دائیں بائیں اور نیچے چار پانچ گہرائی میں دودھ ہی دودھ ہے۔ وہ مسلمان یہی کہے گا کہ یہ سارا دودھ خنزیر کی ایک بوٹی کے باعث حرام ہوگیا۔

(حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی۔ مصنفہ احمد علی دیوبندی لاہوری ص۸۱)

بالکل یہی قصہ محمد قاسم صاحب کے ماسبق و مالحق کا ہے کہ خواہ اُن کے ماسبق و مالحق میں کس قدر ہی اچھائی کیوں نہ ہو اس سور کی بوٹی نے ان کے سارے ماالحق و ماسبق کو خراب کر دیا ہے۔

فریب:۔ مولوی محمد قاسم صاحب کی دوسری عبارات میں ختم نبوت زمانی کا اقرار ہے تو پھر اب یہ بہتان کیوں لگاتے ہو کہ وہ ختم نبوت زمانی کے منکر ہیں۔ چنانچہ آپ کی اسی کتاب اور دوسری کتب کی دوسری تصریحات سے یہ امر ثابت ہے۔ (خلاصہ الاعتراض فیصلہ کن مناظرہ ص۳۹ وغیرہ)

الجواب:۔ مولوی صاحب خواہ کچھ بھی تصریحیں کرتے رہیں۔ ہمیں تو اُن کی ان قابل اعتراض کفریہ عبارات پر اعتراض ہے۔ اس کفریہ کی عبارت کی صفائی میں اس کی دوسری عبارات پیش کرنا تو ایسا ہے۔ جیسا کہ مرزا صاحب کے دعوائے نبوت والی عبارات کی صفائی میں اس کی " ہر نبوت را بروشد اختتام " والی عبارت پیش کر کے مرزائی جان بچاتے ہیں۔ بہر حال وہ عبارت سور کی بوٹی ہے۔ جس سے سارا دودھ حرام ہے۔ اپنے ہی پیشوا احمد علی صاحب کا مندرجہ بالا دودھ اور سور کی بوٹی والا فیصلہ دیکھ لیجئے اور یہ تو بالکل ایسا ہے کہ جیسے کوئی بد مذہب کہہ دے کہ میں نماز کو فرض مانتا ہوں۔ لیکن اقیموا الصلوٰۃ سے صرف نماز کی فرضیت کو نہیں مانتا بلکہ ایک عام مفہوم مراد لیتا ہوں جو کہ ہر قسم کی عبادات نماز، روزہ وغیرہ پر شامل ہو۔ ایسے ہی نانوتوی صاحب خاتم النبیین سے صرف ختم زمانی کے منکر ہیں۔ تو جیسے اقیموا الصلوٰۃ سے صرف فرضیت نماز کے منکر کا جو حال ہے وہی نانوتوی صاحب کا ہے اور خود مولوی حسین احمد دیوبندی اس امر کا اقرار کرتا ہوا لکھتا ہے۔

"معلوم کرنا چاہیے کہ آیت ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین کی تفسیر میں عام مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ مراد خاتمیت سے فقط خاتمیت زمانی ہے، خاتمیت مرتبی نہیں۔ حضرت مولانا نانوتوی صاحب رحمۃ اللّٰہ علیہ اس حصر پر انکار فرما رہے ہیں۔"

(الشہاب الثاقب ص۸۴)

فریب:۔ صاحب تحذیر الناس نے خاتم سے خاتم زمانی مراد لینے کو عوام کا خیال نہیں بتلایا بلکہ صرف خاتم زمانی میں حصر کرنے کو عوام کا خیال بتایا ہے۔ الخ (فیصلہ کن مناظرہ ص۵۳)

الجواب:۔ استغفر اللّٰہ من الکذابین۔ انسان کو جھوٹ بولتے ہوئے کچھ تو خوف خدا

کرنا چاہیے۔ کیا تحذیر الناس کی اس کفریہ عبارت میں کوئی ایک بھی لفظ دکھا سکتے ہو کہ جس میں حصر کرنے کے معنی ہو۔ وہ تو صاف لکھ رہا ہے کہ عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے الخ کیا اس میں کوئی لفظ صرف وغیرہ ہے۔ جس سے حصر کی نفی کی دلالت ہو۔ نیز یقیناً حضور کی خاتمیت ذاتی تو بے شمار دوسرے دلائل سے ثابت ہے جس پر سب کا ایمان ہے۔ مگر اس آیت خاتم النبیین سے خاتمیت زمانی کے علاوہ کوئی اور خاتمیت نکالنا آپ کے مولوی علمائے دیوبند بھی کفر تسلیم کر چکے ہیں۔ چنانچہ مولوی محمد شفیع مفتی دیوبند تصریح کرتے ہیں،

آپ نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہی بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے مراد ہے پس ان لوگوں کے کفر میں کوئی شبہ نہیں ہے جو اس کا انکار کریں اور یہ قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے۔ (ختم النبوۃ فی الآثار، مطبوعہ دیوبند ص۸، سطر۱۱، مصنفہ محمد شفیع دیوبندی)

مولوی محمد شفیع کی اس تصریح سے بالکل عیاں ہو گیا کہ آیت خاتم النبیین کے صرف ظاہری معنی پر ایمان لانا بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے فرض ہے اور اس ظاہری معنی میں تاویل یا تخصیص کرنے والا کافر ہے اور ظاہر ہے کہ اس کا مفہوم ظاہری وہی ہے جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لانبی بعدی سے ارشاد فرمایا۔ کیا کوئی ناعاقبت اندیش کہہ سکتا ہے کہ معاذ اللہ کہ خاتمیت ذاتی بھی اس آیت کا ظاہری مفہوم تھا۔ مگر حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تریسٹھ سالہ ظاہری زندگی میں یہ ظاہری مفہوم سمجھنے سے ہی قاصر رہے۔ معلوم ہوا کہ اس کا ظاہری مفہوم صرف خاتمیت زمانی ہے اور یہ آیت اسی معنی میں منحصر ہے اور اس حصر کو توڑ کر اس کے ظاہری معنی میں تاویل کرنا جس طرح محمد قاسم نے کی ہے یہ صریح کفر ہے اور لطف یہ کہ خود مولوی محمد قاسم نے تسلیم کیا کہ یہ معنی جو اس نے کئے ہیں۔ تیرہ سو سال میں کبھی کسی نے بھی نہیں کئے۔ لکھتا ہے ؎

گاہ باشد کہ کودک ناداں
بغلط بر ہدف زند تیرے

یعنی اجماعی عقیدہ اور اجماعی معنی کا منکر صرف یہی کودک ناداں ہے تو اس کے کفر میں کیا شک ہے؟

دیوبندی فرقہ کے اس ذمہ دار مفتی کی اس تصریح کے بعد خاتم النبیین کے اس معنی پر اجماع ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے پہلے اور آخری نبی ہیں اور اس کے اس معنی میں تاویل و تخصیص کرنے والا کافر و مرتد ہے نانوتوی کے کفر و ارتداد پر کسی اور تصریح کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اگر مزید وضاحت کی ضرورت ہو تو لیجئے پاکستانی دیوبندیوں کے ایک سب سے معتبر مولوی کی صاف تصریحات ملاحظہ کیجئے۔ مولوی ادریس کاندھلوی فی الحال مدرسہ اشرفیہ لاہور اپنی

کتاب مسک الختام فی ختم النبوۃ علی سید الانام میں آیت خاتم النبیین کے معنی کے متعلق آخری فیصلہ کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

(۱) قرآن وحدیث نے یہ اعلان کر دیا کہ آپ آخری نبی ہیں الخ۔

(مسک الختام مطبوعہ ملتان ص۱۳)

(۲) لفظ خاتم جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہوگا۔ تو اس کے معنی صرف آخر اور ختم کرنے والے کے ہوں گے۔ لہٰذا آیت مذکورہ میں چونکہ خاتم کی اضافت نبیین کی طرف ہو رہی ہے۔ اس لئے اس کے معنی آخر النبیین اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے کے ہوں گے۔ (ص۱۵)

(۳) خاتم النبیین کے جو معنی ہم نے بیان کئے یعنی آخر النبیین کے تمام ائمہ لغت اور علمائے عربیت اور تمام علمائے شریعت عہد نبوت سے لے کر اب تک سب کے سب یہی معنی بیان کرتے آئے ہیں۔ انشاء اللہ ثم انشاء اللہ تعالیٰ ایک حرف بھی کتب تفسیر اور کتب حدیث میں اس کے خلاف نہ ملے گا۔ (۲۰)

(۴) ہم مزید توضیح کے لیے اس آیت کی دوسری قرأت پیش کرتے ہیں۔ وہ قرأت یہ ہے ولکن نبیاً ختم النبیین۔ یہ قرأت حضرت عبد اللہ بن مسعود کی ہے۔ جو تمام تفاسیر معتبرہ میں منقول ہے۔ اس قرأت سے وہ تمام تاویلات اور تحریفات بھی ختم ہو جاتی ہیں۔ جو مرزائی جماعت نے خاتم النبیین کے لفظ میں کی ہیں (ص۲۱)

(۵) واضح ہو گیا کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہیں۔ (ص۲۳)

(۶) انا خاتم النبیین کے بعد لا نبی بعدی کا اضافہ اس امر کی صریح دلیل ہے کہ خاتم کے معنی مہر نہیں بلکہ آخر کے ہیں (ص۲۳)

(۷) خلاصہ کلام یہ کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہی ہیں، جس نبی پر یہ آیت اتری اس نے اس آیت کے یہی معنی سمجھے اور سمجھائے اور جن صحابہ نے اس نبی سے قرآن اور اس کی تفسیر پڑھی۔ انہوں نے بھی یہی معنی سمجھے، فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر (ص۲۵)

(۸) خاتم النبیین اور خاتم النبیین کے معنی ہیں آخری نبی۔ (ص۲۷)

(۹) خاتم النبیین سے یہی مراد ہے نہ کچھ اور وہ احادیث جن میں آپ کے آخری نبی ہونے کا ذکر ہے اور وہ بھی درحقیقت خاتم النبیین ہی کی تفسیر ہیں اور بہت سی ہیں۔ ص۲۸

(۱۰) اور ایسی حدیثیں جن میں آپ کو آخری کہا گیا ہے۔ چھ ہیں۔ اس قدر زبردست شہادت کے ہوتے ہوئے کسی مسلمان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے سے انکار کرنا بینات اور اصول دین سے انکار ہے۔

(۱۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار اصولِ دین کا انکار ہے اور ظاہر ہے کہ اصولِ دین کا

(۱۲) اب سوال یہ ہے کہ...... مرزا صاحب نبوت کے مدعی تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کے منکر تھے۔ تو مرزا صاحب اس اصول دینی کے انکار کی بنا پر کافر ہوئے یا نہیں ؟...... اور اگر نہیں تو باوجود اصول دین کے انکار کے کیوں کافر نہیں اور اگر کافر ہیں تو ان کی تکفیر کا اعلان ضروری ہے تاکہ عوام کو اشتباہ نہ رہے۔ (صہ ۲۹)

(۱۳) لغت اور محاورہ کا عرب کے اعتبار سے خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہیں۔ (صہ ۴۵)

(۱۴) لا نبی بعدی اور خاتم النبیین کے مفہوم اور مدلول میں کوئی فرق نہیں اور لا نبی بعدی کا بعینہ یہی مطلب ہے۔ جو خاتم النبیین کا ہے۔ اختتام نبوت پر دونوں لفظ یکساں طور پر دلالت کرتے ہیں صہ ۵۵

(۱۵) معلوم ہو گیا کہ ختم نبوت امت محمدیہ کا اجماعی عقیدہ ہے..... کہ نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی اور آپ آخری نبی ہیں۔ (صہ ۶۶)

صاحب مسلک الختام کی ایسی بے شمار فیصلہ کن تصریحات میں سے صرف یہ پندرہ نمونے حاضر ہیں۔ آپ ان عبارتوں خصوصاً خط کشیدہ الفاظ پر دوبارہ نظر فرماویں تو بہر حال آپ کو یقین ہو جائے گا کہ دیوبندی فرقہ کے اس ذمہ دار مصنف کو صاف اقرار کرنا پڑا ہے کہ آیت خاتم النبیین میں لفظ خاتم النبیین کا معنے صرف آخر النبیین ہے اور یہ آیت صرف اسی معنی ختم زمانی میں محصور ہے۔ چنانچہ تصریح ۲ و ۳ کے الفاظ (صرف) اور (ہی) اس امر کا واضح اور بین ثبوت ہیں۔ اب ان تصریحات سے

۱۔ اس آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے ہیں اور یہ آیت صرف اسی معنی ختم زمانی میں ہی محصور ہے۔

۲۔ جو شخص خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے کو عوام کا خیال بتائے اور انکار کرکے خاتم النبیین کا معنی ذاتی نبی یا مرتبی نبی یا افضل نبی کرے اس کے صرف اس حتمی یقینی اور اجماعی معنی آخر الزمان نبی سے انحراف کرے یا اسے بے فضیلت بتائے وہ یقیناً کافر ہے، مرتد ہے بے ایمان ہے، لعنتی ہے۔

۳۔ مرزا غلام احمد بھی اس وجہ سے مرتد ہوا تھا کہ اس نے خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کو عدم فضیلت پر محمول کرکے خاتم النبیین کے معنی ذاتی و مرتبی نبی کے گھڑے تھے، اس لیے جو شخص بھی اس آیت کے اس معنی سے منحرف ہو کر کوئی اور تعمیم یا تاویل کرے گا وہ یقیناً کافر اور مرتد ہوگا۔ اب سے

کہو ناخدا سے کہ لنگر اٹھا دے ۔۔۔ میں طوفاں کی ضد دیکھنا چاہتا ہوں

مولوی کاندھلوی کی تصریحات کو ایک دفعہ پھر ملاحظہ فرما لیجیے اور

اب دیوبندیہ کے امام نانوتوی کی یہ ناپاک عبارات پڑھیئے

۱۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ تمام انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے

(تحذیر الناس ص۳)

۲۔ اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجیے، جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی افراد مقصودہ بالخلق، الخ۔ (تحذیر الناس ص۳)

مولوی نانوتوی بانی دیوبند کی ایسی بے شمار تصریحات ہیں جن میں اس نے خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین سے انحراف کر کے ذاتی اور مرتبی نبی کے گھڑے ہیں۔ صرف یہ دو نمونے حاضر خدمت ہیں۔ ان عبارات کو ادریس کی عبارات خصوصاً نمبر ۳، ، اسے مقابلہ کر کے پڑھیئے اگر اب بھی کوئی بدبخت انسان کہے گا۔ کہ نانوتوی نے خاتم النبیین کے معنی آخری نبی سے انحراف نہیں کیا یا مرزا غلام احمد کی طرح نانوتوی منکر نہیں تو پھر اس کی اس اکابر پرستی پر ہم انسانیت کی شرافت اور ایمان و حیاء سے اپیل کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اس سے بڑھ کر دنیا بھر میں اسلام کا بدترین دشمن کوئی بھی نہ ہو گا۔ نہ ماننا اور ضد کرنا یہ تو دیوبندیوں کے بس کی بات ہے۔ مگر ہم اپنے فریضۂ اظہار حق سے سبکدوش ہو چکے ہیں اور گو ہم سراسر عاصی و خطاکار ہیں۔ مگر انشاء اللہ اس مسئلہ میں اہل اسلام اور دیوبندیوں کا فیصلہ یوم محشر خدا تعالیٰ جل شانہٗ کی بے لاگ عدالت اور اس کے حبیب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وبارک وسلم کے حضور ہو گا۔ اللّٰھم اغفرلنا وارزقنا شفاعتہ بحرمۃ الشیخ السید المرشد مہر علی رحمۃ اللہ علیہ ابداً ابداً۔

گنگوہی کے فتوائے تکذیب باری تعالیٰ کے متعلق

فریب :۔ حضرت گنگوہی مرحوم کی طرف کسی ایسے فتوے کی نسبت کرنا سراسر افتراء و بہتان ہے الخ۔ بحمد اللہ ہم پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مرحوم کے کسی فتوے میں یہ الفاظ موجود نہیں ہیں

(خلاصہ فیصلہ کن مناظرہ از ص۵۹ تا ص۱)

الجواب:۔ آپ تو گنگوہی کے صرف قلمی فتوے سے ہی انکار فرما رہے۔ ہم پیشہ غلام احمد قادیانی نے تو اپنی طبع شدہ کتابوں کے مضامین سے بھی انکار کر دیا تھا۔ کہ میں نہ ختم نبوت کا منکر ہوں اور نہ ہی میں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ، مگر جس طرح ایسے غلط بیانوں سے مرزا صاحب کی جان نہ چھوٹی۔ اسی طرح جناب کے گنگوہی صاحب کی جان چھوٹنا بھی مشکل ہے۔ آپ کے گنگوہی کا وہ اصل مہری فتوے آج تک بریلی کے دارالعلوم میں محفوظ ہے اور اس کا عکسی فوٹو آج بھی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں موجود ہے اور اس کتاب میں بھی اس کا عکس پیش کیا جا رہا ہے تاکہ آپ کو اطمینان ہو جائے۔ جب مدعی کے پاس (بینتہ) ثبوت موجود ہے تو منکر کی (زمین) صفائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

باقی رہا یہ کہ گنگوہی کے مطبوعہ فتاویٰ رشیدیہ میں اس کے خلاف فتوے موجود ہیں۔ تو اس کا جواب وہی ہے جو کہ سور کی بوٹی والے دودھ سے جناب کے پیشوا احمد علی صاحب لاہوری نے آپ کے دل و دماغ کو مرعن کیا ہے۔ ایسے غلط فتوے دے کر منکر ہو جانا دیوبندی کی پرانی عادت ہے۔ دیکھو اسی کتاب کا ص۴۱۹۔

عبارت براہین قاطعہ کے متعلق

فریب:۔ شیطان کو بُری چیز کا بھی علم ہے تو وہ حضور کو وہ علم کیسے ہوگا۔ ایسے علم جمنا داس اور گنگا داس وغیرہ۔

(عام اعتراض فیصلہ کن مناظرہ وغیرہ)

الجواب:۔ علم ہر چیز کا کمال ہے، بُری چیزوں کا کرنا بُرا ہے۔ علم بُرا نہیں۔ دیکھو ساحرین فرعون کو سحر کا علم تھا۔ انہوں نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ عصا دیکھا تو ان کو سحر اور معجزہ میں فرق معلوم ہو گیا اور وہ ایمان لائے۔ گویا علم سحر اُن کے لئے ذریعہ نجات بنا اور فرعون سحر کا عالم نہ تھا۔ اسی لئے سحر اور معجزہ میں فرق معلوم نہ کر سکا اور کافر ہی رہا۔ اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ان چیزوں کے علم کو برا کہا جائے تو خدا تعالیٰ کو بھی معاذ اللہ ان چیزوں کے علم سے جاہل ماننا پڑے گا۔ کیونکہ یہ مسئلہ ہے کہ

ان کل ما کان وصف نقص فی حق العباد فالباری تعالیٰ منزہ عنہ وھو محال علیہ تعالیٰ (مسامرہ) ج ۲ ص۶

یعنی جو چیز بندوں کے لئے وصف نقص قرار پائے گی وہ لازماً اللہ تعالیٰ کے لئے بھی نقص ہوگی اور ذات باری کے لئے محال ماننی پڑے گی اور اس کو ہر چیز کا علم تو سب کو مسلم ہے۔ یا کیا اس کو بری چیزوں کا

علم نہیں۔ (معاذ اللہ) اسی طرح اگر علم جنا و اس وغیرہ کمال نہیں تو بتاؤ یہ علوم خدا تعالیٰ کو ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو پھر کیا خدا کو بھی صفت عدم کمال سے متصف مانو گے اور اگر یہی علوم خدا کے لیے کمال ہیں۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی کمال ہوں گے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ذات وصفات الٰہیہ کے مظہر اتم ہیں۔

فریب:۔ مولوی خلیل احمد نے شیطان کو حضور سے وسیع العلم نہیں کہا۔

(فیصلہ کن مناظرہ)

الجواب:۔ مولوی خلیل احمد کے الفاظ ہی یہ ہیں "شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے"۔

یہاں تو وسعت کا لفظ موجود ہے اور تم کہتے ہو کہ وسیع العلم کہا ہی نہیں۔ ایسا جھوٹ؟ مولوی خلیل احمد نے صاف لفظوں میں شیطان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وسیع العلم مانا ہے۔ اب اپنا یہ فیصلہ خود پڑھ لیجئے کہ:

۱۔ ان دوسروں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ وسیع العلم کہہ دینا انتہائی بلاوت اور اعلیٰ درجے کی حماقت اور ضلالت ہے۔ (فیصلہ کن مناظرہ ص ۹۳، سطر ۴)

۲۔ کون احمق اور شیطان کا کون سا امتی ہو گا۔ جو ان علوم سفلیہ کی وجہ سے شیطان کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی دوسرے نبی علیہ السلام سے زیادہ وسیع العلم کہہ دے۔

(فیصلہ کن مناظرہ ص ۱۱۲، سطر ۶)

۔ اب جناب ہی فیصلہ فرما دیں کہ جناب کے پیشوا کس کے امتی ہوئے۔

فریب:۔ مولوی عبد السمیع صاحب بھی ناپاک مقامات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کا دعوےٰ نہیں کرتے۔ (فیصلہ کن مناظرہ ص ۱۱۳)

الجواب:۔ علم اور حاضر ہونے میں فرق ہے۔ کیونکہ حضور سے مراد حضور جسمانی بھی ہوتا ہے اور یہی مولوی عبد السمیع صاحب مرحوم کی مراد ہے۔ نیز کیا چیز کا عدم ادعا اس کے عدم حکم مستلزم ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو انوار ساطعہ کی عبارت جس میں صرف دعوے کی نفی ہے۔ اس سے دیوبندیت کو کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔

فریب:۔ شیطان کے لئے صرف علم عطائی تسلیم کیا گیا ہے اور شرک علم ذاتی کے اثبات کو کہا گیا ہے۔

(فیصلہ کن مناظرہ ص ۱۲۱)

الجواب:۔ مولوی خلیل احمد کی اس کفریہ عبارت میں قطعاً ذاتی وعطائی کا ذکر نہیں ہے۔ یہ جناب کا سراسر افتراء ہے۔ مولانا عبد السمیع صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم عطائی کا ہی اثبات فرمایا ہے۔ جس کے جواب میں مولوی خلیل احمد صاحب اسی وسعت عطائی کے منکر ہو کر ایمان برباد کر بیٹھے۔

فریب :۔ غیر نبی کا علم بھی کسی نبی سے بڑھ سکتا ہے۔ چنانچہ امام رازی فرماتے ہیں: ویجوز ان یکون غیرا لنبی فوق النبی فی علوم۔ الخ۔ (فیصلہ کن مناظرہ ص۹۳)

الزامی جواب :۔ یہ بھی جاہلانہ فریب ہے۔ جو کہ دیوبند کے شیخ الحدیثوں کے لئے ہی زیبا ہے۔ یہ عبارت یا اس قسم کی دوسری عبارات جن میں یجوز یا یمکن کا لفظ آتا ہے۔ (قطع نظر اس کے کہ ہمارے نزدیک ایسے یجوز یا یمکن کا کیا حال ہے اور ایسے یجوز یا یمکن کہنے والے کون ہیں۔) مگر تمہارے لئے تو یہ یجوز بھی مفید نہیں۔ کیونکہ یہاں صرف امکان مراد ہے اور ہمارا اعتراض تسلیم وقوع پر ہے۔ یعنی تمہارے مولوی خلیل احمد صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شیطان کی وسعت علمی کا وقوع مان چکے ہیں اور اس کے جواب میں تم امکانات کی عبارات پیش کر کے جان چھوڑانا چاہتے ہو۔ اگر تمہارے نزدیک امکان اور وقوع ایک ہی چیز ہیں جیسا کہ تمہارے اس رویہ سے ظاہر ہے۔ تو دیکھو تمام دیوبندیوں وہابیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل نبی کا پیدا ہونا ممکن ہے۔ چنانچہ آپ کے مولوی اسماعیل صاحب لکھتے ہیں:۔

"اس شہنشاہ کی یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن وفرشتہ جبرائیل اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل پیدا کر ڈالے"۔

(تقویۃ الایمان، ص۳۵، سطر۱۶)

اور پھر اس کی وضاحت کرتا ہوا صاف لکھتا ہے:۔

پس وجود مثل نبی صلی اللہ علیہ وسلم داخل باشد تحت قدرت الٰہیہ وہو المطلوب وثانیاً آنکہ وجود مثل مذکور شی ممکن است وہر شے ممکن بالذات داخل است قدرت الٰہیہ۔ الخ۔

(یکروزی مصنفہ مولوی اسماعیل صاحب ص۱۳۹، سطر۱۸)

ان ہر دو عبارات سے صاف ظاہر ہو گیا کہ دیوبندیوں کے نزدیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آپ ہی جیسا احمد ومحمد پیدا ہونا ہر طرح ممکن ہے۔ اب دیکھئے مرزا غلام احمد دعوے کرتا ہے کہ میں ہی محمد واحمد ہوں۔ ؎

آدمم نیز احمد مختار
در برم جامۂ ابرار

(درثمین دیوان قادیانی ج ا ص۱۷۱، سطر۲۰)

تو اب فرمائیے کہ مرزا غلام احمد مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وقوع کا دعوے کرتا ہے اور آپ کے تمام دیوبندی مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امکان مان چکے ہیں۔ تو کیا مرزا کا دعوے وقوع مثل محمدی درست مان لوگے؟ تمہارے قاعدے کے مطابق تو یہ دعوے ہر طرح درست ہو جائے گا کیونکہ جس طرح تم وقوع وسعت علمی کے ثبوت میں امام

رازی وغیرہ کی عبارات امکان پیش کرکے اپنی جہالت کا ثبوت دے چکے ہو۔ اسی طرح مرزا بھی اپنے دعوٰے محمد واحمد ہونے کے ثبوت میں تمہارا عقیدہ امکان نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کرکے اپنا الّو سیدھا کر چکا ہے۔ نیز دیکھو تم خود امکان جھوٹ کے خدا کے لئے مدعی ہو۔ چنانچہ مسئلہ امکان کذب تمہارا مشہور مسئلہ ہے۔ تو اگر تمہاری برادری کا کوئی آدمی یہ کہہ دے کہ میں تو خدا تعالیٰ کے لئے جھوٹ کا وقوع مانتا ہوں اور اس کو اس کے ثبوت میں تمہارے فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ صفحہ اور براہین قاطعہ ص۲ اور جہد المقل وغیرہ کی عبارات امکان کذب پیش کرکے اپنا مطلب نکال لے تو یہ علمائے دیوبند کی ہی عالمانہ فریب کاریوں کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ نیز اس سے تو لازم آئے گا کہ واقعی تم وقوع کذب باری کے قائل ہو۔ کیونکہ وقوع اور امکان تمہارے نزدیک شیٔ واحد ہے اور امکان کے تم صاف مدعی ہو۔ بہرحال تمہارے لئے امام رازی کی عبارت ہرگز مفید نہ ہوئی ورنہ تمہاری ہی خیر نہیں۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

تحقیقی جواب

یہ ہے کہ تم نے شیطان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے برتر ثابت کرنے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ابلیس لعین کی فوقیت ثابت کرنے کے لئے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی تفسیر کبیر کا نام لے کر سراسر بلیک میلنگ کی ہے۔ کیونکہ امام رازی نے یہ عبارت یجوز ان یکون غیر النبی اپنی طرف سے نہیں۔ بلکہ ان بعض لوگوں کی طرف سے لکھی ہے۔ جو کہ فوجد عبداً من عبادنا میں اس عبد کو نبی تسلیم نہیں کرتے اور لطف یہ کہ خود ان بعض لوگوں نے جب اس عبد کو غیر نبی قرار دے کر یہ قول کیا۔ یجوز ان یکون غیر النبی الخ تو انہیں خود اپنے اس خطرناک اصول سے خطرہ لاحق ہوا۔ تو خود انہیں بھی اپنے اس اصول کو باطل قرار دے کر بالآخر لکھنا پڑا کہ:

ان موسیٰ ھذا غیر موسیٰ صاحب التوراۃ (تفسیر کبیر تحت آیت فوجد عبداً من عبادنا)

(پارہ ۱۶ پندرہ رکوع ۲)

اب بتائیے کہ جب وہ عبد بھی نبی نہیں اور یہ موسیٰ نبی نہیں، تو اب غیر نبی کی نبی پر علمی فوقیت کا سوال ہی نہ رہا تو بتاؤ کہ کیا تم اس موسیٰ کو بھی نبی نہیں مانتے؟ تم نے شیطان کو ہمارے نبی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم میں برتر ثابت کرنے کے لئے منکرین نبوت عبد کی وہ عبارت تو نقل کر دی۔ مگر انہیں کی دوسری عبارت نقل نہ کی۔ کیا تم نے یہ خیانت نہیں کی۔ ان اللہ لا یھدی کید الخائنین۔

مصنف "فیصلہ کن مناظرہ" ومصنف "چراغِ سُنّت" کی بلیک مارکیٹ

مصنف چراغ سنت قصوری نے شیطان کو فوق محمد صلی اللہ علیہ وسلم ثابت کرکے فردوس بریں حاصل کرنے اور مصنف فیصلہ کن مناظرہ نے اسی شیخ کی بارگاہ میں "منظور" ہونے کے لئے حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا نام پیش کرکے جس دیانت کا ثبوت دیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے اٹھائی گیر بھی دونوں حضرات کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ دیکھئے جس صفحہ سے ان دیوبندیوں نے بعض غیر معتبر لوگوں کے قول بجوزان یکون غیر النبی والی مذکورعبارت نقل کرکے شیطان کی وسعت علمی کی گنجائش نکالی ہے۔ اسی صفحہ پر امام حضرت رازی نے اپنا مذہب یوں صاف فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں:

کون الخضر اعلیٰ شانا من موسیٰ غیر جائز لان الخضر اما ان یقال انہ کان من بنی اسرائیل او ما کان من بنی اسرائیل فان قلنا انہ کان من بنی اسرائیل کان من امۃ موسیٰ علیہ السلام لقولہ تعالیٰ حکایۃ عن موسیٰ علیہ السلام انہ قال لفرعون ارسل بنی اسرائیل والامۃ لاتکون اعلیٰ حالا من النبی الخ۔

(تفسیر کبیر امام رازی ج۵ ۔ تحت آیت فوجدا عبدا من عبادنا پ۱۵ ع آخر)

یعنی اُمت کسی حال میں بھی نبی سے برتر نہیں ہوسکتی۔

اب بتائیے کہ جس امام رازی کا یہ عقیدہ ہے کہ کوئی اُمتی بھی نبی سے کسی بھی صفت میں فوقیت نہیں رکھ سکتی۔ وہ بھلا خود اس امر کا کس طرح قائل ہوسکتا ہے کہ نعوذ باللہ غیر نبی نبی سے کسی بھی علم میں برتر ہوجائے۔ دیوبندی صاحبان شیطان لعین کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے برتر ثابت کرنے کے لئے ایسی خیانتیں کرتے ہیں۔ رب العالمین کو محشر میں کیا جواب دیں گے۔ خدا انہیں ہدایت بخشے۔ آمین۔

ناظرین غور فرمائیے کہ یہ مولوی منظور صاحب دیوبندیوں کے چوٹی کے عالم ہیں۔ مگر ان کے علم وفضل کا اندازہ لگا کر باقی سب حکیم الامتوں کے شان علمیت کا خوب اندازہ ہوسکتا ہے۔ ؏

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

براہین قاطعہ کی ناپاک عبارات کے متعلق دیگر فریب کاریوں کے جوابات "اعتقادات دیوبندی مذہب" کی بحث میں ملاحظہ فرمالیں۔ یہاں بخوف طوالت چھوڑ دیئے گئے ہیں۔

؏ اس اصول کے خود دیوبندی قائل ہیں دیکھو فیصلہ کن مناظرہ، چراغ سنت وغیرہ۔ قلتہ علی سبیل الالزام۔ (مؤلف)

عبارت حفظ الایمان کے متعلق

فریب:۔ تھانوی کی عبارت میں فقرہ "اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے" کے لفظ اس میں سے مراد مطلق بعض علم غیب ہے، حضور کا بعض علم غیب مراد نہیں، نیز "ایسا" کے لفظ سے بھی مطلق بعض غیوب کا علم مراد تھا، نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اقدس، الخ۔

(مشہور فریب دیوبندیہ فیصلہ کن مناظرہ ص۱۴۵)

الجواب:۔ تھانوی صاحب کی اس ساری عبارت میں کسی جگہ بھی مطلق بعض علم غیب کا ذکر نہیں ہے۔ لفظ "اس" ضمیر ہے۔ جس کا مرجع یقیناً وہی بعض غیب ہے۔ جو اس سے پہلے مذکور ہے، اور اس سے پہلے حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی بعض علم غیب مذکور ہے نہ کہ مطلق بعض علم غیب۔ کیونکہ اول آپ کی ذات مقدسہ، دوم اس غیب سے مراد، سوم اس میں حضور کی، چہارم کیا تخصیص ہے۔ یہ تمام الفاظ اس امر پر صراحۃً دال ہیں کہ اس تمام عبارت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی بعض علم غیب کا ذکر ہے اور اسی کی بحث شروع ہے اگر یہاں حضور کا بعض علم غیب مراد ہی نہیں۔ تو پھر تخصیص و عدم تخصیص کے لفظ کا کوئی مفہوم ہی نہیں بن سکتا، اس عبارت میں یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی بعض علم غیب سے مجانین وحیوانات کو تشبیہ دے کر پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازحد تنقیص کی گئی ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی بھی صفت مبارک کو حیوانات کی صفت سے تشبیہ دینا کفر ہے اور خود دیوبندیوں نے تشبیہ کو کفر مانا ہے، چنانچہ دیوبندیوں کے معتبر رسالہ "چراغ سنت" مصنفہ دیوبندیاں قصور میں تصریح کی ہے۔ کہ:۔

"بریلویوں کے اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظ "ایسا" صرف تشبیہ کے لئے آتا ہے۔ اور یہاں معاذاللہ حضرت تھانوی نے حضور کے علم کو جانوروں اور دیوانوں جیسا کہا ہے"۔

(چراغ سنت ص۱۶۷)

اس عبارت سے واضح ہے کہ اگر تھانوی کی عبارت میں "ایسا" تشبیہ کے لئے مانا جائے تو کفر ہے۔ چنانچہ "معاذاللہ" کا لفظ شاہد ہے۔ اور اس عبارت کے بعد دیوبندیوں نے اس لفظ کے دوسرے معنی بھی اسی وجہ سے نکال کر جان چھڑانے کی کوشش کی ہے کہ "ایسا" کو یہاں تشبیہ کے لئے ماننا کفر ہے، اب دیکھئے دیوبندیوں کے سب سے بڑے مولوی حسین احمد صاحب دیوبندی صاف اقرار کر چکے ہیں کہ لفظ "ایسا" یہاں تشبیہ کے لئے ہی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے۔ الخ" (الشہاب الثاقب ص۱۱۱)

غرض سیاق عبارت اور سباق کلام ہر دونوں بوضاحت دلالت کرتے ہیں کہ نفس بعینیت میں تشبیہ

دی جا رہی ہے۔ (الشہاب الثاقب حسین احمد ص۱۱۳)

تو مولوی حسین احمد نے تھانوی جی کی عبارت میں ایسا کو تشبیہ کے لئے متعین کر دیا ہے اور دیوبندی ہی اقرار کر چکے ہیں کہ اگر ایسا یہاں تشبیہ کے لئے ہو۔ تو کفر ہے۔ اب "توچراغ سنت" والے نہایت خوش ہو کر اپنی سنت کے چراغ سے تھانوی جی اور حسین احمد وغیرہ سب دیوبندیوں کے خرمنِ امید کو نذر آتش کر چکے ہیں اور خود دیوبندی دیوبندیوں کے فتوے سے کفر کا شکار ہوئے۔ "فرمن المطر قام تحت المیزاب"

فریب:۔ حفظ الایمان میں مذکورہ بالا عبارت کے بعد الزامی نتیجہ کے طور پر یہ فقرہ تھا، کہ تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔ خانصاحب نے اس کو بھی صاف اڑا دیا۔ کیونکہ اس فقرے سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے الخ

(فیصلہ کن مناظرہ ص۱۴۶)

الجواب:۔ یہ فقرہ کیا، اگر ایسے ہزاروں فقرے ہوں، تب بھی تھانوی صاحب کی کفریہ عبارت کو کفر سے نہیں نکال سکتے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم الغیب کہنے یا نہ کہنے سے تو ہمیں یہاں بحث ہی نہیں، بلکہ اس کی اس کفریہ عبارت پر اعتراض ہے جو کہ تمامہ نقل کر دی گئی ہے اور اس فقرہ کے ہوتے ہوئے بھی یقیناً یہ عبارت کفر سے لبریز ہے دیکھو اگر کوئی دیوبندی مولوی اشرف علی صاحب کو عالم کہتے اور دوسرا شخص یہ کہہ دے کہ بھائی تھانوی صاحب کو عالم نہ کہو، کیونکہ

حفظ الایمان کی عبارت کا مثالی فوٹو

تھانوی صاحب کی ذات پر علم کا حکم کیا جانا اگر بقول دیوبندیہ درست ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس علم سے مراد کل علم ہے۔ یا بعض علم (کل ہونا تو عقلاً و نقلاً محال ہے) اور اگر اس سے بعض علم مراد ہے تو اس میں تھانوی صاحب کی ہی، کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم تو ہر کتے، خنزیر کو بھی حاصل ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم کہا جاوے۔

اب بتائیے کہ یہاں "تو چاہیے کہ سب کو عالم کہا جاوے"، ملا کر بھی کیا جناب کو یہ عبارت منظور ہے۔ حالانکہ یہ عبارت بعینہٖ اسی مذکورہ بالا عبارت کا مکمل مثالی فوٹو ہے۔ یا کوئی بدبخت یوں کہہ دے کہ۔

دوسرا فوٹو:۔ خداتعالیٰ کی ذات مقدسہ پر قادر ہونے کا حکم کیا جانا اگر بقول اہل اسلام صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس قدرت سے کل شیٔ پر قدرت مراد ہے۔ یا بعض پر، کل شیٔ پر تو قدرت تو عقلاً و نقلاً محال ہے۔ کیونکہ شریک باری اور اپنی موت و فنا وغیرہ محالات پر قدرت کا

تعلق ہی نہیں ہے، اگر بعض قدرت مراد ہے تو اس میں خدا تعالیٰ کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسی قدرت تو ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ تو چاہیے کہ سب کو قادر کہا جائے

تو فرمادیں علمائے دیوبند کہ اس بدبخت کا یہ کفر بکنا تمہارے نزدیک درست ہوگا اور تمہارے نزدیک یہ عبارت کیا بے غبار کہلائے گی۔ ہمارے نزدیک تو جس طرح اس عبارت میں خدا تعالیٰ کی توہین کا مرتکب ہو کر وہ شخص کافر ہو جائے گا۔ اسی طرح مذکورہ عبارت میں بھی تھانوی صاحب حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح توہین کر کے مرتکب کفر ہوئے۔

فریب:۔ حفظ الایمان میں صلی اللہ علیہ وسلم چھپا ہوا تھا خان صاحب نے اس کو اڑا دیا۔

(فیصلہ کن مناظرہ ص ۱۳۹)

الجواب:۔ افترا باندھنا تو خیر دیوبندی علماء کا ایک محبوب مشغلہ ہی ہے مگر ایسا افترا ہم نے کسی کی زبانی نہیں سنا۔ مولوی منظور صاحب خدا کے لیے بتائیں کہ کیا آخرت پر ان کا ذرہ برابر بھی ایمان نہیں اور عذاب الٰہی سے ایسے نڈر ہو گئے ہیں کہ ایسا سفید جھوٹ بول کر اپنی دیوبندی امت کو خوش کرتے ہوئے انہیں بھی خیال نہیں آتا کہ خیر ہمارے دیوبندی معتقدین تو ہماری علمیت کا جنازہ نکلا ہوا دیکھ کر بھی ضرور خوش ہوں گے مگر ہمارے خدمت گزار بھی تو موجود ہیں۔ کیا وہ ہمارے اس جھوٹ پر مطلع ہو کر دیوبندی مذہب کو مجموعہ کذب نہ سمجھیں گے۔

ناظرین کرام کو دعوت فیصلہ !!

ملاں سنبھلی صاحب۔ حضرت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ پر الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے حفظ الایمان کی عبارت نقل کرنے میں خیانتیں کی ہیں۔ چنانچہ وہاں صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا خان صاحب نے اڑا دیا۔ اب ہم ناظرین کرام کی خدمت میں پرزور اپیل کرتے ہیں کہ بندہ کے پاس حفظ الایمان کتب خانہ اعزازیہ دیوبند کی طبع شدہ موجود ہے۔ ناظرین کرام تشریف لا کر ملاحظہ فرمالیں، اس کتاب میں ہرگز صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا نہیں ہے اور یہ دیوبند ہی کی طبع شدہ ہے تو ناظرین کرام ملاں سنبھلی کے دجل و فریب اور کذب و افترا کی ساری حقیقت منکشف ہو جائے گی۔ یہ جھوٹ تو بالکل سامنے موجود ہے۔ ایسے ہی باقی جھوٹوں کا حال ہے۔ اور "فیصلہ کن مناظرہ" بہتانات فریب و دجل اور مکر کا مجموعہ سمجھئے۔

اگر کوئی شخص ہمارے پاس موجودہ رسالہ حفظ الایمان میں اس جگہ "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھا ہوا دکھا دے

تو اس کو:۔

مبلغ ایک ہزار روپیہ انعام ۱۰۰۰

دیا جائے گا۔ ورنہ ثابت ہوگیا کہ علمائے اہل سنت و جماعت نے ہرگز خیانت نہیں کی۔ بلکہ دیوبندی لائسنس یافتہ خائن ہیں۔ سنبھلی کی کتاب فیصلہ کن مناظرہ کے بڑے بڑے اعتراضات کا صفایا کر دیا گیا۔ اور اب بفضلہ تعالیٰ حسام الحرمین کی کارروائی بالکل بے غبار ہے اور سنبھلی کی بعض فریب کاریوں کو بالکل نظر انداز کرکے اس لئے ذکر نہیں کیا کہ محض تضییع اوقات ہے اور یہاں اختصار بھی ملحوظ ہے۔ امید ہے کہ ناظرین کرام دیوبندیوں کی فریب کاریوں اور ان کے کھلے کفر سے مکمل طور پر مطلع ہو چکے ہوں گے۔

دیوبندی مذہب کے چار مولویوں کی تکفیر پر کئے جانے والے عام سوالات

(جوابات دیوبندی کتب سے)

سوال:۔ دیوبندیوں کے یہ پیشوا مسلمان تھے اور مسلمانوں کو کیسے مرتد و کافر کہہ سکتے ہیں؟

الجواب:۔ (۱) اب تو اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ مسلمان ہوئے پھر مرتد ہو گئے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی، ج ۳، ص ۱۸۲، سطر ۱۱)

(۲) دوسرے یہ بات ظاہر ہو چکی ہے کہ کافر اس شخص کا نام ہے جو مومن نہ ہو۔ پھر اگر وہ ظاہر میں ایمان کا مدعی ہو تو اس کو منافق کہیں گے اور اگر مسلمان ہونے کے بعد کفر میں مبتلا ہوا ہے تو اس کا نام مرتد رکھا جائے گا۔ الخ۔

(کفر و اسلام کی حقیقت۔ مصنفہ مولوی محمد شفیع دیوبندی ص ۲، سطر ۲۱)

(۳) وان طرأ کفرہ بعد الاسلام خص باسم المرتد لرجوعہ عن الاسلام

(اکفار الملحدین، مصنفہ مولوی انورشاہ دیوبندی ص ۹، سطر ۱۷)

سوال:۔ وہ کس وجہ سے کافر و مرتد ہو گئے تھے؟

الجواب:۔ اشارۃ الی تکفیرہ بفساد اعتقادہ۔ یعنی عقیدہ خراب ہونے سے تکفیر کرنی پڑے گی۔

(اکفار الملحدین، ص ۱۷، سطر ۶)

سوال:۔ دیوبندی علماء کی عبارات کو پیش کرتے وقت اُن کے آگے پیچھے کو تو دیکھا نہیں جاتا۔ بس تھوڑی سی عبارت پر

کفر کا فتوےٰ لگا دیا جاتا ہے۔ حالانکہ جب ۔ تمام کتاب کا مضمون اعلیٰ ہے تو اس تھوڑی سی عبارت سے کیا خرابی لازم آسکتی ہے ؟۔

الجواب :۔ اگر دس سیر دودھ کسی کھلے منہ والے دیگچے میں ڈال دیا جائے اور اس دیگچے کے منہ پر ایک لکڑی رکھ کر ایک تاگہ میں خنزیر کی ایک بوٹی ایک تولہ کی اس لکڑی میں باندھ کر دودھ میں لٹکادی جائے پھر کسی مسلمان کو اس دودھ میں سے پلایا جائے۔ وہ کہے گا کہ میں اس دودھ سے ہرگز نہیں پیوں گا۔ کیونکہ سب حرام ہوگیا ہے۔ پلانے والا کہے گا کہ بھائی دس سیر دودھ کے آٹھ سو تولے ہوتے ہیں۔ آپ فقط اس بوٹی تولہ کیوں دیکھتے ہیں۔ دیکھئے اس بوٹی کے آگے پیچھے دائیں بائیں اور اس کے نیچے چار انچ کی گہرائی میں دودھ ہی دودھ ہے، وہ مسلمان یہی کہے گا۔ یہ سارا دودھ خنزیر کی بوٹی کے باعث حرام ہوگیا۔

(علمائے حق کی مودودیت سے ناراضگی، مصنفہ مولوی احمد علی دیوبندی لاہوری صفحہ ۸ سطر ۱۴ تا آخر)

یہی قصہ دیوبندی مولویوں کی ناپاک عبارات کا ہے کہ اگرچہ ان کی کتب میں کیا کچھ نہ لکھا ہو مگر جب ان کی یہ کفریہ عبارت درج ہے تو سارا دودھ حرام ہے اور دیکھئے احمد علی صاحب لکھتے ہیں :

"ایک شخص کسی خاندان کی بڑی تعریف کرے کہ آپ کا خاندان بہت ہی شریف ہے اور آپ کے والد صاحب بزرگ آدمی ہیں اور آپ کے دادا صاحب ماشاء اللہ قابل زیارت ہیں۔ آخر میں یہ کہہ دے کہ میں نے بعض لوگوں سے سنا ہے کہ آپ حرامزادے ہیں تو کیا اس آخری فقرے سے اس شخص کا دل جل نہیں جائے گا۔"

(علمائے حق کی دیوبندیت سے ناراضگی صفحہ ۵۶، سطر ۱۲)

بعینہ یہی حال ان نام نہاد خادمانِ اسلام علمائے دیوبند کا ہے کہ وہ اپنی کتابوں میں سب کچھ لکھنے کے بعد خدائے تعالیٰ جل شانہٗ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی ایمان سوز توہین کرجاتے ہیں کہ جس سے ان کا سارا کیا دھرا ارتداد کا شکار ہوگیا ہے۔

سوال :۔ دیوبندی کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں تو پھر مدعیٔ اسلام کو آپ کافر کیوں کہتے ہیں ؟

الجواب :۔ دوسری طرف تو تعلیم یافتہ آزاد خیال جماعت ہے ۔۔۔۔۔ وہ ہر مدعی اسلام کو مسلمان کہنا فرض سمجھتے ہیں ۔۔۔ جس طرح کسی مسلمان کو کافر کہنا ایک سخت پرخطر معاملہ ہے اسی طرح کافر کو بھی مسلمان کہنا اس سے کم نہیں۔

(کفر و اسلام کی حقیقت صفحہ ۱۱، سطر ۸)

سوال :۔ کیا کسی شخص کو کافر کہہ سکتے ہیں۔ جو اسلام کا مدعی ہو ؟

الجواب (۱) اگر کوئی شخص ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کرے یا کوئی ایسی ہی تاویل و تحریف کرے جو اس کے اجماعی معانی کے خلاف معنی پیدا کرے تو اس شخص کے کفر میں کوئی تامل نہ کیا جائے۔ (کفر و اسلام)

کی حقیقت صہ ۱۲ سطر ۸)

(جیسا کہ محمد قاسم نے خاتم النبیین کے ایسے معنیٰ کئے ہیں جو کہ اس کے اجماعی معنی کے خلاف ہیں۔)

(۲) ضروریات دین کا انکار کرے وہ قطعاً یقیناً تمام مسلمانوں کے نزدیک مرتد ہے کافر ہے۔ صہ ۵ سطر ۵

(اشد العذاب مولوی مرتضیٰ حسن چاندپوری ناظم دیوبند)

(۳) "ولا نزاع فی اکفار منکر شئی من ضروریات دین"

(اکفار الملحدین ۵۷ سطر ۱۲، کفر اسلام)

سوال:۔ دیوبندی تو کعبہ معظمہ کو اپنا قبلہ سمجھتے ہیں۔ عبادتیں کرتے ہیں۔ خدا کو مانتے ہیں، رسول کو مانتے ہیں، لمبی لمبی نمازیں پڑھتے ہیں اور خشوع و خضوع سے عبادت الٰہیہ میں مشغول رہتے ہیں، توحید کے عاشق اور اسلام کے سچے خادم ہیں، ایسے لوگوں کو کافر کیسے کہا جا سکتا ہے؟

الجواب:۔ (۱) اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ اہل قبلہ میں سے اس شخص کو کافر کہا جائے گا جو اگرچہ تمام عمر طاعات و عبادات میں گزارے مگر عالم کے قدیم ہونے کا اعتقاد رکھے۔ اسی طرح وہ شخص جس سے کوئی چیز موجبات کفر میں سے صادر ہو جائے۔ (کفر و اسلام کی حقیقت صہ ۱۰، سطر ۱۱)

(۲) لاخلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام وان کان من اھل القبلہ المواظب طول عمر علی الطاعات۔

(اکفار الملحدین صہ ۱۲، سطر ۱۸)

سوال:۔ دیوبندی حضرات تو نماز روزہ کے پورے پابند اور دین اسلام کے سچے پرستار ہیں نماز پڑھنے روزہ رکھنے والے شخص کو کافر کہنا ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟

الجواب: (۱) دعوائے اسلام و صلوٰۃ (نماز) و صیام (روزہ) و استقبال بیت الحرام، ترتیب احکام اسلام کے لئے کافی نہیں، جب تک کہ ان موجبات سے تائب نہ ہو جائے۔

(کفر و اسلام کی حقیقت صہ ۳۵، سطر ۲۰)

(۲) موجبات کفر کے ہوتے ہوئے محض دعوائے اسلام و صلوٰۃ و صیام و استقبال بیت الحرام ترتب احکام اسلام کے لئے کافی نہیں، الخ۔ (بوادر النوادر، تھانوی صہ ۴۰، سطر ۱۴)

سوال:۔ دیوبندی خدا اور رسول کو تو مانتے ہیں۔ تو اگرچہ انہوں نے کوئی ایسی تحریر لکھ دی کہ جس سے خرابی لازم آئے۔ مگر ان کو کافر تو نہ کہنا چاہیئے؟

الجواب:۔ ومخالف ھذا الاجماع یکفر کما یکفر مخالف النص البین۔ (اکفار الملحدین

صہ ۶۰، سطر ۱)

سوال :- دیوبندی علماء نے اسلام کی اس قدر خدمت کی ہے، کہ ہر شہر، ہر جگہ دیوبندی علماء کے فیض یافتہ علماء موجود ہیں۔ پھر انہوں نے کتاب اللہ کی تفسیر اور احادیث نبوی کی شروح تحریر فرمائیں۔ ساری عمر اشاعت دین اسلام میں صرف کی، تمام دنیا اُن کے فیض سے مستفیض ہے۔ ناموس رسالت کے میدان میں اکابرین دیوبند سب سے آگے آگے رہے اور جس قدر علمائے دیوبند نے کتب تصنیف فرماکر مذہب کی خدمت کی ہے۔ وہ کسی سے بھی مخفی نہیں۔ پھر ہر زمانہ میں یہ لوگ دینی وسیاسی خدمات سے ہمیرو رہے ہیں، ایسے مبلغین دین اسلام کو کافر کہنا یہ کس قدر بے جا بات ہے۔ (علمائے حق اور عشق رسول صہ ۳ وغیرہ)

الجواب :- جو نماز روزہ بھی ادا کرتا ہو اور تبلیغ اسلام میں ہندوستان ہی میں نہیں، تمام یورپ کی خاک بھی چھانتا ہو۔ بلکہ فرض کرو۔ کہ اس کی سعی سے تمام یورپ کو اللہ تعالیٰ حقیقی ایمان واسلام بھی عنایت فرماوے مگر اس دعوائے اسلام ایمان اور سعی تبلیغ اور کوشش وسیع کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کو گالیاں دیتا ہو اور ضروریات دین کا انکار کرے۔ وہ قطعاً یقیناً تمام مسلمانوں کے نزدیک مرتد ہے کافر ہے۔

(اشد العذاب۔ ناظم دیوبند صہ ۵ سطر ۸ وغیرہ)

سوال :- مان لیا کہ علمائے دیوبند سے کوئی کفر یہ سرزد ہوگیا، مگر ایک بات کو ہی لے کر کفر کی ڈگری کر دینا، کوئی انصاف کی بات ہے؟

الجواب :- کفر کے لئے ایک بات ہی کافی ہے۔ کیا کفر کی ایک بات کرنے سے کافر نہ ہوگا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۲ صہ ۲۴۳، سطر ۵)

سوال :- ہم نے تو یہ سنا ہے کہ اگر کسی میں ننانوے باتیں کفر کی ہوں اور صرف ایک بات بھی ایمان کی ہو، تب بھی سے کافر نہیں سمجھنا چاہیے؟

الجواب :- اس کا مطلب لوگ غلط سمجھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ایمان کے لئے صرف ایمان کی ایک بات کا ہونا بھی کافی ہے۔ بقیہ ننانوے باتیں کفر کی ہوں۔ تب بھی وہ مزیل ایمان نہ ہوں گی۔ حالانکہ یہ غلط ہے اگر کسی میں ایک بات بھی کفر کی ہوگی وہ بالاجماع کافر ہے۔ (افاضات الیومیہ تھانوی ج ، صہ ۲۴۳، سطر ۱۱)

سوال :- علمائے دیوبند اپنی عبارات کی تاویل کرتے ہیں تو پھر خواہ مخواہ انہیں کافر بنانے میں ہمیں فائدہ ہی کیا؟

الجواب :- (۱) جو کسی ضروری دین کا انکار کرے چاہے تاویل کرے یا نہ کرے بہر صورت کافر ہے، مرتد ہے پھر جو اُسے کافر و مرتد نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔ (اشد العذاب صہ ۱۶، سطر ۷)

(۲) ضروریات دین میں تاویل دافع کفر نہیں۔ (افاضات الیومیہ تھانوی ص۳۳۶ ج ۷، سطر ۲۱)

(۳) اگر مرید کو شیخ سے سچی محبت ہو، تو کبھی اس کے سامنے اپنی غلطی کی تاویل نہیں کر سکتا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۳ ص ۳۳۶ سطر ۱۲)

سوال :۔ آپ لوگ تو لوگوں کو کافر ہی بناتے رہتے ہیں۔

الجواب :۔ (۱) اعتراض لکھا ہے کہ اتنے لوگوں کو کافر بنایا جاتا ہے، میں نے لکھا ہے کہ بنایا نہیں جاتا، بتایا جاتا ہے۔ ایک نقطہ کا فرق ہے۔ یعنی کافر وہ خود بنتے ہیں صرف بتلایا جاتا ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۶ ص ۳۱۸، سطر ۱۲)

(۲) آج کل علماء پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ علماء لوگوں کو کافر بناتے ہیں، میں کہا کرتا ہوں، کہ ایک نقطہ تم نے کم کر دیا ہے۔ اگر ایک نقطہ اور بڑھا دو۔ تو کلام صحیح ہو جائے وہ یہ کہ وہ کافر بتاتے ہیں (بالتاء) بناتے نہیں (بالنون) بنانے کے معنی کی تحقیق کر لو۔ وہ اس طرح آسان ہے کہ یہ دیکھ لو کہ مسلمان بنانا کس کو کہتے ہیں اسی کو تو کہتے ہیں کہ یہ ترغیب دی جائے کہ تو مسلمان ہو جا تو اسی قیاس پر کافر بنانے کے معنی کفر کی تعلیم و ترغیب ہوں گے۔ تو کیا تم نے کسی مسلمان کو دیکھا کہ علماء اس کو یہ کہہ رہے ہوں کہ تو کافر ہو جا۔ البتہ جو شخص ۔۔۔۔۔ خود کفر کرے، اس کو علماء کافر بتا دیتے ہیں، یعنی یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ کافر ہو گیا۔ (افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۳۰۶، سطر ۳ وغیرہ)

سوال :۔ خیر وہ کافر ہوں یا مسلمان، مگر ان کو کافر کہنے میں ہمیں کیا فائدہ؟

الجواب :۔ (۱) ایسا سمجھنے والا شخص بھی کافر ہے۔ جو کفر کو کفر نہ کہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۶ ص ۳۱۸، سطر ۱۶)

(۲) کسی کافر کو عقائد کفریہ کے باوجود مسلمان کہنا بھی کفر ہے۔ (اشد العذاب ص ۹، سطر ۲۱)

(۳) فلاں صاحب نے ایک مقرب خاص نے وعظ ہی میں بیان کیا بڑے فخر کے ساتھ کہ ندوہ پر ہم نے کفر کا فتویٰ دیا۔ دیوبندیوں پر ہم نے کفر کا فتویٰ دیا۔ خلافت والوں پر ہم نے کفر کا فتویٰ دیا۔ حضرت والا نے سن کر فرمایا کہ جو چیز کسی کے پاس ہوتی ہے وہی تقسیم کیا کرتا ہے۔ لیکن اگر ڈرانے دھمکانے شرعی انتظام کے لئے کسی وقت کافر کہہ دیا جائے اس کا مضائقہ نہیں۔ اس میں انتظامی شان کا ظہور ہو گا۔

(افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۶۱، سطر ۷)

نوٹ :۔ بحکم تھانوی صاحب ہر وقت دیوبندیوں کو کافر کافر نہیں کہنا چاہیے۔ لیکن اگر گاہے بگاہے اُن کو کافر کہا جائے تو مضائقہ نہیں۔

سوال :۔ ہمیں اپنا کام کرنا چاہیے۔ ہمیں ان دیوبندی مولویوں کو کافر کہنا کوئی فرض واجب تھوڑا ہی ہے۔

الجواب :- (۱) اگر خان صاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے ہی تھے، جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خان صاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے۔ جیسے علمائے اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لیے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے تو اب علمائے اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر و مرتد کہنا فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں، چاہے وہ لاہوری ہوں یا قدنی وغیرہ وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں گے۔ کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

(اشد العذاب مصنفہ ناظم دیوبند ص۱۳، سطر آخر وغیرہ)

(۲) ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب دہلی تشریف رکھتے تھے اور ان کے ساتھ مولانا احمد حسن صاحب امروہی اور امیر شاہ خان صاحب بھی تھے..... امیر شاہ خان صاحب نے مولوی (احمد حسن) صاحب سے کہا۔ کہ صبح کی نماز ایک برج والی مسجد میں چل کر پڑھیں گے۔ سنا ہے وہاں امام صاحب قرآن شریف بہت اچھا پڑھتے ہیں۔ مولوی (احمد حسن) صاحب نے کہا۔ کہ ارے پٹھان، جاہل (آپس میں بے تکلفی بہت تھی) ہم اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں گے۔ وہ تو ہمارے مولانا (محمد قاسم صاحب) کی تکفیر کرتا ہے۔ مولانا نے سن لیا اور زور سے فرمایا..... میں تو اس کی دینداری کا معتقد ہو گیا۔ اس نے میری کوئی ایسی بات ہی سنی ہو گی جس کی وجہ سے میری تکفیر واجب تھی، گو روایت غلط پہنچی ہو۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج۴ ص۳۶۳ سطر ۲ وغیرہ)

سوال :- علمائے دیوبند نے جو عبارات لکھی ہیں۔ آخر کوئی نہ کوئی منشا تو ان کا بھی ہو گا۔ وہ کوئی جاہل نہ تھے۔ وہ اتنے بڑے عالم فاضل محدث تھے۔

الجواب :- بے منشا سمجھے تو کوئی غلطی ہوہی نہیں سکتی، کوئی منشا ہی سمجھ کر غلطی ہوتی ہے۔ شیطان بھی تو کچھ سمجھا ہی تھا اور وہ یہ سمجھا تھا کہ میں بڑا ہوں اور یہ چھوٹا۔ مگر وہ سمجھ غلط نکلی، معلوم ہوا کہ محض منشا کا ہونا برأت کے لیے کافی نہیں۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج۳ ص۶۶، سطر ۱۷)

سوال :- دیوبندی مولوی صاحبان کی ان عبارات سے جو غلط معنی نکلتا ہے۔ وہ علماء ان غلط مفاہیم و عقائد سے ہمیشہ بیزاری ظاہر کرتے رہے ہیں۔ مثلاً مولوی محمد قاسم صاحب پر الزام ہے کہ انہوں نے ختم نبوت زمانی کا انکار کیا ہے۔ حالانکہ موصوف اپنی اسی کتاب تحذیر الناس اور دوسری کتب "مناظرہ عجیبہ"، "قبلہ نما" میں تو صاف تصریحیں کر گئے کہ ختم نبوت زمانی پر ہمارا مکمل ایمان ہے تو پھر ان کی صرف اسی ص۳ والی عبارت کو لے کر ان پر یہ الزام لگانا کہ وہ ختم نبوت زمانی کے منکر ہیں یہ کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ ان کی دوسری تحریریں بھی دیکھنی چاہئیں۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی، خلیل احمد صاحب پر یہ الزام ہے کہ انہوں نے شیطان لعین کو حضور سے وسیع العلم مانا ہے۔ حالانکہ وہ حضرات تو فرماتے ہیں۔ کہ ہم ہرگز ایسا عقیدہ نہیں رکھتے، بلکہ ہم تو حضور کو تمام مخلوق الٰہی سے وسیع العلم مانتے ہیں تو صرف براہین قاطعہ کی اس عبارت کو پکڑ کر جس سے

حضور سے وسیع العلم ہونے کا معنی نکلتا ہے اور دوسری تحریروں کو چھوڑ کر ان پر ایسا الزام لگانا بھی درست نہیں اور تھانوی صاحب پر تشبیہ علم مجانین کا الزام بھی درست نہیں کیونکہ بسط البنان وتغیر العنوان میں صاف انکار موجود ہے۔ تو صرف انہیں قابل اعتراض عبارات کو ہی نہیں دیکھنا چاہیے۔ جب وہ عقیدہ اپنا اس الزام کے خلاف بار بار ظاہر فرماتے ہیں تو پھر اس عبارت کی کیا وقعت ہو سکتی ہے۔؟

الجواب :۔ کسی شخص یا فرقہ کے متعلق یقینی طور سے یہ ثابت ہو جائے کہ وہ ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر ہے اگرچہ انکار میں تاویل بھی کرتا ہو، اور صاف انکار کرنے سے بَری بھی کرتا ہو۔ مثلاً قرآن مجید کے محرف و ناقابل اعتبار ہونے پر اگر کسی شخص کی ایسی صاف عبارت ہے کہ اس سے یقینی طور پر یہی مفہوم نکلتا ہے۔ پھر باوجود اس کے وہ اپنی عبارت کو غلط مان کر اس سے رجوع ظاہر نہیں کرتا مگر عقیدہ تحریف قرآن سے بَری کرتا ہے تو اس بَری کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ وہ باتفاق و باجماع کافر مرتد ہے۔ اس کے ساتھ کسی قسم کا اسلامی معاملہ رکھنا جائز نہیں نہ اس سے کسی مسلمان کا نکاح جائز الخ۔

(کفر و اسلام کی حقیقت مصنفہ مولوی محمد شفیع مفتی دیوبند صفحہ ۲۹ سطر ۱۸)

سوال :۔ ممکن ہے کہ ان مولوی صاحبان نے اپنے کفر سے توبہ کر لی ہو؟

الجواب :۔ ہم نے تو آج تک کسی کتاب و تحریر میں ان کی توبہ ہرگز نہیں دیکھی۔ (مؤلف)

سوال :۔ ممکن ہے کہ انہوں نے دل میں توبہ کر لی ہو؟

الجواب :۔ جس درجہ کی غلطی ہے۔ اسی درجہ کی معذرت ہو۔ تب اس کا تدارک ہو سکتا ہے وہ یہ کہ تحریری غلطی ہے تحریری ہی معذرت ہو۔ (افاضات الیومیہ تھانوی ج ۳ صفحہ ۲۱۹، سطر ۱۵)

سوال :۔ ممکن ہے کہ انہوں نے تحریری توبہ کی ہو۔ مگر اس کو ظاہر نہ کیا ہو۔

الجواب :۔ چونکہ اس تحریر کا اعلان ہو چکا ہے۔ لہٰذا معذرت کا بھی اعلان ہونا چاہیے۔

(افاضات الیومیہ ج ۳ صفحہ ۲۱۸، سطر ۱۷)

سوال :۔ ان دیوبندیوں کو کافر کہنے کی سُنی علماء کو کیا ضرورت تھی؟

الجواب :۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے۔

(اشد العذاب ناظم دیوبند مطبوعہ دیوبند صفحہ ۱۳، سطر ۲۲)

خدا تعالیٰ جل شانہ اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنے والے دیوبندیہ کے اماموں کی کفریہ تحریروں پر تمام عالم اسلام کے علمائے اسلام کی فیصلہ کن رائے

عُلَمائے عَرَب مَکّہ مُعظمہ

المنقص لشان الالوهية والرسالة قاسم النانوتوی و رشيد احمد الكنگوهی وخليل احمد الانبيتهوی واشرف علی التانوی ومن حذا حذوهم (الی قوله) يحق عليهم الوبال وسوء الحال الخ۔

ترجمہ:۔ شانِ الوہیت و رسالت گھٹانے والا قاسم نانوتوی و رشید احمد گنگوہی وخلیل احمد انبیٹھوی و اشرف علی تھانوی اور جو ان کی چال چلا۔ ان پر وبال اور خرابی حال لازم ہو چکی الخ۔ (حسام ص۱۰۵)

لا شبهة فی کفرهم بلا مجال بل لا شبهة فيمن شك بل فيمن توقف فی کفرهم الخ

ترجمہ:۔ ان کے کفر میں کوئی شک نہیں، بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی حال میں اُن کو کافر کہنے میں توقف کرے، اُس کے کفر میں بھی شبہ نہیں۔ الخ۔

(۱) محمد سعید بن محمد بالبصیل مفتی شافعیہ مکہ معظمہ (۲) احمد ابو الخیر میرداد خطیب مسجد حرام مکہ معظمہ (۳) محمد صالح حنفی مفتی مکہ معظمہ (۴) علی ابن صدیق کمال مکہ معظمہ (۵) محمد عبد الحق بن مولانا شیخ شاہ محمد الہ آبادی مکہ معظمہ (۶) سید اسماعیل بن سید خلیل حافظ کتب حرم مکہ معظمہ (۷) محمد مرزوقی مسجد حرام مکہ معظمہ (۸) عمر بن ابی بکر باجنید مکہ معظمہ (۹) محمد عابد بن شیخ حسین مفتی مالکیہ مکہ معظمہ (۱۰) محمد علی مالکی مدرس مسجد حرام و مفتی مالکیہ (۱۱) محمد جمال نبیرہ شیخ حسین مفتی مالکیہ (۱۲) اسد بن احمد الدہان مدرس مسجد حرام (۱۳) عبد الرحمٰن ابن المرحوم احمد الدہان (۱۴) محمد یوسف افغانی مدرس مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ (۱۵) احمد مکی خلیفہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی مکہ معظمہ (۱۶) محمد یوسف خیاط مکہ معظمہ (۱۷) محمد صالح بن محمد افضل مکہ معظمہ (۱۸) عبد الکریم داغستانی مکہ معظمہ (۱۹) سعید بن محمد الیمانی مکہ معظمہ (۲۰) محمد احمد حامد الجدادی مکہ معظمہ

علمائے عرب مدینہ طیبہ

(۲۱) محمد تاج الدین ابن المرحوم مصطفٰے الیاس حنفی مفتی مدینہ منورہ (۲۲) عثمان بن عبدالسلام داغستانی مفتی مدینہ منورہ (۲۳) سید احمد الجزائری المدنی الاشعری المالکی (۲۴) خلیل بن ابراہیم خربوتی خادم العلم المسجد النبوی۔ (۲۵) محمد سعید ابن السید محمد المغربی (۲۶) شیخ الدلائل محمد بن احمد العمری احد طلبۃ العلم بالحرم النبوی (۲۷) عباس رضوان خادم العلم فی مسجد افضل المخلوقات (۲۸) عمر ابن احمد المحرسی المالکی مدرس مسجد نبوی (۲۹) محمد بن محمد الحبیب الدیداوی (۳۰) محمد بن محمد السوسی الخیاری خادم العلم الشریف (۳۱) السید احمد ابن السید اسماعیل الحسینی مفتی الشافعیہ بمدینۃ البریۃ۔ (۳۲) عبدالقادر توفیق الشبلی المدرس الحنفی فی المسجد النبوی۔

نوٹ: ان اساطین ملت کی مفصل تحریریں ۲۳۴ صفحات کی کتاب حسام الحرمین میں قابل مطالعہ ہیں ہم نے بطور نمونہ صرف دستخط بزبان اردو اور وہ بھی مختصر کر کے نقل کئے ہیں۔ گویا مرکز اسلام مکہ معظمہ و مدینہ منورہ عالیہ کے جمیع مفتیان شریعت محمدیہ علی صاحبہا التحیۃ والثناء دیوبندیہ کے طواغیت اربعہ کے کفریہ عبارات مندرجہ (حفظ الایمان تھانوی، و تحذیر الناس نانوتوی) و (براہین قاطعہ گنگوہی، انبیٹھوی) کو ملاحظہ فرما کر بیقین اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ دیوبندی علماء بوجہ توہین کرنے خدا اور رسول کے مرتد ہو چکے ہیں۔ اُن سے اور ان کے چیلوں چانٹوں سے مسلمان الگ رہیں۔

دیوبندیوں کے کفریات کے متعلق تمام علمائے اہلسنت و جماعت ملک عجم ہندوستان کا فیصلہ کن بیان

مختصر خلاصہ کتاب الصوارم الہندیہ

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت مفتیان دین و ملت اس مسئلہ میں کہ مرزا قادیانی نے سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا (دافع البلاء ص ۱۱) کہہ کر نبوت کا دعوٰی کیا۔ اور دیوبندیوں کے پیشوا رشید احمد گنگوہی نے وقوع کذب کے معنی درست ہوئے کہہ کر اللہ عزوجل کو بالفعل جھوٹا کہا۔ اور اسی گنگوہی اور خلیل احمد دیوبندی نے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے (براہین قاطعہ ص ۵۱) کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو شیطان کے علم

سے کم بتایا اور اشرف علی تھانوی نے یہ کہہ کر کہ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں، تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے (حفظ الایمان اشرف علی ص۸) اس نے ان الفاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید توہین کی اور قاسم نانوتوی نے عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد ہے۔ الخ اور تقدم و تاخر زمانی میں کچھ فضیلت نہیں (تحذیر الناس ص۳) اور اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدیہ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس ص۲۸) کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے معنی مصرحہ از اجماع امت کا انکار کیا۔ اور آخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نئے نبی آنے کو جائز اور ختم نبوت میں غیر مخل ٹھہرایا۔ ان لوگوں کے متعلق حرمین شریفین کے علمائے کرام نے بالاتفاق فتویٰ دیا ہے کہ یہ لوگ اپنے اقوال ملعونہ کے سبب کافر و مرتد ہیں اور جو شخص ان کے کفریات پر مطلع ہو کر ان کو مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے یا انہیں کافر کہنے میں توقف کرے وہ بھی کافر و مرتد ہے۔ یہ فتاویٰ حسام الحرمین حق ہیں یا نہیں؟ اور تمام مسلمانوں پر ان کا ماننا لازم و ضروری ہے یا نہیں؟ اظہار حق فرمائیے اور اللہ عزوجل سے اجر پائیے۔ **بینوا و توجروا۔**

المستفتی عرب حسن بن احمد مصری عفی عنہما از گونڈل کاٹھیاوار رسالدار، پنشنر ریاست جوناگڑھ۔

الجواب

بیشک فتاویٰ حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین حق و صحیح ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی اور اشرف علی تھانوی اور قاسم نانوتوی اپنے ان کفریات واضحہ صریحہ ناقابل توجیہ و تاویل کی بنا پر جن کا حوالہ اس استفتاء اور مجموعہ فتاوائے مبارکہ حسام الحرمین میں ہے، ضرور کفار و مرتد و ملعونین ہیں۔ ایسے کہ جو ان کے کفریات پر مطلع ہو کر بھی ان کے کفر میں شک کرے اور انہیں کافر نہ جانے وہ خود کافر۔ مسلمانوں پر احکام حسام الحرمین کا ماننا فرض قطعی ضروری اور ان کے مطابق عمل کرنا حکم شرعی لازمی حتمی۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ: الفقیر اولاد رسول محمد میاں القادری البرکاتی عفی عنہ، خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ

۸ / جمادی الآخر ۱۳۴۵ھ

تصدیقات علمائے بریلی

الجواب صحیح

فقیر اسماعیل حسن عفی عنہ قادری احمد برکاتی

الفقیر مصطفیٰ رضا القادری النوری، عفی عنہ

الفقیر الی رحمۃ ربہ و رضوان المدعو بحامد رضا القادری النوری البریلوی

رحم الٰہی غفرلہ صدر المدرسین دار العلوم اہلسنت وجماعت

خویدم الطلبہ محمد حسین رضا القادری البریلوی

الفقیر القادری محمد عبد العزیز عفی عنہ، مدرس دوم دار العلوم منظر الاسلام

محمد ابراہیم رضا رضوی عفی عنہ مہتمم مدرسہ دار العلوم منظر الاسلام

سردار علی البریلوی عفی عنہ

محمد تقدس علی قادری رضوی غفرلہ نائب مہتمم منظر الاسلام

فقیر احسان علی عفی عنہ مظفر پوری مدرس منظر الاسلام

محمد نور الہدیٰ، حیات پوری

محمد عبد الرؤف عفی عنہ فیض آبادی

فقیر سید غلام محی الدین ابن سید مولانا المولوی رحمۃ اللہ قادری راندیری عفی عنہ

العبد المسکین غلام معین الدین لکھنوی

محمد نور، عفا اللہ عنہ، آروی

فقیر محمد صدیق اللہ بنارسی

فقیر غلام جیلانی، اعظمی، قادری برکاتی، غفرلہ مدرس دار العلوم منظر الاسلام

ابو الانوار سید محمد شریف الدین اشرف، اشرفی جیلانی جائسی غفرلہ

فقیر حسین الدین قادری رضوی فریدپوری

فقیر عبد العزیز قادری الرضوی المصطفوی المظفرپوری ثم الگورکھپوری غفرلہ

محمد شاہد الحق عفی عنہ قادری

فقیر ابو المعانی محمد ابراہیم حسن، صدیقی المہری عفا اللہ تعالیٰ عن ذنبہ الحنفی والجلی مفتی دار الافتاء جامعہ رضویہ منظر الاسلام بریلی

عبد العاصی سلطان احمد البریلوی عفی عنہ

فقیر ہیچمدان وزیر احمد خاں محمدی سنی حنفی قادری بوالحسینی رضوی غفرلہ

الفقیر ابو الفرج عبید الحامد محمد علی سنی القادری الحامدی الآنولوی غفرلہ

فقیر ابو الظفر محب الرضا محمد محبوب علی قادری رضوی لکھنوی، غفرلہ ربہ القوی

الفقیر حشمت علی السنی الحنفی القادری البریلی غفرلہ

کچھوچھہ شریف

کتبہ العبد المسکین محمد المدعو با فضل الدین البہاری غفرلہ اللہ الباری امین الافتاء فی الجامعۃ الاشرفیہ نعم الجواب وحبذ التحقیق و بالقبول والاتباع حری وحقیق وانا العبد الفقیر السید احمد اشرف القادری الچشتی الاشرفی الجیلانی کان لہ الفضل الربانی۔

لاریب ان فتاوی علماء الحرمین المحترمین فی تکفیر ھؤلاء المذکورین صحیحۃ وانا الفقیر ابو المحامد السید محمد الاشرفی الجیلانی عفاعنہ اللہ الصمد۔

الفقیر معین الدین احمد غفرلہ لاحد صدر المدرسین فی الجامعۃ الاشرفیہ

العبد المسکین ابو المعین السید محی الدین الاشرفی الجیلانی المتوطن فی الکچھوچھہ المقدسۃ۔

الجواب صحیح۔ سید حبیب اشرف

الجواب صحیح۔ فقیر محمد سلیمان، اگرپوری۔

جبلپور

الفقیر عبد الباقی محمد برہان الحق القادری الرضوی الجبلپوری غفرلہ

الجواب صحیح محمد عبد السلام ضیاء صدیقی جبل پوری غفرلہ۔

دربار عالی علی پور شریف ضلع سیالکوٹ

حسام الحرمین کے فتاوائے حق ہیں اور اہل اسلام کو اُن کا ماننا اور اُن کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے جو شخص اُن کو تسلیم نہیں کرتا وہ راہ راست سے دُور ہے۔ الخ۔

الراقم جماعت علی عفا اللہ عنہ بقلم خود از علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ پنجاب

الجواب صحیح۔ محمد حسین عفا اللہ عنہ مہتمم مہتمم نقشبندیہ علی پور سیداں

محمد کرم الٰہی بی اے، سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ علی پور سیداں

الجواب حسن، خان محمد بقلم خود، مدرس اول، مدرسہ اسلامی ٹولہ ضلع سیالکوٹ

الجواب صحیح۔ محمد کامران بقلم خود

سرکار اعظم اجمیر شریف

یہ لوگ ان اقوال خبیثہ کی وجہ سے کافر و مرتد خارج از اسلام ہیں۔ الخ۔

فقیر ابو العلاء محمد امجد علی اعظمی عفی عنہ،

امتیاز احمد انصاری مفتی دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف

محمد عبد المجید عفی عنہ مدرس دار العلوم معینیہ

عبد الحی عفی عنہ، مدرس دار العلوم عثمانیہ اجمیر شریف

فقیر غلام علی عفی عنہ،

فقیر محمد حامد علی عفی عنہ،

غلام محی الدین احمد عفی عنہ بلیاوی

احمد حسین رام پوری

قاضی محمد احسان الحق نعیمی بہرائچ شریف

احمد مختار الصدیقی صدر جمعیۃ العلمائے صوبہ بمبئی

ابو الهدیٰ محمد عظیم اللہ، علمی عفی عنہ،

ابو الحسنات سید محمد احمد رضوی، قادری، الوری

خادم الفقراء ظہور حسام، غفرلہ

فقیر سید غلام زین العابدین سہسوانی

الفقیر محمد عبد القدیر قادری

فقیر محمد حسن عفی عنہ

فقیر اسد الحق مراد آبادی عفی عنہ

فقیر محمد فخر الدین بہاری پورنوری

فقیر غلام معین الدین بہاری عفی عنہ الباری

الفقیر الحافظ عبد العزیز المراد آبادی غفرلہ اللہ ذوالایادی

غلام سید الاولیاء محی الدین الجیلانی علیگڑھی

مُراد آباد

العبد المعتصم بحبلہ المتین محمد نعیم الدین
عفاعنہ المعین

ما اجاب بہ سیدی فھو حق صراح
محمد عمر النعیمی

الجواب صحیح محمد عبد الرشید

علمائے لاہور

ابو محمد دیدار علی عفی عنہ۔ فتاوئے حسام الحرمین حق بجا ہے، الخ۔

قالہ بفمہ ومنقہ بقلمہ العبد الراجی رحمتہ ربہ القوی ابو البرکات سید احمد حنفی قادری رضوی الوری مدرس دار العلوم حنفیہ مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور۔

سید فضل حسین نقشبندی گجراتی، سید عبد الرزاق مجددی، حیدرآبادی، نور محمد قادری شیخوپوری

غمی محمد شاہ پونچھوی، عبد الغنی ہزاروی، محمد مقصود علی عفی عنہ، خاکسار حاجی احمد نقشبندی عفی عنہ

محمد عبد الغنی لاہوری

مدرسہ فیض الغربا آرہ ضلع شاہ آباد

فقیر محمد ابراہیم عفی عنہ مدرس مدرسہ فیض الغربا، محمد عبد الغفور عفی عنہ مدرس اول مدرس فیض الغربا د محمد اسماعیل عفی عنہ مدرس مدرسہ فیض الغربا، محمد نور العظیم عفی عنہ مدرس مدرسہ فیض الغربا د۔ فقیر محمد حنیف آروی عفی عنہ، سلطان احمد آروی عنہ، محمد نعیم الدین آروی عفی عنہ، عبد الحلیم آروی عفی عنہ۔ فقیر محمد عبد المجید غفرلہ الحمید رضوی آروی، عبد الرحمن در بھنگی محمد حنیف مدرس مدرسہ فیض الغربا۔ محمد نصیر الدین آروی عفی عنہ، محمد غریب اللہ عفی عنہ مدرس مدرسہ فیض الغربا،

بانکی پور پٹنہ

محمد ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ ملک العلماء فاضل بہاری۔

سیتا پور

فقیر سید ارتضا حسین قادری برکاتی

جلال آباد ضلع فیروزپور پنجاب

محمد اسماعیل محمود آبادی، مفتی ریاست جلال آباد۔ ضلع فیروزپور،

پوکھریرہ ضلع مظفر پور

ابوالولی محمد عبد الرحمن مجتبیٰ ناظم نور الاسلام پوکھریرا، فقیر رشید احمد دربھنگی

محمد شفاء الرحمن کان اللہ لہ، مدرس سوم مدرسہ نور الہدیٰ، شرف الدین مدرس اول مدرسہ نور العلوم واقع کرمان

محمد عطاء الرحمن عفی عنہ مدرس دوم مدرسہ نور الہدیٰ ، محمد ولی الرحمن غفرلہ المنان مدرس اول مدرسہ نور الہدیٰ
محمد رحیم بخش قادری عفی عنہ ، محمد حبیب الرحمن مدرس چہارم نور الہدیٰ ، فقیر عبد الکریم بلبیاری عفی عنہ
فقیر عبد الحفیظ در بھنگوی غفرلہ ، فقیر ابو الحسن مظفر پوری

بہاول پور

اشخاص مذکورین فی السوال اعنی مرزا غلام احمد قادیانی و قاسم نانوتوی و رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھوی و اشرف علی تھانوی بلاشک و شبہ اپنے اقوال ملعونہ خبیثہ مجموعہ کفر و ضلال کے باعث یقیناً کافر و مرتد ہیں الخ۔
عبدہ المذنب الفقیر ابو محمد محمد ن المدعو بغلام رسول البھاولفوری عفی عنہ

گڑھی اختیار خان بہاولپور

عبد النبی المختار محمد یار فریدی محمدی چشتی قادری بقلم خود از گڑھی اختیار خان

کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ

ابو یوسف محمد شریف الحنفی الکوٹلوی، عفی عنہ ، ابو الیاس امام الدین حنفی قادری عفی عنہ از کوٹلی لوہاراں
ابو صالح سید میر حسین امام مسجد کوٹلی لوہاراں

کھروٹہ سیداں ضلع سیالکوٹ

الفقیر سید فتح علی شاہ القادری عفی عنہ

چتوڑ راجپوتانہ

بیشک فتاوے حسام الحرمین حق ہیں الخ
الفقیر عبد الکریم غفرلہ مولی الرحیم چتوڑی

لودھیانہ:- فقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ، سنی حنفی، مقیم لدھیانہ، پنجاب۔

مقام	دستخط
دہلی	محمد مظہر اللہ غفرلہ - امام مسجد فتح پوری، دہلی۔
مزنگ لاہور	انا العبد المفتقر الی اللہ العزیز ابو رشید محمد عبد العزیز عفی عنہ خطیب جامع مسجد مزنگ۔
	گل محمد امام مسجد مرزا احمد دین
سہاور ضلع ایٹہ	ہیمچدان محمد عبد الحمید عفی عنہ
بھین ضلع جہلم	خاکسار ابو الفضل محمد کرم الدین عفا اللہ عنہ از بھین، ضلع جہلم۔
	تحصیل چکوال، احمد دین واعظ الاسلام از باستہائی
	محمد فیض الحسن عفا عنہ مولوی فاضل مدرس عربی گورنمنٹ ہائی سکول چکوال
سنبھل ضلع مرادآباد	کتبہ: محمد اجمل القادری مدرس المدرسۃ الاسلامیۃ الحنفیہ سنبھل
دادون ضلع علی گڑھ	وانا الفقیر القادری محمد المدعو بعماد الدین الجمالی غفرلہ۔
	فقیر غلام محی الدین قادری جمالی غفرلہ
شاہجہان پور	فقیر سلامت اللہ قادری رضوی عفی عنہ۔
نکودر ضلع جالندھر	فقیر سید محمد حنیف چشتی مفتی نکودر، ضلع جالندھر۔
مئو ضلع اعظم گڑھ	ابو المحامد احمد علی از مئو۔
کھنوڑہ ضلع ہوشیارپور	الراجی بلطف ربہ القوی امجد علی غفرلہ الولی
معسکر ضلع بنگلور	السید حیدر شاہ القادری حنفی۔
امروہہ ضلع مرادآباد	الجواب صحیح۔ محمد خلیل عفی عنہ مدرس مدرسہ اہل سنت و جماعت المعروف بمدرسہ

حنفیہ امروہہ۔ سید محمد عبدالعزیز، سید احمد سعید عفی عنہ، عبدالحمید بقلم خود عفی عنہ

لاہور
فقیر صانہ القدیر۔ محمد نبی بخش حلوائی لاہوری کان اللہ لہ، سید مختار علی شاہ لاہوری، محمد فضل الرحمٰن عفی عنہ۔

وزیر آباد
خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی۔

رام پور
محمد ریحان حسین العمری مدرس مدرسہ ارشاد العلوم
حررہ مشتاق احمد عفا عنہ الصمد سابق مدرس مدرسہ شمس العلوم، بدایون،

کانپور
الجواب صحیح:۔ العبد فقیر محمد غفرلہ مدرس مدرسہ احسن المدارس، کانپور،
محمد سبحان عفی عنہ، خادم العلماء محمد رستم خان، دارالعلوم کانپور،

ہلدوانی ضلع نینی تال
حررہ:۔ ابو الفیاض عبدالحی علیمی غفرلہ مدرسہ معین الاسلام، کتبہ محمد اسماعیل۔

الولہ ضلع بریلی
الفقیر القادری محمد عبدالحفیظ الحنفی السنی۔
الفقیر محمد عبداللطیف القادری عفی عنہ،

ضلع مان بھوم
حسام الحرمین کے فتاوٰی بیشک حق ہیں۔ الخ۔
فقیر ابو الکشف محمد یحیٰی علیمی مدرس مدرسہ اسلامیہ ہکنواڈہ،

حیدر آباد دکن

الفقیر الی اللہ الغنی، سید محمد بادشاہ واعظ مکہ مسجد۔ حیدرآباد دکن۔ احمد حسین، السید وحید القادر سید شاہ لطیف محی الدین قادری، فقیر عبدالقادر قادری حیدرآبادی سینر ریڈر شعبہ دینیات کلیہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن۔

سورت
المسکین سید غیاث الدین غفرلہ۔ الجواب صحیح، غلام محی الدین قادری،
سید احمد علی عفی عنہ۔ غلام محمد فقیر نظام الدین قادری۔

بھروچ
الفقیر بندہ عباس میاں

بمبئی و بدایوں و دہلی

افقرالوریٰ مرزا احمد القادری کان اللہ لہ۔ ناظم سنی کانفرنس صوبہ بمبئی۔ نذیر احمد خجندی مدیر غاب مبئی۔ ابوالمسعود محمد سعداللہ مکی، محمد ابرارالحق عفی عنہ، حافظ عبدالمجید دہلوی، محمد جمیل احمد القادری۔ محمد معراج الحق عفی عنہ۔ احقرالطلبہ محمد ابراہیم الحنفی القادری۔ غلام محمد لکھنوی، محمد عبدالعلیم الصدیقی متوطن میرٹھ۔ محمد فضل کریم دہلوی، عبدالحلیم النوری الشاہجہان پوری، محمد شمس الاسلام خلف مولوی عبدالرشید مرحوم مہتمم مدرسہ نعمانیہ دہلی۔ محمد عبدالحلیم امام مسجد دھوبی تالاب، حافظ عبدالحق عفی عنہ بمبئی۔ حررہ العبد الآثم محمد عبداللہ عفی عنہ۔ محمد عبدالخالق۔ خادم الطلبہ محمد احمد خاں دہلوی۔ عبدالرحیم بن محمد علی دہلوی، محمد عبدالغفار دہلوی۔

بھیمڑی ضلع تھانہ

الحقیر المدعو محمد امین القادری۔ فقیر محمد جسیم، محمد یوسف صدیق اللہ شاہ، محمد یسین مدرس مدرسہ نجم الاسلام، محمد نورالحق قادری غفرلہ

جودھپور کاٹھیاوار

العبد المفتقر الی مولاہ الصمد محمود جان السنی الحنفی، حافظ غلام رسول۔
العبد العاصی غلام مصطفےٰ السنی الحنفی عفی عنہ،

دھوراجی کاٹھیاواڑ

مذکورین گروہ کے عقائد باطل و مردود ہیں۔ الخ۔
الساطر الخاطی خادم العلماء عبدالکریم بن المولوی حامد صاحب، عبدالحلیم، احقر حاجی نور محمد، خادم العلماء صالح محمد بن احمد میاں، سیدالدین مدرس مدرسہ جامع مسجد، بندہ حقیر محمد عبدالرشید خان بدایونی، فقیر حقیر خاکسار محمد علی، خادم العلماء محمد میاں،

مارہرہ شریف

عبدالحی قادری رضوی بسبلی مجیبی بقلم خود، محمد شمس الدین قادری ناگوری غفرلہ، فقیر ابوالضیاء محمد حفیظ اللہ اعظمی غفرلہ، العبد امیر حسن عفی عنہ مرادآبادی، ابوالارشاد سید سجاد حسین رشیش گڑھ ضلع بریلی، خادم العلماء غلام احمد فریدی بقلم خود، فضل احمد عفی عنہ۔ انا العبد السید محمد حسن عرب المدنی القادری النقشبندی الفضل الرحمانی، بشیر حسن دہلوی رضوی،

بیلی بھیت

ابوالفضل محمد عبدالاحد بن مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی،

آگرہ

نثار احمد عفی اللہ عنہ مفتی جامع مسجد آگرہ

پسی ضلع پشاور عقیدہ تمام مومنین اینست کہ در حسام الحرمین مذکور راست الخ۔
العبد ابوالنصر کمال الدین بن الخلیفہ المولوی حمد اللہ۔

بدایون عبد السلام عفی عنہ مدرس اول شمس العلوم

فرنگی محل محمد عبد القادر عفا اللہ عنہ، مدرسہ عالیہ نظامیہ، فرنگی محل لکھنؤ۔

سراج گنج بنگال بندہ آثم ابو ناظم محمد کاظم رحمتی چشتی۔

پارہ ضلع اعظم گڑھ فقیر نور محمد اعظمی قادری برکاتی غفرلہ۔

کرمبر ضلع بلیا فقیر ابو المسعود محمد عبد العظیم، قادری۔

فتح پور ہسوہ فقیر محمد عبد العزیز خان قادری، فقیر محمد یونس سنبھلی، فقیر احمد یار خان قادری عفی عنہ
محمد عبد اللہ المراد آبادی غفرلہ۔

ریاست رام پور محمد نور الحسین الرامفوری کان اللہ لہ العبد محمد معوان حسین مدرسہ ارشاد العلوم۔
محمد شجاعت علی عفی عنہ، مدرس ارشاد العلوم۔ محمد سراج الحسین عفی عنہ،
العبد عبد اللہ البہاری عفی عنہ مدرس ارشاد العلوم۔ محمد عبد الغفار عفی عنہ، سید یار محمد دہلوی، الفقیر محمد عمر غفرلہ ابن
حضرت مولانا ہدایت الرسول رحمۃ اللہ علیہ۔

کانپور عبد الغنی غفرلہ، مدرس مدرسہ حنفیہ کانپور، الفقیر ابو القاسم محمد حبیب الرحمٰن کان اللہ لہ۔ محمد عبد الکریم عفی عنہ
محمد آصف عفی عنہ، العبد الفقیر عبد الغنی العباسی المدرس دار العلوم کانپور، عبد الرزاق عفی عنہ المدرس
امداد العلوم کانپور، ابو المظفر شاکر حسین غفرلہ۔

جاورہ
محمد مصاحب علی عفی عنہ

اجمیر شریف حاضرین عرس سید محمود زبدی الوری، سید محمد میران الشافعی المدرس مدرسہ نجم الاسلام
بھیمڑی (تھانہ)، فقیر نثار احمد ناگوری، فقیر شمس الدین احمد جونپوری

فقیر محمد ساجد علی عفی عنہ مہتمم مدرسہ اصلاح المسلمین رائے پوری سی۔پی۔ حبیب الرحمٰن غفرلہ۔ سید رشید الدین غفرلہ

بمبئی محرم ۱۳۴۸ھ تصدیقات علمائے اردین

محمد عبد اللطیف اجمیری، عبد المجید قادری، الالولوی محمد زاہد القادری دہلوی۔ محمد احمد دہلوی صوفی ظہور احمد سہارن پوری، محمد عارف حسین قریشی علیگڑھی، عبد الفقیر ابو احمد المدعو محمد علی حسین الاشرفی الجیلانی

ننگل ضلع حصار

فقیر ابو الفیض چشتی سلیمانی عفی اللہ عنہ۔

گونڈل کاٹھیاواڑ

خادم الطلباء قاسم میاں رضوی عفی عنہ۔

جوناگڑھ

خادم محمد قاسم ہاشمی ساکن دھوراجی نزیل جوناگڑھ، احقر محمد عبد الشکور گیسو دراز عفی عنہ۔

جلال پور جٹاں پنجاب

فقیر پر تقصیر حافظ سید ظہور شاہ قادری جلال پوری عفی عنہ۔

بڑودہ و رنگون

الفقیر محمد صدیق ابرودی غفر اللہ لہ اسابق مفتی رنگون، الراقم سید خالد شامی عفا اللہ عنہ احقر الزمان محمد عبد اللہ بڑودی غفرلہ الرحمٰن۔

علاقہ سندھ پنجاب

الفقیر صاحب داد سندھی السلطانکوٹی غفرلہ، الفقیر محمد حسن، خادم حسین خادم ملبیدہ نہ آبادی، محمد ابراہیم الیاسینی، الفقیر قمر الدین العطائی مدیر رسالہ "مہر"، الفقیر محمد قاسم المتوطن فی گڑھی یاسین ضلع سکھر۔ فقیر عبد الستار صدر مدرس مدرسہ الہ آباد ضلع سبی بلوچستان، الفقیر عبد الباقی الجالیوی عفی عنہ، الفقیر محمد حسن الفاروقی المجددی۔

ڈیرہ غازی خان پنجاب

العبد العاصی المدعو محمد بخش عفی عنہ ساکن ڈیرہ غازی خان۔ الفقیر فضل الحق عفا عنہ مدرس نعمانیہ ڈیرہ غازی خان۔ الفقیر محمد امانت الرسول غفرلہ ابن حضرت مولانا ہدایت الرسول رحمۃ اللہ علیہ اللکھنوی۔

ماترہ ضلع کھیڑہ

فقیر سید شفیع میاں غفرلہ، سجادہ نشین حضرت سید میاں صاحب قادری علوی ماترہ ضلع کھیڑہ۔ ملک گجرات فقیر سید زین الدین ابن حضرت سید میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نوٹ: فتوائے الصوارم الہندیہ سے مصدقین علمائے کرام و مفتیان عظام کے صرف دستخط بطور نمونہ نقل کر دیئے گئے ہیں۔ باقی ہر مفتی کے الفاظ بھی قابل دید ہیں۔ ملاحظہ ہوں الصوارم الہندیہ علی مکر شیاطین الدیوبندیہ۔ یتعلم

پیشوایان ملت اس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ فتاوی حسام الحرمین میں مرزا قادیانی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی، محمد قاسم نانوتوی، اشرف علی تھانوی کو ان ناپاک تحریروں کی وجہ سے جو انہیں کا فر و مرتد کہا گیا ہے یہ حکم بالکل درست ہے بلکہ جو شخص ان کے کفریات پر مطلع ہو کر شانِ رسالت کی پاس نہ کرے اور ان دیوبندیوں کی حمایت میں ان کے کفر میں شک کرے، وہ بھی کافر و مرتد ہے۔

دیوبندیوں سے علیحدگی اختیار کرنے کے متعلق اُمتِ محمدیہ کو حضرات مشائخ کرام و اولیاء عظام و علمائے اہلسنت و جماعت کی ہدایات

دیوبندی عقیدہ کے مولویوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی

استفتاء

۷۸۶

کیا فرماتے ہیں مشائخ عظام و علمائے کرام دین حق اس مسئلہ میں کہ دیوبندی مذہب کی کتابوں میں لکھا ہے کہ خدا تعالی کا کذب (جھوٹ) ممکن ہے۔ جن کی عبارتیں یہ ہیں:۔

(۱) امکان کذب بایں معنی کہ خدا نے جو کچھ فرمایا ہے اس کے خلاف پر وہ قادر ہے یہ عقیدہ بندہ کا ہے۔ الخ۔

(فتاوی رشیدیہ ج ۱ ص۱)

(۲) امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا۔ بلکہ قدماء میں اختلاف ہے الخ۔

(براہین قاطعہ ص۲ وغیرہ عبارات جہد المقل وغیرہ)

نیز لکھا ہے، کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بعض علم غیب پاگلوں حیوانوں ایسا ہے جن کی عبارت یہ ہے:۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔

(حفظ الایمان مصنفہ تھانوی ص۸)

نیز لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم شیطان اور ملک الموت سے بھی تھوڑا ہے۔ جس کی عبارت یہ ہے:۔

(۱) شیطان اور ملک الموت کو وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سے نص قطعی ہے الخ۔

(براہین قاطعہ مصنفہ خلیل احمد سہارنپوری ومصدقہ رشید احمد گنگوہی ص۵۱)

(۲) ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ آپ کا علم ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو۔ چہ جائیکہ زیادہ۔ الخ۔ (براہین قاطعہ ص۵۱)

حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام مخلوق الٰہی سے وسیع العلم اور اعلم ماننا ضروریات دین سے ہے۔ نیز لکھا ہے کہ آیت خاتم النبیین سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زمانی خاتم النبیین ماننا یہ جاہلانہ خیال ہے۔ جس کی عبارتیں یہ ہیں:-

(۱) عوام کے خیال میں تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا سابق انبیاء کے زمانے کے بعد اور سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ الخ۔
(تحذیر الناس مصنفہ محمد قاسم بانی دیوبند ص۳)

(۲) اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو۔ تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ الخ۔
(تحذیر الناس ص۲۴)

حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اس آیت کا معنیٰ لا نبی بعدی سے ختم نبوت زمانی ہی ارشاد فرمایا ہے نیز لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نماز میں خیال گدھے کے خیال سے بھی کئی درجے بدتر ہے۔ (صراط مستقیم مولوی اسماعیل ص۸۶) اور حضور کا میلاد شریف کرشن کنہیا کے سانگ سے بھی برا ہے۔ (براہین قاطعہ ص۱۴۸) اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ دیوبندی خیال کے مولوی جو خود ایسے عقائد رکھتے ہیں اور ایسے عقائد رکھنے یا لکھنے والے مولویوں کو اپنا پیشوا اور مجدد اور پکا مومن سمجھتے ہیں جس طرح اس زمانے کے اکثر دیوبندی مذکورہ بالا عقائد رکھنے والے اکابر دیوبندیہ کو نیک سمجھتے ہیں تو کیا ان دیوبندیوں کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔ برائے مہربانی شرعی حکم سے فتویٰ صادر فرمایا جاوے۔ بینوا توجروا
(سائل محمد دین اچھرہ لاہور ۲۰ صفر المظفر ۱۳۷۰ھ)

الجواب بعون الوھاب وھو الموفق للصواب

واقعی یہ عقائد وہابیہ دیوبندیہ کے ہیں اور نماز اس قسم کے اشخاص کے پیچھے باطل محض ہے۔ ان کو قصداً امام بنانا سخت کبیرہ اشد حرام ہے اور جو نماز ان کے پیچھے پڑھی جائے گی اس کا اعادہ فرض ہے۔ ان کے ساتھ سلام و کلام میل جول نشست و برخاست سب حرام و ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر ابوالبرکات سید احمد غفرلہٗ ناظم و مفتی دارالعلوم
مرکزی انجمن حزب الاحناف پاکستان، لاہور،

مہر دارالافتاء

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں امکان کذب کا مسئلہ جس کے دیوبندی قائل ہیں۔ یہ عقیدہ معتزلیوں کا ہے۔

قال الامام الرازی ان المؤمن لا یجوز ان یظن باللہ الکذب بل یخرج بذالک عن الایمان اور شرح مواقف میں ہے کہ ابوموسیٰ عیسیٰ بن صبیح امام المعتزلہ کا یہی عقیدہ تھا کہ ان اللہ قادر علیٰ ان یکذب و یظلم تو دیوبندی بھی معتزلیوں کا عقیدہ رکھتے ہیں اور تمام اہلسنت وجماعت کذب باری تعالیٰ کو ممتنع ومحال بالذات سمجھتے ہیں:۔

باقی سوال مذکورہ میں دیوبندیہ کی جو ناپاک تحریریں درج ہیں۔ ایسا لکھنے والا کسی طرح بھی مسلمان نہیں رہ سکتا، علامہ خفاجی شرح شفا میں فرماتے ہیں جو شخص کسی بھی مخلوق کو حضور سے زیادہ عالم کہے وہ مرتد وکافر ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے دیوبندیوں کے ائمہ اشرف علی و رشید احمد و خلیل احمد و محمد قاسم پر فتوائے کفر تمام روسائے ملت علمائے عرب وعجم سے صادر ہو چکا ہے اور آج کل کے دیوبندیہ ان تمام مولویوں کو اپنا امام برحق مانتے ہیں اور ان کے کفریات کی بے جا تاویلیں و بہانے بنانے میں ضد کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کے پیچھے کسی مسلمان کی بھی نماز نہیں ہوتی اور نہ ہی فریضہ ادا ہوتا ہے۔ اس کا اعادہ فرض ہے خدا تعالیٰ ہر مسلمان کو ہر بد اعتقاد سے محفوظ رکھے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واکمل۔

(العبد غلام مہر علی حنفی گولڑوی، ۲۷ صفر المظفر ۱۳۷۱ھ)

الجواب:۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ ان سے علیحدہ رہیں اور ان کے پیچھے نمازیں نہ پڑھیں اور جتنی نمازیں ان کے پیچھے پڑھی ہیں، ان کا اعادہ کریں۔ الخ۔

مہر مدرسہ

فقیر ابوالفضل محمد سردار احمد غفرلہ خادم اہلسنت خادم جامعہ رضویہ مظہر الاسلام
جھنگ بازار لائلپور۔ ۲۵ جمادی الاول ۱۳۷۲ھ۔

الجواب:۔ دیوبندیوں کی عبارات ناقابل تاویل ہیں۔ توہین وتنقیص رسالت کا کفر ہونا امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے۔ اس لئے توہین وتنقیص کرنے والے اور تنقیص شان رسالت پر مطلع ہو کر حق ماننے والے یقیناً کافر ہیں۔ ان کے کفر میں شک کرنے والے بھی کافر ومرتد ہیں۔ کافر کے پیچھے نماز جائز ہونے کا قول سوائے کافر کے کوئی نہیں کر سکتا بنابریں ان لوگوں کی امامت قطعاً حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

مہر مدرسہ

فقیر سید احمد سعید کاظمی غفرلہ مہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان

الجواب صحیح
..... حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ

الجواب صحیح
ابوالشاہ محمد عبدالقادر غفرلہ احمد آبادی جامعہ رضویہ لائل پور

الجواب صحیح
ابو ..... محمد شفیع الدین خطیب جامع مسجد پنڈی گھیب

الجواب صحیح
نذیر احمد علوی خطیب جامع مسجد سلانوالی ضلع شاہ پور

کی مجلس سے بھی پرہیز لازمی ہے۔ خان محمد تونسوی عفی عنہ ۳ ذی الحجہ ۱۳۷۲ھ۔

حضرت قبلہ خواجہ غلام مرتضےٰ صاحب تونسوی

الجواب صحیح۔ بندہ غلام مرتضےٰ بقلم خود، ۳ ذی الحجہ ۱۳۷۲ھ۔

مخزن شریعت و طریقت عارف باللہ حضرت قبلہ خواجہ خدا بخش صاحب مدظلہ العالی مہاروی

مہار شریف و دربار عالی چشتیاں شریف

الجواب صحیح۔ خادم درگاہی خدا بخش مہاروی۔

فیاض خاص و عام فخر السادات حضرت قبلہ مولانا سید دلبر حسین شاہ صاحب مدظلہ

زیب سجادہ دربار عالی چورہ شریف (ضلع کیمبلپور)

الجواب صحیح۔ سید دلبر حسین شاہ سجادہ نشین چورہ شریف بقلم خود۔

سلطان العارفین امام العابدین بحر العلوم شیخ المشائخ حضرت قبلہ خواجہ مولانا

مولوی حسین بخش صاحب ملتانی ملتان شریف سجادہ نشین حضرت محمد موسیٰ پاک شہید

الجواب صحیح۔ حسین بخش عفی عنہ ۳ ذی الحجہ ۱۳۷۲ھ۔

ارشاد عالی۔ قبلۃ الصالحین فیاض عالم جامع الشریعت و الطریقت حضرت قبلہ پیر سید فیض علی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیۃ زیب سجادہ دربار عالی سادات کرام درگاہ مقدس حضرت قبلہ سید سخی شوق الٰہی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

دربار عالی ماڑی شریف سید سخی شوق الٰہی شاہ صاحب (ضلع بہاولنگر)

حضرات علمائے کرام نے جو استفتاء کا جواب عطا فرمایا ہے۔ وہ بالکل صحیح ہے ایسے بدعقیدہ اور بدخیالات شخص کے پیچھے حنفی مسلمان کو نماز پڑھنا ہرگز جائز نہیں۔ ایسے بدعقیدہ لوگوں سے میل ملاقات بھی حرام ہے۔ ایسے لوگوں سے رشتہ کرنا بمنزلہ حرام کاری کے ہے۔ چونکہ حضرات علمائے احناف ان بدعقیدہ لوگوں پر کفر کے فتوے لگا چکے ہیں، خاندان سلسلہ چشتیہ کے تمام مریدان خاندان سلسلہ قادریہ و سلسلہ نقشبندیہ کے تمام مریدان پر فرض ہے کہ ایسے

لوگوں کو امام نہ بنایا جائے۔ ایسے بدعقیدہ لوگوں کے مدرسہ جات میں حنفی صاحبان مسلمانوں کو چاہیے کہ چندہ وغیرہ نہ دیں ورنہ بمنزلہ حرام کے ہوگا اور نہ حنفی مسلمانوں کے بچے ان بدعقیدہ لوگوں کے مدارس میں داخل کئے جائیں ورنہ وہ بچے اس زہر سے تباہ ہو کر فارغ ہوں گے۔ اعلیٰ حضرت خواجہ سلطان العارفین حضرت خواجہ محمود بخش صاحب سجادہ نشین درگاہ شریف اعلیحضرت خواجہ نور محمد مہاروی قدس سرہ العزیز تمام چشتیہ کے پیشوا ہیں۔ اعلیحضرت مدظلہ العالی نے فتوے دیا ہے ایسے بدعقیدہ لوگوں کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔ تمام مخلصان سلسلہ کو چاہیے کہ ان سے میل جول رشتہ وغیرہ بند کر دیا جائے۔ فقط والسلام۔

مہر: اللہ حافظ درگاہ شریف حضرت سید سخی شوق الہٰی شاہ صاحب حاجی سید محمد فیض علی شاہ بخاری سجادہ نشین

الراقم خادم الفقراء وعلمائے دین سید محمد فیض علی شاہ علوی البخاری الحسینی سجادہ نشین درگاہ شریف حضرت سید سخی شوق الہٰی صاحب تحصیل چشتیاں ریاست بہاولپور

۸ ربیع الاول شریف ۱۳۷۰ھ

از مرکز فیوضات دربار مقدس شیر ربانی معدن صمدانی شیخ الاولیاء قطب ولایت پیشوائے نقشبند قبلہ میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

مفتی اعظم دربار مقدس شرقپور شریف

وہابیہ نجدیہ غیر مقلد اور وہابیہ دیوبندیہ اور وہابیہ نجدیہ فرقہ نیچریہ غلام خانیہ ایسے عقائد مذکورہ بالا رکھنے والے جو کہ باقی تمام اہل اسلام کو مشرک کافر کہتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنے عقائد مذکورہ بالا سے اور بہ اعتبار نسبت شرک وکفر کرنے کے طرف اہل اسلام کی خود کافر و مشرک ہو چکے ہیں، باعتبار مجموعہ امرین اور بہ اعتبار ہر ایک امر کے ایسے عقائد رکھنے والوں سے تمام اہل اسلام کو بچنا چاہیے۔ میل جول غم شادی قبر جنازہ سب میں احتراز کریں اور مطابق حکم قرآن مجید لا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین کے عامل ہو کر ثواب دارین حاصل کریں، اور ایسے لوگوں کی اقتداء کرنا نماز میں ہرگز جائز نہیں اور ان کو مدارس اسلامی میں مقرر کرنا ظلم عظیم ہے اور ایسے لوگوں کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے۔ بنابریں فتوائے محررہ بالا اور جواب مجیب درست ہے اور فاضل مجیب کی سعی مشکور۔

مہر: جامعہ حضرت میاں صاحب شرقپور شریف

حررہ محمد عبد السبحان عفی عنہ المنان مفتی مدرسہ جامعہ حضرت ولی برحق میاں شیر محمد صاحب قدس سرہ العزیز مجددی نقشبندی شرقپور شریف

آستانہ عالیہ مرکز فیض و عرفان زیب سجادہ دربار شریف خیر پور ٹامیوالی ریاست بہاول پور

دربار عالی خیر پور شریف

الجواب صحیح — محمد عبدالرزاق خیر پوری

آستانہ مقدس قطب ربانی محبوب صمدانی سلطان الاولیاء حضوری بارگاہ نبوت شیخ المشائخ قبلہ عالم حضرت پیر سید اسماعیل شاہ صاحب متعنا اللہ بفیوضاتہم العالیہ ابداً ابداً خدا تعالیٰ آپ کی عمر دراز فرمائے۔ جلوہ فرمائے

حضرت کرمانوالہ

یکم ذی الحجہ سنہ ۱۳۰ ہجری المقدس کو مرشد عالم قبلہ خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس شریف پر فخر الاولیاء مخزن جود و کرم حضرت صاحب کرمانوالہ (فاض اللہ تعالیٰ علینا من شآبیب کرمہ) ۹ بجے کی گاڑی سے تشریف لائے۔ اس گنہگار خادم (غلام مہر علی) و دیگر اراکین انجمن حزب الرسول کو شرف خدمت نصیب ہوا ہے

اے کہ آمدنت باعث آبادی ما

حضرت والا نے تین روز منڈی چشتیاں میں قیام فرمایا۔ سبحان اللہ کرمانوالے کی مبارک مجلس میں عوام و خواص کا ایک بحر مواج نظر آتا تھا اور حضور کی زیارت سے مجھ ناچیز کو بھی تین روز ظاہری و باطنی سیری حاصل ہوتی رہی۔ حضور کے ملفوظات شریفہ سے اتباع شریعت و عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے گراں بہا موتی برستے تھے۔ فرمایا کہ متبع شریعت قیامت میں صدیقین کی جماعت سے اٹھے گا۔ اور فرمایا کہ بندگان خدا کی خداداد قوت کے سامنے ڈوبی بیڑیوں کو ترا دینا کوئی بڑی بات نہیں اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیاء اللہ بھی بالعلم والقدرۃ حاضر ناظر ہیں۔ اور فرمایا کہ بے ادبوں کا رد کرنے والے کچھ سخت آدمی بھی ہونے چاہئیں۔

وہابیوں دیوبندیوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی

۳ ذوالحجہ کی شب صوفی نور محمد صاحب مرید خاص حضرت صاحب بوجہ شدت گرمی کے پنکھا ہلا رہے تھے، تو صوفی صاحب نے عرض کی کہ حضور والا علمائے اہلسنت کہتے ہیں کہ وہابیوں دیوبندیوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ حضرت نے فرمایا کہ ہمارے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بے ادبوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ صوفی صاحب نے مزید وضاحت کے لیے دوبارہ عرض کیا کہ حضرت کہ اگر کوئی دیوبندی وہابی بظاہر بے ادبی نہ کرتا ہو تو پھر اس کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں، حضرت صاحب نے فرمایا کہ بزرگان دین کے معمولات کو بدعت و شرک کہہ دینا

کوئی تھوڑی سی بے ادبی ہے۔ تو آج کل کونسا دیوبندی بے ادبی نہیں کرتا (یعنی نماز کے معاملے میں سخت احتیاط کی ضرورت ہے)

نوٹ :۔ صوفی نور محمد صاحب چک نمبر ۳۴ نہر مراد تحصیل چشتیاں شریف، ضلع بہاولنگر میں رہتے ہیں۔ نیز واضح باد کہ دیوبندیوں نے جو عبارات اپنے موافق حضرت والا کی طرف منسوب کر کے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ اس کے متعلق گزارش ہے کہ حضرت والا سے ہرگز ان دیوبندیوں کے متعلق کفریہ عبارات ذکر کے استفسار نہیں کیا گیا جن کی عبارات کفریہ موجود ہیں، اور بلاوجہ کسی کو کافر کہنا اہلِ حق کا شیوہ نہیں۔ اگر دیوبندی سچے ہیں تو وہ تقویۃ الایمان، حفظ الایمان، براہین قاطعہ، تحذیر الناس کی وہ عبارات جن میں حضور سید عالم تاجدارِ مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں صریح توہین کی گئی ہے۔ حضرت والا کی خدمت میں پیش کر کے ان عبارات کی تائید میں حضرت اقدس کی کوئی ایسی تحریر حاصل کریں جس سے ان کا مقصد حل ہو جائے۔ لیکن میں دعوے سے کہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک کوئی دیوبندی اپنے مولویوں کی عبارات کفریہ کی تائید میں حضرت والا کی کوئی عبارت پیش نہ کر سکے گا۔

از دربار مقدس حضرت داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ ابداً ابداً

بلاشک گستاخانِ بارگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیوبندیہ وہابیہ امام بنانے کے لائق نہیں۔ نہ اُن کی نماز نہ اُن کی اقتدا جائز بلکہ حرام، جان بوجھ کر نماز ادا کی تو کبیرہ کا مرتکب سخت گناہ گار، والعلم الحقیقی عند الملک الغفار واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب۔

فقیر قادری محمد اعجاز ولی خان مفسر القرآن بارگاہ حضرت مخدوم داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور۔

(تمام حضرات مشائخ کرام کے ارشادات کی اصل کاپی قلمی بندہ کے پاس محفوظ ہے)

دیوبندیہ وہابیہ کے رد میں لکھی گئی کتاب صمصام قادری کا خلاصہ

مع نمونہ دستخط

علمائے کرام احناف و مشائخ عظام کے مقدس عقائد کا نمونہ

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ۱۲۴۰ھ میں حسب مولوی عبدالغنی کے فرزند مولوی اسماعیل صاحب دہلوی وغیرہ نے شورش کی اور اعتقاد علمائے احناف و صوفیائے عظام پر طعن و تشنیع شروع کیا اور شانِ رسالتمآب

صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخیاں شروع کیں۔ تو حضرت مولانا محمود حسنی وحسینی قادری دہلوی نے وہابیوں کے رد میں کتاب صمصام قادری لکھ کر اس میں عقائد اہلسنت وجماعت کے درج کر کے برموقع سالانہ عرس خواجہ خواجگان سلطان الاولیاء حضرت شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ تمام اولیائے کرام وعلمائے عظام کے سامنے پیش کی تو تمام نے عرس شریف نے ان عقائد کی تصدیق کی اور اس کتاب پر دستخط فرمائے ان عقائد کا نمونہ وتصدیقات ملاحظہ ہوں۔

(۱) وجود باسعود محمود احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فقط صورت بشری ہی نہیں جیسے کہ بعض متفاصل نکے رائے بدکیش ناعاقبت اندیش اپنے جیسا بشر تصور کرتے ہیں بلکہ فی الاصل وہ گوہر نورانی نور اصلی خدائے تعالیٰ عزوجل کے ہیں۔ اس پر جو دی ہے حدیث انا من نور اللہ والخلق کلھم نوری۔

(صمصام قادری ص۹)

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف منانا اور قیام کر کے صلوٰۃ وسلام پڑھنا مورد ثواب ومراحم الٰہی ہے۔

(صمصام قادری ص۱۰)

(۳) جو حضور کو اپنے جیسا بشر کہے وہ شیطان ہے اور اس پر کفر عائد ہوتا ہے۔ (صمصام قادری ص۱۰)

(۴) مزارات پر عرس کرنا فاتحہ وغیرہ تخصیصات سب امور مستحسن ہیں۔ (صمصام ص۳۰)

(۵) اذان میں اشہد ان محمد رسول اللہ سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا اور صلی اللہ علیک یارسول اللہ پڑھنا امر مستحب ہے۔ اور اس کا التزام افضل ہے۔ (صمصام ص۴۳)

(۶) علم غیب اضافی اولیائے کرام انبیائے عظام خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار رب نے دیا ہے اور حضور کو علوم خمسہ وقت قیامت وغیرہ کا بھی علم ہے۔ (ص۵۷)

(۷) حضرات انبیائے کرام واولیائے عظام کو عون الٰہی کا مظہر جان کر ان سے غائبانہ امداد مانگنا جائز و مباح ہر طرح جائز ہے۔ (ص۶۰)

(۸) وظیفہ یارسول اللہ، یاعلی، یاحسین، یاشیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کا ہر طرح جائز ہے۔ (ص۶۱)

دستخط مبارک تصدیق کنندگان اولیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین:

(خواجہ) اللہ بخش تونسوی سجادہ نشین شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ۔ (مولوی) نور اللہ سکنہ مہار شریف (خواجہ) غلام رسول تونسوی۔ (مولوی) نور بخش سجادہ نشین حضرت خواجہ نور محمد مہاروی۔ (مولوی) غلام فخر الدین مہاروی۔ مولوی عبد اللہ المعروف برادر بخش پاک پتن۔ مولوی گنج بخش مہاروی، مولوی نصیر بخش سکنہ مکھیراں۔ مولوی غلام ... مہاروی، عبد الوہاب خیرپوری، عبد الشکور خیر آبادی۔ مولوی محمد مہاروی۔ امام الدین ابوہری۔ عبد الرحمٰن خیرپوری

عبدالرحمٰن خیرپوری، مولوی شرف الدین ابوہری، محمد اکرم سکنہ چلیے واہن، غلام فخرالدین سکنہ چیلے واہن، محمد ذوالفقار قریہ محمد عظیم سلطان احمد نیرہ، عبدالرحمان کالوری، مولوی بدرالدین گوٹھ قائم رئیس۔ مولوی عبدالرحمٰن سکنہ ڈبھل علاقہ ریاست بیکانیر، شیخ محمد سکندر رحموں کا۔ مولوی خدابخش بن مولوی عبداللہ ملتانی۔ صالح ملتانی (حافظ جان محمد ملتانی، غلام یٰسین ملتانی (مولوی) امام بخش ملتانی، مولوی محمد عمر تونسوی، علی محمد تونسوی، یار محمد سگھڑی محمد حسین کشوری، شمس الدین سکنہ دائرہ دین پناہ، عبدالرحمٰن تونسوی، شیخ احمد تونسوی۔ مولوی رحیم الدین ڈیرہ غازیخان قاضی محمد حسین ڈیرہ غازی خان، مولوی احمد تونسوی، غلام فرید مہاروی، قاضی غلام محی الدین سکنہ کالاباغ۔ سرفراز ڈیرہ اسماعیل خان، مولوی محمد امین تونسوی، غلام مرتضےٰ نگھیردی، امید علی راجن پور وغیرہ) خواجہ خواجگان چشت اہل بہشت حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت خواجہ غلام رسول صاحب توگیروی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت خواجہ نوربخش صاحب مہاروی رحمۃ اللہ علیہ متعنا اللہ بفیوضاتہم فی الدنیا والاخرۃ مقدس ہستیوں کی تصدیق ہے، اہل ایمان کے لیے کافی ووافی ہے۔ اب ناظرین کرام ہی فیصلہ فرمائیں کہ مندرجہ بالا عقائد کو شرک و بدعت کہنے والے دیوبندی وہابی کن کن ہستیوں کو مشرک کہہ کر اپنی غیر اسلامی ذہنیت کا ثبوت دے رہے ہیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب ـ بے ادب محروم ماند از لطف رب

مفکر حریت ڈاکٹر اقبال کی نظر میں دیوبندیت تمام بولہبی است

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ ـ ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است
سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است ـ چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است!
بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست ـ اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

دیوبندی مذہب کے متعلق یہ چند صفحات سپرد قلم کے بعد ناظرین سے التماس کرتا ہوں کہ حق و باطل کا خود فیصلہ فرمائیں اور بارگاہ ایزدی میں جبیں نیاز جھکا کر عرض کرتا ہوں بار الٰہا ۔

جو کچھ ہوا۔ ہوا کرم سے تیرے ـ جو بھی ہو گا تیرے کرم سے ہو گا

وآخر دعوانا الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

بندہ ابوالرضا غلام مہر علی کفاہ مولاہ العلی بحرمۃ سیدنا و مرشدنا خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ گولڑوی خطیب منڈی چشتیاں شریف ۱۹۵۶ء مطابق ۱۳۷۵ھ

باب ۱۷
شعر و سخن

شعر و سخن

فاضلِ جلیل حضرت مولانا غلام مہر علی نے جہاں دلائل و براہین کی یلغار سے اپنے غلیم کے تار و پود نثر سے بکھیرے ہیں، وہاں وہ شعر و سخن کے بم ٹھیک ٹھیک نشانوں پر گراتے نظر آرہے ہیں۔ ایک زمانہ تھا، حبیب ایوب خان مرحوم کی کابینہ میں عبد القادر راٹھے پوری صاحب کے ایک مرید مرکزی وزیر تھے۔ اس بَل بوتے پر جناب آغا شورش کاشمیری نے اہلِ سنت کے خلاف نظم و نثر کا ایک معرکہ رچایا تھا۔ وہ ایک خطرناک دشمن کی طرح اپنے مخالف پر جھپٹتے اور گالی گلوچ کا بازار گرم کرتے تھے اور اپنے قلم پر بیحد نازاں تھے۔ اسی وجہ سے کسی بھی شریف کی پگڑی اچھالنا ان کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا۔ تقریباً ہر مشہور آدمی آغا صاحب کے نوکِ خامہ پر رہتا تھا وہ چاہے مولانا ظفر علی خاں ہوں یا مولانا سید ابو البرکات۔ آغا صاحب نے ہر ایک سے یدھر رچایا۔ اور نظم و نثر کے انبار لگائے۔ ان کے چٹان کی اشاعت کا راز اسی صحافت میں مضمر تھا۔ بڑے سے بڑا آدمی ان سے دامن بچانا معیارِ شرافت سمجھتا تھا۔ لیکن "ہر فرعون را موسیٰ" کے مطابق آغا صاحب کے مقابلے میں بھی کئی مردانِ صحافت و ادب اُبھرے۔ اور آغا صاحب کو صدائے گنبد سننا پڑی۔ اُن مردانِ حُر میں ظہور الحسن ڈار مرحوم، شوکت حسین شوکت اور ریاض شاہد مرحوم بھی ہیں جنہوں نے حضرت شورش کا قلمی محاسبہ کیا۔ اور اُن کی زبان میں ہی جواب سے نوازا۔ عبد الحمید عدم کو کون نہیں جانتا۔ وہ ظہور الحسن ڈار کے ساتھی، شورش کاشمیری کے مخالف اور نغز گو شاعر تھے۔ حبیب ڈار اور شورش کا معرکہ عروج پر تھا، اُس وقت عبد الحمید عدم ڈار کے پرچے میں شورش کی ہر نظم کا جواب لکھتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے یہ دلچسپ قطعہ کہا :۔

اے او صحافت کی گھوڑی کے بچے ہمیں بھی دولتی سے دھمکا رہا ہے !
ادھر آ تجھے ریشمی گھاس ڈالوں تو کیوں ٹوٹی پھوٹی منغیں کھا رہا ہے !

اسی طرح اور بھی بہت سے معرکوں میں شورش صاحب کو ان کے مزاج کے مطابق جواب ملتا رہا لیکن ۱۹۶۲ء میں شورش نے جو علمائے بریلی کو مخاطب کیا۔ اور اپنی ٹکسالی زبان میں سب و شتم کی برکھا کی اس پر پوری سنی قوم اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور ہمارے شعراء نے شعر و سخن کو وہ رنگ و روپ دیا کہ شورش کے پیچھے چھپے ہوئے صاحبانِ دانش اور علمبردارانِ احسان بھی انگشت بدنداں رہ گئے۔ اسی زمانہ میں ملتان سے ایک

پرچہ "طوفان" نامی نکلا جس کے رئیس التحریر جناب امیر البیان سہروردی تھے۔ ان کا تخلص حسان الحیدری بھی تھا۔ ان کا قلم شعلہ رقم شورش سب و شتم پر برق الٰہی بن کر گرا۔ اور بڑے بڑے طواغیت علم و ادب کو پیوند خاک کر دیا علاوہ ازیں "رضوان" "سوادِ اعظم" بریلی شریف سے "نوری کرن" وغیرہ جرائد و رسائل نے خوب معرکہ سر کیا۔ تعجب یہ ہے کہ اس جنگ میں پوری دیوبندی قوم شورش کی پشت پناہ تھی۔ بڑے بڑے صاحبانِ جبہ و دستار اور وارثانِ علوم دینیہ شورش کے ہاتھ چومتے، اسے امام احمد بن حنبل قرار دیتے اور اس کے دروازے کے پھیرے لگاتے دیکھے گئے۔ حتیٰ کہ دار العلوم دیوبند کے مہتمم قاری طیب بھی شورش کی حمایت میں تن کھڑے ہوئے لیکن امیر البیان نے ایسا قلمی وار کیا کہ پورا دیوبند اس شعر کی عملی تفسیر بن گیا ؎

طوفان اڑا دے گا چٹانوں کا یہ قلعہ!
حسان سے شورش کے خدا کانپ رہے ہیں

حضرت مولانا غلام مہر علی نے یہ قیمتی منظومات محفوظ رکھیں۔ اور اس کتاب کا باب ۱۷، انہی منظومات پر مشتمل ہے۔ میں نے اُسے صرف ترتیب دیا ہے۔ اس کا ذہن اور اساس حضرت مصنف مولانا غلام مہر علی ہی کے ہیں۔ لیجئے یہ دلچسپ باب حاضر ہے، اس میں زیادہ تر نظمیں تو حضرت امیر البیان ہی کی ہیں۔ ان کے علاوہ جناب افضل کوٹلوی، جناب صابر براری، جناب صائم چشتی وغیرہ شعراء بھی شامل ہیں۔

(شبیر احمد شاہ ہاشمی)

مولوی گلشیر خان

حضرت امیر البیان سہروردی نے مندرجہ ذیل نظم اس وقت ارشاد فرمائی جب دیوبندی علماء نے سوادِ اعظم اہل سنت کے نام سے ایک تنظیم قائم کی اور اس کے سربراہ مولوی غلام خان (پنڈی) ہوئے۔ ضیاء القاسمی، نعمان علی پوری وغیرہ دیوبندی مقررین نے ایک اودھم مچا دیا۔ انہوں نے یہ پہلا احتجاج کیا، جسے ہم ہفت روزہ "افق" ۱۸ تا ۲۴ دسمبر ۱۹۷۰ء بمطابق ۱۷ تا ۲۲ محرم ۱۳۸۹ھ کے شکریہ سے یہاں درج کرتے ہیں۔

(ہاشمی)

ہیں یزید وقت بھی اب بایزید اے آسمان — منکرِ سنت بنے ہیں سینوں کے ترجمان
اہلِ سنت کے نئے یہ رہنمایانِ کرام — ظلمتوں کے ہیں نقیب اور بدعتوں کے پاسبان
ہے سواد اعظم اب دو چار ملاؤں کا نام — ریت کے تودوں کو یاروں نے بنا ڈالا چٹان
گر سوادِ اعظم اس کا نام ہے اے اہلِ دل — سَوَّدَ اللّٰہُ وَجۡھَہٗ، مٹ جائے بے نام ونشان
چھپ نہیں سکتی کسی سے ان کی تاریخ سیاہ — خانہ زاد افرنگ اور ہندو کے، ان کے خاندان
ارضِ پاکستان ان کو راس آ سکتی نہیں — روح جن کی کانگریس ہے روس وامریکہ ہیں جان
اہلِ سنت ان کو کہلانے کا کوئی حق نہیں — جو رسول اللہ کو کہتے ہیں اپنا بھائی جان
جو نمازوں میں خیالِ یار کو کہتے ہیں شرک — بے صلوٰۃ وبے وضو جن کی نمازیں اور اذان
حبِ اہلِ بیت جن کے دین میں شامل نہیں — جو کراماتِ ولی کو جانتے ہیں داستان
جن کے ملاؤں کی پیغمبر سے طاقت کم نہیں — جن کے مفتیوں کو جائز ہے سبھی کچھ بے گمان
جن کا ہے اللہ جھوٹا۔ اور نبیؐ مٹی کا ڈھیر — جن کے قرطاس وقلم کی زد میں ہیں کون و مکان
جو صحابہؓ کو کہیں خائن، نبیؐ کو بے خبر — کربلا کو جنگِ شخصی اور علیؓ کو پہلوان
گر یہی کچھ ہے سوادِ اعظم اس کا منہ سیاہ — ایسے لوٹے کو برادر! فتنۂ دجال جان
اہلِ سنت کون ہیں اے کم سواد و بے بصر — عاشقانِ اہلِ بیتؓ اور مصطفٰےؐ کے مدح خواں
جن کا دیں، دینِ صحابہ۔ جن کا ایماں مصطفٰے — جن کا قرآن، سیرتِ اقدس کا ہے کامل ایمان
شرک و بدعت پر کبھی جو جمع ہو سکتے نہیں — اور نفاق وکفر سے ہیں پاک جو اہلِ زمان
جن کے قول وفعل میں ہرگز نہیں کوئی تضاد — پاک ہے جن کی سیاست، زندگی جن کی نشان
جن کی ٹھوکر میں سدا رہتا ہے دورِ کج نہاد — کانپتے ہیں جن کی آواز اور قلم سے حکمران
مجمعِ نورانیاں پڑھتا ہی جائے گا سدا — نے خیالِ بیش و کم نے خطرۂ سود و زیاں!
پڑ گیا ہے نام اب جو ہے کا بھی اسفند یار — خیر سے مفتی بنے پھرتے ہیں بھولو پہلوان
ظلمتِ شب کی ہے پیداوار قاسم کی ضیاء — نام نامی بندۂ زر کا غلام اللہ خان!

فیل بدمست ابرہہ کا بن گیا با مست سانڈ
نے خدا کا خوف دل میں نے خیالِ پیلباں

سب طفیلی اب تو آقائے ولی نعمت بنے
مرگئے مردود کیسی فاتحہ ؟ کیسا درود !

جو نبی کو مانتا ہے مُردہ دے اختیار
قاری طیب مہتمم دیوبند کے خاموش ہیں

کیا رچایا تھا یہ سارا ڈھونگ بہر سیم وزر
پڑھ کے اسمٰعیل و قاسم کو بنا مرزا نبی !

بن کے معمول آگیا بچہ جمورا قاسمی
ٹھمریاں گاتا پھرے ہے۔ کولہے مٹکاتا پھرے

ساز اور آواز والے اب دکان اپنی بڑھائیں
زادۂ مروان اور ابنِ سبا کی یادگار

وہ بھی اب للکارتا پھرتا ہے ہمکو کہ یہ کو
نسبتِ گیلان ہے بدنام جن کے نام سے

قاضی ہمدان۔ علی پور کا ہے لقمان لیئم
دین پور کے دوستوں نے مسخ کر ڈالا ہے دین،

والدہ کو جن کی شوہر کے سوا سب کچھ ملا !
آگئے شورش کے سارے لطفہائے معنوی

مختلف ناموں سے چربہ ساز دھمکانے لگے
کر دیا انکار کچیٔ نوکری سے ہم نے جب

واہ رے جنرل ضیا ! اور آہ تقدیرِ وطن
خوب کھیلا جارہا ہے اب شکارِ ملک و قوم

کس طرح پہنچیں گے کعبے کو وہ اسلامی گدھے؟
اینٹ روڑے مختلف جگہوں کے یکجا کر دیئے

شیرِ ملت بن گیا ہے مولوی گل شیر خان
اور زندہ باد پنڈی کا غلام بدزبان !

دیو کے بندوں نے اس کے ہاتھ میں دیدی کمان
پہلا فتویٰ ٹھیک تھا ؟ یا اب لیا ہے اُسکو مان

ورنہ مردہ ہو نبیؐ تو کیوں نہ جیوے قادیان
الامان، اے امتِ دجّال ! تجھ سے الامان

رعب جرنیلوں کا۔ شر سنتو کی۔ شُہدوں کی زبان
رونق بسترِ یلیٔ بیٹی زیب داستان !

قاسمی جی آگئے بن کر صدائے متی جان
کعبہ جن کا نا سپارہ اور دیں پارۂ نان

آہ یارانِ سرِ پل ! حیف اے دورِ زمان
وہ بھی بالو کی طرح پڑھنے لگا شُہد اور گیان

عقل کا دشمن، شمر اور ابنِ ملجم کی زبان
المدد اے روحِ حافظ ! اے خلیفہ ! کچھ دھیان

بن گئے ہیں وہ بھی ملّت کے نقیب و ترجمان
پھر سے میدانِ صحافت میں بہ انداز چٹان

لیکے شورش کے قلم تقلے اور اندازِ بیان
مہرباں سارے کے سارے ہو گئے نامہربان

تو نے بخشی ہے جمعداروں کو بھی شاہی کمان
اتحادی سانڈ کو باندھا۔ بنا ڈالی مچان

جن گدھوں کا آہ ! جمی کارٹر ہو کوچوان !
خوب کنبہ جوڑ کر بیٹھی ہے مائی متی بھان

پھر ضرورت ہے کسی طوفان کی اس قوم کو
پھر نکل میدان میں، اے حضرت میربیان

عقیدت بحضور رئیس المجاہد مولانا شاہ احمد اللہ شاہ صاحب مدراسی علیہ الرحمۃ

پیکرِ عشق و محبت نازشِ قوم و وطن
احمد اللہ شاہ فخرِ خاندانِ بو الحسن!

لشکرِ احرار کا وہ رہنمائے اوّلین
آتشِ نمرود جس پر بن گئی رشکِ چمن

خوب دی دادِ شجاعت کارزارِ عشق میں
بارک اللہ اے امیرِ حریت فخرِ وطن

گونجتا تھا، اس طرح میدانِ حرب و ضرب میں
قلعۂ خیبر میں جیسے نعرۂ خیبر شکن

برق وش سیماب طبع، شعلۂ جوالہ نو
خرمنِ افرنگ پر ہر دم رہا جو شعلہ زن

جس نے سب کچھ راہِ آزادی میں قرباں کر دیا
وہ علمبردارِ آزادی وہ میرِ انجمن

جس کی تقریروں نے پیدا کر دیا جوشِ جہاد
جس کی بے باکانہ یلغاروں سے جاگ اٹھا وطن

جس نے گوروں کی سیاہی کو نمایاں کر دیا
چیخ اٹھے جس کی ضربت سے بتانِ سیم تن

جس سے باطل کے بہادر سورما ڈرتے رہے
کانپ کانپ اٹھے تھے جس سے بندگانِ اہرمن

سیدِ قرباںؒ و محرابِ قلندرؒ کے طفیل
جس نے پھونکا صورِ آزادی بہ آہنگِ علن

جس نے قطروں سے لیا تھا کام موجِ نیل کا
جس نے ذروں کو بنا ڈالا فروغِ انجمن

خالد و طارق کا ثانی مظہرِ حیدر تھا وہ
ہند میں روحِ جہاد و زہد کا پیکر تھا وہ

(امیر البیان سہروردی)
(ترجمانِ اہلِ سنت)

شہیدِ حریت حضرت مولانا مفتی عنایت احمد صاحب کاکوروی علیہ الرحمۃ

اللہ اللہ اس رہِ حق کے مسافر کا چلن
جو رہا باطل کے ہر ظلم و ستم پر خندہ زن

وہ نشانِ عظمتِ اسلام، بطلِ حریت
جس کی ٹھوکر میں رہا تاجِ سلاطینِ زمن

آسمانِ اہلِ سنت کا درخشاں آفتاب — ہند کے ظلمت کدوں پر جو رہا پرتو فگن!

جس کی درویشی پہ دارا و سکندر ہوں نثار — تاجِ شاہی سے ہے بڑھ کر جس کی تا پیرہن

شیر دل، بے باک، جرأت آزما، جنگ آشنا — مردِ میداں، قوتِ بازوئے حق، باطل شکن

موت کا رسیا، طلبگارِ شہادت، مردِ حق — زندگی سے کھیلنے والا شہید بے کفن

پا بجولاں جرمِ آزادی میں گھر کو چھوڑ کر — تیرہ و تاریک صحرا میں رہا جو خیمہ زن

مدتوں روئیں گے جس کو ہم صفیرانِ چمن — جس کے نغموں نے پریشاں کر دیا صیاد کو!

جس نے بنیادیں ہلا دیں قصرِ استعمار کی — کاٹ ڈالے جس نے محکوموں کے زنجیر و رسن

کعبۂ اہلِ صفا و قبلۂ اربابِ دین — ماحیٔ کفر و ضلالت، حامیٔ دینِ حسن!

تا دمِ آخر عنایت جس پہ احمد کی رہی — اب بھی جس کی قبر پر ہے سایہ ہے سایہ فگن

جس سے تاریخِ جہادِ حریت تابندہ ہے
نام جس کا زندہ ہے جس کا عمل پائندہ ہے

(۱)

بحضور حضرت امام المجاہدین متکلم الاسلام حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ

وہ امامِ فلسفہ وہ نازشِ علم و فن — جس نے زندہ کر دیا تھا قصۂ دار و رسن

موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ہنستا رہا — اللہ اللہ جنگِ آزادی کے حرکا بانکپن!

زندگی اس کی سراپا سوز و سازِ عشق تھی — دانش و حکمت میں حاصل تھا اسے معراجِ فن

دیوِ استبداد اس سے لرزہ براندام تھا! — اس کی شمشیرِ نگہ سے کانپتا تھا اہرمن

سامراجی طاقتوں کا توڑ کر زورِ جنوں — اس نے پیدا کی تھی آزادی کی ہر دل میں لگن

اس نے سمجھایا "نہیں ممکن نظیرِ مصطفےٰ" — گونجتا ہے آج تک یہ نعرۂ باطل شکن

کانپ اٹھا اس کے فتووں سے فرنگی سامراج — جس کے نعروں سے ہوئے بیدار شیرانِ وطن

وہ خطیبِ حریت شعلہ نوا جوش آفریں — جامعِ دہلی گرماتا رہا جس کا سخن

اس کا وہ فرزندِ فاضل اس کی سچی یادگار — عاشقِ میرِ عرب عبدِ خدائے ذوالمنن

ہند میں روشن کیا جس نے چراغِ فلسفہ — پیکرِ علم و ہنر ظلمت میں شمعِ انجمن

خاکِ خیر آباد ہے ہم پایۂ خلدِ بریں! — جس کا ہر کوچہ ہے علم و رشکِ صد چمن

مردِ حر غازی، مجاہد، حق پرست و فضلِ حق
تھا کتابِ حریت کا بے گماں پہلا ورق

بنگال کا جادوگر

یہ کوئی نٹ ہے کہ بنگال کا جادوگر ہے — نت نیا شعبدہ ہے روز نیا چکر ہے
پہلے انگریز کا کھاتا رہا پھر ہند کا — اب سیاست کے پٹے مہروں کا یہ نوکر ہے
نہ یہ اقبال کا مداح تھا نہ قائد کا — اس سے بیزار ظفر تھا تو خفا جوہر ہے
قصہ مہر و وفا اس کی زباں پر کیوں ہو — یہ تو مداح سلاطین ہے لابہ گر ہے
جب سے ہے "منبر و محراب" کو زینت بخشی — سچ ہے "بازار زنا" کی بھی فضا ابتر ہے
دین فروشی کا یہ دھندا جو کیا ہے قائم — بالاخانوں کی تجارت سے بھی یہ بدتر ہے
ہیں نے "دیوبند" کے پنڈت کا فسوں توڑا ہے — حشر برپا ہے کہ "مندر" کی فضا ابتر ہے
ان کا "ڈیڈی" بھی تو قوموں کو لڑا دیتا تھا — ان کو آبائی سیاست کا سبق ازبر ہے
گھر میں ہے اطلس و کمخواب کے انبار مگر — مسندِ وعظ پہ مرغوب بدن کھدر ہے
"خاکسارانِ جہاں" را بہ حقارت منگر — حاکم وقت کی پلٹنی ہو تو یہ منتر ہے
کیوں ہوا خواہ فرنگ آج اڑے پھرتے ہیں — ابلق خانہ بھی بگٹٹ ہے کہ زر در پر ہے
دوستو! تیشۂ فرہاد سے کیا کام بنے — دشمن حق کا ہے دل، یہ نہ کوئی پتھر ہے
ساتھیو اٹھو! کفن باندھ کے سر سے نکلو — کفر بپھرا ہوا ہے ظلم کا اونچا سر ہے
میں ضمنانہ دیوبند کا کیا حال لکھوں — اس کا ہر فرد مسلمان کُشی کا خوگر ہے
"شیخ دیوبند نے چیلوں کو یہ لکھ بھیجا ہے — اک پری چہرہ نے کر لکھا جو بر پا شر ہے
اس کی تابید کرو اس پہ کٹاؤ گردن — شورش عشق ہے یہ حکم پری پیکر ہے
اس کو دربار مدینہ کے بھی خواب آنے لگے — سجدہ گہہ جس کی ہمیشہ سے ہی امرتسر ہے
میں ہوں سلطان مدینہ کا ازل سے بندہ — اور تو درہم و دینار کا ایک چاکر ہے
مجھ میں اسلاف کا خون اور محبت ان کی — تیری رگ رگ میں برہمن کا لہو مضمر ہے
میں تو درویش بھی ہو کر ہوں سکندر کا حریف — اور تو صورت دارائی میں گدا گر ہے
ہائے کیا ظلم ہے ہندو تو ہوں پیغمبر امن — اور مسلمان کو یہ لوگ کہیں کافر ہے

شور برپا ہے زمانے میں مرے شعروں کا
میرا ہر لفظ ہے نشتر تو زباں خنجر ہے
بندۂ شبیر خدا وارث شبیر ہوں میں
میری زد میں کوئی عنتر ہے کوئی خیبر ہے
ہاں پلا بادۂ توحید کا جام اے ساقی
روح بے چین ہے اور قلب میرا مضطر ہے

امیر البیان سہروردی ملتان — ماخوذ از طوفان ۲۳ نومبر ۱۹۶۲ء

حساّن سے شورش کے خدا کانپ رہے ہیں

شورش انہیں دو شلے میں گوڈھانپ رہے ہیں
دیوبند کے پنڈت بخدا کانپ رہے ہیں
محفوظ نہیں ان سے کوئی اپنا پرایا
یہ اگلے جنم میں بھی کہیں سانپ رہے ہیں
اخلاص کے پردوں میں یہ چھپ سکتے ہیں کب تک
ارباب زمانہ تو انہیں بھانپ رہے ہیں!
دوڑے ہیں یہ محراب سے تا قصر صدارت
ملّائے ہزارہ جو بہت ہانپ رہے ہیں!
طوفان نے دیوبند کی بنیاد ہلا دی
حساّن سے شورش کے خدا کانپ رہے ہیں

طوفان ۲۳ نومبر ۱۹۶۲ء

وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

درویش کو نیکی پہ بھروسا نہیں ہوتا
اچھوں کو بُروں سے کوئی شکوا نہیں ہوتا
جس دل میں بھی خالق کی محبت ہو لگن ہو
مخلوق سے وہ دل کبھی میلا نہیں ہوتا
کہتے ہیں سردار بھی حق "بات" "مجاہد"
انداز بیاں ان کا برا ایسا نہیں ہوتا
اپنوں کو بھی جو سبّ و شتم سے کرے چھلنی
وہ امن کا شیدائی ذو والہ نہیں ہوتا
گر ہم ہیں خطاوار تو تم کون خدا ہو
انسان ہے انسان، فرشتہ نہیں ہوتا
کردار ہے بے سوز تو گفتار ہے واہی
اقبال کا "مومن" کبھی ایسا نہیں ہوتا
ہر اہل نظر تیرے قلم سے ہوا زخمی
"جو تیرا نہیں ہے وہ خدا کا نہیں ہوتا

اقبال ہو یا ماجد دریا ہر سا ہنر در را ! — کوئی تیرے معیار پہ پورا نہیں ہوتا
چومے نہ صحیفوں کو تیرے جب تلک اے دوست — کوئی تیرے نزدیک ابوالاعلیٰ نہیں ہوتا
جو مسند ارشاد سے تیری نہ چلا ہو — وہ کتنا ہی حق کیوں نہ ہو "فتویٰ" نہیں ہوتا
دریوزہ گری جس کا سدا پیشہ رہا ہو — ہے بندۂ زر۔ بندۂ مولا نہیں ہوتا
جس شخص کو "مجردان" سے نہ فرصت ہو میسر — وہ محفل رنداں کا شناسا نہیں ہوتا
جس شخص کی راتیں ہوں بستر "غیر" کے گھر میں — وہ صحبت مرشد کا تو جویا نہیں ہوتا
مانا کہ تمہیں زور قلم پہ ہے بہت ناز — "پر رہبر ابلق خیر ابلہ" نہیں ہوتا
بازار سیاست کے ارے تاجر زیرک — ایمان کی دولت کا تو سودا نہیں ہوتا
سید سے کبھی "عشق"، کبھی "خان" سے بازی — "بازی" کے سوا تیرا گذارا نہیں ہوتا
اے صادق کاذب تو بدلتا رہا کچھ بے — کیا دل میں تیرے نقشۂ عقبےٰ نہیں ہوتا
جو مٹ نہ سکے دہر میں زندہ ہو ہمیشہ ! — وہ نام کبھی "شور" سے پیدا نہیں ہوتا
ہم عرض کریں تو بنیں غدار و گنہگار — تم گالیاں دو ملک کو خطرہ نہیں ہوتا
ہم صلح کا گر ذکر کریں "ملک کے دشمن" — تم جنگ کی باتیں کرو جھگڑا نہیں ہوتا
ہم عشق پیغمبر کا کریں ذکر تو مفسد — تم اپنا سا ان کو کہو دنگا نہیں ہوتا
ہم شاتم احمد کا کریں تم سے جو شکوہ — تم میں کوئی جنبش کوئی لرزہ نہیں ہوتا
اے کوچۂ دلدار کے کتوں کا فدائی — کیا امتی ان سے کہیں اچھا نہیں ہوتا
جو علم نبی کا ہے وہ مجنوں کو ہے حاصل — مجنوں تو مگر "دشمن لیلیٰ" نہیں ہوتا
"آجائے خیال ان کا نمازوں میں تو فاسد" — ہائے ایسا مسلمان تو "شہدا" نہیں ہوتا
جو لوگ کہ اسلام کو پھیلائیں جہاں میں — کیا ان میں کوئی دین کا شیدا نہیں ہوتا
جو لوگ نبوت کے زمانے سے قریں ہوں — ان میں کوئی توحید کا دانا نہیں ہوتا
گفتار کو جو لوگ کہ کردار میں ڈھالیں — ان میں کوئی قرآن کا شناسا نہیں ہوتا
پھر کیوں ہو جنیدؒ اور حسن بصریؒ کے دشمن — کیا ان کا عقیدہ کوئی اچھا نہیں ہوتا
کیا قطب و ولی غوث تھے اسلام کے دشمن — کیا ان کا عمل کوئی نمونہ نہیں ہوتا !
پھر کیوں ہمیں کہتے ہو "بدعت کے ہیں وارث" — اس کہنے سے دل میں کوئی کھٹکا نہیں ہوتا
ہم لوگ کتاب اور خبر کے ہیں فدائی — جو ان کا ہے دشمن وہ ہمارا نہیں ہوتا

ہم "اسوۂ حسنہ" کے طلب گار ازل سے — جو یار کا پیرو نہ ہو سچا نہیں ہوتا

ہم حسنِ ازل کے ہیں پرستار حقیقی — کوئی بھی یہاں "غیر خدا کا" نہیں ہوتا

ہر سجدہ امانت ہے اسی یار ازل کی — ہاں تیری طرح "نذرِ کف" پا نہیں ہوتا

ہم لوگ تو بدکار ہیں اے شبلیٔ دوراں — لیکن تیری خلوت میں بھی کیا کیا نہیں ہوتا

پہچان مقام اپنا ایاز اپنی نظر سے — جو شام کو گھر آئے وہ بھولا نہیں ہوتا

امت میں یہ باتیں صدا ہوتی رہی ہیں — کس بات پہ ہر دور میں جھگڑا نہیں ہوتا

جب گالیاں بکتے ہو بنام اسلام — کیا پیش نظر "اسوۂ حسنہ" نہیں ہوتا!

دنیا کو تو دے سکتے ہو دھوکہ مگر اے دوست — جھوٹے کا کبھی بول تو بالا نہیں ہوتا

ہے ڈھیل بہت بارگاہ لطف و عطا میں — منہ بلعم باعور کا کالا نہیں ہوتا

نادان بھی یہ بات سمجھتے ہیں مری جاں — زخموں کا "نمک داں" سے مداوا نہیں ہوتا

دشنام طرازی کو شعار اپنا بنائیں — مردانِ خدا کا تو یہ شیوہ نہیں ہوتا

انصاف کو آواز دو انصاف کہاں ہے — "وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا"

"ہم آہ بھی کر بیٹھیں تو ہو جاتے ہیں بدنام"
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

طوفان، ۷ نومبر ۱۹۶۲ء

امیر البیان سہروردی ملتان

احرار کے دفتر میں تھا اِک شاہدِ بازار

احرار کے دفتر میں جو تھا شاہدِ بازار
پھر اس نے صحافت میں بکھیری ہے غلاظت
تقسیم سے پہلے صفِ اعدا سے نکل کر
جو لیگ کی تنظیم پہ کرتا رہا حملے
ہندو کا ہوا خواہ مسلمانوں کا دشمن
پھر دِلّی و دردھا سے کوئی تار ہلا ہے
مرتا ہے اربابِ وفا کے ارے توبہ!
رقصاں جو رہا گاندھی و نہرو کی دُھنوں پر
احمد کے غلاموں کا اڑاتا ہے تمسخر
انگریز کا ایجنٹ انہیں کہتا ہے مفسد
سوئے ہوئے شیروں کو جگانا ہے حماقت
تگنی کا اسے ناچ نچا دیں نہ کہیں پھر
عشاق کی ٹولی سے الجھنا نہیں اچھا
جذبات سے کھیلے نہ غلامانِ نبیؐ کے
اس بندۂ طاغوت سے پوچھے ذرا کوئی!
اخبار کے ناموس سے کیوں کھیل رہا ہے
کیوں چلی آتی ہے اسے اہلِ صفا سے
چڑتا ہے بھلا کس لئے وہ ذکرِ نبیؐ سے

پھر فتنے جگاتا ہوا اٹھا ہے وہ عیار
پھر اس نے کیا پست خطابت کا بھی معیار
کرتا تھا مسلمانوں کے دستوں پہ جو یلغار
جو قائدِ اعظم سے رہا برسرِ پیکار!!
گاندھی کا جو چیلا تھا جو نہرو کا علمدار
پھر دیپٹے تخریب سے وہ مردکِ طرار
دشمن کے اشاروں پہ تھرکتا تھا جو مکار
اللہ کی قدرت ہمیں کہتا ہے وہ غدار
دیو بند کی آغوش میں گنستا تھا پرستار
ناموسِ محمدؐ پہ جو کٹ مرنے پہ تیار
روباہ سے کہہ دو کہ نہ لے شیروں کو للکار
میخانۂ طیبہ کے بلانوش ہیں مے خوار
اس طفلکِ گستاخ سے کہہ دو کہ خبردار
گستاخی کی حد تک نہ بڑھے شوخیٔ گفتار
مردانِ رہِ حق سے ہے کیوں برسرِ پیکار
وہ زادۂ ابوجہل وہ پروردۂ اشرار!
کیوں تذکرۂ غوث سے رہتا ہے وہ بیزار
کیوں صلّے علیٰ پڑھتے ہوئے مرتا ہے مردار

مدّاحِ نبیؐ کو جو برا کہتا ہے رضوی
شیطان ہے شیطان پہ اللہ کی پھٹکار!

(ماخوذ از طوفان ۲۳ نومبر ۶۲ء)

الاستفتاء

(کیا فرماتے ہیں "اس بازار" کے تماش بین بیچ ان مسائل کے)

جہل کے فرمانرواؤ کیا یہی اسلام ہے
علم کے ناکتخداؤ کیا یہی اسلام ہے ؟

بند حجروں میں تبان سیمتن اندر بغل
بوتلوں کے کاگ اڑاؤ کیا یہی اسلام ہے ؟

ڈوم ڈھاڑھی کو بنا کر تم سفیر اسلام کا !
خوب منبر پر نچاؤ کیا یہی اسلام ہے ؟

کولہے مٹکا کر ہوا میں زلف لہرا کر کبھی !
وعظ کی قیمت بڑھاؤ کیا یہی اسلام ہے ؟

آکے عرسوں میں پلاؤ قورمے بھی چٹ کرد
ہمیں مشرک بتاؤ کیا یہی اسلام ہے ؟

یارسول اللہ سے برق تپاق تم پر گرے
ذکر حق سے سٹپٹاؤ کیا یہی اسلام ہے ؟

مفتیانہ روپ میں اغیار کی جاسوسیاں
یہ تصنع یہ بناؤ ! کیا یہی اسلام ہے ؟

سرزمین پاک میں رہ کر بھی "متھرا" کی لگن
کفر سے آنا لگاؤ کیا یہی اسلام ہے ؟

دل میں بت جیسے ہیں بت لیکن زبان پر نام حق
! راز دل لب پر نہ لاؤ کیا یہی اسلام ہے ؟

جاں نثاران رسالت پر تبرا ہے بازیاں
! پنڈتوں کے گیت گاؤ کیا یہی اسلام ہے ؟

اہل دل، اہل نظر، اہل صفا و صدق پر
! شرک کے فتوے لگاؤ کیا یہی اسلام ہے ؟

لذت کام و دہن آسائش تن کے لیے
! [illegible] نئے فتنے جگاؤ کیا یہی اسلام ہے ؟

میرے مرنے پر میری بیوہ کو نذرانے ملیں
یہ وصیت میں [illegible]اؤ کیا یہی اسلام ہے ؟

خواب صدیقہ کی بیوی نے کر د تعبیر تم
ماں کو بھی بیگم بناؤ کیا یہی اسلام ہے ؟

راز دان علم الاسماء کے علم پاک کو
علم شیطان سے گھٹاؤ کیا یہی اسلام ہے ؟

زندگی جن کی ضمانت ہے بقائے دین کی
ان کو مٹی میں ملاؤ کیا یہی اسلا[illegible]

دشمنوں کے واسطے جن کی دعائیں وقف تھیں
گالیاں ان کو سناؤ کیا یہی اسلا[illegible]

جن کی بد اطواریوں سے مسجدیں ویران ہیں
ان کو مولانا بناؤ کیا یہی اسلام ہے ؟

جب ممسک اور ملذذ بھی ہیں جزو علم دین
اے ہوس کار و بناؤ کیا یہی اسلام ہے ؟

کیف صہبا اور ربیعہ کے نشے میں جھوم کر
منبروں پہ لڑکھڑاؤ کیا یہی اسلام ہے ؟

بے شہید گنج کو احرار سے اب تک گلہ
مسجدیں بھی بیچ کھاؤ کیا یہی اسلام ہے ؟

گر نہیں غلطی پہ ٹوکا جائے از راہِ خلوص
گالیاں دو تلملاؤ کیا یہی اسلام ہے؟

(امیر البیان سہروردی ملتان) (طوفان ۲۱ نومبر ۱۹۶۲ء)

سہروردی کا قلم انصاف کی قسطاس ہے

فکر ہے پرواز میں اور عرش پر احساس ہے!
ذہن میں نقشِ جلالِ سورۃ والناس ہے

شورشِ احرار کے فتنے سے یہ عقدہ کھلا
فتنہ گر ہو آدمی تو یہ بھی اک خناس ہے

ایک عامی اور رسولِ پاک ہیں ہم مرتبہ
شورشِ شیطاں سے دلِ مومن میں یہ وسواس ہے

ڈاپتا پھرتا ہے اس بازار کا جوہر فروش
بھائی گوہر کیوں نہ رد لے بہن جو الماس ہے

کیوں نہ دے منصور کو دارورسن کی دھمکیاں
ہاتھ میں غدار کے خامہ ہے اور قرطاس ہے

ہو گئی کلک عدو مصروفِ تعریفِ یزید
قاتلِ شبیر ہے اور دشمنِ عباس ہے!

ایک اک گالی پہ جھوم اٹھی ہے اولادِ رشید
ان کے حق میں ہے دعا شورش کی جو بکواس ہے

چیخ چیخ اٹھے ہیں پیرِ ناتواں کی ضرب سے
درّۂ فاروق ہے یا صفحۂ مقیاس ہے

یہ جو ہیں عزتِ ہزارہ اور پنڈی کے غلام
اک عبوسًا قمطریرا دوسرا یباس ہے

قصہ عشقِ ربیعہ ہے کھے قرآن پہ را
گر ضروری ہو ثبوت اس کا تو میرے پاس ہے

اس طرح زوروں پہ گر طوفانِ حق چلتا رہا
امرتِ گنگو ہیہ کا پھر تو ستیاناس ہے

ہم جوابِ آں غزل لکھیں گے صبر و ضبط سے
سہروردی کا قلم انصاف کی قسطاس ہے

امیر البیان سہروردی ملتان (طوفان ۲۹ نومبر ۱۹۶۲ء)

کہہ رہی تھی ایک فنکارہ "یہ اس بازار کی"

جلوہ گر "اقبال کا مومن" ہے اس بازار میں
تاکہ پیدا ہو صباحت نثر میں اشعار میں

جبّہ و دستار سدرہ نہ ہو جائیں کہیں
اس لئے ملبوس ہیں اچکن میں اور شلوار میں

"تا ناری ری" کی فضا میں "مرشد لالہ رُخاں"
شاعر رنگین بیاں زہرہ وشوں کی ڈار ہیں!

زاہدہ پروین ۔ زبیدہ اور ثریا پر غزل!
اور کیا رکھا ہے "مولانا" ترے افکار میں

جو فقیہوں کی عبا کو نوچتا پھرتا ہے آج
تھا بندھا کل تک کسی کی ریشمی شلوار میں

جنگ آزادی کا یہ بانکا سپاہی "مرد حُر"
تاجران معصیت کے سایۂ دیوار میں

ایک "مولانا" مجاہد محتسب کی کائنات؟
آنچلوں کی دھجیاں ہیں طرۂ دستار میں!

ہیں پری چہرہ بت تو بہ شکن زیر و زبر
جھومتا ہے "لوالکلام" الفاظ کے انبار میں

کئی بنات غالیہ مو، دختران معصیت!
مطمئن ہوتی ہیں ان کے حجلۂ گفتار میں

کہہ رہی تھی ایک فنکارہ یہ اس بازار کی
فرق کیا ہے مجھ میں اس بازار کے فنکار میں

امیر البیان

میر و مرزا کا تغزل داغ کی پیاری زبان
دیکھ لے شورش! میرے اشعار میں فنکار میں

(ماخوذ از طوفان)

کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

شاعرؔ دو ابوالکلام سے معذرت کے ساتھ

(۵)

وہ بھی ابوالکلام تھا، یہ بھی ابوالکلام
وہ مقتدیٔ کفر تھا، یہ دین کا امام

گہنا گیا تھا خیر سے اس کا تو اہلال
یہ بن چکا ہے فضلِ خدا سے مہِ تمام

زلفِ بتانِ ہند کا وہ تو رہا اسیر
نکلا ہزار دام سے لیکن یہ خوش خرام

اس کے قلم سے سینۂ مسلم ہوا فگار
اس کی زبان عدو کے لیے تیغِ بے نیام

نسبت ہے اس کو خواجۂ عالی مقام سے
متھرا کے گوکلوں میں مگر اس کا تھا قیام

اس کا نشان قبر بھی مٹ جائے گا مگر!
جاری رہے گا تا بہ ابد اس کا فیضِ عام

اس کے لیے تھے حاصلِ کونین ماہرو!
اس کے لیے متاعِ دو عالم نبی کا نام

وہ علم و فضل میں تھا یگانہ بجا مگر
اس کا ہے عشق دفتر میں اعلیٰ ترین مقام

اندر سبھا کی پریاں رہیں اس کی ہم جلو
دار و رسن کے شوق میں اس کا ہر ایک گام

وہ تھا "ہلالِ ہند" یہ "بدرِ حجاز" ہے
ٹوٹا ہوا وہ تارا تھا اور یہ مہِ تمام

وہ خیر دین کا پوت، جالندھر کا چوہدری
یہ زادۂ رسولِ خدا صاحبِ مقام

اسلامیانِ ہند کو اس نے کیا زبوں
یہ پاسبانِ ملتِ بیضا رہا مدام

ہر ذرۂ وطن کی حفاظت ہے اس کا دیں
اس نے بنایا ہند کا کشمیر کو غلام

یہ مضطرب ہے قسمتِ بنگال پر بھی آج
کرتا رہا "سقوطِ دکن" کا وہ انتظام

اس کے سخن میں اہلِ نظر کو کلام ہے
اس کی ہر ایک بات پتے کی ہے لاکلام

محبوب اس کی صبحِ مدینہ کی چاندنی
معشوق اس کا شامِ اودھ کا ہے اک شیام

مشرک گری کے زور پہ وہ بطلِ حریت
کافر بھی اس کی "مجلسِ عرفاں" سے شادکام

موضوعِ بحث نقصِ نبوت بزعمِ خویش — مقصود بس مظاہرۂ علم نا تمام!

مانا کہ خوبیوں کا مرقع تھا ابو الکلام
نقصِ کمال ہے مگر داغِ مہ تمام

اس نے تمام عمر گذاری کچھ اس طرح — اک سمت گلعذار ہیں اک سمت لالہ فام
کرتا رہا ثقافتی میلوں کا افتتاح — جاتا رہا سبھاؤں کے در پہ بہ التزام
ثانیٔ ابن تیمیہ، و بطلِ حریت — تا عمر دشمنانِ نبی کا رہا غلام
تفسیرِ فاتحہ سے ہوئی جس کی ابتدا — تعریفِ اندرا پہ ہوا اس کا اختتام
اس کے تمام فلسفۂ و فن کی انتہا — صبحِ بنارس اور مقدس اودھ کی شام
پیتا رہا، پلاتا رہا تا دمِ حیات — کرتا رہا شرابِ صبوحی کا اہتمام
ایاک نعبد کے معارف کا نکتہ داں — چلتا رہا ہے محفلِ رنداں میں رام رام
نعرہ تھا جس کا ایک حکومت خدا کی ہو — باطل کا اس کے ہاتھ سے برپا ہوا نظام
کتنے بتانِ توبہ شکن اس سے بہرہ ور — کتنے خدائے حسن و جمال اس سے شاد کام
جادوئے چشم و ریشِ مقطع کے زور پر — لاتا رہا وہ ہند کی پریوں کو زیرِ دام
نفرت تھی اس کو "قائدِ اعظم" کے نام سے — کرتا تھا "مہوشوں" کا مگر دل سے احترام
شبلی کا منیجہ تھا سلیمان کا ریزہ چیں — گاندھی کا چیلا اور جواہر کا ایک غلام
کیا خوب کہہ گئے ہیں محمد علی جناح — اس "شو لوانے" کی ضد سے ہوا تھا یہ قیلِ عام
قامت کے اعتبار سے ہے خارج از بحور — وہ شاعرِ "چٹان" ہو یا خود ابو الکلام
کیا کیا بتاؤں دوست تجھے ان کا امتیاز — یہ دینِ حق کی صبح، وہ باطل کی ایک شام
اس کے لیے وسیلۂ رحمت ہیں اولیا، — کرتا رہا وہ "مرقدِ گاندھی" سے التثام
وہ اپنی موت مرگیا اس کے ہمنوا — از ہند تا بہ مصر و عراق و حجاز و شام
احمد رضا سے اس کو عقیدت ہے سچ کہا — وہ اس صدی میں مشرق و مغرب کا تھا امام
جس کی زباں ہو شوکتِ باطل کی مدح بیچ — ایسے ادیب و شاعر و فن کار کو سلام

منظور ہے گذارشِ احوالِ واقعی
اس پہ بھی آپ چیں بجبیں ہوں تو والسلام

ماخوذ از طوفان
۲۹ نومبر ۱۹۶۲ء

(امیر البیان سہروردی ملتان)

صاحبزادہ فیض الحسن کے حضور

وہ خطابت کے شہنشہ اور طریقت کے امیر
جن کی زلف گفتگو کا ہے زمانہ بھر اسیر

آپ کی تقریر کا انداز ہر موضوع پر!
دلربا، دلکش، دل آرا، دل فریب و دل پذیر

نسبت عالی ہے تم کو اس شہ کونین سے
وقت کے سلطان جس کے آستانہ کے فقیر

تم گلستان محمد کے شگفتہ پھول ہو!!
غیر ممکن ہے تمہارے جد امجد کی نظیر

ان سا انداز تکلم ان سا انداز بیاں
تو کہاں سے لائے گا؟ بے جان پتھر کے مدیر

فاطمہ کے لال پر الزام ناجائز ترے
با خبر ہے تیری چالوں سے خداوند خبیر

جس کمینے کا ہے دامن معصیت سے تار تار
وہ شریفوں کی قباؤں کو پکڑنا ہے شریر

کس قدر گستاخ ہے یہ نطفہ گمنام بھی
دیو کا بندہ بنا ہے اور نہرو کا سفیر

(طوفان) ۲۳ نومبر ۱۹۶۲ء

خطیب ملت صاحبزادہ سید فیض الحسن کے نام!

اے خطیب ملک و ملت شاہ اقلیم سخن
فخر ارباب خطابت سید فیض الحسن

آپ کے دم سے شگفتہ علم و عرفان کا چمن
اللہ اللہ آپ کے حسن بیاں کا بانکپن!

وقت کہتا ہے بنام سنت خیر البشر!
بدعقیدوں کے عقائد کو تہ و بالا کریں!

شورشوں کی گرم بازاری کو ہم ٹھنڈا کریں
شہر کفر آباد میں ایمان کا چرچا کریں

صورت ظاہر کا باطن کیوں نہ ہم ننگا کریں
کس لیے حزب مخالف کا نہ منہ کالا کریں

دین ان بے دین لوگوں کا جہاں پروا کریں
امت نانوتوی سے اس طرح پٹا کریں

اشتہائے بغض کی شدت ستاتی ہے جنہیں
آپ کے زور سخن کی مار وہ کھایا کریں

آپ کا طرز تکلم غیر معیاری نہیں
تولنے والے ترازو میں اسے تولا کریں

حزب حق سے آپ باطل کو دباتے جائیے
منحرف ٹاپا کریں، اچھا کریں، کووا کریں

ٹوٹ جائے سب طلسم سحر ان کا آن میں — گر عصائے موسوی سے ہم اشارہ سا کریں

ایک فتنہ کار کو زورِ قلم پڑنا نہ ہے — اس کے اندازِ تبختر کا قلم قتلا کریں

زیب دیتے ہیں انہیں یہ "منبر و محراب" کب — ہے یہی زیبا کہ "اس بازار" میں ناچا کریں

بادہ خانوں میں "بتانِ غالیہ مُو در بغل" — دین کے یہ پاسباں شغلِ مے و مینا کریں

مشغلہ ملت کے باغی کرگسوں کا ہے یہی — روٹیاں توڑا کریں یا بوٹیاں نوچا کریں

جن کی چشمِ کم نظر میں زندگی بھی موت ہے — کیوں نہ ایسے لوگ قبل از مرگ واویلا کریں

داعیانِ کفر کو نیچا دکھانے کے لیے — "یارسول اللہ" کے نعروں کو ہم اونچا کریں

خود کہیں یا خواجہ بطحا تو جائز ہے انہیں — ہم پکاریں تو صادر شرک کا فتوے کریں

ہم رسول اللہ کو مولا کہیں مشرک بنیں — وہ عطا ملاؤں کو القابِ مولانا کریں

ان سے "بازاری مسلمان" اس لیے پیدا ہوئے — کفر کا سودا کریں، ایمان کو بیچا کریں

افترا بازی کسی صدیق کا شیوہ نہیں — کام جھوٹوں کا ہے یہ سچوں کو جھٹلایا کریں

ہم وہی کہتے ہیں جو کہنے کے لائق ہو عزیز
کیوں کسی کے حق میں کوئی بات نازیبا کریں

طوفان ۲۳ نومبر ۱۹۶۲ء — عزیز الشعراء حضرت عزیز حاصل پوری

حزب الرسول کے نام!

اللہ تجھے عشقِ نبی ذوقِ فنا دے — ناموسِ رسالت پہ تو کونین لٹا دے

توپوں سے اڑا دے نہ تفنگوں سے مٹا دے — ہاں قوتِ ایمان سے ہر سر کو جھکا دے

اُٹھ خواب سے بیدار ہو اے شیرِ بریلی — بت خانۂ دیوبند کی بنیاد ہلا دے

اب وقت ہے اے فاتحِ خیبر کے فدائی — اس عہد کے مرحب کو ذرا آنکھ دکھا دے

پتھر کے عوض پھول بکھیر اے مرے ہمدم — گالی سے تواضع کرے کوئی تو دعا دے

دیوبند کے ہاتھوں ترا اسلام ہے رسوا — پیغام یہ سرکار کو اے بادِ صبا دے

کاشی ہو کہ دیوبند وہ عزیٰ ہو کہ گاندھی
اے زادۂ اسلام یہ سب نقش مٹا دے

پیاسی ہے زمیں آج بھی خونِ شہدا کی
کشمیر میں پانی کی طرح خون بہا دے

ہم عظمتِ اسلام کا لہرائیں گے جھنڈا
ویرانوں میں صحراؤں میں جا کر یہ صدا دے

اسلام کے غدّار وہ ملکی ہوں کہ مدنی
لے دُرّۂ فاروق انہیں خوب سزا دے

لائے ہیں نیا جال یہ مذہب کے شکاری
اس جال میں خود ان کی ہی امت کو پھنسا دے

طوفان کی مانند تو کونین پہ چھا جا
رستے میں چٹانیں اگر آئیں تو ہٹا دے

ہیں بادۂ توحید سے سرمست ہوں ساقی
ہاں اور ذرا اور ذرا اور پلا دے

یہ عشقِ محمد کا مریض ازلی ہے!
حسان کو للہ نہ دارو دے شفا دے!

طوفان ۲۹ نومبر ۱۹۶۲ء

امیر البیان حسان الحیدری

صدائے گنبد

غلمان الاحرار شورش کشمیری کے نام!

گر درہ کو ہے یہ شکوہ آسمان گستاخ ہے
مغبچوں کو ہے گلہ پیرِ مغاں گستاخ ہے

شاتمِ ملت ہے اسماعیل کی امت تمام
دیو کے بندوں کا ہر پیر و جواں گستاخ ہے

جس پری چہرہ کی شوخی پر بخاری مر مٹے
لوگ کہتے ہیں وہ شاہِ گلرخاں گستاخ ہے

حیف اس بازار کا قوال شاعر بن گیا
وائے طوطی کا بھی اندازِ بیاں گستاخ ہے

چھیڑ کر کشمیر کے "ہاتو" برہمن زاد کو!
شاہِ اقلیمِ صحافت کی زباں گستاخ ہے

کہ گیا احمد رضا کو ایک "پنڈت" بدزبان
اور پکار اٹھا ہے ہر بھگتو کہاں گستاخ ہے

وہ مسلماں کو کہیں مشرک تو یہ توحید ہے
میں زباں کھولوں تو کہتے ہیں زباں گستاخ ہے

شاہدِ بازار اب مخدومِ ملت ہو گیا
قائدِ احرارِ امت "بدزباں گستاخ ہے"

مست کر دیتی ہے یہ تھانہ بھون کی خانہ ساز
اس لیے تھانے کا ہر اشرف خاں گستاخ ہے

مفتی بے ریش ہے ریشاؤں سے شکوہ سنج
ریش کو شکوہ ہے یہ زلفِ بتاں گستاخ ہے

کہہ رہا تھا کل یہ تارا سنگھ کا ہم زلف ایک کا یک احرار کی یہ ماکیاں گستاخ ہے
باعث رسوائی دین حنیفہ" ہے وہی! جو سمجھتا ہے کہ یہ سارا جہاں گستاخ ہے
فیض سے جس کے ہوئے ہیں خوشہ چیں اہل ہنر جو چلائے اس پر تیر البسی کماں گستاخ ہے
شرم سے آنکھ اور دل غیرت سے خالی ہو گیا
شورش احرار اک آوارہ گالی ہو گیا

(امیر البیان سہروردی ملتان) طوفان ۲۳ نومبر ۱۹۶۲ء

گردش ایام کے آگے نہ جھک

دشنہ دشنام کے آگے نہ جھک
تیشہ الزام کے آگے نہ جھک
گنبد خضراء سے ہی وابستہ رہ!
شوکت اہرام کے آگے نہ جھک
عاشق احمد ہیں غدار وطن!
اس خیال خام کے آگے نہ جھک
نعرہ باطل سے حق دبتا نہیں
شورش و کہرام کے آگے نہ جھک
دشمن اسلام صالح بن گئے!
اس نئے الہام کے آگے نہ جھک
وہ تو ابن الوقت ہیں بدلیں گے یوں
پرتو صبح و شام کے آگے نہ جھک
مرد حق بیں اسوہ شبیرؓ دیکھ
خطرہ انجام کے آگے نہ جھک
جنگ کے اعلان سے گھبرا نہیں
صلح کے پیغام کے آگے نہ جھک
یہ تو ناموس نبی کا ہے حریف
مفتی اسلام کے آگے نہ جھک
ٹکڑے ہو جائے گی باطل کی "چٹان"
دفتر اوہام کے آگے نہ جھک
ہاں پرستار طوائف سے نہ ڈر!
نطفہ گمنام کے آگے نہ جھک
وہ تو گستاخ در محبوب ہے
مرد نا فرجام کے آگے نہ جھک
جس کا نعرہ ہے کہ "بندے ماترم"
اس مواد خام کے آگے نہ جھک
چھوڑ کر مردان حق کا راستہ
طفل خاص و عام کے آگے نہ جھک
دین قیم کی صداقت کے امین!
ناروا احکام کے آگے نہ جھک

جرأت شبیر سے کچھ کام لے ! بندۂ حکام کے آگے نہ جھک
حق پرستوں کا بھی دور آجائے گا
گردشِ ایام کے آگے نہ جھک

امیر البیان سہروردی ملتان۔ از طوفان ٢٣ نومبر ١٩٦٢ء

ہفت رنگ

نہ وفا ہے نہ محبت کا چلن ہے ساقی
لب پہ بس نازِ ستمگر کا سخن ہے ساقی

کیا کوئی فتنۂ تاتار کہیں سے اُٹھا؟
وقت کے ماتھے پہ اک بل ہے شکن ہے ساقی

"مردِ مومن" کی زباں پر ہے ربیعہ کی صفت
اور سراپائے بُتِ سیمیں ذقن ہے ساقی

اس کے ابریشمی ہونٹوں پہ لکھا کرتا ہے
تیرے اسلام کی تفسیر ب فن ہے ساقی

اہلِ دنیا کے قصائد تیرے بندوں کا گلہ
اس زمانے کے ادیبوں نا چلن ہے ساقی

دین فروشوں کو ہے توحید کی مسند حاصل
حق پرستوں کے لئے دار و رسن ہے ساقی

بندگانِ ہوس "ارشاد" کے منبر پہ مکیں
اور "شاہیں" کی جگہ زاغ و زغن ہے ساقی

ہم کو "گاندھی" کے پرستار بھی غدار کہیں
ہائے کیا فیصلۂ اہلِ فتن ہے ساقی

اہلِ زمزم کو "یہ توحید" سے عاری جانیں
جن کی تقدیر میں ہی گنگ و جمن ہے ساقی

اس کو "صیاد" نے غدار کی گالی دی ہے
اشکِ خونیں سے بھلا جس کے چمن ہے ساقی

یہ جو ہے "مفتیٔ بے ریش" میں سچ کہتا ہوں
بندۂ لات و ہُبل عبدِ وثن ہے ساقی

تیرے ناموس پہ مرنے کی قسم کھائی ہے
تیرے دیوانوں کے کاندھوں پہ کفن ہے ساقی

مجھ کو بطحا کی قسم ارضِ حرم کی سوگند
میرے دل میں تو بس حُبِّ وطن ہے ساقی

میں وطن دوست ہوں تخریب سے کیا کام مجھے
نہ ہی کچھ دبدبۂ دار و رسن ہے ساقی

وہ ہیں غدار جو "شورش" کو بہت چاہتے ہیں
ان سے ہی خطرہ میں اب نظمِ چمن ہے ساقی

ان سے کہہ دو کہ رہیں امن سے یا جائیں نکل
اُن کی زد میں میری تقدیرِ وطن ہے ساقی

میرے گھر میں میرے آباد پہ کریں "سب و شتم"
ہائے کیا ظلم ہے! کیا طرزِ سخن ہے ساقی

تیرے عارض کی یہ سُرخی ہے کہ صبحِ تاباں
تیری پیشانی کہ سورج کی کرن ہے ساقی

میری ہر بات شگفتہ میرا انداز نیا
یہ ترے درویش کا اعجاز اکہ فن ہے سائی

امیر البیان سہروردی ملتان۔

(طوفان ۷ نومبر ۶۲ ۱۹ء)

ہر لفظ سردار رقم ہو کے رہے گا!

دیوبند کا پامال علم ہو کے رہے گا
اللہ کا بریلی پہ کرم ہو کے رہے گا
ابرار بریلی کی دعاؤں کے اثر سے
بت خانہ دیوبند حرم ہو کے رہے گا

ناموس رسالت پہ دلیوں کے کفن تک
جو ہاتھ بھی اٹھے گا قلم ہو کے رہے گا
اٹھیں گے بہت شور زباں خانوں سے لیکن
شیرازۂ اسلام بہم ہو کے رہے گا!
ہاں نیچا دکھانے کے لئے دین حسن کو
جو سر بھی ذرا اٹھے گا خم ہو کے رہے گا
گاندھی سے تیرے مشائخ نے عہد کیا تھا
ہر بندہ حق عبد صنم ہو کے رہے گا
ابرار بریلی کو جو وہ کہتے ہیں غلامی
دنیا پہ یہ الزام علم ہو کے رہے گا
ہم خون سے لکھیں گے اکابر کی کہانی
ہر لفظ سردار رقم ہو کے رہے گا
طوفان نے اگر کھول دیئے راز نہفتہ
بدنام زمانہ پہ دھرم ہو کے رہے گا
طوفان اڑا دے گا پٹھانوں کا یہ قلعہ
تعداد میں جو بیش ہے کم ہو کے رہے گا

اللہ نے تاثیر بیاں مجھ کو عطا کی
دنیا پہ عیاں زور قلم ہو کے رہے گا

(طوفان) ۲۳۔ نومبر ۱۹۶۲ء

اعلانِ حق

ہر حال میں حق بات کا اعلان کریں گے
ہم پیروی حنبلؒ و نعمانؒ کریں گے
یوں عشق کی تکمیل کا سامان کریں گے
اس جان دو عالم پہ فدا جان کریں گے
ہم عزت و ناموس محمد کے پرستار
ہم دلولۂ عشق کا اعلان کریں گے
وہ دن بھی کبھی آئے گا ارباب حکومت
غدار و وفادار میں پہچان کریں گے

ہم اہلِ جنوں اور جھکیں موت کے آگے
ہم جب مرے موت پہ احسان کریں گے

لہرائیں گے بت خانوں پہ اسلام کے پرچم
کچھ اور فزوں قوتِ ایمان کریں گے

بھارت کے وفادار نمک خوار وہابی
کب تک وہ یہاں شورشِ ہیجان کریں گے

واللہ وہ دن آئے گا دیوبند کے ملّاں
خود اپنے صنم خانوں کو ویران کریں گے

از سوادِ اعظم ۱۴۔ نومبر ۱۹۶۲ء

ابلیس کی اولاد کا پھر چڑھ گیا پارا

روباہ نے اللہ کے شیروں کو ابھارا
ابلیس کی اولاد کا پھر چڑھ گیا پارا

چاہوں تو ابھی موڑ دوں "گنگا کی یہ لہریں"
جوتوں سے عبور ان کا میں کر سکتا ہوں دھارا

ہے نجد کے گرداب میں دیوبند کی نیّا
مل سکتا نہیں اس کو سلامت کا کنارا

تھک ہار کے بیٹھے ہیں بڑے گھاگ وہابی
جب ہی تو ہے بے ریش سپوتوں کو ابھارا

معلوم ہے اب شورش کو نچاتے ہیں مداری
کٹھ پتلی کو ملتا ہے پس پردہ اشارا

جامے میں سماتا نہیں کیوں ؟ بات کا فرعون
ڈالوں گا بہت کچھ اسے اشعار کا چارا

اتنا نہ اچھل نجد کی شہتیر کے کیڑے
موجود ترے سر پہ دلائل کا ہے آرا

ہم نے اگر اک تیر بھی ترکش سے نکالا
میداں میں رہنے کا نہیں لشکرِ دارا

گدّی سے نکل جائیں گی طرار زبانیں
جب ہم نے سرِ عام صداقت کو پکارا

دُھلتے نہیں باتوں سے کبھی عیب کے دھبے
کس نے ہے سیاہ رنگ کو پوڈر سے نکھارا

جس سمت کو ملّاح نے اب موڑ دی کشتی
اس سمت کا مدت ہوئی ڈوبا ہے کنارا

تاریخ پہ خود اپنی ذرا ایک نظر ڈال
تھا کون جو انگریز کا ڈھوتا رہا گارا؟

تھا کون جو انگریز کو کہتا رہا رحمت
کس نے کیا گوروں کے وظیفے پہ گذارا؟

انگریز کے جاسوس تھے سارے ترے آبا
دیتا ہے جنہیں زورِ قلم کا تو سہارا

کہا حجۃ الاسلام وہی ہے ترا رہبر؟ — گستاخ نبیؐ بن کے جو کرتا رہا گذارا
مرزا کے لئے کھول دیا بابِ نبوت — بتلاؤ یہ ہے حجۃ الاسلام تمہارا
کیا تجھ کو بھلا عشقِ پیغمبرؐ سے سروکار — ہے پیر ترا نجد کی آفات کا مارا
دنیا کو کسی بات میں الجھانے کی خاطر — لندن کی طرف دستِ سوال اب بھی پسارا
تو زور خطابت میں بڑھا آگے وہاں تک — ہیں تیرے قدم اور جہنم کا کنارا
انگریز کے جاسوس نکل جائیں وطن سے — یہ قوم ہماری ہے یہ ہے ملک ہمارا

صارم انہیں کہہ دو کہ نہ ہوں حسن پہ نازاں
بے پردہ ہوا رخ تو گرا رخ تمہارا

صارم ملتانی

ماخوذ از طوفان ۷ رنومبر ۱۹۶۲ء

اے قصرِ دیوبند

مغرور رہا اپنے ستونوں پہ تو ہر چند اے قصر دیوبند — معمار نے بنیاد میں ہے تیری بھرا گند اے قصر دیوبند
بانی ترے کرتے رہے بھگوان کو خورسند اے قصر دیوبند — اجڑا ہے یہاں علم بخارا و سمرقند اے قصر دیوبند
توہینِ محمدؐ کا تجھے ٹھیکہ ملا ہے، کیوں جھوم رہا ہے؟ — ہے زہرِ ہلاہل تو سمجھتا ہے جسے قند اے قصر دیوبند
تھا کہے، مدینے کے مقابل وطن نجد پر اس کو ہوا وجد — جس روز سے تو اس کا بنا بارِ شکر قند اے قصر دیوبند
مانا کہ تجھے راس نہیں آتا مدینہ، سینے میں ہے کینہ — لیکن تیری امّت ہے پرستارِ بری چند اے قصر دیوبند
توہینِ نبیؐ، کذبِ خدا، شرک کا بہتان، یہ ہیں ترے سامان — مردوں کے لئے تیرے، درود اور دعا بند اے قصر دیوبند
امداد نہیں لیتے نبیؐ اور ولی سے، جلتے ہیں انہیں سے — گاندھی سے مدد لیتے ہیں لیکن ترے فرزند اے قصر دیوبند
اللہ کے بندوں سے تو رکھتے ہیں یہ نفرت، کیا ہے یہ حقیقت — نہرو کی محبت میں ہے جکڑا ہوا ہر بند اے قصر دیوبند

یہ تھا تری تعلیم ترے فضل کا دفتر۔ صارم نے کیا سر
ہے کوئی ترے حلقہ بگوشوں میں خردمند اے قصر دیوبند

صارم ملتانی

(ماخوذ از طوفان ۷ رنومبر ۱۹۶۲ء)

جوابِ آں غزل

گذری ہے اس بازار ہی میں جس کی زندگی
ہم کو سنا رہا ہے وہ "باتیں" کھری کھری

عقل و شعور سے جو سراسر ہے خود تہی
دینے لگا ہے ہم کو وہی درسِ آگہی

چہرے پہ جس کے حسنِ فرنگی کی ہے جھلک
کرنے لگا ہے اب وہ بیانِ سیرتِ نبیؐ

ہاتھوں میں لے کے پرچمِ گستاخئ رسولؐ
کرنے لگا ہے دہر پہ ظاہر شناوری

جھانکا نہ اس نے اپنے گریباں میں کبھی
آئی نظر نہ اس کو کبھی اپنی کافری

میں پوچھتا ہوں اس سے کہ اے بانئ فساد
کب سے ملی ہے تجھ کو سندِ علمِ دین کی

دوں گا ضرور تیرے سوالوں کا میں جواب
سن لے تو پہلے غور سے اک میری بات بھی

"پرشاد" مندروں کا بتا کون کھا گیا
ہندو کی مہر کس کی جبیں پر بتا لگی

بھارت کی جے کے نعرے لگاتا رہا ہے کون
خود سوچ کس نے بیچی ہے شرعِ پیمبری

آزادئ وطن کا مخالف بتا تھا کون
تھی کانگرس کے ساتھ بتا کس کی دوستی

نہرو کو "یارسول" بتا کس نے تھا کہا
روندی تھی کس نے سوچ رسالت کی برتری

نانوتوی پہ کفر کا فتوے لگے نہ کیوں
کیونکر یہ مان لیں کہ مسلماں ہیں تھانوی

کس نے کہا ہے "بابِ نبوت" نہیں ہے بند
کی قادیانیوں کی بتا کس نے رہبری

دیئے ہیں اہرمن کے زمانے میں کس نے گیت
کس نے نبی پہ اس کی دکھائی ہے برتری

کرتا ہے کون ذکرِ حبیبِ خدا کو بند
گاڑی ہے کس نے توپ بتا شرک و کفر کی

کس نے سکھائی ہے تجھے توہینِ مصطفٰے
سیکھے ہیں تو نے کس سے یہ آدابِ کافری

کس نے بنا ہے گنبدِ خضریٰ کو بت کہا
کس نے جہاں میں عام کی ہے رسمِ کافری

تھا کون جو گرانے لگا تھا مزارِ پاک
کن کے دلوں سے سوچ کہ شرمِ خدا گئی

دشنام ہے ہمارے لئے نام دیو کا
تعریف اہرمن کی کریں کیوں بریلوی!

میں کیا کہوں تجھے کون شہیدانِ بالاکوٹ
اچھی طرح ہے اہلِ حقیقت کو آگہی!

ے محمد بن عبدالوہاب نجدی۔

گستاخئ رسول پہ مارا گیا تھا کون — ہاں دستِ اہل دین سے شہادت کسے ملی

احمد علی کی ہمسری ہو کیوں تجھے پسند! — تجھ کو تو مصطفیٰؐ سے ہے دعوئے ہمسری

بیشک نہیں ہے انور و محمود کا جواب — جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

گمراہیوں میں کب ہے کوئی ان کے ہم مثال — دنیا کو جو دکھاتے رہے راہِ گمرہی

ہم وارثِ سموم و خزاں ہی سہی مگر! — تم سے ملی ہے کون سے پھولوں کی تازگی

ہم فتنہ و فساد کے خوگر سہی مگر! — تم نے تو چھین لی ہے[1] ہزاروں کی زندگی

انسانیت کے نام پہ دیتے ہو گالیاں؟ — اس پر بھی کہہ رہے ہو برے ہیں بریلوی

ننگے ہوئے ہو خود ہی شرافت کے نام پر — تہذیب و شرم تم میں ذرا بھی نہیں رہی

پھیلائے فتنے ختمِ نبوت کی آڑ میں — کرتے ہو نام امن پہ تم فتنہ پروری!

چندے بٹورتے ہو نبوت کے نام پر — تم کر رہے ہو نام نبیؐ پر گداگری

کرتب دکھا کے بازی گری کے سٹیج پر — کرتے ہو کس کمال سے تم پیٹ پروری

نعروں سے ہے امیرِ شریعت کوئی بنا — راس آگئی کسی کو خطابت کی ساحری

تیرا وجود ننگِ صحافت ہے سر بسر — رسوا ادب کو کر رہی تیری شاعری

وہ سیلِ حق بریلوی کہتے ہو تم جسے! — روکے گی کیا "چٹان" بھلا اس کو کفر کی

افضل کا کوئی شعر بھی نشتر سے کم نہیں
وہ جانتا ہے کیا ہیں ادا ہائے شاعری

(افضل کوٹلوی)

منشی شورش کی کتاب چہ قلندرانہ گفتم کے ص۳۴ کی نظم کے جواب میں۔

کھری کھری یا ہری ہری

یہ اشعار کتاب چہ قلندرانہ گفتم کی نظم فی سبیل اللہ فساد کا جواب ہیں۔ جو وظیفہ خوران لارڈ ہیسٹنگ کی عبرت کیلئے کافی ہیں۔

اچھا نہیں ہے شیوہ تکدیر و دشمنی — چھیڑا ہے تو نے خود ہی تو سن لے کھری کھری

---

[1] اگر علمائے دیوبند کانگرس کا ساتھ نہ دیتے تو تقسیم ملک کے وقت مسلمانوں کا عظیم جانی و مالی نقصان نہ ہوتا۔

ہم کو سنا نہ پاکیٔ داماں کی داستاں — پنہاں نہیں ہے قوم سے کچھ تیری مسٹری

ندھی جی بنا ہے خدا تیرا اور دھا طواف گاہ — نہرو سے ساز باز ہمیشہ بری رہی ! !

سکھوں کے ہاتھ بیچ دی مسجد شہید گنج — خونِ حرام سے ہوئی ہے پرورش تیری

ادرار پہ بھی تو نے کئے خوب ہاتھ صاف — دیوبندیوں کو لوٹنے کی اب ہے ٹھان لی

میں پوچھتا ہوں تجھ سے زر و سیم کے غلام — یہ نظم کتنے دام میں تیار کی گئی !

ب عمرؓ کا عشق ہے دل میں ترے کہاں — کی تو نے ہندوؤں کی لڑکپن سے چاکری

اسلام سے شناسا ہے کب تیرا خاندان — تبلیغِ دین تیرے مقدر میں کب ہوئی

کس منہ سے نام لیتا ہے، شیرِ خدا کا تو — او بے حیا ہے پیشہ ہی جب تیرا آذری

مانگی ہیں ڈر سے جیل میں تو نے معافیاں — بھولی نہیں ہے قوم کو تیری تہوری !

ہے مستحق پرچم فاران کس طرح — ہے داغدار چادر عصمت ابھی تری

ہے ناز تجھ کو اپنے ادب پہ بہت مگر — رکھ دوں گا ساڑھے پھونک کے میں تیری شاعری

لازم ہے برہمی میں بھی قابو حواس پر — پرچم سے کیا تعلق در ربطِ شنادری !

الفاظ سوقیانہ ، ہے بود تیرا بیاں ! — سیکھا ہے کس نقال سے فن مسخوری !

نکالا تھا کانگرس سے ابھی کل تو کھا کے جوت — آئی نہ کام کچھ تیرے، بزی سپہ گری

کھا کر نمک ہمارا - ہمیں سے مقابلہ ! — محسن کشی کی رسم ہے ورثہ میں کیا ملی

ڈرتے نہیں ہیں شورشِ باطل سے اہلِ حق — رُخ پھیر دیتے ہیں یہ تھپیڑوں کا آج بھی

ہم جانتے ہیں قلعے جو تو نے کئے ہیں سر — ہم پر عیاں ہے خوب تری " لاتِ پنجگی "

ہے لب پہ ذکر حیدرؓ و فاروق گر تو کیا — وضع و لباس سے تو ٹپکتی ہے " کافری "

الزام اور حضرت " شیخ الحدیث " پر — دکھلائی تو نے خوب ہے اپنی کمینگی

نانوتوی و قاسمی و تھانوی کا پاس — لیکن ہے غوث پاکؒ کی اُلفت سے دل تہی

احمد علی سے پیار ہے احمد رضاؒ سے بیر — یہ رسم دین پروری ہے یا کہ دین کشی !

کی حرف گیری قاسمی کے شور پر نہ کیوں — صدیق کے بیان پہ تنقید کیوں نہ کی !

لائل پور تھا مرکز شر و فساد کب — پھیلائی تو نے آکے یہاں پر ہے ابتری

شعروں سے تو نے اپنے اُچھالا ہے خوب گند — عاری ہو جو ادب سے وہ ہذیاں ہے شاعری

کرتا اگر تو دونوں فرقوں کو انتباہ — ہم بھی سمجھتے پھر تو اسے عدل گستری

تھی امن و اتحاد کی اس وقت احتیاج
بھڑکائی تو نے آتش تفریق اور بھی!
سوچا نہ یہ کہ اصل فسادی ہے ان میں کون
آئے نظر تو آئے ہیں تجھ کو "بریلوی"
فتوے نہ دیکھے شرک کے دیوبندیوں کے کیوں
افسوس اس طرف نہ کیوں تیری نظر گئی
مذہب سے کام کیا تجھے! تو اپنا کام کر
لے عیش، لوٹ قوم کو، جیبوں میں دام بھر

(حامد الوارثی)

منظور ہے گذارش احوال واقعی
کیا خوب کی ہیں حضرت شورش نے بے نقاب
تھے پاس ہی امیرِ جماعت جناب کے
کھولے گئے ہیں ان کی قباؤں کے پیچ و خم
شبلی پہ اور حمید فراہی پہ مدتوں
کس دست کفر باز کے یہ سب قتیل ہیں
سب ان کو جانتے ہیں یہ بندے تھے دیو کے
وہ دیکھئے جماعت علمائے باوقار
تھا یہ خوشی میں نعرۂ مستانہ زیر لب
عمرے کہ با حدیث و لقرآں گذشت و رفت
یہ سن رہا ہوں حلقہ بگوشانِ نجداب
ناداں ہیں کفر و شرک کی رسموں پہ سب کے سب
اونچی سی وہ دکان ہے جو دیوبند میں
ہے پانچ لاکھ جس کا بجٹ ایک سال کا
سجادہ ہائے رشد و ہدایت کی آڑ میں
اقبال نے کہا ہے جنہیں دین سے بے خبر
یہ کھا رہے ہیں دین فروشی کی روٹیاں
تھے کون لوگ "لارڈ کلایو کے خانہ زاد"
معلوم یہ ہوا ہے ہمیں رازدار سے

کہتے ہیں لوگ مجھ کو یہے از بریلوی
انجان بن کے اپنی ہی باتیں ذرّی ذرّی
ان سے ہی پوچھ لیتے تھے حالا سرسری
ماری گئی ہے ان کو بھی تکفیر کی چھری
کس کس نے آزمائے ہیں فن سپہ گری
کس ابر کفر بار کی بجلی یہاں گری
رہتی تھی ان کے ہونٹوں پہ تکفیر کی تری
اک رہنما کی راکھ پہ ریوڑی چڑھا گئی
اللہ رے بانیاز جبینوں کی خودسری
اکنوں نثار جلوۂ تہلائے آذری!
بھارت میں اب تو کرنے لگے ہیں مجاوری
ان عالموں کے دین کا شیوہ ہے بت گری
ہنستا ہے جس کی رفعت باطل پہ مشتری
کرنے لگے ہیں جس کے گدا بھی سکندری
مرغے اڑا رہے ہیں کلاغوں کے لالچی
اتری تھی جن پہ جبیل میں آیت نبی [illegible]
بکتی ہے اس دکان پہ شرع پیمبری
کچھ اپنے دل میں خود ہی کریں اس کی منصفی
تھے ایک چھوٹے [illegible] فرنگی کی [illegible]

کہتے ہیں چند لوگ کہ اکبر تھا اس کا نام — اشرف علی سے تھا اسے زعم برادری
شاید اسی کے فیض سے سرکار با وقار — دیتی تھی بھائی جان کو بھی ماہانہ اشرفی

یہ "دست غیب" لطف خدا کا بہانہ تھا — تھی اس "حکیم قوم" کی حکمت ہی دوسری
شاید بتا سکیں اسے تھانہ بھون کے شیر — جاری رہی ہے کتنے دنوں تک نوکری

یوں کاروبار شرک فروشی پہ نور تھا — یوں کر رہے تھے شرع پیمبر کی چاکری
ان ہادیانِ قوم کے جوہر تھے بے مثال — کس کو بھلا ہو ان سے مجال سخن وری

تھا کوئی چھوٹا بھائی رسالت مآب کا — حاصل ہوئی تھی کس کو عمل میں برابری
پڑھتے تھے جن کے نام پہ اہل صفا درود — کلمہ تھا جن کے نام کا ذکر سحر گہی

آپس میں صرف ایک الیکشن کی دیر تھی — تھے جیتنے ہی والے نشست پیمبری
کیا لا سکے گا دہر میں ان کا کوئی جواب — کس طرح سے جتائے گا ایسوں پہ برتری

"غالب نثار دیو بشورش گذاشتیم" — کو شد قتیل غنج و دلال رخ پری
ان پہ اڑاؤ پرچم فاروق ذی وقار — ان کو سکھا سکو تو سکھا دو شناوری

ایسوں کے سامنے تو شرافت کا نام لو — اور ہو سکے تو لے کے بڑھو تیغ حیدری
میں جانتا ہوں تم سے نہ خنجر اٹھے نہ تیغ — لے دے کے رہ گئی ہے قلم کی قلندری
شورش سے سیکھیے شیوۂ الحادیت کوئی — ہے جس کے دم سے کفر کی کھیتی ہری بھری

یہ عزم یہ ارادہ یہ آہنگ دست خیز — یہ دل کے ولولے یہ نواہائے شاعری
اہل فسوں کے آئینہ خانے میں بیٹھ کر — پھینکیں گے آپ دین کے پتھر پہ کنکری
دنیا میں اہل دین کو رہِ حق سے روکنے — شورش ہزار بار اٹھی خود ہی مٹ گئی
اے تاجدارِ گنبد خضریٰ تیرے نثار — بخشی ہے سے ہمیں تو نے آگہی

نکلیں گے ارض نجد سے شیطانوں کے سینگ
اٹھے گا اس زمین سے فتنہ کبھی کبھی

نومبر ۱۹۶۲ء چٹان — رئیس احمد بستوی مبارک پور اعظم گڑھ

نگارشات صابر براری

اے شر پسند شورش و مفسد و منتری — تیری تو ساری کھوٹی تھیں اب سن کھری کھری
بدعت پسند کہتا ہے ان کو زبان دراز — فصلِ بہار جن کے ہے دم سے ہری بھری
سُنّی سوادِ اعظم اسلام اب بھی ہے — تعداد جس کی خلق میں (اسّی؟) ہے فی صدی
فرمایا مصطفٰے نے جسے جنّتی گروہ — حقا کہ سنیوں کی جماعت ہے یہ وہی!
اصحاب و اہلِ بیت و آئمہ اولیاء — لاریب اہلِ سنت و ابرار تھے سبھی
تاریخ میں ہیں سُنّی بزرگوں کے تذکرے — آئینہ ہیں حقیقتِ حالاتِ واقعی!
ٹکراتا ہے پہاڑ سے کیوں بدنصیب تو — تیری چٹان کی تو ہے بُنیاد پھُس پھُسی
ہر شعر پہ دیں گے ہم تجھے دندان شکن جواب — ہر گام پر لگائیں گے ہم ضربِ حیدری
کر دیں گے ننگے خود ہی عقائد تجھے تیرے — رکھ دیں گے دھجیاں وہ اُڑا کر تیری ابھی
کافر گری کی رسم تیرے ہی دھرم میں ہے — تیری چٹان ہی میں ہے آئینِ بُت گری
گُستاخ شانِ مصطفوی مثلِ ابولہب — خیبر سے بڑھ کے نجد کا فتنہ ہے کشتی
تھے خانہ زاد لارڈ کلایو کے چار یار — ضامن نانوتوی و گنگوہی اور تھانوی!
انگریز کے غلام تمہارے امام تھے — روندی گئی ہے جن کے عماموں کی برتری
انگریز کا مجاہد نقلی بنا تھا کون — تھا کون بھاڑ کھاؤ بنارس کا ایلچی
سکھوں سے مار کھا کے گیا بالاکوٹ کون — کس نے بناؤ جنگ مسلمانوں سے لڑی
گُھٹنے کی موت مارا گیا کون جنگ میں — تیر قضا نے کس کی رگ جسم کھول دی
ارباب دیوبند تھے برٹش کے فضلہ خوار — پاتے تھے ماہوار یہ رقمیں بڑی بڑی
شیطان کا سینگ نکلے گا نجد و حجاز سے — ہے یہ حدیث پاک رسالت مآب کی
علامہ شامی لکھتے ہیں اپنی کتاب میں — ہے نجدی فرقہ اصل میں اولادِ خارجی
پھیلائی شیخ نجد نے ہے کیا کیا شیطنت — سر مونڈھے عورتوں کے دم جنگِ زرگری
ڈھائے ہیں کس نے دیکھ مزاراتِ اصفیاء — روضہ کو بُت کدہ ہے لکھا کس نے اے شقی
تقلید کو قرار دیا اس نے ناروا — کہتا تھا اہلِ حق کو وہ مشرک و بدعتی
کہتے ہو لاڈ انور و محمود کا جواب — ہاں گمراہی میں دونوں کے ہمسر نہیں کوئی

احمد علی کی ذات پہ تنقید ناپسند
گستاخیٔ رسول مگر تجھ کو بھا گئی!

کس نے حسنؓ حسینؓ کو باغی کہا ہے دیکھ
کس نے کتاب مدحِ یزیدی میں ہے لکھی

لکھا ہے ایک کھرّے نے اپنی کتاب میں
مختار ہی نہیں رہا ...... محمدؐ ہو یا علیؑ[۲]

کس نے لکھا ہے مر کے وہ مٹی میں مل گئے
کس نے لکھا حضورؐ کو گاؤں کا چودھری

کس نے لکھا یہ دیکھ لے تحذیر الناس میں
بڑھ جاتے ہیں عمل میں نبی سے امتی!

ع۲ نانوتوی و گنگوہی انگریز کی ایجنٹی میں مجاہدین ۱۸۵۷ء سے لڑتے رہے (تذکرۃ الرشید ص۷۵) اور تھانوی کو چھ سو روپے ماہوار انگریز جاسوسی کا ملتا تھا۔ (مکالمۃ الصدرین ص۹)۔

کس نے کہا بہ شانِ رسالت مآبؐ میں
صدقے میں دیوبند کے اردو بھی آ گئی

ہے کون مدعی کہ بڑے بھائی ہیں حضورؐ
کرتا ہے کون دعوئے شانِ پیمبری

میلادِ مصطفٰےؐ تو کنھیا کا ہے جنم
جائز ہے تیرے دین میں ہاں گاندھی جینتی

جائز و پاک نعمتِ ربانی چھوڑ کر
زاغِ سیاہ کھانے میں سمجھی ہے بہتری

ہے شربتِ سبیلِ محرم تجھے حرام
جائز ہیں کھیلیں پوریاں لیکن ہنود کی

علمِ نبی کو جس نے بہائم سے دی مثال
خارج ہے دینِ حق سے وہ بے شک جہنمی

حکام و لیڈروں سے مراسم کی آڑ میں
دکھلاتے ہیں عوام کو یہ رعب گیدڑی

علمائے سُو ہیں کون؟ ہیں علمائے دیوبند
فتنوں سے جن کے دین میں پھیلی ہے ابتری

مکر و فریب ہو چکے سب ان کے آشکار
نجدی و دھرم کی پول جہاں بھر میں کھل گئی

رسوا تو خود ہی اپنے عقائد سے ہو چکا
کیا اب بھی منہ دکھانے کی صورت تری رہی

دیں گے یقیناً اینٹ کا پتھر سے ہم جواب
جوتوں کی بھوت باتوں سے مانے بھی ہیں کبھی

صابر نے کی ہے نظم حقیقت خدا گواہ
مطلق نہیں مراد نواہائے شاعری!

سوادِ اعظم ۲۸ نومبر ۱۹۶۲ء

ضربِ یدُاللّٰہی

او شورشِ بدبخت او بندہ بھر تری — اب سن لے ہم سے بھی ذرا باتیں کھری کھری
تو بھی وہی ہے اور ہیں ساتھی تیرے وہی — گاندھی کے ساتھ جو رہے کرتے ہری ہری
تیری زبان و فکر میں نفرت کا ہے زہر — نس نس میں ہے ازل سے تری شیطنیت بھری
تو وہ ہے جس نے سینکڑوں بچے کئے یتیم — تو وہ ہے جس کو مامتا اب تک ہے رو رہی
گولی کا تو نشانہ ابھی تک نہ بن سکا — پنہاں نہیں ہے قوم سے تری سپہ گری
دامن ہے تیرا سرخ شہیدوں کے خون سے — تو وہ ہے جس نے ملک میں پھیلائی ابتری
تو وہ ہے جو خلاف تھا اس ارضِ پاک کے — تو نے ہمیشہ گاندھی کی چمچہ گیری ہے کی
نسبت ہے تجھ کو کیا بھلا خیر الانام سے — صورت ہی جبکہ ہے تری اہلِ ہنود سی
تو عالمانِ دین پر کرتا ہے اعتراض — دیکھا نہ اپنے آپ کو اللہ رے بے حسی
ننگا بھلا تو کیا کرے گا ہم کو بے حیا — تو خود ہی ننگِ دیں ہے اور مقہور و لعنتی
تری حیا و شرم کا دامن ہے تار تار! — رگ رگ میں تری ہے بھری بس فتنہ پروری
تو قوم کو ہے کر رہا آمادۂ فساد!! — تعزیرِ جرم پر بھی نہ تیری نظر گئی
تو وہ ہے جس نے قوم کو لوٹا ہے بار بار — دکّان فریب و دجل کی ہے تیری شاعری
تو جنس ہے وہ برسر بازار جو بکے!! — جس نے بھی پیسے دیئے اُس نے خرید کی
کرتا رہا شکار تو مذہب کی آڑ میں! — جیبوں پہ ڈاکہ ڈالنا خوبی تیری رہی
کس منہ سے دوسروں کو کہتا ہے دیں فروش — ناموسِ دیں خود ہندوؤں کو تو نے بیچ دی
ہے شور و شر و شورشِ پیہم تیرا وجود — کافی ہے جس کو ایک ہی ضربِ یدُاللّٰہی
ملّت کے ماتھے پر ہے تو ٹیکہ کلنک کا — آلودہ ہے غداریوں سے تیری زندگی
بہتان باندھتا ہے تو شیخ الحدیث پر — او بے حیا کمینہ و کذاب و مفتری
تو اُن کو کافر ساز کا فتوے ہے دے رہا — زندہ ہے جن کے فیض سے رسمِ قلندری
ہیں گستخ بریلوی کہتا ہے بے حیا! — شاید کہ تیرا آگیا ہے وقت آخری
ہمسری نبیؐ کا ہے کوئی بنتا تو تو ہے خوش — کرتی ہے سیخ پا تجھے مُلّا کی ہمسری!

مانا کہ تو ہے سرکش و چالاک و فتنہ کیش
پاؤں تلے میں روندوں گا تیری یہ خودسری

بیٹھا تھا یا کھڑا تھا تو شیشے کے سامنے
جب نظم فتنہ بیز یہ تیار کی گئی

اب بھی نہ دی زبان کو تو نے اگر لگام
ویران کر کے رکھ دوں گا میں تیری زندگی

اب بھی نہ آیا باز تو بے باکیوں سے گر
صائم کسر نکال دے گا پھر رہی سہی

(محمد ابراہیم صائم لائلپوری)

موج سیلاب

نہ کیجئے بخدا چھیڑ خانیاں مجھ سے
ادب ہے شرط نہ کھلوائیے زباں مجھ سے

نہ تھانوی ہوں نہ نجدی نہ دیوبندی ہوں
مگر کسی کی حقیقت نہیں نہاں مجھ سے

بہت دنوں سے شیاطین کا ایک گروہ عظیم
بگھارتا چلا آتا ہے شیخیاں مجھ سے

ہر اک منافق و فتنہ پسند و فتنہ طراز!
یہ جانتا ہے زمانہ ہے بدگماں مجھ سے

مگر یہ سوچ رہا ہے ہر اک ضمیر فروش
کہ دین میں ہوں ہویدا تباہیاں مجھ سے

میں ان کے مکر و فریب و ریا سے واقف ہوں
منافقین ازل سے ہیں سرگرداں مجھ سے

غلام سرور کونین ہوں خدا کی قسم!
اڑیں گی کفر و ضلالت کی دھجیاں مجھ سے

مجھے کسی کے برا ماننے کی فکر نہیں!
مگر خفا نہ ہوں آقائے دو جہاں مجھ سے

حضور سے بھی جو گستاخیوں کے عادی ہوں
وہ لوگ کیوں نہ کریں بدکلامیاں مجھ سے

ہر ایک انہیں سے زیر زمیں پڑا ہے مگر
یہ چاہتا ہے ملے جھک کے آسماں مجھ سے

بزعم خود جو شریعت کے پاسباں ہیں آج
نظر ملائیں وہ گمراہ ہستیاں مجھ سے!

مجھے ہے شان رضائے بریلوی معلوم
قریب تر ہے بریلی کا آستاں مجھ سے

انہیں کے دم سے ہے قائم وقار دین مبین
چھپی ہوئی نہیں انکی بلندیاں مجھ سے

میں اک غلام غلامان مصطفےٰ ہوں موج
گریں گی خرمن باطل پہ بجلیاں مجھ سے

نوری کرن بریلی دسمبر ۱۹۶۲ء

عزم بالجزم

قسم خدا کی مسلماں بنا کے چھوڑوں گا
تیرے قلم نے لگائی ہے آگ ملت میں
مذاق تو نے اڑایا ہے اہلسنت کا
تیرے غرور کی ہانڈی کو رکھ کے چولہے پر
نفاق و بغض کا بیج بو دیا ہے تو نے
وہ ہاتھ جس میں سر شار جام آتا ہے
تیرے مقام سے واقف ہیں خوب اہل نظر
چلائے تیر چٹانوں کی آڑ سے تو نے
تجھے خبر ہی نہیں کیا ہے خانقاہوں میں
زمانہ جان گیا تیری فتنہ انگیزی
جو آگ تو نے لگائی ہے ملک ملت میں
تمام عمر گذاری ہے تو نے چندوں پر
تیری زبان و قلم ہے کلید بھارت کی
تیرا دماغ فلک پہ چڑھا دیا کس نے
تیری نظر میں خودی کا کوئی جواز نہیں
ابھی تو صرف ہے پہلا جواب شاعر کا
ملا ہے حکم مجھے بارگاہ رحمت سے

در رسول پہ تجھ کو جھکا کے چھوڑوں گا
میں تیرے کفر کی شورش دبا کے چھوڑوں گا
تجھے بھی ایک تماشہ بنا کے چھوڑوں گا
میں تیری دال کو بالکل جلا کے چھوڑوں گا
یہ تیرا خرمن مستی جلا کے چھوڑوں گا
اسی ہتھیلی پہ سرسوں جما کے چھوڑوں گا
غلط مقام سے تجھ کو ہٹا کے چھوڑوں گا
تیری چٹان پہ راکٹ چلا کے چھوڑوں گا
خدا نے چاہا تو اک دن بنا کے چھوڑوں گا
یہ میرا عزم ہے فتنہ دبا کے چھوڑوں گا
اسے میں اپنے قلم سے بجھا کے چھوڑوں گا
تیرا افسانہ میں سب کو سنا کے چھوڑوں گا
یہ راز قوم کو اپنی بتا کے چھوڑوں گا
تیرے دماغ کا کیڑا جھڑا کے چھوڑوں گا
تیری نگاہ سے پردہ ہٹا کے چھوڑوں گا
تجھے تو خون کے آنسو رلا کے چھوڑوں گا
سر غرور کو تیرے جھکا کے چھوڑوں گا

انشاء اللہ تعالیٰ

عیش شاہجہاں پوری بہادل نگر

سواد اعظم ۱۴ نومبر ۱۹۶۳

صورِ قیامت

"منافقینِ ملّت کے نام"

ہوئی ہیں دین میں پیدا تباہیاں تم سے
خزاں رسیدہ ہے ملّت کا گلستاں تم سے

بڑے عروج پہ ہیں بدکلامیاں تم سے
جسے ہوں سیکھنا سیکھے وہ گالیاں تم سے

زمانہ جانتا ہے شاتمِ رسول ہو تم !
اسی لئے تو مسلماں ہیں بدگماں تم سے

ہے ایسی کونسی گالی جو تم کو یاد نہ ہو
جہاں میں شاذ ہی نکلیں گے بدزباں تم سے

رہو گے نجد کی وادی میں یوں ہی آوارہ
ہے دور شاہِ مدینہ کا آستاں تم سے

خدا گواہ کہ تخریب کی بنا تم ہو
ہے انتشار میں تنظیمِ کارواں تم سے !

دروغ، فتنہ، فریب و فساد، مکر و دغا
بڑے فروغ پہ ہیں یہ تباہیاں تم سے

کبھی ہو غیر مقلد، کبھی وہابی ہو !
منافقوں میں ہیں کم شاطرِ جہاں تم سے

زمانے بھر کے مسلماں بنا دیئے مشرک
گری ہیں گلشنِ ملّت پہ بجلیاں تم سے

یقین ہے کہ تباہی ہے اُس کی قسمت میں
کہ جس گروہ کے ہوں میرِ کارواں تم سے

میں یہ ہوں وہ ہوں میں ایسا ہوں اور ویسا ہوں (ق)
سنی ہیں ایسی بہت لنترانیاں تم سے

مگر زمانے کا یہ فیصلہ مسلّم ہے !
کہ کم ہی نکلیں گے گستاخ و بدزباں تم سے

اگر یقین نہ ہو پوچھ لو یہ عامر[۱] سے !
ہیں دیوبند میں کچھ اور بدزباں تم سے

(امید رضوی) (نوری کرن بریلی جنوری ۱۹۶۳ء)

---

۱ واقعی مولانا مدنی نے اپنی کتاب "شہابِ ثاقب" میں مہذب گالیاں دی ہیں۔ (عامر عثمانی)

پس نقاب

یہ قوم کے معمار یہ اس دور کے مُلّا
بربادکن و فتنہ گرو سرکش و چالاک

عادات و خصائل میں ہیں ابلیس کے پیرو
اور خود کو بتاتے ہیں غلام شہ لولاک

تھی نانِ جویں ہی پہ گزر شاہِ اُمم کی
اور قورمہ و ماہی و مرغ ان کی ہے خوراک

تھی ایک ردا پوششِ سرکار مدینہ
مُلّا کی مگر اطلس و کمخواب ہے پوشاک

کھاتے ہیں غریبوں کے پسینے کی کمائی
یہ چور یہ مفسد یہ ریاکار یہ سفاک

ہیں ان کے لیۓ عید فسادات کے ایام
رکھتے ہیں بپا حشر تہ گنبدِ افلاک

مجنوں ہو کوئی تو یہ آسیب بتا کر
آیات بھی پڑھتے ہیں بھگانے کیلئے دھاک

کہتے تھے مقابر کی زیارت کو جو بدعت
وہ آج سمجھتے ہیں مزارات کو املاک

در پردہ بزرگوں کی نیازوں پہ گزر ہے
ظاہر میں نیازوں کی برائی میں ہیں بیباک

خود آج ہیں وہ کذب میں اور مکر میں یکتا
کل تک جو بتاتے تھے ان افعال کو ناپاک

اسلام کو یوں بیچ رہے ہیں سرِ بازار
جیسے کوئی قلاش جواری کوئی املاک

پہنچے ہوئے انسان ہیں یہ ان پہ عیاں ہیں
تقدیر کے اسرارِ خفی عقل کے پیچاک

کہتے ہیں کہ ہم مست مئے عشق ہیں لیکن
کیفیت وجدان ہے ممنونِ رگِ تاک

نخوت میں تکبر میں رعونت میں ہے ثانی
نمرود نہ فرعون نہ شداد نہ ضحاک

مذہب بھی نیا ان کی شریعت بھی نئی ہے
ہے عالم ہستی میں وجود ان کا خطرناک

ہے قوم فروشی پہ گزر ان کی شب و روز
اور قوم ہے بدحال و پریشان و جگر چاک

یہ عظمتِ دینِ شہدا بیچ رہے ہیں
مُلّا نہیں ابلیس ہیں ولایہ ناپاک !

اس قسم کے ملاؤں سے اللہ بچائے
مذہب کا جنہیں علم نہ توفیق نہ ادراک

از جناب موج بدایونی۔ رسالا نوری کرن بریلی نومبر ۱۹۶۲ء

صنم خانہ دیوبند

باب غیرت کو ہوئے کون گرانے والے
بیوہ خانے میں مریدوں کو بچانے والے

کون سے شیخ تھے شیخی کے جتانے والے
مرتے دم بیوی کو سمجھانے بجھانے والے

مرے مرنے کا کوئی رنج نہ لانا دل میں
تم کو کافی ہیں ابھی عیش کرانے والے

جمع کر کر کے [ع] روپے خود میری بیوہ کے حضور
جو بھی لائیں گے وہ ہیں میرے گھرانے والے

عالم نزع میں کس نے یہ نصیحت کی تھی
کون تھے اپنے مریدوں کو سکھانے والے

محل شیخ کی چلمن کو اٹھائیں تو سہی
دھجیاں جیب و گریباں کے اڑانے والے

دھوکا از دو کے نہیں بس میں اس کی عصمت
وہ تو ہیں مکر کا طوفان اٹھانے والے

آج پھر ارض مقدس پہ یزیدی ظالم
آ گئے خون سے مسلم کو نہانے والے

بے جھجک دیو کے بندوں نے کہا ہے دشنام
خواہش نفس کا منتر ہیں پڑھانے والے

بلبلاتا ہے جہاں فقر وہیں ہیں نجدی
سرخ چھینٹوں سے دوکانوں کو سجانے والے

دیکھ لو اپنے ہی آئینوں میں اپنی صورت
عکس خود بولیں گے انگریز کے گھرانے والے

راکھ گاندھی کی اٹھائی تو سرو پا ننگے
کون آزاد ہیں نہرو کو منانے والے

ہر گھڑی اس کی طاعت میں جھکانا گردن
ہم ہیں یہ سنی اسلام بتانے والے

تم نہیں جانتے طاعت میں نبی کی رہنا
سر اٹھاتے بھی نہیں اپنا جھکانے والے

اس کے محبوب کی طاعت ہے اسی کی طاعت
تم ہو محبوب سے شیطان کو بڑھانے والے

تم موحد ہو رسولوں سے تمہیں کیا نسبت
سر کو ہم روضۂ خضرا پہ جھکانے والے

ڈھول کا پول ضیاء کھول نہ دم بھر کے لئے
خود ہی جل جائیں گے سب آگ لگانے والے

ضیاء المتین ملتان۔ سواد اعظم ۲۸ نومبر ۱۹۶۲ء

ع دیکھو تنبیہات وصیت تھانوی صفحہ ۲۔

نعرۂ رسالت

لگائیں اہلِ ایماں جب کبھی نعرہ رسالت کا
تو منظر دید کے قابل ہے پھر غیروں کی حالت کا

تڑپتے ہیں وہ اُس دم ماہیِ بے آب کی مانند
اثر یہ ہے رسولِ پاک سے بغض و عداوت کا

نبی کے عاشقوں کو مشرک و بے دین کہتے ہیں
محمدؐ کی وِلا کو نام دیتے ہیں یہ بدعت کا

جو پہنچے لامکاں تک اس کو بھی خالی بشر کہنا
نتیجہ دیکھ لیجئے گا ذرا فہم و ذکاوت کا

بڑھا لو داڑھیاں لمبی کرو دن رات تم سجدے
نہیں کچھ فائدہ بے حُبِّ احمدؐ اس عبادت کا

پڑھایا جس نے ہے کلمہ اسی کے بے ادب بن کر
نمونہ بن رہے ہو دوستو اپنی شرافت کا

انہیں تو رحمۃ اللعالمین قرآن کہتا ہے
بنا پھرتا ہے تو لاکھ پھر مُنکر کرامت کا

انگوٹھے چوم کر دیکھو ذرا نام محمدؐ پر
مزہ تم کو بھی مل جائے گا پھر اس کی حلاوت کا

درودِ پاک پڑھنے سے تڑپتے دیکھے ہیں
تو بخشا جائے گا پھر کس طرح مُنکر رسالت کا

پڑیں گے جان کے لالے بہت روؤ گے محشر میں
بندھا جس دم جبیں پر آپ کا سہرا شفاعت کا

ترے کہنے سے ان کی شان تو کچھ کم نہیں ہوتی
مزا مل جائے گا تجھ کو مگر ہاں تیری طینت کا

مرے دل کو گناہوں کا بھلا کیوں خوف ہوتا ہے
بھروسہ ہے مجھے محشر میں جب ان کی شفاعت کا

محمد ایاز اصغر شاہین ڈسکوی

سوادِ اعظم ۲۸ نومبر ۱۹۶۲ء

بازار کی شورش

دھندلکوں سے نگاہِ پاک بیں دھندلا نہیں سکتی
کبھی فتنوں کی شورش ہم پہ غالب آ نہیں سکتی

اذانِ بتکدہ ہے کھوکھلی توحید کا نعرہ
یہ گمراہی مرے ایمان کو بہکا نہیں سکتی

کئی بوجہل اٹھے خنجرِ کذب و ریا لے کر
مگر روحِ رسالت پر ۔ ضرب آ نہیں سکتی

وہ شورش فتنہ انگیزنے کی پرورش جس کی
غلامانِ محمدؐ سے کبھی ٹکرا نہیں سکتی

یہ میرا فیصلہ جا کر سنا دو کورِ باطن کو
بصیرت شب کی تاریکی میں ٹھوکر کھا نہیں سکتی

یہ کب دامن کے بازار میں تمرد کی شورش
براہیمی صداقت کو کبھی جھٹلا نہیں سکتی

جہالت کے ہیں جن کی آنکھ پہ پردے ان اندھوں کو
خدا کی معرفت بھی آئینہ دکھلا نہیں سکتی

نئے فتنوں کی شورش کو مقید کر نہ لے جبتک
میری دہلیز سے اٹھ کر ندامت جا نہیں سکتی

فضائے امن میں ہاں زلف شورش کو لٹکنے دو ذرا
بلندی پہ یہ سولی دیر تک لہرا نہیں سکتی

چٹان اس کو زمانہ کہہ رہا ہے کس لیے آخر
میرے شیشے کی دیواروں سے جو ٹکرا نہیں سکتی

تڑپ کر کٹ مرے ہم لوگ ناموس رسالت پہ
ہماری زندگی کو موت بھی ٹھکرا نہیں سکتی

ہم اہل حق حسینؓ ابن علیؓ کے دست بیعت ہیں
کبھی نوک سناں پر بھی ہمیں نیند آ نہیں سکتی

خدا کا فیصلہ ہے سومنات کفر کی شورش
کبھی محمود کے مدمقابل آ نہیں سکتی

زمین کیا آسمانوں کے بھی سینے چیر دیتے ہیں
ہم اہل حق چٹانوں کے بھی سینے چیر دیتے ہیں

مولانا محمود الرحمٰن

"طوفان" ملتان ۲۳ جنوری ۱۹۶۳ء

اخیار کے گستاخ

○

مقہور ہوئے واحد قہار کے گستاخ
ملعون بنے احمد مختار کے گستاخ

صدیق کے فاروق وفادار کے گستاخ
رسوا ہوئے عثمان پرانوار کے گستاخ

مرحب کا گھمنڈ ان کو کسی کام نہ آیا
مغلوب ہوئے حیدر کرار کے گستاخ

مداح یزید اب بھی ہیں شبیر کے باغی
مشہور ہیں عباس علمدار کے گستاخ

اللہ کے مقبول نبی ہوں کہ ولی ہوں
گستاخ یہ سب کے ہیں نہ دو چار کے گستاخ

برگشتہ رہے گنبد خضریٰ سے ہمیشہ!
کعبے سے پھرے سیّد ابرار کے گستاخ

احرار تو ہیں تو ہیں حلقہ بگوشان محمدؐ
احرار ہوئے پھر کیسے احرار کے گستاخ

رکھتے ہیں جو سینوں میں عداوت کے جراثیم
بن جائیں ولی کیسے وہ اخیار کے گستاخ

ماری گئی مت ان کی کہ الجھے ہیں رضا سے
مفسد نہ ہوں کیوں ایسے بکوکار کے گستاخ

ہے عرضِ رضا عرضِ محمد کا وفا یہ — اعداء رضا ہیں شہ ابرار کے گستاخ
صارم یہ ہوا فتنۂ گستاخ کا انجام
بے ریش کی امت بنے اخیار کے گستاخ

صارم ملتانی

احوال واقعی

میں نہیں کہتا فلاں ابن فلاں گستاخ ہے — اس قبیلے کا ہر ایک پیر و جواں گستاخ ہے
شاتم اسلاف ہیں کُل دیو بندی لا کلام — سر بسر اہلِ تو ہیت کی زباں گستاخ ہے
شورش شوریدہ سر کی شوخیٔ گفتار پر — لوگ کہتے ہیں یہ ظالم بیگماں گستاخ ہے
حیف بد انجام بازاری مبلّغ بن گیا — وائے فتنہ گر کا اندازِ بیاں گستاخ ہے
چھیڑ کر گل رخانِ مجلسِ احباب کو — ایک شاعر کی زبانِ نکتہ داں گستاخ ہے
نشہ آور ہے تو بّب کی شراب خانہ ساز — مبغچوں کا ذکر کیا پیر مغاں گستاخ ہے
وہ جہاں چاہیں جسے چاہیں اسے کافر کہیں — ہم پہ یہ تہمت کہ طبعِ بیکراں گستاخ ہے
کچھ مُنقطع جھالروں کو مقبتانہ روپ میں! — یہ شکایت ہے کہ دستِ ناتواں گستاخ ہے

باعث رسوائی دین خلیفہ ہو گیا
شیخ لاہوری بھی آوارہ لطیفہ ہو گیا

سواد اعظم ۲۸ نومبر ۱۹۶۲ء

مسلمانو سنو تم گرچہ ہوں گی مختلف آراء — مگر پاؤ گے اطمینان ہوں گی مجتمع آراء
جہاں دیکھا یہی بے اطمینانی ہی نظر آئی — سر یہ و قیصر و کسریٰ در پرویز اور دارا
اگر اطمینان ہوتا شاہی میں تو ان کے ہاں ہوتا — مگر بے ہاں بھی وہ بے اطمینانی معرکہ آراء
مُوحِّد بننے ہی میں گر سکوں ملتا تو اے یارو — وہ شیطان لعین کیوں ایسے پھرتا بھاگتا مارا
یہ اطمینان اگر ملتا فقط تشریک و تبدیع سے — تو اسماعیل اور گنگوہی پاتے مِنْ وَعَنْ سارا
یہ اطمینان اگر ملتا فقط سبّ و شتم ہی سے — تو بولہب اور شورش اس کو پاتے مِنْ وَعَنْ سارا
مگر یہ تو غلامانِ محمدؐ ہی کی دولت ہے — کوئی غیر اس کو کیا پائے پھرے مارا وہ بیچارہ

غلامانِ محمدؐ کی غلامی جس کو حاصل ہے
وہی ہے باسکوں نے شہ سکندر اور نے دارا

سنا میں نے کہ شورش کے ہیں مرشد گولڑہ والے
پر اس کی شومیٔ قسمت نے نہ کوئی اس کا کیا یارا

اگر شورش بزعمِ خود مہذب اور مومن تھا
تو اس بدبخت کو کیوں ہے انہوں نے در سے دھتکارا

صدا آئی یہ میرے قبلۂ عالم کی تربت سے
معمہ تھا بڑا مشکل ہوا حل سارے کا سارا

چہ سود از راہبر کامل تہی دستان قسمت را
کہ خضر از آبِ حیوان تشنہ می آرد سکندر را

سمجھ میں آگئیں اس بندۂ صاحب کی سب چالیں
عیاں سب حال ہیں بالکل جو کھلا پول ہی سارا

سمجھ لیتے ہیں سُنّی انکر الاصوات سے انکو
نشکل میں جو بن جائے گدھا بھی شیر ہی سارا

مربّی تو بلاشک آدمی بننا ہے گرگے کا
نہیں کب گرگ نے اپنے مربّی کو دہن مارا

سنبھل لو وقت ہے اچھا رہو گے ورنہ پچھتاتے
نہ مانے جب تو پھر مذنب کا کافی ہوگا اک ارا

(جناب محمد حسین صاحب مذنب)
(سواد اعظم ۲۸ نومبر ۱۹۶۲ء)

مسلک احمد رضا علیہ الرحمہ کوئی مٹا سکتا نہیں

میں کبھی تبلیغ دین سے باز آسکتا نہیں
کوئی باطل رعب ناحق سے ڈرا سکتا نہیں

کوئی شورش کوئی ایجنٹ کوئی ہندو کا غلام
سُنّیوں کے نام کو بٹہ لگا سکتا نہیں

ایک شورش کیا ہزاروں شورشیں گر ہوں مگر
مسلک احمد رضاؒ کوئی مٹا سکتا نہیں

میں نے دیکھے ہیں ہزاروں دیوبندی مولوی
اعلحضرتؒ کے مقابل کوئی آسکتا نہیں

متفق اہلِ نظر میں اُن کے استدلال پر
ہاں مگر شورش سے جاہل کو یہ بھا سکتا نہیں

اولیاء کا یہ تعرف ہے وہابی دیکھ لے
اُن کے در پہ بے ادب گستاخ جا سکتا نہیں

لاکھ چاہیں لاکھ چیخیں لاکھ ہم جیسا کہیں
مصطفےٰؐ کا مرتبہ کوئی گھٹا سکتا نہیں

صرف وحدت ہی نہیں کافی رسالت کے بغیر
بے وسیلے مصطفےٰؐ کے رب کو پا سکتا نہیں

حق پرست ہوں حق پرستوں کی حمایت میرا کام
طالبِ زر کو کبھی خاطر میں لا سکتا نہیں

ہو عقیدت پیر صاحبؒ گولڑہ سے؟ سب فریب
اُن کے پیروکار شورش مانا جا سکتا نہیں

رات دن پرخاش رہتی تھی وہابی سے انہیں
منحرف ان کو بریلی سے بتا سکتا نہیں

اہلِ سنت کا رہے گا بول بالا حشر تک
اُن کو اُس بازار کا شورش دبا سکتا نہیں

کھو چکے ہیں یہ متاعِ دینِ احمدؐ مصطفیٰ
دیو کے بندوں کو ہرگز ہوش آ سکتا نہیں

صدرِ پاکستان پر کھل جائے گر رازِ دروں
بھارتی جاسوس کَیِّب پھر تو آ سکتا نہیں

غوثِ اعظم قدس سرہٗ آئیے بہرِ خدا امداد کو!
دین پر حملوں کی احمدؔ تاب لا سکتا نہیں

جناب غلام قطب الدین صاحب احمد اشرفی برکاتی۔

(ماخوذ از سوادِ اعظم ۲۸ نومبر ۶۲ ۱۹ء)

سرِ راہے

"ابلہانِ دیابنہ کے نام"

اُلجھ رہی ہیں کچھ ابلیس زادیاں مجھ سے
یہ چاہتی ہیں کریں چھیڑ خانیاں مجھ سے

نہ کہہ سکا ہیں عدوے رسول کو مسلم
اسی لئے تو ہیں یہ بد کلامیاں مجھ سے

ہر ایک خطرۂ شیطان سے بچایا ہے
رواں ہے دین کی راہوں پہ کاروان مجھ سے

اس عہدِ نو ہیں سکھایا وقارِ دیں میں نے
ملے ہیں دینِ محمد کو پاسباں مجھ سے

نہ کر سکا کبھی توہینِ مصطفےٰؐ برداشت
اسی لئے تو ہو تم اب بھی سرگراں مجھ سے

میں جانتا ہوں تمہاری حقیقتیں کیا ہیں
تمہارا کونسا رُخ ہے جو ہے نہاں مجھ سے

نہ بھولے ہو گے ابھی تم کو یاد تو ہوں گی
شکستیں کھائی ہیں تم نے کہاں کہاں مجھ سے

یہ دیوبندی ادب بس تمہیں مبارک ہو
نہ سُن سکے گا کبھی کوئی گالیاں مجھ سے

اگر فروغ پہ ہیں بد زبانیاں تم سے
تو ہے عروج پہ تہذیب کا نشاں مجھ سے

خزاں نصیب ہو تم اور ہے خزاں تم سے
بہار مجھ سے ہے تنظیم گلستاں مجھ سے

نقیبِ عظمتِ سرکارِ دوجہاں ہوں میں!
عیاں ہے عظمتِ سرکارِ دوجہاں مجھ سے

(سرکوب کے سرشکن قلم سے)

(رسالہ نوری کرن بریلی دسمبر ۱۹۶۲ء)

تمیز حق و باطل مصطفیٰؐ کی مدح خوانی ہے

درود اس نام پر جس سے احد کا راز ہے پیدا
سلام اس ذات پر جس سے دلوں میں ناز ہے پیدا

تمیز حق و باطل مصطفیٰؐ کی مدح خوانی ہے
نبی کی شان کا انکار ذلت کی نشانی ہے

نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے وہ شان مصطفائی کو
نہ بھولے گی کبھی تاریخ جن کی کج ادائی کو

پسند آئے انہیں کیونکہ بھلا تعظیم پیغمبر!
جنہیں محبوب ہے سو جان سے تکریم راجندر

مسلمانوں کا خون ہے آج بھی جن کی قباؤں پر
ہے گریباں آب تک چشم حرم جن بے وفاؤں پر

ہے غداری کا جن کی مشرقی پنجاب فریادی
ہے جن کی بے رخی پر نوحہ خواں کشمیر کی وادی

قیام ملک پاکستان سے جن کو عداوت ہے
بتان ہند سے جن کی رہ و رسم محبت ہے

جنہوں نے یکہ و تنہا سدا اسلام کو چھوڑا!
رسول اللہ اور اللہ کی الفت سے منہ موڑا

سمجھ جاؤ سمجھ جاؤ قیامت ہونے والی ہے
تمہاری پارسائی کی شہادت ہونے والی ہے

جو نہرو کے پجاری ہیں ہمیں مشرک بتاتے ہیں
خدا کی شان ہے ارشاد جھوٹے منہ کو آتے ہیں

مولانا سید ارشاد علی ارشاد کوشن نگری
ماخوذ از سواد اعظم ۱۴ / نومبر ۱۹۶۲ء

لگا رہے ہو جو دشنام لو ہو کے ڈھبے
جہاں میں کوئی نہیں بڑھ کے بدزبان تم سے

دیار لالہ و گل میں لگائی تم نے آگ
بپا چمن میں ہے ہنگامۂ فغاں تم سے

بجھا رہے ہو وطن کی محبتوں کے چراغ
بچھڑ رہے ہیں اخوت کے کارواں تم سے

تمہارے لب پہ ہمیشہ ہے ذکر لات و منات
بڑے عروج پہ ہے رسم کافراں تم سے

ہے ساز باز تمہاری ہنود سے جاری
اسی خطا پہ ہے سرکار بدگماں تم سے

خدا کا خوف ہے تم کو نہ ڈر قیامت کا
دیار پاک میں ہے شورش بتاں تم سے

وفا کے نام پہ لوٹا ہے تم نے یاروں کو
اسی لئے تو ہیں احباب سرگراں تم سے

ثبوت ہے نہ کوئی ہے دلیل دعوے کی
لکھی گئی ہے جہالت کی داستاں تم سے

وطن کے امن و امان کو کرو نہ تم برباد
فقط یہ چاہتے ہیں قوم کے جواں تم سے

بپاس امن وطن چپ ہے اب تلک افضل
نمٹ لے گا بہ یقیں کا یہ جواں تم سے

افضل کوثوی
سواد اعظم ۱۴ / نومبر ۱۹۶۲ء

عطائے او بہ لقائے او

اجڑ نہ جائے بہاروں کا گلستاں تم سے
کہ پا رہی ہے نئے رخ آج پھر خزاں تم سے

اے شاعر الحاد نہ ہو تیری زبان بند
الحاد کا پیغام زمانے کو دیے جا

توہین رسالت پہ گذارا ہے تمہارا
توہین رسالت کو یونہی عام کیے جا

کیا تیرا بگاڑیں گے بریلی کے مسلمان
کرنا ہے تجھے کام جو بے خوف کیے جا

کیا تجھ کو غرض جام سے عشق نبی سے
تر بادۂ اغیار شب و روز پیے جا

سر خم نہ ہو تیرا در محبوب خدا پر
دیوبند کی دہلیز پہ تو سجدے کیے جا

فطرت کے تقاضوں کی حسرت فکر ہے تجھ کو
اسلام کے سینے میں کئی چاک کیے جا

ہر وقت اٹھا ایک نیا فتنہ و دسن بس
جینا یہی جینا ہے اسی طور جیے جا

دارین کی دولت کی نہ کر فکر ذرا بھی
دیوبند سے ملتی ہے جو امداد لیے جا

شورش تیری ہستی پہ بڑا ناز ہے ہم کو
اسلام میں فتنوں کو یوں ہی عام کیے جا

از جناب افضل کوثر
سواد اعظم ۲۰ دسمبر ۱۹۶۲ء

دیوبند کے مصرعوں پر بریلی کی گرہ

از جناب افضل کوثر
از سواد اعظم ۲۰ دسمبر ۱۹۶۲ء

باعث شورش اسلام ہے فتنہ گر ہے
وہ جو کافر کو مسلمان کہے کافر ہے

قصر دیوبند کی بنیاد نہ ہلتی کیوں کر : !
ضربت حیدر کرار میرا جو ہر ہے

اب تو مانگے سے بھی چندہ نہیں دیتا کوئی
شور برپا کہ مجددوں کی نسل ابتر ہے

سیرت پاک پہ آیا ہے کرنے تقریر
دین اسلام کی پھٹکار مگر منہ پر ہے

چندہ ختم نبوت پہ اڑاتا ہے مزے
ہاں اسے مال اڑانے کا سبق ازبر ہے

یوں نہ دکھلائیں ہمیں آپ پرلیونکا غرور
ہم فقیروں پہ عیاں آپ کا پس منظر ہے

کشتۂ تیغ مسلمان کے "لیے بی" کی کیوں!
پشت بالپشت سے سرکار دوالابہ گر ہے

رات کو خواب میں بھی آکے ڈراتا ہے مجھے
یہ ہے رضوان کا ایڈیٹر کہ پری پیکر ہے

کیا تباؤں میں تمہیں حال حکیم امت — شہ رگ دین حنیفہ کے لیے خنجر ہے
سنگدل ہیں یہ بڑے کرتے ہیں توہین نبی — کفر آباد کے ہر فرد کا دل پتھر ہے
ہیں جو مصرعہ شورش پہ لگائی ہے گرہ — بدزبانوں کی رگ جاں کے لئے خنجر ہے

قطعات

توہین رسالت ہی جس کا شیوہ ہے — جس کے ضمیر پر ابلیس کا پہرہ ہے
ابن ابی منافق کی اولاد ہے

کفن کھسوٹ

اے فصل بہاراں میں چمن بیچنے والے — اے اپنا ضمیر اپنا چلن بیچنے والے
اے دن کے اجالے میں جنازوں کے نمازی
اے شب کی سیاہی میں کفن بیچنے والے

منافق

اے تن کے بڑے اجلے مگر قلب کے کالے — اے دشمن اسلام اے انگریز کے پالے
قدرت تجھے بوجہل سے کافر کی جگہ دے
توہین رسالت پہ کمر باندھنے والے !

غدّار

اے شاطر و عیار اے مکار اے بدخو — اے کاذب و غدار اے کم ظرف اے بدّو
اللہ رے حق بات پہ یک لخت خموشی
شیطان کی آواز پہ لبیک کہے تو !

(ناز بریلوی) — رسالہ نوری کرن جنوری ۱۹۶۳ء